تالیف

حضرت مولانا فضل محمد صاحب یوسف زئی دامت برکاتہم
استاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

جلد سادس

كتاب المغازي، الصيد، الأشربة، الأطعمة، الآداب، السلام

تحفۃ المنعم

اردو شرح

صحیح مسلم

جلد سادس

كتاب المغازي، الصّيد، الأشربة، الأطعمة، الآداب، السّلام

تالیف

حضرت مولانا فضل محمد صاحب یوسف زئی دامت برکاتہم
استاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر
مکتبۃ الشیخ
۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔
فون: 021-34935493

نام کتاب ــــــــــ تحفۃ المنعم اردو شرح صحیح مسلم، جلد ۶

تالیف ــــــــــ حضرت مولانا فضل محمد صاحب یوسف زئی دامت برکاتہم

ضخامت ــــــــــ ۶۷۶ صفحات

اشاعت اوّل ــــــــــ رجب ۱۴۳۵ھ مئی 2014ء

ناشر ــــــــــ مکتبۃ الشیخ ۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵

ای میل ــــــــــ moa.pk@hotmail.com

ویب سائٹ ــــــــــ http://www.moa.com.co

نَضَّرَ اللهُ اِمْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا

(الحدیث طبرانی)

انتساب

میں اپنی اس محنت شاقہ کو اپنی مادرِ علمی اور عالمی مرکزِ علمی
جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کی طرف منسوب کرتا ہوں

جس کے سایۂ عاطفت میں

بندہ نے محدث العصر حضرتِ اقدس مولانا محمد یوسف البنوری رحمہ اللہ اور صدرِ مدرس
حضرتِ اقدس مولانا فضل محمد رحمہ اللہ سواتی سے احادیثِ مقدسہ کی سند حاصل کی۔

فضل محمد یوسف زئی

حضور جن جنگوں میں شریک رہے انکی تعداد 27 ہے آٹھ میں لڑائی ہوئی

کمپوزنگ: اظہار الحق

بسم الله الرحمن الرحيم
وَمِنْ مَذْهَبِي حُبُّ النَّبِيِّ وَكَلَامِهِ
وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشَقُونَ مَذَاهِبُ
روزِ محشر ہر کسے با خویش دارد توشہ
من نیز حاضر میشوم "تشریح" مسلم در بغل

فہرست مضامین

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کتاب المغازی

غزوات کا بیان

صحیح مسلم کے بعض شارحین نے یہاں پر کتاب المغازی کا عنوان قائم کیا ہے میں نے بھی یہ عنوان قائم کیا کیونکہ آیندہ کتاب الامارۃ تک اکثر غزوات کا نام لیکر امام نووی نے عنوانات قائم کیے ہیں تو اس ترتیب میں بہت فائدہ ہے لہٰذا یہاں کتاب المغازی کا عنوان بہت مناسب ہے منۃ المنعم شرح مسلم میں کتاب المغازی کا عنوان ہے۔

باب کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ہرقل یدعوہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرقل کو دعوتی خط

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٤٦٠٤ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ، قَالَ ابْنُ رَافِعٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ، أَخْبَرَهُ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيهِ، قَالَ: انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّامِ إِذْ جِيءَ بِكِتَابٍ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ يَعْنِي عَظِيمَ الرُّومِ، قَالَ: وَكَانَ دَحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهِ، فَدَفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ بُصْرَى إِلَى هِرَقْلَ، فَقَالَ هِرَقْلُ: هَلْ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَدُعِيتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ، فَأَجْلَسَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَقُلْتُ: أَنَا، فَأَجْلَسُونِي بَيْنَ يَدَيْهِ، وَأَجْلَسُوا أَصْحَابِي خَلْفِي، ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهِ، فَقَالَ لَهُ: قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هَذَا عَنِ الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: وَايْمُ اللَّهِ، لَوْلَا مَخَافَةُ أَنْ يُؤْثَرَ عَلَيَّ الْكَذِبُ لَكَذَبْتُ، ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهُ فِيكُمْ، قَالَ: قُلْتُ: هُوَ فِينَا ذُو حَسَبٍ، قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ

قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: وَمَنْ يَتَّبِعُهُ؟ أَشْرَافُ النَّاسِ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ، قَالَ: أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، بَلْ يَزِيدُونَ، قَالَ: هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخْطَةً لَهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: تَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالًا يُصِيبُ مِنَّا وَنُصِيبُ مِنْهُ، قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قُلْتُ: لَا، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ لَا نَدْرِي مَا هُوَ صَانِعٌ فِيهَا، قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا أَمْكَنَنِي مِنْ كَلِمَةٍ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهِ، قَالَ: فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لَهُ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ، فَزَعَمْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو حَسَبٍ، وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي أَحْسَابِ قَوْمِهَا، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ كَانَ فِي آبَائِهِ مَلِكٌ، فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ، وَسَأَلْتُكَ عَنْ أَتْبَاعِهِ أَضُعَفَاؤُهُمْ أَمْ أَشْرَافُهُمْ، فَقُلْتَ: بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، فَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ يَذْهَبَ فَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَهُ سَخْطَةً لَهُ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، وَكَذٰلِكَ الْإِيمَانُ إِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ الْقُلُوبِ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذٰلِكَ الْإِيمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّكُمْ قَدْ قَاتَلْتُمُوهُ فَتَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُونَ مِنْهُ، وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُونُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ يَغْدِرُ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ لَا يَغْدِرُ، وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا فَقُلْتُ: لَوْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: بِمَ يَأْمُرُكُمْ؟ قُلْتُ: يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ، قَالَ: إِنْ يَكُنْ مَا تَقُولُ فِيهِ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ، وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، وَلَمْ أَكُنْ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ، وَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَأَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ، وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ، قَالَ: ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ، سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ، وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، وَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ، وَ (يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ) فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ عِنْدَهُ وَكَثُرَ اللَّغَطُ، وَأَمَرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا، قَالَ، فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِينَ خَرَجْنَا: لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، إِنَّهُ لَيَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ، قَالَ: فَمَا زِلْتُ مُوقِنًا بِأَمْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ سَيَظْهَرُ، حَتَّى أَدْخَلَ اللهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ

مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوسفیان نے اسے رو برو خبر دی کہ میں اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان مدت معاہدہ کے دوران شام کی طرف چلا۔ ہم شام میں قیام پذیر تھے کہ بادشاہ روم ہرقل کی طرف رسول اللہ ﷺ کا خط لایا گیا جسے حضرت دحیہ کلبیؓ لائے تھے۔ پس انہوں نے یہ بُصریٰ کے گورنر کے سپرد کیا اور بُصریٰ کے گورنر نے وہ خط ہرقل کو پیش کیا تو ہرقل نے کہا: کیا یہاں کوئی آدمی اس (ﷺ) کی قوم کا آیا ہوا ہے جس نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ نبی ہے۔ لوگوں نے کہا: جی ہاں! چنانچہ مجھے قریش کے چند آدمیوں کے ساتھ بلایا گیا۔ ہم ہرقل کے پاس پہنچے تو اس نے ہمیں اپنے سامنے بٹھایا پھر کہا: تم میں کون نسب کے اعتبار سے اس آدمی کے قریب ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے ابوسفیان کہتے ہیں میں نے کہا: میں ہوں۔ تو اس نے مجھے اپنے سامنے اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا۔ پھر اپنے ترجمان کو بلایا۔ پھر اس سے کہا: ان سے کہو کہ میں اس آدمی کے بارے میں پوچھنے والا ہوں جس کا گمان ہے کہ وہ نبی ہے۔ پس اگر یہ مجھ سے جھوٹ بولے تو تم اس کی تکذیب کرنا۔ ابوسفیان نے کہا: اللہ کی قسم! اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ یہ مجھے جھوٹا کہیں گے تو میں ضرور جھوٹ بولتا۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے پوچھو کہ اس کا خاندان تم میں کیسا ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں میں نے کہا: وہ ہم میں نہایت شریف النسب ہے۔ ہرقل نے کہا کیا اس (نبی ﷺ) کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بادشاہ بھی تھا؟ میں نے کہا: نہیں! ہرقل نے کہا: کیا تم اسے اس بات کا دعویٰ کرنے سے پہلے جھوٹ سے متہم کرتے تھے؟ میں نے کہا: نہیں! ہرقل نے کہا: اس کی اتباع کرنے والے بڑے بڑے (امیر وکبیر) لوگ ہیں یا کمزور غریب؟ میں نے کہا: بلکہ وہ کمزور لوگ ہیں۔ اس نے کہا: وہ زیادہ ہو رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں بلکہ وہ زیادہ ہو رہے ہیں۔ اس نے کہا: کیا ان میں کوئی اپنے دین سے اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد (آپ ﷺ سے ناراضگی کی وجہ سے) پھر بھی گیا ہے؟ (یعنی مرتد ہو گیا ہے) میں نے کہا: نہیں! اس نے کہا: کیا تم نے اس سے کوئی جنگ بھی کی؟ میں نے کہا: جی ہاں! ہرقل نے کہا: اس سے تمہاری جنگ کا نتیجہ کیا رہا؟ میں نے کہا جنگ ہمارے اور ان کے درمیان ڈول رہی۔ کبھی انہوں نے ہم سے کھینچ لیا اور کبھی ہم نے ان سے کھینچ لیا۔ (کبھی وہ غالب اور کبھی ہم) اس نے کہا: کیا وہ معاہدہ کی خلاف ورزی بھی کرتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں اور ہم اس سے ایک معاہدہ میں ہیں،

ہم نہیں جانتے وہ اس بارے میں کیا کرنے والے ہیں۔ابوسفیان کہنے لگے: اللہ کی قسم! اس نے مجھے اس ایک کلمہ (ہم نہیں جانتے وہ اس معاہدہ کے بارے میں کیا کرنے والے ہیں) کے سوا کوئی بات اپنی طرف سے شامل کرنے کی گنجائش نہیں دی۔ ہرقل نے کہا: کیا اس سے پہلے کسی اور نے بھی اس کے خاندان سے اس بات کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔اس نے اپنے ترجمان سے کہا: اس سے کہو میں نے تجھ سے اس کے خاندان کے بارے میں پوچھا اور تیرا گمان ہے کہ وہ تم میں سے اچھے خاندان والا ہے اور رسولوں کو اسی طرح اپنی قوم کے اچھے خاندانوں سے بھیجا جاتا ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا کیا اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے اور تیرا خیال ہے کہ نہیں! تو میں کہتا ہوں اگر اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ وہ ایسا آدمی ہے جو اپنے آباؤ اجداد کی بادشاہت کا طالب ہے اور میں نے تجھ سے اس کی پیروی کرنے والوں کے بارے میں پوچھا۔کیا وہ ضعیف طبقہ کے لوگ ہیں یا بڑے آدمی ہیں؟ تو نے کہا بلکہ وہ کمزور ہیں اور یہی لوگ رسولوں کے پیروکار ہوتے ہیں اور میں نے تجھ سے پوچھا کیا تم اسے اس دعویٰ سے قبل جھوٹ سے بھی متہم (تہمت زدہ) کرتے تھے؟ اور تو نے کہا نہیں! تو میں نے پہچان لیا کہ جو لوگوں پر جھوٹ نہیں باندھتا وہ اللہ پر جھوٹ باندھنے کا ارتکاب کیسے کرسکتا ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا کیا ان لوگوں میں سے کوئی دین میں داخل ہونے کے بعد (ان سے ناراضگی کی وجہ سے) پھر بھی گیا ہے؟ (یعنی مرتد ہو گیا ہے) تو نے کہا: نہیں اور اسی طرح ایمان کی حلاوت ہوتی ہے جب دل اس سے لطف اندوز ہو جائیں اور میں نے تجھ سے پوچھا کیا وہ زیادہ ہو رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ تو نے کہا: کہ وہ زیادہ ہو رہے ہیں۔تو حقیقت میں ایمان کے درجہ تکمیل تک پہنچنے میں یہی کیفیت ہوتی ہے۔میں نے تجھ سے معلوم کیا: کیا تم نے اس سے کوئی جنگ بھی کی؟ اور تو نے کہا: ہم اس سے جنگ کر چکے ہیں اور جنگ تمہارے اور اس کے درمیان ڈول کی طرح ہے کبھی وہ تم پر غالب اور کبھی تم اس پر غالب رہے اور رسولوں کو اسی طرح جتلا رکھا جاتا ہے پھر آخر کار انجام فتح انہی کی ہوتی ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا: کیا اس نے معاہدہ کی خلاف ورزی بھی کی؟ تو نے کہا: نہیں اور رسول اسی طرح عہد شکنی نہیں کرتے اور میں نے تجھ سے پوچھا: کیا یہ دعویٰ (نبوت) اس سے پہلے بھی (اس کے خاندان سے) کسی نے کیا: تم نے کہا: نہیں، تو میں کہتا ہوں اگر یہ دعویٰ اس سے پہلے کیا جاتا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ ایسا آدمی ہے جو اپنے سے پہلے کیے گئے دعویٰ کی پیروی کر رہا ہے۔ابوسفیان نے کہا: پھر ہرقل نے کہا: وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا: وہ ہمیں نماز، زکوۃ صلہ رحمی اور پاک دامنی کا حکم دیتے ہیں۔ ہرقل نے کہا: جو کچھ تم کہہ رہے ہو اگر یہ سچ ہے تو وہ واقعتاً نبی ہے۔اس نے کہا: میں جانتا تھا کہ اس کا ظہور ہونے والا ہے لیکن یہ گمان نہ تھا کہ اس کا ظہور تم عرب میں سے ہوگا اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میں ان تک پہنچ جاؤں گا تو میں ان کی ملاقات کو پسند کرتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو میں ان کے پاؤں مبارک دھوتا اور ان کی بادشاہت ضرور بالضرور میرے قدموں کے نیچے (میری بادشاہت تک) پہنچ

جائے گی۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا خط مبارک منگوا کر پڑھا۔ تو اس میں یہ (لکھا ہوا) تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے (یہ خط) بادشاہ روم ہرقل کی طرف۔ اس پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔ امابعد! میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کرلو، سلامت رہو گے اور اسلام قبول کرلے اللہ تجھے دوہرا ثواب عطا کرے گا اور اگر تم نے اعراض کیا تو رعایا کا گناہ بھی تجھ پر ہوگا اور اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو تمہارے اور ہمارے درمیان برابر (اتفاقی) ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں گے اور نہ ہمارے بعض دوسرے بعض کو اللہ کے سوا رب بنائیں گے۔ پس اگر وہ اعراض کریں تو تم کہہ دو گواہ ہو جاؤ کہ ہم مسلمان ہیں۔ جب (ہرقل) خط کے پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس کے سامنے چیخ و پکار ہونے لگی اور بکثرت آوازیں آنا شروع ہوگئیں اور اس نے ہمیں باہر لے جانے کا حکم دیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے اس وقت کہا جب کہ ہمیں نکالا گیا کہ اب تو ابن ابی کبشہ (رسول اللہ ﷺ) کی بات بہت بڑھ گئی ہے کہ اس سے تو شاہِ روم بھی خوف کرتا ہے اور اسی وقت سے مجھے ہمیشہ یہ یقین رہا کہ رسول اللہ ﷺ عن قریب غالب ہوں گے حتیٰ کہ رب العزت نے (اپنی رحمت) سے مجھے اسلام میں داخل کر دیا۔

تشریح:

"من فیه" یعنی منہ درمنہ خبر سنادی "فی المدة التی" اس مدت سے صلح حدیبیہ کی صلح کی مدت مراد ہے صلح حدیبیہ میں آنحضرت ﷺ نے جب کفار قریش کے ساتھ دس سال کے لیے صلح کر لی اور داخلی جنگوں سے فارغ ہوگئے تو آپ نے جزیرۂ عرب سے باہر کی دنیا کو دعوت اسلام دینا شروع کر دیا اس وقت دنیا دو بلاکوں میں تقسیم تھی ایک بلاک پر فارس کی حکومت تھی اور دوسرا بلاک روم کے قبضہ میں تھا، عرب بیچ میں تھوڑے سے قبائل رہ گئے تھے گویا آدھی دنیا پر کسریٰ کی حکومت تھی اور آدھی دنیا پر ہرقل کی حکومت تھی آنحضرت ﷺ نے ہرقل کے نام ایک خط روانہ کیا جس میں واضح طور پر اسلام کی دعوت تھی دوسرا خط آنحضرت نے پرویز کے نام پر لکھا پرویز نے آنحضرت کا خط پھاڑ دیا آنحضرت نے ان کو بددعاء دی تو اس کے بیٹے شیرویہ نے اس کو قتل کر دیا، پرویز نے زہر ہلاہل تیار کیا تھا اس پر لکھا تھا کہ یہ قوت باہ کی دوائی ہے شیرویہ نے اس کو پی لیا تو وہ بھی مر گیا پھر پرویز کی بیٹی ارمیدخت نے حکومت سنبھالی آنحضرت کے صحابہ نے فارس پر حملہ کر دیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص کے ہاتھوں ایوانِ کسریٰ فتح ہوگیا اور فارس کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا ہرقل اور روم کی حکومت کا قصہ اس طرح ہوا کہ فارس نے ہرقل کو جنگ میں شکست فاش دیدی، ہرقل نے نذر مانی تھی کہ اگر میں غالب آگیا تو میں بیت المقدس کا پیدل حج کروں گا جب وہ فاتح بنا تو وہ حمص سے بیت المقدس کی طرف حج کے لیے روانہ ہوگیا اتنے میں آنحضرت کا خط ان کو پہنچ گیا تو پھر وہی قصہ پیش آیا جو زیر بحث لمبی حدیث میں

ہے اور ابوسفیان نے اسلام قبول کرنے کے بعد یہ قصہ حضرت ابن عباس کو سنا دیا تو تحمل حدیث جاہلیت میں ہوا اور اداء حدیث اسلام میں ہوا۔

''ان یؤثر '' یعنی لوگ بیان کریں گے کہ ابوسفیان نے فلاں وقت میں فلاں جھوٹ بولا تھا۔ ''سخطة '' یعنی دین کو ناقص اور برا جان کر کوئی اس سے مرتد ہوا ہے ''قلت لا '' یعنی دین کو برا جان کر کوئی مرتد نہیں ہوا معلوم ہوا دین سے جو لوگ مرتد ہوتے ہیں وہ کسی عیب اور نقص کی وجہ سے مرتد نہیں ہوتے ہیں البتہ دنیوی اغراض ومقاصد کے لیے لوگ مرتد ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا نظام ہے کہ جو برا آدمی مرتد ہو کر دین کو چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے کئی گنا زیادہ بہتر آدمی کو اسلام کی توفیق دیتا ہے۔

''سجالا '' یعنی برابر سرابر رہتا ہے کبھی وہ ہم پر غالب آجاتے ہیں کبھی ہم ان پر غالب آجاتے ہیں۔ ''بشاشته '' یعنی ایمان کی بشاشت وفرحت ولذت اور شرح صدر ''ائتم '' یہ اقتدا اور اتباع کرنے کے معنی میں ہے ''ماتحت قدمی '' ملک شام کی طرف اشارہ ہے اور بادشاہی تخت کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے کہ اس تخت کے وہ مالک ہو جائیں گے چنانچہ فاروقی دور میں ایسا ہو گیا اور ہرقل جب انطاکیہ سے بھاگا تو شام کی طرف دیکھ کر کہدیا اسلام علیک یا ارض الشام لا اراک الی یوم القیامة.

''اسلم تسلم '' یعنی اسلام لاؤ دنیا اور آخرت کی ذلت سے بچ جاؤ گے ورنہ نہیں بچ سکتے ہو ''الاریسیین '' ہمزہ پر فتحہ ہے را پر کسرہ ہے سین مکسور ہے ذوی بھی ہے یعنی الاریسیین اور تین ی بھی ہے یعنی الاریسیین، آخری دونوں ی پر شد ہے۔ اس سے مملکت کے وڈیرے چوہدری نواب اور بڑے لینڈ لارڈ مراد ہیں یا اس سے کسان اور زمیندار مراد ہیں یا یہ ہرقل کے خاندان کے لوگ تھے بہر حال ماتحت لوگ مراد ہیں کہ اگر ہرقل ایمان لاتا تو وہ لوگ بھی ایمان لاتے یہ لفظ ارسین بھی ہے اور را کے ساتھ شد اریسین بھی ہے اور اگلی روایت میں یریسیین بھی ہے۔ ''اللغط '' شور شرابہ کو کہتے ہیں ''لقد امر '' یہ سمع یسمع سے امارة مضبوطی کے معنی میں ہے۔

''ابن ابی کبشة '' آنحضرت کے رضائی داداؤں میں سے کسی کا نام لیا ہے اس سے تحقیر مراد ہے ''ملک بنی الاصفر '' اس سے روم کے چٹے انگریز عیسائی مراد ہیں ''اصفر '' ان کے داداؤں میں سے کسی ایک کا لقب تھا۔

٤٦٠٥ ـ وَحَدَّثَنَاهُ حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ، وَكَانَ قَيْصَرُ لَمَّا كَشَفَ اللَّهُ عَنْهُ جُنُودَ فَارِسَ مَشَى مِنْ حِمْصَ إِلَى إِيلِيَاءَ شُكْرًا لِمَا أَبْلَاهُ اللَّهُ، وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ

اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، وَقَالَ: إِثْمَ الْيَرِيسِيِّينَ، وَقَالَ: بِدَاعِيَةِ الْإِسْلَامِ

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے ان سندوں کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت ہے اور اس حدیث میں یہ زائد ہے کہ قیصر نے جب فارس کے لشکر کو شکست دی تو وہ حمص سے ایلیاء (یعنی بیت المقدس) کی طرف چلا تا کہ وہ اس آزمائش میں کامیاب ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرے۔ نیز اس روایت میں اریسیین کے بجائے یریسیین ہے اور اسی طرح دعایۃ الاسلام کے بجائے بداعیۃ الاسلام ہے یعنی میں تم کو داعیہ اسلام اور کلمہ توحید کی طرف بلاتا ہوں۔

بَابُ كُتُبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مُلُوكِ الْكُفَّارِ يَدْعُوهُمْ

بادشاہوں کے نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوتی خطوط

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٤٦٠٦ - حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى كِسْرَى، وَإِلَى قَيْصَرَ، وَإِلَى النَّجَاشِيِّ، وَإِلَى كُلِّ جَبَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى، وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے کسریٰ اور قیصر کی طرف اور نجاشی اور ہر (کافر) حاکم کی طرف خط لکھا جس میں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی گئی (اسلام کی دعوت دی گئی) اور نجاشی یہ وہ نہیں کہ جس پر نبی کریم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

تشریح:

''الی کسریٰ'' کاف پر زبر اور زیر دونوں جائز ہیں فارس کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا اصل میں خسرو تھا عرب نے کسریٰ کر کے پڑھا یہاں دنیا کے مختلف بادشاہوں کے القاب لکھتا ہوں چنانچہ فارس کے بادشاہ کا لقب کسریٰ ہوتا تھا روم کے بادشاہ کا لقب قیصر ہوا کرتا تھا قبطیوں کے بادشاہ کا لقب فرعون ہوتا تھا مصر کے بادشاہ کا لقب ''عزیز'' ہوتا تھا ترکوں کے بادشاہ کا لقب خاقان ہوتا تھا ہندوستان کے بادشاہ کا لقب راجہ ہوتا تھا حبشہ کے بادشاہ کا لقب نجاشی ہوا کرتا تھا چین کے بادشاہ کا لقب فغفور ہوتا تھا یمن کے بادشاہ کا لقب تبع ہوتا تھا ایک نجاشی مسلمان ہوگیا تھا مرنے پر آنحضرت نے ان کا غائبانہ جنازہ پڑھایا یہاں یہی کہا جارہا ہے کہ جس نجاشی کے نام خط لکھا گیا تھا وہ کوئی اور تھا۔

۴٦۰۷۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، وَلَمْ يَقُلْ وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی مذکورہ بالا حدیث کی طرح یہ حدیث نقل کی۔ اس حدیث میں یہ نہیں کہا کہ یہ نجاشی وہ نہیں ہے کہ جس پر نبی کریم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

۴٦۰۸۔ وحَدَّثَنِيهِ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، أَخْبَرَنِي أَبِي، حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسی مذکورہ بالا حدیث کی طرح دوسری سند سے جو روایت ہے اس میں بھی یہ الفاظ مذکور نہیں کہ یہ نجاشی وہ نہیں کہ جس پر نبی کریم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

باب غزوة حنين

جنگ حنین کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

۴٦۰۹۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَالَ: قَالَ عَبَّاسٌ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَلَزِمْتُ أَنَا وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نُفَارِقْهُ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ بَيْضَاءَ أَهْدَاهَا لَهُ فَرْوَةُ بْنُ نُفَاثَةَ الْجُذَامِيُّ، فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ، فَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الْكُفَّارِ، قَالَ عَبَّاسٌ: وَأَنَا آخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُفُّهَا إِرَادَةَ أَنْ لَا تُسْرِعَ، وَأَبُو سُفْيَانَ آخِذٌ بِرِكَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيْ عَبَّاسُ، نَادِ أَصْحَابَ السَّمُرَةِ، فَقَالَ عَبَّاسٌ: وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا، فَقُلْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي: أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمُرَةِ؟ قَالَ: فَوَاللّٰهِ، لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْتِي عَطْفَةُ الْبَقَرِ

عَلَى أَوْلَادِهَا، فَقَالُوا: يَا لَبَّيْكَ، يَا لَبَّيْكَ، قَالَ: فَاقْتَتَلُوا وَالْكُفَّارَ، وَالدَّعْوَةُ فِي الْأَنْصَارِ يَقُولُونَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، فَقَالُوا: يَا بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، يَا بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا إِلَى قِتَالِهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا حِينَ حَمِيَ الْوَطِيسُ قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصَيَاتٍ فَرَمَى بِهِنَّ وُجُوهَ الْكُفَّارِ، ثُمَّ قَالَ: انْهَزَمُوا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا الْقِتَالُ عَلَى هَيْئَتِهِ فِيمَا أَرَى، قَالَ: فَوَاللّٰهِ، مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهِ فَمَا زِلْتُ أَرَى حَدَّهُمْ كَلِيلًا، وَأَمْرَهُمْ مُدْبِرًا

حضرت کثیر بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس ؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (غزوہ) حنین کے دن موجود تھا میں اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب ساتھ ساتھ رہے اور رسول اللہ ﷺ سے بالکل علیحدہ نہیں ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سفید رنگ کے اس خچر پر سوار تھے۔ جو خچر آپ ﷺ کو فروہ بن نفاثہ جذامی نے ہدیہ کیا تھا۔ تو جب مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگے اور رسول اللہ ﷺ کافروں کی طرف اپنے خچر کو دوڑا رہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام پکڑے ہوا تھا اسے تیز بھاگنے سے روک رہا تھا اور ابوسفیان ؓ رسول اللہ ﷺ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے تو رسول اللہ نے فرمایا: اے عباس! اصحاب سمرہ کو بلاؤ۔ حضرت عباس بلند آواز آدمی تھے (حضرت عباس کہتے ہیں کہ) میں نے اپنی پوری آواز سے پکارا کہ اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟ حضرت عباس کہتے ہیں: اللہ کی قسم! جس وقت انہوں نے آواز سنی تو وہ اس طرح پلٹے جس طرح کہ گائے اپنے بچوں کی طرف پلٹتی ہے۔ وہ لوگ یا لبیک، یا لبیک، کہتے ہوئے آئے اور انہوں نے کافروں سے جنگ شروع کر دی اور انہوں نے انصار کو بھی بلایا اور کہنے لگے: اے انصار کی جماعت! پھر انہوں نے بنو حارث بن خزرج کو بلایا اور کہا: اے بنی حارث بن خزرج! اے بنو حارث بن خزرج! تو رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر سوار ان کی طرف ان کی جنگ کا منظر دیکھ رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت جنگ کا تنور گرم ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے چند کنکریاں اٹھائیں اور انہیں کافروں کے چہروں کی طرف پھینکا۔ پھر فرمایا: محمد (ﷺ) کے رب کی قسم! یہ شکست کھا گئے۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ جنگ بڑی تیزی کے ساتھ جاری تھی میں اس طرح دیکھ رہا تھا کہ آپ نے اچانک کنکریاں پھینکیں۔ حضرت عباس کہتے ہیں، اللہ کی قسم! میں نے دیکھا کہ ان کا زور ٹوٹ گیا اور وہ پشت پھیر کر بھاگنے لگے۔

تشریح:

"یوم حنین" یعنی جنگ حنین، جنگ حنین کا قصہ یوں ہوا کہ مکہ مکرمہ جب فتح ہو گیا تو طائف اور حنین کے لوگوں نے مسلمانوں سے جنگ کا ارادہ کیا مالک بن عوف نے قیادت سنبھالی اور جنگ کے لیے تیار ہو گیا آنحضرت نے سوچا کہ ان کے اقدام سے پہلے ان پر چڑھائی ضروری ہے تاکہ جنگ ان کے علاقہ میں ہو چھ شوال آٹھ ہجری میں آنحضرت طائف کی طرف روانہ ہو گئے بارہ ہزار لشکر ساتھ تھا حنین کا مقام مکہ سے مشرقی جانب میں ۲۶ کلو میٹر کے فاصلہ پر طائف جاتے ہوئے راستے میں پڑتا ہے عرفات سے کچھ فاصلہ پر ہے حنین کے مقام پر ابتداء میں عارضی شکست ہو گئی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کیا وادی حنین کے لوگ اوطاس اور طائف بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے اوطاس کے میدان میں کھلا معرکہ ہوا کفار کو شکست ہو گئی چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بکریاں ہاتھ لگیں چھ ہزار آدمی قید ہو گئے اس کے بعد طائف کے قلعے کا محاصرہ ہوا لیکن فتح کیے بغیر چھوڑ دیا گیا جنگ حنین میں چھ صحابہ شہید ہو گئے اور (۷۲) بہتر کفار مارے گئے۔

"وابو سفیان" یہ ابوسفیان بن حارث تھے جو آنحضرت کے چچا کے بیٹے تھے شدید دشمنی رکھتا تھا پھر مسلمان ہو گیا جنگ حنین میں شریک رہا "صیتا" یعنی آواز بہت اونچی تھی "عطفتهم" مائل ہونے اور مڑ کر واپس آنے کو کہتے ہیں "کالمتطاول" گویا آنحضرت گردن اٹھا کر جھانک رہے ہیں کہ میدان جنگ کا کیا حال ہے "حمی الوطیس" یعنی اب جنگ گرم ہو گئی وطیس اصل میں گرم تنور کو کہتے ہیں یا گول پتھر کو کہتے ہیں یہ تشبیہ ہے کہ جنگ سخت ہو گئی میدان گرم ہو گیا یہ جملہ عرب میں سب سے پہلے آنحضرت نے بولا ہے انتہائی فصاحت و بلاغت پر مبنی ہے "انهزموا" یعنی رب محمد کی قسم کفار بھاگ گئے ان کو شکست ہو گئی "کلیلا" یعنی ان کا معاملہ کند ہو کر سست پڑ گیا تیزی ختم ہو گئی اور ہر شعبہ میں شکست کا سامنا ہوا۔

۴۶۱۰۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَرْوَةُ بْنُ نُعَامَةَ الْجُذَامِيُّ، وَقَالَ: انْهَزَمُوا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، انْهَزَمُوا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ حَتَّى هَزَمَهُمُ اللَّهُ، قَالَ: وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ خَلْفَهُمْ عَلَى بَغْلَتِهِ.

حضرت زہری سے ان سندوں کے ساتھ اسی مذکورہ بالا حدیث کی طرح یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔ سوائے اس کے کہ اس روایت میں ہے فروہ بن نعامہ جذامی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! یہ شکست کھا گئے۔ رب کعبہ کی قسم! یہ شکست کھا گئے اور حدیث میں یہ زائد ہے کہ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو شکست دیدی اور گویا کہ میں نبی

ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ آپ ان کے پیچھے اپنے خچر کو بھگا رہے ہیں۔

٤٦١١ ۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ الْعَبَّاسِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ، غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ يُونُسَ، وَحَدِيثَ مَعْمَرٍ أَكْثَرُ مِنْهُ وَأَتَمُّ

صحابی رسول حضرت کثیر بن عباس رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے خبر دیتے ہیں کہ میں (غزوہ) حنین کے دن نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ پھر آگے مذکورہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی۔ راوی یونس و معمر کی روایت کردہ احادیث مکمل و پوری ہے۔

٤٦١٢ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ: يَا أَبَا عُمَارَةَ، أَفَرَرْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ، مَا وَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنَّهُ خَرَجَ شُبَّانُ أَصْحَابِهِ، وَأَخِفَّاؤُهُمْ حُسَّرًا، لَيْسَ عَلَيْهِمْ سِلَاحٌ أَوْ كَثِيرُ سِلَاحٍ، فَلَقُوا قَوْمًا رُمَاةً لَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ، جَمْعَ هَوَازِنَ وَبَنِي نَصْرٍ، فَرَشَقُوهُمْ رَشْقًا مَا يَكَادُونَ يُخْطِئُونَ، فَأَقْبَلُوا هُنَاكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ، وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَقُودُ بِهِ، فَنَزَلَ فَاسْتَنْصَرَ، وَقَالَ: أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ، ثُمَّ صَفَّهُمْ

حضرت ابو اسحٰق سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو عمارہ! کیا تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے پیٹھ نہیں پھیری بلکہ آپ ﷺ کے صحابہ میں سے چند نوجوان جلد باز اور بغیر ہتھیار میدان میں نکل آئے اور انہوں نے ایسے (ماہر) تیر اندازوں سے مقابلہ کیا جن کا تیر خطا نہ ہوتا تھا۔ انہوں نے اس انداز میں تیر اندازی کی کہ ان کا کوئی تیر خطا نہ گیا۔ پھر یہ نوجوان رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب اس کی لگام تھامے ہوئے تھے (یہ حالت دیکھ کر) آپ ﷺ اترے اور اللہ سے مدد طلب کی اور ارشاد فرمایا، میں نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں ہے۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے (مسلمانوں کی) صف بندی فرمائی۔

تشریح:

"الوریتم" "سوال کرنے والے کا سوال کچھ عام تھا جس سے شبہ ہوسکتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ سمیت سب بھاگ گئے ہوں گے صحابی نے نبی اکرم کی ثابت قدمی کو بیان کیا "شبان" یہ شاب کی جمع ہے نوعمر نوجوان مراد ہیں۔"اخفا" یہ خفیف کی جمع ہے مراد جلد باز نا تجربہ کار نوجوان ہیں۔"حسرا" یہ حاسر کی جمع ہے وہ لوگ مراد ہیں جن کے پاس ذرہ وغیرہ اسلحہ نہ ہو یعنی ذرہ پوش نہیں تھے گویا ننگے تھے۔

"لیس علیھم سلاح" یہ اس جملہ کی تفسیر ہے"یسقط" یعنی ہوازن اس طرح تیرانداز تھے کہ ان کا کوئی تیر خطا ہو کر زمین پر نہیں گرتا تھا"فرشقوھم" یعنی بارش کی طرح ایک ساتھ تیر برسادیئے"رجل من جراد" گویا ٹڈیوں کا لشکر ہے۔

انا النبی لا کذب   انا ابن عبدالمطلب

یعنی میں سچا نبی ہوں اس میں جھوٹ کا امکان نہیں لہٰذا میرے پیچھے ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا، دوسرا یہ کہ میں عبدالمطلب جیسے سردار کا بیٹا ہوں تب بھی میرے پیچھے ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے، اگلی روایت "فاکببنا" کا جملہ ہے یہ ٹوٹ پڑنے کے معنی میں ہے یعنی ہم اموال غنائم جمع کرنے پر ٹوٹ پڑے اور جنگ چھوڑ دیا تو ہوازن پلٹ گئے۔

٤٦١٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ الْمِصِّيصِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى الْبَرَاءِ، فَقَالَ: أَكُنْتُمْ وَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ يَا أَبَا عُمَارَةَ؟ فَقَالَ: أَشْهَدُ عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا وَلَّى، وَلَكِنَّهُ انْطَلَقَ أَخِفَّاءُ مِنَ النَّاسِ، وَحُسَّرٌ إِلَى هَذَا الْحَيِّ مِنْ هَوَازِنَ، وَهُمْ قَوْمٌ رُمَاةٌ، فَرَمَوْهُمْ بِرِشْقٍ مِنْ نَبْلٍ كَأَنَّهَا رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ، فَانْكَشَفُوا، فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ يَقُودُ بِهِ بَغْلَتَهُ، فَنَزَلَ وَدَعَا وَاسْتَنْصَرَ، وَهُوَ يَقُولُ: أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ، اللَّهُمَّ نَزِّلْ نَصْرَكَ، قَالَ الْبَرَاءُ: كُنَّا وَاللَّهِ إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِي بِهِ، وَإِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِي يُحَاذِي بِهِ، يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت اسحٰق سے روایت ہے کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی نے آکر کہا: اے ابو عمارہ! کیا تم غزوۂ حنین کے دن بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کی اس بات پر گواہی دیتا ہوں آپ ﷺ نے پیٹھ نہیں پھیری بلکہ لوگوں میں سے چند کمزور نہتے نوجوان بنو ہوازن کے اس قبیلہ کی طرف بڑھے اور وہ (ماہر تجربہ کار) تیرانداز قوم تھی۔ پس انہوں نے تیروں کی اس طرح بوچھاڑ کردی جیسے ٹڈی دل ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم منتشر ہو گئے۔

تو یہ قوم رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھنے لگی۔ اس وقت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ اترے، دعا مانگی اور (اللہ عزوجل سے) مدد طلب کی اور آپ ﷺ فرماتے تھے۔ میں نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں ہے میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں، اے اللہ اپنی مدد نازل فرما۔ براء رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم جنگ کی شدت میں اپنے آپ کو آپ ﷺ کی پناہ میں بچاتے تھے اور ہم میں سے بہادر آپ ﷺ کے ساتھ یعنی نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہتا۔

٤٦١٤ - وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ، أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ فَقَالَ الْبَرَاءُ: وَلَكِنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرَّ، وَكَانَتْ هَوَازِنُ يَوْمَئِذٍ رُمَاةً، وَإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمِ انْكَشَفُوا، فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ، فَاسْتَقْبَلُونَا بِالسِّهَامِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ، وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ الْحَارِثِ آخِذٌ بِلِجَامِهَا، وَهُوَ يَقُولُ: أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ،

حضرت ابواسحٰق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے (قبیلہ) قیس کے ایک آدمی نے پوچھا کیا تم غزوۂ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس سے بھاگ گئے تھے، براء رضی اللہ عنہ نے کہا: لیکن رسول اللہ ﷺ نہیں بھاگے اور ان دنوں ہوازن تیراندازی میں ماہر تھے۔ جب ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے۔ ہم مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے تیروں سے ہمارا مقابلہ کیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے سفید خچر پر سوار دیکھا اور ابوسفیان بن حارث اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور آپ ﷺ فرمارہے تھے، میں نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں ہے، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

٤٦١٥ - وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا عُمَارَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، وَهُوَ أَقَلُّ مِنْ حَدِيثِهِمْ، وَهَؤُلَاءِ أَتَمُّ حَدِيثًا

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے ایک آدمی نے کہا: اے ابوعمارہ باقی حدیث مبارکہ اسی مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح ہے۔ باقی حدیثیں کامل ہیں اور یہ کم ہے۔

٤٦١٦ - وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي

إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا، فَلَمَّا وَاجَهْنَا الْعَدُوَّ تَقَدَّمْتُ فَأَعْلُو ثَنِيَّةً، فَاسْتَقْبَلَنِي رَجُلٌ مِنَ الْعَدُوِّ، فَأَرْمِيهِ بِسَهْمٍ فَتَوَارَى عَنِّي، فَمَا دَرَيْتُ مَا صَنَعَ، وَنَظَرْتُ إِلَى الْقَوْمِ فَإِذَا هُمْ قَدْ طَلَعُوا مِنْ ثَنِيَّةٍ أُخْرَى، فَالْتَقَوْا هُمْ وَصَحَابَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَلَّى صَحَابَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْجِعُ مُنْهَزِمًا، وَعَلَيَّ بُرْدَتَانِ مُتَّزِرًا بِإِحْدَاهُمَا مُرْتَدِيًا بِالْأُخْرَى، فَاسْتَطْلَقَ إِزَارِي فَجَمَعْتُهُمَا جَمِيعًا، وَمَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْهَزِمًا وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ الشَّهْبَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ رَأَى ابْنُ الْأَكْوَعِ فَزَعًا، فَلَمَّا غَشُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ، ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ مِنَ الْأَرْضِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهِ وُجُوهَهُمْ، فَقَالَ: شَاهَتِ الْوُجُوهُ، فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ إِنْسَانًا إِلَّا مَلَأَ عَيْنَيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ، فَوَلَّوْا مُدْبِرِينَ، فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَقَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ

حضرت ایاس بن سلمہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے حدیث بیان کی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں شرکت کی۔ جب ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوا تو میں آگے بڑھ کر ایک گھاٹی پر چڑھ گیا۔ سامنے سے دشمن کا ایک آدمی آیا۔ میں نے اسے تیر مارا تو وہ مجھ سے چھپ گیا اور میں نہ جان سکا کہ اس نے کیا کیا ہے۔ میں نے (دشمن) قوم کو دیکھا تو وہ دوسری گھاٹی سے چڑھ رہے تھے۔ ان کا اور نبی کریم ﷺ کا مقابلہ ہوا تو نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے پشت پھیری اور میں بھی شکست کھا کر لوٹا اور مجھ پر دو چادریں تھیں۔ ایک کو میں نے باندھا ہوا تھا اور دوسری کو اوڑھا ہوا تھا۔ میری تہبند کھل گئی تو میں نے دونوں چادروں کو اکٹھا کر لیا اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے شکست خوردہ لوٹا اور آپ ﷺ اپنے شہباء نامی خچر پر سوار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن اکوع نے گھبراہٹ کو دیکھا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو (دشمنوں نے) گھیر لیا تو آپ ﷺ خچر سے اترے پھر زمین سے ایک مٹھی مٹی کی بھری اور دشمن کے چہروں کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا: چہرے برے ہو گئے۔ اللہ نے ان میں سے ہر انسان کی آنکھوں کو اس مٹھی کی مٹی سے بھر دیا اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ پس اللہ رب العزت نے انہیں شکست سے دوچار کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ

غزوہ طائف کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۴٦١٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الشَّاعِرِ الْأَعْمَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: حَاصَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الطَّائِفِ، فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا، فَقَالَ: إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، قَالَ أَصْحَابُهُ: نَرْجِعُ وَلَمْ نَفْتَتِحْهُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ، فَغَدَوْا عَلَيْهِ، فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا، قَالَ: فَأَعْجَبَهُمْ ذَلِكَ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف والوں کا محاصرہ کیا لیکن کامیابی حاصل نہ ہوسکی تو فرمایا: ہم کل ان شاء اللہ لوٹ جائیں گے آپ ﷺ کے صحابہ نے عرض کیا: ہم بغیر فتح کے لوٹ جائیں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: تم کل صبح (ان سے) جنگ کرنا۔ چنانچہ (صحابہ نے) صبح ان پر حملہ کردیا اور زخمی ہوگئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ہم کل صبح واپس چلے جائیں گے۔ صحابہؓ نے اس بات کو پسند کیا تو رسول اللہ ﷺ مسکرادیے۔

تشریح:

''حاصر ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے پچیس دن تک طائف کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور پھر فتح کے بغیر مکہ واپس چلے گئے حنین سے جو لوگ بھاگ گئے تھے ان کا ایک حصہ طائف کے قلعہ میں جا کر قلعہ بند ہوگیا تھا ایک حصہ اوطاس میں جا کر مورچہ زن ہوگیا تھا اور ایک حصہ جا کر مقام نخلہ میں چھپ گیا تھا آنحضرت نے ان کی تلاش میں چھاپے روانہ کردیے مگر خود آنحضرت اپنے لشکروں کے ساتھ طائف کی طرف چلے گئے پچیس دن محاصرہ کے بعد آنحضرت نے نوفل بن معاویہ دیلی سے مشورہ کیا انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ! اہل طائف کی مثال اس لومڑی کی ہے جو اپنے بھٹ میں چھپ جاتی ہے اس کو باہر نکلنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اور آپ لوگ باہر تکلیف میں پڑے رہو گے پھر یہ لومڑی اگر باہر آ بھی جائے یہ آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔ صحابہ کرام فتح کے

بغیر نہیں جانا چاہتے تھے آنحضرت نے یکبارگی کے ساتھ حملہ کا حکم دیدیا بہت سارے زخمی ہو گئے پھر آنحضرت نے جانے کا فرمایا تو سب جانے پر خوش ہو گئے آنحضرت مسکرائے اور میدان جعرانہ میں جا کر اموال غنیمت جو حنین میں ہاتھ آئے تھے تقسیم فرما کر مدینہ منورہ روانہ ہو گئے راقم الحروف کہتا ہے اسلام کے آٹھ بڑے غزوات پر میں نے الگ الگ کتابیں لکھی ہیں آج کل اس کا مجموعہ ''محمد رسول اللہ جنگ کے میدان میں'' کے نام سے شائع ہو گیا ہے تفصیلات اس میں ہیں اس کو پڑھنا چاہیے۔

بَابُ غَزْوَةِ بَدْرٍ

جنگ بدر کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٤٦١٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِينَ بَلَغَهُ إِقْبَالُ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ تَكَلَّمَ عُمَرُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، فَقَالَ: إِيَّانَا تُرِيدُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نُخِيضَهَا الْبَحْرَ لَأَخَضْنَاهَا، وَلَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نَضْرِبَ أَكْبَادَهَا إِلَى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا، قَالَ: فَنَدَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ، فَانْطَلَقُوا حَتَّى نَزَلُوا بَدْرًا، وَوَرَدَتْ عَلَيْهِمْ رَوَايَا قُرَيْشٍ، وَفِيهِمْ غُلَامٌ أَسْوَدُ لِبَنِي الْحَجَّاجِ، فَأَخَذُوهُ، فَكَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَهُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، وَأَصْحَابِهِ، فَيَقُولُ: مَا لِي عِلْمٌ بِأَبِي سُفْيَانَ، وَلَكِنْ هَذَا أَبُو جَهْلٍ، وَعُتْبَةُ، وَشَيْبَةُ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، فَإِذَا قَالَ ذَلِكَ ضَرَبُوهُ، فَقَالَ: نَعَمْ، أَنَا أُخْبِرُكُمْ، هَذَا أَبُو سُفْيَانَ، فَإِذَا تَرَكُوهُ فَسَأَلُوهُ، فَقَالَ مَا لِي بِأَبِي سُفْيَانَ عِلْمٌ، وَلَكِنْ هَذَا أَبُو جَهْلٍ، وَعُتْبَةُ، وَشَيْبَةُ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، فِي النَّاسِ، فَإِذَا قَالَ هَذَا أَيْضًا ضَرَبُوهُ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ انْصَرَفَ، قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتَضْرِبُوهُ إِذَا صَدَقَكُمْ، وَتَتْرُكُوهُ إِذَا كَذَبَكُمْ، قَالَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ، قَالَ: وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هَاهُنَا، هَاهُنَا، قَالَ: فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشورہ فرمایا جب ابوسفیان کے آنے کی خبر آپ ﷺ کو

پہنچی۔ حضرت ابوبکرؓ نے گفتگو کی تو اس سے اعراض کیا پھر عمرؓ نے گفتگو کی تو اس سے اعراض کیا پھر حضرت سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: آپ کی مراد ہم سے ہیں۔ اے اللہ کے رسول اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر آپ ہمیں سمندر میں گھوڑے دوڑانے کا حکم دیں تو ہم انہیں (سمندر میں) ڈال دیں گے۔ اگر آپ ہمیں ان کے سینے برک الغماد سے ٹکرا دینے کا حکم دیں تو ہم کر گزریں گے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو بلایا اور چلنے لگے یہاں تک کہ مقام بدر پر جا کر اترے اور ان پر قریش کے پانی پلانے والے گزرے اور ان میں بنو حجاج کا سیاہ فام غلام بھی تھا۔ صحابہ نے اسے پکڑ لیا صحابہ اس سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھنے لگے۔ تو اس نے کہا: مجھے ابوسفیان کے بارے میں معلوم نہیں لیکن ابوجہل، عتبہ، امیہ بن خلف یہ سامنے ہیں۔ جب اس نے یہ کہا تو صحابہ نے اسے مارا تو اس نے کہا: ہاں! میں تمہیں ابوسفیان کی خبر دیتا ہوں کہ ابوسفیان یہ ہے۔ تو صحابہ نے اسے چھوڑ دیا پھر پوچھا تو اس نے کہا: مجھے ابوسفیان کے بارے میں معلوم نہیں بلکہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف یہاں لوگوں میں ہیں۔ اس نے جب یہ کہا تو صحابہ نے اسے پھر مارا اور رسول اللہ ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نے یہ کیفیت دیکھی تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جب یہ سچ کہتا ہے تو تم اسے مارتے ہو اور جب تم سے جھوٹ کہتا ہے تو چھوڑ دیتے ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں (کافر) کی قتل گاہ ہے اور رسول اللہ ﷺ زمین پر اس جگہ اپنا ہاتھ مبارک رکھتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان میں سے کوئی بھی (کافر) رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے ادھر اُدھر متجاوز نہ ہوا۔ (عین اسی جگہ جہنم رسید ہوا)

تشریح:

"شاور" اس مشورہ کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ انصار کا یہ معاہدہ تھا کہ اگر آپ پر مدینہ کے باہر سے کوئی جنگ مسلط ہوگی تو ہم مدینہ میں آپ کا دفاع کریں گے لیکن اگر آپ مدینہ سے باہر کسی کا تعاقب کرو گے تو اس میں ہم آپ کے ساتھ جانے کے لیے پابند نہیں ہوں گے، بدر کی جنگ چونکہ مدینہ سے باہر تھی اس لیے آنحضرت نے انصار کی رائے معلوم کرنا چاہی اور صدیق وعمر کی رائے پر کوئی توجہ نہ دی "فقام سعد بن عبادۃ" یہ راوی کی طرف سے سہو ہو گیا ہے یہ سعد بن معاذ ہیں سعد بن عبادہ تو جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے جنگ بدر کا دن یوم الفرقان تھا جو ملت اسلامیہ کو آسمان عروج پر پہنچانے والا اور ملت کفر کو قعر مذلت میں دھکیلنے والا تھا یہ معرکہ سترہ رمضان دو ہجری میں پیش آیا تھا مدینہ منورہ سے ڈیڑھ سو کلومیٹر دور بدر کے مقام پر حق و باطل کا یہ معرکہ ہوا لشکر اسلام کے جیالے تین سو تیرہ تھے دو گھوڑے آٹھ تلواریں اور ستر اونٹ تھے جب کہ مقابلہ

میں ایک ہزار سرکش مسلح کفار قریش تھے عریش میں آنحضرت رات بھر اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتے رہے سترہ رمضان کی صبح کو صف بندی مکمل ہوگئی "ھل من مبارز" کا نعرہ بلند ہوا اور حق وباطل کا ٹکراؤ شروع ہوگیا اسلام کے شاہینوں نے زاغانِ کفر کو آدبوچا اور دیکھتے ہی دیکھتے میدان اسلام کے ہاتھ میں آگیا، ستر صنادید قریش مردار اور ستر گرفتار ہوگئے چودہ صحابہ کرام نے جام شہادت نوش فرمائی ابوجہل کے سینے پر عبداللہ بن مسعود بیٹھے ہوئے اس کی گردن اتار رہے تھے اور حضرت بلال اپنے ظالم امیہ بن خلف کے کان مروڑ رہے تھے رسیوں میں جکڑے پکڑے ستر نامور قریش کے سردار آنحضرت کے سامنے دست بستہ کھڑے تھے ابوجہل کا سر آنحضرت کے سامنے پڑا تھا آنحضرت نے شکرانے کے طور پر دو نفل ادا کیے اور ایک سجدۂ شکر ادا کیا اور فرمایا کہ اس امت کا فرعون مارا گیا صنادید قریش کو قلیب بدر میں ڈالدیا گیا آنحضرت نے آکر ان کو ذلیل کرنے کے لیے ان سے گفتگو کی جس کو حضرت حسان بن ثابت نے اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے

فغادرنا ابا جهل صريعا	وعتبة قد تركنا بالجبوب
ينـاديهم رسول الله لما	قذفناهم كباكب في القليب
الم تجدوا كلامى كان حقا	وامر الله يأخذ بالقلوب
فما نطقوا ولو نطقوا لقالوا	صدقت وكنت ذا رأى مصيب

"لا خضنا" یعنی سمندر میں گھوڑے ڈالدیں گے "اکبادھا" کبد جگر کو کہتے ہیں دور دراز سفر سے کنایہ ہے" برک الغماد" یمن کے دور دراز علاقے کا نام ہے یا حبشہ کے پاس کوئی جگہ ہے۔

"روایا قریش" راویۃ کی جمع ہے پانی بھر کر لانے والے اونٹ مراد ہیں ان کے ساتھ ایک غلام تھا صحابہ نے ان کو پکڑ کر پوچھنا شروع کیا کہ ابوسفیان کہاں ہے اس نے کہا ابوسفیان کا پتہ نہیں البتہ ابوجہل اپنے لشکر کے ساتھ پہنچ گیا ہے صحابہ چونکہ قافلہ کے پیچھے آئے تھے باقاعدہ فوج کے ساتھ ٹکراؤ کا ارادہ نہیں تھا تو یہ بات بھاری لگتی تھی تو غلام کو مارتے تھے پھر غلام کہتا تھا کہ ہاں یہ ابو سفیان ہے تو صحابہ اس کو چھوڑ دیتے تھے آنحضرت نے سلام پھیر کر فرمایا کہ جب غلام سچ کہتا ہے تو تم اس کو مارتے ہو اور جب جھوٹ بولتا ہے تو تم اس کو چھوڑ دیتے ہو ابوجہل اپنے لشکر کے ساتھ آگیا ہے پھر آنحضرت نے فرمایا کہ کل ان شاء اللہ یہاں فلاں کافر گرے گا اور وہاں فلاں گرے گا چنانچہ صبح جنگ کے بعد ہر کافر اسی جگہ پر گر کر مرا پڑا تھا جہاں حضور اکرم نے بتایا تھا۔

كَانَ ذَاكَ، قَالَ: كَلَّا، إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، هَاجَرْتُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَيْكُمْ، وَالْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ، فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَبْكُونَ وَيَقُولُونَ: وَاللَّهِ، مَا قُلْنَا الَّذِي قُلْنَا إِلَّا الضِّنَّ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُصَدِّقَانِكُمْ، وَيَعْذِرَانِكُمْ، قَالَ: فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَى دَارِ أَبِي سُفْيَانَ، وَأَغْلَقَ النَّاسُ أَبْوَابَهُمْ، قَالَ: وَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَقْبَلَ إِلَى الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ، قَالَ: فَأَتَى عَلَى صَنَمٍ إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ كَانُوا يَعْبُدُونَهُ، قَالَ: وَفِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْسٌ وَهُوَ آخِذٌ بِسِيَةِ الْقَوْسِ، فَلَمَّا أَتَى عَلَى الصَّنَمِ جَعَلَ يَطْعُنُهُ فِي عَيْنِهِ، وَيَقُولُ: (جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ) ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهِ أَتَى الصَّفَا، فَعَلَا عَلَيْهِ حَتَّى نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَحْمَدُ اللَّهَ وَيَدْعُو بِمَا شَاءَ أَنْ يَدْعُوَ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک میں کئی وفد حضرت معاویہ کے پاس پہنچے ہم ایک دوسرے کے لیے کھانا تیار کرتے تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں اکثر اپنے ٹھکانے پر بلاتے تھے۔ میں نے کہا: کیا میں کھانا نہ پکاؤں اور پھر انہیں اپنے مکان پر آنے کی دعوت دوں۔ تو میں نے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ پھر شام کے وقت میں حضرت ابو ہریرہ سے ملا تو میں نے کہا: آج رات میرے ہاں دعوت ہے۔ انہوں نے کہا: تم نے مجھ پر سبقت حاصل کرلی ہے۔ میں نے کہا: جی ہاں! میں نے انہیں دعوت دی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا: اے انصار کی جماعت! کیا میں تمہیں تمہارے بارے میں حدیث کی خبر نہ دوں۔ پھر فتح مکہ کا ذکر کیا تو کہا: رسول اللہ ﷺ (مدینہ سے) چل کر مکہ پہنچے اور دو اطراف میں سے ایک جانب آپ ﷺ نے زبیر کو اور دوسری جانب خالد کو بھیجا اور ابو عبیدہ کو بے زرہ لوگوں پر امیر بنا کر بھیجا۔ وہ وادی کے اندر سے گزرے اور رسول اللہ ﷺ الگ ایک فوجی دستہ میں رہ گئے۔ آپ ﷺ نے نظر اٹھا کر مجھے دیکھا تو فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس انصار کے علاوہ کوئی نہ آئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: انصار کو میرے پاس (آنے کی) آواز دو۔ پس وہ سب آپ ﷺ کے ارد گرد جمع ہو گئے اور قریش نے بھی اپنے حامی اور متبعین کو اکٹھا کرلیا اور کہا: ہم ان کو آگے بھیج دیتے ہیں۔ اگر انہیں کوئی فائدہ حاصل ہوا تو ہم بھی ان کے ساتھ شریک ہو جائیں گے اور اگر انہیں کچھ ہو گیا تو ہم سے جو کچھ مانگا جائے گا دے دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ) سے فرمایا: تم قریش کے حامیوں اور متبعین کو دیکھ رہے ہو۔ پھر اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا! (تم چلو) اور تم مجھ سے کوہ صفا پر ملاقات کرنا۔ ہم چل دیئے اور ہم میں سے جو کسی کو قتل کرنا چاہتا تو کر دیتا اور ان میں

سے کوئی بھی ہمارا مقابلہ نہ کر سکا۔ پس ابوسفیان نے آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ﷺ) قریش کی سرداری ختم ہوگئی۔ آج کے بعد کوئی قریشی نہ رہے گا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں رہے گا۔ انصار نے ایک دوسرے سے کہا: آپ ﷺ کو اپنے شہر کی محبت اور اپنے قرابت داروں کے ساتھ نرمی غالب آگئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا: آپ ﷺ پر وحی آئی اور جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ نہ سکتا تھا۔ یہاں تک کہ وحی ختم ہو جاتی۔ پس جب وحی پوری ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت انہوں نے کہا: لبیک اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: تم نے کہا ہے کہ اس شخص پر اپنے شہر کی محبت غالب آگئی ہے۔ انہوں نے عرض کیا: واقعہ تو یہی ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں نے اللہ اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے۔ اب میری زندگی تمہاری زندگی کے ساتھ اور موت تمہاری موت کے ساتھ ہے۔ پس (انصار) روتے ہوئے آپ ﷺ کی طرف بڑھے اور عرض کرنے لگے: اللہ کی قسم! ہم نے جو کچھ کہا وہ صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت کی حرص میں کہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ اور اس کا رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔ پس لوگ ابوسفیان کے گھر کی طرف جانے لگے اور کچھ لوگوں نے اپنے دروازے بند کر لیے۔ رسول اللہ ﷺ روانہ ہو کر حجر اسود تک پہنچے اور اسے بوسہ دیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ کعبہ کے ایک کونہ میں موجود ایک بت کے پاس آئے۔ جس کی وہ (کفار) پرستش کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک کمان تھی جس کا کونہ آپ پکڑے ہوئے تھے۔ جب بت کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے اس کی آنکھوں میں اس کمان کا کونہ چبھونا شروع کر دیا اور فرماتے تھے: حق آ گیا اور باطل چلا گیا۔ جب آپ ﷺ اپنے طواف سے فارغ ہوئے تو کوہ صفا کی طرف آئے اور اس پر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف نظر دوڑائی اور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور اللہ کی حمد وثناء شروع کر دی اور پھر جو چاہا اللہ سے مانگتے رہے۔

تشریح:

''یصنع''یعنی ہم ایک دوسرے کے لیے کھانا تیار کر کے دعوت کرتے تھے ابو ہریرہ اس میں سب سے آگے تھے''الا اصنع'' یعنی عبداللہ بن رباح کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیا آج ہم طعام تیار نہ کریں؟''یصنع''یعنی کھانا تیار ہو رہا تھا''من العشی''یعنی شام کے وقت حضرت ابو ہریرہ سے ملاقات ہوئی تو میں نے کہا کہ آج میرے ہاں کھانا ہوگا۔
''سبقتنی''یعنی آپ نے مجھ سے سبقت لے لی کھانے کی دعوت دیدی''المجنبتین''فوج کی ایک جانب مراد ہے میمنہ میسرہ مقدمۃ الجیش قلب الجیش اور ساقۃ الجیش''علی الحسر''یہ حاسر کی جمع ہے بے سلاح لوگ مراد ہیں عموماً ساقۃ الجیش

والے بے سلاح ہوتے ہیں''کتیبة ''فوجی دستہ کو کہتے ہیں اس کی جمع کتائب ہے۔

''اهتف لی بالانصار ''یعنی آواز دو میرے لیے انصار کو بلا کر جمع کر دو''وبشت قریش اوباشا ''یعنی قریش نے اپنے اوباش اور مخلوط قسم کے لوگوں کو جنگ کے لیے اکٹھا کر لیا اور مختلف قبائل کے لوگوں کو جمع کر لیا۔

''اعطینا الذی سئلنا ''یعنی ہم سے جو مانگا جائے گا ہم دیدیں گے''ثم قال بیدیه ''یعنی دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا اور ایک ہاتھ کو دوسرے پر ایسا مارا گویا اشارہ کیا کہ اس طرح ان کو ذبح کر دو۔''بالصفا ''یعنی صفا و مروہ کے پاس مجھ سے ملاقات کر دو۔

''خضراء قریش ''یعنی ابوسفیان نے فریاد کی کہ یارسول اللہ! قریش کا سرسبز وشاداب باغ اور پوری جماعت تباہ ہوگئی یہ جملہ ابوسفیان نے''مر الظهران ''میں ایک بلند چوٹی پر بیٹھ کر افواج اسلام کا نظارہ کرنے کے بعد اس وقت کہدیا کہ حضرت سعد بن عبادہ نے ابوسفیان کو دیکھ کر فرمایا تھا''الیوم یوم الملحمة الیوم تستحل الکعبة الیوم اذل الله قریشا''

یعنی آج گھسان کی جنگ ہوگی کعبہ میں کفار کو مارنا جائز ہوگا اور قریش کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر کے رکھے گا۔

ابوسفیان نے آنحضرت کے سامنے اس کی شکایت کی تو آنحضرت نے فرمایا کذب سعد الیوم یوم المرحمة الیوم یوم اعز الله فیه قریشا پھر آنحضرت نے حضرت سعد سے جھنڈا لے لیا اور اس کے بیٹے قیس کو دیدیا۔

''فقالت الانصار بعضهم لبعض'' حضرت ابوہریرہ نے فتح مکہ کی ترتیب میں بہت تقدیم و تاخیر کر دی ہے اور کہیں کا قصہ کہیں سے جوڑ دیا ہے''بسية القوس ''کمان میں جہاں سوفار ہوتا ہے جو بالکل منحنی حصہ ہوتا ہے اس حصہ سے آپ نے کمان کو پکڑ لیا اور بتوں کی آنکھوں میں کمان کی نوک والا حصہ مارتے رہے اور فرماتے رہے حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔

''الا الضن ''یعنی ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ اللہ کے رسول کے بارے میں حرص کی بنیاد پر کہا ہے کہ کہیں آپ مکہ میں رہ نہ جائیں اور ہم محروم نہ ہو جائیں''فجعل یحمدالله ''یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے تھے۔

فتح مکہ

بارہ رمضان آٹھ ہجری میں مکہ مکرمہ فتح ہوا صلح حدیبیہ میں قریش کے ساتھ آنحضرت کا معاہدہ ہوا تھا اس میں ایک شق یہ تھی کہ دس سال تک جنگ بند رہے گی قبائل عرب میں سے بنوبکر نے اہل مکہ قریش کا ساتھ دیا اور بنوخزاعہ نے مسلمانوں کا ساتھ دیا اور طے یہ ہوا کہ جس کسی نے ایک دوسرے پر حملہ کیا تو معاہدہ ختم ہو جائے گا بنوبکر نے بنوخزاعہ پر حملہ کر دیا اور ان کے لوگوں کو مارا وہ لوگ

مدینہ آکر آنحضرت کے سامنے گڑگڑائے اور مدد کی اپیل کی آنحضرت نے اعلان فرمایا کہ قریش کے حلفاء بنوبکر نے جو حملہ کیا ہے اس کی وجہ سے حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا ہے اب ہم کسی وقت بھی قریش مکہ پر حملہ کرسکتے ہیں۔ابوسفیان نے معاہدہ کی تجدید کی سرتوڑ کوشش کی مگر آنحضرت نے تجدید سے انکار کیا اور دس ہزار لشکر لیکر قریش پر اچانک حملہ کردیا اور مکہ کرمہ فتح کیا چوبیس کفار مارے گئے اور چھ صحابہ کرام شہید ہوگئے، صنادید قریش جو مقابلے پر آگئے تھے حضرت خالد کے شدید حملہ کا مقابلہ نہ کرسکے اور مکہ چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ گئے آنحضرت نے جبل کداء سے ہوتے ہوئے اجیاد سے ہوکر مسجد جن سے کچھ پہلے خیمہ نصب کرادیا اور تین دن کے بعد بیت اللہ میں داخل ہوگئے اور بتوں کو توڑ کر بیت اللہ کو صاف کرادیا، راجح یہی ہے کہ مکہ عنوۃً اور غلبۃً فتح ہوا تھا البتہ اس کو غانمین پر تقسیم نہیں کیا کیونکہ یہ اسلام کا مشترکہ شہر ہے۔

۴٦۲۰ ـ وحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ، ثُمَّ قَالَ بِيَدَيْهِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى احْصُدُوهُمْ حَصْدًا، وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: قَالُوا: قُلْنَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَمَا اسْمِي إِذًا؟ كَلَّا إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ

اس مذکورہ سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔اس روایت میں مزید اضافہ یہ ہے کہ آنحضرت نے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا اور فرمایا قریش کو اس طرح کاٹ دو صحابہ نے کہا ایسا ہوگا حضور نے فرمایا کہ پھر میرا نام محمد کیوں ہے میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔

تشریح:

''احصدوھم ''یعنی ان کو ایسا کاٹ کر رکھدو جس طرح کھیت کاٹی جاتی ہے''فما ذا سمی اذا ''یعنی پھر اس وقت میرا نام محمد کیوں ہے اور میرا نام احمد کیوں ہے محمد واحمد کا تو مطلب یہی ہے کہ جن کی تعریف کی جاتی ہے اور ان میں محمودہ صفات جمع ہیں اگر میں انصار کے ساتھ بیعت عقبہ کی وفاداری نہ کروں اور مدینہ چھوڑ کر مکہ آجاؤں پھر تو میری تعریف نہیں ہوگی حالانکہ میرے نام میں محمودیت کی صفت پڑی ہوئی ہے پھر میرا نام محمد کیوں ہے(کذا فی منۃ المنعم)

۴٦۲۱ ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ، قَالَ: وَفَدْنَا إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَفِينَا أَبُو هُرَيْرَةَ، فَكَانَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا يَصْنَعُ طَعَامًا يَوْمًا لِأَصْحَابِهِ، فَكَانَتْ نَوْبَتِي، فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، الْيَوْمُ نَوْبَتِي، فَجَاءُوا إِلَى الْمَنْزِلِ وَلَمْ يُدْرِكْ طَعَامُنَا، فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، لَوْ حَدَّثْتَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى

يُدْرِكَ طَعَامُنَا، فَقَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَجَعَلَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ عَلَى الْمُجَنِّبَةِ الْيُمْنَى، وَجَعَلَ الزُّبَيْرَ عَلَى الْمُجَنِّبَةِ الْيُسْرَى، وَجَعَلَ أَبَا عُبَيْدَةَ عَلَى الْبَيَاذِقَةِ، وَبَطْنِ الْوَادِي، فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، ادْعُ لِي الْأَنْصَارَ، فَدَعَوْتُهُمْ، فَجَاءُوا يُهَرْوِلُونَ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، هَلْ تَرَوْنَ أَوْبَاشَ قُرَيْشٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: انْظُرُوا، إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ غَدًا أَنْ تَحْصُدُوهُمْ حَصْدًا، وَأَخْفَى بِيَدِهِ وَوَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ، وَقَالَ: مَوْعِدُكُمُ الصَّفَا، قَالَ: فَمَا أَشْرَفَ يَوْمَئِذٍ لَهُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَنَامُوهُ، قَالَ: وَصَعِدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا، وَجَاءَتِ الْأَنْصَارُ فَأَطَافُوا بِالصَّفَا، فَجَاءَ أَبُو سُفْيَانَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُبِيدَتْ خَضْرَاءُ قُرَيْشٍ لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ، قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: أَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ أَخَذَتْهُ رَأْفَةٌ بِعَشِيرَتِهِ، وَرَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ، وَنَزَلَ الْوَحْيُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قُلْتُمْ: أَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ أَخَذَتْهُ رَأْفَةٌ بِعَشِيرَتِهِ، وَرَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ، أَلَا فَمَا اسْمِي إِذًا؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ، هَاجَرْتُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَيْكُمْ، فَالْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ، وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ قَالُوا: وَاللّٰهِ، مَا قُلْنَا إِلَّا ضَنًّا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ، قَالَ: فَإِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذِرَانِكُمْ

حضرت عبدالرحمٰن بن رباح رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے ہمارے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ بھی تھے اور ہم میں سے ایک آدمی ایک دن اپنے ساتھیوں کے لیے کھانا پکاتا تھا میری باری تھی تو میں نے کہا: اے ابو ہریرہ! آج میری باری ہے۔ پس وہ (سب ساتھی) گھر آ گئے لیکن کھانا ابھی تک تیار نہ ہوا تھا۔ تو میں نے کہا: اے ابو ہریرہ! کاش آپ ہمیں کھانا تیار ہونے تک رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کر دیتے؟ تو انہوں نے کہا: فتح مکہ کے دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دائیں طرف لشکر پر اور ابو عبیدہؓ کو پیدل لشکر پر امیر مقرر کر کے وادی کے اندر روانہ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! میرے پاس انصار کو بلاؤ۔ میں نے انہیں بلایا تو وہ دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا تم قریش کے کمینے لوگوں کو دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں دیکھ لو۔ جب کل تم ان سے مقابلہ کرو تو انہیں کھیتی کی طرح کاٹ دینا۔ آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر اشارہ فرمایا اور فرمایا: تمہارے ملنے کی جگہ صفا ہے۔ اس دن ان کا جو شخص بھی انصار کو ملا اسے

انصار نے سلا دیا (قتل کر دیا) اور رسول اللہ ﷺ کوہ صفا پر چڑھے اور انصار نے حاضر ہو کر صفا کو گھیر لیا۔ پس ابو سفیان نے حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول قریش کی تمام جماعتیں ختم ہو گئیں آج کے بعد کوئی قریشی نہ ہوگا۔ ابو سفیان نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امن ہوگا اور جو ہتھیار ڈال دے وہ بھی مامون ہوگا اور جو اپنے (گھر کا) دروازہ بند کر لے وہ بھی بحفاظت رہے گا۔ انصار نے کہا: آپ ایسے آدمی ہیں جنہیں اپنے خاندان کے ساتھ نرمی اور اپنے وطن کی محبت پیدا ہو گئی ہے اور اللہ کے رسول پر وحی نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے کہا تھا کہ اس آدمی کو اپنے خاندان کے ساتھ نرمی اور اپنے وطن کی محبت پیدا ہو گئی ہے۔ کیا تم جانتے ہو اس وقت میرا نام کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے تین بار یہ فرمایا کہ میں محمد ہوں، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔ میں نے اللہ اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے۔ میرا جینا تمہارے ساتھ اور میرا مرنا تمہارے ساتھ ہوگا۔ انصار نے عرض کیا! اللہ کی قسم! ہم نے یہ بات صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کی حرص میں ہی کی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ اور اس کا رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔

تشریح:

"البیــــا ذقۃ" پیدل دستوں پر بولا گیا ہے اور ساقہ پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے کیونکہ وہ بھی لشکر کے آخری حصہ میں عورتوں بوڑھوں اور بچوں کی حفاظت پر مامور دستہ کا نام ہے جو زیادہ مسلح نہیں ہوتا ہے۔

٤٦٢٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ، وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَسِتُّونَ نُصُبًا، فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ كَانَ بِيَدِهِ، وَيَقُولُ: ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ (الإسراء: ٨١) ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ﴾ (سبا: ٤٩)، زَادَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: يَوْمَ الْفَتْحِ،

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں موجود لکڑی انہیں چبھونا شروع کر دی اور فرما رہے تھے حق آ گیا اور باطل چلا گیا۔ بے شک باطل جانے ہی والا ہے۔ حق آ گیا اور باطل کسی چیز کو نہ پیدا کرتا ہے نہ لوٹاتا ہے۔ ابن ابی عمر رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے دن کا اضافہ کیا ہے۔

٤٦٢٣ ـ وَحَدَّثَنَاهُ حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا

الثَّوْرِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِلَى قَوْلِهِ: زَهُوقًا، وَلَمْ يَذْكُرِ الْآيَةَ الْأُخْرَى، وَقَالَ: بَدَلَ نُصُبًا صَنَمًا

اس مذکورہ سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح آپ ﷺ کے قول مبارک زھوقا تک مروی ہے اور اس میں دوسری آیت مبارکہ مذکور نہیں اور انہوں نے نصبا کی جگہ صنما کہا ہے۔

بَابُ لَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ صَبْرًا بَعْدَ الْفَتْحِ

فتح مکہ کے بعد کسی قریشی کو باندھ کر قتل نہ کیا جائے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٤٦٢٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، وَوَكِيعٌ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُطِيعٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: لَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ صَبْرًا بَعْدَ هَذَا الْيَوْمِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ،

حضرت عبداللہ بن مطیع رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: آج کے بعد قیامت تک کسی قریشی کو باندھ کر قتل نہ کیا جائے گا۔

تشریح:

"لایقتل قرشی صبرا" اس جملہ کے دو مطلب اور دو مفہوم ہیں کیونکہ اس کا معنی بطور خبر بھی ہو سکتا ہے اور بطور نہی بھی ہو سکتا ہے، اگر یہ خبر ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ مکہ کے فتح کے بعد سارے قریش مسلمان ہو جائیں گے اور دوسرے قبائل کی طرح اسلام سے مرتد بھی نہیں ہوں گے لہذا یہ باندھ کر قتل کرنے کے مستحق نہیں رہیں گے تو قتل نہیں ہوں گے یہ قریش کے ثبات علی الدین کی طرف اشارہ ہے اور اگر یہ جملہ خبر نہیں بلکہ نہی کے معنی میں ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ فتح مکہ کے بعد کسی قریشی کو باندھ کر قتل نہ کرو اگر کسی نے قتل کر دیا تو گناہ گار ہو جائے گا۔

٤٦٢٥ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ أَسْلَمَ أَحَدٌ مِنْ عُصَاةِ قُرَيْشٍ غَيْرُ مُطِيعٍ، كَانَ اسْمُهُ الْعَاصِي، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُطِيعًا

اس مذکورہ سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔ لیکن اس روایت میں اضافہ یہ ہے کہ قریش

کے عاصی نام والوں میں سے کوئی بھی مسلمان نہ ہوا۔ سوائے مطیع کے اور اس کا نام بھی عاصی تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام مطیع رکھا۔

تشریح:

''من عصاۃ قریش '' اس سے قریش کے نافرمان لوگ مراد نہیں ہیں بلکہ اس سے ہر وہ شخص مراد ہے جس کا نام عاصی ہو علماء نے لکھا ہے کہ قریش میں جن لوگوں کا نام عاصی تھا ان میں سے کوئی بھی مسلمان نہیں ہوا صرف عاصی بن اسود عذری مسلمان ہو گئے تھے تو آنحضرت نے ان کا نام مطیعا رکھا اس سے معلوم ہوا کہ نام کا اثر کام پر پڑتا ہے لہذا اچھا نام رکھنا چاہیے، قاضی عیاض نے چند نام گنائے ہیں جو العاصی کے نام سے مشہور تھے اور کافر مرے ہیں مثلاً عاص بن وائل بن ھشام عاص بن سعید بن عاص بن امیہ، عاص بن ھشام بن مغیرہ مخزومی عاص بن منبہ بن الحجاج وغیرہ وغیرہ۔

ان صفحات کی تصحیح میں نے رمضان ۱۴۳۴ھ میں عمرہ کے سفر میں کی، الحمدللہ۔ فضل محمد یوسف زئی نزیل الحرمین الشریفین

باب صلح الحديبية

صلح حدیبیہ کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دس احادیث کو بیان کیا ہے

قال اللہ تعالیٰ ﴿وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوكل على الله﴾

وقال تعالیٰ ﴿والصلح خير﴾

مصالحہ اور صلح اصلاح سے مشتق ہے جو فساد کی ضد ہے ایک دوسرے کے ساتھ محبت و مودت کا معاملہ کرنا صلح کہلاتا ہے اگر وقت کا صالح مسلمان بادشاہ مسلمانوں کے لیے صلح کو مناسب خیال کرتا ہے اور صلح کرنے میں فائدہ ہے اور مسلمانوں کی عظمت و شوکت کا کوئی نقصان نہیں ہے تو کفار کے ساتھ صلح کرنا بالعوض بھی جائز ہے اور بلا عوض بھی جائز ہے اور اگر صلح میں نقصان ہو تو پھر جائز نہیں ہے۔ اسلامی تاریخ میں سب سے بڑی صلح حدیبیہ کی صلح ہے جن کی شرائط کا بیان آگے آرہا ہے، یہ دس سال کی صلح تھی کفار کے ساتھ دس سال سے زیادہ صلح کرنا جائز نہیں ہے۔

٤٢٢٦ - حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، يَقُولُ: كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الصُّلْحَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ

الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، فَكَتَبَ: هٰذَا مَا كَاتَبَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، فَقَالُوا: لَا تَكْتُبْ رَسُولُ اللّٰهِ، فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ لَمْ نُقَاتِلْكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: امْحُهُ، فَقَالَ: مَا أَنَا بِالَّذِي أَمْحَاهُ، فَمَحَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ، قَالَ: وَكَانَ فِيمَا اشْتَرَطُوا أَنْ يَدْخُلُوا مَكَّةَ فَيُقِيمُوا بِهَا ثَلَاثًا، وَلَا يَدْخُلُهَا بِسِلَاحٍ إِلَّا جُلُبَّانَ السِّلَاحِ، قُلْتُ لِأَبِي إِسْحَاقَ: وَمَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ؟ قَالَ: الْقِرَابُ وَمَا فِيهِ،

صحابی رسول حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب نے صلح حدیبیہ کے دن نبی کریم ﷺ اور مشرکین کے درمیان ہونے والا معاہدۂ صلح لکھا تو اس میں یہ لکھا کہ یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ نے لکھا ہے تو مشرکین نے کہا: آپ رسول اللہ نہ لکھیں کیونکہ اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ سے جنگ نہ کرتے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: اسے مٹا دو۔ انہوں نے عرض کیا: میں نہیں مٹا سکتا۔ پس نبی کریم ﷺ نے خود اپنے ہاتھ مبارک سے مٹا دیا۔ اس معاہدہ کی شرائط میں ایک شرط یہ تھی کہ مسلمان مکہ میں داخل ہوں تو صرف تین دن قیام کر سکیں گے اور مکہ میں اسلحہ کے بغیر آئیں گے۔ ہاں اگر اسلحہ نیام میں ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (اسلحہ کی نمائش پر پابندی ہوگی)۔ شعبہ کہتے ہیں میں نے ابو اسحٰق سے کہا جلبان السلاح سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: میان اور جو کچھ اس میں ہو۔

تشریح:

"الحدیبیۃ" امام بخاری رحمہ اللہ نے صلح حدیبیہ سے متعلق تفصیل سے حدیث نقل کی ہے میں اسی کی تشریح یہاں نقل کرتا ہوں صحیح مسلم میں تفصیل نہیں ہے۔ "حدیبیہ" ایک کنوئیں کا نام تھا اس کی وجہ سے جگہ کا نام پڑ گیا، حدیبیہ مکہ اور جدہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہے جس کا کچھ حصہ حرم میں داخل ہے آج کل اس کو شمیسی کہتے ہیں مکہ سے مغربی جانب تقریباً پندرہ میل کے فاصلہ پر حدیبیہ واقع ہے۔

"حل حل" یعنی چل چل "خلات القصوی" یعنی قصواء اونٹنی اڑ گئی "ثمد" گڑھا جس میں تھوڑا سا پانی تھا، "یتبرضہ" تھوڑا تھوڑا پانی لینا "شکی" مجہول کا صیغہ ہے شکایت کے معنی میں ہے پانی کی قلت کی شکایت آنحضرت کے سامنے کی گئی۔ "یجش" جوش مارنے کے معنی میں ہے "بالری" یعنی خوب کثرت کے ساتھ پانی آیا جس سے لوگ سیراب ہو گئے، "صدروا" یعنی سیراب ہو کر واپس لوٹ آئے۔

"یرد الصداق" اللہ تعالیٰ کا تکوینی معاملہ تھا کہ صلح حدیبیہ میں دستاویز لکھنے میں عورتوں کا تذکرہ کسی کو یاد نہ رہا بعد میں کفار پچھتائے مگر کچھ ہاتھ نہیں آیا پیغمبر اسلام پر وحی نازل ہوگئی کہ عورتوں کو کفار کے ہاتھوں واپس نہ کرو البتہ عورتوں کا مہران کو واپس کردو یہ ابتدائی دور کا معاملہ تھا پھر اس میں تبدیلی آگئی چنانچہ آج کسی مسلم مرد کو کفار کی طرف واپس کرنے کا معاہدہ جائز نہیں ہے۔"ذعرا" یعنی اس نے کوئی خوفناک حادثہ دیکھا "ویل امہ" یہ جملہ اگرچہ بددعاء کے لیے وضع کیا گیا ہے مگر یہ تعجب کے لیے استعمال ہوتا ہے یہاں تعجب کا معنی ہے

"مسعر حرب" یعنی لڑائی کی آگ بھڑکانے والا ہے اگر ان کے ساتھ کچھ ساتھی ہوجائیں اور ان کی مدد کریں یہ مطلب زیادہ واضح ہے اگرچہ ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے یہ مطلب زیادہ مناسب قرار دیا ہے کہ لڑائی بھڑکانے والا ہے کاش اگر ان کو کوئی بتائے کہ میرے پاس نہ آئے تاکہ میں اس کو دوبارہ واپس نہ کروں۔ بہرحال نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبصیر کو مدینہ واپس بھیجدیا مگر کفار کے ہاتھ میں نہیں دیا ابوبصیر نے جاکر ساحل سمندر کے پاس اپنا ٹھکانا بنایا اب کافروں کے پاس سے جو مسلمان چھوٹ کر آتا تو ابوبصیر کے معسکر میں ٹھہرتا یہ ان مظلومین کے لیے ایک آزاد قبائلی علاقہ بن گیا چنانچہ ان کی تعداد ۷۰ تک پہنچ گئی اور انہوں نے کفار کے مقابلہ میں چھاپہ مار جنگ شروع کی ان کے تجارتی قافلوں پر حملے کیے تب قریش نے پریشان ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا اور خدا کا واسطہ دیا کہ ابوبصیر اور ان کے ساتھیوں کو مدینہ بلائیں آنحضرت نے ابوبصیر کے نام خط روانہ کیا کہ مدینہ آجاؤ اس وقت ابوبصیر حالت نزع میں تھے آپ نے خط سنا اور پھر اپنے سینے پر رکھ کر جان جان آفرین کے حوالہ کردی۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن　　　خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

"الا جلبان السلاح" اس شرط کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ سال جب عمرۃ القضاء کے لیے مسلمان آئیں گے تو اسلحہ کی نمائش نہیں کریں گے بلکہ اسلحہ غلاف اور نیام میں ہوگا گویا اس سے صرف تلوار لانے کی اجازت دیدی گئی کیونکہ پرتلہ اور نیام میں صرف تلوار ہوتی ہے۔ دوسرا مقصد کفار کا یہ تھا کہ جب اسلحہ کی نمائش نہیں ہوگی تو یہ آمد غلبہ کے طور پر نہیں ہوگی، تیسری وجہ یہ تھی کہ اگر اچانک جنگ چھڑ جائے تو مسلمانوں کا اسلحہ بند پڑا ہوگا کھولنے اور تیار کرنے میں دیر لگے گی کیونکہ جلبان چمڑے کے ایک ایسے قاش اور نیام اور تھیلی کو کہتے ہیں جس میں تلوار لاٹھی اور تیر رکھے جاسکتے ہیں۔

٤٦٢٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، يَقُولُ: لَمَّا صَالَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ

الْحُدَيْبِيَةِ كَتَبَ عَلِيٌّ كِتَابًا بَيْنَهُمْ، قَالَ: فَكَتَبَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ ذَكَرَ بِنَحْوِ حَدِيثِ مُعَاذٍ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ: هَذَا مَا كَاتَبَ عَلَيْهِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ والوں سے مصالحت کی تو علیؓ نے ان کے درمیان ہونے والے معاہدہ کو تحریر کیا اور محمد رسول اللہ لکھا۔ باقی حدیث مذکورہ بالا حدیث معاذ کی طرح ہے۔ لیکن اس روایت میں هذا ما كاتب عليه کے الفاظ نہیں ہیں۔

٤٦٢٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ الْمِصِّيصِيُّ، جَمِيعًا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ، وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: لَمَّا أُحْصِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْبَيْتِ، صَالَحَهُ أَهْلُ مَكَّةَ عَلَى أَنْ يَدْخُلَهَا فَيُقِيمَ بِهَا ثَلَاثًا، وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ، السَّيْفِ وَقِرَابِهِ، وَلَا يَخْرُجَ بِأَحَدٍ مَعَهُ مِنْ أَهْلِهَا، وَلَا يَمْنَعَ أَحَدًا يَمْكُثُ بِهَا مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ، قَالَ لِعَلِيٍّ: اكْتُبِ الشَّرْطَ بَيْنَنَا، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ لَهُ الْمُشْرِكُونَ: لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ تَابَعْنَاكَ، وَلَكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، فَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يَمْحَاهَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَا وَاللَّهِ، لَا أَمْحَاهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرِنِي مَكَانَهَا، فَأَرَاهُ مَكَانَهَا فَمَحَاهَا، وَكَتَبَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، فَأَقَامَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا أَنْ كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ قَالُوا لِعَلِيٍّ: هَذَا آخِرُ يَوْمٍ مِنْ شَرْطِ صَاحِبِكَ، فَأْمُرْهُ فَلْيَخْرُجْ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ، فَقَالَ: نَعَمْ، فَخَرَجَ، وقَالَ ابْنُ جَنَابٍ فِي رِوَايَتِهِ مَكَانَ تَابَعْنَاكَ: بَايَعْنَاكَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو بیت اللہ کے نزدیک گھیر لیا گیا تو اہل مکہ نے آپ ﷺ سے ان باتوں پر صلح کر لی کہ آپ مکہ میں داخل ہو کر صرف تین دن قیام کریں گے اور مکہ میں تلواروں کے ساتھ داخل نہ ہوں گے سوائے اس کے کہ تلواریں نیاموں میں ہوں اور اہل مکہ میں سے کسی کو بھی آپ نہ لے کر جائیں گے اور (مسلمانوں میں سے) جو مکہ میں ٹھہرنا چاہے اسے منع بھی نہ کریں گے جو آپ ﷺ کے ساتھ آئے ہوں۔ آپ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا: ان شرائط کو ہمارے درمیان تحریر کر دو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ شرائط ہیں جن کا فیصلہ محمد رسول اللہ نے کیا آپ سے مشرکین نے کہا: اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے ہوتے تو آپ کی اتباع کر لیتے بلکہ محمد بن عبداللہ لکھو۔ آپ نے حضرت علی کو اسے مٹانے کا حکم دیا تو حضرت علیؓ نے عرض کیا: نہیں اللہ کی قسم

میں تو اسے نہ مٹاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس (لفظ) کی جگہ مجھے دکھا دو۔ حضرت علیؓ نے آپ کو اس لفظ کی جگہ دکھائی تو آپ نے خود اسے مٹا دیا اور ابن عبداللہ لکھ دیا گیا۔ (جب دوسرا سال آیا تو آپ تشریف لائے) پھر تین دن تک مکہ معظمہ میں قیام فرمایا جب تیسرا دن ہوا تو مشرکین نے حضرت علیؓ سے کہا کہ یہ تمہارے صاحب (نبی کریم ﷺ) کی شرط کا آخری دن ہے اب ان (نبی) سے جانے کے لیے کہو پس اس کی ان کو خبر دی گئی تو انہوں نے کہا اچھا۔ اور چلے گئے۔ ابن جناب نے اپنی روایت میں نابعناک کی جگہ بایعناک کہا ہے۔

صلح حدیبیہ کی تمام شرطوں کا بیان

۴۶۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ قُرَيْشًا صَالَحُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: اكْتُبْ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، قَالَ سُهَيْلٌ: أَمَّا بِاسْمِ اللّٰهِ، فَمَا نَدْرِي مَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، وَلَكِنِ اكْتُبْ مَا نَعْرِفُ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ، فَقَالَ: اكْتُبْ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ، قَالُوا: لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ لَاتَّبَعْنَاكَ، وَلَكِنِ اكْتُبِ اسْمَكَ وَاسْمَ أَبِيكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اكْتُبْ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، فَاشْتَرَطُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مَنْ جَاءَ مِنْكُمْ لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكُمْ، وَمَنْ جَاءَكُمْ مِنَّا رَدَدْتُمُوهُ عَلَيْنَا، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَنَكْتُبُ هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّهُ مَنْ ذَهَبَ مِنَّا إِلَيْهِمْ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ جَاءَنَا مِنْهُمْ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ لَهُ فَرَجًا وَمَخْرَجًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جن قریشیوں نے نبی کریم ﷺ سے صلح کی ان میں سہیل بن عمرو بھی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل نے کہا کہ بسم اللہ تو ہم نہیں جانتے، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کیا ہے۔ البتہ باسمک اللھم لکھو جسے ہم جانتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: لکھو محمد رسول اللہ کی طرف سے انہوں (کفار) نے کہا: اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول جانتے تو آپ کی پیروی کرتے بلکہ آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: محمد بن عبداللہ کی طرف سے لکھو۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ شرط باندھی کہ تم میں سے جو ہمارے پاس آ جائے گا ہم اسے واپس نہ کریں گے اور اگر تمہارے پاس ہم میں سے کوئی آئے گا تو تم اسے ہمارے پاس واپس کر دو گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم یہ بھی لکھ دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں لیکن ہم میں سے جو ان کی طرف جائے گا اللہ اسے (اسلام سے) دور کر دے گا اور جو ان سے ہمارے پاس آئے گا اللہ عن قریب اس کے لیے کوئی راستہ اور کشائش پیدا فرما دیں گے۔

تشریح:

مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں مندرجہ ذیل تفصیل ہے میں اسی کو بیان کرتا ہوں اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ صحیح مسلم کی ترتیب بہت منتشر ہے مشکوۃ کی ترتیب پر مندرجہ ذیل تشریح ہے۔

"ثلاثة اشياء" اس حدیث میں صلح حدیبیہ کی شرائط میں سے اہم تین شرائط کا بیان ہے (۱) پہلی شرط یہ کہ اگر کوئی مشرک مسلمانوں کے پاس آجائے تو مسلمان پابند ہوں گے کہ اس کو قریش کی طرف واپس کردیں خواہ مسلمان کیوں نہ ہو اور جو مسلمان کافروں کی طرف چلا جائے وہ ان کو قید کریں گے اور واپس نہیں کریں گے یہی شرط تھی جو انتی سخت تھی جس نے صحابہ کرام کو ہلا کر رکھدیا مگر انہوں نے صلح کے نظم وضبط کو برقرار رکھا اور اسلامی امارت کی وفاداری کا مظاہرہ کیا اور شرط کو قبول کیا۔

(۲) دوسری شرط یہ تھی کہ آئندہ سال مسلمان جب عمرہ کے لیے آئیں گے تو چھوٹا اسلحہ ساتھ ہوگا وہ بھی نیاموں اور غلافوں میں ہوگا نیز اس سال عمرہ کے بغیر جانا ہوگا۔ (۳) تیسری شرط یہ تھی کہ آئندہ سال مکہ میں صرف تین دن تک مسلمان قیام کریں گے پھر واپس جائیں گے۔ (۴) اس کے علاوہ چوتھی شرط یہ تھی کہ دس سال تک جنگ بندی ہوگی۔ (۵) پانچویں شرط یہ کہ جو قبائل فریقین میں سے جس کے ساتھ جانا چاہتے ہیں وہ چلے جائیں وہ بھی معاہدہ کا حصہ ہوں گے۔ (۶) چھٹی شرط یہ کہ صلح کی مدت میں خیانت نہیں ہوگی۔

"بجلبان السلاح" جیم پر ضمہ ہے لام پر بھی ضمہ ہے باپر شد کیساتھ فتحہ ہے یہ چمڑے کے اس تھیلے کا نام ہے جس میں تلوار وغیرہ اسلحہ رکھدیا جاتا ہے اور اسے باندھ کر کجاوہ یا زین کے پچھلے حصہ کے ساتھ لٹکا دیا جاتا ہے مراد یہ کہ اسلحہ کی نمائش نہیں ہوگی غلافوں میں چھپا کر رکھنا ہوگا۔

"یحجل فی قیوده" ابو جندل سہیل بن عمرو کا بیٹا تھا سہیل نے جب اس کو دیکھا تو قلم روک لیا اور کہا کہ پہلے میرے بیٹے کو واپس کردو پھر صلح نامہ لکھا جائے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی تک دستخط نہیں ہوئے ہیں یہ پہلے آگیا ہے معاہدہ اس پر نافذ نہیں ہے اور اگر ابو جندل کا آنا معاہدہ کے تحت آتا بھی ہے تو میں تجھ سے ابو جندل کو مانگتا ہوں کہ یہ مجھے دیدو سہیل نے انکار کیا ابو جندل روتا ہوا واپس چلا گیا، اہل تاریخ نے ابو جندل کی واپسی کا دردناک منظر لکھا ہے ابو جندل پھر کفار کے ہاتھوں سے چھوٹ کر ساحل سمندر میں ابو بصیر کے پاس چلا گیا۔ یہ عبارت اس حدیث میں نہیں ہے۔

"لم نرده" صلح حدیبیہ کی تمام شرطوں میں یہی شرط مسلمانوں پر سخت بھاری تھی حضرت عمرؓ نے آنحضرت کے سامنے سخت انداز

میں گفتگو کی پھر صدیق اکبر کے سامنے سخت گفتگو کی، دونوں نے جواب دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے، اے عمر اس کو مانو اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا پھر حضور اکرم ﷺ نے اس شرط کی حکمت کی طرف اشارہ فرمایا کہ جو شخص میرے مجلس کو چھوڑ کر کافروں کے پاس جاتا ہے وہ منافق ہوگا تو ہم کو چاہیے کہ اس مار آستین کو بھگائیں جب وہ خود جاتا ہے اور اس کو اللہ دور کر دیتا ہے تو تم کیوں پریشان ہوتے ہو؟ اور جو شخص کفار کی مجلس سے میرے پاس آتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی جاسوس ہو تو ہم کو چاہیے کہ اس کو آنے نہ دیں، جب قریش خود اس کو لے جاتے ہیں تو تم کیوں پریشان ہوتے ہو؟ اور اگر وہ سچا مسلمان ہو تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کے لیے نجات اور خلاصی کا آسان راستہ بنا دے گا۔ اس پر سب صحابہ نے آنحضرت ﷺ کی ذہانت کا اعتراف کیا کہ یہ نبوت کا فیصلہ ہے۔

٤٦٣٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ سِيَاهٍ، حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: قَامَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ يَوْمَ صِفِّينَ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، اتَّهِمُوا أَنْفُسَكُمْ، لَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَلَوْ نَرَى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا، وَذٰلِكَ فِي الصُّلْحِ الَّذِي كَانَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ، فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَسْنَا عَلَى حَقٍّ وَهُمْ عَلَى بَاطِلٍ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ: أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ: فَفِيمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا، وَنَرْجِعُ، وَلَمَّا يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، فَقَالَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللّٰهُ أَبَدًا، قَالَ: فَانْطَلَقَ عُمَرُ فَلَمْ يَصْبِرْ مُتَغَيِّظًا، فَأَتَى أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَسْنَا عَلَى حَقٍّ وَهُمْ عَلَى بَاطِلٍ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ: أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ: فَعَلَامَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا، وَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، إِنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللّٰهُ أَبَدًا، قَالَ: فَنَزَلَ الْقُرْآنُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْفَتْحِ، فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ، فَأَقْرَأَهُ إِيَّاهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَوَ فَتْحٌ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَطَابَتْ نَفْسُهُ وَرَجَعَ

حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صفین کے دن حضرت سہل بن حنیف ؓ کھڑے ہوئے اور کہا: اے لوگو! اپنے آپ کو غلط تصور کر دو۔ تحقیق! ہم حدیبیہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ اگر ہم جنگ کرنا چاہتے تو ضرور کرتے اور یہ اس صلح کا واقعہ ہے جو رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کے درمیان ہوئی۔ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں! عمرؓ نے عرض کیا: کیا ہمارے شہداء جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں! عمرؓ نے عرض کیا: پھر ہم اپنے دین میں جھکاؤ اور ذلت کیوں قبول کریں اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور ان کے درمیان ابھی تک کوئی فیصلہ کا حکم نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب میں اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ مجھے کبھی بھی ضائع نہیں فرمائے گا۔ حضرت عمرؓ سے صبر نہ ہوسکا اور غصہ ہی کی حالت میں حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور کہا: اے ابو بکر! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! کہنے لگے: کیا ہمارے شہداء جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! عمرؓ کہنے لگے پھر ہم کس وجہ سے اپنے دین میں کمزوری قبول کریں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کا حکم نہیں دیا؟ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: اے ابن خطاب! آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اللہ انہیں کبھی بھی ضائع نہیں کرے گا۔ پس رسول اللہ ﷺ پر سورہ فتح کی آیات نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے عمرؓ کو بلوایا اور انہیں سے وہ آیات پڑھوائیں تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ فتح ہے؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں حضرت عمر دلی طور پر خوش ہو کر لوٹ گئے۔

تشریح:

"یوم صفین" رقہ اور منبج کے درمیان فرات کے ساحل پر ایک قدیم شہر ہے اس کا نام صفین ہے جو آج کل عراق میں واقع ہے اس مقام میں حضرت علی اور حضرت معاویہ کے درمیان شدید جنگ ہوئی جس میں طرفین کے ہزاروں مسلمان مارے گئے، حضرت علی حق پر تھے اور حضرت معاویہ سے اجتہادی غلطی ہوگئی۔ "فقام سهل بن حنيف" یہ شان والے صحابی ہیں جو بیعت رضوان میں شریک تھے جنگ صفین کے موقع پر انہوں نے حضرت علی کے ساتھیوں کو صلح پر آمادہ کرنے کی کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ ہم نے صلح حدیبیہ میں طبیعت کے خلاف سخت مناظر دیکھے اور ہم نے کہا کہ بالکل صلح نہیں کرنی چاہیے ابو جندل کو بیڑیوں میں بندھا ہوا مسلمانوں نے کافروں کے حوالہ کیا حضرت عمر نے سخت موقف اختیار کیا تھا ہمیں صلح کرنے میں بڑی ذلت نظر آرہی تھی لیکن انجام کے اعتبار سے صلح ہی بہتر تھی۔

"اتهموا انفسكم" سہل بن حنیف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ تم لوگ اپنے آپ کو ملزم قرار دو صلح نہ کرنے کی رائے کو غلط کہد و تم اہل شام سے جنگ کو واجب کہتے ہو اور صلح کو ناجائز کہتے ہو حالانکہ اب تک تم کو کامیابی نہیں ہو رہی ہے لہٰذا جنگ بند کرو اور صلح کرو حضرت سہل کے کلام کا پس منظر اس طرح ہے کہ حضرت معاویہ کی طرف سے مصحف بھیجا گیا کہ ہمارے درمیان فیصلہ اس کتاب پر ہوگا حضرت علی نے کہا کہ میں تو کتاب اللہ کے فیصلے کو تم سے زیادہ قبول کرنے والا ہوں بے شک کتاب اللہ پر صلح ہونی چاہیے

اتنے میں حضرت علی کے پاس خوارج آگئے سب نے کندھوں پر ہتھیار اٹھائے تھے آتے ہی انہوں نے حضرت علی سے کہا کہ آپ ہم کو اجازت دیدیں کہ ہم معاویہ کی افواج پر حملہ کردیں آپ صلح بالکل نہ کریں اس موقع پر حضرت سہل کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ اس وقت سے زیادہ سخت وقت میں ہم نے صلح کی تھی اور صلح بہت عمدہ عمل ہے اس وقت صحابہ نے دلوں پر پتھر رکھ کر صلح حدیبیہ کیا تو اچھا نتیجہ ہاتھ آگیا تم صلح نہیں کرتے ہو تو ہر آنے والا دن پہلے دن سے زیادہ سخت اور زیادہ تاریک ہوکر آتا ہے پھر آپ نے حضرت عمر کا قصہ سنادیا۔ "نعطی الدنیة" یعنی اس طرح ذلت کا فیصلہ ہم کس طرح قبول کریں حالانکہ ہم حق پر ہیں۔

۴۶۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ، يَقُولُ بِصِفِّينَ: أَيُّهَا النَّاسُ، اتَّهِمُوا رَأْيَكُمْ، وَاللّٰهِ، لَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ، وَلَوْ أَنِّي أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهُ، وَاللّٰهِ، مَا وَضَعْنَا سُيُوفَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا إِلَى أَمْرٍ قَطُّ، إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ إِلَّا أَمْرَكُمْ هَذَا، لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ نُمَيْرٍ إِلَى أَمْرٍ قَطُّ،

حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے کہ میں نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین میں سنا، انہوں نے کہا: اے لوگو! اپنی رائے کو غلط سمجھو۔ اللہ کی قسم! ابوجندل کے دن (صلح حدیبیہ) کا واقعہ میرے سامنے ہے اگر مجھ میں رسول اللہ ﷺ کو اس امر (صلح) سے لوٹا دینے کی طاقت ہوتی تو میں اسے لوٹا دیتا۔ اللہ کی قسم! ہم نے اپنی تلواریں کسی کام کے لیے اپنے کندھوں پر کبھی نہیں رکھیں مگر یہ کہ ان تلواروں نے ہمارے کام کو ہمارے لیے آسان بنادیا۔ البتہ تمہارا یہ معاملہ (آسان) نہیں ہوتا۔ اور ابن نمیر نے الی امر قط کے الفاظ ذکر نہیں فرمائے۔

تشریح:

"یوم الجندل" ابوجندل کا نام عاص بن سہیل ہے حدیبیہ کے دن کی طرف اس لیے منسوب ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر یہ کفار مکہ کی جیل سے بھاگ کر آئے تھے بیڑیاں ان کے پاؤں میں تھیں اس نے آکر مسلمانوں کے سامنے میدان میں اپنے آپ کو گرادیا اور فریاد کی کہ مجھے بچاؤ ان کے باپ سہیل نے قلم روک دیا کہ میرے بیٹے کو واپس کردو تب معاہدہ ہوگا، آنحضرت نے فرمایا کہ اب تک معاہدہ مکمل نہیں ہوا ہے دستخط نہیں ہوئے ہیں ابوجندل تو اس معاہدہ سے پہلے آیا ہے ان کا واپس کرانا لازم نہیں سہیل نے انکار کیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ ابوجندل کو میری خاطر مجھے دیدو اور واپس نہ لو، سہیل نے انکار کیا آنحضرت نے ابو جندل کو واپس کیا تو وہ رونے لگے مسلمانوں پر یہ منظر بہت سخت تھا مگر برداشت کیا اور صلح لکھ دی "الی امر قط" ای لخطر من

الا عطار یفظعنا یعنی کسی مشکل وقت میں ہم نے جنگ کے لیے کبھی بھی تلوار نہیں اٹھائی مگر تلوار نے ہمارا معاملہ آسان کردیا ہے سوائے تمہارے اس جنگ اور معاملہ کے کہ اس میں ہم جب بھی کسی شگاف کو بند کردیتے ہیں تو دوسری طرف سے سوراخ ہوجاتا ہے یعنی جونہی صلح کی بات ہوتی ہے تو اس کی جگہ فساد پھوٹتا ہے جیسے تم خوارج اس وقت مخالفت پر کھڑے ہوگئے ہو، "نعرفه" ای الی حل نرضاه ونرتاح له "قبل هذا الامر" ای قبل اختلاف علی ومعاویہ، یعنی اس میں تلوار نے کوئی حل نہیں نکالی "ماسددنا منه" "سد یسد بند کرنے کے معنی میں ہے بعض نسخوں میں ما فتحنا کا لفظ ہے جو صحیح نہیں ہے کسی راوی سے وہم ہوگیا ہے "خصم" خ پر پیش ہے ص ساکن ہے جانب اور طرف کے معنی میں ہے یعنی جتنا فساد روکنے کی کوشش کرتے ہیں فساد مزید پھیلتا ہے یہ الفاظ ساتھ والی روایت میں ہیں۔

٤٦٣٢ ـ وَحَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ ح وحَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَفِي حَدِيثِهِمَا إِلَى أَمْرٍ يُفْظِعُنَا

جریر اور وکیع اعمش سے اس اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور ان دونوں کی حدیث میں الی امر یفظعنا کے الفاظ ہیں۔

٤٦٣٣ ـ وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ بِصِفِّينَ، يَقُولُ: اتَّهِمُوا رَأْيَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَتَحْنَا مِنْهُ فِي خُصْمٍ، إِلَّا انْفَجَرَ عَلَيْنَا مِنْهُ خُصْمٌ

حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت سہل بن حنیف سے جنگ میں سنا کہ اپنی رائے کو اپنے دین کے معاملہ میں غلط تسلیم کرو۔ تحقیق میں نے ابو جندل کے دن دیکھا اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو رد کرنے کی طاقت رکھتا تو ضرور رد کر دیتا۔ (لیکن تمہارا معاملہ ایسا ہوگیا ہے) ہم اس کی ایک گرہ کھول نہیں پاتے کہ دوسری گرہ ہم پر خود بخود کھل جاتی ہے۔

٤٦٣٤ ـ وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، حَدَّثَهُمْ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ﴾(الفتح: ٢) إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَوْزًا عَظِيمًا﴾(النساء: ٧٣) مَرْجِعَهُ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَهُمْ يُخَالِطُهُمُ الْحُزْنُ

وَالْكَآبَةُ، وَقَدْ نَحَرَ الْهَدْيَ بِالْحُدَيْبِيَةِ، فَقَالَ: لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آيَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ﴾ سے ﴿فَوْزًا عَظِيمًا﴾ تک نازل ہوئی تو آپ ﷺ حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے اور صحابہ غم اور دکھ سے پریشان ہو رہے تھے اور تحقیق آپ نے حدیبیہ میں اونٹ ذبح کیا۔ پھر ارشاد فرمایا: مجھ پر ایک ایسی آیت نازل کی گئی ہے جو مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔

٤٦٣٥ـ وحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی مذکورہ بالا روایت ابن ابی عروبہ کی طرح مروی ہے۔

باب الوفاء بالعهد

ایفائے عہد کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٤٦٣٦ـ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الطُّفَيْلِ، حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ، قَالَ: مَا مَنَعَنِي أَنْ أَشْهَدَ بَدْرًا إِلَّا أَنِّي خَرَجْتُ أَنَا وَأَبِي حُسَيْلٌ، قَالَ: فَأَخَذَنَا كُفَّارُ قُرَيْشٍ، قَالُوا: إِنَّكُمْ تُرِيدُونَ مُحَمَّدًا، فَقُلْنَا: مَا نُرِيدُهُ، مَا نُرِيدُ إِلَّا الْمَدِينَةَ، فَأَخَذُوا مِنَّا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيثَاقَهُ لَنَنْصَرِفَنَّ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَلَا نُقَاتِلُ مَعَهُ، فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْنَاهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ: انْصَرِفَا، نَفِي لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَنَسْتَعِينُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے جنگ بدر میں حاضر ہونے سے کسی بات نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ میں اور میرا والد حسیل باہر نکلے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں ہم کو کفار قریش نے گرفتار کر لیا۔ انہوں نے کہا کہ تم محمد (ﷺ) کے پاس جانا چاہتے ہو؟ ہم نے کہا ہم آپ ﷺ کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ ہم تو مدینہ جانا چاہتے تھے۔ تو انہوں نے ہم سے اللہ کا یہ وعدہ اور میثاق لیا کہ ہم مدینہ واپس چلے جائیں گے اور آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ نہ کریں پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس واقعہ اور وعدہ کی خبر دی تو آپ ﷺ

نے فرمایا: تم دونوں واپس چلے جاؤ۔ ہم ان کے معاہدہ کو پورا کریں گے اور اللہ سے ان کے خلاف مدد مانگیں گے۔

تشریح:

''انا وابی حسیل ''یعنی میں اور میرا باپ حسیل ہم نکلے تھے کہ کفار قریش کے ہاتھ میں آ گئے انہوں نے ہمیں پکڑ لیا کہ تم تو مدینہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جا رہے ہو، ہم نے کہا ہم صرف مدینہ جانا چاہتے ہیں کفار نے ہم سے پکا وعدہ لیا کہ محمد کے ساتھ ہو کر ہمارے خلاف جنگ تو نہیں کرو گے، ہم نے وعدہ کر لیا جب ہم مدینہ آ گئے اور حضور اکرم کو قصہ سنایا تو آپ نے فرمایا ''انصرفا'' یعنی تم باپ بیٹے دونوں جنگ بدر جانے سے واپس ہو جاؤ ہم وعدہ پورا دیکھنا چاہتے ہیں اعتماد اللہ پر ہے، حضرت حذیفہ جنگ بدر میں اسی معاہدہ کے تحت شریک نہیں ہو سکتے تھے، علماء لکھتے ہیں کہ جہاد چھوڑنے کا وعدہ کسی کے ساتھ پورا کرنا نہیں چاہیے یہاں آنحضرت نے کفار کے پروپیگنڈہ روکنے کے لیے ایسا اقدام کیا۔

''الیمان'' یہ حضرت حذیفہ کے والد ماجد کا نام ہے ان کا اصل نام ''حسیل'' تھا مگر یہ مکہ سے مدینہ بھاگ گیا وہاں یمن کے لوگوں کے ایک قبیلہ بنو اشہل سے انہوں نے معاہدہ ومحالفہ کیا تو ان کے حلیف بن گئے پیچھے اس کی قوم نے ان کو اہل یمن کی طرف منسوب کر دیا تو یمان ہو گئے، اس حدیث میں ''وابی '' کے لفظ سے ''حسیل ''بدل واقع ہے یعنی میرا باپ جو حسیل تھا۔

باب غزوة الاحزاب وقصة حذيفةؓ

غزوۂ احزاب اور حضرت حذیفہ کے بھیجنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٤٦٣٧ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ، فَقَالَ رَجُلٌ: لَوْ أَدْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلْتُ مَعَهُ وَأَبْلَيْتُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنْتَ كُنْتَ تَفْعَلُ ذَلِكَ؟ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْأَحْزَابِ، وَأَخَذَتْنَا رِيحٌ شَدِيدَةٌ وَقُرٌّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللَّهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللَّهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللَّهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟، فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ، فَقَالَ: قُمْ يَا حُذَيْفَةُ، فَأْتِنَا بِخَبَرِ

الْقَوْمِ، فَلَمْ أَجِدْ بُدًّا إِذْ دَعَانِي بِاسْمِي أَنْ أَقُومَ، قَالَ: اذْهَبْ فَأْتِنِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ، وَلَا تَذْعَرْهُمْ عَلَيَّ، فَلَمَّا وَلَّيْتُ مِنْ عِنْدِهِ جَعَلْتُ كَأَنَّمَا أَمْشِي فِي حَمَّامٍ حَتَّى أَتَيْتُهُمْ، فَرَأَيْتُ أَبَا سُفْيَانَ يَصْلِي ظَهْرَهُ بِالنَّارِ، فَوَضَعْتُ سَهْمًا فِي كَبِدِ الْقَوْسِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْمِيَهُ، فَذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلَا تَذْعَرْهُمْ عَلَيَّ، وَلَوْ رَمَيْتُهُ لَأَصَبْتُهُ فَرَجَعْتُ وَأَنَا أَمْشِي فِي مِثْلِ الْحَمَّامِ، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِ الْقَوْمِ، وَفَرَغْتُ قُرِرْتُ، فَأَلْبَسَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَضْلِ عَبَاءَةٍ كَانَتْ عَلَيْهِ يُصَلِّي فِيهَا، فَلَمْ أَزَلْ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحْتُ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ قَالَ: قُمْ يَا نَوْمَانُ

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہؓ کے پاس تھے۔ایک آدمی نے کہا: اگر میں رسول اللہ ﷺ (کا زمانہ) پالیتا تو میں آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتا اور بہت کوشش کرتا۔ حضرت حذیفہ نے کہا: اچھا تم ایسا کرتے؟ تحقیق ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ احزاب کی رات سخت ہوا اور سردی دیکھ چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں جو اس قوم (کافروں) کی خبر میرے پاس لائے، اللہ اسے قیامت کے دن میرا ساتھ نصیب فرمائے گا۔ ہم خاموش رہے اور ہم میں سے کسی نے بھی آپ ﷺ کو جواب نہ دیا۔ پھر فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں جو قوم (کافروں) کی ہمارے پاس خبر لائے، اللہ اسے قیامت کے دن میرا ساتھ نصیب فرمائے گا۔ ہم خاموش رہے اور ہم میں سے کسی نے بھی آپ ﷺ کو جواب نہ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو ان (کفار) کی ہمارے پاس خبر لائے۔ اللہ اسے قیامت کے دن میرا ساتھ نصیب فرمائے گا۔ ہم خاموش رہے اور ہم میں سے کسی نے بھی آپ ﷺ کو جواب نہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے حذیفہ! کھڑے ہو جاؤ اور ہمارے پاس قوم کی خبر لے آؤ۔ جب آپ ﷺ نے مجھے میرا نام لے کر پکارا تو میرے لیے سوائے اٹھنے کے کوئی چارہ کار نہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور قوم کی میرے پاس خبر لے کر آؤ۔ مگر انہیں میرے خلاف بھڑکا نا نہیں۔ جب میں آپ ﷺ سے پشت پھیر کر چلنے لگا تو مجھے یوں محسوس ہونے لگا گویا کہ میں حمام میں چل رہا ہوں یہاں تک کہ میں ان (کافروں) کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے ابوسفیان کو اپنی پیٹھ کو آگ پر سینکتے دیکھا۔ پس میں نے فوراً کمان کے درمیان میں تیر رکھا اور اسے مارنے کا ارادہ کیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کا قول یاد آ گیا کہ انہیں میرے خلاف بھڑکانا نہیں۔ اگر میں اسے تیر مار دیتا تو صحیح نشانہ پر ہی لگتا۔ میں واپس لوٹا اور میں حمام ہی کی طرح چل رہا تھا۔ جب میں آپ ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ ﷺ کو قوم کی خبر دے کر فارغ ہوا تو مجھے سردی محسوس ہونے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی بقیہ چادر اوڑھا دی جسے آپ اوڑھ کر نماز ادا کر رہے تھے اور میں صبح تک نیند کرتا رہا۔ پس جب صبح ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بہت سونے والے اٹھ جا۔

تشریح:

"قال رجل " اس شخص کا نام معلوم نہ ہوسکا اتنا معلوم ہے کہ یہ کوئی تابعی تھا اور جوش محبت میں کہہ رہا تھا کہ اگر ہم آنحضرت کے ساتھ ہوتے تو جنگوں اور مشکلات میں ہم صحابہ سے بڑھ جاتے، حضرت حذیفہ نے اپنا ایک قصہ سنا دیا جو مشکلات سے بھرا ہوا تھا جو غزوۂ خندق کے موقع پر پیش آیا تھا کہ رات کو تمام خطرات کے ساتھ جاسوس بن کر ابوسفیان کی مجلس میں جا بیٹھے شدید سردی کا زمانہ تھا گویا حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ تم اب راحت کے وقت ڈینگیں مارتے ہو اور شیخی بھگارتے ہو ہمارا ایک واقعہ سن لو تو تمہاری شیخی تمہاری ناک کے راستہ سے نکل جائے گی پھر حضرت حذیفہ نے اپنے مشکل واقعات میں سے ایک واقعہ بیان کیا جو اس حدیث میں ہے۔

حکایت نمبر ۱: تاریخ کی مختلف کتابوں میں حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کا یہ جملہ مذکور ہے جس میں آپ نے صحابہ کرام کی قربانیوں کا منظر پیش کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر ہم صحابہ کرام کو دیکھیں تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ لوگ دیوانے اور مجنون ہیں اور اگر صحابہ ہم کو دیکھیں تو کہیں گے کہ یہ کافر ہیں یا منافق ہیں، یہ جملہ آپ نے شاید اس وقت ارشاد فرمایا جب کہ ایک صحابی کا قصہ سامنے آگیا جن کا بازو جنگ میں کٹ گیا تھا مگر گوشت کے ایک تسمہ کے ساتھ لٹک رہا تھا صحابی نے بازو کو پاؤں کے نیچے رکھا اور جھٹکا دیکر کاٹ دیا اور کٹے ہوئے ہاتھ کے باوجود دن بھر شدید گرمی میں احد یا بدر کے میدان میں لڑتا رہا، سبحان اللہ۔

حکایت نمبر ۲: وعظ و حکایات کی کتابوں میں یہ قصہ مشہور ہے کہ اس پچھلی صدی میں ایک شخص کے دل میں یہ بات آگئی کہ اگر ہم آنحضرت کیساتھ ہوتے تو ہم صحابہ سے بڑھ کر کارنامے دکھاتے اور قربانی میں سبقت لے جاتے، رات کو اس نے خواب دیکھا کہ آنحضرت ﷺ ایک تانگہ میں جا رہے ہیں حضرت ابوبکر و عمر ساتھ ہیں یہ شخص بھی ساتھ ہے کہ اتنے میں گھوڑا گاڑی چڑھائی کی وجہ سے پیچھے کی طرف گرنے لگی، اس شخص نے سوچا کہ اگر تانگہ گر جائے تو نبی اکرم ﷺ کو تکلیف ہو جائے گی اس غرض سے وہ تانگہ سے اتر کر کسی بڑے پتھر کو ڈھونڈنے لگا تا کہ تانگہ کے پہیہ کے نیچے رکھدے جب واپس آیا تو دیکھا کہ ایک پہیہ کے نیچے صدیق اکبر نے سر رکھا ہے اور دوسرے کے نیچے عمر فاروق نے سر رکھا ہے اس شخص نے کہا کہ توبہ توبہ ہم صحابہ کرام کی قربانیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔

"وابلیت " اس شخص نے کہا ہم خوب جدوجہد کرتے اور حضور اکرم کی نصرت کرتے۔" وقر " قاف پر زبر ہے اور "ر" پر شد ہے، شدید سردی مراد ہے جو طوفانی ہواؤں کے ساتھ تھی "قم یا حذیفۃ " یعنی حالات اتنے سخت تھے کہ آنحضرت کے حکم پر کوئی جانے

کے لیے تیار نہیں ہوا یہاں تک کہ آنحضرت نے میرا نام لیا پھر میں کھڑے ہونے کے لیے تیار ہو گیا۔

"بخبر القوم" یعنی ابوسفیان کی خبر لانے کے لیے جائے اور خفیہ جاسوسی کر کے واپس آئے اور یہ بتائے کہ ابوسفیان اور اس کے لشکر کے کیا ارادے ہیں" ولا تذعرهم علی "یعنی ان کو ڈرا کر مجھ پر بھڑکا ؤ نہیں تا کہ نئی جنگ شروع نہ ہو جائے "فی حمام" یعنی شدید سردی میں حضرت حذیفہ آنحضرت کی دعا کی برکت سے اس طرح گرمی میں سفر کر رہے تھے جیسے گرم حمام میں جا رہے ہیں" یصلی ظہرہ "یعنی ابوسفیان نے آگ کی طرف پیٹھ کی ہوئی تھی اور آگ کو سینک رہا تھا" ای یدفئی ظہرہ بالنار ویدنیہ منہا "یہ قبائل کا نقشہ ہے شہری لوگ اس کو نہیں سمجھ سکتے ہیں" فی کبد القوس "یعنی میں نے کمان کے درمیان سوفار کے چلے پر تیر کو چڑھا دیا تا کہ ابوسفیان کو ماردوں لیکن آنحضرت کی بات یاد آ گئی کہ اس پر حملہ کر کے اس کو ڈرانا نہیں ہے، تاریخ اور حدیث کی تفصیلات میں ہے کہ حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ میں اس مجلس میں پہنچا جہاں ابوسفیان آگ سینک رہا تھا اندھیرا چھایا ہوا تھا ابوسفیان نے ساتھیوں سے کہا کہ ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ لو اور معلوم کرلو کہ کوئی اجنبی دشمن تو ہمارے درمیان نہیں ہے میں نے جلدی کر کے ایک شخص کے ہاتھ کو پکڑ کر پوچھا کہ بتاؤ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ بھائی میں اپنا آدمی ہوں، اس کے بعد ابوسفیان نے کہا کہ دیکھو اٹھائیس دن سے ہم یہاں پڑے ہیں سخت سردی ہے کھانا ختم ہو گیا ہے جانوروں کا چارہ بھی نہیں ہے بنو قریظہ نے دھوکہ کر دیا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ واپس مکہ جاؤں اور لشکروں کو جانے کا کہہ دوں سب نے کہا بہت اچھا ہے، ابوسفیان نے اعلان کیا اور حضرت حذیفہ نے جا کر آنحضرت کو اطلاع کر دی۔ "وقررت" یعنی جونہی میں واپس آ گیا اور آنحضرت کو اطلاع کر دی تو مجھے سخت سردی لگ گئی، حضرت نے مجھ پر اپنے چوغے کا ایک حصہ ڈال دیا اور کہا سو جاؤ میں صبح تک سو گیا" یا نومان "یعنی اے کثرت سے نیند میں غرق آدمی صبح کا وقت ہو گیا ہے اب اٹھ جاؤ نومان نائم کا مبالغہ ہے۔

غزوۂ خندق کی تاریخ اور پس منظر

شوال پانچ ہجری میں خندق کی جنگ ہوئی ہے کفار قریش نے نہایت ترغیب و ترہیب کے ساتھ دس ہزار قبائل عرب کو اکٹھا کر لیا اور مدینہ منورہ کا چاروں طرف سے ایک ماہ تک مکمل محاصرہ کیا حضور اکرم ﷺ تین ہزار لشکر لیکر مقابلہ کے لیے نکلے اور مدینہ کے اردگرد ضروری مقامات میں خندقیں کھود کر حفاظتی حصار کو مضبوط کیا۔ بھوک و پیاس اور شدید سردی مشقت اور اندرونی و بیرونی خطرات میں یہ لڑائی اپنی نظیر آپ تھی تیراندازی اور سنگ باری کا سلسلہ جاری تھا یہود بنو قریظہ نے وعدہ توڑ کر مدینہ کو اندر سے نہایت کمزور کر لیا خطرات اتنے تھے کہ آنحضرت کی چار نمازیں قضاء ہو گئیں مگر آپ مورچہ سے ادھر ادھر نہ ہو سکے ایک ماہ کے

بعد ابوسفیان پر آخری ایام میں ایک طوفانی ہوا آئی اور وہ ناکام اور خائب وخاسر ہو کر چلا گیا آنحضرت زندگی بھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے اور فرمایا کہ اس کے بعد کفار ہم پر چڑھائی نہیں کرسکیں گے بلکہ ہم اقدام کریں گے منافقین کا نفاق اس غزوہ میں خوب کھل کر سامنے آگیا۔

باب غزوة أحد

غزوۂ احد کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

۴۶۳۸۔ وحَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، وَثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُفْرِدَ يَوْمَ أُحُدٍ فِي سَبْعَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ، فَلَمَّا رَهِقُوهُ، قَالَ: مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ؟ أَوْ هُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ، فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ رَهِقُوهُ أَيْضًا، فَقَالَ: مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ؟ أَوْ هُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ، فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى قُتِلَ السَّبْعَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبَيْهِ: مَا أَنْصَفْنَا أَصْحَابَنَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ احد کے دن رسول اللہ ﷺ سات انصاریوں اور قریش کے دو آدمیوں کے ہمراہ اکیلے رہ گئے۔ جب آپ ﷺ کو (کفار نے) گھیر لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو انہیں ہم سے ہٹائے گا اس کے لیے جنت ہے یا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ تو انصار میں سے ایک آدمی آگے بڑھا اور جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔ پھر بھی کافروں نے آپ ﷺ کو گھیرے رکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو انہیں ہم سے دور کرے گا اس کے لیے جنت ہوگی یا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ پس انصار میں سے ایک (دوسرا) آدمی آگے بڑھ کر لڑا یہاں تک کہ وہ (بھی) شہید ہوگیا۔ یہ سلسلہ برابر اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ ساتوں انصاری شہید ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے (قریشی) ساتھیوں سے فرمایا: ہم نے اپنے ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا۔

تشریح:

''افرد یوم احد ''یعنی نبی اکرم ﷺ احد کے دن اکیلے کردیئے گئے احد کے دن کا معرکہ ایک گھنٹہ چلا ہوگا کہ مشرکین کو سخت

شکست ہوگئی صحابہ کرام نے ان کا تعاقب کیا اور اپنے مورچوں کو خالی کر دیا خصوصا جبل رماۃ پر تعین پچاس تیراندازوں میں سے امیر کے ساتھ صرف گیارہ ساتھی رہ گئے، جب خالد بن ولید نے دیکھا کہ جبل رماۃ کی اہم گھاٹی خالی ہوگئی تو اس نے دوسری جانب سے پلٹ کر دوسو ساتھیوں سمیت جبل رماۃ کے گیارہ صحابہ کو شہید کیا اور پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوگیا آگے سے مشرکین بھی پلٹ گئے اور مسلمانوں کو دونوں طرف سے گھیر لیا اب گویا مسلمان چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پس رہے تھے آنحضرت لشکر کے آخر میں کمان کر رہے تھے اس وجہ سے وہ عام مسلمانوں سے الگ ہو کر رہ گئے یہی مطلب ہے اس حدیث کا کہ آنحضرت اکیلے کر دیئے گئے۔

"ورجلین من قریش" یعنی سات انصاری تھے اور قریش کے دو آدمی رہ گئے تھے ایک کا نام حضرت سعد بن ابی وقاص تھا اور دوسرے کا نام طلحہ بن عبید اللہ تھا باقی صحابہ افراتفری میں منتشر ہوگئے تھے "ما انصفنا" یہ صیغہ دو طرح پڑھا گیا دونوں کا مطلب الگ الگ ہے ما انصفنا متکلم مع الغیر ہے اور اصحابنا اس کا مفعول بہ ہے عام نسخہ یہی ہے، یہ انصاف سے ہے مراد یہ ہے کہ ہم نے اپنے انصار بھائیوں سے انصاف نہیں کیا ہم قریشی لوگ جنگ میں پیچھے رہ گئے اور انصار ایک کے بعد دوسرا آگے بڑھتا رہا اور قربان ہوتا رہا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ یہ انصاف سے ماضی کا صیغہ ہے اور ضمیر فاعل بھاگنے والے فراریوں کی طرف راجع ہے یعنی جنگ احد میں ان بھاگنے والوں نے ہمیں تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے انہوں نے ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا۔

"فہشمت" یعنی سر پر پہنا ہوا خود ٹوٹ گیا اور اس کی کڑیاں سر میں گر گئیں یہ اگلی روایت کا لفظ ہے۔

غزوہ احد کی تاریخ

۱۵ شوال تین ہجری میں اسلام کا بڑا معرکہ جنگ احد پیش آیا احد مدینہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے حضور اکرم مکمل اسلحہ پہن کر سات سو جانثار صحابہ کرام کے ساتھ احد کے دامن میں پہنچ گئے ایک اہم جنگی چوٹی جبل رماۃ پر آپ نے پچاس تیراندازوں کو تعینات کیا، خالد بن ولید نے حملہ کر دیا اور چوٹی پر قبضہ کر لیا رسول اللہ ﷺ کو چاروں طرف سے کفار نے گھیر لیا آنحضرت ﷺ زخمی ہوگئے آپ کے دندان مبارک شہید ہوگئے زخموں کی تاب نہ لا کر آپ زمین پر گر گئے کسی شیطان نے آواز دیدی کہ محمد قتل کر دیئے گئے اکثر صحابہ کرام کی حالت دگرگوں ہوگئی پھر آنحضرت نے صحابہ کو بلایا صحابہ اکٹھے ہوگئے اور کفار پر یک بارگی حملہ کیا کفار بھاگ گئے آنحضرت کے دفاع اور حفاظت میں یکے بعد دیگرے سات انصار مدینہ نے جان کی بازی لگادی، حضرت حمزہ

سمیت ستر صحابہ کرام شہید ہوگئے اور تقریبا سب کے سب زخمی ہوگئے جنگ کے خاتمہ پر ابوسفیان نے قریب کے پہاڑی سے آواز لگائی اُعْلُ ھُبَلُ اُعْلُ ھُبَلُ یعنی ہبل بت زندہ باد آنحضرت کے حکم پر صحابہ کرام نے جواب دیا "الله اعلیٰ واجل" "الله تعالیٰ بلند وبالا ہے، احد کے دامن میں صحابہ کرام دفنائے گئے آنحضرت کے زخموں کو حضرت فاطمہ اور حضرت علی نے دھویا حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے آنحضرت کے سر میں خود کی گھسی ہوئی کڑیوں کو دانتوں سے چھڑالیا آپ کے دانت بھی ٹوٹ گئے اسلام کو فتح کے ساتھ جنگوں میں شکست کا نمونہ بھی ہاتھ میں آگیا کہ شکست میں کیا کرنا چاہیے، سورت ال عمران میں تقریبا ایک پاؤ پارہ قرآن جنگ احد کے متعلق اترا ہے اور صحابہ کرام کی لغزشوں کی معافی کا کھل کر اعلان ہوگیا اس کے بعد بھی صحابہ کرام پر طعن کرنا بغض صحابہ ہوگا اور بغض صحابہ بغض رسول ہے اور بغض رسول، اللہ تعالیٰ کی ایذا ہے جو موجب جہنم ہے۔

٤٦٣٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، يَسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ: جُرِحَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ، وَهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ، فَكَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْسِلُ الدَّمَ، وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَسْكُبُ عَلَيْهَا بِالْمِجَنِّ، فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ أَنَّ الْمَاءَ لَا يَزِيدُ الدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً، أَخَذَتْ قِطْعَةَ حَصِيرٍ فَأَحْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَ رَمَادًا، ثُمَّ أَلْصَقَتْهُ بِالْجُرْحِ، فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ،

عبدالعزیز ابن ابی حازم رحمہ اللہ کی اپنے والد سے روایت ہے کہ سہل بن سعدؓ سے رسول اللہ ﷺ کے غزوۂ احد کے دن زخمی ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ اقدس زخمی کیا گیا اور آگے سے ایک دانت ٹوٹ گیا اور خود آپ ﷺ کے سر مبارک میں ٹوٹ گئی تھی۔ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ خون کو دھوتی تھیں اور حضرت علیؓ بن ابی طالب ڈھال میں پانی لا کر ڈال رہے تھے جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی سے خون میں کمی نہیں بلکہ زیادتی ہی ہورہی ہے انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا یہاں تک کہ راکھ بن گئی پھر اسے زخم پر لگادیا جس سے خون (بہنا) رک گیا۔

٤٦٤٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، وَهُوَ يَسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَمَ وَاللّٰهِ، إِنِّي لَأَعْرِفُ مَنْ كَانَ يَغْسِلُ جُرْحَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَمَنْ كَانَ يَسْكُبُ الْمَاءَ، وَبِمَاذَا دُووِيَ جُرْحُهُ، ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ: وَجُرِحَ وَجْهُهُ، وَقَالَ مَكَانَ هُشِمَتْ: كُسِرَتْ.

حضرت ابوحازم سے مروی ہے کہ حضرت سہل بن سعدؓ سے رسول اللہ ﷺ کے زخم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: سنو اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زخم کو کس نے دھویا اور کس نے پانی ڈالا اور کس چیز سے آپ ﷺ کے زخم کا علاج کیا گیا۔ باقی حدیث اسی طرح ذکر کی۔ اس میں اضافہ ہے کہ آپ ﷺ کا چہرۂ اقدس زخمی کیا گیا اور ھشمت کی جگہ کسرت بیان کیا ہے۔

٤٦٤١ ـ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، ح وحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ مُطَرِّفٍ، كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ أُصِيبَ وَجْهُهُ، وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُطَرِّفٍ جُرِحَ وَجْهُهُ.

ان اسناد سے یہ حدیث بھی مذکورہ بالا روایت ابن بلال کی مثل روایت کی گئی ہے۔ ابن ابی بلال کی روایت میں اصیب وجھہ کے الفاظ ہیں اور ابن مطرف کی حدیث میں جرح وجھہ کے الفاظ ہیں۔

٤٦٤٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَشُجَّ فِي رَأْسِهِ، فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ، وَكَسَرُوا رَبَاعِيَتَهُ، وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ؟، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ (آل عمران:١٢٨)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے کا دانت ٹوٹ گیا اور سر مبارک میں زخم ہوگیا اور آپ ﷺ اس زخم سے خون پونچھتے ہوئے فرما رہے تھے وہ قوم کیسی کامیابی حاصل کر سکتی ہے جو اپنے نبی کو زخمی کرتی ہے اور انہوں نے اس کے سامنے کے دانت کو توڑا ہے اور وہ (نبی) انہیں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے تو اللہ رب العزت نے یہ آیت ﴿لیس لک من الامر شیء﴾ نازل فرمائی۔

٤٦٤٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَيَقُولُ: رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ،

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ انبیاء میں سے کسی نبی کا قصہ بیان فرمارہے تھے کہ انہیں ان کی قوم نے مارا اور وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتے جارہے تھے اور فرمارہے تھے: اے میرے پروردگار! میری قوم کی بخشش فرما نا وہ جانتے نہیں۔

٤٦٤٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَهُوَ يَنْضِحُ الدَّمَ عَنْ جَبِينِهِ

اس سند سے بھی مذکورہ بالا روایت کی طرح یہ حدیث مروی ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ اپنی پیشانی مبارک سے خون پونچھتے جاتے تھے۔

بَابُ اشْتِدَادِ غَضَبِ اللّٰهِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جس شخص کو رسول اکرم ﷺ قتل کردے اس پر اللہ تعالیٰ کے غضب کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٤٦٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوا هَذَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ حِينَئِذٍ يُشِيرُ إِلَى رَبَاعِيَتِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُولُ اللّٰهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی ناراضگی اس قوم پر زیادہ ہوگی جس نے اللہ کے رسول کے ساتھ یہ معاملہ کیا اور آپ ﷺ اس وقت اپنے دانت کی طرف اشارہ فرمارہے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی پر بھی اللہ کا غصہ زیادہ ہوگا جسے اللہ کا رسول اللہ رب العزت کے راستہ میں قتل کرے۔

اُحد میں ابی بن خلف کا قتل

تشریح:

"یقتله" ایک روایت میں ہے کہ "یقتله بیده" یعنی اپنے ہاتھ سے اس کافر بدبخت کو آنحضرت رحمۃ للعالمین قتل کردے تی

سبیل اللہ سے مراد جہاد کا میدان ہے مطلب یہ ہے کہ قصاص وغیرہ میں نہیں بلکہ صرف جہاد میں اس کو قتل کردے، ایک اور روایت میں ہے کہ بڑا بد بخت وہ ہے جو کسی رسول کو قتل کردے یا اس کو رسول قتل کردے فی سبیل اللہ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ جہاد کے میدان میں کسی کو قتل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کافر رسول کے قتل کے درپے ہوگا اور ظاہر ہے کہ نبی کے قتل کا ارادہ کتنا بڑا جرم ہے، احد کے میدان میں آنحضرت کو شہید کرنے کے لیے ابی بن خلف بد بخت آگے بڑھا تو آنحضرت نے اپنے ہاتھ سے اس کو نیزہ مارا پیشانی یا گردن پر معمولی خراش آگئی وہ چیختا چلاتا بھاگا کفار نے کہا کہ شور کیوں کرتے ہو یہ تو معمولی زخم اور خراش ہے اس نے کہا کہ مجھ پر اتنا بوجھ ہے کہ اگر یہ بوجھ پورے عرب پر تقسیم ہوجائے وہ سب مرجائیں گے مجھے محمد نے کہا تھا کہ میں تم کو قتل کروں گا خدا کی قسم اگر میری طرف محمد تھوک بھی پھینک دیتے تو میں اس سے بھی مرجاتا۔

بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَذَى الْمُشْرِكِينَ وَالْمُنَافِقِينَ بِمَكَّةَ وَقَتْلُ اَعْيَانِ قُرَيْشٍ فِيْ بَدْرٍ

مکہ میں آنحضرت کو مشرکین کی ایذارسانی اور بدر میں قریش کے سرداروں کا قتل ہونا

اس باب میں امام مسلم نے دس احادیث کو بیان کیا ہے

٤٦٤٦ ـ وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانَ الْجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ، وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَهُ جُلُوسٌ، وَقَدْ نُحِرَتْ جَزُورٌ بِالْأَمْسِ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: أَيُّكُمْ يَقُومُ إِلَى سَلَا جَزُورِ بَنِي فُلَانٍ، فَيَأْخُذُهُ فَيَضَعُهُ فِي كَتِفَيْ مُحَمَّدٍ إِذَا سَجَدَ؟ فَانْبَعَثَ أَشْقَى الْقَوْمِ فَأَخَذَهُ، فَلَمَّا سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، قَالَ: فَاسْتَضْحَكُوا، وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَمِيلُ عَلَى بَعْضٍ وَأَنَا قَائِمٌ أَنْظُرُ، لَوْ كَانَتْ لِي مَنَعَةٌ طَرَحْتُهُ عَنْ ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى انْطَلَقَ إِنْسَانٌ فَأَخْبَرَ فَاطِمَةَ، فَجَاءَتْ وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ، فَطَرَحَتْهُ عَنْهُ، ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَشْتِمُهُمْ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ، رَفَعَ صَوْتَهُ، ثُمَّ دَعَا عَلَيْهِمْ، وَكَانَ إِذَا دَعَا دَعَا ثَلَاثًا، وَإِذَا سَأَلَ سَأَلَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا سَمِعُوا صَوْتَهُ ذَهَبَ عَنْهُمُ الضِّحْكُ،

وَخَافُوا دَعْوَتَهُ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ، عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَذَكَرَ السَّابِعَ وَلَمْ أَحْفَظْهُ فَوَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ، لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِينَ سَمَّى صَرْعَى يَوْمَ بَدْرٍ، ثُمَّ سُحِبُوا إِلَى الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ غَلَطٌ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز ادا کر رہے تھے۔ ابوجہل اور اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے اور گزشتہ کل ایک اونٹنی کو ذبح کیا گیا تھا۔ ابوجہل نے کہا: تم میں سے کون ہے جو بنی فلاں کی اونٹنی کی اوجھ کو اٹھا لائے اور اسے محمد (ﷺ) کے دونوں کندھوں پر رکھ دے جب وہ سجدہ کریں۔ پس قوم میں سب سے بدبخت اٹھا اور اوجھ کو اٹھا لایا اور جب نبی کریم ﷺ نے سجدہ فرمایا تو اس نے (وہ اوجھ) آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان رکھ دی۔ پھر انہوں نے ہنسنا شروع کر دیا اور اتنا ہنسے کہ ایک دوسرے پر گرنے لگے اور میں کھڑا دیکھ رہا تھا۔ کاش میرے پاس اتنی طاقت ہوتی کہ میں اسے رسول اللہ ﷺ کی پشت مبارک سے دور کر دیتا اور نبی کریم ﷺ سجدہ میں تھے کہ اپنے سر مبارک کو اٹھا نہ سکتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے جا کر حضرت فاطمہ کو اطلاع دی۔ پس وہ آئیں وہ کم سن تھیں۔ انہوں نے (اوجھ کو) آپ ﷺ سے دور کیا پھر کافروں کی طرف متوجہ ہو کر انہیں برا بھلا کہا۔ جب نبی کریم ﷺ نے اپنی نماز کو پورا کر لیا تو آپ نے باآواز بلند ان کے لیے بددعا کی اور آپ ﷺ کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب آپ دعا فرماتے تو تین مرتبہ فرماتے اور جب (اللہ سے) سوال کرتے تو بھی تین ہی مرتبہ کرتے پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا: اے اللہ! قریش کی گرفت فرما۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کی آواز سنی تو ان کی ہنسی ختم ہو گئی اور آپ کی دعا سے ڈرنے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ! ابوجہل بن ہشام اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عقبہ اور امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط پر گرفت فرما اور ساتویں آدمی کا بھی ذکر کیا جسے میں یاد نہ رکھ سکا۔ اس ذات کی قسم جس نے محمد (ﷺ) کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تحقیق میں نے ان لوگوں کو جن کا آپ ﷺ نے نام لیا تھا، بدر کے دن مردہ دیکھا پھر انہیں کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔ ابواسحٰق نے کہا: اس حدیث میں ولید بن عقبہ غلط ہے (صحیح ولید بن عتبہ ہے)۔

تشریح:

"جزور" اونٹوں کو جزور کہتے ہیں "سلا" سین پر زبر ہے لام بھی مفتوح ہے یہ اس لفافہ کو کہتے ہیں جس کے اندر بچہ پیٹ میں لپٹا ہوا ہوتا ہے اس کو اردو میں بچہ دانی کہتے ہیں اور پشتو میں پریوان کہتے ہیں بچہ کے پیدا ہونے کے بعد یہ نکل آتا ہے انتہائی گندا

اور زہریلا مادہ ہے خصوصاً جب ایک دن کا پرانا ہو جائے۔"اشقی القوم" سب سے بد بخت شخص سے مراد عقبہ بن ابی معیط ہے۔"فاستضحکوا" یعنی جب اس منصوبہ پر عمل ہو گیا تو آپس میں کفار انتہائی ہنسنے لگے"یمیل" یعنی ایک دوسرے کے اوپر گر پڑنے لگے"منعۃ" قوت اور طاقت کے معنی میں ہے ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ قریش کا رکھا ہوا گندہ مادہ میں ہٹا نہیں سکتا تھا اگر میں ایسا کرتا تو وہ مجھے قتل کر دیتے اس لیے میں دیکھتا رہا، اس سے معلوم ہوا کہ مکہ کے حالات انتہائی سخت تھے، تبلیغی جماعت کے لوگ اس ماحول کو نہیں سمجھے اور یہ خیال کیا کہ صحابہ روز روز گشت کر کے ایک ایک کافر کے دروازہ پر جایا کرتے تھے اور ابوجہل کے دروازہ پر اسی مرتبہ جا کر دعوت دیدی یہ ان لوگوں کی جہالت کی نشانی ہے اور جاہلوں کی تبلیغ سے جہالت ہی پھیلے گی۔

"فطرحتہ" یعنی آنحضرت کے کندھے سے ہٹا کر وہ گندہ مواد باہر پھینک دیا آنحضرت سجدہ سے اس لیے نہیں اٹھے کہ گندگی کے پھیلنے کا امکان تھا نیز رب تعالیٰ کو بھی دکھانا تھا کہ کس طرح سخت حالت ہے"غلط" یعنی ولید بن عتبہ کا لفظ راوی کی غلطی ہے یہ لفظ ولید بن عتبہ ہے

"ونسیت السابع" ابواسحاق راوی کہتے ہیں کہ میں بھول گیا ہوں کہ ساتویں آدمی کا نام کیا تھا، شارحین لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے کتاب الصلوۃ میں اس روایت کو ابواسحاق سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ساتویں آدمی کا نام عمارہ بن ولید تھا شاید ابواسحٰق ایک وقت میں بھول گئے دوسرے وقت میں یاد کیا۔

۴۶۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ، يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ، إِذْ جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بِسَلَا جَزُورٍ، فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَخَذَتْهُ عَنْ ظَهْرِهِ، وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ ذَلِكَ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ، عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ: أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ، وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ شُعْبَةُ الشَّاكُّ، قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ، فَأُلْقُوا فِي بِئْرٍ، غَيْرَ أَنَّ أُمَيَّةَ أَوْ أُبَيًّا تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ فَلَمْ يُلْقَ فِي الْبِئْرِ،

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ کرنے والے تھے اور قریش آپ ﷺ کے ارد گرد (جمع) تھے کہ عقبہ بن ابی معیط اونٹنی کی اوجھ لے کر آیا اور اس کو رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ مبارک پر پھینک دیا۔ جس سے آپ ﷺ سر مبارک نہ اٹھا سکتے تھے۔ پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور اسے آپ ﷺ کی پشت

مبارک سے اٹھایا اور ایسی بیہودہ حرکت کرنے والوں کے لیے بددعا کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! قریش کے سردار ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف یا ابی بن خلف پر گرفت فرما۔ شعبہ کو شک ہے (کہ ابی بن خلف کہا یا امیہ بن خلف کہا) عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ تحقیق میں نے انہیں دیکھا کہ بدر کے دن قتل کیے گئے اور سوائے امیہ یا ابی کے سب کو کنوئیں میں ڈال دیا گیا (اور اسے اس لیے نہ ڈالا گیا) کہ اس کا جوڑ جوڑ ٹکڑے ہو چکا تھا۔

٤٦٤٨ - وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ، وَزَادَ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ ثَلَاثًا يَقُولُ: اللّٰهُمَّ، عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللّٰهُمَّ، عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللّٰهُمَّ، عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلَاثًا، وَذَكَرَ فِيهِمُ الْوَلِيدَ بْنَ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ، وَلَمْ يَشُكَّ، قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: وَنَسِيتُ السَّابِعَ

اس مذکورہ سند سے بھی مذکورہ بالا روایت کے مثل یہ حدیث مروی ہے۔ لیکن اس روایت میں اضافہ یہ ہے کہ آپ ﷺ تین مرتبہ (دعا فرمانے) کو پسند فرماتے تھے۔ فرمایا: اے اللہ! قریش پر گرفت فرما۔ اے اللہ! قریش پر گرفت فرما۔ اے اللہ! قریش پر گرفت فرما اور اس میں ولید بن عتبہ اور امیہ بن خلف کا بھی فرمایا اور شک مذکور نہیں۔ ابواسحٰق نے کہا: ساتواں (آدمی کا نام) میں بھول گیا ہوں۔

٤٦٤٩ - وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: اسْتَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ، فَدَعَا عَلَى سِتَّةِ نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فِيهِمْ أَبُو جَهْلٍ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَعُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ، فَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعَى عَلَى بَدْرٍ، قَدْ غَيَّرَتْهُمُ الشَّمْسُ وَكَانَ يَوْمًا حَارًّا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی طرف رخ فرما کر قریش کے چھ آدمیوں کے لیے بددعا کی جن میں ابوجہل، امیہ بن خلف، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور عقبہ بن ابی معیط تھے۔ میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں نے انہیں مقام بدر پر مرے ہوئے دیکھا اور سورج نے ان کا حلیہ بدل دیا تھا اور یہ دن سخت گرمی کا دن تھا۔

٤٦٥٠ - وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ، وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ، قَالُوا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ، أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ؟ فَقَالَ: لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ، فَنَادَانِي، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ، قَالَ: فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ اللهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَأَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِي رَبُّكَ إِلَيْكَ لِتَأْمُرَنِي بِأَمْرِكَ، فَمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا

ام المؤمنین زوجہ نبی ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا آپ پر کوئی دن احد کے دن سے بھی سخت آیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تیری قوم سے بہت تکلیف اٹھا چکا ہوں عقبہ کے دن سب سے زیادہ تکلیف اٹھا چکا ہوں۔ جب میں نے اپنے آپ کو عبد یالیل بن عبد کلال کے سامنے پیش کیا تو اس نے میری مرضی کے مطابق میری بات کا جواب نہ دیا۔ میں اپنے رخ پر غمزدہ ہو کر چلا اور قرن الثعالب پہنچ کر کچھ افاقہ ہوا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے ایک بادل دیکھا جو مجھ پر سایہ کیے ہوئے تھا۔ پس اس میں سے جبرائیل نے مجھے آواز دی اس نے کہا: اللہ رب العزت نے آپ کی قوم کی بات اور ان کا آپ کو جواب دینا سن لیا اور آپ کے پاس پہاڑوں پر مامور فرشتے کو بھیجا ہے تاکہ آپ اسے ان کے بارے میں جو چاہیں حکم دیں۔ پس مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور مجھے سلام کیا پھر کہا: اے محمد! تحقیق اللہ نے آپ کی قوم کی گفتگو سنی اور میں پہاڑوں پر مامور فرشتہ ہوں اور مجھے آپ کے رب نے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ اپنے معاملہ میں جو چاہیں مجھے حکم دیں۔ اگر آپ چاہیں تو میں ان دو پہاڑوں کو ان پر ملا دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: نہیں! بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں سے ایسی قوم کو پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

آنحضرت کا طائف کا سفر

تشریح:

''یوم العقبة ''عقبہ منیٰ میں ایک مشہور مقام ہے جہاں اہل مدینہ کے انصار نے رات کے وقت آنحضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور مدینہ جانے کا مشورہ کیا آج کل اس جگہ پر مسجد عقبہ کے نام سے ایک مسجد قائم ہے جو کئی سال تک پوشیدہ تھی اب جمرات کی توسیع میں ظاہر ہوگئی ہے یہاں اس حدیث میں عقبہ سے مراد منیٰ کا عقبہ نہیں ہے بلکہ طائف سے مکہ آتے ہوئے اور مکہ سے طائف جاتے ہوئے راستے میں ایک جگہ کا نام ہے جو طائف میں داخل ہوتے ہوئے راستہ میں آتا ہے آنحضرت طائف میں اس مقصد کے لیے گئے تھے کہ اپنے ساتھیوں کے لیے کوئی محفوظ مقام تلاش کریں اور وہاں ہجرت کریں اس کو حدیث کی کتابوں میں ''عرض نفسه الشريفة على القبائل ''کے نام سے یاد کیا جاتا ہے آپ نے مختلف قبائل سے درخواست کی تھی کہ مجھے اپنے ہاں لے جاؤ کیونکہ اہل مکہ ہمیں مکہ میں آرام سے نہیں رہنے دیتے ہیں لوگ ابوجہل سے ڈرتے تھے اس لیے آنحضرت کو اپنے ہاں ٹھہرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے آنحضرت کا طائف کا سفر اسی کا حصہ تھا اسی لیے آپ نے کسی کو اطلاع نہیں کی اکیلے گئے یا ممکن ہے کہ حضرت زید بن حارثہ ساتھ تھے طائف میں آنحضرت نے خفیہ مذاکرات کیے کسی جگہ عام بیان نہیں کیا۔ واپسی پر آپ نے مقامی سرداروں سے کہا کہ میرے اس سفر کی خبر ابوجہل تک نہ پہنچ جائے کیونکہ وہ پھر مجھ پر سازش کا الزام لگائے گا چنانچہ علامہ ابن کثیر نے البدایہ والنھایہ میں اس پس منظر کو اس طرح بیان کیا ہے کہ مکہ کے قریش کہیں گے ''إِنَّهُ رَجُلٌ إِسْتَعَانَ عَلَيْنَا بِأَعْدَائِنَا ''یعنی محمد نے ہمارے دشمنوں سے ہمارے خلاف مدد کی اپیل کی ہے اس پس منظر سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ آنحضرت اگرچہ تبلیغ کے مقصد سے طائف گئے تھے لیکن صرف یہی ایک مقصد نہیں تھا جس طرح اہل تبلیغ مبالغہ کر کے سب کچھ کی نفی کرتے ہیں اور صرف تبلیغ کا شور کرتے ہیں، چنانچہ اہل طائف نے نمبر بنانے کے لیے فوراً ابوجہل کو اطلاع کر دی کہ تمہارا بھاگا ہوا آدمی ہم نے اپنے ہاں سے بھگا دیا آنحضرت نے بعض شارحین کے قول کے مطابق طائف میں دس دن گزارے تھے جب آپ ﷺ طائف سے نکلنے لگے تو طائف کے اوباش لوگ راستے کے دونوں جانب کھڑے ہوگئے اور باقاعدہ صف بندی کر کے دونوں جانب سے آنحضرت کو گالیاں دینے لگے اور پتھراؤ شروع کر دیا آپ کا جسم لہولہان ہوگیا یہاں تک کہ ٹخنوں تک جوتے خون سے بھر گئے، کئی دن سے آپ نے کھانا نہیں کھایا طائف کے سرداروں نے آپ کی بات نہیں سنی بلکہ مذاق اڑایا اسی پس منظر کے بارے میں آنحضرت نے احد کے دن سے طائف کے دن کو زندگی کا سخت ترین دن قرار دیا۔

سوال: یہاں پر ایک سوال ذہنوں میں آتا ہے کہ احد کے دن ستر صحابہ شہید کر دیئے گئے حضرت حمزہ کے جسم کے ٹکڑے کر دیئے گئے پیٹ چاک کیا گیا اور کلیجہ چبایا گیا آنحضرت خود زخموں کی تاب نہ لا کر زمین پر گر گئے طائف میں تو اس طرح نہیں ہوا پھر طائف کے دن کو احد کے دن سے زیادہ سخت کیسے قرار دیا گیا؟

جواب: احد کے میدان میں آنحضرت ﷺ سات سو جانبازوں کے ساتھ جنگ کا اسلحہ پہن کر میدان میں آگئے تھے دشمن سے میدان میں مقابلہ تھا اور میدان کارزار میں کبھی شکست ہوتی ہے کبھی فتح ہاتھ آجاتی ہے اس لیے جی بھر کر لڑنے میں ہر صورت کے پیش آنے کے لیے آدمی تیار رہتا ہے تو شکست کی صورت میں آدمی زیادہ پریشان نہیں ہوتا ہے احد ایسا ہی تھا، اس کے برعکس طائف کے میدان میں آنحضرت مقابلے کے میدان میں نہیں تھے نہایت بے سروسامانی میں تن تنہا آپ پر ہر طرف سے پتھروں اور تیروں کی بارش ہو رہی تھی اور آپ خاموشی کے ساتھ برداشت کر رہے تھے یہ صورت نہایت تکلیف دہ ہوتی ہے اس لیے آپ نے طائف کے دن کو زیادہ سخت قرار دیا۔

"ابن عبد یالیل بن کلال "ابن عبد یالیل کا نام کنانہ تھا یہ شخص طائف کے لوگوں کا سردار تھا آنحضرت نے سفر طائف میں ان پر اپنے آپ کو پیش کیا تھا کہ مجھے قبول کر لو اہل مکہ نے مجھے قبول نہیں کیا۔ "قول قومک "یہ طائف کے مکالمہ کی طرف اشارہ ہے اس کا قصہ اس طرح ہے" اطبق "ملانے کے معنی میں ہے" الاخشبین "یہ تثنیہ ہے اس کا مفرد اخشب ہے اخشب پتھروں پر مشتمل سخت پہاڑ کو کہتے ہیں مکہ کے دو پہاڑوں پر اس کا اطلاق کیا گیا ہے ایک کا نام جبل ابوقبیس ہے اور دوسرے کا نام قعیقعان ہے جو ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہے ان دو پہاڑوں کے ملانے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے اہل مکہ کو کچل کر دل دیا جائے اور سب کو ہلاک کیا جائے۔

سوال: یہاں یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ آنحضرت پر پتھراؤ اہل طائف نے کیا اور طائف سے نکال دیا مجرم وہ تھے تو اہل مکہ پر پہاڑوں کے ملانے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ اصل مجرم اہل مکہ تھے جنہوں نے آنحضرت کو طائف جانے پر مجبور کیا اور اس حالت تک پہنچایا کہ آپ مکہ سے طائف چلے گئے اور وہاں کے وحشی قبائل نے آپ پر پتھراؤ کیا اور تکلیف پہنچائی نیز اہل مکہ تک بہت پہلے دعوت پہنچی تھی اہل طائف کے پاس تو آنحضرت پہلی دفعہ گئے لہٰذا دعوت کی حجت قائم ہونے کے بعد اہل مکہ ہی عذاب کے مستحق تھے۔

٤٦٥١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، كِلَاهُمَا، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا أَبُو

عَوَانَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ، قَالَ: دَمِيَتْ إِصْبَعُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْمَشَاهِدِ، فَقَالَ: هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ، وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَقِيتِ،

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان جنگوں میں سے کسی جنگ میں رسول اللہ ﷺ کی انگلی مبارک خون آلود ہوگئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو تو ایک انگلی ہے جو خون آلود ہوگئی ہے اور تو نے جو شدت اٹھائی ہے، وہ اللہ کی راہ میں اٹھائی ہے۔

تشریح:

''المشاهد'' غالباً احد کے غزوہ میں آپ کی انگلی زخمی ہوگئی تھی دمیت اور لقیت میں انگلی کو خطاب ہے لہٰذا تا کا کلمہ مکسور ہے یہ اگر چہ شعر ہے لیکن اس میں قصد وارادہ شعر کا نہیں ہے لہٰذا اس کو شعر نہیں کہا جا سکتا نیز صرف ایک شعر پڑھنے سے آدمی شاعر نہیں بنتا لہٰذا یہ شعر قرآن کی آیت کے خلاف نہیں ہے جس میں ﴿وما علمناه الشعر﴾ میں آنحضرت سے شعر وشاعری کی نفی کی گئی ہے سبیل اللہ سے مراد جہاد کا راستہ ہے ''في غار'' ممکن ہے کہ کسی غزوہ میں آپ غار میں تھے کہ انگلی زخمی ہوگئی ''فنكبت'' زخم اور تکلیف پہنچنے کے معنی میں ہے یہ اگلی روایت کے الفاظ ہیں۔

٤٦٥٢ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ فَنُكِبَتْ إِصْبَعُهُ

اس سند سے بھی مذکورہ بالا روایت کی طرح یہ حدیث روایت کی گئی ہے اس روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک لشکر میں تھے اور آپ ﷺ کی انگلی مبارک زخمی ہوگئی تھی۔

٤٦٥٣ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جُنْدُبًا، يَقُولُ: أَبْطَأَ جِبْرِيلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: قَدْ وُدِّعَ مُحَمَّدٌ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾ (الضحى: ٢)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جبرائیل کو (وحی لانے میں) تاخیر ہوگئی (کچھ عرصہ کے لیے وحی منقطع ہوگئی) تو مشرکین نے کہا: محمد کو چھوڑ دیا گیا تو اللہ رب العزت نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ ترجمہ: ''چاشت کے وقت کی قسم اور رات کے وقت کی قسم جب وہ پھیل جائے۔ آپ کو آپ کے پروردگار نے نہ چھوڑا اور نہ ناراض ہوا ہے''۔

٤٦٥٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبَ بْنَ سُفْيَانَ، يَقُولُ: اشْتَكَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ، فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ، لَمْ أَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ، قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوگئے اور دو یا تین راتیں اٹھ نہ سکے۔ ایک عورت آپ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے محمد! میں امید کرتی ہوں کہ آپ کے شیطان نے آپ کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ میں نے اسے دو تین راتوں سے آپ کے پاس نہیں دیکھا تو اللہ رب العزت نے یہ آیات نازل فرمائیں: ترجمہ: "چاشت کے وقت کی قسم اور رات کی جب وہ چھا جائے۔ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ ناراض ہوا"۔

تشریح:

"فجاء ته امرأة" کہتے ہیں کہ یہ عورت ام جمیل تھی جو ابولہب کی بیوی تھی اور ابوسفیان کی بہن تھی بڑی خبیثہ عورت تھی "ودع" مجہول کا صیغہ ہے تودیع سے چھوڑنے اور ترک کرنے کے معنی میں ہے جبریل کی آمد کو اس نے شیطان اور جنات کی آمد قرار دیا اللہ تعالیٰ نے تسلی فرمادی اس سے پہلی روایت میں یہ کلام مشرکین کی طرف منسوب ہے تو کوئی منافات نہیں ہے دونوں نے یہ بکواس کیا ہے۔

٤٦٥٥ ـ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِهِمَا

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح روایت کی گئی ہے۔

باب دعاء النبی وصبره علی اذی المنافقین وقصة ابی بن سلول

آنحضرت کی دعوت اور منافقین کی ایذارسانی اورابی بن سلول کاقصہ

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٤٦٥٦ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ، قَالَ ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ حِمَارًا عَلَيْهِ إِكَافٌ تَحْتَهُ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ، وَأَرْدَفَ وَرَاءَهُ أُسَامَةَ وَهُوَ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَذَاكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ، وَالْيَهُودِ، فِيهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ، وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ، خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ، ثُمَّ قَالَ: لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ وَقَفَ، فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ، وَقَرَأَ عَلَيْهِمِ الْقُرْآنَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ: أَيُّهَا الْمَرْءُ، لَا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا إِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا، فَلَا تُؤْذِنَا فِي مَجَالِسِنَا وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ، فَمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ: اغْشَنَا فِي مَجَالِسِنَا، فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ، قَالَ: فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَتَوَاثَبُوا، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ، ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ: أَيْ سَعْدُ، أَلَمْ تَسْمَعْ إِلَى مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ؟ يُرِيدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: اعْفُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَاصْفَحْ، فَوَاللّٰهِ، لَقَدْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ الَّذِي أَعْطَاكَ، وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ الْبُحَيْرَةِ أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُوهُ بِالْعِصَابَةِ، فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَهُ، شَرِقَ بِذَلِكَ، فَذَلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ، فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (ایک دن) گدھے پر سوار ہوئے۔ جس پر پالان تھا اس کے نیچے فدک کی ایک چادر تھی اور آپ نے اپنے پیچھے اسامہ کو سوار کرلیا اور آپ بنی حارث بن خزرج میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے جارہے تھے اور یہ واقعہ بدر سے پہلے کا ہے۔ یہاں تک کہ آپ ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جہاں مسلمان، مشرکین، بت پرست اور یہود وغیرہ اکٹھے بیٹھے تھے۔ ان میں

عبداللہ بن رواحہ بھی بیٹھے تھے۔ جب مجلس پر جانور کے پاؤں کا غبار چھا گیا تو عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک کو اپنی چادر سے ڈھانپ لیا پھر کہا: ہم پر غبار نہ ڈالو۔ پس نبی کریم ﷺ نے ان کو سلام کیا پھر ٹھہر گئے اور (سواری سے) اتر کر انہیں اللہ کی طرف دعوت دی اوران کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کی تو عبداللہ بن ابی نے کہا: اے آدمی! اس (کلام) سے بہتر کوئی کلام نہیں اگر جو کچھ تم کہہ رہے ہو سچ ہو تو بھی ہم کو ہماری مجلس میں تکلیف نہ دو اور اپنی سواری کی طرف لوٹ جاؤ اور ہم میں سے جو تیرے پاس آئے اسے یہ قصہ سنانا۔ عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا: آپ ہماری مجلسوں میں تشریف لایا کریں۔ ہمیں یہ بات پسند ہے۔ پھر مسلمان، مشرکین اور یہود ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے مگر نبی ﷺ نے ان کا جوش ٹھنڈا کر دیا۔ پھر اپنی سواری پر سوار ہو گئے۔ یہاں تک کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو فرمایا: اے سعد! کیا تم نے ابوحباب (یہ ان کی کنیت تھی) عبداللہ بن ابی کی بات سنی ہے؟ اس نے اس اس طرح کہا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اُسے معاف فرمادیں اور درگزر فرمائیں۔ اللہ کی قسم اللہ نے جو کچھ آپ کو عطا فرمایا وہ عطا فرما ہی دیا ہے۔ اس آبادی والوں نے اس بات پر اتفاق کرلیا تھا کہ وہ اس کو تاج پہنائیں اور بادشاہت کی پگڑی اس کے سر پر باندھیں لیکن اللہ نے ان کے فیصلہ کو حق عطا کرنے کے ساتھ رد کر دیا تو (ابوحباب) حسد میں مبتلا ہو گیا۔ پس اس نے اس وجہ سے یہ معاملہ کیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے اسے معاف فرمادیا۔

تشریح:

''اکاف'' گدھے کے جھول کو اکاف کہتے ہیں ''ھو للحمار بمنزلة السرج للفرس'' ''قطیفة'' موٹی چادر کو کہتے ہیں

''فدکیة'' یہ فدک کی طرف منسوب ہے فدک خیبر سے مشرق کی جانب دودن کے فاصلہ پر واقع ہے۔

''فیه اخلاط'' یعنی اس مجلس میں مختلف لوگ بیٹھے ہوئے تھے اس میں یہود بھی تھے مشرکین بھی تھے اور کچھ مسلمان بھی تھے۔

''فیھم عبداللہ'' یعنی عبداللہ ابن ابی بن سلول بھی اس مجلس میں سردار کی حیثیت سے بیٹھا تھا جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا خالص کافر تھا بعد میں اسلام میں داخل ہو گیا لیکن منافق رہا سچا مسلمان نہیں تھا ''عجاجة'' گدھے کے گزرنے سے جو گردوغبار اٹھا اسی کو عجاجہ کہا گیا ہے ''خمر'' یہ باب تفعیل سے ہے منہ ڈھانپنے کے معنی میں ہے تاکہ اس میں غبار نہ جائے اور نفرت کا اظہار بھی ہو جائے۔

''لا تغبروا علینا'' یعنی ہم پر غبار نہ اڑایا کرو ''ایھا المرء'' یہ انتہائی تکبر اور تحقیر کے اظہار کے طور پر ابی بن سلول نے کہا ''لا احسن من ھذا'' یعنی آپ نے جو کچھ کہا اور دعوت اسلام دیدی اس سے بہتر کوئی چیز نہیں لیکن ہماری مجالس میں گھس کر یہ

باتیں نہ کرو اس سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے ہاں جو شخص تمہارے پاس آجائے اس کو سمجھاؤ اور وعظ کہہ دیا کرو تمہارے گدھے کی بدبو سے مجھے بہت تکلیف ہوگئی الیک عنی مجھ سے دور ہو جاؤ۔ "اغشنا" یعنی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ آپ آیا کریں "فاستب" یعنی مشرکین اور مسلمانوں اور یہود نے آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دینا شروع کردیں "ان یتوثبوا" یعنی ایک دوسرے پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔

"یخفضهم" یہ تخفیض سے ہے خاموش کرنے اور پرسکون بنانے کے معنی میں ہے "سعد بن عبادۃ" حضرت سعد بن عبادہ کی عیادت کے لیے نبی اکرم ﷺ گئے تھے راستے میں عبداللہ بن ابی کے ساتھ قصہ پیش آیا چونکہ عبداللہ بن ابی اور سعد بن عبادہ دونوں ایک ہی قوم "خزرج" سے تعلق رکھتے تھے اس لیے آنحضرت نے سعد بن عبادہ کے سامنے گلہ کیا کہ اس کافر نے میری توہین کی۔

"ابوحباب" یہ عبداللہ بن ابی کی کنیت ہے "اصطلح" یعنی مدینہ کے لوگوں نے صلاح مشورہ کر کے اتفاق کرلیا تھا کہ ان کو بادشاہ بنائیں گے "ان یتوجوہ" یہ باب تفعیل سے ہے سر پر تاج رکھنے کے معنی میں ہے "فیعصبوہ" یہ عصابہ سے ہے سر پر پگڑی باندھنے کے معنی میں ہے مراد بادشاہ بنانا ہے سیرۃ ابن اسحاق میں حضرت سعد بن عبادہ کے جملے اس طرح ہیں "لقد جاء نا اللہ بک وانا لننظم له الخرز لنتوجه" یعنی ہم تو موتیوں کے ہار پرونے لگے تھے کہ اس سے تاج بنا کر عبداللہ بن ابی کے سر پر رکھ کر بادشاہ بنائیں گے آپ کے آنے سے اس کی حکومت چلی گئی ہے اس لیے اس کے دل میں حسد کی آگ سلگ رہی ہے "شرق بذلک" یعنی ان کی متوقع حکومت جب خاک میں مل گئی تو اس کو غصہ کی وجہ سے اُچھو لگ گئی کہ اس نبی نے مجھ سے حکومت چھین لی ہے اس لیے آپ انکے اظہار غضب سے پریشان نہ ہوں "شرق" یہ سمع یسمع سے ہے گلے میں پانی وغیرہ پھنسنے کو کہتے ہیں، شاعر کہتا ہے ع شرقت بالدمع حتی کا د یشرق بی

٤٦٥٧ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ، وَزَادَ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللَّهِ

حضرت ابن شہاب سے ان سندوں کے ساتھ مذکورہ بالا روایت کی طرح حدیث منقول ہے اور اس روایت میں یہ زائد ہے کہ ابھی تک حضرت عبداللہ بن ابی بن سلول اسلام نہیں لائے تھے۔

٤٦٥٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْقَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:

قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ، قَالَ: فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ وَرَكِبَ حِمَارًا وَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ وَهِيَ أَرْضٌ سَبَخَةٌ، فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِلَيْكَ عَنِّي، فَوَاللّٰهِ، لَقَدْ آذَانِي نَتْنُ حِمَارِكَ، قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: وَاللّٰهِ، لَحِمَارُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْيَبُ رِيحًا مِنْكَ، قَالَ: فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ، قَالَ: فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَصْحَابُهُ، قَالَ: فَكَانَ بَيْنَهُمْ ضَرْبٌ بِالْجَرِيدِ، وَبِالْأَيْدِي، وَبِالنِّعَالِ، قَالَ: فَبَلَغَنَا أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيهِمْ: (وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا) (الحجرات: ۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا کاش آپ عبداللہ بن ابی کے پاس دعوت اسلام کے لیے تشریف لے جائیں۔ آپ ﷺ اس کی طرف گدھے پر سوار ہو کر چلے اور مسلمان بھی (ساتھ) چلے اور یہ شورہ زمین تھی۔ جب نبی کریم ﷺ اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: مجھ سے دور رہو۔ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کا گدھا تجھ سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ پس عبداللہ کی قوم میں ایک آدمی غصہ میں آ گیا۔ پھر دونوں طرف کے ساتھیوں کو غصہ آ گیا اور انہوں نے چھڑیوں، ہاتھوں اور جوتوں سے ایک دوسرے کو مارنا شروع کر دیا۔ راوی کہتا ہے ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ترجمہ" اور اگر مؤمنین کی دو جماعتیں لڑ پڑیں تو ان دونوں کے درمیان صلح کرا دو"۔

تشریح:

"لو اتیت عبد الله "یعنی کسی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ اگر آپ عبداللہ بن ابی کو دعوت دینے کے لیے جائیں تو اچھا ہوگا "قبل ان یسلم "یعنی اس وقت وہ خالص کافر تھا نفاق والا اسلام بھی قبول نہیں کیا تھا" ارض سبخة "خشک اور شورہ نمکین زمین کو کہتے ہیں ای ارض ذات ملح لا تنبت العشب والنبات" "الیک عنی "یعنی پرے ہٹ مجھ سے دور ہو جاؤ تیرے گدھے کی بدبو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔" اطیب ریحا "یعنی آنحضرت کے گدھے کی بو تیری بو سے زیادہ پاکیزہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کا عبداللہ بن ابی کے ساتھ دو دفعہ اس طرح قصہ پیش آیا ہے کیونکہ زیر بحث حدیث میں آنحضرت کی دعوت دینے کا ذکر ہے اور اس سے پہلے حضرت سعد بن عبادہ کی عیادت کا ذکر ہے بہر حال قصہ ایک بھی ہو سکتا ہے کوئی منافات نہیں ہے" نزلت فیهم "یعنی یہ آیت مسلمانوں کے دو فریقوں کے درمیان نازل ہوئی کیونکہ اوس اور خزرج دونوں کے مسلمان آپس میں لڑ پڑے ایک فریق نے عبداللہ بن ابی کی حمایت کی اور دوسرے فریق نے مخالفت کی دونوں مسلمان تھے۔

باب قتل ابی جھل

ابوجہل کے قتل کا قصہ

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ صحیح مسلم کی ترتیب میں بہت بے ترتیبی ہے ابوجہل سے متعلق اس سے پہلے ابواب گزرے ہیں اگر سب احادیث ایک جگہ میں ہوتیں تو کتنا اچھا ہوتا مگر ع فَكَمْ مِنْ حَسْرَةٍ تَحْتَ التُّرَاب

٤٦٥٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَنْظُرُ لَنَا مَا صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ؟ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ، فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ، حَتَّى بَرَكَ، قَالَ: فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، فَقَالَ: آنْتَ أَبُو جَهْلٍ؟ فَقَالَ: وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ أَوْ قَالَ: قَتَلَهُ قَوْمُهُ، قَالَ: وَقَالَ أَبُو مِجْلَزٍ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ: فَلَوْ غَيْرُ أَكَّارٍ قَتَلَنِي ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو یہ دیکھے کہ ابوجہل کا کیا ہوا؟ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ گئے تو انہوں نے دیکھا کہ عفراء کے بیٹوں نے ابوجہل کو مار دیا ہے اور وہ ٹھنڈا ہونے والا ہے۔ ابن مسعودؓ نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر فرمایا: کیا تو ابوجہل ہے؟ اس نے کہا: کیا تم نے اتنے بڑے کسی اور آدمی کو بھی قتل کیا ہے؟ یا اس نے کہا اس کی قوم نے قتل کیا ہے؟ ابومجلز کہتے ہیں کہ ابوجہل کہنے لگا: کاش کہ مجھے کسان کے علاوہ کسی اور نے قتل کیا ہوتا۔

تشریح:

"ابنا عفراء" اس سے معاذ اور معوذ دو بھائی مراد ہیں "حتی برک" زمین پر گر کر بیٹھنے اور لیٹنے کو بروک کہتے ہیں عام احادیث میں "برد" کا لفظ ہے یعنی ابوجہل ٹھنڈا ہو گیا تھا اور موت کے بالکل قریب تھا۔ یہ دوسرا لفظ زیادہ معروف اور واضح ہے "انت ابو جھل" حضرت ابن مسعود نے دل ٹھنڈا کرنے کے لیے یہ جملہ استعمال فرمایا کیونکہ ابوجہل نے مکہ میں آپ کو بھی سخت ستایا تھا مطلب یہ ہے کہ جی ہاں تم ہی ابوجہل ہو؟ اب کیا حال ہے ذلیل ہو گئے نا؟۔ تفصیلی قصہ میں ہے کہ حضرت ابن مسعود نے فرمایا "وقد اخزاک الله یا عدو الله" ابوجہل نے کہا تجھے اللہ نے رسوا کیا ہے اکڑنے کی ضرورت نہیں ہے ایک

ہی آدمی کو تو مارا ہے یا مطلب یہ ہے کہ مجھ سے بڑا کسی آدمی کو تم نے کبھی مارا ہوگا ابو جہل نے کہا تم کون ہو حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ میں عبداللہ بن مسعود ہوں ابو جہل نے کہا او چرواہا خوش ہو جاؤ بڑے اونچے مقام پر بیٹھے ہو ابو جہل کے الفاظ یہ ہیں " لقد ارتقیت یا رویعی الغنم مرتقی صعبا " پھر ابو جہل نے کہا مجھے یہ بتاؤ میدان کس کے ہاتھ میں ہے حضرت ابن مسعود نے فرمایا میدان مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے ابو جہل نے کہا صرف ایک قتل سے کیا ہو سکتا ہے میری قوم موجود ہے حضرت ابن مسعود نے فرمایا تیرے جیسے ستر اور کٹے ہوئے پڑے ہیں ابو جہل نے کہا کہ مجھے اب بھی محمد سے اتنی ہی عداوت ہے جو اس سے پہلے تھی مجھے یہ بتاؤ کہ مجھے کس نے مارا ہے؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عفراء کے دو بیٹوں نے مارا ہے ابو جہل نے کہا " فلو غیر اکار قتلنی " یعنی کاش مجھے کھیتی باڑی کرنے والوں کے علاوہ کوئی اور قتل کر دیتا تو اچھا ہوتا کیونکہ ہم قریش تاجر پیشہ لوگ ہیں ہماری شان انصار سے اونچی ہے جو کھیتی باڑی کرنے والے دہقان لوگ ہیں حضرت ابن مسعود نے فرمایا میں تیرا سر قلم کرنے آیا ہوں ابو جہل نے کہا کہ یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں کہ کسی غلام نے اپنے آقا کو قتل کیا ہو تم بھی مجھے قتل کر دو مگر اپنی تلوار سے نہیں یہ زنگ آلود ہے میری تلوار لیلو اس سے میری گردن اتار دو مگر کندھوں کے پاس سے سر قلم کر دو تاکہ میرا سر بڑا لگے اور محمد کہے کہ واقعی سردار کا سر ہے آنحضرت کے سامنے جب سر آ گیا تو آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور فرمایا میری امت کا فرعون مارا گیا۔

۴۶۶۰ ـ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَعْلَمُ لِي مَا فَعَلَ أَبُو جَهْلٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ، وَقَوْلِ أَبِي مِجْلَزٍ كَمَا ذَكَرَهُ إِسْمَاعِيلُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون میرے لیے خبر لائے کہ ابو جہل کا کیا ہوا؟ آگے حدیث اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

بَابُ قَتْلِ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ طَاغُوتِ الْيَهُودِ

یہود کے شیطان کعب بن اشرف کے قتل کا قصہ

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۴۶۶۱ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمِسْوَرِ الزُّهْرِيُّ، كِلَاهُمَا، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، وَاللَّفْظُ لِلزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعْتُ جَابِرًا، يَقُولُ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ؟ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ائْذَنْ لِي، فَلْأَقُلْ، قَالَ: قُلْ، فَأَتَاهُ، فَقَالَ لَهُ: وَذَكَرَ مَا بَيْنَهُمَا، وَقَالَ: إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ أَرَادَ صَدَقَةً، وَقَدْ عَنَّانَا، فَلَمَّا سَمِعَهُ قَالَ: وَأَيْضًا وَاللّٰهِ، لَتَمَلُّنَّهُ، قَالَ: إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ الْآنَ، وَنَكْرَهُ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ أَمْرُهُ، قَالَ: وَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ تُسْلِفَنِي سَلَفًا، قَالَ: فَمَا تَرْهَنُنِي؟ قَالَ: مَا تُرِيدُ؟ قَالَ: تَرْهَنُنِي نِسَاءَكُمْ، قَالَ: أَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ، أَنَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا؟ قَالَ لَهُ: تَرْهَنُونِي أَوْلَادَكُمْ، قَالَ: يُسَبُّ ابْنُ أَحَدِنَا، فَيُقَالُ: رُهِنَ فِي وَسْقَيْنِ مِنْ تَمْرٍ، وَلٰكِنْ نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ يَعْنِي السِّلَاحَ، قَالَ: فَنَعَمْ، وَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ بِالْحَارِثِ، وَأَبِي عَبْسِ بْنِ جَبْرٍ، وَعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ، قَالَ: فَجَاءُوا فَدَعَوْهُ لَيْلًا فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ، قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ غَيْرُ عَمْرٍو: قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: إِنِّي لَأَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ صَوْتُ دَمٍ، قَالَ: إِنَّمَا هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَرَضِيعُهُ، وَأَبُو نَائِلَةَ، إِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ لَيْلًا لَأَجَابَ، قَالَ مُحَمَّدٌ: إِنِّي إِذَا جَاءَ، فَسَوْفَ أَمُدُّ يَدِي إِلَى رَأْسِهِ، فَإِذَا اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَدُونَكُمْ، قَالَ: فَلَمَّا نَزَلَ نَزَلَ وَهُوَ مُتَوَشِّحٌ، فَقَالُوا: نَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الطِّيبِ، قَالَ: نَعَمْ تَحْتِي فُلَانَةُ هِيَ أَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ، قَالَ: فَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشُمَّ مِنْهُ، قَالَ: نَعَمْ فَشُمَّ، فَتَنَاوَلَ فَشَمَّ، ثُمَّ قَالَ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَعُودَ، قَالَ: فَاسْتَمْكَنَ مِنْ رَأْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: دُونَكُمْ، قَالَ: فَقَتَلُوهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا؟ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے۔ محمد بن مسلمہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اسے قتل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کیا: آپ مجھے اجازت دیں کہ میں (مصلحت کے لیے) جو کہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہہ لے۔ وہ اس کے پاس آئے اور اس سے کہا اور اپنے اور حضور کے درمیان ایک فرضی معاملہ بیان کیا اور کہا یہ آدمی ہم سے صدقہ وصول کرتا ہے اور ہمیں مشقت میں ڈال رکھا ہے۔ جب کعب نے سنا تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! ابھی اور بھی اس سے تنگ ہوں گے۔ ابن مسلمہؓ نے کہا: اب تو ہم ان کی اتباع کر چکے ہیں اور ہم اسے اس کے معاملہ کا انجام دیکھے بغیر چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔ مزید کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ تو مجھے قرض کھجور دیدے۔ کعب نے کہا: تم میرے پاس رہن کیا چیز رکھو گے؟ ابن مسلمہؓ نے کہا: جو تم چاہو گے۔ کعب نے کہا: تم اپنی عورتیں میرے پاس رہن رکھ دو۔ ابن مسلمہؓ نے کہا: تو تو عرب کا خوبصورت آدمی ہے، کیا ہم تیرے پاس اپنی عورتیں رہن رکھیں۔ کعب نے کہا: اچھا تم اپنی اولاد گروی رکھ دو۔ ابن مسلمہؓ نے کہا: ہمارے بیٹوں کو گالی دی

جائے گی تو کہا جائے گا وہ دو وسق کھجور کے بدلے گروی رکھا گیا ہے البتہ ہم اسلحہ تیرے پاس گروی رکھ سکتے ہیں۔
کعب نے کہا: ٹھیک ہے۔ ابن مسلمہؓ نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے پاس حارث، ابی عبس بن جبر اور عباد بن بشر کو لے آئے گا۔ پس یہ لوگ اس کے پاس گئے اور رات کے وقت اسے بلایا۔ وہ ان کی طرف آنے لگا تو اس کو اس کی بیوی نے کہا: میں آواز سنتی ہوں گویا کہ وہ خون کی آواز ہے۔ کعب نے کہا یہ محمد مسلمہ اور اس کا رضاعی بھائی ابو نائلہ ہیں اور معزز آدمی کو اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کی طرف بلایا جائے تو اسے بھی قبول کر لیتا ہے۔ محمدؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا کہ جب وہ آئے گا میں اس کی سر کی طرف اپنے ہاتھ کو بڑھاؤں گا۔ جب میں اسے قبضہ میں لے لوں تو تم حملہ کر دینا۔ پس جب وہ نیچے اترا تو اس نے چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ ان حضرات نے کہا: ہم آپ سے خوشبو کی مہک محسوس کر رہے ہیں۔ اس نے کہا: ہاں! میری بیوی فلاں عورت ہے جو عرب کی عورتوں میں سب سے زیادہ خوشبو بنانے والی ہے۔ ابن مسلمہؓ نے کہا: کیا تم مجھے سونگھنے کی اجازت دیتے ہو؟ اس نے کہا سونگھو: ابن مسلمہ نے اس کا سر سونگھا پھر پکڑا پھر سونگھا پھر دوبارہ کہا: کیا تم مجھے دوبارہ سونگھنے کی اجازت دو گے؟ اس مرتبہ انہوں نے اس کے سر کو قابو میں لیا اور ساتھیوں سے کہا: حملہ کر دو۔ پس انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

تشریح:

"مــن لكعب بن الاشرف" یعنی کعب بن اشرف کے قتل کرنے کے لیے کون تیار ہو سکتا ہے کیونکہ اس نے اپنے برے اعمال واقوال سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچائی ہے "فــانــه آذی الــلــه" کعب بن اشرف شاعر تھا وہ اپنے اشعار سے مسلمانوں کو ایذا پہنچاتا تھا جب مسلمان بدر کی جنگ میں کفار قریش پر غالب آگئے تو کعب بن اشرف کھل کر مسلمانوں اور خود نبی اکرم ﷺ کی مذمت میں قصیدے پڑھنے لگا اور مسلمان عورتوں سے متعلق فحش عشقیہ اشعار بنانے لگا اس پر بھی بس نہیں کیا بلکہ مدینہ سے جا کر کفار قریش کے ساتھ مذہبی ہم آہنگی کرنے لگا بتوں کے سامنے سجدہ کیا اور کفار قریش کے مذہب کو اسلام سے بہتر بتانے لگا کفار قریش کو مسلمانوں سے انتقام پر ابھارا اور خوب گٹھ جوڑ کر کے واپس مدینہ آگیا یہ شخص یہود میں سب سے زیادہ مسلمانوں کا ازلی بد بخت دشمن تھا یہ شخص اصل میں عربی النسل تھا خود بنی طے کے بنو نبہان قبیلہ سے اس کا تعلق تھا اور اس کی ماں کا تعلق بنو نضیر سے تھا یہ شخص بہت مالدار سردار تھا خوبصورتی میں اپنی نظیر آپ تھا اس کا بہت بڑا قلعہ تھا جو مدینہ سے جنوب مشرق میں بنو نضیر کے علاقہ کے پیچھے واقع تھا جس کے آثار اب بھی موجود ہیں اس کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ تھا یہ ذمی تھا مگر اس نے عہد توڑ لیا اور بغاوت پر اتر آیا اس لیے نبی اکرم ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیدیا جنگ احد کے بعد ربیع الاول کے مہینہ تین ہجری میں کعب بن اشرف قتل ہو گیا تھا۔

"فلاقل" یعنی اگر کعب بن اشرف کو قتل کرنا ہے تو مجھے حیلہ اور تدبیر کے موقع پر ذو جہتین کلمات کی اجازت دیدیں جس کے ظاہری الفاظ سے دشمن یہ سمجھے کہ میں اسلام کا ہمدرد نہیں ہوں بلکہ اس سے تنگ آگیا ہوں اور باطنی الفاظ سے اسلام اور پیغمبر اسلام کی حمایت ہوتی ہو "فلاقل" کا یہی مطلب ہے یعنی تا کہ میں کچھ کلمات کہدوں "قل" یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ کہا کر اجازت ہے۔

"وذكر ما بينهما" یعنی محمد بن مسلمہ اور کعب بن اشرف کے درمیان جو تعلقات تھے اور محبت و بھائی چارگی تھی اس نے ان کا تذکرہ کیا شارحین نے لکھا ہے کہ محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے اور جاہلیت میں دونوں آپس میں دوست تھے "ان هذا الرجل" اس لفظ میں تعریض ہے کعب بن اشرف نے سمجھا یہ اشارہ تحقیر کے لیے ہے اور محمد بن مسلمہ نے اس سے کامل رجل مراد لیا ہے "وقد عنانا" یہ مشقت میں ڈالنے کے معنی میں ہے اس لفظ میں بھی تعریض ہے محمد بن مسلمہ کا مطلب یہ تھا کہ امور تکلیفیہ کی وجہ سے ہمیں تکلیف میں ڈالدیا کبھی روزے کبھی نمازیں کبھی جہاد مگر کعب بن اشرف نے سمجھا کہ محمد نے ان لوگوں کو ایک مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے "ای القانا فی المشقة والعنا" "قال وايضا" یعنی کعب بن اشرف نے کہا کہ یہ تو ابتداء ہے اس کے علاوہ بھی بہت مشقتیں آئیں گی اس کی تفسیر کعب بن اشرف نے "والله لتملنه" سے کیا ہے ای لتضجرن منه اكثر من هذا الضجر یعنی تم کو اکتا کر رکھیں گے اب تو ابتداء ہے:

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا ☆ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا ؟

"ان تسلفنی" یعنی ہم کو قرض میں غلہ دیدو تا کہ ہم صدقہ ادا کریں "وسقين" ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے جو ایک سو پچاس کلوگرام ہوتا ہے تو دو وسق تین سو کلوگرام غلہ ہوتا ہے ایک سو پچاس کلوگرام تین من تیس کلو بنتا ہے کلو کا وزن سیر سے زیادہ ہوتا ہے۔ "اللأمة" زرہ کو لأمہ کہتے ہیں مراد اسلحہ ہے زرہ کا ذکر اس لیے کیا تا کہ کعب بن اشرف اسلحہ سے ڈر نہ جائے اور انکار نہ کرے "وابو نائلة" یہاں واؤ کا لفظ وہم راوی ہے یہ بغیر واؤ کے ابونائلہ ہے جو رضیعہ کے لیے بیان ہے بخاری میں "ورضيعي ابو نائله" کا جملہ ہے جو بالکل واضح ہے کیونکہ ابونائلہ کعب بن اشرف کا بھی رضاعی بھائی تھا اور محمد بن مسلمہ کا بھی رضاعی بھائی تھا۔ "دونكم" یعنی محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ لو مار دو تو سب نے ان پر تلواروں کا وار کیا اس قتل میں محمد بن مسلمہ ابونائلہ حارث بن جبر ابوعبس اور عباد بن بشر پانچ آدمیوں نے حصہ لیا۔ اور تین ہجری میں اس کو واصل جہنم کیا۔

بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ

غزوۂ خیبر کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

٤٦٦٢ ـ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا خَيْبَرَ، قَالَ: فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ، فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ أَبُو طَلْحَةَ، وَأَنَا رَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ، فَأَجْرَى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ، وَإِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَانْحَسَرَ الْإِزَارُ عَنْ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنِّي لَأَرَى بَيَاضَ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ (فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ) (الصافات:۱۷۷) قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ: وَقَدْ خَرَجَ الْقَوْمُ إِلَى أَعْمَالِهِمْ، فَقَالُوا: مُحَمَّدٌ، قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا: وَالْخَمِيسَ، قَالَ: وَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والوں سے جنگ کی۔ پس ہم نے خیبر کے قریب صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کرلی۔ اللہ کے نبی اور ابوطلحہ سوار ہوگئے اور ابوطلحہ کے پیچھے میں سوار ہوگیا۔ اللہ کے نبی نے سواری خیبر کی گلیوں کی طرف دوڑائی اور میرا گھٹنا اللہ کے نبی ﷺ کی ران سے لگ رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی ران سے چادر جدا ہوگئی تھی اور میں نے اللہ کے نبی کی ران کی سفیدی دیکھی۔ پس جب آپ ﷺ بستی میں پہنچے تو فرمایا: اللہ اکبر! خیبر ویران ہوگیا کیونکہ ہم جب کسی قوم کے میدانوں میں اترتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوجاتی ہے۔ اس جملہ کو آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اور اہل خیبر اس وقت اپنے اپنے کاموں کی طرف نکلے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے کہا: محمد آگئے اور عبدالعزیز نے کہا بعض راویوں نے کہا کہ آپ لشکر آگیا (یعنی والخمیس کا اضافہ ہے) حضرت انس فرماتے ہیں اور ہم نے اسے زبردستی فتح کرلیا۔

تشریح:

غزوۂ خیبر کا تاریخی پس منظر

"غزا خیبر" یعنی نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے یہود کے خلاف جنگ لڑی۔

خیبر کا علاقہ مدینہ منورہ سے شمال کی جانب ایک سو ستر کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے مشہور شہر ہے اپنے باغات اور پانی کے چشموں اور زرخیز زمینوں سے مالا مال علاقہ ہے جس کے باشندے اس وقت یہود تھے خیبر کے یہود ہر موقع پر اسلام کے خلاف سازشوں میں شریک رہتے تھے وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہے تھے مدینہ منورہ جو اسلام کا پایہ تخت تھا یہود اس کے لیے مستقل خطرہ بنے ہوئے تھے ۷ ھجری میں نبی اکرم ﷺ نے ڈیڑھ ہزار مجاہدین کے ساتھ ان کے خلاف کاروائی فرمائی ایک ماہ تک ان کے علاقے کا محاصرہ کیا انیس مجاہدین صحابہ کرام شہید ہوئے اور ۹۳ یہود مارے گئے اور پورا علاقہ اسلام کے جھنڈے کے نیچے آ گیا اور یہود کی زمینیں صحابہ کرام پر تقسیم ہو گئیں، حضرت علیؓ کی شجاعت آسمان عروج پر چمک اٹھی آپ کے رجز کے اشعار نے مرحب پہلوان کو حواس باختہ کر دیا، باب خیبر کو حضرت علی نے اکھاڑ پھینکا اور یکے بعد دیگرے سارے قلعے صحابہ کرام نے فتح کر دیئے، حضور اکرم ﷺ نے صبح کے وقت اہل خیبر پر چڑھائی کر کے اس طرح نعرہ تکبیر بلند فرمایا، اللہ اکبر خربت خیبر تین بار آنحضرت نے یہ نعرہ لگایا اور پھر فرمایا "انا اذا نزلنا ساحۃ القوم فساء صباح المنذرین" فتح خیبر کے بعد آنحضرت ﷺ نے خیبر کے آس پاس ملحقہ علاقوں میں کاروائی فرمائی اور پورا علاقہ صاف ہو گیا یہود خیبر کو خیبر کی زمینوں پر بطور مزارع برقرار رکھا گیا پھر بعد میں حضرت عمر نے ان کو خیبر سے نکال دیا۔

"زقاق" زق کی جمع ہے گلی کوچوں کو کہتے ہیں مراد راستہ ہے ای فی طریقھا الموصل الیھا.

"والخمیس" پانچ پرے کے لشکر کو خمیس کہتے ہیں یعنی میمنۃ الجیش میسرۃ الجیش مقدمۃ الجیش ساقۃ الجیش اور قلب الجیش۔

"عنوۃ" خیبر کے کچھ علاقے بطور صلح ہاتھ میں آئے تھے اس وہم کو دور کرنے کے لیے کہا گیا کہ ہم نے خیبر کو بزور بازو فتح کیا تھا۔ ساتھ والی روایت میں "مواشیھم" سے مال مویشی اور جانور مراد ہیں "بفئوسھم" یہ فاس کی جمع ہے کلہاڑیاں مراد ہیں "ومکاتلھم" یہ مکتل کی جمع ہے بڑے تھیلے کو کہتے ہیں جس میں آلو وغیرہ بھرتے ہیں" والمرور" یہ مر کی جمع ہے بیلچے کو اور پھاؤڑے کہتے ہیں اور ہو سکتا ہے رسیوں کو کہا گیا ہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل خیبر پر حملہ اچانک کیا گیا تھا وہ غافل تھے اپنے روزمرہ کے کاموں میں مشغول تھے دعوت پہلے ان کو پہنچ چکی تھی۔

٤٦٦٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ أَبِي طَلْحَةَ يَوْمَ خَيْبَرَ وَقَدَمِي تَمَسُّ قَدَمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

فَأَتَيْنَاهُمْ حِينَ بَزَغَتِ الشَّمْسُ وَقَدْ أَخْرَجُوا مَوَاشِيَهُمْ، وَخَرَجُوا بِفُؤُوسِهِمْ، وَمَكَاتِلِهِمْ، وَمُرُورِهِمْ، فَقَالُوا: مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسَ، قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ (فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ)(الصافات:١٧٧) قَالَ: فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں خیبر کے دن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا اور میرا قدم رسول اللہ ﷺ کے قدم کو لگ رہا تھا۔ پس ہم ان کے پاس اس وقت آئے جب سورج نکل چکا تھا اور انہوں نے اپنے جانوروں کو نکال لیا تھا اور ٹوکریاں اور درختوں پر چڑھنے کے لیے رسیاں لے کر باہر نکل رہے تھے۔ انہوں نے کہا: محمد بمعہ لشکر آ گئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خیبر برباد ہو گیا کیونکہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے پس اللہ رب العزت نے انہیں شکست سے دوچار کیا۔

٤٦٦٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ، قَالَ: إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ (فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ) (الصافات: ١٧٧)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب ہم کسی قوم کے میدانوں میں اترتے ہیں تو وہ دن جن لوگوں کو (اللہ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے) ان کے لیے بہت برا ہوتا ہے۔

٤٦٦٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ عَبَّادٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ، فَتَسَيَّرْنَا لَيْلًا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرِ بْنِ الْأَكْوَعِ: أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ، وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا، فَنَزَلَ يَحْدُو بِالْقَوْمِ، يَقُولُ ؎

اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا اقْتَفَيْنَا، وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا،

وَأَلْقِيَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا، إِنَّا إِذَا صِيحَ بِنَا أَتَيْنَا،

وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا،

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ هٰذَا السَّائِقُ؟ قَالُوا: عَامِرٌ، قَالَ: يَرْحَمُهُ اللّٰهُ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ، قَالَ: فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ، فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيدَةٌ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ فَتَحَهَا عَلَيْكُمْ، قَالَ: فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ، أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا هٰذِهِ النِّيرَانُ؟ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ؟ فَقَالُوا: عَلَى لَحْمٍ، قَالَ: أَيُّ لَحْمٍ؟ قَالُوا: لَحْمُ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَهْرِيقُوهَا، وَاكْسِرُوهَا، فَقَالَ رَجُلٌ: أَوْ يُهْرِيقُوهَا وَيَغْسِلُوهَا؟ فَقَالَ: أَوْ ذَاكَ، قَالَ: فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ فِيهِ قِصَرٌ، فَتَنَاوَلَ بِهِ سَاقَ يَهُودِيٍّ لِيَضْرِبَهُ، وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ، فَأَصَابَ رُكْبَةَ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ، قَالَ: فَلَمَّا قَفَلُوا، قَالَ سَلَمَةُ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي: قَالَ: فَلَمَّا رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاكِتًا، قَالَ: مَا لَكَ؟ قُلْتُ لَهُ: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ، قَالَ: مَنْ قَالَهُ؟ قُلْتُ: فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَأُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ الْأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ: كَذَبَ مَنْ قَالَهُ، إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ، إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشَى بِهَا مِثْلَهُ، وَخَالَفَ قُتَيْبَةُ مُحَمَّدًا فِي الْحَدِيثِ فِي حَرْفَيْنِ، وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّادٍ: وَأَلْقِ سَكِينَةً عَلَيْنَا

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خیبر کی طرف نکلے اور رات کے وقت سفر کیا۔ قوم میں سے ایک آدمی نے عامر بن اکوع سے کہا: آپ اپنے اشعار میں سے کچھ شعر نہ سنائیں گے؟ اور عامرؓ شاعر تھے۔ عامر قوم کے ساتھ اترے اور یہ شعر کہے اے اللہ! اگر تو ہماری مدد نہ کرتا تو ہمیں ہدایت نہ ملتی نہ ہم زکوۃ ادا کرتے اور نہ نماز پڑھتے پس تو ہمیں معاف کر دے، یہی ہماری طلب ہے اور ہم تجھ پر فدا ہوں اور ہمارے قدموں کو مضبوط کر دے اگر ہم دشمنوں سے مقابلہ کریں اور ہم پر تسلی نازل فرما جب ہم کو آواز دی جاتی ہے تو ہم پہنچ جاتے ہیں اور آواز دینے کے ساتھ ہی لوگ ہم پر بھروسہ کر لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ہنکانے والا کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا: عامر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس پر رحم فرمائے۔ قوم میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس پر رحمت واجب ہوگئی۔ کاش آپ ہمیں اس سے مستفید کرتے ہم خیبر میں پہنچے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ ہمیں سخت بھوک لگی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ نے (خیبر کو) تمہارے لیے فتح کر دیا ہے۔ جب لوگوں نے شام کی اس دن جس دن خیبر ان کے لیے فتح کیا گیا تو لوگوں نے بہت زیادہ آگ جلائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ آگ کیسی ہے اور کس چیز پر تم جلا رہے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا: گوشت پر جلا

رہے ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کون سا گوشت؟ صحابہؓ نے عرض کیا: گھریلو گدھے کا گوشت۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے انڈیل دو اور ہانڈیوں کو توڑ ڈالو۔ ایک صحابی نے عرض کیا: کیا ہم اسے انڈیل دیں اور ہانڈیوں کو دھولیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا کرلو۔ جب لوگوں نے صف بندی کی تو عامر کی تلوار چھوٹی تھی۔ انہوں نے یہودی کی پنڈلی پر وہ تلوار ماری لیکن تلوار کی دھار واپس آ کر عامر رضی اللہ عنہ کے زانو پر لگی۔ پس وہ اس سے فوت ہو گئے۔ پس جب صحابہؓ واپس لوٹے تو حضرت سلمہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے خاموش دیکھا تو فرمایا: تجھے کیا ہے؟ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان لوگوں کا گمان ہے کہ عامر کے تمام اعمال برباد ہو گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کس نے یہ بات کہی ہے؟ میں نے عرض کیا: فلاں فلاں اور اسید بن حضیر انصاری نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ بات کہی، جھوٹ کہا ہے۔ اس کے لیے دوہرا اجر ہے اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ اس نے اس طرح جہاد کیا جس کی مثال عرب میں بہت کم ہے۔ جو اس راستہ میں اسی طرح چلا ہو۔

تشریح:

"فسیرنا" ای سرنا یعنی ہم رات کے وقت ان کی طرف چلے آئے "ھنیاتک" یہ ھنیۃ کی جمع ہے جو ھنۃ کی تصغیر ہے کسی عجیب و غریب اور نادر چیز پر بولا جاتا ہے یہاں رجز پر مشتمل اشعار مراد ہیں جو عام کلام سے نادر اور عجیب ہوتے ہیں "یحدو بالقوم" حدی خوانی کو کہتے ہیں جو رات کے وقت اونٹوں کے پیچھے اشعار پڑھنے کو کہتے ہیں۔ "فاغفر" یعنی ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔ "فداء لک" یعنی ہم تجھ پر فدا اور قربان ہو جائیں۔

سوال: شارحین نے یہاں اعتراض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے فدا ہونے کا لفظ استعمال نہیں ہوتا ہے کیونکہ فدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کی مصیبت دور کرنے کے لیے خود قربان ہو جاتا ہے اور جان کا فدیہ دے کر اس کو مصیبت سے چھڑاتا ہے اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ تصور غلط ہے "اذ لا یتصور الفداء الا لمن یجوز علیه الفناء و الله تعالیٰ بری عن ذلک"

جواب: اس کا جواب شارحین نے دیا ہے علامہ مازری فرماتے ہیں کہ یہ لفظ کسی قصد و ارادہ کے بغیر منہ سے نکل گیا ہے یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے بلکہ بطور استعارہ اور مجاز ہے خوشنودی حاصل کرنے میں مبالغہ ہے منۃ المنعم کے مصنف نے یہ جواب دیا ہے کہ اس کلام کا ظاہر مراد نہیں ہے بلکہ اس سے صرف محبت کا اظہار مقصود ہے۔

"ما اقتفینا" اقتفاء اتباع کے معنی میں ہے در پے ہونا مراد ہے یعنی ہم نے گناہوں کا جو ارتکاب کیا ہے اس کو معاف فرما یہ جملہ

فاغفر کے لیے مفعول بہ ہے "ای فاغفر ما اکتسبنا من الخطایا فدی لک یا اللہ"
"اذا صیح بنا" یعنی ہم کو جو شخص اپنی مدد کے لیے چیخ کر پکار دے تو ہم مدد کے لیے ضرور حاضر ہو جاتے ہیں۔
"عولوا علینا" یہ تعویل سے ہے راجح یہ ہے کہ یہ اعتماد اور بھروسہ کے معنی میں ہے مطلب یہ ہے کہ مدد و نصرت کے لیے جو شخص ہمیں پکارتا ہے تو وہ ہم پر اعتماد و بھروسہ کر کے پکارتا ہے کیونکہ ہم حق کی حمایت میں ہر ایک کی مدد کرتے ہیں۔ "السائق" حدی خوان کو سائق کہا گیا ہے جو اونٹوں کو گرما کر چلاتا ہے "یرحمہ اللہ" آنحضرت نے جہاد کے موقع پر جس کے لیے اس طرح جملہ ادا فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے اس پر رحم فرمائے تو وہ آدمی شہید ہو جاتا تھا اسی لیے حضرت عمرؓ نے فرمایا "وجبت" یعنی اس شخص کے لیے شہادت واجب اور ثابت ہوگئی " فقال رجل " اس سے عمر فاروق مراد ہے "لو لا امتعتنا بہ " یعنی یا رسول اللہ آپ نے عامر کی شجاعت اور جرأت سے ہمیں زیادہ فائدہ اٹھانے کا موقع کیوں نہ دیا کہ آپ دعا فرماتے کہ اس کو اللہ تعالیٰ طویل عمر عطا کرتے اور جلد شہید نہ ہو جاتے
"فتح علیکم " یہ بطور بشارت پیش گوئی ہے کہ بس اب خیبر اللہ تعالیٰ نے فتح کر کے تمہیں دیدیا ہے "فقال" یعنی پہلے آنحضرت نے ان برتنوں کو توڑنے کا حکم دیا جس میں گدھوں کا گوشت پکایا گیا تھا ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر برتنوں سے گوشت کو گرایا جائے اور اس کو دھویا جائے تو یہ کافی نہیں ہوگا؟ آنحضرت نے فرمایا "او ذاک" یعنی یا اسی طرح کرلو اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت کا حکم بطور اجتہاد تھا جو بدل گیا یا بذریعہ وحی آپ کو نیا حکم ملا ہانڈیوں کا دھونا کافی ہے۔
"قصر" قصیر سے ہے ٹیڑھا پن اور چھوٹا پن مراد ہے "ذباب" تلوار کی دھار کو کہتے ہیں اور ممکن ہے وہی ٹیڑھا حصہ مراد ہو
"فتناول " مارنے کے معنی میں ہے "ساق یہودی " اس سے خیبر کا مشہور پہلوان اور بہادر مرحب مراد ہے یعنی اس کی پنڈلی کو مار دیا "ذباب سیفہ " تلوار کی دھار کو کہتے ہیں اور ممکن ہے کہ وہی ٹیڑھا حصہ مراد ہو۔
"وھو آخذ بیدی " یہ حکایت اور حالت اس حدیث کے راوی یزید بن ابی عبید بیان کر رہا ہے جو حضرت سلمہ بن اکوع کا غلام ہے لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمہ کے ہاتھ کو پکڑا حضرت سلمہ اسی کو بیان کر رہے ہیں یہ زیادہ واضح اور قابل فہم ہے۔
"کذب من قال " یہ لفظ اخطاء کے معنی میں ہے جھوٹ کے معنی میں نہیں ہے "جاھد مجاھد " مجاہد کا لفظ بطور تاکید ہے "مشی بھا مثلہ" یعنی بہت کم ایسا عربی جوان ہوگا جو زمین پر یا مدینہ کی زمین پر عامر کی طرح گزرا ہو عامر اپنی نظیر آپ ہے۔

٤٦٦٦ـ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَنَسَبَهُ غَيْرُ ابْنِ وَهْبٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ قَاتَلَ أَخِي قِتَالًا شَدِيدًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ، وَشَكُّوا فِيهِ رَجُلٌ مَاتَ فِي سِلَاحِهِ، وَشَكُّوا فِي بَعْضِ أَمْرِهِ، قَالَ سَلَمَةُ: فَقَفَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ائْذَنْ لِي أَنْ أَرْجُزَ لَكَ، فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: اعلم مَا تَقُولُ، قَالَ: فَقُلْتُ:

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقْتَ،

وَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا ، وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا،

قَالَ: فَلَمَّا قَضَيْتُ رَجَزِي، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ هَذَا؟ قُلْتُ: قَالَهُ أَخِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَرْحَمُهُ اللّٰهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ نَاسًا لَيَهَابُونَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ، يَقُولُونَ: رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ ابْنًا لِسَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ. فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ مِثْلَ ذَلِكَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ حِينَ قُلْتُ: إِنَّ نَاسًا يَهَابُونَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَذَبُوا مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا، فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ خیبر کے دن میرے بھائی نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سخت جنگ کی۔ پس (اسی دوران) اس کی اپنی تلوار لوٹ کر اس کو لگی جس سے وہ شہید ہو گئے۔ تو اصحاب رسول اللہ نے اس کے بارے میں گفتگو کی اور ایسے آدمی کی شہادت میں شک کیا جو اپنے اسلحے سے وفات پا جائے اور اسی طرح اس کے بعض حالات میں شک کیا۔ سلمہ نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ خیبر سے لوٹے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کو کچھ رجزیہ اشعار سناؤں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اجازت دیدی

،حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا جو کچھ کہو سوچ سمجھ کر کہو تو میں نے یہ شعر کہا اللہ کی قسم! اگر اللہ ہمیں ہدایت عطا نہ فرماتا تو ہم نہ زکوۃ ادا کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔ (میں نے پھر کہا) اور ہم پر رحمت نازل فرما اور اگر ہم (کفار سے) مقابلہ کریں تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور مشرکین نے تحقیق ہم پر زیادتی کی ہوئی ہے جب میں اپنے اشعار پورے کر چکا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان اشعار کا کہنے والا کون ہے؟ میں نے عرض کیا: انہیں میرے بھائی نے کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! بعض لوگ اس کی نماز جنازہ ادا کرنے میں ہچکچا رہے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ایسا شخص ہے جو اپنے اسلحہ سے شہید ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور جہاد میں کوشش کرتے ہوئے شہید ہوا ہے ابن شہاب نے کہا پھر میں نے سلمہ بن اکوع کے بیٹے سے پوچھا تو انہوں نے یہ حدیث اپنے والد سے مجھے بیان کی اور اس میں یہ کہا: جب میں نے عرض کیا کہ بعض لوگ اس کی نماز جنازہ ادا کرنے میں ہچکچا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے جھوٹ کہا ہے بلکہ وہ جہاد کرتے ہوئے مجاہد شہید ہوا ہے اور اس کے لیے دوہرا اجر و ثواب ہوگا اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔

تشریح:

''قاتل اخی'' یعنی سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر میں میرے بھائی عامر بن اکوع نے شدید جنگ لڑی۔

سوال: یہاں پر سوال یہ ہے کہ عامر بن اکوع حضرت سلمہ کے چچا ہیں جس طرح آئندہ باب میں بار بار آرہا ہے کیونکہ سلمہ اپنے دادا اکوع کی طرف منسوب ہے ان کے باپ کا نام عمرو ہے یعنی سلمہ بن عمرو اب عمرو اور عامر بھائی ہیں تو عامر حضرت سلمہ کے چچا ہیں ان کو یہاں بھائی کیسے کہدیا گیا؟

جواب: اس سوال کا ایک جواب یہ ہے کہ حضرت عامر بن اکوع حضرت سلمہ بن عمرو کے رضاعی بھائی بھی تھے اور چچا بھی تھے تو بھائی کا لفظ صحیح ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ عامر کو حضرت سلمہ کا بھائی بتانا کسی راوی کا وہم ہے چچا کو بھائی کہدیا۔

''وشكوا'' یعنی اس میں شک کرنے لگے کہ آیا ان کا عمل ضائع ہوگیا یا ضائع نہیں ہوا۔ ''ارجز لک'' یہ رجز یہ اشعار کہدوں جس میں جنگی جرأت و مہارت کا ذکر ہو اور دشمن کو للکار اور جھنگاڑ ہو ''اعلم ما تقول'' یعنی تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو میں جانتا ہوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو ''لیھابوا الصلوۃ'' یہ لوگ ان کے جنازے کی نماز سے گھبراتے ہیں کہ ان کا عمل باطل نہ ہوا ہو اور خودکشی کا مرتکب نہ ہوا ہو۔

بَابُ غَزْوَةِ الْأَحْزَابِ وَهِيَ الْخَنْدَقُ

غزوۂ احزاب یعنی خندق کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

٤٦٦٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ، وَلَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا، وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا، فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا، إِنَّ الْأُلَى قَدْ أَبَوْا عَلَيْنَا قَالَ: وَرُبَّمَا قَالَ: إِنَّ الْمَلَا قَدْ أَبَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا، وَيَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ،

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (غزوۂ) احزاب کے دن ہمارے ساتھ مٹی اٹھا رہے تھے اور مٹی کی وجہ سے آپ ﷺ کے پیٹ کی سفیدی اٹی ہوئی تھی اور آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ اللہ کی قسم (اے اللہ!) اگر تو ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم نہ صدقہ دیتے اور نہ ہی نماز پڑھتے (اے اللہ!) ہم پر سکینت نازل فرما کیونکہ ہم پر دشمن (اکٹھے ہوکر) ٹوٹ پڑے ہیں کہتے ہیں کہ کبھی آپ فرماتے کافروں نے ہماری بات ماننے سے انکار کردیا ہے اور جب وہ فتنہ وفساد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں اور اس وقت آپ ﷺ کی آواز بلند ہوتی۔

تشریح:

"یوم الاحزاب" جنگ خندق کو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں اس سے پہلے امام مسلم نے غزوۂ احزاب کا بیان کیا ہے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ امام مسلم نے اپنی کتاب میں ترتیب اور مرتب انداز سے تصنیف کا ایوارڈ حاصل تو کیا ہے لیکن اس کتاب میں بہت زیادہ بے ترتیبی ہے ایک ہی غزوہ کو وہاں بھی بیان کیا ہے اور یہاں بھی بیان کیا ہے اگر سب احادیث ایک جگہ بیان فرماتے تو کتنا ہی اچھا ہوتا پھر غزوات کو تاریخی ترتیب کے خلاف بیان کیا ہے کبھی خیبر کا بیان ہے تو کبھی خندق کا بیان ہے کبھی خندق کو ذکر کیا تو پھر جنگ احد کو ذکر کیا فالی اللہ المشتکیٰ۔

"ینقل معنا التراب" یعنی خندق کھودتے وقت مٹی کو نکال کر باہر پھینکنے کا کام آنحضرت ﷺ بھی کررہے تھے "واری" یہ مواراۃ سے ہے چھپانے کے معنی میں ہے یعنی مٹی نے آنحضرت کے بغل کی سفیدی کو ڈھانپ لیا تھا اور آپ رجز کے یہ اشعار

پڑھ رہے تھے۔

''الالٰی'' یہ اولٰئک کے معنی میں ہے اگلے شعر میں الملأ کا لفظ ہے سرداران قریش مراد ہیں ''فتنة'' اس سے شرک مراد ہے ''ابوا'' بغوا کی جگہ ابوا کا لفظ بھی ہے اس سے اطاعت نہ کرنے اور اسلام قبول نہ کرنے کا انکار مراد ہے ''یرفع'' یعنی آنحضرت اور صحابہ کرام ''ابینا'' کے لفظ کو مشترکہ طور پر بلند آواز سے جوش کے ساتھ مکرر پڑھتے تھے یعنی ہم شرک سے انکار کرتے ہیں انکار کرتے ہیں۔

''اکتافنا'' یہ کتف کی جمع ہے یعنی مٹی کندھوں پر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے یہ اگلی حدیث کا لفظ ہے۔

٤٦٦٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الْأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا

اس سند کے ساتھ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے بھی مذکورہ بالا حدیث ہی کی طرح روایت منقول ہے۔ مگر انہوں نے کہا إِنَّ الْأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا

٤٦٦٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: جَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ، وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلَى أَكْتَافِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اللَّهُمَّ، لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور حال یہ کہ ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا رہے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے پس تو مہاجرین اور انصار کی مغفرت فرما۔

٤٦٧٠ـ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ، فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے (پس اے اللہ) تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

٤٦٧١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ ـ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ، اللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةِ قَالَ شُعْبَةُ: أَوْ قَالَ: فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے، پس تو انصار اور مہاجرین پر کرم فرما۔

٤٦٧٢ ـ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا، وقَالَ شَيْبَانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كَانُوا يَرْتَجِزُونَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ، وَهُمْ يَقُولُونَ: اللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَهْ، فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ، وَفِي حَدِيثِ شَيْبَانَ بَدَلَ فَانْصُرْ: فَاغْفِرْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ (صحابہؓ) رجزیہ اشعار کہتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ساتھ رجزیہ اشعار کہتے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ! بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے پس (اے اللہ) تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما اور شیبان کی روایت کردہ حدیث میں فانصر کی جگہ فاغفر ہے۔

٤٦٧٣ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَقُولُونَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِينَا أَبَدَا

أَوْ قَالَ: عَلَى الْجِهَادِ شَكَّ حَمَّادٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

اللّٰهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محمد ﷺ کے صحابہ (غزوہ) خندق کے دن کہہ رہے تھے جب تک ہماری زندگی باقی ہے ہم نے محمد ﷺ سے اسلام پر بیعت کی ہے اور نبی کریم ﷺ فرماتے تھے اے اللہ! بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے پس تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

بَابُ غَزْوَةِ ذِي قَرَدٍ وَغَيْرِهَا

غزوۂ ذی قرد وغیرہ کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٤٦٧٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ، يَقُولُ: خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤَذَّنَ بِالْأُولَى، وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْعَى بِذِي قَرَدٍ، قَالَ: فَلَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، فَقَالَ: أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطَفَانُ، قَالَ: فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ، يَا صَبَاحَاهْ، قَالَ: فَأَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ، ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلَى وَجْهِي حَتَّى أَدْرَكْتُهُمْ بِذِي قَرَدٍ، وَقَدْ أَخَذُوا يَسْقُونَ مِنَ الْمَاءِ، فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ بِنَبْلِي، وَكُنْتُ رَامِيًا، وَأَقُولُ:

أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ ... وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ

فَأَرْتَجِزُ حَتَّى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ، وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ ثَلَاثِينَ بُرْدَةً، قَالَ: وَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنِّي قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَاءَ وَهُمْ عِطَاشٌ، فَابْعَثْ إِلَيْهِمُ السَّاعَةَ، فَقَالَ: يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاقَتِهِ حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں پہلی اذان سے قبل باہر نکلا (تو دیکھا) کہ ذی قرد میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں چر رہی تھیں۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمن بن عوف آپ ﷺ کا غلام ملا اور اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیوں کو پکڑ لیا گیا ہے تو میں نے اس غلام سے پوچھا: کس نے پکڑی ہیں؟ غلام نے کہا: غطفان نے۔ حضرت سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے چیخ چیخ کر تین مرتبہ "یا صباحاہ" کہا۔ مدینہ کے دونوں کناروں تک میری آواز سنی گئی۔ پھر میں سامنے کی طرف چلا یہاں تک کہ میں نے ذی قرد میں (غطفان کے لوگوں کو) پکڑ لیا۔ وہ لوگ اونٹنیوں کو پانی پلا رہے تھے۔ میں نے اپنے تیروں سے انہیں مارنا شروع کر دیا اور میں تیر مارتے ہوئے کہہ رہا تھا میں اکوع کا بیٹا ہوں، اور آج کا دن تو کمینے لوگوں کی ہلاکت کا دن ہے تو میں رجز پڑھتا رہا یہاں تک کہ میں نے ان لوگوں سے اونٹنیوں کو چھڑا لیا اور ان لوگوں سے تین چادریں بھی لے لیں۔ راوی کہتے ہیں کہ (اسی دوران) نبی

کریم ﷺ اور صحابہ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے اس قوم کے لوگوں کو پانی سے روک رکھا ہے حالانکہ یہ لوگ پیاسے ہیں۔ آپ ان کی طرف ابھی لوگ بھیجیں۔ آپ نے فرمایا: اے ابن اکوع تم نے اپنی چیزیں تو لے لی ہیں، اب انہیں چھوڑ دو۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ہم واپس لوٹے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار کیا یہاں تک کہ ہم مدینہ میں داخل ہو گئے۔

تشریح:

"سلمة بن الاكوع" یہ اپنے دادا اکوع کی طرف منسوب ہیں ان کے والد کا نام عمرو تھا "قبل ان یؤذن بالاولی" یعنی دن کی پہلی نماز جو فجر ہوتی ہے اس کی اذان سے پہلے میں نکل گیا "لقاح" یہ لقحة کی جمع ہے دودھ دینے والی اونٹنی کو کہتے ہیں "بذی قرد" قرد میں قاف اور را پر زبر پڑھنا زیادہ واضح ہے دیگر حرکات بھی جائز ہیں یہ پانی کے گھاٹ کا نام ہے یا سیاہ پہاڑ کا نام ہے یہ جگہ مدینہ منورہ سے شمال مشرق میں وادی نقمی کی بلندی پر واقع ہے جو مدینہ منورہ سے پینتیس کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے آنحضرت کی یہ اونٹنیاں ذی قرد سے کافی پہلے کسی چراہ گاہ میں چر رہی تھیں سلمہ بن اکوع نے تعاقب کر کے ذی قرد میں اس کو جا پکڑا "یا صباحاه" عموماً صبح کے وقت دشمن کاروائی کرتا ہے تو فریاد کے لیے اسی وقت میں آواز لگائی جاتی ہے یعنی اے قوم میری مدد کے لیے صبح کے وقت حاضر ہو جاؤ کیونکہ مجھ پر صبح کے وقت دشمن نے حملہ کیا ہے۔

"یوم الرضع" یہ راضع کی جمع ہے راضع دودھ پینے کے معنی میں ہے اس سے کمینہ اور لئیم مراد لیا جاتا ہے یعنی کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے "ای الیوم یوم هلاک اللئام" اس جملہ کے دو مطلب ہیں ایک مطلب یہ ہے کہ آج پتہ چل جائے گا کہ کس نے کس عورت کا دودھ پیا ہے آیا شریف عورت کا دودھ پی کر شرافت کا مظاہرہ کرے گا یا رذیلہ عورت کا دودھ پی کر رذالت کا مظاہرہ کرے گا یہی مطلب واضح ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ عرب میں کمینہ اور رذیل شخص اونٹنیوں کا دودھ برتنوں میں نہیں نکالتا تھا تاکہ دودھ نکالنے کی آواز سن کر کوئی مانگنے والا نہ آئے بلکہ منہ میں پستان پکڑ کر دودھ چوس لیا کرتا تھا تاکہ کسی کو دودھ نکالنے کا پتہ نہ چلے ایسا کمینہ شخص یہاں مراد ہے کہ اس طرح کمینہ شخص کی ہلاکت کا دن ہے۔

"حميت القوم" یعنی میں نے دشمن کو تیر مار مار کر پانی کے گھاٹ سے روکے رکھا ہے اب وہ لوگ پیاسے ہیں آپ کسی کو بھیجدیں تاکہ وہ ان کا کام تمام کر دے "مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ" سجح حقیقت میں نرمی کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ تم نے دشمن پر قابو پالیا ہے اب اخلاق کا مظاہرہ کرو تاکہ دشمنوں کے جسموں کے بعد ان کے دلوں پر قابو پالو "ای قدرت فاعف" تم قادر ہو گئے اب معاف کرو۔

ایک لمبی حدیث میں مختلف واقعات کا بیان

٤٦٧٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، كِلَاهُمَا عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، وَهَذَا حَدِيثُهُ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: قَدِمْنَا الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً، وَعَلَيْهَا خَمْسُونَ شَاةً لَا تُرْوِيهَا، قَالَ: فَقَعَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَبَا الرَّكِيَّةِ، فَإِمَّا دَعَا، وَإِمَّا بَصَقَ فِيهَا، قَالَ: فَجَاشَتْ، فَسَقَيْنَا وَاسْتَقَيْنَا، قَالَ: ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَانَا لِلْبَيْعَةِ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَبَايَعْتُهُ أَوَّلَ النَّاسِ، ثُمَّ بَايَعَ، وَبَايَعَ، حَتَّى إِذَا كَانَ فِي وَسَطٍ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: بَايِعْ يَا سَلَمَةُ قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي أَوَّلِ النَّاسِ، قَالَ: وَأَيْضًا، قَالَ: وَرَآنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَزِلًا يَعْنِي لَيْسَ مَعَهُ سِلَاحٌ، قَالَ: فَأَعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَفَةً أَوْ دَرَقَةً، ثُمَّ بَايَعَ، حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ النَّاسِ، قَالَ: أَلَا تُبَايِعُنِي يَا سَلَمَةُ؟ قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي أَوَّلِ النَّاسِ، وَفِي أَوْسَطِ النَّاسِ، قَالَ: وَأَيْضًا، قَالَ: فَبَايَعْتُهُ الثَّالِثَةَ، ثُمَّ قَالَ لِي: يَا سَلَمَةُ، أَيْنَ حَجَفَتُكَ أَوْ دَرَقَتُكَ الَّتِي أَعْطَيْتُكَ؟، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَقِيَنِي عَمِّي عَامِرٌ عَزِلًا، فَأَعْطَيْتُهُ إِيَّاهَا، قَالَ: فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: إِنَّكَ كَالَّذِي قَالَ الْأَوَّلُ: اللَّهُمَّ أَبْغِنِي حَبِيبًا هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، ثُمَّ إِنَّ الْمُشْرِكِينَ رَاسَلُونَا الصُّلْحَ حَتَّى مَشَى بَعْضُنَا فِي بَعْضٍ، وَاصْطَلَحْنَا، قَالَ: وَكُنْتُ تَبِيعًا لِطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ أَسْقِي فَرَسَهُ، وَأَحُسُّهُ، وَأَخْدِمُهُ، وَآكُلُ مِنْ طَعَامِهِ، وَتَرَكْتُ أَهْلِي وَمَالِي مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَلَمَّا اصْطَلَحْنَا نَحْنُ وَأَهْلُ مَكَّةَ، وَاخْتَلَطَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ، أَتَيْتُ شَجَرَةً فَكَسَحْتُ شَوْكَهَا فَاضْطَجَعْتُ فِي أَصْلِهَا، قَالَ: فَأَتَانِي أَرْبَعَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، فَجَعَلُوا يَقَعُونَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَبْغَضْتُهُمْ، فَتَحَوَّلْتُ إِلَى شَجَرَةٍ أُخْرَى، وَعَلَّقُوا سِلَاحَهُمْ وَاضْطَجَعُوا، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ نَادَى مُنَادٍ مِنْ أَسْفَلِ الْوَادِي، يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، قُتِلَ ابْنُ زُنَيْمٍ، قَالَ: فَاخْتَرَطْتُ

سَيْفِي، ثُمَّ شَدَدْتُ عَلَى أُولَئِكَ الْأَرْبَعَةِ وَهُمْ رُقُودٌ، فَأَخَذْتُ سِلَاحَهُمْ، فَجَعَلْتُهُ ضِغْثًا فِي يَدِي، قَالَ: ثُمَّ قُلْتُ، وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ، لَا يَرْفَعُ أَحَدٌ مِنْكُمْ رَأْسَهُ إِلَّا ضَرَبْتُ الَّذِي فِيهِ عَيْنَاهُ، قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ بِهِمْ أَسُوقُهُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَجَاءَ عَمِّي عَامِرٌ بِرَجُلٍ مِنَ الْعَبَلَاتِ، يُقَالُ لَهُ: مِكْرَزٌ يَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَرَسٍ، مُجَفَّفٍ فِي سَبْعِينَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: دَعُوهُمْ، يَكُنْ لَهُمْ بَدْءُ الْفُجُورِ، وَثِنَاهُ، فَعَفَا عَنْهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنْزَلَ اللَّهُ: (وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ)(الفتح: ٢٤)الْآيَةَ كُلَّهَا، قَالَ: ثُمَّ خَرَجْنَا رَاجِعِينَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا بَيْنَنَا وَبَيْنَ بَنِي لَحْيَانَ جَبَلٌ، وَهُمُ الْمُشْرِكُونَ، فَاسْتَغْفَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ رَقِيَ هَذَا الْجَبَلَ اللَّيْلَةَ كَأَنَّهُ طَلِيعَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ، قَالَ سَلَمَةُ: فَرَقِيتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِهِ مَعَ رَبَاحٍ غُلَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا مَعَهُ، وَخَرَجْتُ مَعَهُ بِفَرَسِ طَلْحَةَ أُنَدِّيهِ مَعَ الظَّهْرِ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْفَزَارِيُّ قَدْ أَغَارَ عَلَى ظَهْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَاقَهُ أَجْمَعَ، وَقَتَلَ رَاعِيَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَبَاحُ، خُذْ هَذَا الْفَرَسَ فَأَبْلِغْهُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ، وَأَخْبِرْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْمُشْرِكِينَ قَدْ أَغَارُوا عَلَى سَرْحِهِ، قَالَ: ثُمَّ قُمْتُ عَلَى أَكَمَةٍ، فَاسْتَقْبَلْتُ الْمَدِينَةَ، فَنَادَيْتُ ثَلَاثًا: يَا صَبَاحَاهُ، ثُمَّ خَرَجْتُ فِي آثَارِ الْقَوْمِ أَرْمِيهِمْ بِالنَّبْلِ وَأَرْتَجِزُ، أَقُولُ:

أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ،

فَأَلْحَقُ رَجُلًا مِنْهُمْ فَأَصُكُّ سَهْمًا فِي رَحْلِهِ، حَتَّى خَلَصَ نَصْلُ السَّهْمِ إِلَى كَتِفِهِ، قَالَ: قُلْتُ: خُذْهَا

أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ،

قَالَ: فَوَاللَّهِ، مَا زِلْتُ أَرْمِيهِمْ وَأَعْقِرُ بِهِمْ، فَإِذَا رَجَعَ إِلَيَّ فَارِسٌ أَتَيْتُ شَجَرَةً، فَجَلَسْتُ فِي أَصْلِهَا، ثُمَّ رَمَيْتُهُ فَعَقَرْتُ بِهِ، حَتَّى إِذَا تَضَايَقَ الْجَبَلُ، فَدَخَلُوا فِي تَضَايُقِهِ، عَلَوْتُ الْجَبَلَ فَجَعَلْتُ أُرَدِّيهِمْ

بِالْحِجَارَةِ، قَالَ: فَمَا زِلْتُ كَذَلِكَ أَتْبَعُهُمْ حَتَّى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ بَعِيرٍ مِنْ ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا خَلَّفْتُهُ وَرَاءَ ظَهْرِي، وَخَلَّوْا بَيْنِي وَبَيْنَهُ، ثُمَّ اتَّبَعْتُهُمْ أَرْمِيهِمْ حَتَّى أَلْقَوْا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِينَ بُرْدَةً، وَثَلَاثِينَ رُمْحًا، يَسْتَخِفُّونَ وَلَا يَطْرَحُونَ شَيْئًا إِلَّا جَعَلْتُ عَلَيْهِ آرَامًا مِنَ الْحِجَارَةِ يَعْرِفُهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ، حَتَّى أَتَوْا مُتَضَايِقًا مِنْ ثَنِيَّةٍ، فَإِذَا هُمْ قَدْ أَتَاهُمْ فُلَانُ بْنُ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ، فَجَلَسُوا يَتَضَحَّوْنَ يَعْنِي يَتَغَدَّوْنَ وَجَلَسْتُ عَلَى رَأْسِ قَرْنٍ، قَالَ الْفَزَارِيُّ: مَا هَذَا الَّذِي أَرَى؟ قَالُوا: لَقِينَا مِنْ هَذَا الْبَرْحَ، وَاللّٰهِ، مَا فَارَقَنَا مُنْذُ غَلَسٍ يَرْمِينَا حَتَّى انْتَزَعَ كُلَّ شَيْءٍ فِي أَيْدِينَا، قَالَ: فَلْيَقُمْ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْكُمْ أَرْبَعَةٌ، قَالَ: فَصَعِدَ إِلَيَّ مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ فِي الْجَبَلِ، قَالَ: فَلَمَّا أَمْكَنُونِي مِنَ الْكَلَامِ، قَالَ: قُلْتُ: هَلْ تَعْرِفُونِي؟ قَالُوا: لَا، وَمَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ، وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا أَطْلُبُ رَجُلًا مِنْكُمْ إِلَّا أَدْرَكْتُهُ، وَلَا يَطْلُبُنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ فَيُدْرِكَنِي، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَنَا أَظُنُّ، قَالَ: فَرَجَعُوا، فَمَا بَرِحْتُ مَكَانِي حَتَّى رَأَيْتُ فَوَارِسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّلُونَ الشَّجَرَ، قَالَ: فَإِذَا أَوَّلُهُمُ الْأَخْرَمُ الْأَسَدِيُّ، عَلَى إِثْرِهِ أَبُو قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ، وَعَلَى إِثْرِهِ الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْكِنْدِيُّ، قَالَ: فَأَخَذْتُ بِعِنَانِ الْأَخْرَمِ، قَالَ: فَوَلَّوْا مُدْبِرِينَ، قُلْتُ: يَا أَخْرَمُ، احْذَرْهُمْ لَا يَقْتَطِعُوكَ حَتَّى يَلْحَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ، قَالَ: يَا سَلَمَةُ، إِنْ كُنْتَ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتَعْلَمُ أَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ، وَالنَّارَ حَقٌّ، فَلَا تَحُلْ بَيْنِي وَبَيْنَ الشَّهَادَةِ، قَالَ: فَخَلَّيْتُهُ، فَالْتَقَى هُوَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ، قَالَ: فَعَقَرَ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ فَرَسَهُ، وَطَعَنَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَتَلَهُ، وَتَحَوَّلَ عَلَى فَرَسِهِ، وَلَحِقَ أَبُو قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَطَعَنَهُ فَقَتَلَهُ، فَوَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَتَبِعْتُهُمْ أَعْدُو عَلَى رِجْلَيَّ حَتَّى مَا أَرَى وَرَائِي مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا غُبَارِهِمْ شَيْئًا حَتَّى يَعْدِلُوا قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى شِعْبٍ فِيهِ مَاءٌ يُقَالُ لَهُ: ذُو قَرَدٍ لِيَشْرَبُوا مِنْهُ وَهُمْ عِطَاشٌ، قَالَ: فَنَظَرُوا إِلَيَّ أَعْدُو وَرَاءَهُمْ، فَخَلَّيْتُهُمْ عَنْهُ يَعْنِي أَجْلَيْتُهُمْ عَنْهُ فَمَا ذَاقُوا مِنْهُ قَطْرَةً، قَالَ: وَيَخْرُجُونَ فَيَشْتَدُّونَ فِي ثَنِيَّةٍ، قَالَ: فَأَعْدُو فَأَلْحَقُ رَجُلًا مِنْهُمْ فَأَصُكُّهُ بِسَهْمٍ فِي نُغْضِ كَتِفِهِ، قَالَ: قُلْتُ: خُذْهَا

وَأَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ،

قَالَ: يَا ثَكِلَتْهُ أُمُّهُ، أَكْوَعُهُ بُكْرَةَ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ يَا عَدُوَّ نَفْسِهِ، أَكْوَعُكَ بُكْرَةَ، قَالَ: وَأَرْدَوْا فَرَسَيْنِ عَلَى ثَنِيَّةٍ، قَالَ: فَجِئْتُ بِهِمَا أَسُوقُهُمَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَلَحِقَنِي عَامِرٌ بِسَطِيحَةٍ فِيهَا مَذْقَةٌ مِنْ لَبَنٍ، وَسَطِيحَةٍ فِيهَا مَاءٌ، فَتَوَضَّأْتُ وَشَرِبْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي حَلَّأْتُهُمْ عَنْهُ، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَخَذَ تِلْكَ الْإِبِلَ وَكُلَّ شَيْءٍ اسْتَنْقَذْتُهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَكُلَّ رُمْحٍ وَبُرْدَةٍ، وَإِذَا بِلَالٌ نَحَرَ نَاقَةً مِنَ الْإِبِلِ الَّذِي اسْتَنْقَذْتُ مِنَ الْقَوْمِ، وَإِذَا هُوَ يَشْوِي لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَبِدِهَا وَسَنَامِهَا، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، خَلِّنِي فَأَنْتَخِبُ مِنَ الْقَوْمِ مِائَةَ رَجُلٍ فَأَتَّبِعُ الْقَوْمَ، فَلَا يَبْقَى مِنْهُمْ مُخْبِرٌ إِلَّا قَتَلْتُهُ، قَالَ: فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فِي ضَوْءِ النَّارِ، فَقَالَ: يَا سَلَمَةُ، أَتُرَاكَ كُنْتَ فَاعِلًا؟ قُلْتُ: نَعَمْ، وَالَّذِي أَكْرَمَكَ، فَقَالَ: إِنَّهُمُ الْآنَ لَيُقْرَوْنَ فِي أَرْضِ غَطَفَانَ، قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ غَطَفَانَ، فَقَالَ: نَحَرَ لَهُمْ فُلَانٌ جَزُورًا فَلَمَّا كَشَفُوا جِلْدَهَا رَأَوْا غُبَارًا، فَقَالُوا: أَتَاكُمُ الْقَوْمُ، فَخَرَجُوا هَارِبِينَ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ خَيْرَ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ أَبُو قَتَادَةَ، وَخَيْرَ رَجَّالَتِنَا سَلَمَةُ، قَالَ: ثُمَّ أَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْمَيْنِ سَهْمَ الْفَارِسِ، وَسَهْمَ الرَّاجِلِ، فَجَمَعَهُمَا لِي جَمِيعًا، ثُمَّ أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهُ عَلَى الْعَضْبَاءِ رَاجِعِينَ إِلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ: فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ، قَالَ: وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ لَا يُسْبَقُ شَدًّا، قَالَ: فَجَعَلَ يَقُولُ: أَلَا مُسَابِقٌ إِلَى الْمَدِينَةِ؟ هَلْ مِنْ مُسَابِقٍ؟ فَجَعَلَ يُعِيدُ ذَلِكَ قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُ كَلَامَهُ، قُلْتُ: أَمَا تُكْرِمُ كَرِيمًا، وَلَا تَهَابُ شَرِيفًا، قَالَ: لَا، إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بِأَبِي وَأُمِّي، ذَرْنِي فَلِأُسَابِقَ الرَّجُلَ، قَالَ: إِنْ شِئْتَ، قَالَ: قُلْتُ: اذْهَبْ إِلَيْكَ وَثَنَيْتُ رِجْلَيَّ، فَطَفَرْتُ فَعَدَوْتُ، قَالَ: فَرَبَطْتُ عَلَيْهِ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ أَسْتَبْقِي نَفَسِي، ثُمَّ عَدَوْتُ فِي إِثْرِهِ، فَرَبَطْتُ عَلَيْهِ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ -، ثُمَّ إِنِّي رَفَعْتُ حَتَّى أَلْحَقَهُ، قَالَ: فَأَصُكُّهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، قَالَ: قُلْتُ: قَدْ سُبِقْتَ وَاللّٰهِ، قَالَ: أَنَا أَظُنُّ، قَالَ: فَسَبَقْتُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ، مَا لَبِثْنَا إِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ حَتَّى خَرَجْنَا إِلَى خَيْبَرَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَجَعَلَ عَمِّي عَامِرٌ يَرْتَجِزُ بِالْقَوْمِ

تَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا   وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا　　فَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

وَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا،

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: أَنَا عَامِرٌ، قَالَ: غَفَرَ لَكَ رَبُّكَ، قَالَ: وَمَا اسْتَغْفَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ يَخُصُّهُ إِلَّا اسْتُشْهِدَ، قَالَ: فَنَادَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلٰى جَمَلٍ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، لَوْلَا مَا مَتَّعْتَنَا بِعَامِرٍ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا خَيْبَرَ، قَالَ: خَرَجَ مَلِكُهُمْ مَرْحَبٌ يَخْطِرُ بِسَيْفِهِ، وَيَقُولُ:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ　　شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ

إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ،

قَالَ: وَبَرَزَ لَهُ عَمِّي عَامِرٌ، فَقَالَ:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي عَامِرُ　　شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرُ

قَالَ: فَاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ، فَوَقَعَ سَيْفُ مَرْحَبٍ فِي تُرْسِ عَامِرٍ، وَذَهَبَ عَامِرٌ يَسْفُلُ لَهُ، فَرَجَعَ سَيْفُهُ عَلٰى نَفْسِهِ، فَقَطَعَ أَكْحَلَهُ، فَكَانَتْ فِيهَا نَفْسُهُ، قَالَ سَلَمَةُ: فَخَرَجْتُ، فَإِذَا نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُونَ: بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ، قَتَلَ نَفْسَهُ، قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِكَ، قَالَ: كَذَبَ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ، بَلْ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي إِلَى عَلِيٍّ وَهُوَ أَرْمَدُ، فَقَالَ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أَوْ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ -، قَالَ: فَأَتَيْتُ عَلِيًّا، فَجِئْتُ بِهِ أَقُودُهُ وَهُوَ أَرْمَدُ، حَتّٰى أَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَسَقَ فِي عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ وَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، وَخَرَجَ مَرْحَبٌ، فَقَالَ:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ　　شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ

إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ،

فَقَالَ عَلِيٌّ:

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهْ

أُوفِيهِمُ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ

قَالَ: فَضَرَبَ رَأْسَ مَرْحَبٍ فَقَتَلَهُ، ثُمَّ كَانَ الْفَتْحُ عَلَى يَدَيْهِ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ بِطُولِهِ،

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر آئے اور ہم چودہ سو کی تعداد میں (صحابہ کرام) تھے اور ہمارے پاس پچاس بکریاں تھیں۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کنوئیں کے کنارے بیٹھ گئے (اور بیٹھ کر) یا تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور یا اس میں آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ڈالا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر اس کنوئیں میں جوش آ گیا۔ پھر ہم نے اپنے جانوروں کو بھی سیراب کیا اور خود ہم بھی سیراب ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں درخت کی جڑ میں بیٹھ کر بیعت کے لیے بلایا۔ سلمہؓ کہتے ہیں کہ لوگوں میں سے سب سے پہلے میں نے بیعت کی پھر اور لوگوں نے بیعت کی یہاں تک کہ جب آدھے لوگوں نے بیعت کر لی تو آپ ﷺ نے فرمایا: سلمہ بیعت کرو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں تو سب سے پہلے بیعت کر چکا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر دوبارہ کر لو اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میرے پاس کوئی اسلحہ وغیرہ نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک ڈھال عطا فرمائی (اس کے بعد) پھر بیعت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جب سب لوگوں نے بیعت کر لی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے سلمہ! کیا تو نے بیعت نہیں کی؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے پہلے میں نے بیعت کی اور لوگوں کے درمیان میں بھی میں نے بیعت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر کر لو۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے تیسری مرتبہ بیعت کی پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے سلمہ! وہ ڈھال کہاں ہے جو میں نے تجھے دی تھی؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے چچا عامرؓ کے پاس کوئی اسلحہ وغیرہ نہیں تھا وہ ڈھال میں نے ان کو دیدی۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے اور فرمایا کہ تو بھی اس آدمی کی طرح ہے کہ جس نے سب سے پہلے دعا کی تھی: اے اللہ! مجھے وہ دوست عطا فرما جو مجھے میری جان سے زیادہ پیارا ہو پھر مشرکوں نے ہمیں صلح کا پیغام بھیجا یہاں تک کہ ہر ایک جانب کا آدمی دوسری جانب جانے لگا اور ہم نے صلح کر لی۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی خدمت میں تھا اور میں ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا تھا اور چرایا کرتا تھا اور ان کی خدمت کرتا اور کھانا بھی ان کے ساتھ ہی کھاتا کیونکہ میں اپنے گھر والوں اور اپنے مال و اسباب کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کر آیا تھا۔ پھر جب ہماری اور مکہ والوں کی صلح ہو گئی اور ایک دوسرے سے میل جول ہونے لگا تو میں ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے نیچے سے کانٹے

وغیرہ صاف کر کے اس کی جڑ میں بیٹھ گیا اسی دوران مکہ کے مشرکوں میں سے چار آدمی آئے اور رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہنے لگے۔ مجھے ان مشرکوں پر بڑا غصہ آیا پھر میں دوسرے درخت کی طرف آ گیا اور انہوں نے اپنا اسلحہ لٹکایا اور لیٹ گئے۔ وہ لوگ اس حال میں تھے کہ اسی دوران وادی کے نشیب میں سے ایک پکارنے والے نے پکارا: اے مہاجرین ابن زنیم شہید کر دیئے گئے میں نے سنتے ہی اپنی تلوار سیدھی کی اور پھر میں نے ان چاروں پر اس حال میں حملہ کیا کہ وہ سو رہے تھے اور ان کا اسلحہ میں نے پکڑ لیا اور ان کا ایک گٹھا بنا کر اپنے ہاتھ میں رکھا۔ پھر میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے حضرت محمد ﷺ کے چہرۂ اقدس کو عزت عطا فرمائی تم میں سے کوئی اپنا سر نہ اٹھائے ورنہ میں تمہارے اس حصہ میں ماروں گا کہ جس میں دونوں آنکھیں ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر میں ان کو کھینچتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور میرے چچا حضرت عامر رضی اللہ عنہ بھی قبیلہ عبلات کے آدمی کو جسے مکرز کہا جاتا ہے اس کے ساتھ مشرکوں کے ستر آدمیوں کو گھسیٹ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ حضرت عامر جھول پوش گھوڑے پر سوار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور پھر فرمایا ان کو چھوڑ دو کیونکہ جھگڑے کی ابتداء بھی انہی کی طرف سے ہوئی اور تکرار بھی انہی کی طرف سے۔ الغرض رسول اللہ ﷺ نے ان کو معاف فرما دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ (آیت مبارکہ) نازل فرمائی۔ ترجمہ: اور وہ اللہ کہ جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روکا اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روکا مکہ کی وادی میں بعد اس کے کہ تم کو ان پر فتح اور کامیابی دیدی تھی۔ پھر ہم مدینہ منورہ کی طرف نکلے۔ راستہ میں ہم ایک جگہ اترے جس جگہ ہمارے اور بنی لحیان کے مشرکوں کے درمیان ایک پہاڑ حائل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی جو آدمی اس پہاڑ پر چڑھ کر نبی ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کے لیے پہرہ دے۔ حضرت سلمہ فرماتے ہیں کہ میں اس پہاڑ پر دو یا تین مرتبہ چڑھا پھر ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اونٹ حضرت رباح کے ساتھ بھیج دیئے جو کہ رسول اللہ ﷺ کا غلام تھا۔ میں بھی ان اونٹوں کیساتھ حضرت ابوطلحہؓ کے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا۔ جب صبح ہوئی تو عبدالرحمٰن فزاری نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کو لوٹ لیا اور ان سب اونٹوں کو ہانک کر لے گیا اور اس نے آپ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے رباح! یہ گھوڑا پکڑ اور اسے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو پہنچا دے اور رسول اللہ ﷺ کو خبر دے کہ مشرکوں نے آپ کے اونٹوں کو لوٹ لیا ہے۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ پھر میں ایک ٹیلے پر کھڑا ہوا اور میں نے اپنا رخ مدینہ منورہ کی طرف کر کے بہت بلند آواز سے پکارا: ''یا صباحاہ'' پھر (اس کے بعد) میں ان لٹیروں کے پیچھے ان کو تیر مارتا ہوا اور رجز (شعر) پڑھتے ہوئے نکلا، میں اکوع کا بیٹا ہوں، اور آج کا دن ان ذلیلوں کی بربادی کا دن ہے میں ان میں سے ایک ایک آدمی سے ملتا اور اسے تیر مارتا یہاں تک کہ تیر ان کے کندھے سے نکل جاتا اور میں کہتا کہ یہ وار پکڑ۔

میں اکوع کا بیٹا ہوں، اور آج کا دن ان ذلیلوں کی بربادی کا دن ہے حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں ان کو لگاتار تیر مارتا رہا اور ان کو زخمی کرتا رہا تو جب ان میں سے کوئی سوار میری طرف لوٹتا تو میں درخت کے نیچے آکر اس درخت کی جڑ میں بیٹھ جاتا پھر میں اس کو ایک تیر مارتا جس کی وجہ سے وہ زخمی ہو جاتا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ پہاڑ کے تنگ راستہ میں گھسے اور میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہاں سے میں نے ان کو پتھر مارنے شروع کر دیئے۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں لگاتار ان کا پیچھا کرتا رہا یہاں تک کہ کوئی اونٹ جو اللہ نے پیدا کیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کا ہو ایسا نہیں ہوا کہ جسے میں نے اپنی پشت کے پیچھے نہ چھوڑ دیا ہو۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے پھر ان کے پیچھے تیر پھینکے یہاں تک کہ ان لوگوں نے ہلکا ہونے کی خاطر تیس چادریں اور تیس نیزوں سے زیادہ پھینک دیئے۔ سوائے اس کے کہ وہ لوگ جو چیز بھی پھینکتے میں پتھروں سے میل کی طرح اس پر نشان ڈال دیتا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ پہچان لیں یہاں تک کہ وہ ایک تنگ گھاٹی پر آگئے اور فلاں بن بدر فزاری بھی ان کے پاس آ گیا۔ سب لوگ دوپہر کا کھانا کھانے کے لیے بیٹھ گئے اور میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ فزاری کہنے لگا کہ یہ کون سا آدمی ہمیں دیکھ رہا ہے؟ لوگوں نے کہا: اس آدمی نے ہمیں بڑا تنگ کر رکھا ہے۔ اللہ کی قسم! اندھیری رات سے ہمارے ساتھ ہے اور لگاتار ہمیں تیر مار رہا ہے یہاں تک کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی تھا اس نے سب کچھ چھین لیا ہے۔ فزاری کہنے لگا کہ تم میں سے چار آدمی اس کی طرف کھڑے ہوں اور اسے مار دیں۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں (کہ یہ سنتے ہی) ان میں سے چار آدمی میری طرف پہاڑ پر چڑھے تو جب وہ اتنی دور تک پہنچ گئے جہاں میری بات سن سکیں۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں اور تم کون ہو؟ میں نے جواب میں کہا میں سلمہ بن اکوع ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد ﷺ کے چہرۂ اقدس کو بزرگی عطا فرمائی ہے میں تم میں سے جسے چاہوں مار دوں اور تم میں سے کوئی مجھے مار نہیں سکتا۔ ان میں سے ایک آدمی کہنے لگا کہ ہاں لگتا تو ایسے ہی ہے۔ پھر وہ سب وہاں سے لوٹ پڑے اور میں ابھی تک اپنی جگہ سے چلا ہی نہیں تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سواروں کو دیکھ لیا جو کہ درختوں میں گھس گئے۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ ان میں سب سے آگے حضرت اخرم اسدیؓ تھے اور ان کے پیچھے حضرت ابوقتادہؓ تھے اور ان کے پیچھے حضرت مقداد بن اسود کندیؓ تھے۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے جا کر حضرت اخرم کے گھوڑے کی لگام پکڑی (یہ دیکھتے ہی) وہ لٹیرے بھاگ پڑے میں نے کہا: اے اخرم! ان سے ذرا بچ کے رہنا ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں مار ڈالیں جب تک کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نہ آجائیں۔ حضرت اخرم کہنے لگا اے ابوسلمہ! اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور اس بات کا یقین رکھتے ہو کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو تم میرے اور میری شہادت کے درمیان رکاوٹ نہ ڈالو۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو چھوڑ دیا اور پھر حضرت اخرم کا مقابلہ عبدالرحمٰن فزاری سے ہوا۔ حضرت اخرم نے عبدالرحمٰن کے

گھوڑے کو زخمی کر دیا اور پھر عبدالرحمٰن نے حضرت اخرم کو برچھی مار کر شہید کر دیا اور اخرم کے گھوڑے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ اسی دوران میں رسول اللہ ﷺ کے شہسوار حضرت ابوقتادہ آ گئے (جب انہوں نے یہ منظر دیکھا) تو حضرت ابو قتادہ نے عبدالرحمٰن فزاری کو بھی برچھی مار کر قتل کر دیا (اور پھر فرمایا) قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے حضرت محمد ﷺ کے چہرۂ اقدس کو بزرگی عطا فرمائی ہے میں ان کے تعاقب میں لگا رہا اور میں اپنے پاؤں سے ایسے بھاگ رہا تھا کہ مجھے اپنے پیچھے حضرت محمد ﷺ کا کوئی صحابی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا اور نہ ہی ان کا گرد وغبار۔ یہاں تک کہ وہ لٹیرے سورج غروب ہونے سے پہلے ایک گھاٹی کی طرف آئے جس میں پانی تھا۔ جس گھاٹی کو ذی قرد کہا جاتا تھا تاکہ وہ لوگ اس گھاٹی سے پانی پئیں کیونکہ وہ پیاسے تھے۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے دیکھا اور میں ان کے پیچھے دوڑتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ بالآخر میں نے ان کو پانی سے ہٹایا، وہ اس سے ایک قطرہ بھی نہ پی سکے۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ اب وہ کسی اور گھاٹی کی طرف نکلے۔ میں بھی ان کے پیچھے بھاگا اور ان میں سے ایک آدمی کو پا کر میں نے اس کے شانے کی ہڈی میں ایک تیر مارا۔ میں نے کہا: پکڑ اس کو اور میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن کمینوں کی بربادی کا دن ہے۔ وہ کہنے لگا اس کی ماں اس پر روئے کیا یہ وہی اکوع تو نہیں ہے جو صبح کو میرے ساتھ تھا۔ میں نے کہا: اے اپنی جان کے دشمن! جو صبح کے وقت تیرے ساتھ تھا میں وہی ہوں۔ حضرت سلمہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے دو گھوڑے ایک گھاٹی پر چھوڑ دیئے تو میں ان دونوں گھوڑوں کو ہنکا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف لے آیا۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ وہاں عامر سے میری ملاقات ہوئی۔ ان کے پاس ایک چھاگل (چمڑے کا توشہ دان) تھا۔ پانی سے میں نے وضو کیا اور دودھ پی لیا پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ اسی پانی والی جگہ پر تھے جہاں سے میں نے لٹیروں کو بھگا دیا تھا اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ اونٹ اور وہ تمام چیزیں جو میں نے مشرکوں سے چھین لی تھیں اور سب نیزے اور چادریں لے لیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان اونٹوں میں جو میں نے لٹیروں سے چھینے تھے ایک اونٹ کو ذبح کیا اور اس کی کلیجی اور کوہان کو رسول اللہ ﷺ کے لیے بھونا۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت مرحمت فرمائیں۔ تاکہ میں لشکر میں سے سو آدمیوں کا انتخاب کروں اور پھر میں ان لٹیروں کا مقابلہ کروں اور جب تک میں ان کو قتل نہ کر ڈالوں اس وقت تک نہ چھوڑوں کہ وہ جا کر اپنی قوم کو خبر دیں؟ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آگ کی روشنی میں آپ ﷺ کی ڈاڑھیں مبارک ظاہر ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے سلمہ! تو یہ کر سکتا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بزرگی عطا فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اب تو وہ غطفان کے علاقہ میں ہوں گے اسی دوران علاقہ غطفان سے ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ فلاں آدمی نے ان کے لیے ایک اونٹ ذبح کیا تھا اور ابھی اس اونٹ کی کھال ہی اتار پائے تھے کہ انہوں نے کچھ غبار دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ

لوگ آگئے وہ لوگ وہاں (غطفان) سے بھی بھاگ کھڑے ہوئے جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج کے دن ہمارے بہترین سواروں میں سے بہتر سوار حضرت قتادہ ہیں اور پیادوں میں سب سے بہتر حضرت سلمہؓ ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو حصے عطا فرمائے ایک سوار کا حصہ اور ایک پیادہ کا حصہ اور دونوں حصے اکٹھے عطا فرمائے پھر رسول اللہ ﷺ نے غضباء اونٹنی پر مجھے اپنے پیچھے بٹھایا اور ہم سب مدینہ منورہ واپس آگئے۔ دوران سفر انصار کا ایک آدمی جس سے دوڑنے میں کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا تھا وہ کہنے لگا: کیا کوئی مدینہ تک میرے ساتھ دوڑ لگانے والا ہے؟ اور وہ بار بار یہی کہتا رہا۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ جب میں نے اس کا چیلنج سنا تو میں نے کہا: کیا تجھے کسی بزرگ کی بزرگی کا لحاظ نہیں اور کیا تو کسی بزرگ سے ڈرتا نہیں؟ ان انصاری شخص نے کہا: نہیں! سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ مجھے اجازت عطا فرمائیں تا کہ میں اس آدمی سے دوڑ لگاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (اچھا) اگر تو چاہتا ہے تو حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس انصاری سے کہا کہ میں تیری طرف آتا ہوں اور میں نے اپنا پاؤں ٹیڑھا کیا پھر میں کود پڑا اور دوڑنے لگا اور پھر جب ایک یا دو چڑھائی باقی رہ گئی تو میں نے سانس لیا پھر میں اس کے پیچھے دوڑا یہاں تک کہ میں اس انصاری سے جا کر مل گیا۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک گھونسا مارا اور میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں آگے بڑھ گیا اور پھر اس سے پہلے مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (پھر اس کے بعد) اللہ کی قسم! ابھی ہم مدینہ منورہ میں صرف تین راتیں ٹھہرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکل پڑے۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ میرے چچا حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے رجزیہ اشعار پڑھنے شروع کر دیے اللہ کی قسم! اگر اللہ کی مدد نہ ہوتی تو ہمیں ہدایت نہ ملتی اور نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہی ہم نماز پڑھتے اور ہم (اے اللہ) تیرے فضل سے مستغنی نہیں ہیں اور تو ہمیں ثابت قدم رکھ جب ہم دشمن سے ملیں اور اے (اللہ) ہم پر سکینت نازل فرما۔ جب (یہ رجزیہ اشعار سنے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میں عامر ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا رب تیری مغفرت فرمائے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی انسان کے لیے خاص طور پر مغفرت کی دعا فرماتے تو وہ ضرور شہادت کا درجہ حاصل کرتا۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب جب اپنے اونٹ پر تھے کہ بلند آواز سے پکارا: اے اللہ کے نبی! آپ نے ہم کو عامرؓ سے فائدہ کیوں حاصل نہ کرنے دیا؟ سلمہ نے فرمایا: جب ہم خیبر آئے تو ان کا بادشاہ مرحب اپنی تلوار لہراتا ہوا نکلا اور کہتا تھا۔ خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں اسلحہ سے مسلح، بہادر تجربہ کار ہوں جس وقت جنگ کی آگ بھڑکنے لگتی ہے۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ یہ (رجزیہ شعر سنتے ہی) میرے چچا عامرؓ اس کے مقابلے کے لیے نکلے اور انہوں نے بھی (یہ رجزیہ اشعار پڑھے) خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں اسلحہ سے مسلح اور بے خوف جنگ میں گھسنے والا ہوں حضرت سلمہؓ کہتے

ہیں کہ عامر اور مرحب دونوں کی ضربیں مختلف طور پر پڑنے لگیں۔ مرحب کی تلوار عامر کی ڈھال پر لگی اور عامر نے نیچے سے مرحب کو تلوار ماری تو حضرت عامر کی اپنی تلوار خود اپنے ہی لگ گئی جس سے ان کی شہ رگ کٹ گئی اور اسی کے نتیجہ میں وہ شہید ہو گئے۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نکلا تو میں نے نبی کریم ﷺ کے چند صحابہ کو دیکھا وہ کہنے لگے: حضرت عامر کا عمل ضائع ہو گیا۔ انہوں نے اپنے آپ کو خود مار ڈالا ہے حضرت سلمہ کہتے ہیں (کہ میں یہ سن کر) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں روتا ہوا حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا عامر کا عمل ضائع ہو گیا؟ رسول اللہ؟ ﷺ نے فرمایا: یہ کس نے کہا ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے کہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے بھی کہا ہے جھوٹ کہا ہے بلکہ عامر کے لیے دگنا اجر ہے پھر آپ ﷺ نے مجھے حضرت علی کی طرف بھیجا۔ ان کی آنکھ دکھ رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہو یا اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہوں۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ میں علی کو پکڑ کر (سہارا دے کر) لے آیا کیونکہ علیؓ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں آپ ﷺ نے حضرت علی کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا تو ان کی آنکھیں اسی وقت ٹھیک ہو گئیں آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا عطا فرمادیا اور مرحب یہ کہتا ہوا نکلا: خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں اسلحہ سے مسلح، بہادر، تجربہ کار ہوں جب جنگ کی آگ بھڑکنے لگتی ہے تو پھر حضرت علیؓ نے بھی جواب میں کہا کہ: میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے اس شیر کی طرح جو جنگلوں میں ڈراؤنی صورت ہوتا ہے میں لوگوں کو ایک صاع کے بدلہ اس سے بڑا پیمانہ دیتا ہوں۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ پھر حضرت علیؓ نے مرحب کو سر پر ایک ضرب لگائی تو وہ قتل ہو گیا۔ پھر خیبر حضرت علیؓ کے ہاتھوں فتح ہو گیا۔ ایک دوسری سند کے ساتھ حضرت عکرمہ بن عمار رضی اللہ عنہ یہ حدیث اس حدیث سے بھی زیادہ لمبی (تفصیل سے) نقل کی ہے۔ دوسری سند کے ساتھ حضرت عکرمہ بن عمار سے اسی طرح روایت منقول ہے۔

تشریح:

"خمسون شاۃ" یعنی حدیبیہ کے کنوئیں کے پاس پچاس بکریاں موجود تھیں اس کنوئیں کا پانی ان بکریوں کے لیے کافی نہیں تھا "علی جبا الرکیۃ" جبا کنارہ کو کہتے ہیں کنوئیں کا کنارہ مراد ہے "رکیہ" کنوئیں کو کہتے ہیں خاص کر جب ویران ہو "وایضا" یعنی پھر بھی بیعت کر لو یہ بیعت علی الجہاد ہے "جحفتک" جحفہ اور درقہ ایک ہی چیز ہے ڈھال کو کہتے ہیں "عمی عامر عزلا" یعنی مجھے میرے چچا ملے جو اسلحہ سے عاری تھے تو میں نے اپنا ڈھال اس کو دیدیا معلوم ہوا کہ حضرت عامر حضرت سلمہ کے چچا تھے بھائی نہیں تھے ہاں رضاعی بھائی بھی تھے "فضحک" یعنی آنحضرت نے تعجب کیا اور ہنسے کہ اس طرح سخت حالت میں سلمہ نے اپنی جان پر چچا کی جان کو کس طرح مقدم رکھا یہ تو وہی مثال ہے جو عرب میں کہاوت کے طور پر پرانے زمانے

میں مشہور ہے کہ مولا! مجھے ایسا محبوب عطا کردے جو مجھے میری جان سے زیادہ پیارا ہو۔
"واسلونا" یعنی مشرکین نے ہماری طرف اور ہم نے ان کی طرف صلح کے پیغامات بھیجے مراسلے شروع ہوگئے یہ صلح حدیبیہ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے "تبیعا" تابع اور خادم کے معنی میں ہے "واحسہ" گھوڑے کی پیٹھ کو ملنے اور غبار صاف کرنے اور پالش و مالش کرنے کے معنی میں ہے "فکسحت شوکھا" یعنی درخت سے گر کر نیچے پڑے ہوئے کانٹوں کو میں نے جھاڑو سے صاف کردیا۔

"یقعون فی رسول اللہ" یعنی وہ چار مشرک نبی اکرم ﷺ کی مذمت کررہے تھے اور گالیاں دے رہے تھے "قتل ابن زنیم" زا پر ضمہ ہے اور نون پر زبر ہے ایک صحابی کی کنیت ہے "وھم رقود" یہ راقد کی جمع ہے سوئے ہوئے آدمی کو کہتے ہیں "فاخترطت سیفی" تلوار سونتنے کے معنی میں ہے "شددت" یعنی میں نے حملہ کردیا "ضغثا فی یدی" ضغث لکڑی کے گٹھے کو کہتے ہیں یہاں اسلحہ تیر و کمان کو گٹھا بنا کر ہاتھ میں پکڑنے کے معنی میں ہے "من العبلات" یہ جمع ہے اس کا مفرد عبلی ہے عبلہ بنت عبید کی طرف نسبت ہے اس عورت کی اولاد کے مختلف خاندانوں کو عبلات کہتے ہیں "مجفف" اسم مفعول کا صیغہ ہے یعنی اس گھوڑے پر تجفاف رکھا ہوا تھا یہ زین کی طرح ایک کپڑا ہوتا ہے گھوڑے کو پہنایا جاتا ہے تاکہ اسلحہ سے اس کا بچاؤ ہوجائے "دعوھم" یعنی ان لوگوں کو چھوڑ دو۔

"بدأ الفجور" یعنی لڑائی کی ابتداء ان کی طرف سے ہوجائے تاکہ لڑائی کا جرم ان پر پڑ جائے یہ فسق و فجور ان کے گلے پڑ جائے "وثناہ" یعنی دوبارہ جرم کرنا بھی ان کے گلے پڑ جائے "ای العودۃ الی الفجور مرۃ ثانیۃ"

"طلیعۃ" یعنی اس پہاڑ پر چڑھ کر جاسوس بن جائے اور مشرکین کے احوال معلوم کرلے "اندیہ" یہ نداوۃ سے ہے سیراب کرنے کے معنی میں ہے بار بار پانی پلانے اور گھاس چرانے کو کہتے ہیں "مع الظھر" اونٹوں اور سواریوں کو کہتے ہیں "علی سرحہ" چراگاہ میں چرنے والے جانوروں کو کہتے ہیں "علی اکمۃ" بلند ٹیلہ کو کہتے ہیں "فاصک سھما" صک یصک نصر ینصر سے مکا مارنے کو کہتے ہیں تیر پھینکنے کے بجائے ہاتھ سے مارنے کو اصک کہا گیا ہے "حتی خلص" یعنی سواری کے کندھوں تک تیر جا پہنچتا تھا۔

"واعقربھم" زخمی کرنے کے معنی میں ہے اونٹوں کی کونچیں کاٹنے پر بولا جاتا ہے پھر مطلقاً زخم پر بولا گیا یہاں تک کہ انسان کے قتل پر بھی اس کا اطلاق کیا گیا ہے "اردیھم بالحجارۃ" یہ لفظ تردیہ سے بنا ہے پہاڑ کے اوپر سے دشمن پر پتھر گرانے کو کہتے

ہیں یہ قبائلی طریقہ ہے شہری لوگ اس کو نہیں جانتے ہیں۔

"یستخفون" یعنی کفار بھاگنے کے لیے اپنے آپ کو ہلکا بنایا کرتے تھے اور زائد سامان اور چادریں پھینکتے تھے جانور سب کے سب چھوڑ گئے یہاں تک کہ چادریں اور نیزے پھینک دیئے "ارامًا من الحجارة" یہ ارم کی جمع ہے جیسے عنب واعناب ہے نشان رکھنے کے معنی میں ہے یہ بھی قبائلی نظام سے متعلق ہے سیلاب میں جب بڑی لکڑی کسی کو مل جاتی ہے تو وہ اس لکڑی کو خشک جگہ میں رکھ کر اس پر ایک یا دو تین پتھر رکھتا ہے جس سے اشارہ ہو جاتا ہے کہ یہ کسی کی ملکیت ہے تو دوسرے لوگ اس کو ہاتھ نہیں لگاتے ہیں یہاں اسی طریقہ پر حضرت سلمہ اپنے قبضہ کیے ہوئے اشیاء پر پتھر رکھتے تھے اور آگے مزید اشیاء کو جمع کرتے چلے جاتے تھے۔

"علی راس قرن" چھوٹے پہاڑ کو کہتے ہیں جو بڑے پہاڑ سے الگ ہو گیا ہو" البرح "مصیبت شدیدہ کو کہتے ہیں" انا اظن "یعنی میرا بھی یہی خیال ہے" یتخللون الشجر "یعنی درختوں کے درمیان سے چلے آرہے تھے" احذرهم" یعنی ان کفار سے بچو تا کہ تجھے ساتھیوں سے الگ نہ کریں" ذا قرد "معلوم ہوا اس جنگ کا مرکزی مقام ذی قرد ہے یہ نہیں کہ مال مویشی یہاں چر رہے تھے

"فحلیتهم" ای طردتهم و ابعدتهم دور کرنے اور الگ کرنے کے معنی میں ہے۔" فی نعض کتفه "کندھے کے پاس کچی ہڈی کو کہتے ہیں جو کندھے کی بڑی ہڈی کے نیچے ہوتی ہے" اکوعه بکرة "یعنی میری ماں مجھے گم کر دے تو وہی صبح کا اکوع ہے میں نے کہا جی ہاں اپنے آپ کے دشمن میں تیرا وہی صبح کا اکوع ہوں" سطیحة "چھوٹے مشکیزہ کو کہتے ہیں مذقة گھونٹ کے معنی میں ہے" از دوا فرسین "گھوڑے دوڑانے کے معنی ہے" لیقرون فی ارض غطفان "یہ مجہول کا صیغہ ہے قری یقری ضرب یضرب سے مہمان کے کھانے کھلانے کو کہتے ہیں یعنی ان کو اب غطفان کی زمین میں ضیافت کا کھانا کھلایا جا رہا ہوگا اب ان کے تعاقب کا کیا فائدہ ہے؟ ای لیضافون فیاکلون طعام القری "فطفرت" چھلانگ لگانے کے معنی میں ہے "فربطت" یعنی میں نے اپنے آپ کو گویا باندھ کر روک لیا

"شرفا" یعنی ایک ٹیلہ یا دو ٹیلہ کی مسافت تک میں دوڑنے سے رک گیا تا کہ تازہ دم ہو جاؤں اور سانس پھولنا بند ہو جائے۔

"رفعت" یعنی تیز دوڑنے لگا" خرجنا الی خیبر "اس میں اہل تاریخ کا اختلاف ہے کہ ذی قرد کا غزوہ جنگ خیبر سے پہلے ہوا ہے یا خندق سے پہلے ہوا ہے اکثر اہل تاریخ اس کو حدیبیہ سے پہلے بتاتے ہیں لیکن یہ حدیث صریح ہے کہ غزوہ ذی قرد جنگ

خیبر سے پہلے ہوا ہے اور اس کے ختم ہونے کے بعد تین دن کے فاصلہ سے جنگ خیبر شروع ہوگئی۔

حضرت علی اور مرحب بہادر کا مقابلہ ومکالمہ

"فلما قدمنا خیبر "اس جملہ کے بعد کافی حد تک جنگ خیبر کا حال بیان کیا جارہا ہے جس میں حضرت علی اور مرحب پہلوان کا مقابلہ ومکالمہ ہوا ہے "ملکھم مرحب "خیبر کے یہود کا سب سے بڑا پہلوان اور بڑا سردار مرحب تھا اس کا مقابلہ کسی نے نہیں کیا تھا مگر حضرت علی نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا یہاں دونوں کے درمیان رجز کے اشعار ہوئے ہیں مرحب سے حضرت عامر کا مقابلہ ہوا مگر حضرت عامر کو اپنی تلوار لگی اور شہید ہوگئے چنانچہ تفصیل اس طرح ہے۔

"یخطر بسیفه "یہ ضرب یضرب سے ہے تلوار لہرانے اور اس کے ساتھ اکڑ اکڑ کر چلنے کے معنی میں ہے کبھی تلوار اوپر کرنے اور کبھی نیچے کرنے کو کہتے ہیں "ویقول "یعنی مرحب نے رجز کے یہ اشعار گائے "شاکی السلاح "تام السلاح کے معنی میں ہے شوک کانٹے کو کہتے ہیں اسلحہ سے لیس کے معنی میں ہے "بطل "ایسے بہادر کو کہتے ہیں جس کے سامنے بڑے بڑے بہادروں کا خون باطل ہوکر رائیگاں جاتا ہے اس کی جمع ابطال ہے۔ اس کے جواب میں حضرت عامر نے اس طرح کہا "مغامر "ای من یرکب فی غمرات الحروب وشدائدها" ویلقی نفسه فی مخاطرة الموت "یعنی موت کی سختیوں میں اور گھمسان کی جنگوں میں گھسنے والا عامر بہادر ہوں۔

"ضربتین "یعنی تلوار کے دو وار ہوئے "یسفل "یہ نصر ینصر سے ہے یعنی جھک کر وار کرنے لگے۔

"اکحله "یہ ایک اہم رگ ہے اگر گردن کے پاس ہو تو ورید کہلاتی ہے اور اگر ران میں ہو تو عرق النساء کہلاتی ہے اور اگر بازو میں ہو تو اکحل کہلاتی ہے اس کی شاخیں پورے بدن میں پھیلی ہوئی ہوتی ہے "وهو ارمد "یعنی ان کی آنکھیں آئی تھیں آنکھوں میں درد تھا "اقوده "یعنی اس کو ہاتھ سے پکڑ کر کھینچ رہا تھا مرحب اور حضرت علی کے درمیان بھی رجز کے اشعار کا تبادلہ ہوا چنانچہ حضرت علی نے کہا "حیدره "یعنی میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے حیدر شیر کو کہتے ہیں حضرت علی کے والدہ نے آپ کا نام ابتدا میں "اسد" رکھا تھا لیکن جب ابو طالب سفر سے واپس آگیا تو اس نے اپنے بیٹے کا نام علی رکھا یہاں عجیب اتفاق ہے کہ حضرت علی نے جب اپنا نام حیدر بتایا تو مرحب پریشان ہوگیا کیونکہ اس نے ایک خواب دیکھا تھا کہ اسد شیر اس کو قتل کرے گا حضرت علی نے اس پر نفسیاتی اثر ڈالنے کے لیے یہ بتادیا کہ تجھے قتل کرنے والا شیر خدا میں ہی ہوں "کلیث "یہ بھی شیر کا نام ہے "غابات "یہ غابۃ کی جمع ہے جنگل اور جھاڑی کو کہتے ہیں جہاں شیر رہتا ہے۔

''کریہ المنظرۃ '' یعنی ایسی ڈراونی شکل والا شیر ہوں کہ جسے دیکھ کر دیکھنے والا ڈر جاتا ہے حضرت علی کی شکل وشباہت بھی ڈراونی تھی۔ ''کیل السندرۃ '' بڑے پیمانے والے برتن کو سندرہ کہا گیا ہے صاع چھوٹا پیمانہ ہوتا ہے حضرت علی کا مقصد یہ ہے کہ میں دشمن کو اس کے مارنے کے برابر بدلہ نہیں دیتا ہوں بلکہ میں اس کو وسیع پیمانے پر ہلاکت میں ڈالتا ہوں میں چار سیر کا جواب آٹھ سیر سے دیتا ہوں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَی وَهُوَ الَّذِی کَفَّ أَیْدِیَهُمْ عَنْکُمْ فی صلح الحدیبیة

صلح حدیبیہ سے متعلق آیت کا نزول

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو بیان کیا ہے

٤٦٧٦ ـ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ ثَمَانِينَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ هَبَطُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيمِ مُتَسَلِّحِينَ، يُرِيدُونَ غِرَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ، فَأَخَذَهُمْ سِلْمًا فَاسْتَحْيَاهُمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ:(وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ) (الفتح: ٢٤)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تنعیم کے پہاڑ سے مکہ والوں کی اسی آدمی جو کہ اسلحہ سے مسلح تھے رسول اللہ ﷺ پر اترے۔ وہ لوگ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کو غفلت میں رکھ کر آپ ﷺ پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو پکڑ کر پھر چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ ترجمہ: ''اور وہی ہے (اللہ عزوجل) جس نے وادی مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے۔ اس کے بعد کہ اس نے تمہیں ان پر غالب کر دیا تھا''۔

بَابُ غَزْوَةِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ

عورتوں کا مردوں کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٤٦٧٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ

أَنَسٍ، أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ اتَّخَذَتْ يَوْمَ حُنَيْنٍ خِنْجَرًا، فَكَانَ مَعَهَا، فَرَآهَا أَبُو طَلْحَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذِهِ أُمُّ سُلَيْمٍ مَعَهَا خِنْجَرٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا هَذَا الْخِنْجَرُ؟ قَالَتْ: اتَّخَذْتُهُ إِنْ دَنَا مِنِّي أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، بَقَرْتُ بِهِ بَطْنَهُ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اقْتُلْ مَنْ بَعْدَنَا مِنَ الطُّلَقَاءِ انْهَزَمُوا بِكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ كَفَى وَأَحْسَنَ،

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے غزوۂ حنین کے دن ان کے پاس جو خنجر تھا وہ لیا۔ حضرت سلمہؓ نے (ام سلیم کے ہاتھ میں خنجر) دیکھا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ ام سلیم ہیں جن کے پاس ایک خنجر ہے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلیم سے فرمایا: یہ خنجر کیسا ہے؟ حضرت ام سلیم نے عرض کیا: اگر مشرکوں میں سے کوئی میرے پاس آئے گا تو میں اس کے ذریعہ سے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالوں گی۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔ ام سلیمؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے طلقاء میں سے وہ لوگ کہ جنہوں نے آپ ﷺ سے شکست کھائی ہے کیا میں ان کو قتل کر دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم! بیشک اللہ کافی ہے اور اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے۔

تشریح:

"خنجر" چھری چاقو کی ایک خطرناک قسم ہے "بقرت" یعنی اگر کوئی کافر میرے قریب آ گیا تو اس خنجر سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی آنحضرت اس خاتون کی جرأت وشجاعت پر بطور تعجب ہنس پڑے "من بعدنا" ای من سوانا "یعنی ہمارے علاوہ جو نو مسلم طلقاء بھاگ گئے ہیں یہ مجرم ہیں یا منافق ہیں ان کو قتل کر دیں کیونکہ ان کی وجہ سے حنین میں بھگدڑ مچ گئی ہے مکہ مکرمہ میں آنحضرت نے جب قریش کو معاف کیا اور فرمایا کہ اذھبوا فانتم الطلقاء تو اس موقع پر دو ہزار آدمی مسلمان ہو گئے اور طائف کی جنگ میں شریک ہو گئے اور جلدی جلدی بھاگ گئے۔ "انھزموا بک" ای انھزموا عنک یہاں با کا حرف عن کے معنی میں ہے یعنی آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

٤٦٧٨ - وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي قِصَّةِ أُمِّ سُلَيْمٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ حَدِيثِ ثَابِتٍ۔

اس سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ام سلیم کا یہ واقعہ نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے حضرت

ثابت کی روایت کردہ حدیث کی طرح۔

٤٦٧٩ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْزُو بِأُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ مَعَهُ إِذَا غَزَا، فَيَسْقِينَ الْمَاءَ، وَيُدَاوِينَ الْجَرْحَى

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (جس وقت) جہاد کرتے تو ام سلیم اور انصار کی کچھ عورتیں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتیں، وہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کو دوا دیتیں۔

٤٦٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو وَهُوَ أَبُو مَعْمَرٍ الْمِنْقَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ، قَالَ: وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا، شَدِيدَ النَّزْعِ، وَكَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ، فَيَقُولُ: انْثُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: وَيُشْرِفُ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لَا تُشْرِفْ، لَا يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ، قَالَ: وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ، أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا، تَنْقُلَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا، ثُمَّ تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِهِمْ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا، ثُمَّ تَجِيئَانِ تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا مِنَ النُّعَاسِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ احد کے دن صحابہؓ میں سے بعض صحابہ شکست کھا کر نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے حضرت ابوطلحہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ڈھال سے آپ پر پردہ کیے ہوئے تھے ابوطلحہ بہت زبردست تیر انداز تھے اور اس دن انہوں نے دو یا تین کمانیں توڑی تھیں اور جب کوئی آدمی آپ ﷺ کے پاس سے تیروں کا ترکش لئے گزرتا تو آپ ﷺ فرماتے، انہیں ابوطلحہ کے لیے بکھیر دو اور اللہ کے نبی ﷺ گردن اٹھا اٹھا کر قوم (کافروں) کو دیکھ رہے تھے تو ابوطلحہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان، آپ گردن نہ اٹھائیں کہیں دشمنوں کے تیروں میں سے کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے اور میرا سینہ آپ ﷺ کے سینہ کے سامنے رہے۔ انسؓ کہتے ہیں تحقیق میں نے حضرت عائشہ بنت ابوبکر اور ام سلیم کو دیکھا کہ وہ اپنے دامن

اٹھائی ہوئی تھیں کہ میں نے ان کی پنڈلیوں کی پازیبوں کو دیکھا اور وہ دونوں اپنی پیٹھوں پر مشکیزے بھر کر لا رہی تھیں اور زخمیوں کے منہ میں ڈال دیتی تھیں اور اس دن ابوطلحہ کے ہاتھ سے دو یا تین مرتبہ (غلبہ) نیند کی وجہ سے تلوار گر گئی تھی۔

تشریح:

"الدارمی" امام دارمی امام مسلم کے مایہ ناز استاذ ہیں اور سنن دارمی کے مؤلف اور بڑے پائے کے محدث تھے ان کی موت کی خبر جب امام بخاری کو پہنچی تو آپ نے درس روک کر سر جھکا دیا اور کچھ دیر کے بعد اپنے آپ کو خطاب کر کے فرمایا

ان عشت تفجع بالاحبة کلهم　　　وبقاء نفسك لا ابالك افجع

"مجوب" جوبۃ ڈھال کو کہتے ہیں مجوب کا مطلب مترس ہے یعنی ابوطلحہ اپنے ڈھال کے ذریعہ سے آنحضرت کے لیے ڈھال بنے ہوئے تھے "الجعبة" تیروں کے ترکش کو جعبہ کہتے ہیں" انثرھا" یعنی اپنے تیروں کو ابوطلحہ کے سامنے پھیلا کر رکھ دو کیونکہ وہ مورچہ میں تیر اندازی کر رہا ہے۔ "نحری دون نحرک" یعنی اللہ تعالیٰ میرے سینہ کو آپ کے سینہ کے لیے بچاؤ کا ذریعہ بنائے کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں یہ جملہ دعائیہ بھی ہے اور خبریہ بھی ہے۔

"لمشمرتان" یعنی دونوں نے اپنے کپڑے سمیٹ رکھے تھے اور پانی بھر بھر کر لاتی تھیں "خدم سوقھما" ٹانگوں کے خال مراد ہیں یہ افراتفری کے منظر کو بیان کیا جا رہا ہے اور یہ حجاب کے حکم سے پہلے کا زمانہ ہے "افواہ القوم" بیمار زخمی صحابہ مراد ہیں ضرورت کے وقت عورت مرد کے جسم پر مرہم پٹی کر سکتی ہے اس مجبوری پر دیگر عیاشیوں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے نیز ابھی تک حجاب کا حکم بھی نہیں آیا تھا۔

"من النعاس" میدان جنگ میں نیند اور اونگھ کا آنا سکینہ کے نزول کی علامت ہوتی ہے۔

بَابُ النِّسَاءِ الْغَازِيَاتِ يُرْضَخُ لَهُنَّ وَلَا يُسْهَمُ

مجاہد عورتوں کو بطور انعام کچھ دیا جاتا ہے ان کا حصہ نہیں ہے

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

٤٦٨١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ، أَنَّ نَجْدَةَ، كَتَبَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ، عَنْ خَمْسِ خِلَالٍ، فَقَالَ: ابْنُ

عبَّاسٍ: لَوْلَا أَنْ أَكْتُمَ عِلْمًا مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِ، كَتَبَ إِلَيْهِ نَجْدَةُ: أَمَّا بَعْدُ، فَأَخْبِرْنِي هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو بِالنِّسَاءِ؟ وَهَلْ كَانَ يَضْرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ؟ وَهَلْ كَانَ يَقْتُلُ الصِّبْيَانَ؟ وَمَتَى يَنْقَضِي يُتْمُ الْيَتِيمِ؟ وَعَنِ الْخُمُسِ لِمَنْ هُوَ؟ فَكَتَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَتَبْتَ تَسْأَلُنِي هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو بِالنِّسَاءِ؟ وَقَدْ كَانَ يَغْزُو بِهِنَّ، فَيُدَاوِينَ الْجَرْحَى، وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيمَةِ، وَأَمَّا بِسَهْمٍ فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ، وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَقْتُلُ الصِّبْيَانَ، فَلَا تَقْتُلِ الصِّبْيَانَ، وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِي مَتَى يَنْقَضِي يُتْمُ الْيَتِيمِ؟ فَلَعَمْرِي، إِنَّ الرَّجُلَ لَتَنْبُتُ لِحْيَتُهُ وَإِنَّهُ لَضَعِيفُ الْأَخْذِ لِنَفْسِهِ، ضَعِيفُ الْعَطَاءِ مِنْهَا، فَإِذَا أَخَذَ لِنَفْسِهِ مِنْ صَالِحِ مَا يَأْخُذُ النَّاسُ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ الْيُتْمُ، وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنِ الْخُمُسِ لِمَنْ هُوَ؟ وَإِنَّا كُنَّا نَقُولُ: هُوَ لَنَا، فَأَبَى عَلَيْنَا قَوْمُنَا ذَاكَ،

حضرت یزید بن ہرمز سے مروی ہے کہ نجدہ نے حضرت ابن عباسؓ سے پانچ باتوں کے بارے میں پوچھنے کے لیے (خط) لکھا تو ابن عباسؓ نے کہا: اگر مجھے علم چھپانے (پر عذاب) کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں نہ لکھتا ان کی طرف نجدہ نے لکھا کہ آپ مجھے خبر دیں کیا رسول اللہ ﷺ عورتوں کو جہاد میں شریک کرتے تھے اور کیا آپ ان کے لیے (غنیمت میں) حصہ مقرر فرماتے تھے؟ اور کیا آپ ﷺ بچوں کو قتل کرتے تھے؟ اور یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے؟ اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ کس کا حق ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف (جوابا) تحریر فرمایا: تو نے مجھ سے پوچھنے کے لیے لکھا، کیا رسول اللہ ﷺ عورتوں کو جہاد میں شریک کرتے تھے۔ تو جواب عرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں جہاد میں ساتھ لے جاتے تھے اور وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور انہیں مال غنیمت میں سے کچھ عطا بھی کیا جاتا تھا۔ بہرحال مال غنیمت میں سے ان کے لیے حصہ مقرر نہ کیا جاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ بچوں کو قتل نہ کرتے تھے، پس تو بھی بچوں کو قتل نہ کرنا اور تو نے مجھ سے پوچھنے کے لیے لکھا کہ یتیم کی یتیمی کب ختم ہو جاتی ہے؟ تو میری عمر کی قسم! بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی ڈاڑھی نکل آتی ہے لیکن وہ اپنے لینے اور دینے میں کمزور ہوتے ہیں پس جب وہ باسلیقہ لوگوں کی طرح اپنا فائدہ حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں تو اس کی مدت یتیمی ختم ہو جائے گی اور تو نے مجھ سے مال غنیمت میں پانچویں حصہ کے بارے میں پوچھنے کے لیے لکھا ہے کہ اس کا حقدار کون ہے؟ ہم کہا کرتے تھے کہ وہ ہمارا حق ہے لیکن قوم نے ہمیں یہ حق دینے سے انکار کر دیا۔

تشریح:

"ان نجدة" یعنی نجدہ حروری نے حضرت ابن عباس کو خط لکھا نجدہ کے باپ کا نام عامر تھا نجدہ خوارج کے معروف سرداروں میں

سے تھا فرقہ نجدیہ کا سردار تھا ۶۶ ھ میں مستقل طور پر اس نے یمامہ میں خروج کیا پھر بحرین میں رہنے لگا اس کو امیر المومنین کے نام سے یاد کیا جاتا تھا بعد میں ان کے ساتھیوں نے ان کے کچھ اعمال کو برا جانا تو ان کو معزول کر دیا اور پھر قتل کر دیا ''الحروری'' یہ حروراء مقام کی طرف نسبت ہے جو کوفہ سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے جنگ صفین کے وقت یہ لوگ اس مقام میں آکر حضرت علی کے خلاف جمع ہو گئے تھے۔

''ما کتبت الیہ '' یعنی اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ علم چھپانا گناہ ہے تو میں اس کو خط نہ لکھتا کیونکہ یہ شخص خوارج کا سرغنہ مبتدع ہے۔''یغزو بالنساء '' نجدہ نے پہلا سوال یہ کیا تھا کہ کیا نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کو جہاد میں شریک ہونے کی اجازت دی ہے یا نہیں حضرت ابن عباس نے جواب دیا کہ عورتیں جہاد میں شریک ہوتی تھیں مگر لڑنے کے علاوہ خدمات سرانجام دیتی تھیں مثلاً زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا پانی پلانا تیمارداری کرنا۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ عمر رسیدہ عورتیں جنگ میں شریک ہو سکتی ہیں لیکن مورچہ زن ہو کر جنگ نہیں لڑ سکتیں ہاں دفاعی صورت میں یا بالکل آخری مورچہ میں بیٹھ کر جنگ کر سکتی ہیں اور جوان عورتوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ نجدہ نے دوسرا سوال مال غنیمت کی تقسیم میں عورتوں کے حصہ سے متعلق کیا تھا حضرت ابن عباس نے جواب دیا کہ عورتوں کو مردوں کی طرح حصہ نہیں دیا جاتا البتہ بطور انعام کچھ دیا جاتا ہے اسی کو''ویحذین '' کہا گیا ہے اور اس کو''رضخ '' بھی کہتے ہیں جو غلاموں اور عورتوں کو دیا جاتا ہے۔

نجدہ نے تیسرا سوال یہ کیا تھا کہ آدمی کب بالغ سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے مال میں تصرف کا حقدار ہو جائے اور اس کی یتیمی ختم ہو جائے۔ حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ اصل دارومدار عقل و فہم اور سمجھداری اور ہوشیاری پر ہے بسا اوقات ایک آدمی کی ڈاڑھی نکل آئی ہوتی ہے لیکن وہ مال لینے اور سنبھالنے کا اہل نہیں ہوتا ہے تو یہ یتیم ہے لیکن اگر کسی شخص میں رشد و سمجھ موجود ہو تو اب وہ یتیم نہیں ہے بلکہ اب اس کو بالغ کہا جائے گا اور وہ اپنا مال لے گا۔ دراصل یہاں نفس بلوغ کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ مال لینے اور تصرف کا مسئلہ ہے بچہ جب بالغ ہو جاتا ہے تو اس کی یتیمی ختم ہو جاتی ہے''لا یتم بعد البلوغ '' لیکن مال سنبھالنے کے لیے یہ بلوغت کافی نہیں ہے اسی کو حضرت ابن عباس نے ذکر کیا ہے قرآن میں یہ آیت ہے ﴿فان انستم منھم رشدا فادفعوا الیھم اموالھم ﴾ اب یہ رشد کب حاصل ہوگا تو جمہور کہتے ہیں کہ جب تک کمال عقل و فہم اور رشد و ہدایت نہ ہو اس وقت تک اس کو مال نہیں دیا جائے گا اگرچہ وہ بوڑھا کیوں نہ ہو۔ لیکن امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ آدمی جب پچیس سال کا ہو جاتا ہے تو اس میں رشد آتا ہے لہٰذا اس عمر میں اس کا مال اس کو دیا جائے گا اس عمر میں آدمی دادا بن سکتا ہے۔

نجدہ نے چوتھا سوال یہ کیا تھا کہ خمس کے مستحق کون لوگ ہیں؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ہم اہل بیت اس کے مستحق ہیں جب ہم نے یہ کہدیا تو ہمارے ہی لوگوں نے اس کا انکار کیا اور خمس ہمیں نہیں دیا۔ نجدہ نے پانچواں سوال بچوں کے قتل کے بارے میں کیا تھا حضرت ابن عباس نے جواب میں فرمایا کہ آنحضرت نے غزوہ میں بچوں کے قتل سے منع کیا ہے پس تم بچوں کو قتل نہ کرو ہاں اگر تم علم خضر رکھتے ہو تو پھر قتل کرو کہ یہ بچہ طبعًا کافر ہے لیکن تیرے پاس علم خضر نہیں ہے لہٰذا کسی بچہ کو جہاد میں مت مارو۔ نجدہ نے چھٹا سوال یہ کیا تھا کہ عورتوں اور غلاموں کو غنیمت میں حصہ ملتا ہے یا نہیں حضرت ابن عباس نے جواب دیا کہ عورتوں اور غلاموں کو غنیمت میں حصہ نہیں ملتا ہے۔

٤٦٨٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، كِلَاهُمَا عَنْ حَاتِمِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ، أَنَّ نَجْدَةَ كَتَبَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، يَسْأَلُهُ عَنْ خِلَالٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ حَاتِمٍ: وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَقْتُلُ الصِّبْيَانَ، فَلَا تَقْتُلِ الصِّبْيَانَ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ تَعْلَمُ مَا عَلِمَ الْخَضِرُ مِنَ الصَّبِيِّ الَّذِي قَتَلَ، وَزَادَ إِسْحَاقُ فِي حَدِيثِهِ، عَنْ حَاتِمٍ، وَتُمَيِّزَ الْمُؤْمِنَ، فَتَقْتُلَ الْكَافِرَ، وَتَدَعَ الْمُؤْمِنَ

اس سند سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح ہے۔ حضرت یزید بن ہرمز سے مروی یہ حدیث ہے کہ نجدہ نے ابن عباس کی طرف (خط) لکھا اس نے چند باتوں کے بارے میں پوچھا۔ باقی حدیث اسی طرح ہے مگر اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کو قتل نہ کیا کرتے تھے پس تو بھی بچوں کو قتل نہ کر سوائے اس کے کہ تجھے بھی وہ علم حاصل ہو جائے جو حضرت خضر کو اس بچے کے بارے میں عطا ہوا تھا جسے انہوں نے قتل کر دیا۔ اسحٰق نے حاتم سے روایت کرتے ہوئے اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ تو مومن (بچہ) کی تمیز کر، کافر کو قتل کر دے اور جو مومن ہو اسے چھوڑ دے۔

٤٦٨٣ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ، قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ بْنُ عَامِرٍ الْحَرُورِيُّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ، عَنِ الْعَبْدِ وَالْمَرْأَةِ يَحْضُرَانِ الْمَغْنَمَ، هَلْ يُقْسَمُ لَهُمَا؟ وَعَنْ قَتْلِ الْوِلْدَانِ؟ وَعَنِ الْيَتِيمِ مَتَى يَنْقَطِعُ عَنْهُ الْيُتْمُ؟ وَعَنْ ذَوِي الْقُرْبَى مَنْ هُمْ؟ فَقَالَ لِيَزِيدَ: اكْتُبْ إِلَيْهِ، فَلَوْلَا أَنْ يَقَعَ فِي أُحْمُوقَةٍ مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِ، اكْتُبْ: إِنَّكَ كَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنِ الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ يَحْضُرَانِ الْمَغْنَمَ، هَلْ يُقْسَمُ لَهُمَا شَيْءٌ؟ وَإِنَّهُ لَيْسَ لَهُمَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُحْذَيَا، وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنْ قَتْلِ الْوِلْدَانِ، وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقْتُلْهُمْ، وَأَنْتَ فَلَا تَقْتُلْهُمْ إِلَّا أَنْ

تَعْلَمَ مِنْهُمْ مَا عَلِمَ صَاحِبُ مُوسَى مِنَ الْغُلَامِ الَّذِي قَتَلَهُ، وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنِ الْيَتِيمِ مَتَى يَنْقَطِعُ عَنْهُ اسْمُ الْيُتْمِ؟ وَإِنَّهُ لَا يَنْقَطِعُ عَنْهُ اسْمُ الْيُتْمِ حَتَّى يَبْلُغَ وَيُؤْنَسَ مِنْهُ رُشْدٌ، وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنْ ذَوِي الْقُرْبَى مَنْ هُمْ؟ وَإِنَّا زَعَمْنَا أَنَّا هُمْ، فَأَبَى ذَلِكَ عَلَيْنَا قَوْمُنَا،

حضرت یزید بن ہرمز سے روایت ہے کہ نجدہ بن عامر حروری (خارجی) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے غلام اور عورت کے بارے میں پوچھنے کے لیے (خط) لکھا کہ اگر وہ دونوں مال غنیمت کی تقسیم کے وقت موجود ہوں تو کیا انہیں حصہ دیا جائے گا اور بچوں کے قتل کے بارے میں اور یتیم کے بارے میں پوچھا کہ اس کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے اور ذوی القربیٰ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ تو ابن عباس نے یزید سے کہا: اس کی طرف لکھو اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ وہ حماقت میں واقع ہو جائے گا تو اس کا جواب نہ لکھتا، لکھو: تو نے عورت اور غلام کے بارے میں مجھ سے پوچھنے کے لیے لکھا کہ اگر وہ مال غنیمت کے تقسیم کے وقت موجود ہوں تو کیا انہیں بھی کچھ ملیگا؟ ان کے لیے سوائے عطیہ کے (مال غنیمت میں) کوئی حصہ نہیں ہے اور تو نے مجھ سے بچوں کے قتل کے بارے میں پوچھنے کے لیے لکھا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں قتل نہیں کیا اور تو بھی انہیں قتل نہ کر سوائے اس کے کہ بچے کے بارے میں علم ہو گیا تھا جنہیں انہوں نے قتل کیا اور تو نے مجھ سے یتیم کے بارے میں پوچھنے کے لیے لکھا کہ یتیم سے یتیمی کا نام کب ختم ہوتا ہے؟ یتیم سے یتیمی کا نام اس کے بالغ ہونے تک ختم نہیں ہوتا اور سمجھ کے آثار نمودار ہونے تک اور تو نے مجھ سے ذوی القربیٰ (جن کا حصہ خمس میں ہوتا ہے) کے بارے میں پوچھنے کے لیے لکھا کہ وہ کون ہیں؟ ہمارا خیال تھا کہ وہ ہم ہیں لیکن ہماری قوم نے ہمارے بارے میں اس بات کا انکار کر دیا۔

٥٦٨٤- وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ، قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ. قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، بِهَذَا الْحَدِيثِ بِطُولِهِ

حضرت یزید بن ہرمز سے مروی ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نجدہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو لکھا اور پھر آگے اسی مذکورہ بالا روایت کی طرح حدیث بیان کی۔

٤٦٥٨- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسًا، يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، وَاللَّفْظُ لَهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ، قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ بْنُ عَامِرٍ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ،

قَالَ: فَشَهِدْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ حِينَ قَرَأَ كِتَابَهُ، وَحِينَ كَتَبَ جَوَابَهُ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنْ أَرُدَّهُ عَنْ نَتْنٍ يَقَعُ فِيهِ مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِ، وَلَا نُعْمَةَ عَيْنٍ، قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيْهِ: إِنَّكَ سَأَلْتَ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبَى الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ مَنْ هُمْ؟ وَإِنَّا كُنَّا نَرَى أَنَّ قَرَابَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمْ نَحْنُ، فَأَبَى ذٰلِكَ عَلَيْنَا قَوْمُنَا، وَسَأَلْتَ عَنِ الْيَتِيمِ مَتَى يَنْقَضِي يُتْمُهُ؟ وَإِنَّهُ إِذَا بَلَغَ النِّكَاحَ، وَأُونِسَ مِنْهُ رُشْدٌ، وَدُفِعَ إِلَيْهِ مَالُهُ فَقَدِ انْقَضَى يُتْمُهُ، وَسَأَلْتَ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ مِنْ صِبْيَانِ الْمُشْرِكِينَ أَحَدًا؟ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَقْتُلُ مِنْهُمْ أَحَدًا، وَأَنْتَ فَلَا تَقْتُلْ مِنْهُمْ أَحَدًا، إِلَّا أَنْ تَكُونَ تَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا عَلِمَ الْخَضِرُ مِنَ الْغُلَامِ حِينَ قَتَلَهُ، وَسَأَلْتَ عَنِ الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ هَلْ كَانَ لَهُمَا سَهْمٌ مَعْلُومٌ إِذَا حَضَرُوا الْبَأْسَ؟ فَإِنَّهُمْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ سَهْمٌ مَعْلُومٌ، إِلَّا أَنْ يُحْذَيَا مِنْ غَنَائِمِ الْقَوْمِ

حضرت یزید بن ہرمز سے روایت ہے کہ نجدہ بن عامر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا اور میں حضرت ابن عباس کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب انہوں نے اس کے خط کو پڑھا اور اس کا جواب لکھا ابن عباس نے کہا: اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ وہ بد بو یعنی کسی برے کام میں پڑ جائے گا تو میں اس کی طرف جواب نہ لکھتا اور نہ اس کی آنکھیں خوش ہوتیں پس ابن عباس نے نجدہ کی طرف لکھا کہ تو نے ذوی القربٰی کے حصہ کے بارے میں پوچھا جن کا اللہ نے ذکر فرمایا کہ وہ کون ہیں؟ ہم نے خیال کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں سے ہم لوگ ہی مراد ہیں لیکن ہماری قوم نے ہمارے اس خیال کو ماننے سے انکار کر دیا اور تو نے یتیم کے بارے میں پوچھا ہے کہ اس کی مدت یتیمی کب ختم ہوتی ہے؟ جب وہ نکاح کے قابل ہو جائے اور اس سے سمجھ داری محسوس ہونے لگے اور اس کا مال اس کے حوالے کر دیا جائے تو اس کی مدت یتیمی ختم ہو جاتی ہے اور تو نے پوچھا ہے کیا رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے بچوں کو قتل کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے کسی کو بھی قتل نہیں کیا اور تو بھی ان میں سے کسی کو بھی قتل نہ کر سوائے اس کے کہ تجھے ان کے بارے میں وہی علم ہو جائے جو خضر کو بچے کے بارے میں اس کے قتل کے وقت ہوا تھا اور تو نے عورت اور غلام کے بارے میں پوچھا کیا ان کا حصہ مقرر شدہ ہے جب وہ جنگ میں شریک ہوں تو ان کے لیے کوئی مقرر شدہ حصہ مال غنیمت میں نہیں سوائے اس کے کہ لوگوں کے مال غنیمت میں سے انہیں کچھ بطور ہدیہ وعطیہ دیدیا جائے، (تو بہتر ہے)

تشریح:

"عن نتن" نتن بدبو کو کہتے ہیں اس سے مراد خوارج کے گندے عقائد ہیں خصوصاً یہاں یہ عقیدہ کہ بچوں کا قتل کرنا جہاد میں جائز

ہے اسی طرح خوارج کے دیگر گندے عقائد کو گزشتہ روایت میں "احموقة" یعنی حماقت کے عقائد سے یاد کیا گیا ہے۔

"ولا نعمة عین" نون پر ضمہ ہے اور فتحہ بھی جائز ہے ای ولا تسر عینه وتقدیر العبارة ولا نعمت العین بالکتابة الیه نعمة یعنی اگر اس شخص کے بدبودار عقائد نہ ہوتے تو میں ان کے نام خط لکھ کر اس کی آنکھوں کو خط کے ذریعہ سے خوش اور ٹھنڈا نہ کرتا یہ جملہ ما کتبت الیه پر عطف ہے پوری عبارت کا ترجمہ اس طرح ہے کہ اگر اس شخص کو گندے عقاید سے روکنا مقصود نہ ہوتا تو میں ان کے نام خط نہ لکھتا اور خط کے ذریعہ سے ان کی آنکھوں کو خوش نہ کرتا مگر میں خط لکھتا ہوں تا کہ ان کو گندے عقائد سے منع کر دوں اس حدیث میں حضرت ابن عباس نے یتیمی کے ختم ہونے کے دو سبب بتائے ہیں ایک تو بالغ ہونے سے یتیمی ختم ہو جاتی ہے دوسرے فہم و عقل اور تدبیر و تدبر اور انس و رشد کے مکمل ہونے اور مال حوالہ کرنے سے یتیمی ختم ہو جاتی ہے۔

٤٦٨٦ ـ وحَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ، قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَذَكَرَ بَعْضَ الْحَدِيثِ، وَلَمْ يُتِمَّ الْقِصَّةَ كَإِتْمَامِ مَنْ ذَكَرْنَا حَدِيثَهُمْ

حضرت یزید بن ہرمز سے مروی ہے کہ نجدہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو لکھا اور پھر کچھ حدیث ذکر کی اور پورا قصہ ذکر نہیں کیا جیسا کہ دوسری حدیثوں میں ذکر کیا گیا۔

٤٦٨٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ، قَالَتْ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، أَخْلُفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ، فَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ، وَأُدَاوِي الْجَرْحَى، وَأَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى،

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں گئی۔ میں مجاہدین کے پیچھے والے خیموں میں رہتی تھی اور ان کے لیے کھانا بناتی اور زخمیوں کو دوا دیتی اور بیماروں کی عیادت کرتی تھی۔

٤٦٨٨ ـ وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

حضرت ہشام بن حسان نے اس سند کے ساتھ اسی مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

بَابُ عَدَدِ غَزَوَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی اکرم کے غزوات کی تعداد کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

٤٦٨٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيدَ، خَرَجَ يَسْتَسْقِي بِالنَّاسِ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اسْتَسْقَى، قَالَ: فَلَقِيتُ يَوْمَئِذٍ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، وَقَالَ: لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ غَيْرُ رَجُلٍ أَوْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ رَجُلٌ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ: كَمْ غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: تِسْعَ عَشْرَةَ، فَقُلْتُ: كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهُ؟ قَالَ: سَبْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً، قَالَ: فَقُلْتُ: فَمَا أَوَّلُ غَزْوَةٍ غَزَاهَا؟ قَالَ: ذَاتُ الْعُسَيْرِ أَوِ الْعُشَيْرِ

حضرت ابو اسحٰق سے روایت ہے کہ عبداللہ بن یزید لوگوں کو استسقاء کی نماز پڑھانے نکلے تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھائیں پھر بارش کی دعا مانگی۔ راوی کہتے ہیں کہ اس دن میری ملاقات حضرت زید بن ارقم سے ہوئی اور میرے اور ان کے درمیان ایک آدمی کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے غزوات میں شرکت فرمائی؟ انہوں نے فرمایا: انیس غزوات میں آپ ﷺ شریک ہوئے۔ تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کتنے غزوات میں ان کے ہمراہ تھے؟ تو انہوں نے کہا: سترہ غزدات میں، میں نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کا سب سے پہلا غزوہ کون سا تھا؟ انہوں نے کہا: ذات العسیر یا انہوں نے کہا ذات العشیر۔

تشریح:

"یستسقی بالناس" یعنی نماز استسقاء کے لیے عبداللہ بن یزید باہر میدان میں نکل آئے اور نماز پڑھا کر دعا مانگی اور پھر کہا کہ میں زید بن ارقم سے ملا ان کے اور میرے درمیان روایت کرنے میں یا کوئی بھی آدمی نہیں تھا یا ایک آدمی تھا "کم غزا النبی" یعنی آنحضرت کے غزوات کی تعداد کیا تھی مدینہ منورہ کے داخلی انتظامات اور معاملات جب آنحضرت ﷺ نے درست فرمالیے تو آپ نے کفار مکہ کے تجارتی قافلوں کے خلاف چھاپہ مار کاروائیاں شروع کر دیں اور پھر باقاعدہ بڑی جنگیں شروع ہوگئیں جن مہمات میں آنحضرت خود تشریف لے گئے ہیں اس کو غزوہ کہتے ہیں اور جن مہمات میں آپ نے صحابہ کو بھیجا اور خود نہیں گئے اس کو سریہ کہتے ہیں غزوات کی تعداد ستائیس ہیں اور سرایا کی تعداد چھپن ہیں یہ سب ۸۳ جنگیں ہیں جو دس سالوں میں ہوئی ہیں گویا آپ نے ہر سال میں آٹھ جنگیں لڑیں ہیں، تب جزیرہ عرب آزاد ہوگیا اور ہم دس سال میں ایک جنگ بھی نہیں لڑتے ہیں اور

فتوحات کی امیدیں رکھتے ہیں۔

"تسع غزوة" حضرت زید بن ارقم نے انیس غزوات کا ذکر کیا ہے چونکہ بعض غزوات بڑے ہیں بعض چھوٹے ہیں تو کسی نے سب کا ذکر کیا ہے تو ستائیس بیان کیا اور کسی نے چھوٹے غزوات کو بڑے غزوات میں مدغم کر کے کم تعداد بیان کیا ہے جس طرح یہاں حضرت زید بن ارقم نے بتایا ہے "ذات العسیر" راوی نے صحابی سے پوچھا کہ سب سے پہلا غزوہ کونسا تھا آپ نے فرمایا ذات العسیر یہ سین کے ساتھ بھی ہے مگر مشہور شین ہے یہاں صحابی نے اس غزوہ کو سب سے پہلے قرار دیا ہے ذات العشیر کا علاقہ ینبع میں واقع ہے کہ سے مدینہ جاتے ہوئے درمیان میں ینبع کا علاقہ آتا ہے یہاں صحابی نے اپنے علم کے مطابق فرمایا ہے اور کچھ غزوات کو چھوڑ دیا ہے کچھ کو مدغم کیا ہے یہاں اول غزوہ کو عشیرہ قرار دیا ہے حالانکہ اس سے پہلے تین غزوات اور بھی تھے مثلاً ابوا، ابواء اور سفوان کے غزوات ہیں، میں نے اپنی کتاب دعوت جہاد ص:۵۹۲ پر تمام سرایا کو بھی ذکر کیا ہے اور بعد کے صفحات میں ستائیس غزوات کو تاریخ کے ساتھ بالکل مختصر انداز سے جمع کیا ہے یہاں صرف غزوات کا نام بیان کرتا ہوں۔

(۱) غزوہ ابوا (۲) غزوہ ابواء (۳) غزوہ عشیرہ (۴) غزوہ سفوان (۵) غزوہ بدر (۶) غزوہ قرقرۃ الکدر (۷) غزوہ بنو قینقاع (۸) غزوہ سویق (۹) غزوہ غطفان (۱۰) غزوہ نجران (۱۱) غزوہ احد (۱۲) غزوہ حمراء الاسد (۱۳) غزوہ بنو نضیر (۱۴) غزوہ ذات الرقاع (۱۵) غزوہ بدر موعد (۱۶) غزوہ دومۃ جندل (۱۷) غزوہ بنو مصطلق (۱۸) غزوہ خندق (۱۹) غزوہ بنو قریظہ (۲۰) غزوہ بنو لحیان (۲۱) غزوہ ذی قرد (۲۲) غزوہ صلح حدیبیہ (۲۳) غزوہ خیبر (۲۴) غزوہ فتح مکہ (۲۵) غزوہ حنین (۲۶) غزوہ طائف (۲۷) غزوہ تبوک

ان غزوات میں سے آٹھ میں جنگ ہوئی ہے اس کے نام یہ ہیں بدر، احد، خندق، بنو مصطلق، خیبر اور طائف اس کے علاوہ میں دشمن میدان جنگ سے پہلے بھاگا ہے اس لیے جنگ کی نوبت نہیں آئی آنحضرت کے تمام غزوات و سرایا میں جانبین کے کل ایک ہزار اٹھارہ آدمی مارے گئے ہیں جس میں ۲۵۹ مسلمان شہید ہو گئے ہیں ۷۵۹ کفار ہلاک ہو گئے ہیں عجیب احتیاط تھی۔

۴۶۹۰ ۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، سَمِعَهُ مِنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً، وَحَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً لَمْ يَحُجَّ غَيْرَهَا، حَجَّةَ الْوَدَاعِ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس غزوات میں شرکت کی اور آپ ﷺ

نے ہجرت کے بعد ایک حج کیا۔ حجۃ الوداع کے علاوہ آپ ﷺ نے اور کوئی حج نہیں کیا۔

٤٦٩١ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً، قَالَ جَابِرٌ: لَمْ أَشْهَدْ بَدْرًا، وَلَا أُحُدًا مَنَعَنِي أَبِي، فَلَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللَّهِ يَوْمَ أُحُدٍ، لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ قَطُّ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوات میں شریک تھا۔ حضرت جابر ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بدر اور احد کے غزووں میں شریک نہیں ہوا کیونکہ مجھے میرے باپ نے روک دیا تھا تو جب حضرت عبداللہ (میرے باپ) غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تو پھر میں کسی بھی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے نہ رہا۔

٤٦٩٢ ـ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، ح وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ، قَالَا جَمِيعًا: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: غَزَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً، قَاتَلَ فِي ثَمَانٍ مِنْهُنَّ، وَلَمْ يَقُلْ أَبُو بَكْرٍ: مِنْهُنَّ، وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انیس غزوات میں شریک ہوئے آپ ﷺ نے ان انیس غزوات میں سے آٹھ غزوات میں قتال (جنگ) کیا۔ ابوبکر نے منھن کا لفظ ذکر نہیں کیا اور انہوں نے اپنی حدیث میں عن کی جگہ حدثنی عبداللہ بن بریدہ کہا۔

٤٦٩٣ ـ وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ كَهْمَسٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةً

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سولہ غزوات میں شرکت کی۔

٤٦٩٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ، يَقُولُ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، وَخَرَجْتُ فِيمَا

يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ، مَرَّةً عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ، وَمَرَّةً عَلَيْنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ،

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سات غزوات میں شریک ہوا اور جو لشکر آپ ﷺ بھیجتے ان میں نو مرتبہ نکلا۔ ایک مرتبہ ہمارے (سپہ سالار) حضرت ابوبکر تھے اور ایک مرتبہ ہمارے (سپہ سالار) حضرت اسامہ بن زیدؓ تھے۔

٤٦٩٥ ـ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فِي كِلْتَيْهِمَا: سَبْعَ غَزَوَاتٍ

اس سند کے ساتھ بھی یہ مذکورہ بالا حدیث اسی طرح نقل کی گئی ہے سوائے اس کے کہ ان دونوں جگہ سات غزوات کا ذکر ہے۔

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ

غزوۂ ذات الرقاع کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٤٦٩٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي عَامِرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيرٌ نَعْتَقِبُهُ، قَالَ: فَنَقِبَتْ أَقْدَامُنَا، فَنَقِبَتْ قَدَمَايَ، وَسَقَطَتْ أَظْفَارِي، فَكُنَّا نَلُفُّ عَلَى أَرْجُلِنَا الْخِرَقَ، فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نُعَصِّبُ عَلَى أَرْجُلِنَا مِنَ الْخِرَقِ، قَالَ أَبُو بُرْدَةَ فَحَدَّثَ أَبُو مُوسَى بِهَذَا الْحَدِيثِ، ثُمَّ كَرِهَ ذَلِكَ، قَالَ: كَأَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَكُونَ شَيْئًا مِنْ عَمَلِهِ أَفْشَاهُ، قَالَ أَبُو أُسَامَةَ وَزَادَنِي غَيْرُ بُرَيْدٍ وَاللَّهُ يُجْزِي بِهِ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوۂ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے اور ہم چھ، چھ آدمیوں کے حصہ میں ایک ایک اونٹ تھا۔ جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے۔ جس سے ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے۔ میرے دونوں پاؤں زخمی ہو گئے اور میرے (پاؤں کے) ناخن گر گئے اور ہم اپنے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹتے تھے جس کی وجہ سے اس غزوۂ کا نام ذات الرقاع رکھ دیا گیا۔ حضرت ابو بردہ نے کہا ابوموسیٰ نے یہ حدیث بیان کی پھر اس کی روایت کو اس طرح ناپسند کیا گویا کہ وہ اپنے عمل میں سے کسی عمل کو ظاہر کرنے کو ناپسند کرتے ہوں۔ ابواسامہ نے کہا: برید کے علاوہ باقی راویوں نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اللہ اس محنت کا اجر و ثواب عطا کریگا۔

تشریح:

"فی غزوۃ "یعنی ہم ایک غزوہ میں تھے جس کی تفصیل اسی حدیث میں ہے جس سے غزوہ ذات الرقاع مراد ہے" ونحن ستۃ نفر "یعنی ہم چھ آدمی تھے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس غزوہ میں صرف چھ آدمی تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایک سواری کے لیے ہم چھ چھ آدمی ہوتے تھے" بیننا بعیر "یہ اسی چھ آدمیوں کی سواری کی تفصیل ہے" نعتقبہ" یہ اعتقاب سے ہے باری باری سوار ہونے کو کہتے ہیں کہ کچھ دیر کے لیے ایک سوار ہوگیا پھر وہ پیدل ہوکر دوسرا سوار ہوگیا" ای نرکبہ عقبۃ عقبۃ" "فنقبت اقدامنا" یعنی ہمارے پاؤں زخمی زخمی ہوگئے" وسقطت اظفاری۔ "حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس جملہ میں اپنا حال بیان کیا ہے کہ میرے دونوں پاؤں تو اس طرح زخمی ہوگئے کہ پاؤں کے ناخن اکھڑ کر گر گئے" نلف "لپیٹنے کے معنی میں ہے "الخرق "یہ خرقۃ کی جمع ہے کپڑے کے ٹکڑوں کو کہتے ہیں۔

غزوۂ ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ

"فسمیت غزوۃ ذات الرقاع "اس جملہ میں حضرت ابوموسیٰ نے غزوہ ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ کو بیان کیا ہے الرقاع جمع ہے اس کا مفرد رقعۃ ہے کپڑے وغیرہ کے ٹکڑے کو کہتے ہیں، غزوہ ذات الرقاع کے وقوع اور تاریخ میں اختلاف ہے عام اہل تاریخ نے اس کو غزوہ خیبر سے پہلے چار ہجری میں واقع ہونے کو بتایا ہے مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو غزوہ خیبر کے بعد واقع ہونے کو کہا ہے اور استدلال کیا ہے کہ ذات الرقاع میں حضرت ابوہریرہ اور ابوموسیٰ اشعری شریک ہوئے ہیں اور ابوہریرہ غزوہ خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور ابوموسیٰ اشعریؓ حبشہ سے جب آئے تو غزوہ خیبر کے آخری مراحل تھے اب یہ بات کہ اس غزوہ کو ذات الرقاع کیوں کہتے ہیں تو سب سے زیادہ صحیح اور واضح بات تو یہی ہے جو اس حدیث میں صحابی نے خود بیان کیا ہے۔

دوسری وجہ تسمیہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ غزوہ جس زمین پر واقع ہوا تھا اس زمین میں مختلف رنگ تھے جو مختلف ٹکڑوں کی طرح تھے، بعض نے کہا کہ اس علاقہ میں ایک پہاڑی تھی جس میں سرخ وسفید اور سیاہ رنگ بھرے ہوئے تھے، بعض نے کہا کہ یہاں پر ایک بڑا درخت تھا جو ذات الرقاع کے نام سے مشہور تھا، بعض نے کہا ہے کہ صحابہ کرام کے جنگی جھنڈوں میں مختلف رنگ کے کپڑے جڑے ہوئے تھے۔

"ثم کرہ ذلک "یعنی ابوموسیٰ اشعریؓ غزوہ ذات الرقاع کی مشکلات کو بیان کرتے ہوئے فوراً رک گئے اور یہ بات ناپسند کی کہ ایک عمل جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تھا اس کو بیان کرنے سے کہیں عمل ضائع نہ ہوجائے اس سے معلوم ہوا کہ اپنے اچھے

اعمال کی کارگزاری کو خود بیان کرنا اور اپنے کارناموں کا پُل باندھنا خطرناک کام ہے جس طرح تبلیغ والے لمبے لمبے قصیدے باندھ کر اپنے منہ میاں مٹھو بن کر اپنی تعریفات کرتے ہیں ہاں اگر وقت کا امیر یا سرپرست غزوہ کے احوال کا پوچھ لے تو پھر بیان کرنا مناسب ہے مگر احتیاط کے ساتھ بیان ہو" واللہ یجزی بہ "یعنی ثواب دینے والا اللہ تعالیٰ ہے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ كَرَاهَةِ الِاسْتِعَانَةِ فِي الْغَزْوِ بِكَافِرٍ

جہاد میں کافروں سے مدد لینا مکروہ ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٤٦٩٧ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكٍ، ح وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نِيَارٍ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ بَدْرٍ، فَلَمَّا كَانَ بِحَرَّةِ الْوَبَرَةِ أَدْرَكَهُ رَجُلٌ قَدْ كَانَ يُذْكَرُ مِنْهُ جُرْأَةٌ وَنَجْدَةٌ، فَفَرِحَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَأَوْهُ، فَلَمَّا أَدْرَكَهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جِئْتُ لِأَتَّبِعَكَ، وَأُصِيبَ مَعَكَ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْجِعْ، فَلَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ، قَالَتْ: ثُمَّ مَضَى حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالشَّجَرَةِ أَدْرَكَهُ الرَّجُلُ، فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ، قَالَ: فَارْجِعْ، فَلَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ فَأَدْرَكَهُ بِالْبَيْدَاءِ، فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ: تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَانْطَلِقْ

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف نکلے۔ جب آپ ﷺ حرۃ الوبرہ (مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر) پہنچے تو آپ ﷺ کو ایک آدمی ملا۔ جس کی جرأت و بہادری کا تذکرہ کیا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے اسے دیکھا تو خوش ہوئے۔ جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میں آپ ﷺ کے پاس اس لیے آیا ہوں تا کہ آپ کے ساتھ دشمن سے لڑوں اور آپ کے ساتھ مال غنیمت میں مجھے بھی کچھ حصہ دیا جائے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تو اللہ اور اس کے رسول

پر ایمان رکھتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: لوٹ جا میں مشرک سے ہرگز مدد نہیں مانگوں گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ ﷺ آگے چلے یہاں تک کہ ہم مقام شجرہ پہنچے تو وہی شخص پھر حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے وہی بات کہی جو اس نے پہلی مرتبہ کہی تھی اور نبی ﷺ نے بھی اسے وہی فرمایا جو پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوٹ جا میں ہرگز کسی مشرک سے مدد طلب نہیں کروں گا۔ وہ پھر لوٹ گیا اور پھر مقام بیداء پر آپ ﷺ سے ملا اور آپ ﷺ سے وہی بات کہی جو پہلی مرتبہ کہہ چکا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب چلو۔

تشریح:

"بحرۃ الوبرۃ" حرہ تو سیاہ سنگریزوں کو کہتے ہیں جو مدینہ کے اطراف میں ہیں اور الوبرۃ جگہ کا نام ہے یہ مجموعہ ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ کے قریب مغربی جانب میں چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے "ونجدۃ" جرأت و شجاعت مراد ہے "واصیب معک" یعنی مال غنیمت میں مجھے حصہ مل جائے گا "الشجرۃ" مقام ذوالحلیفۃ سے کچھ پہلے ایک جگہ کا نام ہے جس میں بڑا درخت واقع تھا "البیداء" ذوالحلیفہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے "فلن استعین" یعنی میں کسی کافر اور مشرک سے جہاد میں مدد نہیں لیتا ہوں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاد جیسے مقدس کام میں کسی کافر سے مدد لینا جائز نہیں ہے اب فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان اضطراری حالت میں ہوں اور کافر کی رائے مسلمانوں کے حق میں اچھی ہو تو پھر کافر سے مدد لینا جائز ہے لیکن اس مدد کا تعلق عملیات جہاد سے ہو اور مشورہ لینا نہ ہو جمہور کا مسلک یہی ہے اور اگر مجبوری نہ ہو تو مدد لینا جائز نہیں ہے بعض فقہاء نے مطلقاً کافر سے مدد لینے کو ناجائز کہا ہے اب اگر کافر مجبوری کی حالت میں مسلمانوں کی مدد کرے تو اس کو مال غنیمت میں حصہ ملے گا یا نہیں ملے گا؟ تو جمہور فقہاء کے نزدیک کافر کو مال غنیمت میں حصہ نہیں ملتا ہے ہاں بطور عطیہ و انعام کچھ دیا جائے گا۔

کِتَابُ الْإِمَارَةِ

حکومت کا بیان

قال اللہ تعالیٰ ﴿الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر﴾ (سورۃ الحج) امارۃ ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ ہے باب سمع یسمع سے امراً و امارۃ مضبوط ہونے اور امیر بننے کے معنی میں ہے اور امارۃ ہمزہ کے زبر کے ساتھ علامت کے معنی میں ہے یہاں یہ مراد نہیں ہے بلکہ امارۃ بکسرۃ الھمزۃ مراد ہے۔

اسلام میں اسلامی ریاست کا تصور

اسلام ایک کامل و مکمل دین ہے، حکومت و امارت اور نصب امام اور اسلامی خلافت کا قیام اسلام کا حکم ہے کیونکہ اسلام کے زیادہ تر احکامات کا براہ راست تعلق حکومت و امارت سے وابستہ ہے۔

نیز اسلام کے تمام قواعد وقوانین اور نظم وضبط اسلام کے خاص مزاج کے مطابق ہونا ضروری ہے لہٰذا کوئی مسلمان اسلامی امارت کے قیام کی جہد وجہد سے لاتعلق نہیں رہ سکتا ہے۔ کیونکہ دفع خصومات وحفاظت سرحدات، قیام عیدین وجمعات، قیام بیت المال وحصول صدقات، تیاری مجاہدین اور جہاد کی مہمات، امن طرق حجاج کرام اور امر بالمعروف والنھی عن المنکرات، مخلوق خدا کی ضروری خدمات اور تعلیم وتعلم کے شعبہ جات اور قانون الٰہی کو خدا کی زمین پر عملی طور پر نافذ کرنے کے احکامات سب کے سب حکومت سے وابستہ ہیں اسی لیے کہا گیا ہے ''الدین والامارۃ توأمان'' یعنی دین اور حکومت دو جڑواں بھائی ہیں۔

نصب امام اور قیام خلافت اسلامیہ مسلمانوں اور اسلام کے اہم قواعد میں سے وہ اہم قاعدہ ہے جس کا تذکرہ بطور خاص ہمارے عقائد کی کتابوں میں کیا گیا ہے چنانچہ شرح عقائد میں اس کے متعلق ایسا لکھا ہے۔

''ثم الاجماع علی ان نصب الامام واجب لقولہ علیہ السلام من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ، ولان الامۃ قد جعلوا اھم المھمات نصب الامام حتی قدموا علی الدفن، ولان کثیرا من الواجبات الشرعیۃ یتوقف علیہ''

ان تمام تصریحات کے باوجود نہیں کہا جاسکتا کہ دین اسلام کو خلیفہ کی ضرورت نہیں اور مسلمانوں کو اقامت احکام اور اشاعت اسلام کے لیے حاکم اور حکمرانی کی ضرورت نہیں ہے جب یہ ثابت ہوگیا کہ قیام خلافت ایک ضروری اور اہم مسئلہ ہے تو اب ہمیں

تشکیل خلافت کے لیے اسلام کے قواعد کی روشنی میں اسلامی خاص طریقہ درکار ہے، ہم جب سلف صالحین کی تشکیلات کو سامنے رکھتے ہیں تو ہمیں تشکیل خلافت کے لیے واضح تین طریقے فراہم ہو جاتے ہیں۔

تشکیل خلافت کے تین طریقے

(۱) تشکیل خلافت کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ دین اسلام کا سب سے زیادہ وفادار سب سے زیادہ اس کے قواعد وضوابط کا ماہر اور سب سے زیادہ قربانی دینے والا اور سب سے زیادہ ہمدردی رکھنے والے کو عام مسلمان آگے لائیں اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے منصب امامت پر فائز کریں، حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کا طریقہ انتخاب ایسا ہی تھا سب کے اتفاق سے ان کے کمالات اور قربانی وخدمات کی بنیاد پر ان کا انتخاب ہوا اور اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہوا بعض علماء کے نزدیک اس اجماع کا منکر کافر ہے۔

(۲) تشکیل خلافت کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ موجودہ خلیفہ اپنی وفات کے وقت کسی کو خود مقرر کردے یا اپنا ولی عہد بنادے چنانچہ حضرت عمر کی خلافت کی تشکیل اسی طرح ہوئی، حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی صوابدید پر اس طرح تقرر فرمایا کہ ایک مہر بند کاغذ میں حضرت عمر کا نام لکھا اور پھر سب مسلمانوں سے مطالبہ کیا کہ اس بند کاغذ میں جس کا نام ہے وہ تمہارا خلیفہ ہے کیا تم اس کو مانو گے سب نے اقرار کیا کہ مانیں گے حضرت علی نے فرمایا کہ مانتا ہوں اگر چہ اس میں عمر کا نام لکھا ہوا ہو جب نام ظاہر کیا گیا تو وہ حضرت عمر کا نام تھا اس طرح وہ خلیفہ بنے۔

(۳) تیسرا اہم طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے اصحاب رائے افراد کی ایک شوریٰ بنائی جائے اور وہ شوریٰ کسی کو خلافت کے لیے نامزد کردیں اور پھر عوام الناس سے اس پر بیعت لی جائے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسی طرز پر منتخب ہوئے اور آپ کی خلافت اسی طرز پر منعقد ہوئی کیونکہ حضرت عمر نے زخمی ہو جانے کے بعد چھ آدمیوں کو تشکیل خلافت کے لیے بطور شوریٰ مقرر فرمایا تھا ان میں حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم شامل تھے آپ نے باہر سیکورٹی گارڈ کا پہرہ لگوانے کا کہا تھا اور فرمایا تھا کہ جب تک ان میں سے کوئی منتخب نہیں ہو جاتا تم لوگ ان کو باہر آنے نہ دو، یہ تشکیل خلافت کے تین پاکیزہ طریقے ہیں جن کے ذریعے سے خلفاء راشدین کی خلافتوں کا قیام عمل میں آیا۔

اسلام میں تشکیل حکومت کا چوتھا طریقہ بھی ہے جو بادشاہت ہے اگر چہ یہ طریقہ منصوص نہیں ہے لیکن بہت سارے خلفاء

بادشاہت کے طریقے پر منتخب ہو کر آئے ہیں اس لیے اس کو بالکل ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔ بنو امیہ کے دور میں اسی طرز کی بادشاہتیں تھیں بادشاہت وراثت کی بنیاد پر قائم شدہ حکومت ہوتی ہے۔

ان طریقوں کے علاوہ جمہوریت بھی تشکیل حکومت کا ایک طریقہ ہے جس میں ووٹنگ کے ذریعہ سے ایک شخص منتخب ہو جاتا ہے۔ یہ یہودیت اور نصرانیت کا طریقہ ہے جو باعث لعنت ہے اقبال مرحوم نے کہا ہے:

اس راز کو ایک مرد فرنگی نے کیا فاش — ہر چند کہ دانا اسے کھولا نہیں کرتے

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں — بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

پھر فرمایا

جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشہ ہو — جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

پھر فرمایا

گریز از طرز جمہوری غلام پختہ کارے شو — کہ از مغز دو صد خر فکر انسانے نمی آید

حکیم الامت حضرت شاہ اشرف علی تھانویؒ نے "فاذا عزمت فتوکل علی الله" کی تفسیر میں فرمایا کہ اس آیت سے جمہوریت کی جڑ کٹ گئی پھر فرمایا کہ جمہوری سلطنت بھی کوئی سلطنت ہوتی ہے؟ یہ محض بچوں کا کھیل اور انگریزوں کی بدعت ہے، حضرت مفتی اعظم مفتی محمودؒ نے اس کو لعنت قرار دیا تھا۔ میں نے سوات میں خود ان سے سنا تھا۔

حضرت یوسف لدھیانوی نے جمہوریت کو صنم اکبر سے یاد کیا، جب اسلام کے پاس تشکیل خلافت کے مستند طریقے موجود ہیں تو پھر بڑی ہی شرم کی بات ہے کہ ہم تشکیل حکومت میں یہود و نصاریٰ کے دست نگر بن چکے ہیں۔

اسلام میں مذہب و سیاست اور حکومت ایک ہی چیز ہے حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مبارک سے یہ چیزیں اکٹھی ہوگئیں ہیں اس سے پہلے نبوت اور حکومت اکٹھی نہیں ہوسکتی تھیں اس پچھلے دور میں عیسائی پادری اپنی اسٹیٹ کے سامنے پسپا ہو گئے ایک طویل عرصہ تک اسٹیٹ اور کلیسا کا جھگڑا رہا لیکن پادری ہار گئے اس لیے وہ گوشہ گمنامی میں چلے گئے ایسا اس لیے ہوا کہ عیسائیوں کے پاس کوئی زندہ دین نہیں تھا شریعت نہیں تھی اوہام اور خرافات پر قائم لوگ تھے اس لیے کلیسا پر اسٹیٹ غالب آ گیا اور دونوں الگ الگ ہو گئے اسلام میں ایسا ممکن نہیں اس لیے کہ یہ ایک زندہ و تابندہ دین ہے اور زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے اور اصلی حالت میں موجود ہے اور انسانوں کے تمام شعبوں کے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے یہاں عیسائیت اور اسلام کا موازنہ کرنا ہی غلط

ہے۔لہٰذا امارت وقضاء،حکومت وسیاست،امیر وخلیفہ،مالک ورعایا،فوج اور نظم وترتیب سب اسلامی خلافت کے شعبے ہیں۔
اسلام امن وآشتی اور باہمی محبت اور جوڑ پیدا کرنے والا مذہب ہے آنحضرت ﷺ کے کریمانہ اخلاق اور آپ کی معتدل تعلیمات کا بنیادی مزاج یہ ہے کہ آپ نے حاکم ومحکوم اور آمر ومامور اور دائن ومدیون کے درمیان توڑ کی جگہ جوڑ پیدا فرمایا ہے آپ نے جس طرح حاکم کو عدل وانصاف کی تعلیم دی ہے اور رعایا کی ہر تکلیف برداشت کرنے کی ترغیب دی ہے اور اپنے حقوق دبانے اور دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی ترغیب دی ہے اسی طرح آپ نے محکوم اور رعایا کو صبر وتحمل اور محبت واطاعت کی تعلیم وترغیب دی ہے۔غرض فریقین کو ان کی ذمہ داریوں کا الگ الگ احساس دلایا ہے کتاب الزکوۃ اور کتاب الامارۃ کے ابواب میں شریعت کی ان تعلیمات کو ہر شخص نمایاں طور پر محسوس کر سکتا ہے اور معاشرہ کی اصلاح کا یہی بنیادی پتھر ہے کہ ہر شخص اور ہر طبقہ کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا جائے چنانچہ اسلام میں چند حدود اور چند سزائیں ہیں باقی پورا نظام،تقویٰ،خوف خدا،دیانت وامانت اور ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ رکھنے پر مبنی ہے چنانچہ جہاں بھی اور جب بھی مسلمانوں نے ایک دوسرے کے ساتھ ایثار ومحبت اور حقوق کی ادائیگی کا معاملہ کیا ہے معاشرہ امن ومحبت کا گہوارہ بن گیا ہے اور جہاں ان اصولوں کو توڑا گیا وہاں فساد وبدامنی اور عداوت ودشمنی کا راج ہوگیا منصب امامت پر شاہ اسماعیل شہید نے کتاب لکھی ہے میں نے اسلامی خلافت نامی کتاب میں تفصیل سے لکھا ہے اور تشکیل خلافت اور جمہوریت پر ''فتنہ ارتداد'' نامی کتاب میں تفصیل سے لکھا ہے۔

بَابُ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ، وَالْخِلَافَةُ فِي قُرَيْشٍ

خلافت قریش کا حق ہے باقی لوگ قریش کے تابع ہیں

اس باب میں امام مسلمؒ نے بارہ احادیث کو بیان کیا ہے

٤٦٩٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِيَانِ الْحِزَامِيَّ، ح وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، كِلَاهُمَا، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَفِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ: يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ عَمْرٌو: رِوَايَةً النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هَذَا الشَّأْنِ، مُسْلِمُهُمْ لِمُسْلِمِهِمْ، وَكَافِرُهُمْ لِكَافِرِهِمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ اس معاملہ یعنی خلافت یا

حکومت میں قریش کے تابع ہیں۔ مسلمان قریشی مسلمانوں کے اور کافر قریشی کافروں کے تابع ہیں۔

تشریح:

"تبع" تا اور با دونوں مفتوح ہیں یہ جمع ہے اس کا مفرد تابع ہے پیروی کرنے والا تابعدار مراد ہے "فی ھذا الشان" ای فی الامارۃ والخلافۃ او فی امر دین اللہ او کلیھما "یعنی لوگ دین اور دنیا دونوں میں قریش کے تابع ہیں امور مملکت میں بھی قریش کے پیچھے پیچھے جائیں گے اور دین میں بھی اس کے تابع ہیں چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر قریش نے اسلام قبول کرلیا تو سارے عرب اسلام میں داخل ہوگئے، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قریش جاہلیت میں بھی لوگوں کے قائد اور سردار تھے اور اسلام میں بھی ایسے ہی ہونگے۔

خلیفہ کے لیے قریشی ہونے کی شرط

اب یہ مسئلہ ان ظاہری احادیث سے پیدا ہوجاتا ہے کہ آیا خلیفہ کے لیے قریشی کا ہونا شرط ہے یا نہیں ہے، اس میں دو فریق ہیں ایک فریق کا خیال ہے کہ خلیفہ کے لیے قریشی ہونا شرط ہے، اہل سنت والجماعۃ کے جمہور علماء کا یہی خیال ہے چنانچہ قاضی عیاضؒ شدت کے ساتھ اس کو یوں بیان کرتے ہیں ترجمہ ملاحظہ ہو۔

قاضی عیاض مالکیؒ فرماتے ہیں کہ خلیفہ کے لیے قریشی ہونے کی شرط تمام علماء کا مذہب ہے سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر صدیق وعمر رضی اللہ عنہما نے انصار کے مقابلہ میں "الائمۃ من قریش" حدیث کو بطور دلیل پیش کیا تو صحابہ میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ علماء نے اس مسئلہ کو اجماعی مسائل میں شمار کیا ہے اور خلفا وسلفا کسی سے اس کی مخالفت منقول نہیں ہے، البتہ نظام معتزلی نے اور اس کے موافقین معتزلہ نے اس کی مخالفت کی ہے لیکن ان کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ خراناتی مبتدعین میں سے ہیں۔

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اس باب کی تمام احادیث اس پر واضح دلائل ہیں کہ خلافت قریش کے ساتھ خاص ہے کسی غیر قریشی کو خلیفہ نہیں بنایا جاسکتا ہے اس پر دور صحابہ سے لے کر آج تک اجماع منعقد ہے اور جن اہل بدعت نے اس کی مخالفت کی ہے تو اس پر صحابہ کرام کا اجماع اور تابعین کا اجماع حجت ہے اور اس باب کی صریح وصحیح احادیث بھی کامل حجت ہے۔

دوسرے فریق خوارج ومعتزلہ کا خیال ہے کہ خلافت کے لیے قریشی ہونا کوئی ضروری نہیں ہے۔

دونوں فریق نے اسی زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے اہل سنت کے نزدیک یہ حدیث بطور امر شرعی ہے جس میں ایک شرعی

حکم کا ذکر ہے کہ خلیفہ کے لیے قریشی ہونا شرط ہے نیز قریش میں اللہ تعالیٰ نے حاکم کی وہ صفات ودیعت فرمائی ہیں جو غیر قریش میں نہیں ہیں اس لیے یہ اولیٰ بالامامۃ ہیں فریق ثانی خوارج ومعتزلہ نے اس حدیث کو امر شرعی کے طور پر نہیں لیا ہے اور نہ قریش ہونے کو شرط قرار دیا ہے بلکہ یہ حدیث بطور اخبار ہے کہ مستقبل میں ایسا ہوگا اور یہ امت کی رہنمائی کے لیے ہے کہ قریشی ہونا بہتر انسب واولیٰ ہے مگر یہ شرط نہیں ہے آنحضرت کے زمانہ میں قریش کی یہی حیثیت تھی اس لیے ان کی حیثیت کے مطابق یہ احادیث وارد ہیں۔ بہرحال تاریخی پس منظر کو اگر دیکھا جائے تو احادیث کو شرط کے بجائے امر ارشادی پر حمل کرنا زیادہ مناسب ہوگا کہ یقیناً قریشی ہونا ضروری ہے لیکن اگر قریشی میہانہ ہو تو قریشی صفات والا انسان اس قابل ہوگا کہ اس کو خلیفہ بنایا جائے اور اسلام کی لمبی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ غیر قریشی بادشاہ ہوئے ہیں۔

٤٦٩٩۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هَذَا الشَّأْنِ، مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ، وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث ذکر فرمائیں ہیں، ان احادیث میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ اس معاملہ یعنی خلافت وحکومت میں قریش کے تابع ہیں۔ مسلمان قریشی مسلمانوں کے تابع ہیں اور کافر قریشی کافروں کے تابع ہیں۔

٤٧٠٠۔ وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ

حضرت جابر بن بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ بھلائی اور برائی میں قریش کے پیروی کرنے والے ہیں۔

٤٧٠١۔ وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ اثْنَانِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ معاملہ یعنی خلافت وسرداری ہمیشہ قریش میں ہی رہے گی اگرچہ لوگوں میں دو افراد ہی باقی ہوں۔

بارہ خلفاء کا بیان

۴۷۰۲ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ح وحَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ الطَّحَّانَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقَضِي حَتَّى يَمْضِيَ فِيهِمِ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً، قَالَ: ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ خَفِيَ عَلَيَّ، قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِي: مَا قَالَ؟ قَالَ: كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: یہ امر یعنی خلافت اس وقت تک ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ ان میں بارہ خلفاء گزر جائیں۔ پھر آپ ﷺ نے آہستہ آواز سے گفتگو کی جو مجھ پر پوشیدہ رہی۔ تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سب (خلفاء) قریش سے ہوں گے۔

تشریح:

"اثنا عشر خليفة" یعنی خلافت کا یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہے گا جب تک اس میں بارہ خلفاء نہیں گزریں گے اب اس پر کلام ہے کہ اس جملے کا کیا مطلب ہے اور بارہ خلفاء سے کونسے خلفاء مراد ہیں پہلے کچھ سوال و جواب ملاحظہ ہوں۔

سوال: قاضی عیاض نے یہاں پہلا اعتراض یہ کیا ہے کہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ خلافت کی مدت تیس سال ہوگی تو تیس سال میں صرف چار خلفاء راشدین گزرے ہیں بارہ کہاں آئے ہیں تو دونوں حدیثوں میں واضح تعارض ہے۔

جواب: قاضی عیاض نے اس تعارض کا جواب یہ دیا ہے کہ تیس سال دور خلافت سے مراد خلافت علی منہاج النبوۃ ہے اور ایک حدیث میں اس کی تصریح بھی ہے کہ "خلافة النبوة بعدى ثلاثون سنة ثم تكون ملكا" اور بارہ خلفاء سے مراد عام خلفاء ہیں اس میں خلافت علی منہاج النبوۃ کی شرط نہیں ہے لہٰذا کوئی تعارض نہیں ہے۔

سوال: قاضی عیاض نے دوسرا سوال یہ اٹھایا ہے کہ اس حدیث میں بارہ خلفاء کا ذکر ہے حالانکہ امر واقعی یہ ہے کہ خلفاء کی تعداد بارہ سے کہیں زیادہ ہے تو بارہ میں حصر کرنا سمجھ سے بالاتر ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ سوال باطل ہے کیونکہ حدیث میں بارہ خلفاء کا ذکر ہے اس سے زیادہ کی نفی نہیں ہے اور نہ

بارہ میں حصر ہے حدیث میں ہے کہ بارہ خلفاء آئیں گے تو آگئے ہوں گے۔ اب رہ گئی یہ بحث کہ یہ بارہ خلفاء کون ہیں اور کس زمانے میں گزرے ہیں اس میں چند اقوال ہیں۔

پہلا قول: اس میں پہلا قول یہ ہے کہ خلفاء راشدین سے لیکر حضرت عمر بن عبدالعزیز تک جو عدل وانصاف قائم کرنے والے خدا ترس مؤحد بادشاہ گزرے ہیں اور وہ مستحق خلافت تھے تو بارہ خلفاء سے اسی زمانے کے مخلصین خلفاء مراد ہیں جن کے زمانے میں اسلام مشرق ومغرب میں عموماً پُرشوکت وپُرعظمت تھا اس کے بعد فتنے شروع ہو گئے اگر چہ اس زمانہ میں بھی بعض فتنہ گر اور مفسدین بادشاہ آئے ہیں تو وہ ان بارہ خلفا میں شمار نہیں ہیں۔

دوسرا قول: دوسرا قول یہ ہے کہ قیامت تک آنے والے خلفاء میں سے بارہ ممتاز خلفاء مراد ہیں اور یہ وہ خلفاء ہوں گے جن کے نقل وحرکت اور محنت وجد وجہد سے صرف اور صرف اسلام کا نفاذ اور اسلام کی ترویج کا عمل ظاہر ہوتا رہا ہو اور وہ عدل وانصاف کے پیکر اور نمونہ ہوں اور امت مسلمہ ان پر متحد ومتفق رہی ہو۔

تیسرا قول: تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے وہ خلفاء مراد ہیں جو ایک زمانہ میں پائے جاتے ہوں یعنی عصر واحد میں بارہ خلفاء ہوں جو زمین کے مختلف اطراف میں خلفاء کے نام سے یاد کیے جاتے ہوں گے چنانچہ چار سو ہجری میں اندلس پر تین خلفاء کا دور آیا ہے ہر ایک کو خلیفہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور اسی زمانہ میں مصر پر ایک الگ خلیفہ قائم تھا اسی طرح بنو عباس کے خلفاء بغداد میں ہوتے تھے اور اطراف زمین میں دیگر خلفاء ہوتے تھے تو گویا اس قول کا محمل یہ ہے کہ قیامت سے پہلے ایک دور اس طرح آئے گا کہ ایک ہی وقت میں مختلف اطراف میں قریش کے بارہ خلفاء ہوں گے گویا اس حدیث میں طوائف الملوکی کی طرف اشارہ ہے۔ بہر حال جو بات دل کو لگی ہے وہ یہ ہے کہ قیامت تک بارہ ممتاز خلفاء آئیں گے جیسے خلفائے راشدین، حضرت معاویہ اور عمر بن عبدالعزیز وغیرہ وغیرہ جن کی زندگی اسلام کا نمونہ ہوگی اور وہ دین اسلام کے نفاذ کے علمبردار ہوں گے۔

چوتھا قول: یہ قول شیعہ کا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس سے شیعوں کے بارہ امام مراد ہیں جن کے نام پر اہل تشیع کا فرقہ اثنا عشریہ قائم ہے یہ قول باطل ہے کیونکہ اس باب کی احادیث میں واضح طور پر ان خلفاء کی خلافت اور ولایت کا عملی نمونہ مذکور ہے کہ "یلیھم" یعنی وہ لوگوں کے بادشاہ اور خلیفے ہوں گے حالانکہ شیعوں کے بارہ اماموں میں سے دو تین کے علاوہ کوئی خلیفہ ہوا ہی نہیں ہے تو جب خلیفہ نہ بنایا گیا تو وہ کیسے خلیفہ ہوا؟

۴۷۰۳ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَزَالُ أَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًا مَا وَلِيَهُمْ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، ثُمَّ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَلِمَةٍ خَفِيَتْ عَلَيَّ، فَسَأَلْتُ أَبِي: مَاذَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ،

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے لوگوں کا معاملہ یعنی خلافت اس وقت تک باقی رہے گی، جب تک ان میں بارہ خلفاء ان کے حاکم رہیں گے پھر نبی کریم ﷺ نے کوئی ایسی بات فرمائی جو مجھ پر مخفی و پوشیدہ رہی تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ سب خلفاء قریش سے ہوں گے۔

۴۷۰۴۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ، وَلَمْ يَذْكُرْ: لَا يَزَالُ أَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں لیکن اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ لوگوں کا معاملہ خلافت ہمیشہ جاری رہے گا۔

۴۷۰۵۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَزَالُ الْإِسْلَامُ عَزِيزًا إِلَى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيفَةً، ثُمَّ قَالَ كَلِمَةً لَمْ أَفْهَمْهَا، فَقُلْتُ لِأَبِي: مَا قَالَ؟ فَقَالَ: كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اسلام بارہ خلفاء کے پورے ہونے تک غالب رہے گا، پھر آپ ﷺ نے ایسا کلمہ ارشاد فرمایا جسے میں نہ سمجھ سکا تو میں نے اپنے والد سے کہا: آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا: سب خلفاء قریشی ہوں گے۔

۴۷۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ عَزِيزًا إِلَى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيفَةً، قَالَ: ثُمَّ تَكَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ أَفْهَمْهُ، فَقُلْتُ لِأَبِي: مَا قَالَ؟ فَقَالَ: كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام کا ہر معاملہ بارہ خلفاء کے پورا ہونے تک غالب رہے گا پھر آپ ﷺ نے ایسی بات فرمائی جسے میں سمجھ نہ سکا تو میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ

ﷺ نے کیا فرمایا؟ تو انہوں نے کہا: سب خلفاء قریشی خاندان سے ہوں گے۔

۴۷۰۷۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا أَزْهَرُ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي أَبِي، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا يَزَالُ هَذَا الدِّينُ عَزِيزًا مَنِيعًا إِلَى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيفَةً، فَقَالَ كَلِمَةً صَمَّنِيهَا النَّاسُ، فَقُلْتُ لِأَبِي: مَا قَالَ؟ قَالَ: كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلا اور میرے ساتھ میرے والد تھے تو میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: یہ دین ہمیشہ بارہ خلفاء کے پورا ہونے تک غالب وبلند رہے گا پھر آپ ﷺ نے کوئی کلمہ ارشاد فرمایا لیکن لوگوں نے مجھے سننے نہ دیا۔ تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا: سب خلفاء قریش کے خاندان سے ہوں گے۔

تشریح:

''عزیزا'' معزز اور شان وشوکت کے معنی میں ہے ''منیعا'' بلند وبالا اور محفوظ کے معنی میں ہے ''صمنیها الناس'' باب تفعیل سے بہرا بنانے کے معنی میں ہے یعنی لوگوں نے اتنا شور وشغب کیا کہ اس کلام کے سننے سے مجھے بہرا بنا دیا ہمارے کانوں میں کوئی آواز پڑی ہی نہیں ''عصیبة'' یہ تصغیر ہے عَصَبةٌ جماعت کو کہتے ہیں ''الابیض'' سفید سے قصر کسریٰ کا وائٹ ہاؤس مراد ہے ''خیرا'' اس سے حلال مال مراد ہے۔

۴۷۰۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مَعَ غُلَامِي نَافِعٍ، أَنْ أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيَّ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جُمُعَةٍ عَشِيَّةَ رُجِمَ الْأَسْلَمِيُّ يَقُولُ: لَا يَزَالُ الدِّينُ قَائِمًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ، أَوْ يَكُونَ عَلَيْكُمُ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً، كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: عُصَيْبَةٌ: مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَفْتَتِحُونَ الْبَيْتَ الْأَبْيَضَ، بَيْتَ كِسْرَى أَوْ آلِ كِسْرَى وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِينَ فَاحْذَرُوهُمْ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِذَا أَعْطَى اللَّهُ أَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: أَنَا الْفَرَطُ عَلَى الْحَوْضِ،

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ میں نے اپنے غلام نافع کے ذریعہ جابر بن سمرہ کو لکھا کہ آپ مجھے خبر دیں کسی ایسی حدیث کی جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ تو مجھے جواباً اس نے لکھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جمعہ کی شام کو جس دن ماعز اسلمی کو رجم کیا گیا سنا دین ہمیشہ قائم و باقی رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے یا تم پر بارہ خلفاء حاکم ہو جائیں اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں اور میں نے آپ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کسریٰ یا اولاد کسریٰ کے سفید محل کو فتح کرے گی اور مزید میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ قیامت کے قریب کذاب ظاہر ہوں گے پس تم ان سے بچتے رہنا اور مزید سنا کہ جب اللہ تم میں سے کسی کو کوئی بھلائی عطا کرے تو اپنے اوپر اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرنے کی ابتداء کرو اور یہ بھی سنا کہ میں حوض پر آگے بڑھنے والا ہوں گا۔

٤٧٠٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ مُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّهُ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ سَمُرَةَ الْعَدَوِيِّ، حَدِّثْنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ حَاتِمٍ

حضرت عامر بن سعد سے مروی ہے کہ اس نے ابن سمرہ عدوی کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی احادیث بیان کریں تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا پھر اوپر حاتم کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی۔

بَابُ الِاسْتِخْلَافِ وَتَرْكِهِ

خلیفہ بنانے یا نہ بنانے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٤٧١٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: حَضَرْتُ أَبِي حِينَ أُصِيبَ، فَأَثْنَوْا عَلَيْهِ، وَقَالُوا: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، فَقَالَ: رَاغِبٌ وَرَاهِبٌ، قَالُوا: اسْتَخْلِفْ، فَقَالَ: أَتَحَمَّلُ أَمْرَكُمْ حَيًّا وَمَيِّتًا، لَوَدِدْتُ أَنَّ حَظِّي مِنْهَا الْكَفَافُ، لَا عَلَيَّ وَلَا لِي، فَإِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ وَإِنْ أَتْرُكْكُمْ فَقَدْ تَرَكَكُمْ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُ حِينَ ذَكَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ غَيْرُ مُسْتَخْلِفٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میرے والد یعنی حضرت عمر کو زخمی کیا گیا تو میں اس وقت موجود تھا لوگوں نے ان کی تعریف کی اور کہنے لگے: اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر بدلہ عطا فرمائے گا۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا: اللہ کی رحمت کی امید کرنے والا ہوں اور اس سے ڈرنے والا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا: آپ خلیفہ مقرر فرمادیں۔ تو آپ نے کہا: کیا میں تمہارے معاملات کا بوجھ زندہ اور مرنے دونوں صورتوں میں برداشت کروں۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اس معاملہ خلافت سے میرا حصہ برابر ہو جائے نہ یہ مجھ پر بوجھ ہو اور نہ میرے لیے نفع۔ اگر میں خلیفہ مقرر کردوں تو تحقیق ابوبکرؓ مجھ سے افضل و بہتر تھے جنہوں نے خلیفہ نامزد کیا اور اگر میں تمہارے حال پر چھوڑ دوں تو تمہیں اس حال میں مجھ سے بہتر و افضل و اشرف رسول اللہ ﷺ نے چھوڑا تھا۔ عبداللہ نے کہا کہ جب آپ نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا تو میں جان گیا کہ آپ کسی کو خلیفہ نامزد نہیں فرمائیں گے۔

تشریح:

''حین اصیب'' یعنی جس وقت ابولولو مجوسی نے حضرت عمر پر حملہ کر کے اس کو زخمی کر دیا۔ ''راغب و راهب'' یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتا ہوں کیونکہ ایمان خوف و رجاء کے درمیان ہے لہٰذا تمہاری تعریفات کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ''حیا و میتا'' یہ استفہام انکار کے لیے ہے یعنی جب تک میں زندہ تھا تو تمہارے معاملات کی نگرانی کرتا تھا مصائب برداشت کرتا تھا اب کیا موت کے بعد بھی میں تمہاری مشقتوں کو برداشت کروں گا؟ وہ اس طرح کہ کسی کو خلیفہ مقرر کر کے چلا جاؤں ایسا نہیں ہوگا۔ ''الکفاف'' اس کا لفظی ترجمہ تو بقدر حاجت گزارہ ہے مگر یہاں مراد برابر سرابر معاملہ ہے جس کی تفسیر متصل جملہ ''لاعلی ولالی'' میں کی گئی ہے یعنی نہ مجھ پر اس کا بوجھ ہو اور نہ مجھے اس کا کوئی فائدہ ہو۔ ''من هو خیر منی'' یعنی مجھ سے بہتر انسان محمد ﷺ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تھا تو میرے لیے خلیفہ نہ بنانے کی گنجائش ہے معاملہ شوریٰ پر چھوڑ دوں گا چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایسا ہی کیا۔

مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنا خلیفہ مقرر کرے

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ خلیفہ مقرر کرنا مسلمانوں پر واجب ہے اور یہ شرعاً واجب ہے نہ کہ عقلاً علامہ نووی کی بات بالکل صحیح ہے احادیث مقدسہ میں خلیفہ کے مقرر کرنے کی شدید تاکید موجود ہے اور خلیفہ کے بغیر آدمی کی موت کو مردار موت قرار دیا گیا ہے آنحضرت ﷺ کی تدفین کا معاملہ مؤخر کر دیا گیا اور نصب خلیفہ کو مقدم قرار دیا گیا کیونکہ تدفین کا اجتماعی عمل تشکیل خلافت کے بغیر ممکن نہیں تھا، شرح عقائد نے دلائل کے ساتھ نصب خلیفہ کو ثابت کیا ہے اور اس کو واجب کہا ہے

اور اس کو عقائد کے مسائل میں شمار کیا ہے جیسا پہلے لکھا گیا ہے ادھر دین کا سارا نظام تقریباً خلافت کے ساتھ وابستہ ہے سلف صالحین کا یہ اتفاقی جملہ ہے کہ ''الدین والحکومۃ توامان'' دین اور حکومت دو جڑواں بھائی ہیں لہٰذا جو لوگ خلافت کو نظر انداز کرتے ہیں وہ دین کو مفلوج کر کے رکھنا چاہتے ہیں ایک عاقل شاعر کہتا ہے۔

لَا يَصْلُحُ النَّاسُ فَوْضَىٰ لَا سَرَاةَ لَهُمْ　　　وَلَا سَرَاةَ إِذَا جُهَّالُهُمْ سَادُوْا

کسی حاکم کے بغیر افراتفری میں لوگ درست نہیں ہو سکتے ہیں اور اگر جاہل حکمران ہو تو گویا لوگوں کا حکمران ہی نہیں۔

ایک اور عاقل عالم فقیہ شاعر کہتا ہے۔

کم یرفع اللہ بالسلطان مظلمۃ　　　فی دیننا رحمۃ منہ ودنیانا

اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے عادل بادشاہ کے ذریعہ سے ہمارے دین اور دنیا کی کتنی مشکلات دور فرماتا ہے؟

لولا الخلیفۃ لم تأمن لنا سبل　　　وکان اضعفنا نہبا لا قوانا

اگر عادل بادشاہ نہ ہوتا تو ہمارا امن تباہ ہو جاتا اور ہمارے طاقتور لوگ کمزور لوگوں کو ہڑپ کر جاتے۔

٤٧١١ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ، قَالَ إِسْحَاقُ: وَعَبْدٌ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي سَالِمٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ، فَقَالَتْ: أَعَلِمْتَ أَنَّ أَبَاكَ غَيْرُ مُسْتَخْلِفٍ؟ قَالَ: قُلْتُ: مَا كَانَ لِيَفْعَلَ، قَالَتْ: إِنَّهُ فَاعِلٌ، قَالَ: فَحَلَفْتُ أَنِّي أُكَلِّمُهُ فِي ذَلِكَ، فَسَكَتُّ حَتَّى غَدَوْتُ وَلَمْ أُكَلِّمْهُ، قَالَ: فَكُنْتُ كَأَنَّمَا أَحْمِلُ بِيَمِينِي جَبَلًا حَتَّى رَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَسَأَلَنِي عَنْ حَالِ النَّاسِ وَأَنَا أُخْبِرُهُ، قَالَ: ثُمَّ قُلْتُ لَهُ: إِنِّي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ مَقَالَةً، فَآلَيْتُ أَنْ أَقُولَهَا لَكَ، زَعَمُوا أَنَّكَ غَيْرُ مُسْتَخْلِفٍ، وَإِنَّهُ لَوْ كَانَ لَكَ رَاعِي إِبِلٍ، أَوْ رَاعِي غَنَمٍ، ثُمَّ جَاءَكَ وَتَرَكَهَا رَأَيْتَ أَنْ قَدْ ضَيَّعَ فَرِعَايَةُ النَّاسِ أَشَدُّ، قَالَ: فَوَافَقَهُ قَوْلِي، فَوَضَعَ رَأْسَهُ سَاعَةً، ثُمَّ رَفَعَهُ إِلَيَّ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَحْفَظُ دِينَهُ، وَإِنِّي لَئِنْ لَا أَسْتَخْلِفُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْتَخْلِفْ، وَإِنْ أَسْتَخْلِفْ فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ قَدِ اسْتَخْلَفَ، قَالَ: فَوَاللهِ، مَا هُوَ إِلَّا أَنْ ذَكَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَعْدِلَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا، وَأَنَّهُ غَيْرُ مُسْتَخْلِفٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت حفصہ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے کہا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے والد کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرما رہے؟ میں نے کہا: وہ اس طرح نہیں کریں گے (بلکہ کسی کو نامزد کریں گے) حضرت حفصہ نے کہا: وہ اسی طرح کرنے والے ہیں۔ پس میں نے قسم اٹھالی کہ میں آپ سے اس بارے میں گفتگو کروں گا۔ پھر میں خاموش رہا۔ یہاں تک کہ میں نے صبح کی اس حال میں کہ آپ سے گفتگو نہ کی اور میں قسم اٹھانے کی وجہ سے اس طرح ہو گیا تھا کہ میں اپنے ہاتھ پر پہاڑ اٹھاتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں لوٹا اور حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے لوگوں کے بارے میں پوچھا اور میں نے آپ کو بتایا۔ پھر میں نے عرض کیا: میں نے لوگوں کو بات کرتے ہوئے سنا۔ تو میں نے قسم اٹھالی کہ وہ بات میں آپ کے سامنے عرض کروں گا کہ لوگوں نے گمان کر لیا ہے کہ آپ خلیفہ نامزد نہیں کرنے والے ہیں حالانکہ اگر آپ کے اونٹوں یا بکریوں کے لیے کوئی چرواہا ہو پھر وہ انہیں چھوڑ کر آپ کے پاس آ جائے تو آپ یہی خیال کریں گے کہ اس نے (اونٹوں یا بکریوں کو) ضائع کر دیا پس لوگوں کی نگہداشت اس سے زیادہ ضروری ہے تو حضرت عمرؓ نے میری بات کی موافقت کی اور کچھ دیر تک سر جھکائے ہوئے سوچتے رہے پھر میری طرف سر اٹھا کر فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت فرمائے گا اور اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر نہ کروں تو رسول اللہ ﷺ نے بھی کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا اور اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو ابو بکر مقرر فرما چکے ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں اللہ کی قسم! جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر کا ذکر کیا تو میں نے معلوم کر لیا کہ وہ ایسے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ سے تجاوز کر جائیں لہٰذا وہ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرمائیں گے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ طَلَبِ الْإِمَارَةِ

حکومت طلب کرنا منع ہے

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٤٧١٢ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ، لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ أُكِلْتَ إِلَيْهَا، وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا،

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: اے عبدالرحمٰن! امارت کا سوال مت کرنا کیونکہ اگر تجھے تیرے سوال کے بعد یہ عطا کر دی گئی تو تم اس کے سپرد کر دیے جاؤ گے اور اگر یہ تجھے مانگے بغیر عطا کی گئی تو تیری اس معاملہ میں مدد کی جائے گی۔

٤٧١٣ ـ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ يُونُسَ، ح وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ يُونُسَ، وَمَنْصُورٍ، وَحُمَيْدٍ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ عَطِيَّةَ، وَيُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، وَهِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، كُلُّهُمْ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ جَرِيرٍ

ان مذکورہ مختلف اسناد سے یہی مذکورہ بالاحدیث حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ نے نبی کریم ﷺ سے حضرت جریر کی روایت کردہ حدیث ہی کی طرح روایت کی ہے۔

٤٧١٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِي عَمِّي، فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَمِّرْنَا عَلَى بَعْضِ مَا وَلَّاكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنَّا وَاللّٰهِ لَا نُوَلِّي عَلَى هَذَا الْعَمَلِ أَحَدًا سَأَلَهُ، وَلَا أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ ۔

حضرت ابوموسیٰ سے مروی ہے کہ میں اور دو آدمی میرے چچا کے بیٹوں میں سے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو ان دو آدمیوں میں سے ایک نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ملک عطا کئے ہیں ان میں سے کسی ملک کے معاملات ہمارے سپرد کر دیں اور دوسرے نے بھی اسی طرح کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم ہم اس کام پر اس کو مامور نہیں کرتے جو اس کا سوال کرتا ہو یا اس کی حرص کرتا ہو۔

٤٧١٥ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ حَاتِمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى: أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ، أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي، وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي، فَكِلَاهُمَا سَأَلَ الْعَمَلَ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ، فَقَالَ: مَا تَقُولُ يَا أَبَا مُوسَى؟ أَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا، وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ، قَالَ: وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ، وَقَدْ قَلَصَتْ، فَقَالَ: لَنْ، أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ، وَلَكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى، أَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ، فَبَعَثَهُ عَلَى الْيَمَنِ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ، قَالَ: انْزِلْ، وَأَلْقَى لَهُ وِسَادَةً وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ: مُوثَقٌ،

قَالَ: مَا هَـٰذَا؟ قَالَ: هَـٰذَا كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ، ثُمَّ رَاجَعَ دِينَهُ دِينَ السَّوْءِ فَتَهَوَّدَ، قَالَ: لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، فَقَالَ: اجْلِسْ، نَعَمْ، قَالَ: لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ، ثُمَّ تَذَاكَرَا الْقِيَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا، مُعَاذٌ: أَمَّا أَنَا فَأَنَامُ وَأَقُومُ، وَأَرْجُو فِي نَوْمَتِي مَا أَرْجُو فِي قَوْمَتِي

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی طرف آیا اور میرے ساتھ اشعریوں میں سے دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک میری دائیں طرف اور دوسرا میری بائیں طرف تھا اور ان دونوں نے آپ ﷺ سے کسی عہدے کا سوال کیا اور نبی کریم ﷺ مسواک فرما رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوموسیٰ! یا فرمایا اے عبداللہ بن قیس! تم کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ ان دونوں نے اپنے دل کی بات پر مجھے مطلع نہیں کیا تھا اور نہ میں جان سکا کہ یہ منصب وعہدہ طلب کریں گے۔ حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ گویا میں دیکھتا ہوں آپ ﷺ کی مسواک کو جو ہونٹ کے نیچے تھی جس سے ہونٹ ایک دوسرے سے مل چکے تھے پھر آپ نے فرمایا کہ ہم اسے کسی منصب وعہدہ پر عامل مقرر نہیں کریں گے جو اس کا ارادہ رکھنے والا ہوگا۔ لیکن اے ابوموسیٰ یا فرمایا: اے عبداللہ بن قیس! تو جا اور ان کو یمن بھیج دیا پھر ان کے پیچھے حضرت معاذ بن جبل کو بھیجا پس جب یہ ابوموسیٰ کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا: اتریئے اور ان کے لیے ایک گدا بچھا دیا اور ان کے پاس اس وقت ایک آدمی بندھا ہوا تھا۔ حضرت معاذ بن جبل نے پوچھا: یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ یہودی تھا پھر مسلمان ہوگیا پھر اپنے برے دین کی طرف لوٹ گیا اور یہودی ہوگیا۔ حضرت معاذؓ نے کہا: میں اس وقت تک نہ بیٹھوں گا جب تک اسے اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے مطابق قتل نہ کر دیا جائے۔ حضرت ابوموسیٰ نے عرض کیا: آپ تشریف رکھیں ہم اسے قتل کرتے ہیں۔ حضرت معاذؓ نے تین مرتبہ فرمایا: میں اسوقت تک نہ بیٹھوں گا جب تک اسے اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے مطابق قتل نہ کر دیا جائے۔ آپ نے حکم دیا اور اسے قتل کیا گیا۔ پھر ان دونوں اصحاب میں رات کے قیام کے بارے میں مذاکرہ ہوا تو حضرت معاذؓ نے فرمایا: میں سوتا بھی ہوں اور قیام بھی کرتا ہوں اور میں اپنی نیند میں بھی اسی اجر وثواب کی امید رکھتا ہوں جو میں اپنے قیام میں ثواب کی امید رکھتا ہوں۔

تشریح:

"قد قلصت" "یعنی مسواک کو ہونٹوں میں دبا رکھا تھا تو ہونٹ ایک دوسرے سے مل گئے تھے" ای انضمت وانزوت"

"بعثه علی الیمن" "حضرت ابوموسیٰ اشعری کو آنحضرت نے یمن کے بعض علاقوں پر گورنر بنایا تھا اس کے بعد حضرت معاذ کو

جبل کو بھی یمن کے بعض علاقوں پر گورنر بنایا تھا تو یہ الگ الگ گورنر تھے ان گورنروں کی آپس میں ملاقاتیں ہوتی تھیں "فلما قدم "یعنی جب حضرت معاذ کی ملاقات حضرت ابوموسیٰ اشعری سے ہوگئی "قضاء الله ورسوله "یعنی جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم اس یہودی پر نافذ نہیں ہوگا میں سواری سے اتر کر نہیں بیٹھوں گا حضرت ابوموسیٰ اشعری نے "نعم " کہہ کر حکم نافذ کرنے کا وعدہ کیا لیکن حضرت معاذ نیچے نہیں اترے جب تک کہ یہودی مرتد کو قتل نہ کیا گیا یہاں اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے اشارہ "من بدل دینه فاقتلوه "یعنی جو شخص اسلام سے پھر جائے اس کو قتل کردو "ثم تذاکرا "یعنی اپنے اپنے اچھے اعمال کا مذاکرہ ہوا تا کہ ایک دوسرے کو ترغیب ہوجائے کہ یہ کتنا عمل کرتا ہے اور میں کتنا کرتا ہوں "فی قومتی "نومتی سے مراد سوجانا ہے اور قومتی سے مراد قیام اللیل ہے یعنی میں رات کو کبھی سوجاتا ہوں کبھی جاگ کر عبادت کرتا ہوں مگر میں اپنے سونے میں بھی اسی ثواب کی امید رکھتا ہوں جو قیام میں عبادت ہوتی ہے کیونکہ سوجانے سے جسم میں عبادت کے لیے چستی آتی ہے تو گویا وہ بھی عبادت ہے۔

اس باب میں گزشتہ احادیث میں ایک لفظ "وکلت " آیا ہے یہ سپرد کرنے کے معنی میں ہے یعنی جب حکومت کا مطالبہ کروگے تو حکومت ملنے کے بعد تم اپنے نفس کے حوالہ ہوجاؤ گے، اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں ہوگی ایک روایت میں "اکلت " ہمزہ کے ساتھ ہے وہ نسخہ واضح نہیں ہے۔

"اعنت "یہ اعانت و مدد و نصرت کے معنی میں ہے "امرنا "یہ تامیر سے ہے امیر بنانے کے معنی میں ہے "حرص علیه "یعنی جو آدمی کسی عہدے کے لیے حرص کرکے مانگتا ہے تو پھر وہ اس کو اپنی اغراض کے لیے استعمال کرنے لگتا ہے تو پھر وہ دین نہیں رہتا بلکہ دنیا بن جاتی ہے پھر اس پر کتوں کی طرح جھپٹ کر لڑنے لگتے ہیں اور اصل کام تباہ ہوجاتا ہے ان جیسی احادیث اور قرآن کی آیتوں سے آج کل جمہوری نظام کی جڑیں کٹ جاتی ہیں لیکن مسلمان حرص کے غلام بن چکے ہیں اور دنیا کے بندے بن گئے ہیں وہ قرآن و حدیث کو خاطر میں نہیں لاتے ہیں۔

"لا تسأل الامارة "اسلامی خلافت میں اور جمہوریت کی مصیبت میں یہی بنیادی فرق ہے کہ اسلامی خلافت کے عہدوں کا حصول خدمت کا ذریعہ ہوتا ہے اور جمہوریت میں ان عہدوں کا حصول دنیا کی کمائی کے اسباب و ذرائع ہوتے ہیں اب جو کام دین کی ترویج و اشاعت کے لیے ہوگا اس میں اللہ تعالیٰ مدد کرے گا اور جب اپنے بل بوتے پر اپنے آپ پر اعتماد کرکے یہ عہدے دنیا کمانے کے ذرائع بن جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال نہیں ہوگی تو کامیابی کے بجائے ناکامی کا سامنا ہوگا۔

بَابُ كَرَاهَةِ الْإِمَارَةِ بِغَيْرِ ضَرُورَةٍ

سخت مجبوری کے بغیر امارت قبول کرنا ممنوع ہے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو بیان کیا ہے

۲۷۱۶ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي أَبِي شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَزِيدَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ الْأَكْبَرِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي؟ قَالَ: فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى مَنْكِبِي، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنَّكَ ضَعِيفٌ، وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ، وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول کیا آپ مجھے عامل نہ بنائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے کندھے پر مار کر فرمایا: اے ابوذر! تو کمزور ہے اور یہ امارت امانت ہے اور یہ قیامت کے دن کی رسوائی اور شرمندگی ہے سوائے اس کے جس نے اس کے حقوق پورے کئے اور اس بارے میں جو اس کی ذمہ داری تھی اس کو ادا کیا۔

تشریح:

''انها امانة ''یعنی کرسی اقتدار قومی امانت ہے اگر اس میں نقصان کیا تو قومی خیانت ہوگی ''خزی وندامة ''یعنی قیامت کے دن حکومت رسوائی اور پشیمانی کا باعث بنے گی اس پشیمانی کی ترتیب اس طرح ہے کہ جب آدمی برسر اقتدار آتا ہے تو لوگ طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں کہ دھونس، دھاندلی سے آیا ہے رشوت اور چور دروازہ سے آیا ہے پھر جب کچھ دن یہ شخص حکومت کرتا ہے اور طرح طرح کی ذمہ داریوں کے بجالانے سے عاجز آتا ہے تو پشیمان ہوتا ہے یہ درمیانی دور حکومت ہے کہ کاش میں اس میں نہ آتا اور جب حکومت چھن جاتی ہے تو پھر یا دنیا میں رسوا ہو جاتا ہے یا آخرت میں رسوا ہوتا ہے یہ آخری رسوائی ہے تو اول میں ملامت ہے وسط میں ندامت ہے اور آخر میں رسوائی ہے۔

مسند احمد کی ایک روایت کی تشریح بھی کچھ مناسبت کی وجہ سے یہاں لکھ دیتا ہوں ملاحظہ ہو۔''مغلولا ''یعنی ہر قسم کا بادشاہ اللہ تعالیٰ کے سامنے زنجیروں میں جکڑا ہوا ہاتھوں سے بندھا ہوا آئے گا پھر اگر عدل وانصاف کیا تو عدالت اس کو چھڑا دے گی ورنہ

بندھے ہاتھوں دوزخ میں ڈالا جائے گا۔''اولھا ملامۃ ''یعنی حکومت کا پہلا مرحلہ تو لوگوں کے الزامات سننے کا ہے ادھر سے اعتراض ادھر سے اعتراض، کہ ناجائز طریقہ سے برسر اقتدار آگیا ہے چور دروازہ سے آیا ہے دھونس دھاندلی سے آگیا ہے رشوت دیکر آگیا ہے نااہل ہے جب الزامات کا مرحلہ گزر جاتا ہے تو اب حکومت کی ذمہ داریوں کا زمانہ آجاتا ہے کیونکہ

خدائی اہتمام خشک وتر ہے　　خداوندا خدائی درد سر ہے

مگر یہ بندگی استغفر اللہ　　یہ درد سر نہیں درد جگر ہے

حاکم بے چارہ محنتیں اٹھاتا ہے لیکن رعایا کے مسائل حل نہیں کرپاتا تو دل برداشتہ ہوکر سوچنے لگ جاتا ہے کہ میں کیوں حکمران بنا۔ آخر اپنے ہاتھوں خود اس مصیبت میں کیوں پھنس گیا یہ درمیانہ درجہ ندامت کا ہے جس کی طرف حدیث میں واوسطھا ندامۃ سے اشارہ کیا گیا ہے۔''واخرھا خزی ''یعنی تیسرا مرحلہ رسوائی کا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی رسوائی ہے آخرت کی رسوائی کا منظر تو اسی حدیث میں مغلولا کے لفظ سے واضح ہوگیا ہے اور دنیا میں بھی کبھی معزول کیا جاتا ہے کبھی مارا جاتا ہے کبھی پھانسی پر لٹکا دیا جاتا ہے۔ کبھی گرفتار کیا جاتا ہے کبھی ملک سے بھگا دیا جاتا ہے اور سمندر پار جزیروں میں مارے مارے پھرتا ہے۔

٤٧١٧ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، كِلَاهُمَا عَنِ الْمُقْرِءِ، قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي سَالِمٍ الْجَيْشَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنِّي أَرَاكَ ضَعِيفًا، وَإِنِّي أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي، لَا تَأَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ، وَلَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيمٍ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! میں تجھے ضعیف وناتواں خیال کرتا ہوں اور میں تیرے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ تم دو آدمیوں پر بھی حاکم نہ بننا اور نہ مال یتیم کا والی بننا۔

بَابُ فَضِيلَةِ الْإِمَامِ الْعَادِلِ، وَعُقُوبَةِ الْجَائِرِ،

عادل بادشاہ کی فضیلت اور ظالم بادشاہ کی مصیبت

اس باب میں امام مسلم نے تیرہ احادیث کو بیان کیا ہے

٤٧١٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ

عَمْرٍو يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: وَأَبُو بَكْرٍ: يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، عَنْ يَمِينِ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ، وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ، الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انصاف کرنے والے رحمٰن کے دائیں جانب، اللہ کے نزدیک، نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ کے دونوں دائیں ہاتھ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی رعایا اور اہل وعیال میں عدل وانصاف کرتے ہوں گے۔

تشریح:

''المقسطین'' عدل وانصاف کے معنی میں ہے اقسط باب افعال سے عدل وانصاف کے معنی میں ہے قرآن میں آیا ہے ﴿ان اللہ یحب المقسطین﴾ اور اگر یہی مادہ باب افعال کے بجائے مجرد میں ضرب یضرب سے قاسط آجائے تو وہ ظلم وجور اور حق سے تجاوز کرنے کے معنی میں آیا ہے قرآن کریم میں ہے ﴿واما القاسطون فکانوا لجهنم حطبا﴾

علامہ تورپشتی نے لکھا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ: قسط الرجل اذا جار وهو ان یاخذ قسط غیره والمصدر القسوط واقسط اذا عدل وهو ان یعطي قسط غیره ویحتمل ان الالف ادخل فیه لسلب المعنی فیکون الاقساط ازالة القسط (مرقاۃ ج ۷ ص ۲۱۳) علامہ تورپشتی کی اس عبارت سے پورا مسئلہ حل ہوگیا ہے۔

''یمین الرحمان'' اللہ تعالیٰ کے نزدیک عادل حکمران کا مرتبہ بہت بڑا ہوتا ہے اسی بلند رتبہ کی تعبیر اور اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے فرمایا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دائیں جانب منبروں پر بیٹھے ہوں گے، الغرض جو لوگ بڑے مراتب والے ہوتے ہیں وہ دائیں طرف نشست پر بٹھائے جاتے ہیں اور اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں بایاں ہاتھ چونکہ نسبتاً کمزور ہوتا ہے اس لیے کمزوری کے اس توہم کو دور کرنے کے لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں۔ نیز اس سے جہت اور تجسم کی نفی مقصود ہے۔

''یعدلون'' اس عدل سے اگر احکام میں عدل وانصاف مراد ہو تو پھر اس سے امور مملکت میں انصاف اور امانت ودیانت کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا مراد ہے کہ ان شعبوں میں عدل کرتے ہیں اہل وعیال میں عدل کا مطلب یہ ہے کہ ان کے زیر تسلط جو لوگ ہیں ان کا پورا خیال رکھتے ہیں زیر تصرف اشیاء میں عدل وانصاف کا مطلب یہ ہے کہ ان اشیاء میں اصحاب حقوق کے حقوق

کی راعیگی کا پورا خیال رکھتے ہیں یہ لوگ نور کے منبروں پر ہوں گے۔

۴۷۱۹۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِمَاسَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنْ شَيْءٍ، فَقَالَتْ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ، فَقَالَتْ: كَيْفَ كَانَ صَاحِبُكُمْ لَكُمْ فِي غَزَاتِكُمْ هَذِهِ؟ فَقَالَ: مَا نَقَمْنَا مِنْهُ شَيْئًا، إِنْ كَانَ لَيَمُوتُ لِلرَّجُلِ مِنَّا الْبَعِيرُ فَيُعْطِيهِ الْبَعِيرَ، وَالْعَبْدُ فَيُعْطِيهِ الْعَبْدَ، وَيَحْتَاجُ إِلَى النَّفَقَةِ، فَيُعْطِيهِ النَّفَقَةَ، فَقَالَتْ: أَمَا إِنَّهُ لَا يَمْنَعُنِي الَّذِي فَعَلَ فِي مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخِي أَنْ أُخْبِرَكَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ فِي بَيْتِي هَذَا: اللَّهُمَّ، مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِهِ،

حضرت عبدالرحمٰن بن شماسہ سے مروی ہے کہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ کے پاس کچھ پوچھنے کے لیے حاضر ہوا، تو سیدہ نے فرمایا: تم کن لوگوں میں سے ہو؟ میں نے عرض کیا: اہل مصر میں سے ایک آدمی ہوں۔ تو سیدہ نے فرمایا: تمہارا ساتھی (امیر لشکر) تمہارے ساتھ غزوہ میں کیسے پیش آتا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہم نے اس میں کوئی ناگوار بات نہیں پائی اگر ہم میں سے کسی آدمی کا اونٹ مرجائے تو وہ اسے اونٹ عطا کرتا ہے اور غلام کے بدلے غلام عطا کرتا ہے اور جو خرچ کا محتاج ہوا سے خرچ عطا کرتا ہے۔ سیدہ نے فرمایا: مجھے وہ معاملہ اس حدیث کے بیان کرنے سے نہیں روک سکتا جو اس نے میرے بھائی محمد بن ابوبکر سے کیا۔ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا کہ آپ نے میرے اس گھر میں فرمایا: اے اللہ! میری اس امت میں سے جس کو ولایت دی جائے اور وہ لوگوں پر سختی کرے تو تو بھی اس پر سختی کر اور میری امت میں سے جس کو کسی معاملہ کا والی بنایا جائے اور وہ لوگوں سے نرمی کرے تو تو بھی اس پر نرمی کر۔

تشریح:

"من اهل مصر" یہ شخص مصر کا تھا اور مصر کے ساتھ محمد بن ابی بکر کا ایک قصہ وابستہ تھا اس لیے حضرت عائشہ نے جب سنا کہ یہ شخص مصر کا ہے تو آپ نے مصر کے گورنر اور فوجی جرنیل کے بارے میں پوچھا کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ کی جنگوں میں اس شخص کا رویہ مصر کے عوام کے ساتھ کیسا رہا ہے اس شخص نے مصر کے گورنر کی خوب تعریف کی تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میرے بھائی کے ساتھ اس گورنر نے جو کچھ کیا کہ ان کو مارا اور قتل کیا مجھے ان کا یہ انعال اس حدیث کے بیان کرنے سے منع نہیں کریں گے کہ میں اچھے گورنر کی اچھائی بیان کروں کیونکہ حدیث اس طرح ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو گورنر اور والی اپنی رعایا پر سختی کرے

تو اللہ تعالیٰ اس پرسختی کرے اور جو والی اپنی رعایا پر نرمی کرے یہ اللہ تعالیٰ اس پر نرمی کرے یہ جملہ دعائیہ ہے اس حدیث کا پورا پس منظر یہی ہے۔

''فی غزاتکم ''اس جنگ سے مراد حضرت علی اور حضرت معاویہ کے درمیان جنگ کی طرف اشارہ ہے۔

'' مانقمنا '' یہ سمع یسمع اورضرب یضرب سے ہے عیب لگانے کو کہتے ہیں ''اخی ''یعنی میرے بھائی محمد بن ابی بکر کے ساتھ اہل مصر نے جو کچھ کیا۔ اصل قصہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت جعفر طیار کی بیوہ اسماء بنت عمیس سے شادی کر لی تھی اس کے بطن سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے، اسماء بنت عمیس سے بعد میں حضرت علی نے شادی کر لی محمد بن ابی بکر چھوٹا بچہ تھا وہ حضرت علی کا ربیب بنا اور بڑے ہو کر اس نے حضرت علی کا ساتھ دیا حضرت علی نے ان کو مصر کا گورنر بنایا قاتلین عثمان میں یہ شریک تھا مگر قتل کے وقت گھر سے چلا گیا، جنگ جمل میں حضرت عائشہ کے ہودج کو ہاتھ لگایا حضرت عائشہ نے بد دعا دی کہ اللہ تجھے آگ میں جلادے اس نے کہا کہ امی جان! دنیا کی آگ کہدیں آخرت کی نہ کہو حضرت عائشہ نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے دنیا کی آگ میں جلادے چنانچہ جب حضرت معاویہ کی افواج نے مصر پر غلبہ حاصل کیا تو محمد بن ابی بکر کو پکڑ کر قتل کر دیا، کہتے ہیں کہ ان کو گدھے کی کھال میں بند کر دیا اور آگ میں جلا دیا اس حدیث میں حضرت عائشہ نے اسی پس منظر کی طرف اشارہ کیا ہے۔

''منته المنعم بتغیر کثیر''

٤٧٢٠ ـ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ حَرْمَلَةَ الْمِصْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِمَاسَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی اسی مذکورہ بالا حدیث کی طرح کی حدیث دوسری سند سے نقل کی ہے۔

٤٧٢١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ، وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگاہ رہو تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور تم سب سے ان کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور جو آدمی اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی ذمہ دار ہے اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا اور غلام اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے، اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔
آگاہ رہو تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

ہر نگران کی نگرانی کا بیان

تشریح:

" الا کلکم راع " راعی نگران اور نگہبان کو کہتے ہیں اور رعیت اس کو کہتے ہیں جو نگہبان کی نگرانی اور حفاظت میں ہو چنانچہ کسی ملک کی رعیت کو اس لیے رعایا کہتے ہیں کہ وہ اس ملک کے سربراہ کی نگرانی وحفاظت میں ہوتی ہے اس حدیث میں جس نگرانی کا ذکر ہے اس نگرانی کا تعلق ان لوگوں کے ساتھ ہے جو کسی کے حکم اور قدرت کے ماتحت ہوں اور جو لوگ کسی کے حکم کے ماتحت نہیں ان کے بارے میں یہ حدیث نہیں ہے چنانچہ "رعیتہ" میں جو ضمیر لوٹی ہے وہ اسی مقصد کے لیے ہے کہ یہ ذمہ داری ان نگرانوں کی ہے جن کے حکم کے ماتحت لوگ ہوتے ہیں مثلاً ملک کے حاکم کے ہاتھ میں اس ملک کی رعیت کی باگ ڈور ہوتی ہے وہ اس رعایا کا مسئول ہوگا اسی طرح گھر کا بڑا ذمہ دار ہوگا کیونکہ ان پر ان کا حکم چلتا ہے مدرسہ کا مہتمم طلبہ کا ذمہ دار ہوگا کیونکہ وہ ان کے حکم کے ماتحت ہوتے ہیں اسی طرح مرحلہ وار گھر کے بچوں پر گھر کی عورت کی سربراہی ہے اور خادم کی نگرانی آقا کے مال پر ہے ان لوگوں سے قیامت میں ان کی ذمہ داریوں کا پوچھا جائے گا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ انسان کے جسم کے جو اعضاء ہیں وہ تمام اعضاء ان کی رعیت ہے اس کے بارے میں بھی سوال ہوگا کہ مثلاً آنکھ کی نگرانی کیوں نہیں کی زبان اور شرمگاہ اور ہاتھ پاؤں کی نگرانی وحفاظت کیوں نہیں کی؟ بعض لوگ اس حدیث کے سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ پوری دنیا کے انسانوں کی ذمہ داری ہم پر ہے اور ان کو دعوت دینا اور راہ راست پر لانا ہماری ذمہ داری ہے اگر ہم نے یہ ذمہ داری پوری نہیں کی اور وہ لوگ بغیر کلمہ کے مر گئے تو قیامت میں ہم سے سوال ہوگا مثلاً ہوانگ ہوا، چنگ زیاؤ پنگ اور لی شاؤ چنگ بغیر کلمہ کے کیوں مر گئے تھے یہ نظریہ صحیح نہیں ہے اور نہ اسلام نے ہم پر تکلیف مالا یطاق کا بوجھ ڈالا ہے اسلام کی آواز جس طرح کسی کے کانوں تک پہنچ گئی دعوت کا حق ادا ہو گیا۔ اس کے بعد پھر جہاد کا مرحلہ ہے بہرحال اس حدیث کی ایسی تشریح نہیں کرنی چاہیے جس کے سننے سے عوام الناس علماء سے بدظن ہو جائیں کہ یہ علماء کی ذمہ داری تھی اور انہوں نے پوری نہیں کی اور فلاں فلاں لوگ بغیر کلمہ کے مر گئے یہ

اعتراض تو پھر خلفاء راشدین اور فقہاء کرام و مجتہدین پر آئے گا کہ وہ حضرات دعوت کے لیے پاکستان میں کیوں نہیں آئے چین کیوں نہیں گئے عراق و مصر اور دنیا کے مختلف ممالک کے اسفار کیوں نہ کیے؟۔

علامہ نووی کے چند جملے ملاحظہ ہو، "قال العلماء هو الحافظ المؤتمن الملتزم صلاح ما قام عليه وما هو تحت نظره ففيه ان كل من كان تحت نظره شيء فهو مطالب بالعدل فيه والقيام بمصالحه في دينه ودنياه ومتعلقاته (نووی)

٤٧٢٢ ـ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، ح وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي الْقَطَّانَ، كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ، وَأَبُو كَامِلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ، ح وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي أُسَامَةُ، كُلُّ هَؤُلَاءِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، مِثْلَ حَدِيثِ اللَّيْثِ، عَنْ نَافِعٍ،

٤٧٢٣ ـ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، بِهَذَا مِثْلَ حَدِيثِ اللَّيْثِ، عَنْ نَافِعٍ،

ان مختلف اسانید و طرق سے مذکورہ بالا حدیث لیث عن نافع ہی کی مثل منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگاہ رہو تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور تم سب سے ان کی رعیت (اہل و عیال) کے بارے میں (آخرت میں) سوال کیا جائے گا.....الخ

٤٧٢٤ ـ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ حُجْرٍ، كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بِمَعْنَى حَدِيثِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَدْ قَالَ: الرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ،

مذکورہ اسناد سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اپنے باپ کے مال کا ذمہ دار ہے اور اس سے

اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

٤٧٢٥۔ وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمِّي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي رَجُلٌ سَمَّاهُ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْمَعْنَى

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نبی کریم ﷺ سے اسی مذکورہ بالا حدیث کے معنی کی طرح اس سند سے بھی مروی ہے۔

٤٧٢٦۔ وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: عَادَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ الْمُزَنِيَّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَقَالَ مَعْقِلٌ: إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً، يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ، إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

حضرت حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسار مزنی کی مرض وفات میں عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت معقل نے کہا: میں تجھ سے ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ اگر میں جانتا کہ میری زندگی باقی ہے تو میں بیان نہ کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے جس بندہ کو اللہ نے رعیت پر ذمہ دار بنایا ہو اور جس دن وہ مرے اور وہ خیانت کرنے والا ہو اپنی رعایا کے ساتھ تو (جان لو کہ) اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے۔

٤٧٢٧۔ وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: دَخَلَ ابْنُ زِيَادٍ عَلَى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَهُوَ وَجِعٌ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي الْأَشْهَبِ، وَزَادَ قَالَ: أَلَا كُنْتَ حَدَّثْتَنِي هَذَا قَبْلَ الْيَوْمِ؟ قَالَ: مَا حَدَّثْتُكَ، أَوْ لَمْ أَكُنْ لِأُحَدِّثَكَ

حضرت حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ابن زیاد معقل بن یسار کے پاس حاضر ہوئے اور وہ تکلیف میں تھے۔ بقیہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح ہے۔ البتہ اس روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ ابن زیاد نے کہا: آپ نے یہ حدیث آج سے پہلے کیوں نہ بیان کی؟ حضرت معقل نے فرمایا: میں نے تیرے لیے بیان نہ کی یا فرمایا: تجھے میں یہ بیان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

٤٧٢٨ ـ وحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ زِيَادٍ، دَخَلَ عَلَى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ، فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ: إِنِّي مُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ لَوْلَا أَنِّي فِي الْمَوْتِ لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَا مِنْ أَمِيرٍ يَلِي أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ، إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ،

حضرت ابو الملیح سے روایت ہے کہ عبیداللہ بن زیاد، حضرت معقل بن یسار کی بیماری میں ان کے پاس آئے تو اس سے حضرت معقل نے فرمایا: میں تم کو ایک حدیث بیان کرنے والا ہوں اور اگر میں مرض موت میں مبتلا نہ ہوتا تو میں یہ حدیث تم کو بیان نہ کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے جس آدمی کو مسلمانوں کے کسی معاملہ کا حاکم بنایا جائے پھر وہ ان کی خیر خواہی اور بھلائی کے لیے جدو جہد نہ کرے تو وہ مسلمانوں کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

٤٧٢٩ ـ وحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنِي سَوَادَةُ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنِي أَبِي، أَنَّ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ مَرِضَ، فَأَتَاهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ يَعُودُهُ نَحْوَ حَدِيثِ الْحَسَنِ، عَنْ مَعْقِلٍ

حضرت ابوالاسود سے مروی ہے کہ حضرت معقل بن یسار بیمار ہوئے تو ان کے پاس عبیداللہ بن زیاد ان کی عیادت کے لیے آئے۔ باقی حدیث حسن کی حدیث کی طرح ہے۔

٤٧٣٠ ـ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، أَنَّ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ، فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ، فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ، فَقَالَ لَهُ: اجْلِسْ فَإِنَّمَا أَنْتَ مِنْ نُخَالَةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: وَهَلْ كَانَتْ لَهُمْ نُخَالَةٌ؟ إِنَّمَا كَانَتِ النُّخَالَةُ بَعْدَهُمْ، وَفِي غَيْرِهِمْ

حضرت حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اصحاب رسول میں سے حضرت عائذ بن عمرو، عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے تو فرمایا: اے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: برے ذمہ داروں میں سے ظالم بادشاہ ہوتا ہے تو اس بات سے بچنا کہ تو ان میں سے ہو۔ تو ابن زیاد نے ان سے کہا: تشریف رکھیں۔ تم تو اصحاب محمد کا تلچھٹ ہو۔ تو

عائذ نے فرمایا: کیا اصحاب رسول میں بھی تلچھٹ ہے؟ بے شک تلچھٹ تو ان کے بعد یا ان کے غیر میں ہوگا۔

تشریح:

"ان عائذ بن عمرو" حضرت عائذ شان والے صحابی ہیں یہاں یہ نصیحت کی غرض سے عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے ہیں اس سے پہلے احادیث میں جو مذکور ہے اس میں ہے کہ عبیداللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسار صحابی کی عیادت کے لیے گئے تو حضرت معقل نے بیماری کے باوجود عبیداللہ کو خوب نصیحت فرمائی، یہ عبیداللہ یزید بن معاویہ کی طرف سے بصرہ کا گورنر تھا بڑا ظالم اور فاسق آدمی تھا حضرت معقل بن یسار بیعت رضوان میں شریک ہوئے شان والے صحابی ہیں بصرہ کی نہر "معقل" انہوں نے کھدوائی ہے جو انہیں کی طرف منسوب ہے ساٹھ اور ستر کے درمیانی دہائی میں فوت ہوئے۔

"الحطمة" حا پر پیش ہے اور طا پر زبر ہے حاطم کے مبالغہ کا صیغہ ہے جو الحطم سے توڑنے کے معنی میں آتا ہے یہ اس ظالم حاکم کے متعلق ہے جو ظلم کر کے اپنی رعیت کو توڑ ڈالتا ہے اور کسی بھی مصیبت میں ان پر رحم نہیں کھاتا ہے بعض نے کہا ہے کہ الحطمۃ سے مراد ایسا کھانے والا حریص ہے جو ہر اس چیز کو کھاتا ہے جو سامنے آتی ہے۔

"الرعا" را پر زبر ہے عین پر مد ہے جمع کا صیغہ ہے اس کا مفرد راع ہے جو نگران اور حکمران کے معنی میں ہے، اس وقت عبیداللہ بن زیاد کوفہ کے گورنر تھے "نخالة" نون پر پیش ہے خا پر سکون ہے چھنے ہوئے آٹے سے جو بھوسہ نکلتا ہے اسی کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ تم اصحاب محمد کے بڑے فضلاء علماء افراد میں سے نہیں ہو بلکہ صحابہ میں گرے پڑے لوگوں میں سے ہو ادھر ہی بیٹھ جاؤ باتیں نہ کرو۔ اس خبیث کے اس انداز کو دیکھو اور عظیم الشان صحابی کی توہین کو دیکھو لیکن دنیا دار کتوں نے ہمیشہ علماء اور صلحاء کے ساتھ یہی رویہ رکھا ہے اور آج تک یہی سلسلہ جاری ہے پھر عبیداللہ کتے کی طرح مردار ہو گیا اور دفنانے سے پہلے اس کی ناک میں اژدھا سانپ لوگوں کے سامنے گھس گیا۔

"وهل كانت لهم نخالة" صحابی نے انتہائی صبر وتحمل اور وقار کے ساتھ انتہائی بلیغ انداز سے جواب دیا کہ کچرہ اور بھوسہ صحابہ میں نہیں تھا وہ تو خالص مغز اور سونے چاندی کی طرح خالص لوگ تھے یہ بھوسہ اور کچرہ اور گرے پڑے لوگ تو بعد میں آئے ہیں جو آپ کے دور کے لوگ ہیں جن میں تم بھی شامل ہو۔

بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ

مال غنیمت میں خیانت کرنے کی شدید حرمت

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

یہاں عنوان صرف غلول کی حرمت کے بیان میں ہے مگر احادیث کی کتابوں میں مال غنیمت کے متعلق لمبے ابواب ہوتے ہیں جس کا عنوان باب قسمۃ الغنائم ہوتا ہے امام مسلم کی ترتیب میں کچھ خلل ہے لہٰذا میں یہاں باب قسمۃ الغنائم کے عنوان کے متعلق کچھ ابتدائی باتیں لکھنا چاہتا ہوں تاکہ اموال غنائم کا پورا نقشہ سامنے آجائے۔

قال اللہ تعالیٰ ﴿واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی﴾ الخ

غنائم غنیمۃ کی جمع ہے میدان جہاد میں کفار سے جنگ کے ذریعہ جو مال حاصل ہوتا ہے وہ مال غنیمت کہلاتا ہے اگر کوئی مال جنگ کے بغیر حاصل ہوجائے تو مال فئی کہلاتا ہے مال غنیمت کو انفال ونفل بھی کہتے ہیں نفل زائد کے معنی میں ہے چونکہ جہاد کا اصل مقصود اعلاء کلمۃ اللہ ہوتا ہے اور مال غنیمت اس مقصود سے زائد ہوتا ہے اس لیے اس کو نفل اور زائد کہتے ہیں۔

''واعلموا انما غنمتم '' کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کی تقسیم اس طرح فرمائی ہے کہ چار حصے مجاہدین کے لیے ہیں پانچواں حصہ بیت المال کا ہے غنائم کی مباحث میں چند اصطلاحی الفاظ آئے ہیں اس کا سمجھنا بھی ضروری ہے۔

''الغنیمۃ'' جہاد فی سبیل اللہ میں بزور بازو کفار سے جو مال چھینا جاتا ہے اس کو غنیمت کہتے ہیں۔

الفیء: لڑائی کے بغیر صرف کفار پر چڑھائی کے ذریعہ سے جو مال حاصل ہوجائے وہ مال فئی کہلاتا ہے۔

تنفیل: یہ نفل سے ہے جو زائد کے معنی میں ہے بادشاہ یا امیر الحرب کسی کارنامے پر مجاہد کے لیے انعام کا جو اعلان کرتا ہے وہ تنفیل ہے مثلاً بادشاہ کہتا ہے کہ اگر کسی نے فلاں قلعہ کو فتح کیا تو ان کو اس قلعہ کا دسواں حصہ مال دیا جائے گا یا کافر بادشاہ کی بیٹی اس کو ملے گی۔

السلب: سلب چھیننے کے معنی میں ہے بادشاہ یا امیر الحرب جب اعلان کرے کہ جس شخص نے جس کافر کو قتل کیا تو اس کو اس مقتول کے بدن کا سامان ملے گا۔ مثلاً گھڑی کپڑے جوتے جیب کا سامان اسلحہ اور سواری وغیرہ یہ سب سلب میں داخل ہیں۔

الرضخ: رضخ عطیہ کے معنی میں ہے جن لوگوں کو مال غنیمت میں حصہ نہیں دیا جاتا وہ اگر جہاد میں حاضر ہوگئے تو غنیمت کے حصہ کی جگہ ان کو کچھ عطیہ دیا جاتا ہے اس کو رضخ کہتے ہیں۔ خمس ہٹانے کے بعد بقیہ مال میں سے یہ عطیہ غلاموں بچوں اور عورتوں کو دیا

جاتا ہے۔ الصفی: صفی چننے اور انتخاب کے معنی میں ہے تقسیم غنیمت سے پہلے آنحضرت کسی تلوار یا زرہ یا لونڈی کا انتخاب کر کے لیتے تھے اس کا نام صفی تھا چنانچہ کہتے ہیں ام المؤمنین صفیة من الصفية: حضور اکرم کے بعد یہ حصہ منسوخ ہوگیا ہے اب کسی بادشاہ کا مال غنیمت سے صفی اٹھانا جائز نہیں ہے۔

٤٧٣١۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَذَكَرَ الْغُلُولَ، فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ أَمْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ، يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ، يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ نَفْسٌ لَهَا صِيَاحٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور مال غنیمت میں خیانت کا ذکر فرمایا اور اس کی مذمت بیان کی اور اس کو بڑا اہم معاملہ قرار دیا۔ پھر فرمایا میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں آتا ہوا نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر اونٹ سوار ہو جو بڑبڑا رہا ہو اور وہ کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کریں۔ تو میں کہوں میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، تحقیق میں تجھے پہنچا چکا (احکام دین) میں تم میں کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر سوار گھوڑا ہنہنا تا ہو، وہ کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کریں میں کہوں میں تیرے معاملہ میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ تحقیق میں تجھ تک (احکام دین) پہنچا چکا ہوں۔ میں تم سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر سوار بکری منمنا رہی ہو۔ وہ کہے گا اے اللہ کے رسول! میری مدد کریں؟ میں کہوں گا میں تیرے معاملہ میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ تحقیق! میں تجھے پیغام حق پہنچا چکا ہوں میں تم میں کسی کو نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر چیخنے والی کوئی جان ہو۔ تو وہ کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کریں میں کہوں

میں تیرے معاملہ میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ تحقیق! میں پیغام حق پہنچا چکا ہوں۔ میں تم سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر لدے ہوئے کپڑے حرکت کررہے ہوں۔ تو وہ کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کریں۔ میں کہوں میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ میں تجھے پیغام حق پہنچا چکا ہوں۔ میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر سونا چاندی لدا ہوا ہو۔ وہ کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کریں میں کہوں میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ میں تجھے اللہ کے احکام پہنچا چکا ہوں۔

تشریح:

''فذکر الغلول'' غلول غین کے ضمہ کے ساتھ ہے خاص کر مال غنیمت میں خیانت کرنے کو کہتے ہیں پھر یہ لفظ عام خیانت میں بھی استعمال ہونے لگا ہے۔ ''لا الفین'' ہمزہ پر پیش ہے ''لا اجدن'' کے معنی میں ہے کہ میں تجھے ایسے عمل پر نہ پاؤں کہ جس کی وجہ سے تم اس طرح مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ ''رغاء'' اونٹ کی آواز کو کہتے ہیں۔

''لا املک'' یعنی چونکہ یہ مال کا معاملہ ہے جس کا تعلق میری ذات سے نہیں ہے اور شفاعت کا معاملہ بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت پر موقوف ہے لہٰذا میں اس معاملہ میں خود کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا ہوں کہ میں تمہاری مغفرت اور بخشش کا فیصلہ کرسکوں۔

''قد ابلغتک'' یعنی صحیح صورت حال اور مسئلہ کی نوعیت میں نے تم کو بتادیا تھا اور دعوت رسالت کا حق ادا کر دیا تھا اب تم کو کوئی عذر حاصل نہیں ہے ''حمحمۃ'' ح پر فتحہ ہے گھوڑے کی اس آواز کو کہتے ہیں جس وقت وہ گھاس چارہ کھاتا ہے اس سے زیادہ بلند آواز کو کہتے ہیں۔ گھوڑے کا ہنہنانا مراد ہے۔

''ثغاء'' ث پر پیش ہے بکری کی آواز کو کہتے ہیں ''نفس'' اس سے مراد انسان ہے یعنی کسی نے مال غنیمت میں انسان کی خیانت کی کہ غلام کو چھپایا یا لونڈی کو چرایا یہ بھی قیامت میں اس خائن کی گردن پر سوار ہوں گے اور چیختے چلاتے ہوں گے۔ ''رقاع'' یہ رقعۃ کی جمع ہے اس سے مراد کپڑے ہیں یعنی کسی نے مال غنیمت میں کپڑوں کی خیانت کی۔ ''تخفق'' یہ خفق سے ہے ہوا کی وجہ سے کپڑا حرکت کرکے جھومتا رہتا ہے اس کو کہتے ہیں ''صامت'' اس سے مراد سونا چاندی بھی ہے اور اس کے علاوہ ہر وہ مال جس میں جان نہ ہو یہاں سونا چاندی مراد ہے اس حدیث میں ان تمام اموال کے ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جن جن اموال میں کسی نے خیانت کی ہوگی قیامت میں وہ مال اس کی گردن پر لادا جائے گا اور اس کی تشہیر و تذلیل کی جائے گی تاکہ خیانت کرنے والا خوب ذلیل ہو جائے۔ جس طرح دنیا میں وہ اس خیانت کو چھپا رہا تھا میدان محشر میں اس کی خوب تشہیر ہو جائے گی۔

٤٧٣٢ ـ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، وَعُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، جَمِيعًا عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ،

ان مذکورہ اسانید وطرق سے مذکورہ بالا حدیث اسماعیل عن ابی حیان ہی کے مثل روایت منقول ہے۔

٤٧٣٣ ـ وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلُولَ، فَعَظَّمَهُ، وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ، قَالَ حَمَّادٌ: ثُمَّ سَمِعْتُ يَحْيَى بَعْدَ ذَلِكَ يُحَدِّثُهُ، فَحَدَّثَنَا بِنَحْوِ مَا حَدَّثَنَا عَنْهُ أَيُّوبُ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں خیانت کرنے کا ذکر فرمایا تو اس کی سزا کی سختی کو بیان فرمایا۔ باقی حدیث گزر چکی۔ یعنی بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔

٤٧٣٤ ـ وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

ان اسانید سے بھی مذکورہ بالا روایات ہی کی طرح روایت منقول ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ هَدَايَا الْعُمَّالِ

کارکنانِ زکوۃ کو ہدیہ دینا منع ہے

اس باب میں امام مسلمؒ نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

٤٧٣٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الْأَسْدِ، يُقَالُ لَهُ: ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ قَالَ عَمْرٌو: وَابْنُ أَبِي عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: هَذَا لَكُمْ، وَهَذَا لِي، أُهْدِيَ لِي، قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللَّهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ: مَا بَالُ عَامِلٍ أَبْعَثُهُ، فَيَقُولُ: هَذَا لَكُمْ، وَهَذَا أُهْدِيَ لِي، أَفَلَا قَعَدَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ،

أَوْ فِي بَيْتِ أُمِّهِ، حَتَّى يَنْظُرَ أَيُهْدَى إِلَيْهِ أَمْ لَا؟ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَنَالُ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى عُنُقِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقَرَةٌ لَهَا خُوَارٌ، أَوْ شَاةٌ تَيْعِرُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا عُفْرَتَيْ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ، هَلْ بَلَّغْتُ؟ مَرَّتَيْنِ

حضرت ابوحمید ساعدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو اسد میں سے ایک آدمی کو زکوۃ وصول کرنے کے لیے عامل مقرر فرمایا جسے ابن لتبیۃ کہا جاتا تھا۔ جب وہ (واپس) آیا تو اس نے کہا: یہ تمہارے لیے اور یہ میرے لیے ہے، جو مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے، اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا اس عامل کا کیا حال ہے جسے میں نے بھیجا (صدقہ وصول کرنے کے لیے) وہ آ کر کہتا ہے کہ یہ تمہارے لیے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ اس نے اپنے باپ یا ماں کے گھر میں بیٹھے ہوئے اس بات کو کیوں نہ دیکھا کہ اس کو ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ تم میں سے جس نے بھی اس مال میں سے کوئی چیز لی تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس مال کو اپنی گردن پر اٹھاتا ہوگا (کسی شخص کی گردن پر) اونٹ بڑبڑاتا ہوگا یا گائے ڈکرا رہی ہوگی یا بکری ممناتی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ ہم نے آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ پھر دو مرتبہ فرمایا: اے اللہ! میں نے (پیغام حق) پہنچا دیا یا نہیں؟۔

تشریح:

"استعمل" عامل بنانا مراد ہے صدقات کے اکٹھا کرنے پر جن کارکنوں کو مقرر کیا جاتا ہے وہ مراد ہیں "من الاسد" سین ساکن ہے ہمزہ پر زبر ہے ازدشنؤہ قبیلہ مراد ہے اس کو اسد اور ازد دونوں الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے یمن کے مشہور قبائل میں سے ایک قبیلہ ہے۔ "ابن اللتبیة" لام پر پیش ہے ت ساکن ہے ب پر کسرہ ہے اور ی پر شد ہے یہ اس شخص کی ماں کا نام ہے بعض نے کہا یہ قبیلہ "بنولتب" کی طرف نسبت ہے اس شخص کا نام عبداللہ تھا۔ "وھذا اھدی لی" یعنی مال صدقہ کے علاوہ لوگوں نے مجھے بطور ہدیہ کچھ دیا ہے وہ یہ ہے آنحضرت ﷺ اس پر سخت ناراض ہوگئے کیونکہ یہ شخص اموال زکوۃ پر کارکن مقرر تھا تو اس عہدہ اور منصب کی وجہ سے اس کو جو بھی ملتا تھا وہ اصولاً بیت المال کا حق بنتا تھا کیونکہ گھر میں بیٹھ کر اس منصب پر فائز ہونے کے بغیر ان کو کوئی شخص کبھی ہدیہ نہ دیتا تھا لہٰذا ایسے منصب دار آدمی کا ہدیہ اس کی ذات کا حق نہیں بلکہ اس منصب کا حق ہے آیندہ حدیثوں میں آنحضرت نے اس کی طرف واضح اشارہ فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ حکومت کا منصب دار آفیسر یا مدرسہ کا مہتمم یا سیاسی اور مذہبی تنظیموں کے سربراہان حضرات کو جو ہدایا ملتے ہیں اس کو اسی تناظر میں دیکھنا چاہیے ہاں اگر ذاتی تعلقات کی بنیاد پر بغیر

منصب کے کسی کو ہدیہ ملتا ہے تو اس کو منصب کے باوجود قبول کرنا جائز ہوگا۔

"خوار" گائے بیل کی آواز کو کہتے ہیں "تیعر" بکری کی آواز کو کہتے ہیں جب کہ وہ شدید اضطراب میں زوردار آواز لگاتی ہو "ت" پر فتحہ ہے ی ساکن ہے اور عین پر زبر ہے۔ "عفرتی ابطیۃ" ابط بغل کو کہتے ہیں اور عفرہ اس کی سفیدی کو کہتے ہیں آنحضرت ﷺ کی خوبصورتی اتنی تھی کہ بغل بھی سفید اور چمکدار تھے البتہ حدیث کے یہاں الفاظ سے بالکل سفیدی مراد نہیں ہے بلکہ مٹیالے رنگ کی طرف اشارہ ہے دوسری حدیث میں "بیاض" کا لفظ ہے۔ "فلاعرفن" یعنی جو شخص بھی اس طرح حیلوں بہانوں سے مال غنیمت میں خیانت کرے گا میں اس کو پہچان لوں گا اور پھر اس کو رسوائی ملے گی یہ لفظ اگلی حدیث میں ہے۔

٤٧٣٦ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَجَاءَ بِالْمَالِ، فَدَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: هٰذَا مَالُكُمْ، وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفَلَا قَعَدْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَأُمِّكَ فَتَنْظُرَ أَيُهْدَى إِلَيْكَ أَمْ لَا؟، ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ

حضرت ابوحمید ساعدی سے روایت ہے کہ قبیلہ ازد کے ایک آدمی ابن لُتبیہ کو نبی کریم ﷺ نے زکوۃ وصول کرنے کے لیے عامل مقرر فرمایا اس نے مال لا کر نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور کہا: یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے، جو مجھے دیا گیا ہے تو اسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو اپنے باپ یا ماں کے گھر میں کیوں نہ بیٹھ گیا۔ پھر تم دیکھتے کہ تجھے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں؟ پھر نبی کریم ﷺ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے باقی حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔

٤٧٣٧ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ، يُدْعَى: ابْنَ الْأُتْبِيَّةِ، فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ، قَالَ: هٰذَا مَالُكُمْ، وَهٰذَا هَدِيَّةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَهَلَّا جَلَسْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَأُمِّكَ حَتَّى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا، ثُمَّ خَطَبَنَا، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِي اللّٰهُ، فَيَأْتِي فَيَقُولُ: هٰذَا مَالُكُمْ، وَهٰذَا هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي، أَفَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا، وَاللّٰهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْهَا شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ، إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالَى يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَلَأَعْرِفَنَّ

أَحَدًا مِنْكُمْ لَقِيَ اللهَ يَحْمِلُ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ، أَوْ شَاةً تَيْعَرُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رُئِيَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ، هَلْ بَلَّغْتُ؟ بَصُرَ عَيْنِي، وَسَمِعَ أُذُنِي،

حضرت ابوحمید ساعدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ازد کے ایک آدمی جسے ابن لتبیہ کہا جاتا تھا کو بنو سلیم کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے عامل مقرر فرمایا: جب وہ آیا تو اس نے مال کا حساب کیا اور کہا: یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو اپنے باپ یا ماں کے گھر میں کیوں نہ بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ تیرے پاس تیرا ہدیہ لایا جاتا اگر تو سچا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا، پس اللہ کی حمد وثناء بیان فرمائی۔ پھر فرمایا: اما بعد! میں تم میں سے ایک آدمی کو کسی کام کے لیے عامل مقرر کرتا ہوں جس کا انتظام اللہ نے میرے سپرد کیا ہے وہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر میں کیوں نہ بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ اس کے پاس اس کا ہدیہ لایا جائے اگر وہ سچا ہے اللہ کی قسم! مال زکوٰۃ میں سے تم میں سے جو بھی بغیر حق کے کچھ بھی لیتا ہے تو قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہی مال اس پر لدا ہوا ہوگا۔ پس تم میں سے اس شخص کو میں ضرور پہچان لوں گا کہ اونٹ بڑبڑاتا ہوا یا گائے ڈکراتی ہوئی بکری منمناتی ہوئی اس کی گردن پر سوار ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند کیے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی گئی۔ پھر فرمایا: اے اللہ! کیا میں نے پیغام حق پہنچا دیا ہے یا نہیں ابوحمید فرماتے ہیں جسے میری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا ہے۔

٤٧٣٨۔ وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَفِي حَدِيثِ عَبْدَةَ، وَابْنِ نُمَيْرٍ، فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ كَمَا قَالَ أَبُو أُسَامَةَ، وَفِي حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ تَعْلَمُنَّ وَاللهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا، وَزَادَ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ، قَالَ: بَصُرَ عَيْنِي، وَسَمِعَ أُذُنَايَ، وَسَلُوا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فَإِنَّهُ كَانَ حَاضِرًا مَعِي،

حضرت عبدہ اور ابن نمیر سے ہی روایت اسی طرح منقول ہے کہ جب وہ آدمی آیا اور اس نے حساب کیا اور ابن نمیر کی حدیث میں یہ ہے کہ تم جان لو گے اللہ کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ تم میں سے کوئی کچھ بھی نہیں لیتا۔ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے کانوں نے سنا اور تم حضرت زید بن ثابت سے پوچھ لو کیونکہ وہ بھی میرے ساتھ موجود تھے۔

٤٧٣٩۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ذَكْوَانَ وَهُوَ أَبُو

الزِّنَادِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى الصَّدَقَةِ، فَجَاءَ بِسَوَادٍ كَثِيرٍ، فَجَعَلَ يَقُولُ: هَذَا لَكُمْ، وَهَذَا أُهْدِيَ إِلَيَّ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، قَالَ عُرْوَةُ: فَقُلْتُ لِأَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ: أَسَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: مِنْ فِيهِ إِلَى أُذُنِي

حضرت ابوحمید ساعدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو صدقہ کی وصولی کے لیے عامل مقرر فرمایا۔ وہ کثیر مال لے کر حاضر ہوا اور کہنے لگا: یہ تمہارے لیے ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ پھر مذکورہ بالا روایت کی طرح حدیث ذکر فرمائی۔ حضرت عروہ کہتے ہیں میں نے ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث (خود) سنی؟ تو انہوں نے کہا: آپ کے منہ مبارک سے میرے کانوں نے سنا۔

تشریح:

"قال عروة" یعنی حضرت عروہ تابعی نے کہا کہ میں نے ابوحمید ساعدی سے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ حدیث آنحضرت سے خود سنی ہے انہوں نے فرمایا کہ ہاں آنحضرت کے مبارک منہ سے میرے کان نے خود سنی ہے اس تاکید اور تصریح کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ بعض روایات میں ابوسعید کا ذکر نہیں ہے بلکہ حضرت عروہ اس حدیث کو آنحضرت سے نقل فرماتے ہیں تو یہ حدیث مرسل بن جاتی ہے اس ارسال کو ختم کرنے کے لیے یہ وضاحت کی گئی ہے اور حدیث کو متصل بتایا گیا ہے بلکہ حضرت ابوسعید نے تاکید کے ساتھ اور یقینی الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ میرے کانوں نے خود سنا اور آنکھوں نے اس منظر کو دیکھا زید بن ثابت سے بھی پوچھ لو وہ اس محفل میں موجود تھا۔

٤٧٤٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَمِيرَةَ الْكِنْدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلَى عَمَلٍ، فَكَتَمَنَا مِخْيَطًا، فَمَا فَوْقَهُ كَانَ غُلُولًا يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مِنَ الْأَنْصَارِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اقْبَلْ عَنِّي عَمَلَكَ، قَالَ: وَمَا لَكَ؟ قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُولُ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: وَأَنَا أَقُولُهُ الْآنَ، مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلَى عَمَلٍ، فَلْيَجِئْ بِقَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ، فَمَا أُوتِيَ مِنْهُ أَخَذَ، وَمَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهَى،

حضرت عدی بن عمیر کندیؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: تم میں سے جس آدمی کو ہم کسی کام پر عامل مقرر کریں اور اس نے ہم سے ایک سوئی یا اس سے بھی کسی کم چیز کو چھپالیا تو یہ خیانت ہوگی اور وہ

قیامت کے دن اسے لے کر حاضر ہوگا۔ تو آپ ﷺ کے سامنے ایک سیاہ رنگ کا آدمی انصار میں سے کھڑا ہوا گویا میں اسے ابھی دیکھ رہا ہوں۔ تو اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھ سے اپنا کام واپس لے لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: میں نے آپ کو اس طرح فرماتے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ تم میں سے جس کو ہم کسی کام پر عامل مقرر کریں تو اسے چاہیے کہ وہ ہر کم اور زیادہ چیز لے کر آئے۔ پس اس کے بعد اسے جو دیا جائے وہ لے لے اور جس چیز سے اسے منع کیا جائے اس سے رک جائے۔

تشریح:

''مخیطا'' میم پر کسرہ ہے اور خ ساکن ہے سوئی کو کہتے ہیں مال غنیمت سے سوئی چھپانا مراد ہے ''اقبل عنی عملک'' یعنی زکوۃ کے جمع کرنے کے اس عمل سے میرا استعفیٰ قبول فرمالیں اور اپنا عمل واپس کر دیں اور کسی اور کو دیدیں ''وانا اقوله'' یعنی میں اب بھی وہی بات کہتا ہوں جو میں نے پہلے کہی ہے ''فما اتی'' یعنی جو حق الخدمۃ اس کو دی جائے گی اس کو قبول کر دے اور جس سے اس کو روکا گیا ہے اس سے باز آجائے۔

٤٧٤١ـ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ،

ان اسانید سے بھی مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت نقل کی گئی ہے۔

٤٧٤٢ـ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ عَمِيرَةَ الْكِنْدِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ

حضرت عدی بن عمیر کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اس نے وہی مذکورہ بالا حدیث روایت کی۔

بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ

جائز کاموں میں امیر کی اطاعت واجب ہے

اس باب میں امام مسلم نے چھبیس احادیث کو بیان کیا ہے

٤٧٤٣ـ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ

جُرَيْجٍ: نَزَلَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ فِي عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ السَّهْمِيِّ، بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ، أَخْبَرَنِيهِ يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حضرت ابن جریج سے روایت ہے کہ قرآن مجید کی آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ حضرت عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی سہمی کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ میں بھیجا تھا۔ علامہ ابن جریج نے یہ حدیث حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔

تشریح:

"واولی الامر" اس سے حکام اور امراء مراد ہیں کہ یا خود حاکم ہو یا حاکم کی طرف سے براہ راست مقرر ہو آج کل جو نجی طور پر رضا کارانہ امیر مقرر کیے جاتے ہیں وہ لوگ اس حدیث کے مصداق نہیں ہیں ہاں نظم وضبط کے تحت ان کی اطاعت ایک تنظیمی معاملہ ہے کوئی فرض یا واجب نہیں ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ اولی الامر سے مراد علماء ہیں بعض شارحین نے لکھا ہے کہ حکام اور علماء دونوں اولی الامر میں داخل ہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ بہتر صورت یہ ہے کہ حکومت تو عوام چلائیں لیکن وہ حکومت چلانے میں علماء کی ہدایت اور مشورہ پر سختی سے عمل کریں۔ یہ بات بہت اچھی ہے سعودی عرب میں بھی ایک حد تک اسی پر عمل ہوتا ہے اس میں ایک خوبی یہ ہے کہ ناکامی کی صورت میں اسلام اور علماء نشانہ نہیں بنیں گے ورنہ لوگ علماء اور اسلام کو گالیاں دیں گے لیکن آج کل عوام الناس سکول اور کالج کی وجہ سے اپنی انسانی اقدار برباد کر چکے ہیں وہ درندے ہیں علماء کو برداشت نہیں کرتے ہیں اس حدیث میں آنحضرت نے عرب کے قبائلی معاشرہ کے پیش نظر ایک تعلیم دی ہے کہ یاد رکھو یہ حکام میری طرف سے ہے عرب لوگ کسی کی حکومت کے حق میں نہیں تھے وہ آزاد قبائل کی حیثیت کو مانتے تھے آنحضرت نے فرمایا کہ ان حکمرانوں کی بات قبول کرنا اور اطاعت کرنا میری اطاعت ہے جس طرح ساتھ والی روایات میں ہے اس سے ان لوگوں کو قیادت قبول کرنے پر آمادہ کرنا مقصود تھا اس لیے آپ نے عبد حبشی کا ذکر فرمایا اور نکٹو غلام کی اطاعت کا حکم دیا۔

۴۷۴۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيُّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ يَعْصِنِي فَقَدْ عَصَى اللهَ، وَمَنْ يُطِعِ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ يَعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

٤٧٤٥ ـ وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَذْكُرْ: وَمَنْ يَعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي

اس سند کے ساتھ بھی مذکورہ بالا روایت منقول ہے لیکن اس میں وَمَنْ يَعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي کے الفاظ مذکور نہیں۔

٤٧٤٦ ـ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَهُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي،

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے (مقرر کردہ) امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے (مقرر کردہ) امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

٤٧٤٧ ـ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ سَوَاءً،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بالکل مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح حدیث مروی ہے۔

٤٧٤٨ ـ وحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، سَمِعَ أَبَا عَلْقَمَةَ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی مذکورہ بالا حدیث روایت کی ہے۔

٤٧٤٩۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ،

اس طریق سے بھی مذکورہ بالا روایات کی طرح حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان فرماتے ہیں۔

٤٧٥٠۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ حَيْوَةَ، أَنَّ أَبَا يُونُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، حَدَّثَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ، وَقَالَ: مَنْ أَطَاعَ الْأَمِيرَ، وَلَمْ يَقُلْ: أَمِيرِي، وَكَذَلِكَ فِي حَدِيثِ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ بالا روایت کی طرح حدیث مبارکہ روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے امیر کی اطاعت کی، لیکن اس روایت میں میرے امیر نہیں فرمایا۔ اور اسی طرح ہمام عن ابی ہریرہ کی روایت میں ہے۔

٤٧٥١۔ وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، كِلَاهُمَا، عَنْ يَعْقُوبَ، قَالَ سَعِيدٌ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكَ السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ فِي عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ، وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ، وَأَثَرَةٍ عَلَيْكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر تنگی اور فراخی میں خوشی اور ناخوشی میں اور تجھ پر کسی کو ترجیح دی جائے (تیرا حق تلف کیا جائے) ہر صورت میں امیر کی بات کو سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے۔

تشریح:

"السمع والطاعة" یعنی امام عادل کی بات غور سے سنو اور پھر اس پر عمل کرو اور امیر کی نافرمانی نہ کرو "فی عسرک ویسرک" تنگی کی حالت کو عسر کہا گیا اور وسعت کی حالت کو یسر کہا گیا یعنی مالداری اور مفلسی دونوں حالتوں میں امیر کی اطاعت کرو "ومنشطک" یعنی نشاط کی حالت میں بھی اطاعت کرو "ومکرھک" یعنی حالت مشقت اور ناموافق حالت میں بھی اطاعت کرو ای فی حالة النشاط وفی حالة المشقة۔ "واثرة علیک" ہمزہ پر زبر ہے ث اور را پر زبر ہے ترجیح کو کہتے ہیں کہ ایک کو منصب دیا دوسرے کو نہیں دیا اس حدیث میں ان الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ تم امراء اور حکام کی اطاعت کرو اگرچہ یہ حکام بالکل دنیا پرست ہوں اور دنیا کے پیچھے لگے ہوں اور تم کو تمہارا حق نہیں دیتے ہو بس تم اپنا ذمہ صاف رکھو اللہ تعالیٰ مہربان

بادشاہ ہے وہ ثواب عطا کرے گا۔

۴۷۵۲۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَا فِي الْحَدِيثِ: عَبْدًا حَبَشِيًّا مُجَدَّعَ الْأَطْرَافِ،

اس طریق سے بھی مذکورہ بالا روایت مروی ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں کٹا ہوا حبشی غلام ہی امیر کیوں نہ ہو۔

تشریح:

"عبدا حبشیا" یعنی کالا کلوٹا غلام کیوں نہ ہو "مجدع الاطراف" ای مقطوع الاطراف من الانف والاذن ونحوهما یعنی کان کٹا ہو ناک کٹی ہو ہونٹ کٹے ہوئے ہوں اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں کٹی ہوئی کیوں نہ ہوں اس کی اطاعت کرو بشرطیکہ وہ تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق چلا رہا ہو۔

سوال: یہاں پر سوال یہ ہے کہ غلام کو بادشاہ بنانا جائز نہیں ہے یہاں اس کی اطاعت کی اس طرح حکم کیوں دیا جا رہا ہے؟

جواب: اس سوال کا ایک جواب یہ ہے کہ اس سے وہ ظالم بادشاہ مراد ہے جو اگر چہ غلام ہو مگر اس نے زبردستی حکومت پر قبضہ کرلیا ہو، دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ کلام فرضی ہے کہ فرض کرلو اگر اس طرح غلام بھی مسلط ہو جائے ان کی اطاعت بھی کرو یہ سب کچھ اطاعت اس وقت تک ہے جب کہ وہ بادشاہ عادل ہو اور اس نے شریعت کو نافذ کیا ہو اور کافر و فاسق بادشاہ مراد نہیں ہے جب کفر بواح نظر آجائے تو بغاوت کرنا جائز ہے نماز نہ پڑھنا اور اس کا اہتمام نہ کرنا عوام الناس کو اس کا پابند نہ بنانا کفر بواح ہے پھر بغاوت جائز ہے آج کل دنیا کے تمام مسلمان بادشاہ اسی طرح ہے ان سے فسخ العقد لازم ہے الا یہ کہ بڑا فتنہ برپا ہونے کا خطرہ ہو۔

۴۷۵۳۔ وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، كَمَا قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ: عَبْدًا مُجَدَّعَ الْأَطْرَافِ

اس طریق سے بھی مذکورہ بالا روایت مروی ہے لیکن اس میں یہ ہے کہ خواہ اعضاء بریدہ غلام ہی امیر کیوں نہ ہو۔

۴۷۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ:

سَمِعْتُ جَدَّتِي، تُحَدِّثُ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَهُوَ يَقُولُ: وَلَوِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ، فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا

حضرت یحیٰ بن حصین سے روایت ہے کہ میں نے اپنے دادا کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے حجۃ الوداع میں خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے: اگر تم پر کسی غلام کو عامل مقرر کیا جائے اور وہ تمہیں کتاب اللہ کے مطابق حکم دے تو اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔

٤٧٥٥ - وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: عَبْدًا حَبَشِيًّا،

اسی سند کے ساتھ بھی مذکورہ بالا حدیث منقول ہے لیکن اس میں یہ ہے کہ وہ حبشی غلام ہو۔

٤٧٥٦ - وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ شُعْبَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: عَبْدًا حَبَشِيًّا مُجَدَّعًا،

اسی مذکورہ بالا حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے اس میں اعضاء کٹے ہوئے حبشی غلام فرمایا ہے۔

٤٧٥٧ - وحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَذْكُرْ: حَبَشِيًّا مُجَدَّعًا، وَزَادَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى، أَوْ بِعَرَفَاتٍ

اسی مذکورہ حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے اس میں اعضاء کٹے ہوئے حبشی کا ذکر نہیں کیا لیکن اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے منیٰ یا عرفات میں سنی۔

٤٧٥٨ - وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ الْحُصَيْنِ، قَالَ: سَمِعْتُهَا تَقُولُ: حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا كَثِيرًا: ثُمَّ سَمِعْتُهُ، يَقُولُ: إِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ حَسِبْتُهَا قَالَتْ: أَسْوَدُ يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ، فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا.

حضرت ام الحصین سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں حج کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے لمبی گفتگو اور نصائح فرمائیں۔ پھر میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اگر تم پر اعضاء کٹے ہوئے (راوی کہتا ہے) میں نے گمان کیا کہ اس نے سیاہ بھی کہا غلام کو حاکم بنا دیا جائے جو تمہیں اللہ کی کتاب کے ساتھ حکم دے تو اس

کی بات سنو اور اطاعت کرو۔

۴۷۵۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان مرد پر (حاکم) کی بات سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند ہو۔ سوائے اس کے کہ اسے کسی گناہ کا حکم دیا جائے۔ پس اگر اسے معصیت و نافرمانی کا حکم دیا جائے تو نہ اس کی بات سننا لازم ہے اور نہ طاعت۔

۴۷۶۰۔ وَحَدَّثَنَاهُ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا روایت ہی کی مثل حدیث منقول ہے۔

۴۷۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جَيْشًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا، فَأَوْقَدَ نَارًا، وَقَالَ: ادْخُلُوهَا، فَأَرَادَ نَاسٌ أَنْ يَدْخُلُوهَا، وَقَالَ الْآخَرُونَ: إِنَّا قَدْ فَرَرْنَا مِنْهَا، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِلَّذِينَ أَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا: لَوْ دَخَلْتُمُوهَا لَمْ تَزَالُوا فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَقَالَ لِلْآخَرِينَ قَوْلًا حَسَنًا، وَقَالَ: لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس پر ایک آدمی کو امیر مقرر فرمایا، اس نے آگ جلائی اور لوگوں سے کہا کہ اس میں داخل ہو جاؤ، تو بعض لوگوں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور دوسروں نے کہا: ہم اسی آگ سے تو بھاگے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا: جنہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا کہ اگر تم اس میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اسی میں ہی رہتے اور دوسروں کے لیے اچھی بات فرمائی اور فرمایا: اللہ کی نافرمانی میں اطاعت نہیں ہے۔ اطاعت تو نیکی میں ہوتی ہے۔

تشریح:

"رجلا من الانصار" بعض شارحین نے کہا ہے کہ یہ شخص حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ تھے لیکن علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث میں تصریح ہے کہ یہ صحابی انصار مدینہ میں سے تھے حالانکہ عبداللہ بن حذافہ قریش میں سے تھے انصاری نہیں تھے تو ممکن ہے کہ یہ کوئی اور شخص تھا جس کا تعین نہیں ہوسکا، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے کسی غصہ کے نتیجہ میں اپنے ماتحت صحابہ سے فرمایا کہ لکڑی جمع کرو اور آگ جلادو جب ان کے حکم پر عمل کیا گیا تو انہوں نے کہا اس آگ میں چھلانگ لگادو صحابہ نے انکار کیا پھر ان کا غصہ بھی ٹھنڈا ہوگیا اور قصہ ختم ہوگیا۔

سوال: اب شارحین نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ اس صحابی نے ایسا کیوں کیا؟

جواب: اس سوال کا جواب تو اس حدیث میں ہے کہ یہ امیر غصہ ہوگئے تھے اس وجہ سے انہوں نے ایسا کیا۔ دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس امیر نے اپنے ساتھیوں کا امتحان کرنا چاہا کہ آیا ان میں اطاعت ہے یا نہیں، تیسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس امیر پر مذاق کا بہت غلبہ تھا تو اس نے بطور مذاق ایسا کیا، بہرحال آگ میں مسلمانوں کو ڈالنے اور جلانے کا حکم معصیت اور گناہ کا حکم تھا اس لیے آنحضرت نے فرمایا کہ امیر اور حاکم کا حکم ماننا نیک کام میں واجب ہوتا ہے معصیت میں اطاعت جائز نہیں ہے ایک حدیث میں ہے "لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق"

۴۷۶۲ - وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، وَتَقَارَبُوا فِي اللَّفْظِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً، وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْمَعُوا لَهُ وَيُطِيعُوا، فَأَغْضَبُوهُ فِي شَيْءٍ، فَقَالَ: اجْمَعُوا لِي حَطَبًا، فَجَمَعُوا لَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَوْقِدُوا نَارًا، فَأَوْقَدُوا، ثُمَّ قَالَ: أَلَمْ يَأْمُرْكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَسْمَعُوا لِي وَتُطِيعُوا؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَادْخُلُوهَا، قَالَ: فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، فَقَالُوا: إِنَّمَا فَرَرْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ، فَكَانُوا كَذَلِكَ، وَسَكَنَ غَضَبُهُ، وَطُفِئَتِ النَّارُ، فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ،

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر کو بھیجا اور ان پر ایک انصاری کو امیر مقرر فرمایا

اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس کی بات سنیں اور اطاعت کریں۔انہوں نے امیر کو کسی بات کی وجہ سے ناراض کر دیا تو امیر نے کہا: میرے پاس لکڑیاں جمع کرو،انہوں نے لکڑیاں جمع کر دیں، پھر کہا: آگ جلاؤ تو انہوں نے جلادی، پھر کہا: کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے میرے حکم کو سننے اور اطاعت کرنے کا حکم نہیں دیا تھا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔تو اس نے کہا: آگ میں کود پڑو۔تو انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور کہا: ہم آگ سے بھاگ کر ہی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ہیں اور اسی بات پر ڈٹ گئے۔اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور آگ بجھادی گئی۔جب وہ واپس آئے تو انہوں نے اس بات کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ اس میں داخل ہو جاتے تو اس سے (قیامت تک) نکل نہ سکتے۔اطاعت تو نیکی میں ہی ہوتی ہے۔

٤٧٦٣ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

اس طریق سے بھی مذکورہ بالا روایت ہی کی مثل حدیث منقول ہے۔

٤٧٦٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَعَلَى أَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَعَلَى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَعَلَى أَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا، لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ،

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے تنگی اور آسانی میں، پسند و ناپسند میں اور اس بات پر کہ ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے، آپ ﷺ کی بات سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کی اور اس بات پر بیعت کی کہ ہم حکام سے حکومت کے معاملات میں جھگڑا نہ کریں گے اور اس بات پر بیعت کی کہ ہم جہاں بھی ہوں گے حق بات ہی کہیں گے۔اللہ کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ رکھیں گے۔

تشریح:

''المنشط والمکرہ''یعنی وسعت اور تنگی کی حالت میں بھی اور خوشی اور ناخوشی کی حالت میں بھی اور حکومت کے معاملہ میں ہم پر ترجیح دینے کی حالت میں بھی ہم اطاعت امیر میں کوتاہی نہیں کریں گے''وان لا ننازع''یعنی حکومت دینے نہ دینے کے معاملہ میں ہم کسی جھگڑے میں نہیں پڑیں گے چنانچہ انصار نے اس پر خوب عمل کیا اسلام کے لیے بڑی قربانی دینے کے باوجود کیا حکومت میں حصہ نہیں لیا اور نہ تنازع کیا اس حدیث میں جس بیعت کا ذکر ہے شارحین نے لکھا ہے کہ یہ''لیلة العقبہ''کی

بیعت تھی اور ممکن ہے کہ ہجرت کے بعد کسی اور موقع میں یہ بیعت لی گئی ہو، بہرحال یہ بیعت علی الاعمال ہے ایک بیعت اسلام ہوتی ہے دوسری بیعت علی الجہاد ہوتی ہے تیسری بیعت علی الخلافۃ ہوتی ہے اور چوتھی بیعت علی الاعمال الصالحہ ہوتی ہے جو آج تک اہل حق علماء اور اولیاء اور صوفیا میں رائج ہے۔

٤٧٦٥ ۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ إِدْرِيسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ، فِي هَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ،

اس سند کے ساتھ یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔

اطاعت امیر لازم ہے جب کہ وہ مسلمان ہو

٤٧٦٦ ۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ، عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ الْهَادِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِيهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ إِدْرِيسَ

ان اسانید سے بھی مذکورہ بالا روایت ہی کی مثل روایت نقل کی گئی ہے۔

تشریح:

"بایعنا" یعنی ہم نے آنحضرت کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہاں یہ لفظ بیعت کے بجائے معاہدہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے" ای عاهدنا "السمع" حاکم اور امیر کے کلام کے سننے کے معنی میں ہے"والطاعة" حاکم اور امیر کے ارشاد کردہ کلام پر عمل کرنے اور اس کو ماننے کے لیے"الطاعۃ" کا لفظ آیا ہے"العسر والیسر" یعنی سختی اور تنگی دونوں حالتوں میں اطاعت کا حکم دیا ہے۔

"المنشط" یہ لفظ نشاط سے ہے خوشی کے لیے استعمال ہوتا ہے یہ صیغہ یا مصدر میمی بمعنی نشاط ہے اور یا ظرف زمان ہے یعنی خوشی اور نشاط کے وقت بھی اطاعت کرے۔ یا یہ صیغہ ظرف مکان کے لیے ہے یعنی خوشی اور نشاط کے مقام میں بھی اطاعت ہے۔

"والمکرہ" یہ صیغہ بھی یا مصدر میمی ہے یعنی ناخوشی میں، یا یہ ظرف زمان یعنی ناخوشی کے وقت اور زمانہ میں، یا یہ ظرف مکان ہے یعنی ناخوشی کے مقام و مکان میں بھی اطاعت کرے"

وعلی اثرۃ علینا "اثرہ ہمزہ اور ثا پر زبر ہے یہ ایثار سے ترجیح کے معنی میں ہے مطلب یہ ہے کہ ہم نے آنحضرت ﷺ سے یہ عہد بھی کیا کہ اگر ہم انصار پر کسی اور کو امور خلافت و امارت اور اعطاء اموال و مناصب میں ترجیح دیدی گئی تو ہم صبر کریں گے اور

صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے۔

آنحضرت ﷺ نے انصار سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تمہارے ساتھ ترجیح کا سلوک کیا جائے گا تم صبر کرو چنانچہ یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی اور امور خلافت میں انصار سامنے نہیں آئے اور انہوں نے بھی اپنے پیارے رسول کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا اس کو خوبی سرانجام دیا۔ فرضی اللہ عنہم وعن جمیع الصحابۃ "وعلی ان لا ننازع" اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم امور خلافت وامارت کی خواہش میں کسی کے خلاف علم بغاوت بلند نہیں کریں گے جو کوئی حاکم ہم پر مقرر کر دیا گیا ہم ان کی اطاعت کریں گے چنانچہ انصار نے ان جھگڑوں میں قطعاً حصہ نہیں لیا جو اس وقت کھڑے ہوگئے تھے۔

"الا ان تروا کفرا بواحا" کفر بواح کا مطلب یہ ہے کہ جب ظاہر کفر دیکھ لو تو پھر اس کافر کو منصب امامت سے معزول کرو ورنہ نہیں، احادیث میں ترک صلوۃ کو بھی کفر بواح کے درجہ میں شمار کیا گیا ہے لہٰذا جو حاکم نمازوں کی اقامت اور اہتمام نہیں کرتا اور ملک میں نظام الصلوۃ رائج نہیں کرتا اس کو معزول کرنا ضروری ہے۔ ملا علی قاری مرقات میں لکھتے ہیں

ولو طرأ علیہ الکفر انعزل وکذا لو ترک اقامۃ الصلوۃ والدعاء الیہا وکذا البدعۃ (مرقات جلد ۷ ص ۲۰۱)

بدعت سے مراد بدعت مکفرہ ہے کفر بواح میں یہ بھی آتا ہے کہ ایک حاکم اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے قرآن کو معطل کر دے اور اس کی جگہ انسان کے وضع کردہ قوانین نافذ کر دے جیسا کہ اس وقت دنیا میں مسلمان حکومتوں کے بادشاہوں کا حال ہے قال اللہ تعالیٰ ﴿ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون﴾

۴۷۶۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهْبِ بْنِ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَمِّي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنِي بُكَيْرٌ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِيضٌ، فَقُلْنَا: حَدِّثْنَا أَصْلَحَكَ اللَّهُ، بِحَدِيثٍ يَنْفَعُ اللَّهُ بِهِ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: دَعَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ، فَكَانَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا: أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا، وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا، وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، قَالَ: إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللَّهِ فِيهِ بُرْهَانٌ.

حضرت جنادہ بن امیہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور وہ بیمار تھے۔ ہم نے کہا: اللہ آپ کو تندرست کرے ہم سے کوئی ایسی حدیث بیان کریں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو اور اللہ اس کے ذریعہ (ہمیں) نفع عطا فرمائے۔ تو انہوں نے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بلایا ہم نے آپ ﷺ

سے بیعت کی اور جن امور کی آپ ﷺ سے ہم نے بیعت کی وہ یہ تھے۔، ہم نے بات سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کی کہ اپنی خوشی اور ناخوشی میں، تنگی اور آسانی میں اور ہم پر ترجیح دیئے جانے پر اور اس بات پر کہ ہم حکام سے جھگڑا نہ کریں گے سوائے اس کے کہ ہم کفر واضح دیکھیں اور تمہارے پاس اس کے کفر ہونے پر اللہ کی طرف سے کوئی دلیل موجود ہو۔

باب الامام جنة يقاتل من ورائه ويتقى به

وقت کا بادشاہ ڈھال ہوتا ہے اس کی آڑ میں جنگ لڑی جاتی ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٤٧٦٨ ـ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ، يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ، وَيُتَّقَى بِهِ، فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَدَلَ، كَانَ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرٌ، وَإِنْ يَأْمُرْ بِغَيْرِهِ كَانَ عَلَيْهِ مِنْهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: امام (خلیفہ) ڈھال ہے ۔ اسی کے پیچھے سے لڑا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے امان دی جاتی ہے۔ پس اگر اللہ کے تقویٰ کا حکم کرے اور عدل وانصاف کرے اور اس کی وجہ سے اس کے لیے ثواب ہوگا اور اگر وہ اس کے علاوہ (برائی) کا حکم کرے تو یہ اس پر وبال ہوگا۔

تشریح:

"عن مسلم" یہ تیسری حدیث ہے کہ امام مسلم کے شاگرد ابراہیم بن سفیان نے امام سے نہیں سنی بلکہ بطور اجازت نقل کی ہے اس لیے "عن مسلم" کے لفظ سے اس کو نقل کیا ہے علامہ نووی نے مقدمہ مسلم میں اس پر بھرپور کلام کیا ہے۔ "جنة" جیم پر ضمہ ہے ڈھال کو کہتے ہیں جو جنگ کے وقت کام آتا ہے "یتقی" یہ بچاؤ کے معنی میں ہے یعنی عادل بادشاہ دشمن کے مقابلہ میں بمنزلہ ڈھال آگے ہوتا ہے اور اس کی قیادت میں مسلمان مجاہدین دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں اگر امام عادل نے اپنی ذمہ داری پوری کی تو ان کو ثواب ملے گا اور اگر کوتاہی کی تو اس کو سزا ملے گی آج کل حکمران بزدل ہوگئے بے دین ہوگئے ان میں ڈھال بننے کی صلاحیت نہیں ہے اس لیے مجاہدین نجی طور پر جہاد کرتے ہیں۔

باب وجوب الوفاء بیعة الخلفاء الاول فالاول

ترتیب کے ساتھ یکے بعد دیگرے خلفاء کی اطاعت واجب ہے

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

٤٧٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: قَاعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِينَ فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَتَكُونُ خُلَفَاءُ فَتَكْثُرُ، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ، فَالْأَوَّلِ، وَأَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ،

حضرت ابوحازم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں پانچ سال تک حضرت ابو ہریرہ کیساتھ رہا۔ تو میں نے ان کو نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کرتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کرتے تھے۔ جب کوئی نبی وفات پاجاتا تو اس کا خلیفہ ونائب نبی ہوتا تھا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور عن قریب میرے بعد خلفاء ہوں گے اور وہ بہت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جس کے ہاتھ پر پہلے بیعت کرلو اسے پورا کرو۔ بیشک اللہ ان سے ان کی رعایا کے بارے میں سوال کرنے والا ہے۔

٤٧٧٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ فُرَاتٍ، عَنْ أَبِيهِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

اس طریق سے بھی مذکورہ بالا روایت ہی کی مثل حدیث نقل کی گئی ہے۔

٤٧٧١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، وَوَكِيعٌ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِي أَثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ تَأْمُرُ

مَنْ أَدْرَكَ مِنَّا ذٰلِكَ؟ قَالَ: تُؤَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ، وَتَسْأَلُونَ اللّٰهَ الَّذِي لَكُمْ

اسی حدیث کی مزید اسناد ذکر کی ہیں۔ حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عن قریب میرے بعد حقوق تلف کیے جائیں گے اور ایسے امور پیش آئیں گے جنہیں تم ناپسند کرتے ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں جو یہ زمانہ پائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر کسی کا جو حق ہو وہ ادا کردو اور اپنے حقوق تم اللہ سے مانگتے رہنا۔

٤٧٧٢ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ، قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، وَالنَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ، فَأَتَيْتُهُمْ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَاءَهُ، وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ، وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشَرِهِ، إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصَّلَاةَ جَامِعَةً، فَاجْتَمَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هٰذِهِ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا، وَسَيُصِيبُ آخِرَهَا بَلَاءٌ، وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا، وَتَجِيءُ فِتْنَةٌ فَيُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهِ مُهْلِكَتِي، ثُمَّ تَنْكَشِفُ وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ، فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهِ هٰذِهِ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ، وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ، وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ، وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطِعْهُ إِنِ اسْتَطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخَرِ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَنْشُدُكَ اللّٰهَ آنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَأَهْوَى إِلَى أُذُنَيْهِ، وَقَلْبِهِ بِيَدَيْهِ، وَقَالَ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ، وَوَعَاهُ قَلْبِي، فَقُلْتُ لَهُ: هٰذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ، يَأْمُرُنَا أَنْ نَأْكُلَ أَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ، وَنَقْتُلَ أَنْفُسَنَا، وَاللّٰهُ يَقُولُ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا) قَالَ: فَسَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدرب کعبہ سے مروی ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ ان کے ارد گرد جمع تھے۔ میں ان کے پاس آیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔ تو عبداللہ نے کہا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ہم ایک جگہ رکے۔ ہم میں سے بعض نے اپنا خیمہ لگانا شروع کر دیا اور بعض تیر اندازی کرنے لگے اور بعض وہ تھے جو جانوروں میں ٹھہرے رہے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے آواز دی: الصلوۃ جامعۃ (یعنی نماز کا وقت ہو گیا ہے) تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے۔ تو آپ نے فرمایا: میرے سے قبل کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جس کے ذمہ اپنے علم کے مطابق اپنی امت کی بھلائی کی طرف رہنمائی لازم نہ ہو اور برائی سے اپنے علم کے مطابق انہیں ڈرانا لازم نہ ہو اور بے شک تمہاری اس امت کی عافیت ابتدائی حصہ میں ہے اور اس کا آخر ایسی مصیبتوں اور امور میں مبتلا ہوگا جسے تم ناپسند کرتے ہو اور ایسا فتنہ آئے گا جس کا ایک حصہ دوسرے کو کمزور کر دے گا اور ایسا فتنہ آئے گا کہ مؤمن کہے گا یہ میری ہلاکت ہے۔ پھر وہ ختم ہو جائے گا اور دوسرا ظاہر ہوگا تو مؤمن کہے گا: یہی میری ہلاکت کا ذریعہ ہوگا۔ جس کو یہ بات پسند ہو کہ اسے جہنم سے دور رکھا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو چاہیے کہ اس کی موت اس حالت میں آئے کہ وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ اس معاملہ سے پیش آئے جس کے دیئے جانے کو اپنے لیے پسند کرے اور جس نے امام کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر دل کے اخلاص سے بیعت کی تو چاہیے کہ اپنی طاقت کے مطابق اس کی اطاعت کرے اور اگر دوسرا شخص اس سے جھگڑا کرے تو دوسرے کی گردن مار دو۔ راوی کہتا ہے پھر میں عبداللہ کے قریب ہو گیا اور ان سے کہا: میں تجھے اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں اور دل کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا: میرے کانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور میرے دل نے اسے محفوظ رکھا۔ تو میں نے ان سے کہا: یہ آپ کے چچا زاد بھائی معاویہ ہمیں اپنے اموال کو ناجائز طریقے پر کھانے اور اپنی جانوں کو قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اللہ کا ارشاد ہے۔ ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے اموال کو ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ ایسی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے کی جائے اور نہ اپنی جانوں کو قتل کرو۔ بے شک اللہ تم پر رحم فرمانے والا ہے"۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کچھ دیر کے لیے خاموش رہے پھر مانے لگے۔ اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی میں ان کی نافرمانی کرو۔

تشریح:

''خباء ہ'' خیمہ کو خباء کہتے ہیں ''ینتضل'' یہ انتضال سے ہے تیر اندازی کو کہتے ہیں ''جشرہ'' جانوروں کے چرانے اور لانے لیجانے کو کہتے ہیں جانوروں کی خدمت مراد ہے ''فی اولھا'' یعنی اس امت کے ابتدائی حصہ میں عافیت اور امن ہوگا اس سے صحابہ کا دور مراد ہے اور خیر القرون کا زمانہ بھی اس میں داخل ہو سکتا ہے جو تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ ہے ''آخرھا'' اس سے

اس امت کا آخری دور مراد ہے جس میں فتنوں کا زور ہوگا جیسے آج کل اس کا مشاہدہ ہے۔

"فیرقق" یہ ترقیق سے ہے نرمی کو کہتے ہیں یعنی ایک فتنہ دوسرے کو نرم کر کے دکھا دے گا مطلب یہ ہے کہ ہر آنے والا فتنہ اتنا بڑا ہوگا کہ وہ اس سے پہلے گزرے ہوئے فتنہ کو چھوٹا اور آسان دکھائے گا۔

"ھذا مھلکتی" یعنی یہ فتنہ تو میری تباہی ہے جب وہ اٹھ کر چلا جائے گا اور دوسرا فتنہ آجائے گا تو مؤمن کہے گا کہ فتنہ تو یہی ہے جی ہاں یہی ہے "ھذہ ھذہ" کا مطلب یہی ہے "ولتات الی الناس" یعنی لوگوں کے ساتھ وہی معاملہ رکھنا چاہیے جس کو لوگ پسند کرتے ہوں "صفقۃ یدہ" اس سے امام کی بیعت مراد ہے "وثمرۃ قلبہ" اس سے وقت کے امام کی اطاعت کا وعدہ مراد ہے مقصد اخلاص ہے۔

"ابن عمک معاویۃ" حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی اس حدیث کو جب اس سامع نے سن لی جس کا نام عبدالرحمٰن تھا تو اس نے سمجھا کہ ان وعیدات کا مصداق تو حضرت معاویہ ہے کیونکہ اس نے حضرت علی کی خلافت کا انکار کیا ہے خود خلافت کا دعویٰ کیا ہے اور پہلے خلیفہ کے خلاف تنازعہ کھڑا کیا ہے اور لڑائی پر اتر آیا ہے اور مسلمانوں کے اموال کو اپنی فوجوں پر تقسیم کر رہا ہے جو باطل طریقہ سے لوگوں کے اموال کو ضائع کرنا ہے اور ناحق لوگوں کو قتل کروا رہا ہے تو یہ معاویہ خود اس کا مستحق ہے کہ اس کو قتل کیا جائے، حضرت عبداللہ بن عمرو نے جب اس شخص کا کلام سنا تو کچھ دیر تک سر جھکا کر خاموش رہے اور پھر فرمایا کہ بھائی معاویہ کی اچھی باتوں میں ان کی اطاعت کرو اور برائی اور معصیت میں ان کی مخالفت کرو مزید جھگڑوں کا میدان گرم نہ ہو۔ علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اس جملے سے معلوم ہوا کہ جمہور کے اجماع کے بغیر اور عہد معاہدہ کے بغیر جو دو خلیفے زبردستی مسلط ہوگئے تو دونوں کی اطاعت واجب ہے اس لیے عبداللہ بن عمرو نے اطاعت کی بات کی ہے حضرت معاویہ خاندانی طور پر حضرت عبداللہ بن عمرو کے چچازاد بھائی تھے اس لیے اس شخص نے اس کو چچازاد بھائی سے یاد کیا۔

٤٧٧٣۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ،

یہ حدیث ان دو اسناد سے بھی مذکورہ بالا حدیث ہی کی طرح روایت کی گئی ہے۔

٤٧٧٤۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُنْذِرِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ

الصَّائِدِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ جَمَاعَةً عِنْدَ الْكَعْبَةِ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ

حضرت عبدالرحمٰن بن عبد رب کعبہ صاعدی سے روایت ہے کہ میں نے ایک جماعت کو کعبہ کے پاس دیکھا۔ بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔

بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّبْرِ عِنْدَ ظُلْمِ الْوُلَاةِ

حکام کے ظلم کے وقت صبر کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٤٧٧٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَلَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا؟ فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ،

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے رسول اللہ ﷺ سے خلوت میں عرض کیا: کیا آپ ﷺ مجھے فلاں آدمی کی طرح عامل مقرر نہیں فرما دیتے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے بعد عن قریب اپنے اوپر ترجیح کو پاؤ تو صبر سے کام لینا۔ یہاں تک کہ مجھ سے حوض (کوثر) پر ملاقات کرو۔

٤٧٧٦ ـ وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يُحَدِّثُ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَلَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ،

حضرت انس، حضرت اسید بن حضیر روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری نے رسول اللہ ﷺ سے خلوت میں عرض کیا۔ بقیہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح ہے۔

٤٧٧٧ ـ وحَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَقُلْ: خَلَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس سند کے ساتھ بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے لیکن اس میں خلوت رسول اللہ کا ذکر نہیں ہے۔

بَابٌ فِي طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ وَإِنْ مَنَعُوا الْحُقُوق

حکام کی اطاعت کا بیان اگر چہ وہ حق تلفی کریں

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٤٧٧٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلَ سَلَمَةُ بْنُ يَزِيدَ الْجُعْفِيُّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ قَامَتْ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ يَسْأَلُونَا حَقَّهُمْ وَيَمْنَعُونَا حَقَّنَا، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ، فَجَذَبَهُ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ، وَقَالَ: اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا، وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ.

حضرت علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلمٰی بن یزید جعفی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ اس بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں کہ اگر ہم پر ایسے حاکم مسلط ہو جائیں جو ہم سے اپنے حقوق تو مانگیں اور ہمارے حقوق کو روک لیں۔ آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا۔ اس نے آپ ﷺ سے پھر پوچھا۔ آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا۔ پھر اس نے دوسری یا تیسری مرتبہ پوچھا تو اسے اشعث بن قیس نے کھینچ لیا اور کہا: اس کی بات سنو اور اطاعت کرو کیونکہ ان پر ان کا بوجھ اور تمہارے اوپر تمہارا بوجھ ہے۔

٤٧٧٩ـ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَقَالَ: فَجَذَبَهُ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ

اس سند کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے۔ اس روایت میں یہ ہے کہ اسے حضرت اشعث بن قیس نے کھینچا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان کی بات سنو اور اطاعت کرو کیونکہ ان کا بوجھ ان پر اور تمہارا بوجھ تمہارے اوپر ہے۔

باب وجوب جماعۃ المسلمین عند ظهور الفتن

فتنوں کے زمانہ میں اہلِ حق جماعت کے ساتھ وابستہ رہنا واجب ہے

اس باب میں امام مسلم نے بارہ احادیث کو بیان کیا ہے

۴۷۸۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَضْرَمِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهَذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقُلْتُ: هَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ، قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: قَوْمٌ يَسْتَنُّونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي، وَيَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ، فَقُلْتُ: هَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: نَعَمْ، قَوْمٌ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَمَا تَرَى إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ، فَقُلْتُ: فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ: فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ عَلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ

حضرت حذیفہ بن یمان سے مروی ہے کہ صحابہ کرام تو رسول اللہ ﷺ سے خیر و بھلائی کے متعلق سوال کرتے تھے اور میں برائی کے بارے میں اس خوف کی وجہ سے کہ وہ مجھے پہنچ جائے، سوال کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت اور شر میں تھے۔ اللہ ہمارے پاس یہ بھلائی لائے۔ تو کیا اس بھلائی کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور اس خیر میں کچھ کدورت ہوگی۔ میں نے عرض کیا: کیسی کدورت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری سنت کے علاوہ کو سنت سمجھیں گے اور میری ہدایت کے علاوہ کو ہدایت جان لیں گے۔ تو ان کو پہچان لے گا اور نفرت کرے گا۔ میں نے عرض کیا: کیا اس خیر کے بعد کوئی برائی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہو کر جہنم کی طرف بلایا جائے گا۔ جس نے ان کی دعوت کو قبول کرلیا وہ اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے لیے ان کی صفت بیان فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! وہ ایسی قوم ہوگی جو ہمارے رنگ جیسی ہوگی اور ہماری زبان میں ہی گفتگو کرے گی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

اگر یہ مجھے ملے تو آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کی جماعت کو اور ان کے امام کو لازم کر لینا۔ میں نے عرض کیا: اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو، اور نہ ہی کوئی امام (تو کیا کروں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ان تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جانا اگر چہ تجھے موت کے آنے تک درخت کی جڑوں کو منہ میں پکڑ کر کاٹنا پڑے اور تو اسی حالت میں موت کے سپرد ہو جائے۔

تشریح:

"فی جاھلیۃ "ان جاہلیت سے مراد اسلام سے پہلے کا زمانہ ہے جس میں کفر بھی تھا شرک بھی تھا اوہام پرستی بھی تھی اور فحاشی کا بھر پور ماحول تھا"وشر "اس شر سے مراد اضطرابات واختلافات کینہ وحسد اور قتل وغارت گری ہے کفر کے ساتھ شر اور فساد لازم ہے "بھذا الخیر "اس سے مراد ایمان اور صحیح عقیدہ اور اسلام ہے جس میں امن وامان اور اتحاد واتفاق ہوتا ہے اور تقویٰ اور پاکیزگی کا ماحول ہوتا ہے یہ خلفاء ثلاثہ کا زمانہ تھا"شر "یعنی اس اتحاد واتفاق کے ماحول کے بعد مسلمانوں کے درمیان خون خرابہ اور اختلافات واضطرابات ظاہر ہوں گے"قال نعم "اس سے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلافات اور قتل وقتال کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے"من خیر "یعنی ان اختلافات اور اضطرابات کے بعد پھر امن کا ماحول قائم ہوگا۔

"قال نعم "یعنی امن واتحاد واتفاق کا دور پھر آئے گا تاہم اس میں کچھ کدورتیں ہوں گی۔اس دور سے کونسا دور مراد ہے؟اس کی تعیین میں شارحین کی دو آراء ہیں قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ خیر کے اس دور سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دور مراد ہے دیگر شارحین اور صاحب منۃ المنعم کی رائے یہ ہے کہ اس دور سے حضرت معاویہ کی خلافت کا زمانہ مراد ہے جس وقت حضرت علی اور حضرت حسن کی خلافت ختم ہوگئی یہ بات زیادہ واضح معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگلا جملہ اس مفہوم کے مطابق ہے"وفیہ دخن" یعنی اس دور میں کدورتیں ہوں گی۔"الدخن بفتحتین قیل ھو الحقد وقیل ھو الدغل وقیل ھو الفساد فی القلب وقیل ھو کل امر مکروہ "بہرحال ان تمام معانی کا مطلب ایک ہی ہے وہ یہ کہ یہ دور خالص اخلاص پر مبنی نہیں ہوگا بلکہ لوگوں میں کچھ کدورتیں ہوں گی چنانچہ اسی دور میں روافض اور شیعہ پیدا ہو گئے اسی میں خوارج ومعتزلہ نے سر اٹھایا یہ پس منظر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں نہیں تھا لہٰذا ان جملوں کا مصداق حضرت معاویہ کا دور خلافت ہے۔"قوم یستنون "یعنی لوگ میری سنتوں پر نہیں چلیں گے شارحین کہتے ہیں"قوم"کے لفظ سے حکام مراد ہیں کیونکہ اگلی روایت میں اس قوم کو ائمہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے"یستنون "یہ سنت اپنانے کو کہتے ہیں یہاں یمشون کے معنی میں ہے جس سے چلنا مراد ہے۔

"تعرف منھم" یعنی ان کے کچھ کام تو اچھے ہوں گے عدل وانصاف والے ہوں گے" وتنکر " یعنی کچھ منکر اور نا آشنا کرو، بدعت والے کام ہوں گے جس کو تم پسند نہیں کرو گے شارحین لکھتے ہیں کہ اس سے بنوامیہ کے طویل دور خلافت کی طرف اشارہ ہے کچھ نے بہت اچھے کام کیے اور کچھ نے بہت برے کام کیے آخر یزید اور پھر ولید فاسق جیسے بھی ان میں گزرے ہیں اور حضرت عمر بن عبد العزیز جیسے عادل بھی ان میں گزرے ہیں۔ بہر حال اس سے پہلے میں لکھ چکا ہوں کہ قاضی عیاض کی تشریح کے مطابق یہ دور عمر بن عبد العزیز کے بعد کا دور ہے لیکن دیگر شارحین نے اس دور کو بنوامیہ کا طویل دور مراد لیا ہے۔

" دعاۃ علی ابو اب جھنم " یعنی فتنہ وفساد کی طرف بلانے والے ہوں گے عصبیت بدعت اور قومیت کی جاہلانہ حمایت کے حامی ہوں گے گویا کہ جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہیں جیسے خوارج کے امراء ہوئے معتزلہ کے بادشاہ ہوئے اور قرامطہ آغاخانی اور روافض کے حکمران ہوئے یہ لوگ عوام الناس کو گمراہ کرنے کے لیے دوزخ کے دروازوں پر بیٹھے ہوئے دوزخ کی طرف بلا رہے ہیں دعاۃ کا مفرد داع ہے بلانے والا۔" صفھم لنا " یعنی ان کی صفت ووضاحت فرمائیں کہ یہ کس قماش کے لوگ ہوں گے "من جلدتنا" ای من ابناء العرب او من قومنا المسلمین و من اھل ملتنا الاسلام۔

"بالسنتا" یعنی ہماری زبان بولیں گے اور کلمہ توحید کا اقرار کریں گے۔"جماعۃ المسلمین " یعنی مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑ کر اہل حق کے ساتھ وابستہ رہو اور مسلمانوں کے خلیفہ کی اطاعت کرو اگر خلیفہ کا وجود نہ ہو تو ان تمام فرقوں سے الگ تھلگ ہو کر گھر کی چار دیواری میں بیٹھ جاؤ۔ یہاں جماعۃ المسلمین سے اہل حق کی وہ جماعت مراد ہے جن کو اہل السنۃ والجماعۃ کہتے ہیں یعنی موت تک اسی اہل حق کے ساتھ وابستہ رہو۔"تعض " دانتوں میں دبا کر کسی چیز کو مضبوطی سے پکڑنے کے معنی میں ہے۔ یہاں درخت کی جڑ اور تنہ کو منہ میں لے کر کاٹنے کے معنی میں ہے مراد اپنے عقیدہ پر مضبوط رہنے کی تلقین کی۔

۴۷۸۱۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا كُنَّا بِشَرٍّ، فَجَاءَ اللَّهُ بِخَيْرٍ، فَنَحْنُ فِيهِ، فَهَلْ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: هَلْ وَرَاءَ ذَلِكَ الشَّرِّ خَيْرٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: فَهَلْ وَرَاءَ ذَلِكَ الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: كَيْفَ؟ قَالَ: يَكُونُ بَعْدِي أَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُونَ بِهُدَايَ، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ

أَصْنَعُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ أَدْرَكْتُ ذَلِكَ؟ قَالَ: تَسْمَعُ وَتُطِيعُ لِلْأَمِيرِ، وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ، وَأُخِذَ مَالُكَ، فَاسْمَعْ وَأَطِعْ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم شر میں مبتلا تھے اللہ ہمارے پاس اس بھلائی کو لایا جس میں ہم ہیں تو کیا اس بھلائی کے پیچھے بھی کوئی برائی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! میں نے عرض کیا: کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد ایسے مقتداء ہوں گے جو میری ہدایت سے راہنمائی حاصل نہ کریں گے اور نہ میری سنت کو اپنائیں گے اور عن قریب ان میں ایسے لوگ کھڑے ہوں گے کہ ان کے دل انسانی جسموں میں شیطان کے دل ہوں گے میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں کیا کروں؟ اگر اس زمانہ کو پاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: امیر کی بات سن اور اطاعت کر اگر چہ تیری پیٹھ پر مارا جائے یا تیرا مال غصب کرلیا جائے پھر بھی ان کی بات سن اور اطاعت کر۔

٤٧٨٢۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي قَيْسِ بْنِ رِيَاحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ، وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ، أَوْ يَدْعُو إِلَى عَصَبَةٍ، أَوْ يَنْصُرُ عَصَبَةً، فَقُتِلَ، فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ، وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِي، يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا، وَلَا يَتَحَاشَى مِنْ مُؤْمِنِهَا، وَلَا يَفِي لِذِي عَهْدٍ عَهْدَهُ، فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو (امیر کی) اطاعت سے نکل گیا اور جماعت سے علیحدہ ہوگیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا اور جس نے اندھی تقلید میں کسی جھنڈے کے نیچے جنگ کی، کسی عصبیت کی بناء پر غصہ کرتے ہوئے، عصبیت کی طرف بلایا یا عصبیت کی مدد کرتے ہوئے قتل کردیا گیا تو وہ جاہلیت کے طور پر قتل کیا گیا اور جس نے میری امت پر خروج کیا کہ اس کے نیک و بد سب کو قتل کیا۔ نہ کسی مؤمن کا لحاظ کیا اور نہ کسی سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا تو وہ میرے دین پر نہیں اور نہ میرا اس سے کوئی تعلق ہے۔

تشریح:

"من الطاعة" یعنی وقت کے عادل بادشاہ کی اطاعت سے نکل گیا اور بغاوت شروع کردی جب کہ بادشاہ میں واضح کفر موجود نہیں ہے اگرچہ فاسق کیوں نہ ہو "وفارق الجماعة" اس سے اہل حق کی جماعت مراد ہے جو اہل سنت والجماعۃ ہے جس کو سواد

اعظم بھی کہا گیا ہے۔ مگر یہاں مسلمان بادشاہ کی اطاعت کرنے والی جماعت مراد ہے "میتة جاهلية" میم پر کسرہ ہے حالت اور کیفیت وصفت مراد ہے ای مات علی صفة موت اهل الجاهلية علی ضلال و افتراق لا نهم كانوا لا يدخلون غير منتظمين فی جماعة والامام وليس المراد انه يموت كافرا بل معناه انه يموت عاصيا۔ یعنی جاہلیت کی موت مرے گا جس کا نہ امام ہو نہ انتظام ہو نہ بیعت ہو بلکہ ایک خودسر آوارہ زندگی گزار رہا ہو بہرحال کافر نہیں ہوگا البتہ بڑا گناہگار بن جائے گا۔ "تحت راية عُمِيَّة" عین پر ضمہ ہے میم اور یا مشدد ہے عین پر کسرہ بھی جائز ہے یہ عمی کی طرف منسوب ہے جو اندھے کے معنی میں ہے یعنی یہ شخص ایسے جھنڈے کے نیچے چل رہا ہے جس میں اندھیرا ہے حق اور باطل کا پتہ نہیں چلتا ہے کیونکہ قومیت کا جذبہ ہوتا ہے جس کی تفسیر "يغضب لعصبة" سے کی گئی ہے عصبہ وہ رشتہ دار ہوتے ہیں جو باپ کی طرف سے ہوں یعنی یہ شخص حق کی نصرت و مدد کے لیے نہیں بلکہ صرف قومی تعصب کی بنیاد پر لڑتا ہے۔ "فقتلة جاهلية" یعنی اگر عصبیت کی لڑائی میں یہ شخص مارا گیا تو یہ جاہلیت کی موت مرے گا کیونکہ جاہلیت میں لوگ خاندانی تعصب پر لڑتے تھے اور مرتے تھے وہ لوگ حق کے راستے میں نہیں مرتے تھے بلکہ اپنی قومیت کے راستے میں مرتے تھے تو یہ عصبیت والا بھی اسی طرح ہوگا چنانچہ جاہلیت کا ایک شاعر اپنے قبیلہ غزیہ کے بارے میں کہتا ہے۔

وَمَـا أَنَـا إِلَّا مِـنْ غَـزِيَّةَ إِنْ غَـوَتْ ... غَـوَيْـتُ وَإِنْ تَـرْشُـدْ غَـزِيَّةُ أَرْشُـدُ

یعنی میرا تعلق غزیہ قبیلہ سے ہے اگر وہ گمراہ ہوگیا تو میں گمراہ ہوں گا، اور اگر وہ راہ راست پر آیا تو میں راہ راست پر رہوں گا۔ "قتلة" قاف پر کسرہ ہے اور ت ساکن ہے ای قتله مثل قتل اهل الجاهلية۔ "ولا يتحاش" ای لا يجتنب المؤمن ولا يبالى به یعنی نیک و بد کو نہیں دیکھتا سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتا ہے یہاں خروج سے بغاوت مراد ہے "ولا يفى" یعنی اپنی بیعت اور اپنے وعدے کو پورا نہیں کرتا بادشاہ سے بے وفائی کرتا ہے یہ لفظ اگلی حدیث میں ہے۔

٤٧٨٣۔ وحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ رِيَاحٍ الْقَيْسِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ جَرِيرٍ، وَقَالَ: لَا يَتَحَاشَ مِنْ مُؤْمِنِهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: باقی حدیث مذکورہ بالا روایت جریر ہی کی طرح ہے۔ اس حدیث میں لَا يَتَحَاشَ مِنْ مُؤْمِنِهَا کے الفاظ ہیں۔

٤٧٨٤ ـ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ رِيَاحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ، وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ، ثُمَّ مَاتَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ قُتِلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ، يَغْضَبُ لِلْعَصَبَةِ، وَيُقَاتِلُ لِلْعَصَبَةِ، فَلَيْسَ مِنْ أُمَّتِي، وَمَنْ خَرَجَ مِنْ أُمَّتِي عَلَى أُمَّتِي، يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا، لَا يَتَحَاشَ مِنْ مُؤْمِنِهَا، وَلَا يَفِي بِذِي عَهْدِهَا، فَلَيْسَ مِنِّي،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص (امیر کی) اطاعت سے نکل گیا اور جماعت سے علیحدہ ہو گیا پھر مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ جو شخص اندھی تقلید میں کسی کے جھنڈے تلے عصبیت پر غصہ کرتے ہوئے مارا گیا اور وہ جنگ کرتا ہو عصبیت کے لیے تو وہ میری امت میں سے نہیں ہے اور میری امت میں سے جس نے میری امت پر خروج کیا کہ اس کے نیک اور برے کو قتل کرے، مؤمن کا لحاظ کرے نہ کسی ذمی کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کو پورا کرے تو وہ میرے دین پر نہیں۔

٤٧٨٥ ـ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، أَمَّا ابْنُ الْمُثَنَّى، فَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِيثِ، وَأَمَّا ابْنُ بَشَّارٍ، فَقَالَ: فِي رِوَايَتِهِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

اس سند کے ساتھ بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایات ہی کی طرح مروی ہے۔ بہر حال ابن مثنیٰ نے اپنی روایت کردہ حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ذکر نہیں کیا اور علامہ بشار نے اپنی روایت کردہ حدیث مبارکہ میں قال رسول اللہ کہا ہے۔

٤٧٨٦ ـ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، يَرْوِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ، فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا، فَمَاتَ، فَمِيتَةٌ جَاهِلِيَّةٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اپنے امیر میں کوئی ایسی بات دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو چاہیے کہ صبر کرے کیونکہ جو آدمی جماعت سے ایک بالشت بھر بھی جدا ہوا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

٤٧٨٧ ـ وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا الْجَعْدُ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا، فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا، فَمَاتَ عَلَيْهِ، إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اپنے امیر سے کوئی بات ناپسند ہو تو چاہیے کہ اس پر صبر کرے کیونکہ لوگوں میں سے جو بھی سلطان کی اطاعت سے ایک بالشت بھی نکلا اور اسی پر اس کی موت واقع ہوگئی تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

٤٧٨٨ ـ حَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قُتِلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ، يَدْعُو عَصَبِيَّةً، أَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً، فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ

حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی کی اندھی تقلید میں عصبیت کی طرف بلاتا ہوا یا عصبیت کی مدد کرتا ہوا قتل کیا گیا تو وہ شخص جاہلیت کی موت مرا۔

٤٧٨٩ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِيعٍ حِينَ كَانَ مِنْ أَمْرِ الْحَرَّةِ مَا كَانَ، زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: اطْرَحُوا لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وِسَادَةً، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ آتِكَ لِأَجْلِسَ، أَتَيْتُكَ لِأُحَدِّثَكَ حَدِيثًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ، لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ واقعہ حرہ کے قریب کے وقت جو یزید بن معاویہ کے دورِ حکومت میں ہوا عبداللہ بن مطیع کے پاس آئے۔ تو ابن مطیع نے کہا: ابوعبدالرحمٰن (ابن عمر) کے لیے غالیچہ بچھاؤ۔ تو ابن عمرؓ نے کہا: میں آپ کے پاس بیٹھنے کے لیے نہیں آیا میں تو آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ کو ایسی حدیث بیان کروں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اطاعت (امیر سے) ہاتھ نکال لیا تو وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور جو اس حال میں مرا

کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہ تھی، وہ جاہلیت کی موت مرا۔

تشریح:

''عبداللہ بن مطیع'' یہ نہایت بہادر انسان تھے قریش سے ان کا تعلق تھا انہوں نے یزید کی حکومت کے خلاف بغاوت کیا تھا اور مدینہ کے لوگوں کی قیادت کررہے تھے یزید نے اہل مدینہ کے خلاف مسلم بن عقبہ مری کو شام کی افواج کا امیر بنایا تھا وہ لڑنے کے لیے آیا اور واقعہ حرہ پیش آیا اہل مدینہ کی طرف سے لڑائی کی قیادت یہی عبداللہ بن مطیع اور عبداللہ بن حنظلہ کررہے تھے حضرت ابن عمرؓ نے ان کو یہ حدیث شاید اس لیے سنائی کہ وہ یزید کی بیعت کو توڑ چکے تھے لیکن عذر شرعی کے طور پر ان کے لیے بیعت کو فسخ کرنا جائز نہ تھا بہر حال واقعہ حرہ کے بعد عبداللہ بن مطیع بھاگ کر مکہ چلے گئے اور حضرت عبداللہ بن زبیر سے جا کر ملے آپ نے ان کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا لیکن مختار بن ابی عبید نے آپ کو کوفہ سے بے دخل کیا یہ پھر حضرت عبداللہ بن زبیر کے پاس مکہ آگئے اور حجاج بن یوسف کے مقابلے میں اس وقت لڑنے لگے جب اس نے بیت اللہ کا محاصرہ کیا تھا چنانچہ ۷۳ھ میں حجاج بن یوسف کی افواج کے ہاتھوں عبداللہ بن زبیر کے ساتھ محاصرہ کے دوران شہید ہوگئے حجاج کے محاصرہ کے دوران عبداللہ بن مطیع یہ اشعار پڑھتے تھے

انا الذی فررت یوم الحرة　　والحر لا یفر الا مرة

یا حبذا الکرة بعد الفرة　　لا جزین فرة بکرة

میں واقعہ حرہ میں جنگ میں بھاگا تھا اور شریف آدمی ایک مرتبہ بھاگتا ہے بھاگنے کے بعد لوٹ کر آنا کیا ہی اچھا ہے تاکہ میں لوٹنے سے بھاگنے کا کفارہ ادا کروں۔

۴۷۹۰۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ أَتَى ابْنَ مُطِيعٍ، فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ،

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ ابن مطیع کے پاس گئے اور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ مذکورہ روایت ہی کی طرح بیان کی۔

۴۷۹۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَا جَمِيعًا: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ

اس سند کے ساتھ بھی یہی مذکورہ حدیث حضرت ابن عمرؓ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔

بَابُ حُكْمِ مَنْ فَرَّقَ أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ وَهُوَ مُجْتَمِعٌ

مسلمانوں کے اجتماعی قیادت کو منتشر کرنے والے کا حکم

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٤٧٩٢ - حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ ابْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَرْفَجَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّهُ سَتَكُونُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَهِيَ جَمِيعٌ، فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ،

حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: عن قریب فتنے اور فساد ظاہر ہوں گے اور جو اس امت کی جماعت کے معاملات میں تفریق ڈالنے کا ارادہ کرے اسے تلوار کے ساتھ ماردو، خواہ وہ کوئی بھی شخص ہو۔

تشریح:

"انه" یہ ضمیر شان کے لیے ہے "هنات" اس کا مفرد هنة ہے غیر معروف اور نا مناسب احوال کو کہتے ہیں یہاں حوادثات اور فتن مراد ہیں جس میں صحیح حکمران کے خلاف بغاوت اور فساد ہو "جميع" اس سے مراد اتفاق واتحاد ہے کہ پرسکون حکومت قائم ہے اور کوئی آکر اس میں انتشار برپا کرنا چاہتا ہے "فاضربوه" یعنی تلوار سے اس کی گردن اڑا دو معلوم ہوا کہ شرعی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا حرام ہے جو شخص اس کام کے لیے کھڑا ہو گیا تو پہلے اس کو سمجھا کر منع کیا جائے گا اگر سمجھتا نہیں تو ان کے خلاف لڑا جائے گا اگر باز نہیں آتا تو اس کو قتل کیا جائے گا۔ "كائنا من كان" یعنی کوئی بھی ہو بڑا ہو یا چھوٹا ہو عالم ہو یا پیر ہو نیک ہو یا برا ہو گردن اڑا دو، یہ حکم ان حکمرانوں کو حاصل ہے جو خود مسلمان ہوں عادل ہوں انہوں نے شریعت کو نافذ کیا ہو لیکن اگر کسی حاکم میں کفر واضح طور پر نظر آرہا ہو تو وہ کسی کو قتل نہیں کر سکتا وہ خود واجب القتل ہے جس نے شریعت پر پابندی لگائی اور نہ خود نماز پڑھتا ہے نہ کسی کو پڑھنے دیتا ہے جیسے آج کل کے حکمران ہیں۔ "ان يشق عصاكم" اس سے اختلاف وانتشار برپا کرنا مراد

ہے کہ لاٹھی مضبوط ہے اور یہ شخص آ کر اس کو توڑنے لگ جاتا ہے یہ لفظ آئندہ آرہا ہے۔

٤٧٩٣ - وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، ح وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الْمُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْخَثْعَمِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، ح وحَدَّثَنِي حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُخْتَارِ، وَرَجُلٌ سَمَّاهُ كُلُّهُمْ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ عَرْفَجَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا: فَاقْتُلُوهُ

ان چار مختلف اسناد و طرق سے بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے لیکن انہوں نے فاضربوہ کی بجائے فاقتلوہ کا لفظ ذکر کیا ہے۔

٤٧٩٤ - وحَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَرْفَجَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ، يُرِيدُ أَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ، أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ، فَاقْتُلُوهُ

حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: کہ جب تم اپنے معاملات میں کسی ایک آدمی پر متفق ہو پھر تمہارے پاس کوئی آدمی آئے اور تمہارے اتحاد کی لاٹھی کو توڑنے یا تمہاری جماعت میں تفریق ڈالنا چاہے تو اسے قتل کر ڈالو۔

بَابُ إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ

جب دو خلیفوں کی بیعت ہو تو ایک کو قتل کر دو

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے۔

٤٧٩٥ - وحَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ، فَاقْتُلُوا الْآخَرَ مِنْهُمَا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب دو خلفاء کی بیعت کی جائے تو ان دونوں میں سے دوسرے کو قتل کر دو۔

بَابُ وُجُوبِ الْإِنْكَارِ عَلَى الْأُمَرَاءِ فِيمَا يُخَالِفُ الشَّرْعَ

مخالف شرع حکمرانوں پر تنقید کرنا واجب ہے

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٤٧٩٦ ـ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَتَكُونُ أُمَرَاءُ فَتَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ، فَمَنْ عَرَفَ بَرِئَ وَمَنْ أَنْكَرَ سَلِمَ، وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ قَالُوا: أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ: لَا، مَا صَلَّوْا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عن قریب ایسے امراء ہوں گے جن کے خلاف شریعت اعمال کو تم پہچان لو گے اور بعض اعمال نہ پہچان سکو گے۔ پس جس نے اس کے اعمال بد کو پہچان لیا وہ بری ہو گیا جو نہ پہچان سکا وہ محفوظ رہا لیکن جو ان امور پر خوش ہوا اور تابعداری کی (وہ محفوظ نہ رہا)۔ صحابہؓ نے عرض کیا: کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! جب تک وہ نماز ادا کرتے رہیں۔

تشریح:

''فتعرفون ''یعنی ان امراء کے کچھ کام تو اچھے ہوں گے مگر کچھ برے ہوں گے''فمن عرف ''یعنی جس شخص نے دل سے جان لیا کہ یہ کام برا ہے اور اس نے برا مان لیا''فقد برئی ''اس باب کی احادیث میں نہی عن المنکر کے تین درجوں کو بیان کیا گیا ہے کہ پہلے ہاتھ سے روکو نہیں تو پھر زبان سے روکو ورنہ دل سے برا مانو تو یہ شخص بری الذمہ ہو گیا کیونکہ ہاتھ سے اور زبان سے روکنے کی طاقت اس کے پاس نہیں ہے اس نے صرف دل سے برا مانا ہے اگلی حدیث میں فمن کرہ کا لفظ ہے جو بالکل واضح ہے یہ نہی عن المنکر کا تیسرا درجہ ہے اسی کو آئندہ ''سلم'' کے لفظ سے ذکر کیا گیا ہے''لا ما صلوا ''یعنی جب تک نماز پڑھیں گے اور دوسروں کو پڑھوائیں گے تو ان سے نہ لڑو لیکن اگر نماز نہیں پڑھیں گے تو ان کیساتھ لڑو اور ان کو قتل کردو کیونکہ نماز نہ پڑھنا کفر بواح ہے اس لیے وہ واجب القتل ہے اس باب کی احادیث میں نماز نہ پڑھنے کو بغاوت روکنے کا سبب بتایا گیا ہے اور نماز نہ پڑھنے کو بغاوت کرنے کا سبب بتایا گیا ہے۔

٤٧٩٧ ـ وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، جَمِيعًا عَنْ مُعَاذٍ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي غَسَّانَ، حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ

الْعَنَزِيِّ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّهُ يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ، فَتَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ، فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ، وَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ، وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ: لَا، مَا صَلَّوْا، أَيْ مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهِ وَأَنْكَرَ بِقَلْبِهِ،

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم پر ایسے حاکم مقرر کیے جائیں گے جن کے اعمال بد تم پہچان لوگے اور بعض اعمال بد سے ناواقف رہو گے۔ جس نے اعمال بد کو ناپسند کیا وہ بری ہو گیا اور جو ناواقف رہا وہ محفوظ رہا لیکن جو ان امور بد پر خوش ہوا اور اتباع کی (بری نہیں ہوگا اور نہ محفوظ رہے گا) صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! جب تک وہ نماز ادا کرتے رہیں (جس نے دل سے ناپسند کیا اور دل ہی سے انکار کیا)۔

٤٧٩٨ - وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ زِيَادٍ، وَهِشَامٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ ذَلِكَ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ بَرِئَ، وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ،

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: باقی حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح ذکر کی لیکن اس حدیث مبارکہ میں یہ ہے کہ جس نے انکار کیا وہ بری ہو گیا اور جس نے ناپسند کیا وہ محفوظ رہا۔

٤٧٩٩ - وَحَدَّثَنَاهُ حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ الْبَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ مِثْلَهُ، إِلَّا قَوْلَهُ: وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ لَمْ يَذْكُرْهُ

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: باقی حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح بیان فرمائی ہے لیکن اس حدیث میں من رضی وتابع کے الفاظ مذکور نہیں ہیں۔

بَابُ خِيَارِ الْأَئِمَّةِ وَشِرَارِهِمْ

اچھے اور برے حکمرانوں کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٤٨٠٠ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَزِيدَ

بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ رُزَيْقِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ قَرَظَةَ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ، وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ، وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ، وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ بِالسَّيْفِ؟ فَقَالَ: لَا، مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْ وُلَاتِكُمْ شَيْئًا تَكْرَهُونَهُ، فَاكْرَهُوا عَمَلَهُ، وَلَا تَنْزِعُوا يَدًا مِنْ طَاعَةٍ

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: تمہارے حاکموں میں سے بہتر وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں اور وہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور تم ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہو اور تمہارے حاکموں سے برے حاکم وہ ہیں جن سے تم دشمنی رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہیں اور تم انہیں لعنت کرو اور وہ تمہیں لعنت کریں۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم انہیں تلوار کے ساتھ قتل نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! جب تک وہ تم میں نماز قائم کرتے رہیں اور جب تک اپنے حاکموں میں کوئی ایسی چیز دیکھو جسے تم ناپسند کرتے ہو تو اس کے اس عمل کو ناپسند کرو اور اطاعت و فرمانبرداری سے ہاتھ مت کھینچو۔

تشریح:

''تحبونهم'' یعنی چونکہ وہ دیندار ہیں عدل وانصاف قائم کرنے والے ہیں اس لیے تم ان سے محبت کرتے ہو یہ بہت اچھے حکمران ہیں ''ویحبونکم'' وہ تم سے محبت کرتے ہیں اس لیے کہ تم ان کی بات مانتے ہو اطاعت کرتے ہو اور ان سے تعاون کرتے ہو۔

''ویصلون'' یعنی وہ تم کو دعا دیتے ہیں اور تم ان کو دعا دیتے ہو یہاں صلوۃ دعا کے معنی میں ہے ''افلا ننابذهم'' یعنی ہم تلوار لیکر بغاوت نہ کریں؟ اور ان کی بیعت توڑ کر ان سے لڑائی نہ لڑیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بیعت نہ توڑو بغاوت نہ کرو جب تک وہ نمازوں کا نظام قائم رکھتے ہوں ''فجثا'' یعنی گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور قبلہ رخ ہو کر قسم کھائی کہ میں نے یہ حدیث سنی ہے یہ اگلی حدیث کا لفظ ہے اور ضرب سے ہے عرب لوگ بطور تاکید ایسا کرتے تھے۔

۴۸۰۱۔ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، أَخْبَرَنِي مَوْلَى بَنِي فَزَارَةَ، وَهُوَ رُزَيْقُ بْنُ حَيَّانَ، أَنَّهُ سَمِعَ مُسْلِمَ بْنَ قَرَظَةَ ابْنَ عَمِّ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ

الْأَشْجَعِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ، وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ، وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ، وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ، قَالُوا: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: لَا، مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلَاةَ، لَا، مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلَاةَ، أَلَا مَنْ وَلِيَ عَلَيْهِ وَالٍ، فَرَآهُ يَأْتِي شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، فَلْيَكْرَهْ مَا يَأْتِي مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ، قَالَ ابْنُ جَابِرٍ: فَقُلْتُ: يَعْنِي لِرُزَيْقٍ حِينَ حَدَّثَنِي بِهٰذَا الْحَدِيثِ: آللّٰهِ، يَا أَبَا الْمِقْدَامِ، لَحَدَّثَكَ بِهٰذَا، أَوْ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ مُسْلِمِ بْنِ قَرَظَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَوْفًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: فَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَقَالَ: إِي وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، لَسَمِعْتُهُ مِنْ مُسْلِمِ بْنِ قَرَظَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عوف بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جنہیں تم پسند کرتے ہو اور وہ تمہیں پسند کرتے ہوں اور تم ان کے جنازے میں شرکت کرتے ہو اور وہ تمہارے جنازوں میں شرکت کریں اور تمہارے بدترین حکمرانوں میں سے وہ ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہوں۔ تم ان پر لعنت کرنے والے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہوں۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اس وقت انہیں معزول نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں۔ نہیں! جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں۔ آگاہ رہو! جس شخص کو کسی پر حاکم بنایا گیا پھر انہوں نے اس میں ایسی چیز دیکھی جو اللہ کی نافرمانی ہو تو وہ اللہ کی معصیت ونافرمانی والے عمل کو ناپسند کریں اور اس کی فرمانبرداری سے اپنا ہاتھ نہ کھینچیں۔ ابن جابر نے کہا کہ میں نے رزیق سے کہا جب اس نے یہ مجھ سے بیان کی، اے ابومقدام تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تجھ سے یہ حدیث کسی نے بیان کی ہے یا تم نے خود اسے مسلم بن قرظہ سے سنا ہے۔ جنہوں نے عوف سے سنا اور عوف نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، تو ابومقدام نے گھٹنوں کے بل گر کر قبلہ کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں نے اسے مسلم بن قرظہ سے سنا، وہ فرماتے تھے میں نے عوف بن مالک سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سماعت کی۔

۴۸۰۲۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ رُزَيْقٌ، مَوْلَى بَنِي فَزَارَةَ، قَالَ مُسْلِمٌ: وَرَوَاهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ

مُسْلِمِ بْنِ قَرَظَةَ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

اس سند کے ساتھ بھی یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

بَابُ مُبَايَعَةِ الْإِمَامِ الْجَيْشَ وقصة بيعة الرضوان

صلح حدیبیہ میں بیعت رضوان کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے اٹھارہ احادیث کو بیان کیا ہے

٤٨٠٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةً، فَبَايَعْنَاهُ وَعُمَرُ آخِذٌ بِيَدِهِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَهِيَ سَمُرَةٌ، وَقَالَ: بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نَفِرَّ، وَلَمْ نُبَايِعْهُ عَلَى الْمَوْتِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم صلح حدیبیہ کے دن چودہ سو (صحابہ) تھے۔ ہم نے آپ ﷺ سے بیعت کی اور حضرت عمرؓ ایک درخت کے نیچے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑے بیٹھے تھے اور یہ درخت کیکر کا تھا اور ہم نے اس بات پر بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہ ہوں اور موت پر بیعت نہیں کی تھی۔

تشریح:

''یوم الحدیبیۃ'' مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلہ پر ایک جگہ کا نام حدیبیہ ہے آج کل اس کا نام شُمیسی ہے جو جدہ سے مکہ جاتے ہوئے راستے میں واقع ہے حدیبیہ کا یہ سفر ابتداء میں عمرہ کا سفر تھا لیکن بعد میں اس نے غزوہ اور پھر صلح کی صورت اختیار کی پندرہ سو مجاہدین کے ساتھ آنحضرت مدینہ سے عمرہ کے لیے نکلے حدیبیہ کے مقام پر مکہ کے کفار نے سب کو روک دیا پھر سفارتی مذاکرات ہوئے اور دس سال کے لیے صلح ہوگئی۔ قصہ اس طرح ہے کہ حضرت عثمان بن عفان کی شہادت کی افواہ پر آنحضرت نے کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ کر پندرہ سو جانثار صحابہ کرام سے لڑنے مرنے پر بیعت لی پھر چند شرائط پر صلح ہوگئی اور آنحضرت عمرہ کیے بغیر اپنے صحابہ کے ساتھ مدینہ تشریف لے گئے اور آیندہ سال عمرۃ القضاء ادا کیا۔

''الفا واربع مائۃ'' عام طور پر مشہور یہ ہے کہ صحابہ کی تعداد پندرہ سو تھی اور یہی صحابہ جنگ خیبر میں شریک ہوئے، بعض روایات میں تیرہ سو کا ذکر ہے اور زیر بحث روایت میں چودہ سو کا ذکر ہے تو اصل حقیقت یہ ہے کہ جس راوی کو جس عدد کا علم ہوگیا اس نے وہی ذکر کیا اب تیرہ سو وہ تھے جو مدینہ سے ابتدا میں نکل آئے اور کچھ ایسے تھے جو بعد میں پہنچے یا ان کو نبی اکرم ﷺ نے دوسرے

راستوں سے بھیجا تھا اسی طرح کسی راوی نے غلاموں اور خادموں کو ذکر کیا کسی نے ذکر نہیں کیا تو فرق آ گیا کہ تیرہ سو تھے یا چودہ سو تھے یا پندرہ سو تھے غزوۂ خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم اور حصوں کے مقرر کرنے سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ صحابہ پندرہ سو تھے شارح منۃ المنعم نے چودہ سو کو راجح قرار دیا ہے۔

"علی الموت" یعنی ہم نے آنحضرت سے موت پر بیعت نہیں کی تھی بیعت اس پر تھی کہ ہم نہیں بھاگیں گے آیندہ حضرت سلمہ بن اکوع کی روایت میں تصریح ہے کہ علی الموت یعنی ہم نے موت پر بیعت کی تھی اس کو تضاد کہنا اچھا نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کسی نے موت پر بیعت کی ہو اور کسی نے نہ بھاگنے پر بیعت کی ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ نہ بھاگنے کا مطلب بھی تو یہی ہے کہ موت کو گلے لگائیں گے مگر عثمان بن عفان کا بدلہ لیں گے بہرحال حضرت جابر اور حضرت سلمہ بن اکوع کے بیان میں تضاد نہیں ہے ابتدا اور انتہا کا فرق ہے۔ "اخذ بیدہ" یعنی آنحضرت ﷺ کا ہاتھ عمر فاروق نے پکڑ رکھا تھا تا کہ آنحضرت کو ہاتھ اٹھانے اور ڈیڑھ ہزار انسانوں سے بیعت لینے میں تکلیف نہ ہو، قربان جاؤں سیدنا عمر فاروقؓ سے ان کو آنحضرت کی راحت کا کتنا خیال تھا۔ شیعہ روافض پر اللہ تعالیٰ کی کروڑہا لعنتیں ہوں یہ صحابہ کرام کے کتنے دشمن ہیں۔ "غیر جد بن قیس" یہ شخص منافق تھا مدینہ کے بنی سلمہ کے خزرج قبیلہ سے اس کا تعلق تھا اس نے نفاق کی وجہ سے بیعت نہیں کی حضرت عثمان کے زمانہ میں مر گیا، اگلی حدیث میں اس کا ذکر آ رہا ہے۔

٤٨٠٤۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: لَمْ نُبَايِعْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمَوْتِ، إِنَّمَا بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نَفِرَّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے موت پر بیعت نہیں کی تھی بلکہ ہم نے اس بات پر آپ سے بیعت کی تھی کہ ہم بھاگیں گے نہیں۔

٤٨٠٥۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، سَمِعَ جَابِرًا، يُسْأَلُ، كَمْ كَانُوا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ؟ قَالَ: كُنَّا أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً، فَبَايَعْنَاهُ، وَعُمَرُ آخِذٌ بِيَدِهِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، وَهِيَ سَمُرَةٌ، فَبَايَعْنَاهُ غَيْرَ جَدِّ بْنِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيِّ، اخْتَبَأَ تَحْتَ بَطْنِ بَعِيرِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جابر سے دریافت کیا گیا کہ وہ صلح حدیبیہ کے دن کتنے (افراد) تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہم چودہ سو (افراد) تھے۔ ہم نے آپ ﷺ سے بیعت کی اور حضرت عمرؓ ایک درخت کے نیچے جو کہ کیکر کا تھا آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ سوائے جد بن قیس انصاری کے وہ اونٹ کے

پیٹ کے نیچے چھپ گیا۔

۴۸۰۶۔ وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَعْوَرُ، مَوْلَى سُلَيْمَانَ بْنِ مُجَالِدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، وَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا، يُسْأَلُ، هَلْ بَايَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ؟ فَقَالَ: لَا، وَلَكِنْ صَلَّى بِهَا، وَلَمْ يُبَايِعْ عِنْدَ شَجَرَةٍ، إِلَّا الشَّجَرَةَ الَّتِي بِالْحُدَيْبِيَةِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَى بِئْرِ الْحُدَيْبِيَةِ

حضرت ابوزبیر سے مروی ہے کہ حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے ذوالحلیفہ میں بیعت لی تھی؟ تو انہوں نے کہا: نہیں بلکہ اس جگہ آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی۔ سوائے حدیبیہ کے درخت کے کسی جگہ کے درخت کے پاس بیعت نہیں لی۔ حضرت ابوزبیر کہتے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا: کہ نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے کنوئیں پر دعا فرمائی تھی۔

۴۸۰۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَاللَّفْظُ لِسَعِيدٍ، قَالَ سَعِيدٌ، وَإِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ، فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ، وقَالَ جَابِرٌ: لَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ لَأَرَيْتُكُمْ مَوْضِعَ الشَّجَرَةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حدیبیہ کے دن ایک ہزار چار سو کی تعداد میں تھے تو نبی کریم ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا: آج کے دن تم اہل زمین میں سب سے افضل ہو۔ حضرت جابرؓ نے کہا: اگر میری بینائی ہوتی تو میں تمہیں اس درخت کی جگہ دکھاتا۔

تشریح:

"خیر اھل الارض" یعنی روئے زمین پر تم بیعت رضوان والے سب سے افضل ہو، اس جملہ سے معلوم ہوا کہ بیعت رضوان والے صحابہ کی شان تمام صحابہ میں اعلیٰ وارفع ہے کیونکہ اس وقت مکہ اور مدینہ میں بہت سارے صحابہ تھے شاید ان میں بدری صحابہ بھی ہوں اور لیلۃ العقبۃ والے بھی ہوں اس کے باوجود بیعت رضوان والوں کو سب سے افضل قرار دیا گیا، بہر حال عام علماء کا خیال ہے کہ سب سے افضل اہل بدر ہیں پھر بیعت رضوان والے ہیں پھر وہ ہیں جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے، واللہ اعلم

"لو کنت ابصر" حضرت جابرؓ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے تو فرماتے ہیں اگر مجھے نظر آتا تو میں تم کو اس درخت کی جگہ دکھا

دیتا جہاں پر بیعت رضوان ہوئی تھی یہ جگہ بعد میں اس لیے نامعلوم ہوگئی کہ حضرت عمرؓ نے اس درخت کو لوگوں کے فتنہ میں پڑنے کی وجہ سے کاٹ دیا کیونکہ لوگ اس کو متبرک سمجھ کر اس کے نیچے نماز پڑھنے جاتے تھے جب درخت ختم ہوگئی اس کے نیچے جگہ بھی غائب ہوگئی، حضرت جابر نے موضع الشجرۃ کا نام لیا کیونکہ درخت تو پہلے سے کٹوا دیا گیا تھا لیکن اس باب کی روایات میں ہے کہ اگلے سال یہ جگہ معلوم نہ ہو سکی حالانکہ اس وقت درخت کاٹنے کی نوبت نہیں آئی تھی شاید بعد میں لوگوں نے کسی درخت کو متعین کیا ہوگا۔

٤٨٠٨۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، فَقَالَ: لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا، كُنَّا أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ

حضرت سالم بن ابی الجعد سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے اصحاب شجرہ کے (تعداد) بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: ہم ایک ہزار پانچ سو (صحابہ) تھے اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو (بھی وہ پانی) ہمیں کافی ہوجاتا۔

تشریح:

''مـائة الف'' یعنی اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی آنحضرت کی انگلیوں سے جاری پانی ہمارے لیے کافی ہوجاتا البتہ ہم چودہ سو تھے، اس حدیث میں اجمال ہے اس کی تفصیل بخاری کی روایت میں ہے کہ لوگ حدیبیہ کے موقع پر پیاسے ہوگئے پانی نہیں تھا صرف آنحضرت کے پاس چھوٹے سے لوٹے میں تھوڑا سا پانی تھا آنحضرت نے اس میں ہاتھ رکھا تو آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی جاری ہوگیا روایت کرنے والے راوی سالم بن ابی الجعد نے حضرت جابر سے پوچھا کہ ''کم کنتم یومئذ فقال لو کنا مائة الف لکفانا'' اس روایت میں حضرت جابر نے پندرہ سو صحابہ کا ذکر کیا ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے دیگر روایات میں تاویل کر کے اس روایت کے مطابق بنانا مناسب ہے۔ ''ثمن المهاجرين'' یعنی قبیلہ اسلم کے لوگ مہاجرین کے آٹھویں حصے کے برابر تھے علامہ واقدی نے لکھا ہے کہ قبیلہ اسلم کے لوگ ایک سو تھے تو مہاجرین کی تعداد آٹھ سو تھی۔ ''فانتم اعلم'' یہ آئندہ روایت کا لفظ ہے سعید بن مسیب نے مخاطبین کا مذاق اڑایا ہے کہ وہ جگہ خود بخود تم کو معلوم ہوجائے تو پھر تو تم بڑے ماہر عالم ہوں گے۔

٤٨٠٩ـ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، ح وحَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ الْهَيْثَمِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي الطَّحَّانَ، كِلَاهُمَا يَقُولُ: عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (بیعت رضوان کے وقت) ہم پندرہ سو (صحابہ) تھے اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو (بھی وہ پانی) ہمیں کافی ہو جاتا۔

٤٨١٠ـ وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ، قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرٍ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ

حضرت سالم بن ابی جعد سے مروی ہے کہ میں نے حضرت جابر سے کہا: تم اس (بیعت رضوان والے) دن کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے کہا ایک ہزار چار سو (صحابہ)۔

٤٨١١ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو يَعْنِي ابْنَ مُرَّةَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ الشَّجَرَةِ أَلْفًا وَثَلَاثَ مِائَةٍ، وَكَانَتْ أَسْلَمُ ثُمُنَ الْمُهَاجِرِينَ،

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اصحاب شجرہ ایک ہزار تین سو تھے اور قبیلہ اسلم کے لوگ مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھے۔

٤٨١٢ـ وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، ح وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

اس سند کے ساتھ بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

٤٨١٣ـ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ الشَّجَرَةِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ النَّاسَ وَأَنَا رَافِعٌ غُصْنًا مِنْ أَغْصَانِهَا عَنْ رَأْسِهِ، وَنَحْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً، قَالَ: لَمْ نُبَايِعْهُ عَلَى الْمَوْتِ، وَلَكِنْ بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نَفِرَّ،

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے بیعت رضوان کا واقعہ یاد ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ سے بیعت لے رہے تھے اور اس درخت کی شاخوں میں سے ایک ٹہنی کو میں آپ ﷺ کے سر اقدس سے ہٹا رہا تھا۔ ہم چودہ سو (صحابہ) تھے۔ ہم نے موت پر آپ ﷺ سے بیعت نہیں کی تھی لیکن ہماری بیعت اس پر تھی کہ ہم فرار نہیں ہوں گے۔

٤٨١٤۔ وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ يُونُسَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث مبارکہ روایت کی گئی ہے۔

٤٨١٥۔ وَحَدَّثَنَاهُ حَامِدُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ طَارِقٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: كَانَ أَبِي مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فِي قَابِلٍ حَاجِّينَ، فَخَفِيَ عَلَيْنَا مَكَانُهَا، فَإِنْ كَانَتْ تَبَيَّنَتْ لَكُمْ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ میرے والد بھی ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخت کے پاس بیعت (رضوان) کی تھی۔ انہوں نے کہا: ہم اگلے سال حج کے لیے گئے تو اس درخت کی جگہ ہم سے پوشیدہ ہو گئی۔ پس اگر وہ جگہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے تو تم زیادہ جانتے ہو (وہ کیسے درست ہو سکتی ہے)۔

٤٨١٦۔ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، قَالَ: وَقَرَأْتُهُ عَلَى نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِي أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُمْ كَانُوا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَنَسُوهَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ

حضرت سعید بن مسیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بیعت شجرہ (بیعت رضوان) والے سال رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ یہ فرماتے ہیں کہ وہ اگلے سال اس درخت کو بھول گئے تھے۔

٤٨١٧۔ وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ الشَّجَرَةَ، ثُمَّ أَتَيْتُهَا بَعْدُ فَلَمْ أَعْرِفْهَا

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے اس درخت کو دیکھا تھا پھر میں اس کے پاس آیا تو میں اسے پہچان نہ سکا۔

٤٨١٨۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، مَوْلَى

سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ: قُلْتُ لِسَلَمَةَ: عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ،

حضرت یزید بن ابی عبید مولیٰ سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ سے کہا: تم نے رسول اللہ ﷺ سے حدیبیہ کے دن کس بات پر بیعت کی تھی، انہوں نے کہا موت پر۔

٤٨١٩ ـ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، عَنْ سَلَمَةَ بِمِثْلِهِ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

٤٨٢٠ ـ وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: أَتَاهُ آتٍ، فَقَالَ: هَا ذَاكَ ابْنُ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ، فَقَالَ: عَلَى مَاذَا؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ، قَالَ: لَا أُبَايِعُ عَلَى هَذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ اس کے پاس کوئی آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ ابن حنظلہ لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں۔ عبداللہ نے کہا: کس بات پر؟ اس نے کہا: موت پر۔ فرمایا: اس بات پر رسول اللہ ﷺ کے بعد میں کسی سے بیعت نہیں کروں گا۔

تشریح:

''اتـاہ آت'' یعنی عبداللہ بن زید کے پاس کوئی آنے والا آگیا اور کہا کہ ''ھذاک'' یہ اسماء اشارہ میں سے ہے ک خطاب کے لیے ہے یعنی یہ عبداللہ بن حنظلہ ہے آپ کو بتا رہا ہوں ''ابـن حـنـظـلـہ'' حضرت حنظلہ تو غسیل الملائکہ ہے احد میں جنابت کی حالت میں شہید کر دیے گئے تھے تو فرشتوں نے ان کو غسل دیا جنگ احد کی رات جماع کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت حنظلہ کو بیٹا دیا تھا آنحضرت کی وفات کے وقت حنظلہ کے بیٹے کی عمر سات سال تھی حضرت حنظلہ کے اس بیٹے کا نام عبداللہ ہے۔

''یـبـایـع الـنـاس'' یزید کی فوجوں کے خلاف جن لوگوں نے مدینہ میں ہتھیار اٹھائے تھے حضرت عبداللہ بن زید ان کی قیادت کر رہے تھے اور اسی واقعہ حرہ میں آپ شہید ہو گئے تھے، اس آنے والے شخص نے عبداللہ بن زید صحابی سے کہا کہ عبداللہ بن حنظلہ لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں آپ بھی موت پر بیعت کر لیں ''لا ابـایـع'' یعنی ہم نے آنحضرت کے ہاتھ پر حدیبیہ کے موقع پر موت کی بیعت کی تھی آنحضرت کے بعد کسی کے لیے موت پر بیعت نہیں کروں گا اس انکار کی حکمت اور وجہ یہ تھی کہ نبی اکرم کی

جان بچانے پر جان دینا نبی مکرم کا حق تھا کسی اور کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ہم ان کے لیے موت پر بیعت کریں، اس باب کی گزشتہ احادیث میں ایک لفظ ''حاجین'' آیا ہے اس سے حج مراد نہیں بلکہ عمرہ پر حج کا اطلاق کیا گیا ہے کیونکہ صلح حدیبیہ کے بعد والے سال میں صحابہ عمرۃ القضاء کے لیے آئے تھے حج کے لیے نہیں، اس باب کی احادیث میں ''دعا علی بئر'' کے الفاظ بھی مذکور ہیں اس سے حدیبیہ کے کنوئیں پر برکت کے لیے دعاء کرنا مراد ہے ای دعا فیھا بالبرکۃ بطور معجزہ پانی جوش مارنے لگا۔

بَابُ تَحْرِيمِ رُجُوعِ الْمُهَاجِرِ إِلَى اسْتِيطَانِ وَطَنِهِ

مہاجرین کے لیے حرام ہے کہ وطنِ ہجرت میں اقامت کریں

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٤٨٢١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ، ارْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ؟ تَعَرَّبْتَ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِي فِي الْبَدْوِ

حضرت یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ حجاج کے پاس گئے تو اس نے کہا: اے ابن اکوع! تم ایڑیوں کے بل لوٹ کر صحرا میں بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے کہا: نہیں! بلکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے صحرا میں واپس جانے کی اجازت دیدی تھی۔

تشریح:

''دخل علی الحجاج'' حجاج بن یوسف ثقفی مشہور ظالم اور اس امت کے ہلاکوخان گزرے ہیں اس نے ناحق بے گناہ ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کو باندھ کر قتل کیا ہے اور جو جنگوں میں مارے گئے اس کی تعداد اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے صحابہ کرام کی بڑی تعداد کو شہید کیا ہے اور تابعین کا تو حساب نہیں ہے یہ کھانا اس وقت کھاتا تھا کہ پہلے کسی انسان کو قتل کر دیتا تھا مکہ مکرمہ میں جب اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر صحابی کو شہید کیا تو اس کے بعد پورے حجاز پر قابض ہو گیا اسی زمانہ میں یہ مدینہ منورہ آگیا جو ۷۴ ہجری کا سال تھا اور اسی سال میں حضرت سلمہ بن اکوع کی وفات ہوئی حضرت سلمہ بن اکوع کی جب حجاج ظالم سے ملاقات ہوئی تو اس بدبخت نے ان پر اعتراض کیا اور کہا ''ارتددت'' یعنی تم الٹے پاؤں پھر گئے اور ہجرت کو خراب کر کے دیہاتی بن گئے۔ ''تعربت'' یعنی تم نے دیہاتی پن اختیار کر کے اعرابی بن گئے ان دونوں جملوں سے حجاج ظالم نے اس حدیث کی طرف اشارہ

کیا ہے جس میں ہجرت کے بعد دیہات میں جا کر سکونت اختیار کرنے کوارتداد قرار دیا گیا ہے اور ایسے شخص پر سخت لعنت بھیجی گئی ہے علامہ ابن اثیر نے اس حدیث کو اس طرح نقل کی ہے۔ ''کان من رجع بعد هجرته الى موضعه من غير علر يعدونه كالمرتد اهـ'' (نہایہ)

''تعربت'' ای صرت اعرابيا بعد الهجرة حيث سكنت البادية ''حضرت سلمہ بن اکوع نے جواب دیا کہ مجھے آنحضرت نے دیہات میں رہنے کی اجازت دی تھی حضرت عثمان بن عفان کی شہادت کے بعد حضرت سلمہ بن اکوع مدینہ سے دور جا کر ربذہ میں آباد ہو گئے تھے وہاں پر آپ نے شادی کر لی اور کئی بچے پیدا ہو گئے وفات سے چند دن پہلے آپ مدینہ آگئے، انہیں دنوں میں حجاج ظالم سے یہ گفتگو ہوئی چند دن بعد آپ کا انتقال ہو گیا اور بقیع غرقد میں دفن کیے گئے ''اذن لـــــی'' یعنی آنحضرت نے خصوصی طور پر مجھے دیہات میں رہنے کی اجازت دی تھی یا فتنوں کے زمانہ میں دین بچانے کے لیے دیہات میں جا کر ٹھہرنے کا شریعت میں عام حکم موجود ہے بہر حال قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ ہجرت کے بعد مہاجر کو اپنے ہجرت کے مقام کی طرف رجوع کرنا حرام ہے اور مہاجر کے لیے دیہات میں سکونت اختیار کرنا گناہ کبیرہ ہے حضرت سلمہ بن اکوع کو آنحضرت نے خصوصی اجازت عطا فرمائی تھی۔

بَابُ الْمُبَايَعَةِ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ

فتح مکہ کے بعد اسلام اور جہاد پر بیعت لینے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

۴۸۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَبُو جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، حَدَّثَنِي مُجَاشِعُ بْنُ مَسْعُودٍ السُّلَمِيُّ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُبَايِعُهُ عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: إِنَّ الْهِجْرَةَ قَدْ مَضَتْ لِأَهْلِهَا، وَلَكِنْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ وَالْخَيْرِ

حضرت مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہجرت پر بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل ہجرت کی ہجرت تو گزر چکی ہے لیکن (تم اب) اسلام، جہاد اور بھلائی پر بیعت کر سکتے ہو۔

اعمال صالحہ پر بیعت کرنا ثابت ہے

٤٨٢٣ ـ وحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُجَاشِعُ بْنُ مَسْعُودٍ السُّلَمِيُّ، قَالَ: جِئْتُ بِأَخِي أَبِي مَعْبَدٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْفَتْحِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَايِعْهُ عَلَى الْهِجْرَةِ، قَالَ: قَدْ مَضَتِ الْهِجْرَةُ بِأَهْلِهَا، قُلْتُ: فَبِأَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ؟ قَالَ: عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ وَالْخَيْرِ، قَالَ أَبُو عُثْمَانَ: فَلَقِيتُ أَبَا مَعْبَدٍ، فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِ مُجَاشِعٍ، فَقَالَ: صَدَقَ.

حضرت مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے بھائی ابو معبد کو لیکر فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس سے ہجرت پر بیعت لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اہل ہجرت کی ہجرت گزر چکی ہے۔ میں نے عرض کیا: پھر آپ اس سے کس کس بات پر بیعت لیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام، جہاد، اور بھلائی پر۔ ابو عثمان نے کہا: میں ابو معبد سے ملا تو اسے مجاشع کے اس قول کی خبر دی تو انہوں نے کہا: مجاشع نے سچ کہا ہے۔

٤٨٢٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَاصِمٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، قَالَ: فَلَقِيتُ أَخَاهُ، فَقَالَ: صَدَقَ مُجَاشِعٌ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا مَعْبَدٍ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے لیکن اس روایت میں راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کے بھائی سے ملاقات کی تو اس نے کہا: مجاشع نے سچ کہا ہے۔ ابو معبد کا نام ذکر نہیں کیا۔

٤٨٢٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح کے دن یعنی فتح مکہ کے دن فرمایا: اب ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد اور نیت ہے اور جب تمہیں جہاد کے لیے بلایا جائے تو چلے آؤ۔

تشریح:

"لا ھجرۃ" یعنی فتح مکہ کے بعد مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کا زمانہ ختم ہوگیا ہے پہلے یہ ہجرت فرض تھی اب مکہ دار اسلام بن

گیا اب ہجرت کی ضرورت نہیں البتہ باقی دنیا میں دین وایمان اور مال وجان کی حفاظت کے لیے اب بھی ہجرت باقی ہے ہجرت بھاگنے کا نام نہیں ہے بلکہ بیوی بچوں اور بزرگوں کو محفوظ مقام میں بٹھا کر پلٹ کر دشمن پر حملہ کرنے کا نام ہجرت ہے جہاد کے لیے ہجرت پیش خیمہ ہے آج کل کفار جہاد سے روکنے کے لیے ہجرت پر سخت نظر رکھتے ہیں کہ کہیں بے بس مسلمان ہجرت کر کے ہم پر حملہ نہ کریں۔

”ولکن جهاد“ جب ہجرت کی نفی کی گئی تو اس طرف خیال گیا کہ پھر جہاد بھی ختم ہے تو آنحضرت نے بطور استدراک فرمایا کہ نہیں نہیں جہاد اور جہاد کا جذبہ اور نیت قیامت تک باقی ہے۔ ”فانفروا“ یعنی جب کسی جگہ پر فوجی کارروائی شروع ہو جائے اور وقت کا امام جہاد کے لیے نفیر عام کرے تو فوراً نکلا کرو اس حدیث میں تبلیغی جماعت کے جاہل لوگ بہت تحریف کرتے ہیں اور اس کو اپنی چلت پھرت اور مصنوعی اعمال پر چسپاں کرتے ہیں ان کو خدا کا خوف کرنا چاہیے بہر حال نفیر عام کے بعد ہر شخص پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

٤٨٢٦ ـ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَابْنُ رَافِعٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ آدَمَ، حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ يَعْنِي ابْنَ مُهَلْهِلٍ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، كُلُّهُمْ عَنْ مَنْصُورٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

٤٨٢٧ ـ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔ لیکن جہاد اور نیت (خیر کا حکم باقی ہے) اور جب تمہیں جہاد کے لیے بلایا جائے تو فوراً نکل پڑو۔

٤٨٢٨ ـ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ، أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو

سعید الخدری، أنّ أعرابیًا سأل رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم عن الھجرۃ، فقال: ویحک، إنّ شأن الھجرۃ لشدید، فھل لک من إبل؟ قال: نعم، قال: فھل تؤتی صدقتھا؟ قال: نعم، قال: فاعمل من وراء البحار، فإنّ اللّٰہ لن یترک من عملک شیئًا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ارے ہجرت کا معاملہ تو بہت سخت ہے۔ کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تو ان کی زکوۃ ادا کرتا ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو دیہاتوں کے اس پاس عمل کرتا رہ بے شک اللہ تعالیٰ تیرے اعمال میں سے کچھ بھی ضائع نہیں فرمائے گا۔

تشریح:

"ان اعرابیا" یعنی ایک دیہاتی نے آنحضرت سے ہجرت کی اجازت مانگی آنحضرت نے اجازت نہیں دی یہاں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ہجرت کی کئی اقسام ہیں مثلاً (۱) الھجرت من دار الکفر الی دار الامن " جیسے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت تھی (۲) الھجرۃ من دار الکفر الی دار الاسلام جیسے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت تھی (۳) الھجرۃ من دار الفسق الی دار التقوی جیسے پاکستان وغیرہ سے افغانستان کی طالبان حکومت کی طرف لوگ ہجرت کرتے ہیں (۴) ھجرۃ القبائل والاعراب الی المدینۃ یعنی دیہاتی لوگ اپنے قبائل سے دین سیکھنے کے لیے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے آتے تھے اس دیہاتی کی ہجرت کا معاملہ کچھ اسی طرح تھا اب یہ فرض یا واجب ہجرت نہیں تھی نہ اہل مدینہ کو اس کی ضرورت تھی۔ البتہ اس شخص کو اس میں مشقت اٹھانے کا خطرہ تھا تو آنحضرت نے ان کو منع کر دیا "البحار" یہ جمع ہے اس کا مفرد "بحرۃ" دیہات اور دور دراز بستیوں کو کہتے ہیں "یترک" وتر یتر ضرب یضرب سے ہے کم کرنے کو کہتے ہیں" ای لن ینقصک "اللہ تعالیٰ تیرے عمل کو کم نہیں کرے گا جہاں رہو وہاں عمل کرو عمل پر ثواب ملے گا۔

"یوم ورودھا" عرب کا رواج اور دستور تھا کہ تین دن یا چار دن کے بعد جب اونٹوں کو پانی پلانے کے لیے پانی کی گھاٹ پر لے جاتے تھے تو وہاں دودھ نکالتے تھے اس دودھ کے لیے غریب لوگ جمع ہو جاتے تھے اونٹوں والے اس دودھ کو ان غریبوں پر تقسیم کرتے تھے یہ ایک نیک عمل تھا یہ اگرچہ واجب شرعی نہیں تھا مگر واجب عرفی تھا آنحضرت نے اس دیہاتی سے اونٹوں کی زکوۃ دینے کا پوچھا اور دودھ تقسیم کرنے کا پوچھا جب اس نے اثبات میں جواب دیا تو آنحضرت نے ان کو دیہات ہی میں رہنے کا مشورہ دیا۔

۴۸۲۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا، وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ: فَهَلْ تَحْلُبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا؟ قَالَ: نَعَمْ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔ اس میں ہے کہ اللہ تیرے کسی عمل کو ضائع نہیں کرے گا اور مزید اضافہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اونٹنیوں کے پانی کے دن ان کا دودھ دوہنے کے بغیر غریبوں کو دیتے ہو؟ تو اس نے کہا: جی ہاں۔

بَابُ كَيْفِيَّةِ بَيْعَةِ النِّسَاءِ

عورتوں کو بیعت کرنے کا طریقہ

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو بیان کیا ہے۔

۴۸۳۰۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: كَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمْتَحَنَّ بِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ﴾ (الممتحنة : ١٢) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ، فَقَدْ أَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْرَرْنَ بِذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ، قَالَ لَهُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْطَلِقْنَ، فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ وَلَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ، غَيْرَ أَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللّٰهِ، مَا أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَاءِ قَطُّ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالَى، وَمَا مَسَّتْ كَفُّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَّ امْرَأَةٍ قَطُّ، وَكَانَ يَقُولُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ: قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ جب مومن عورتیں آپ ﷺ کے پاس ہجرت کر کے آتیں تو آپ ﷺ اللہ کے اس قول کی بنا پر ان کا امتحان لیتے ﴿یا ایھا النبی اذا جاء ک المومنات﴾ اے نبی! جب آپ کے پاس عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوں کہ وہ اللہ کے ساتھ

کسی چیز کو شریک نہیں کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی۔ سیدہ عائشہ نے کہا کہ مؤمن عورتوں میں سے جو ان باتوں کا اقرار کر لیتی تو اس کا امتحان منعقد ہو جاتا اور جب وہ ان باتوں کا اقرار کر لیتیں تو رسول اللہ ﷺ ان سے فرماتے: جاؤ! تحقیق میں تمہیں بیعت کر چکا ہوں۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو نہ چھوا۔ ہاں آپ ان سے گفتگو کے ذریعہ بیعت لیتے تھے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم آنحضرت نے عورتوں سے اللہ کے حکم کے علاوہ کسی بات پر بیعت نہیں لی اور نہ رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی نے کسی عورت کی ہتھیلی کو کبھی مس (چھوا) کیا اور آپؐ جب ان سے بیعت لیتے تو انہیں زبان سے فرما دیتے کہ میں نے تمہاری بیعت کر لی۔

٤٨٣١۔ وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الأَيْلِيُّ، وَأَبُو الطَّاهِرِ، قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ هَارُونُ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ، أَخْبَرَتْهُ، عَنْ بَيْعَةِ النِّسَاءِ، قَالَتْ: مَا مَسَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ امْرَأَةً قَطُّ، إِلَّا أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا، فَإِذَا أَخَذَ عَلَيْهَا، فَأَعْطَتْهُ، قَالَ: اذْهَبِي، فَقَدْ بَايَعْتُكِ

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہؓ نے اسے عورتوں کی بیعت کی کیفیت کی خبر دی۔ کہا: رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی عورت کو ہاتھ سے نہیں چھوا۔ ہاں! جس وقت آپ ﷺ بیعت لیتے اور عورت (زبانی) عہد کر لیتی تو آپ ﷺ (زبان سے) فرما دیتے جاؤ میں نے تم کو بیعت کر لیا۔

بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ بقدر الاستطاعة

استطاعت کے مطابق بیعت لینے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٤٨٣٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَيُّوبَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: كُنَّا نُبَايِعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، يَقُولُ لَنَا: فِيمَا اسْتَطَعْتَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے احکام سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کرتے تھے اور آپ ﷺ ہمیں ارشاد فرماتے تھے: جہاں تک تمہاری طاقت ہو۔

بَابُ بَيَانِ سِنِّ الْبُلُوغِ

حدِّ بلوغ کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٤٨٣٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: عَرَضَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فِي الْقِتَالِ، وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَلَمْ يُجِزْنِي، وَعَرَضَنِي يَوْمَ الْخَنْدَقِ، وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَأَجَازَنِي، قَالَ نَافِعٌ: فَقَدِمْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ خَلِيفَةٌ، فَحَدَّثْتُهُ هَذَا الْحَدِيثَ، فَقَالَ: إِنَّ هَذَا لَحَدٌّ بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، فَكَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ أَنْ يَفْرِضُوا لِمَنْ كَانَ ابْنَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، وَمَنْ كَانَ دُونَ ذَلِكَ فَاجْعَلُوهُ فِي الْعِيَالِ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے چودہ سال کی عمر میں اپنے آپ کو غزوۂ احد کے دن جہاد کے لیے رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی۔ پھر میں نے اپنے آپ کو پندرہ سال کی عمر میں خندق کے دن پیش کیا تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ نافع نے کہا کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس ان دنوں میں آیا جب وہ خلیفہ تھے اور انہیں یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا: یہ چھوٹے اور بڑے کے درمیان حد ہے۔ انہوں نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ جو پندرہ سال کا ہو اس کا حصہ مقرر کریں اور جو اس سے کم عمر کا ہو اسے بال بچوں میں شمار کریں۔

تشریح:

"عرضنی" یعنی مجھے پیش کیا گیا کہ میں جنگ میں شریک ہونے کا قابل ہوں یا نہیں تو جنگ احد میں آنحضرت نے مجھے جنگ میں شریک ہونے کی اجازت نہیں دی کیونکہ میری عمر چودہ سال تھی مگر ایک سال بعد جنگ خندق میں مجھے شریک ہونے کی اجازت دیدی کیونکہ اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس حدیث کے سننے کے بعد فرمایا کہ یہ چھوٹے اور بڑے ہونے کی حد یہی ہے جو شخص پندرہ سال کا ہے وہ بالغ شمار ہوگا اس سے کم عمر کا نابالغ شمار ہوگا بالغ اور نابالغ کا ضابطہ یہ ہے کہ ایک بلوغت بالعلامات ہے وہ لڑکوں میں یہ ہے کہ اس کو احتلام آجائے اور وہ احبال کا قابل بن جائے اور اس کے زیر ناف بال اگ جائیں اور لڑکیوں میں یہ علامت ہے کہ اس کو حیض آجائے اور حاملہ بن جانے کی صلاحیت پیدا ہو جائے

علامات سے لڑکے کم از کم بارہ سال کے بالغ ہوسکتے ہیں اور لڑکیا نو سال کی بالغ ہوسکتی ہیں بلوغت کی دوسری قسم بلوغت بالسنین ہے اس میں لڑکے اور لڑکیاں برابر ہیں کہ جب پندرہ سال کی عمر ہوجائے تو اس کو بالغ سمجھا جائے گا اگر چہ بلوغت کی کوئی علامت ظاہر نہ ہوئی ہو۔

"ان یفرضوا" یعنی بالغ کے لیے وظیفہ مقرر کرلو کیونکہ یہ تیار بیٹھے ہوئے مجاہد کی مانند ہے لہٰذا مجاہد ہے تو بیت المال میں اس کا حق ہے مگر نابالغ بمنزلہ عیال ہے بیت المال میں اس کا حق نہیں ہے فرض بفرض ضرب سے ہے بیت المال میں وظیفہ مقرر کرنے کو کہتے ہیں افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ امام مسلم نے اچانک کتاب الجہاد کی احادیث کو بیان کرنا شروع کردیا بعض شارحین نے یہاں کتاب الجہاد کا نیا عنوان باندھا ہے۔

٤٨٣٤ـ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ، وَعَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ، جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمْ، وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَاسْتَصْغَرَنِي

اس سند کے ساتھ بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے لیکن اس روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں چودہ سال کا تھا تو آپ ﷺ نے مجھے چھوٹا تصور فرمایا۔

باب النهي ان يسافر بالمصحف الى ارض الكفار

میدان جنگ میں قرآن عظیم کو لے جانا منع ہے

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٤٨٣٥ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمنوں کے ملک کی طرف قرآن مجید ساتھ لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا۔

تشریح:

"ان یسافر بالقران" میدان جنگ کفار کی سرزمین پر قرآن عظیم لے جانے کی ممانعت ہے تاکہ قرآن عظیم کی بے حرمتی نہ

ہو جائے اصل علت بے حرمتی ہے کہ مسلمان مغلوب ہو کر قرآن کریم کافروں کے ہاتھ لگ جائے گا تو کفار اس کی بے ادبی کریں گے جب علت بے حرمتی کا خطرہ ہے تو جہاں بے حرمتی کا خطرہ نہ ہو وہاں قرآن لے جانا جائز ہوگا اس کے لیے معیار ہے کہ اگر مسلمان غالب حالت میں ہیں اور کفار مغلوب ہیں تو بے حرمتی کا خطرہ نہیں ہوگا تو وہاں قرآن لے جایا جاسکتا ہے یہ نہیں عام فقہاء کی یہی رائے ہے البتہ امام امام مالک مطلقاً منع کرتے ہیں کہ کسی حالت میں بھی قرآن کو دشمن کی زمین پر لے جانا جائز نہیں ہے۔

"وخاصموكم فيه" یعنی قرآن اگر کفار کے ہاتھ میں لگ جائے وہ اس پر اعتراضات اٹھائیں گے اور تمہارے ساتھ علمی جھگڑے شروع کریں گے جس طرح قیصر کے ہاتھ میں لگا تو اس نے مخاصمت کا ایک دفتر بنا کر مسلمانوں کی طرف بھیجا شیخ ابیؒ نے یہی کہا ہے کہ دشمن نے ایک دفعہ قرآن کو حاصل کیا اور پھر تمہارے ساتھ جھگڑا کیا اور اعتراضات کیے۔

٤٨٣٦ - وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَنْهَى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ، مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دشمنوں کے ملک کی طرف اس ڈر کی وجہ سے قرآن مجید لے کر سفر کرنے سے منع کرتے تھے کہ کہیں قرآن پاک دشمنوں کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

٤٨٣٧ - وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، وَأَبُو كَامِلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُسَافِرُوا بِالْقُرْآنِ، فَإِنِّي لَا آمَنُ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ، قَالَ أَيُّوبُ: فَقَدْ نَالَهُ الْعَدُوُّ وَخَاصَمُوكُمْ بِهِ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید ساتھ لیکر سفر نہ کرو کیونکہ میں قرآن کے دشمنوں کے ہاتھ لگ جانے سے بے خوف نہیں ہوں۔ راوی ایوب نے کہا: اگر قرآن کو دشمنوں نے پالیا تو اس کے ذریعہ وہ تم سے مقابلہ کریں گے۔

٤٨٣٨ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، وَالثَّقَفِيُّ، كُلُّهُمْ عَنْ أَيُّوبَ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ، جَمِيعًا عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ،

الثقفي: فإني أخاف، وفي حديث سفيان، وحديث الضحاك بن عثمان: مخافة أن ينالہ العدو

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔ایک سند میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں خوف کرتا ہوں اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ دشمن کے ہاتھ لگ جانے کے خوف سے۔

بَابُ الْمُسَابَقَةِ بَيْنَ الْخَيْلِ للقتال

جنگ کی تیاری کے لیے گھوڑوں میں مقابلہ کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٤٨٣٩ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بِالْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ، وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ، وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ، مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ فِيمَنْ سَابَقَ بِهَا،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پریڈ کے قابل گھوڑوں میں حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک مقابلہ کرایا اور ابن عمرؓ بھی ان میں سے تھے جنہوں نے اس گھڑ دوڑ میں حصہ لیا۔

تشریح:

"مسابق" گھڑ دوڑ کے مقابلے اور مسابقت کو "سابق" سے بیان کیا گیا ہے "اضمرت" یہ مجہول کا صیغہ ہے باب افعال سے ہے اسی طرح باب تفعیل سے اس کو تضمیر سے یاد کرتے ہیں ورزش کے طور پر کھلے میدان میں گھوڑوں کے دوڑانے کو تضمیر الخیل کہتے ہیں عرب امارات میں اب بھی اس کی کمپنیاں ہیں اور اسی نام سے ویزہ جاری کر کے مزدوروں کو کام کے لیے بلاتی ہیں آج کل گھڑ دوڑ کا یہ عمل مسلمانوں سے کافروں نے چھین لیا ہے عرب کے ہاں تضمیر کا یہ عمل اس طرح ہوتا تھا کہ پہلے گھوڑے کو خوب چارہ کھلاتے تھے پھر آہستہ آہستہ چارہ کم کرتے تھے اور صبح صبح گھوڑے کو دوڑاتے تھے یہاں تک کہ گھوڑا خوب لاغر ہو جاتا تھا تو اس کا گوشت خشک اور مضبوط ہو جاتا تھا اور پیٹ بالکل پیٹھ کے ساتھ لگ جاتا تھا، عرب کے ہاں تضمیر کا یہ کورس چالیس دنوں میں پورا ہو جاتا تھا۔ "من الحفياء" مدینہ سے باہر شمال کی جانب غابہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے یہاں سے دوڑنے کی ابتدا ہوتی تھی یہ ان گھوڑوں کا مقابلہ ہوتا تھا جو سدھائے ہوئے تربیت یافتہ گھوڑے ہوتے تھے "امدھا" امد غایہ اور انتہاء کے معنی میں

ہے یعنی حفیاء سے مقابلہ شروع ہوجاتا تھا اور دوڑنے کی انتہاء مقام "ثنیۃ الوداع" ہوتا تھا "ثنیہ" گھاٹی کو کہتے ہیں کوہ سلع سے کافی مسافت تک ٹیلہ نما ایک گھاٹی آگے تک جاتی ہے اسی ٹیلہ کو ثنیہ کہتے ہیں چونکہ اہل مدینہ جب کسی مسافر کو الوداع کرتے تھے تو اس ٹیلہ تک ساتھ جاتے تھے اس لیے اس کو الوداع کہدیا کسی مسافر کا استقبال بھی اسی مقام پر ہوتا تھا چنانچہ نبی اکرم کے استقبال میں اس جگہ کا نام اشعار میں ملتا ہے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
أَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِيْنَا لَقَدْ جِئْتَ بِأَمْرٍ مُطَاعِ

"الی مسجد بنی زریق" آج کل مسجد السبق کے نام سے یہ مسجد معروف ہے جو مسجد نبوی سے شمال مغرب میں واقع ہے جہاں کسی وقت بس اڈہ ہوتا تھا "فطفف" یہ باب تفعیل سے ہے حد سے گزرنے کے معنی میں ہے مسجد کی چاردیواری چھوٹی تھی اور گھوڑا جوش میں تھا تو اس نے حضرت ابن عمر کو مسجد میں جا کر گھسا دیا حالانکہ آخری حد صرف مسجد تک تھی یہ دوسری روایت کے الفاظ کی تشریح ہے۔

٤٨٤٠ ـ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، ح وحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ، وَأَبُو الرَّبِيعِ، وَأَبُو كَامِلٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، ح وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، ح وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، ح وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ أَيُّوبَ، مِنْ رِوَايَةِ حَمَّادٍ، وَابْنِ عُلَيَّةَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَجِئْتُ سَابِقًا فَطَفَّفَ بِي الْفَرَسُ الْمَسْجِدَ

ان مختلف اسناد وطرق سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔ صرف ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آگے بڑھ گیا اور گھوڑا مجھے لے کر مسجد میں جا پہنچا۔

بَابُ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی موجود رہے گی

اس باب میں امام مسلم نے گیارہ احادیث کو بیان کیا ہے

٤٨٤١۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَابْنُ رُمْحٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ٥

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت قیامت تک رکھی گئی ہے۔

٤٨٤٢۔ وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، ح وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي أُسَامَةُ، كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت رکھی گئی ہے۔

٤٨٤٣۔ وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَصَالِحُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ وَرْدَانَ، جَمِيعًا عَنْ يَزِيدَ، قَالَ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْوِي نَاصِيَةَ فَرَسٍ بِإِصْبَعِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: الْخَيْلُ مَعْقُودٌ بِنَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: الْأَجْرُ وَالْغَنِيمَةُ،

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی انگلیوں کے ساتھ گھوڑے کی پیشانی کو ملتے دیکھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ: گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر و برکت یعنی ثواب اور غنیمت قیامت کے دن تک باندھ دی گئی ہے۔

تشریح:
"یلوی" "موڑنے کے معنی میں ہے یعنی آنحضرت بطور محبت گھوڑے کی پیشانی کے بال کو انگلی سے موڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ بھلائی گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک بندھی ہوئی ہوگی اور بھلائی سے ثواب اور غنیمت کا مال مراد ہے چونکہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا اور ہر زمانہ میں گھوڑا کسی نہ کسی طور پر جہاد کے کام میں آتا رہتا ہے تو مجاہد کو ایک تو ثواب ملتا ہے اور دوسرا مال غنیمت ملتا ہے یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا "معقود اور معقوص دونوں الفاظ کا معنی باندھا ہوا اور جڑا ہوا ہے۔

٤٨٤٤۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، كِلَاهُمَا عَنْ يُونُسَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

ان دونوں اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر و برکت باندھ دی گئی ہے۔

٤٨٤٥۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت یعنی اجر و غنیمت قیامت کے دن تک باندھ دیئے گئے ہیں۔

٤٨٤٦۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، وَابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْخَيْرُ مَعْقُوصٌ بِنَوَاصِي الْخَيْلِ، قَالَ: فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِمَ ذَاكَ؟ قَالَ: الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ،

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و بھلائی مرکوز ہے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کس وجہ سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تک ثواب اور غنیمت۔

٤٨٤٧۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ حُصَيْنٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: عُرْوَةُ بْنُ الْجَعْدِ،

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے لیکن اس میں عروہ بن جعد مذکور ہے۔

٤٨٤٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، جَمِيعًا عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ، جَمِيعًا عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ، عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَذْكُرْ: الْأَجْرَ وَالْمَغْنَمَ، وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ: سَمِعَ عُرْوَةَ الْبَارِقِيَّ، سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

ان اسناد سے بھی عروہ بارقی کی یہی حدیث نبی اکرم ﷺ سے مذکورہ روایت کی طرح مروی ہے۔

٤٨٤٩۔ وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْجَعْدِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا وَلَمْ يَذْكُرْ: الْأَجْرَ وَالْمَغْنَمَ

حضرت عروہ بن جعد رضی اللہ عنہ سے اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے لیکن اس حدیث میں اجر و غنیمت کا ذکر نہیں فرمایا۔

٤٨٥٠۔ وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ برکت گھوڑوں کی پیشانیوں میں ہے۔

٤٨٥١۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، سَمِعَ أَنَسًا، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

اس سند کے ساتھ بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ صِفَاتِ الْخَيْلِ

گھوڑوں کی ناپسندیدہ شکلیں

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٤٨٥٢۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ يَحْيَى:

أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلْمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو گھوڑوں میں سے شکال ناپسندیدہ تھے۔

تشریح:

''الشکال'' کتاب کے وزن پر ہے، گھوڑوں کی مختلف شکلیں اور مختلف رنگ ہوتے ہیں کچھ شکلیں آنحضرت کو بہت پسند تھیں اور کچھ ناپسند تھیں امام مسلم نے ساری قسمیں یہاں بیان نہیں کی ہیں صرف ایک قسم کو بیان کیا ہے جو آنحضرت کو ناپسند تھی جس کو الشکال کہتے ہیں ساتھ والی حدیث میں راوی نے شکال کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ شکال وہ گھوڑا ہوتا ہے جس کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفید داغ اور سفیدی ہو باقی رنگ دوسری قسم کا ہو یا دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں میں اسی طرح سفید بیاض ہو الشکال کی تفسیر میں دیگر اقوال بھی ہیں جانور کے پچھلے دو پاؤں کو عرب لوگ ٹانگ کہتے ہیں اور سامنے دو پاؤں کو ہاتھ کہتے ہیں اس لیے یہاں حدیث میں ''رجل اور ید'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

٤٨٥٣ ـ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ: وَالشِّكَالُ: أَنْ يَكُونَ الْفَرَسُ فِي رِجْلِهِ الْيُمْنَى بَيَاضٌ، وَفِي يَدِهِ الْيُسْرَى، أَوْ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى وَرِجْلِهِ الْيُسْرَى،

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔ عبدالرزاق کی روایت کردہ حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ شکال یہ ہے کہ گھوڑے کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو یا دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں میں سفیدی ہو۔

٤٨٥٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ، وَفِي رِوَايَةِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ، وَلَمْ يَذْكُرِ النَّخَعِيَّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی یہ مذکورہ بالا حدیث وکیع اس سند سے بھی مروی ہے اور حضرت وہب کی روایت میں عن عبداللہ بن یزید ہے اور حضرت نخعی کا ذکر نہیں فرمایا۔

بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ وَالْخُرُوجِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلنے اور جہاد کی فضیلت

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

۴۸۵۵۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ وَهُوَ ابْنُ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادًا فِي سَبِيلِي، وَإِيمَانًا بِي، وَتَصْدِيقًا بِرُسُلِي، فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ أَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ، نَائِلًا مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَا مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ حِينَ كُلِمَ، لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ، وَرِيحُهُ مِسْكٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْلَا أَنْ يَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَبَدًا، وَلَكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلَهُمْ، وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً، وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوَدِدْتُ أَنِّي أَغْزُو فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أَغْزُو فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أَغْزُو فَأُقْتَلُ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس کا ضامن ہو جاتا ہے جو اس کے راستہ میں نکلتا ہے جو شخص صرف میرے راستہ میں جہاد اور مجھ پر ایمان اور میرے رسول کی تصدیق کرتے ہوئے نکلتا ہے تو اس کی مجھ پر ذمہ داری ہے کہ اس کو جنت میں داخل کروں گا یا اس کو اس کے اس گھر کی طرف اجر وثواب اور غنیمت کے ساتھ لوٹاؤں گا جس سے وہ نکلا تھا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے، اللہ کے راستہ میں جو بھی زخم لگتا ہے وہ اسی صورت میں قیامت کے دن آئے گا جس طرح وہ زخم لگنے کے وقت تھا۔ اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی ہوگی اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اگر مسلمانوں پر دشوار نہ ہوتا تو میں اللہ کے راستہ میں جنگ کرنے والے لشکر کا ساتھ کبھی نہ چھوڑتا۔ لیکن میں اتنی وسعت نہیں پاتا کہ ان سب لشکر والوں کو سواریاں دوں اور نہ وہ اتنی وسعت پاتے ہیں اور ان پر مشکل ہوتا ہے کہ وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے مجھے یہ پسند ہے کہ میں اللہ کے راستہ میں جہاد کروں پھر مجھے قتل کیا جائے پھر جہاد کروں تو مجھے قتل کیا جائے پھر جہاد کروں تو مجھے قتل کیا جائے۔

تشریح:

''اوادخله الجنة ''اس عبارت میں''او'' کالفظ ہے یہاں''او''مانعة الجمع کے لیے ہے کہ مجاہد فی سبیل اللہ کو اللہ تعالیٰ کبھی زندہ واپس لوٹاتا ہے تو وہ ثواب اور غنیمت لے کر آتا ہے اور اگر زندہ واپس نہ کیا بلکہ شہادت دیدی تو پھر اس کو جنت میں داخل فرمائے گا یہاں غنیمت اور شہادت دونوں اکھٹے نہیں ہوسکتے ،الگ ہوسکتے ہیں۔ایک حدیث میں تَضَمَّنَ کے بجائے اِنْتَدَبَ کالفظ ہے۔اس لفظ کا آسان ترجمہ تکفل اور تضمن ہے جو کفالت وضمانت کے معنی میں ہے۔

''من اجر وغنيمة''یا صرف ثواب لے کر آئے گا مال غنیمت نہیں ہوگا یا صرف غنیمت لے کر آئے گا۔اس طرز بیان سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اگر غنیمت حاصل ہوگئی تو پھر اجر نہیں ملے گا حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں''او'' کالفظ مـانـعة الـخـلـو کے طور پر ہے کہ دو چیزوں سے خالی ہوکر مجاہد واپس نہیں آئے گا یا ثواب ہوگا یا مال غنیمت ہوگا ہاں اگر دونوں چیزیں جمع ہوجائیں تو منافی نہیں ہے۔ملاعلی قاری فرماتے ہیں کہ''او'' کالفظ تنویع کے لیے ہے یعنی یہ نوع بھی ملے گی وہ نوع بھی ملے گی ایک نسخہ میں''او''نہیں بلکہ واؤ ہے پھر تو کوئی اشکال نہیں ہے۔''یـکـلـم'' یہ صیغہ باب نصر اور ضرب سے ہے اس کا مصدر''کلم'' ہے زخم کو کہتے ہیں''کهيئته''یعنی جس وقت تازہ تازہ زخم لگا تھا قیامت میں اسی زخم کے ساتھ شہید اٹھ کر آئے گا

''والـذی نفسی بیده ''حضور اکرم ﷺ نے بنفس نفیس ۲۷ جنگوں میں حصہ لیا ہے بعض میں جنگ نہیں ہوئی بعض میں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے ۵۶ چھاپہ مار دستے جہاد پر بھیجے ہیں یہ کل ۸۳ جنگیں فتی ہیں گویا دس سالہ مدنی دور میں اوسطاً سال آٹھ جنگوں سے کچھ زیادہ ہوئی ہیں اس پورے عرصے میں طرفین کے ایک ہزار اٹھارہ آدمی مارے گئے ہیں ۲۵۹ صحابہ کرام شہید ہوئے ہیں اور ۷۵۹ کفار ہلاک ہوئے ہیں۔اس کے بعد جاکر جزیرۂ عرب کفر کے چنگل سے آزاد ہوا ہے۔آنحضرت ﷺ کا جذبہ شہادت اتنا بلند تھا کہ آپ نے ہر معرکہ میں جانے اور شہید ہونے کی تمنا فرمائی لیکن آپ چند معرکوں میں خود اس لیے شریک نہ ہوسکے کہ پیچھے مدینہ منورہ میں کچھ نادار لوگ تھے جو بوجہ فقر اور عدم وسائل جہاد پر نہیں جاسکتے تھے ادھر نبی اکرم ﷺ کے پاس بھی اتنے وسائل نہیں تھے کہ ان سب کو سواریاں فراہم فرماتے اگر نبی پاک ان کو مدینہ میں چھوڑ کر خود جہاد پر چلے جاتے تو ان بے چاروں کو دو غم لاحق ہوجاتے ایک تو جہاد پر نہ جانے کا غم ہوتا دوسرا آنحضرت کی جدائی کا غم ہوتا اس وجہ سے آپ نے فرمایا کہ کبھی میں ان کے ساتھ پیچھے رہ جاتا ہوں۔حضور ﷺ نے شہادت کے بعد پھر زندہ ہونے کی تمنا اس لیے فرمائی ہے کہ اس سے مزید شہادت کا موقع ملتا ہے۔

۴۸۵۶۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔

۴۸۵۷۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيُّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَكَفَّلَ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا جِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ، وَتَصْدِيقُ كَلِمَتِهِ، بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ، مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو صرف اللہ کے راستہ میں جہاد کے لیے اور اس کے دین کی تصدیق کی خاطر اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اللہ اس کے لیے اس بات کا ضامن ہوجاتا ہے کہ اسے (شہادت کی صورت میں) جنت میں داخل کرے گا یا اسے اس کے گھر لوٹائے گا کہ اس کے ساتھ اجر وثواب یا مال غنیمت ہوگا۔

۴۸۵۸۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ، إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ، اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ، وَالرِّيحُ رِيحُ مِسْكٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستہ میں جو آدمی بھی زخمی ہوتا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ اللہ کے راستے میں کسے زخم دیا گیا ہے۔ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم کا رنگ تو خون کی طرح ہوگا لیکن اس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔

تشریح:

"لا یکلم" باب نصر وضرب سے مجہول کا صیغہ ہے زخم لگنے کے معنی میں ہے "ای لا یجرح"۔ "یثعب" یہ فتح ثا سے ہے زخم سے فوارہ کی طرح خون بہنے کو کہتے ہیں ایک روایت میں یتفجر کا لفظ ہے جو اس معنی کی تائید کرتا ہے۔

بہر حال مجاہد کے زخم سے قیامت کے روز خون بہنے کی حکمت یہ ہے کہ گویا یہ خون مجاہد کی قربانی پر بطور گواہ موجود ہوگا اور ان کی فضیلت پر علامت ہوگی گویا مجاہد بزبان حال کہہ رہا ہے۔

میرے رستے ہوئے زخموں کو دکھا کر کہنا

ایسے تمغوں کے طلبگار یہاں اور بھی ہیں

اس حدیث میں اخلاص کی طرف اشارہ ہے کہ راہ جہاد میں بے ریا مخلص کون ہوتا ہے اور ریا کار کون ہوتا ہے۔

شہادت کی فضیلت وتمنا

٤٨٥٩ ـ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُهُ الْمُسْلِمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ تَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا إِذَا طُعِنَتْ، تَفَجَّرُ دَمًا، اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ، وَالْعَرْفُ عَرْفُ الْمِسْكِ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ فِي يَدِهِ، لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَلَكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلَهُمْ، وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً فَيَتَّبِعُونِي، وَلَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَقْعُدُوا بَعْدِي،

حضرت ہمام بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے رسول اللہ ﷺ کی کئی احادیث ذکر فرمائیں ان میں سے یہ حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ زخم جو کسی مسلمان کو اللہ کے راستہ میں لگے پھر وہ قیامت کے دن اپنی اسی صورت پر ہوگا جس طرح وہ زخم لگائے جانے کے وقت تھا کہ اس سے خون نکل رہا ہوگا۔ اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اگر مؤمنوں پر دشوار نہ ہوتا تو میں اللہ کے راستہ میں لڑنے والے کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا لیکن میں اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ ان سب کو سواریاں عطا کرسکوں اور نہ وہ وسعت رکھتے ہیں کہ وہ میرے ساتھ جاسکیں اور ان کے دل میرے سے پیچھے رہ جانے سے خوش نہیں ہیں۔

٤٨٦٠ ـ وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ، بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ أُحْيَا بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے اگر مؤمنین

پر مشکل نہ ہوتی تو میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا۔ باقی حدیث ان اسناد سے مذکورہ بالا روایت کی طرح روایت کی ہے اضافہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ مجھے یہ بات پسند ہے کہ مجھے اللہ کے راستہ میں شہید کیا جائے پھر زندہ کیا جائے۔ باقی حدیث ابوزرعہ کی حضرت ابوہریرہ کی روایت کردہ حدیث کی طرح ہے۔

۴۸۶۱۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا أَتَخَلَّفَ خَلْفَ سَرِيَّةٍ، نَحْوَ حَدِيثِهِمْ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میری امت پر مشکل نہ ہوتا تو مجھے یہ بات پسند تھی کہ میں کسی بھی لشکر سے پیچھے نہ رہتا۔ باقی حدیث مذکورہ روایت ہی کی مثل مروی ہے۔

۴۸۶۲۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَضَمَّنَ اللَّهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ إِلَى قَوْلِهِ مَا تَخَلَّفْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس پر ضامن ہوتا ہے جو اس کے راستہ میں نکلا ہو اس عبارت سے آپ کے قول: میں اللہ کے راستہ میں کسی لڑنے والے لشکر سے کبھی پیچھے نہ رہتا، تک۔

بَابُ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى

اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت کی فضیلت

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

شہید کا مطلب اور شہداء کی اقسام

۴۸۶۳۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، وَحُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوتُ، لَهَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ، يَسُرُّهَا

أَنَّهَا تَرْجِعُ إِلَى الدُّنْيَا، وَلَا أَنَّ لَهَا الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، إِلَّا الشَّهِيدُ، فَإِنَّهُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ، فَيُقْتَلَ فِي الدُّنْيَا لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص ایسا نہیں جس کا اللہ کے ہاں اجر و ثواب ہو اور وہ دنیا کی طرف لوٹنے کو پسند کرتا ہو اور نہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس کا ہو جائے، سوائے شہید کے کہ وہ تمنا کرتا ہے کہ وہ دنیا میں واپس جائے، پھر قتل کیا جائے، بوجہ اس کے جو اس نے شہادت کی فضیلت دیکھی۔

تشریح:

''الا الشھید'' شہید فعیل کے وزن پر ہے اور فعیل کبھی اسم مفعول کے معنی میں آتا ہے اور کبھی اسم فاعل کے معنی میں آتا ہے اگر یہاں شہید کو مشہود اسم مفعول کے معنی میں لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ اعزاز واکرام کے لیے اس کے پاس فرشتے حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور اگر شہید کو شاہد اسم فاعل کے معنی میں لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ شہید خود اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مشاہدہ کے لیے اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لیے حاضر ہو جاتا ہے یا موت کے وقت جنت میں اپنے درجات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ یا شہید کا لفظ شہادت کے معنی میں ہے یعنی شہید خود اپنے عمل سے اپنے اخلاص کی گواہی دیتا ہے۔ یا شہید کو اس لیے شہید کہتے ہیں کہ سارے مسلمان اور فرشتے ان کے لیے جنت کی گواہی دیتے ہیں۔ اسلام میں شہید حقیقت میں وہ شخص ہوتا ہے جو کفار سے مقابلہ کے دوران مارا جائے یا ظلماً تیز دھار آلہ سے قتل کیا جائے اور وہ دنیوی اشیاء سے نفع اٹھائے بغیر مر جائے یہ حقیقی شہید ہے اس کے علاوہ چند شہداء کا ذکر زیر بحث حدیث میں آیا ہے یہ ثواب کے اعتبار سے شہداء ہیں دیگر احکام کے اعتبار سے شہداء نہیں ہیں۔ لیکن جو شخص جہاد کے راستے میں طبعی موت مر جائے یا جو شخص طاعون سے مر جائے یا ہیضہ سے مر جائے یا پہاڑ سے گر کر مر جائے یا آگ میں جل کر مر جائے یا پانی میں ڈوب کر مر جائے یا زچگی میں عورت مر جائے یا علم کے حصول میں طالب علم مر جائے یہ سب شہداء ایسے ہیں جو صرف ثواب کے اعتبار سے شہداء شمار ہوتے ہیں کیونکہ شہید کا ایک اصل ثواب ہے اور ایک فضل ثواب ہے یہ لوگ اصل ثواب میں شریک ہیں فضل ثواب میں شریک نہیں ہیں۔ علامہ طیبی لکھتے ہیں:

''ومن مات بالطاعون او بوجع فی البطن ملحق بمن قتل فی سبیل اللہ لمشارکتہ ایاہ فی بعض ما ینال من الکرامۃ بسبب ما کابدہ من الشدۃ لا فی جملۃ الاحکام والفضائل (طیبی جلد ۷ ص: ۲۸۲)

یعنی جو آدمی طاعون یا ہیضہ سے مر جائے وہ مقتول فی سبیل اللہ کے ساتھ بعض فضائل و کرامات میں شریک اور ملحق ہیں کیونکہ انہا

نے محنت اٹھائی ہے لیکن تمام احکام اور شہید کے تمام فضائل میں شریک نہیں۔

اسی طرح شہید حقیقی اور شہید حکمی کے درمیان فرق کرتے ہوئے ملا علی قاری لکھتے ہیں۔ والمعنی انهم یشارکون فی نوع من انواع المثوبات التی یستحقها الشهداء لا المساوات فی جمیع انواعها (مرقات ج ۷ ص ۳۷۶) یعنی مطلب یہ ہے کہ شہید حکمی شہداء حقیقی کے بعض فضائل میں شریک ہے پورے ثواب میں مساوات نہیں ہے۔ یہاں یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ احکامات کے اعتبار سے شہداء تین قسم پر ہیں۔

(۱) پہلا وہ شہید ہے جو دنیا کے اعتبار سے بھی شہید ہے اور آخرت کے اعتبار سے بھی شہید ہے اس پر شہید کے دنیوی احکام نافذ ہوں گے کہ غسل کے بغیر اپنے کپڑوں میں خون کے ساتھ دفنایا جائے گا یہ کامل مؤمن شہید ہے جس کو آخرت میں درجات ملیں گے۔

(۲) دوسرا وہ شہید ہے جو آخرت کے اعتبار سے شہید نہیں ہے صرف دنیا کے اعتبار سے شہید ہے یہ وہ بدعقیدہ مقتول ہے جو یا منافق ہے یا قادیانی، آغا خانی ہے یا رافضی ہے یا ذکری، بہائی وغیرہ ہے ایسے لوگ شہید نہیں ہوتے ہیں ہاں ان پر شہدا کے دنیوی احکام نافذ ہوں گے کہ غسل کے بغیر کپڑوں میں دفنا دیا جائے گا۔

(۳) تیسرا وہ شہید ہے جو آخرت کا شہید ہے مگر دنیا کا شہید نہیں ہے یہ وہ شخص ہے جو طاعون وغیرہ سے مر گیا ہو ان کو آخرت میں شہید کا ثواب ملے گا لیکن شہید کے دنیوی احکام اس پر نافذ نہیں ہوں گے غسل اور کفن دیا جائے گا۔ مزید تفصیلات میری کتاب دعوت جہاد میں ملاحظہ کریں۔

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے شہید کا جو خون ہے وہ خون کی زکوۃ ہے

۴۸۶۴۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا، وَأَنَّ لَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ، غَيْرُ الشَّهِيدِ، فَإِنَّهُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ، فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ، لِمَا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا نہیں جس کو جنت میں داخل کر دیا جائے، اور وہ اس بات کو پسند کرتا ہو کہ اسے دنیا میں لوٹا دیا جائے اور اس کے لیے روئے زمین کی تمام چیزیں ہوں سوائے شہید کے کہ وہ تمنا کرتا ہے کہ اسے لوٹایا جائے پھر اسے دس مرتبہ قتل کیا جائے بوجہ اس کے

جو اس نے عزت وکرامت (جنت میں اپنی) دیکھی۔

۴۸۶۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ: لَا تَسْتَطِيعُونَهُ، قَالَ: فَأَعَادُوا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ: لَا تَسْتَطِيعُونَهُ، وَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ: مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِآيَاتِ اللّٰهِ، لَا يَفْتُرُ مِنْ صِيَامٍ، وَلَا صَلَاةٍ، حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالٰى،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا: اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے کے برابر بھی کوئی عبادت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس عبادت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سوال آپ ﷺ کے سامنے دو یا تین مرتبہ دہرایا گیا اور ہر مرتبہ کے جواب میں یہ فرمایا: تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے، اور تیسری مرتبہ فرمایا: اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا جہاد سے واپسی تک اس شخص کی طرح ہے جو روزہ دار، قیام کرنے والا اور اللہ کی آیات پر عمل کرنے والا ہو اور روزہ و نماز سے تھکنے والا نہ ہو۔

تشریح:

"ما یعدل الجہاد" اس صحابی نے آنحضرت سے پوچھا کہ کیا اسلام میں جہاد کے برابر اور ہم پلہ کوئی عمل ہوسکتا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے ہو، آخر میں آنحضرت نے مثال سمجھا کر فرمایا "مثل المجاھد" حضور اکرم ﷺ نے یہ حدیث ایک صحابی کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمائی اس نے مجاہد فی سبیل اللہ کے درجات پانے کی درخواست کی تھی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک خاتون نے بھی درخواست کی تھی کہ میرا شوہر جہاد میں گیا ہے میں ایسا عمل کروں کہ جنت میں ان کے درجات کے برابر درجہ پاؤں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ ممکن نہیں ہے ہاں اگر کوئی آدمی ایسا کرسکتا ہے کہ رات بھر نمازیں پڑھے اور دن بھر روزہ رکھے اور اس کا ایک لمحہ عبادت سے خالی نہ گزرے وہ مجاہد کا رتبہ پاسکتا ہے کیونکہ مجاہد کے بھی تمام لمحات عبادت میں شمار ہوتے ہیں اور ایسا عمل کوئی نہیں سکتا لہٰذا مجاہد کا رتبہ کوئی نہیں پاسکتا۔ یہ تعلیق بالمحال ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاد تمام اعمال سے افضل ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا "ای العمل افضل ؟ قال ایمان باللہ ورسولہ قیل ثم ما ذا؟ قال الجہاد فی سبیل اللہ قیل ثم ما ذا قال حج مبرور" (کتاب الحج)

بخاری شریف میں حدیث ہے "جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال دلنی علی عمل یعدل الجهاد قال لا اجده " ابن ہمام نے فتح القدیر میں اس پر طویل کلام کیا ہے کہ آیا جہاد افضل ہے یا نماز افضل ہے۔ دونوں کے افضل ہونے پر احادیث موجود ہیں بعض علماء نے جہاد کو ایمان کے بعد افضل قرار دیا ہے لیکن اکثر علماء نے نماز کو جہاد سے افضل قرار دیا ہے۔ علامہ ابن ہمام نے اس طرح تطبیق فرمائی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مختلف سائلین کے سوال کے جواب میں ان کے احوال کے مطابق جواب دیا ہے۔ جس کے مناسب جہاد تھا اس کے لیے جہاد کو افضل قرار دیا باقی کے لیے نماز کو افضل قرار دیا۔ بعض علماء نے اس طرح بہتر تطبیق کی ہے کہ جب جہاد فرض عین ہو تو یہ تمام اعمال سے مطلقاً افضل ہے لیکن جب جہاد فرض کفایہ ہو تو نماز مطلقاً افضل ہے۔

پھر ابن ہمام کی عبارت میں ایک نایاب حدیث بھی مذکور ہے فرمایا: واما قوله علیه السلام "الجهاد ماض الی یوم القیامة" فالدلیل علی وجوبه وانه لا ینسخ" (مرقاۃ ج ۷ ص ۳۴۹)

"لا یفتر" ای لا یسئام ولا یمل من العبادة ، نہ عبادت سے تھکے نہ اکتائے یہ صیغہ باب نصر سے ہے۔

۴۸۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، كُلُّهُمْ عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

ان دو اسناد سے بھی یہی حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

۴۸۶۷۔ حَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا أُبَالِي أَنْ لَا أَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنْ أُسْقِيَ الْحَاجَّ، وَقَالَ آخَرُ: مَا أُبَالِي أَنْ لَا أَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنْ أَعْمُرَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَقَالَ آخَرُ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِمَّا قُلْتُمْ، فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ، وَقَالَ: لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، وَلَكِنْ إِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ دَخَلْتُ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فِيمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: (أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ) (التوبة: ۱۹) الْآيَةَ إِلَى آخِرِهَا،

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر کے پاس تھا کہ ایک شخص نے کہا:

مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ میں اسلام لانے کے بعد سوائے حاجیوں کو پانی پلانے کے کوئی عمل نہ کروں اور دوسرے نے کہا: مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں اسلام لانے کے بعد مسجد حرام کو آباد کرنے کے علاوہ کوئی عمل نہ کروں۔ تیسرے نے کہا: اللہ کے راستہ میں جہاد اس سے افضل ہے جو تم نے کہا حضرت عمرؓ نے ان سب کو ڈانٹا اور کہا کہ اپنی آوازوں کو رسول اللہ ﷺ کے منبر کے پاس بلند نہ کرو۔ یہ جمعہ کا دن تھا لیکن جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے آپ ﷺ سے اس کا فتویٰ طلب کیا جس میں انہوں نے اختلاف کیا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ترجمہ: کیا تم حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کو آباد کرنے کو اس شخص کے عمل کے برابر قرار دیتے ہو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو۔

تشریح:

"فقال رجل" ان صحابہ نے اسلام کے بعد سب سے افضل عمل کا تذکرہ کرنا چاہا تھا تو بعض نے اسلام کے بعد حاجیوں کو پانی پلانا سب سے افضل عمل قرار دیا اور بعض نے مسجد حرام کی تعمیر اور خدمت کو ایمان کے بعد سب سے افضل عمل قرار دیا بعض نے جہاد کو افضل قرار دیا، قرآن کی آیت جب اتری تو اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کو ایمان کے بعد سب سے افضل عمل قرار دیا۔ اس سے پہلے یہ تفصیل گزر چکی ہے کہ اسلام میں سب سے افضل عمل کونسا ہے۔

٤٨٦٨ ـ وحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، أَخْبَرَنِي زَيْدٌ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي تَوْبَةَ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر کے پاس تھا۔ باقی حدیث حضرت ابو توبہ کی روایت کردہ حدیث ہی کی مثل بیان فرمائی۔

بَابُ فَضْلِ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

صبح وشام اللہ کے راستے جہاد میں نکلنے کی فضیلت

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

فی سبیل اللہ کا مطلب کیا ہے

٤٨٦٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ،

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، أَوْ رَوْحَةٌ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے راستہ میں ایک صبح یا شام نکلنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہے۔

تشریح:

"الغدوۃ" صبح کے وقت سفر کرنے کو غدوۃ کہتے ہیں اور شام کے وقت سفر کرنے کو "رَوْحَة" کہتے ہیں ان دو اوقات کا خصوصی طور پر ذکر اس لیے کیا گیا کہ عام طور پر پہلے زمانے میں جنگ انہیں دو اوقات میں لڑی جاتی تھی کیونکہ ان اوقات میں گرمی کی شدت نہیں ہوتی ہے اور ظہر کے بعد نصرت الٰہی کی ہوائیں چلتی ہیں اس لیے جہادی معرکوں کے لیے ان دو وقتوں کو منتخب کیا گیا۔ تبلیغی حضرات اس حدیث کو اپنے گشتوں کے لیے بیان کرتے ہیں ان کو احتیاط کرنا چاہیے گشت کا عمل ابتداء میں حضرت مولانا الیاس کو بھی معلوم نہ تھا بعد میں معلوم ہوا صحابہ کو گشت کا کیا علم؟۔

"فی سبیل اللہ" اللہ تعالیٰ کی راہ سے جہاد کا راستہ اور جہاد میں شرکت کرنا مراد ہے۔ علامہ ابن حجر فتح الباری میں سبیل اللہ کی شرح میں لکھتے ہیں "ای الجهاد" قرآن عظیم میں یہ لفظ بار بار آیا ہے قرآن پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سبیل اللہ کا لفظ تین طرح استعمال کیا گیا ہے اس کا پہلا اطلاق اور استعمال جہاد کے لیے ہوا ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کے ساتھ یہ لفظ خاص ہے جیسے "يقاتلون فی سبيل الله يجاهدون فی سبيل الله" اور اس قسم کی دیگر آیتیں ہیں یہ جہاد کے ساتھ خاص ہیں اور صریح طور پر قرآن میں "سبیل اللہ" کا لفظ ۳۶ مقامات میں مذکور ہے۔ اس لفظ کا دوسرا اطلاق اور استعمال عموم کے طور پر مطلق دین کے لیے ہوا ہے جو دین کے تمام شعبوں کے لیے عام ہے کسی شعبہ کے ساتھ خاص نہیں جیسے "يصدون عن سبيل الله" آیت ہے اور اس کے علاوہ دیگر آیتیں ہیں صریح طور پر قرآن کریم میں یہ لفظ ۲۵ مقامات میں مذکور ہے۔ اس لفظ کا تیسرا اطلاق مشترک طور پر ہوا ہے کبھی انفاق فی سبیل اللہ میں استعمال ہوا ہے کبھی جہاد میں استعمال ہوا ہے اور کبھی مطلق دین کے لیے استعمال کیا گیا ہے جیسے ﴿وانفقوا فی سبيل الله ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة﴾ والی آیت ہے صریح طور پر قرآن میں یہ لفظ سات مقامات میں استعمال ہوا ہے۔ علامہ نووی نے واضح طور پر المجموع میں لکھا ہے کہ سبیل اللہ کا پہلا مصداق جہاد فی سبیل اللہ ہے ابن دقیق العید نے بھی اسی طرح لکھا ہے اور ابن حزم اندلسی نے المحلی میں اسی طرح تحقیق فرمائی ہے۔

امام احمد بن حنبل اور امام محمد نے سبیل اللہ کے مفہوم میں ایک حدیث کی وجہ سے حاجیوں اور علم دین کے طلباء کو بھی داخل مانا ہے۔

صاحب ہدایہ نے کتاب الزکوۃ میں وفی سبیل اللہ کی تشریح میں لکھا ہے"ای المنقطع الغزاۃ لانہ المتناھم عند الاطلاق"
یعنی جب فی سبیل اللہ مطلق استعمال ہو جائے تو اس کا پہلا مصداق مجاہدین ہیں۔ مشکوۃ شریف میں کتاب الجہاد میں یہ لفظ تقریباً
(۹۰) نوے بار آیا ہے جو جہاد کے لیے استعمال ہوا ہے لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ لفظ فی سبیل اللہ کے مفہوم کو نہ زیادہ تنگ رکھے
اور نہ زیادہ وسیع کرے۔ سبیل اللہ کو اہل تبلیغ اپنے کام کے ساتھ خاص کرتے ہیں جو غلط ہے۔

۴۸۷۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَالْغَدْوَةَ يَغْدُوهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ صبح جسے بندہ اللہ کے راستے میں (طلوع) کرے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہے۔

۴۸۷۱۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: غَدْوَةٌ، أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا،

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک صبح یا شام اللہ کے راستے میں جانا دنیا و مافیہا سے افضل ہے۔

۴۸۷۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ ذَكْوَانَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا مِنْ أُمَّتِي وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ فِيهِ: وَلَرَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، أَوْ غَدْوَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میری امت میں ایسے لوگ نہ ہوتے باقی حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح ہے اور اس روایت میں یہ اضافہ ہے: اللہ کے راستہ میں شام یا صبح کرنا دنیا و مافیہا سے افضل ہے۔

۴۸۷۳۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ، وَإِسْحَاقَ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا الْمُقْرِئُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي

أيوب، حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ بْنُ شَرِيكٍ الْمَعَافِرِيُّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، أَوْ رَوْحَةٌ، خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ،

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے راستہ میں صبح یا شام کرنا بہتر ہے ہر اس چیز سے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

٤٨٧٤ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُهْزَاذَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ بْنُ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ سَوَاءً

اس سند سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث بعینہ مروی ہے کہ اللہ کے راستہ میں صبح یا شام کرنا بہتر ہے ہر اس چیز سے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

بَابُ بَيَانِ مَا أَعَدَّهُ اللّٰهُ تَعَالَى لِلْمُجَاهِدِ مِنَ الدَّرَجَاتِ

مجاہدین کے درجات کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٤٨٧٥ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي أَبُو هَانِءٍ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، فَعَجِبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ، فَقَالَ: أَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَفَعَلَ، ثُمَّ قَالَ: وَأُخْرَى يُرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، قَالَ: وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰه

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوسعید! جو اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر، اور محمد کے نبی ہونے پر راضی ہو اس کے لیے جنت واجب ہوگی۔ حضرت ابو سعید نے اس بات پر تعجب کیا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول ان کو دوبارہ شمار فرمائیں۔ آپ ﷺ نے (دوبارہ) ایسا

کیا پھر فرمایا: ایک اور بات بھی ہے کہ اس کی وجہ سے بندے کے جنت میں سو درجات بلند ہوتے ہیں اور ہر دو دوں درجات کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستہ میں جہاد، اللہ کے راستہ میں جہاد۔

بَابُ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كُفِّرَتْ خَطَايَاهُ إِلَّا الدَّيْنَ

قرض کے علاوہ شہید کے سارے گناہ معاف ہیں

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

٤٨٧٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّهُ سَمِعَهُ، يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَالْإِيمَانَ بِاللّٰهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، تُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ، إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ قُلْتَ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَتُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ، وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، إِلَّا الدَّيْنَ، فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي ذَلِكَ،

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے درمیان کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: اللہ کے راستہ میں جہاد اور اللہ پر ایمان لانا افضل الاعمال ہیں۔ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر میں اللہ کے راستہ میں قتل کیا جاؤں تو میرے گناہوں کا کفارہ ہو جائیگا۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ہاں! اگر تو اللہ کے راستہ میں قتل کیا جائے اور تو صبر کرنے والا (ثابت قدم) ثواب کی نیت رکھنے والا اور پیٹھ پھیرے بغیر دشمن کی طرف متوجہ ہونے والا ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا: کہ اگر میں اللہ کے راستہ میں قتل (شہید) کیا جاؤں تو کیا میرے گناہ مجھ سے دور ہو جائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس حال میں کہ تو صبر کرنے والا، ثواب کی نیت رکھنے والا اور پیٹھ پھیرے بغیر دشمن کی طرف متوجہ رہنے والا ہو تو سوائے قرض کے (سب گناہ معاف ہو جائیں گے) کیونکہ جبریل علیہ السلام نے مجھے یہی کہا ہے۔

تشریح:

"افضل الاعمال" ایمان کے بعد افضل عمل کونسا ہے اس کی توضیح وتشریح پہلے ہو چکی ہے۔"محتسب" صابر سے مراد میدان جنگ میں کفار کے مقابلے میں صبر کرنا مراد ہے کہ بزدلی نہ دکھائے جزع فزع نہ کرے اور محتسب سے ثواب کی امید کرنا مراد ہے جہاد خالص رضائے الٰہی کے لیے ہو آخرت کا ثواب مطلوب ہو دنیا کی غرض نہ ہو اور دکھاوا اور ریاکاری مقصود نہ ہو، نیز کوئی قومی نصب وحمایت کا جذبہ نہ ہو۔"کیف قلت "حضور اکرم ﷺ کو اس شخص کا سوال معلوم تھا مگر دوبارہ سوال اس لیے کیا تا کہ وہ آدمی خوب غور سے جواب کو سنے اور جواب میں جو اضافہ ہے اس کو سمجھ لے۔

"الا الدین "اس سے مراد کوئی خاص قرض نہیں بلکہ حقوق العباد مراد ہیں وہ جہاد وشہادت سے معاف نہیں ہو سکتے اس کے علاوہ تمام حقوق اللہ معاف ہو سکتے ہیں۔ ملا علی قاری نے مرقات میں لکھا ہے کہ سمندری جنگ میں جو آدمی شہید ہو جائے اس سے حقوق العباد بھی معاف ہو جاتے ہیں بعض روایات میں ہے کہ ابتدا میں حکم اسی طرح تھا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آسانی فرمادی ہے کہ شہید سے حقوق العباد کو بھی اسی طرح معاف فرمادے گا کہ صاحب حق کو قیامت میں اس کے عوض ثواب عطا فرمائے گا وہ راضی ہو جائے گا اور شہید معاف ہو جائے گا۔ بہر حال مجاہد کو میدان جہاد میں جانے سے پہلے وصیت کر کے قرض کا انتظام کرنا چاہیے۔ آئندہ روایت میں اس روایت کے الفاظ اس طرح ہیں "یغفر للشہید کل ذنب الا الدین "معلوم ہوا جہاد اور شہادت گناہوں کے دھونے کی سب سے بڑی واشنگ مشین ہے آنے والی روایات کی تشریح وتوضیح بھی اسی طرح ہے۔

٤٨٧٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ بِمَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ،

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، مجھے بتائیں اگر میں اللہ کے راستہ میں قتل کیا جاؤں۔ باقی حدیث حضرت لیث کی روایت کردہ حدیث ہی کی مثل بیان فرمائی۔

٤٨٧٨۔ وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ،

فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ ضَرَبْتُ بِسَيْفِي؟ بِمَعْنَى حَدِيثِ الْمَقْبُرِيِّ

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ منبر پر تھے۔ اس نے عرض کیا: اگر مجھے میری تلوار سے مارا جائے تو آپ کیا فرماتے ہیں؟ باقی حدیث حضرت مقبری کی روایت کردہ حدیث ہی کی مثل مروی ہے۔

٤٨٧٩ ـ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى بْنِ صَالِحٍ الْمِصْرِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابْنَ فَضَالَةَ، عَنْ عَيَّاشٍ وَهُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شہید سے سوائے قرض کے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

٤٨٨٠ ـ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيُّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ، إِلَّا الدَّيْنَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے راستہ میں قتل ہونا سوائے قرض کے سب گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَنَّهُمْ أَحْيَاءٌ

شہداء زندہ ہیں ان کی ارواح جنت میں ہیں

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٤٨٨١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ، جَمِيعًا، عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: سَأَلْنَا عَبْدَ اللَّهِ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ: (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ

أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ)(آل عمران:١٦٩)قَالَ: أَمَا إِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: أَرْوَاحُهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ، لَهَا قَنَادِيلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ، تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ، ثُمَّ تَأْوِي إِلَى تِلْكَ الْقَنَادِيلِ، فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمُ اطِّلَاعَةً، فَقَالَ: هَلْ تَشْتَهُونَ شَيْئًا؟ قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِي وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا، فَفَعَلَ ذَلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوا مِنْ أَنْ يُسْأَلُوا، قَالُوا: يَا رَبِّ، نُرِيدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا حَتَّى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى، فَلَمَّا رَأَى أَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوا

حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت عبداللہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ترجمہ: جنہیں اللہ کے راستہ میں قتل کیا جائے انہیں مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس سے رزق دیئے جاتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: ہم نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی روحیں سبز پرندوں کے جوف میں ہوتی ہیں۔ ان کے لیے ایسی قندیلیں ہیں جو عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں اور وہ روحیں جنت میں پھرتی رہتی ہیں، جہاں چاہیں۔ پھر انہی قندیلوں میں واپس آجاتی ہیں۔ ان کا رب ان کی طرف مطلع ہوکر فرماتا ہے: تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں ہم کس چیز کی خواہش کریں حالانکہ ہم جہاں چاہتے ہیں جنت میں پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے اس طرح تین مرتبہ فرماتا ہے۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ انہیں کوئی چیز مانگے بغیر نہیں چھوڑا جائے گا تو وہ عرض کرتے ہیں کہ آپ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دیں۔ یہاں تک کہ ہم تیرے راستہ میں دوسری مرتبہ قتل کیے جائیں۔ جب اللہ دیکھتا ہے کہ انہیں اب کوئی ضرورت نہیں تو انہیں چھوڑ دیا جاتا ہے۔

تشریح:

''ارواحھم فی اجواف طیر '' اجواف جوف کی جمع ہے پرندہ کے پوٹے کو کہتے ہیں جہاں ابتدائی طور پر غذا جمع ہو جاتی ہے جو پرندہ کے چونچ کے نیچے ابھرا ہوا حصہ ہوتا ہے جس کے لیے دوسری روایات میں حواصل کا لفظ آیا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے پوٹوں میں رکھنا شہداء کے اکرام واحترام کے طور پر ہے اس حدیث کی دلالۃ النص سے حیات شہداء ثابت ہوتی ہے اور اشارۃ النص سے حیات انبیاء ثابت ہوتی ہے کیونکہ شہداء سے انبیاء کا مقام بلند وبالا ہے لہٰذا ان کی حیات کا ثبوت بطریق اولیٰ ہے۔

سماع موتی کا مسئلہ ایک حد تک توضیحات جلد اول میں لکھا گیا ہے اور حیات انبیاء کا مسئلہ بھر پور طریقہ سے توضیحات جلد دوم میں لکھا گیا ہے آئندہ دونوں مسئلے آرہے ہیں یہاں اس مسئلہ کی تفصیل مقصود نہیں البتہ اس حدیث سے پیدا شدہ ایک سوال اور اس کا جواب لکھا جاتا ہے۔

سوال: اس حدیث سے ہندو اور چین کے کچھ لوگ عقیدہ تناسخ (آواگون) ثابت کرتے ہیں۔تناسخ کا مطلب ان کے ہاں یہ ہے کہ اس دنیا میں جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کی روح کسی اور حیوان میں منتقل ہوجاتی ہے اگر مرنے والا نیک اور اچھا آدمی تھا تو اس کی روح بادشاہ یا کسی حاکم کے جسم میں منتقل ہوجاتی ہے جس کے ذریعہ سے یہ روح مزے اڑاتی ہے اور یہی اس کی جنت ہے اور اگر مرنے والا آدمی برا تھا تو اس کی روح گدھے یا کتے یا کسی ذلیل حیوان میں جاتی ہے لوگ اس کو مارتے ہیں ستاتے ہیں جس سے یہ روح ذلیل ہوجاتی ہے یہی اس کی جہنم اور دوزخ ہے۔سوال یہ ہے کہ آیا اس حدیث سے یہ عقیدہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: ان سب لوگوں کو پہلا جواب تو یہ ہے کہ اس حدیث کا تعلق آخرت سے ہے کہ آخرت میں یہ ارواح پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں اور جو لوگ تناسخ کے قائل ہیں وہ دنیا میں مرنے والے کی روح کو کسی اور کے اندر داخل ہونے کے قائل ہیں آخرت کو تو وہ لوگ مانتے نہیں ہیں پھر آخرت والی حدیث سے استدلال کیسے کرتے ہیں؟

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ طیر خضر شہدا کی ارواح کے لیے بطور ظرف وصندوق ہیں نہ یہ کہ ان ارواح نے طیور کے قالب وجسم میں حلول کیا ہے۔اس کی مثال اس طرح ہے کہ ایک شخص نے موتی کو صندوق میں رکھدیا تو یہ صندوق موتی کے لیے ظرف ہے نہ یہ کہ موتی نے صندوق میں حلول کیا ہے۔

تفہیم وتسہیل کے لیے تیسرا جواب یوں سمجھ لیں کہ یہاں طیر خضر کی جو تعبیر ہے یہ جنت کی سواریوں میں سے کسی سواری کی طرف اشارہ ہے مثلاً ہیلی کاپٹر ہے اس میں دنیا میں آدمی بیٹھ کر مختلف اطراف کی طرف اڑ کر جاتا ہے پھر واپس اپنے ٹھکانے پر آتا ہے ہیلی کاپٹر کا سامنے والا حصہ بالکل پرندہ کے پوٹے کی طرح ہے شیشہ میں سب کچھ سیر وتفریح ہوتی ہے تو یہاں بھی طیر خضر سبز پرندوں سے جنت کے سبز ہیلی کاپٹر مراد ہوسکتے ہیں۔"فاطلع" نظر اور تجلی کے معنی میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جھانک کر انہیں ایسا دیکھا جو اللہ کے شایان شان ہو۔"راوا" یعنی شہداء نے دیکھا کہ انہیں سوال کیے بغیر نہیں چھوڑا جاتا ہے۔"ان یسالوا" یعنی کہ یہ شہداء اللہ تعالیٰ سے سوال کر کے کچھ مانگیں یہ معلوم کا صیغہ ہے"ترکوا" مجہول کا صیغہ ہے یعنی جب یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ یہ لوگ کچھ مانگنے والے نہیں ہیں تو ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ وَالرِّبَاطِ

جہاد اور پہرہ کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۴۸۸۲۔ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: رَجُلٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ اللهَ رَبَّهُ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: لوگوں میں سے کون سا آدمی افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جو اللہ کے راستہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرتا ہے اس نے عرض کیا پھر کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ مؤمن جو پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں رہ کر اللہ کی عبادت کرتا ہو اور لوگوں کو اپنی برائی سے محفوظ رکھتا ہو۔

تشریح:

"بماله ونفسه" مال کے ذریعہ سے جہاد کے ذکر کو مقدم کیا کیونکہ مال کے ساتھ جہاد عام ہے جو تمام انواع بشر کو شامل ہے اس لیے کہ مال کے ساتھ جہاد بوڑھے لوگ بچے، مرد عورتیں اور تندرست وبیمار سب کر سکتے ہیں۔ نیز مال کے بغیر ایک مجاہد میدان جہاد تک پہنچ بھی نہیں سکتا اور لڑ بھی نہیں سکتا کیونکہ کرایہ خرچہ اور اسلحہ جب تک نہ ہو جہاد کیسے ہو سکے گا یہاں یہ بات سمجھنا بھی ضروری ہے کہ جہاد بالمال وہ ہوتا ہے کہ کسی کا مال جہاد کے میدان میں لگ جائے کسی کو صدقہ یا خیرات کرنا اچھا اور نیک کام ہو سکتا ہے مگر اس کو جہاد نہیں کہا جا سکتا ہے اسی طرح جان کے ذریعہ جہاد وہ ہے کہ کسی کی جان جہاد کے میدان میں کام آجائے اور جہاد کو اس سے فائدہ پہنچ جائے صرف گھر میں محنت وعبادت کو جہاد بالنفس نہیں کہا جا سکتا ہے اسی طرح جہاد باللسان وہ ہوتا ہے کہ کسی کی تقریر وتحریر اور ترغیب وترہیب سے جہاد کے میدان کو فائدہ پہنچ جائے صرف پگڑی ومسواک سے متعلق ایک گھنٹہ تقریر کو جہاد نہیں کہا جا سکتا ہے زبان سے جہاد یہ بھی ہے کہ اس کے فضائل ومسائل بیان کیے جائیں اور ہر وقت مجاہدین کے لیے دعائیں کریں زبان سے جہاد یہ بھی ہے کہ دشمن پر رعب ڈالا جائے اس کو سخت جملے کہے جائیں اور جہاد سے متعلق اشعار گائے جائیں

اور ترغیب کے لیے نظمیں کہی جائیں حضرت حسان اور دیگر شعرائے صحابہ نے اسی طرح کیا ہے۔ تبلیغ والے جو بیان کرتے ہیں وہ جہاد نہیں ہے وعظ و بیان ہے۔ علامہ نووی نے عنوان میں رباط کا لفظ لگایا ہے حالانکہ ان احادیث میں رباط کا لفظ نہیں ہے شاید پہاڑ کی گھاٹی سے رباط مراد لیا ہے۔

٤٨٨٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهُ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ،

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مؤمن جو اپنی جان اور اپنے مال سے اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا ہو۔ اس نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص یکسو ہو کر پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہو اور لوگوں کو اپنی برائی سے محفوظ رکھتا ہو۔

٤٨٨٤ ـ وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، فَقَالَ: وَرَجُلٌ فِي شِعْبٍ، وَلَمْ يَقُلْ: ثُمَّ رَجُلٌ

اس سند سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث مروی ہے لیکن اس میں رجل فی شعب ہے ثم رجل نہیں کہا۔

٤٨٨٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بَعْجَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ، رَجُلٌ مُمْسِكٌ عِنَانَ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَطِيرُ عَلَى مَتْنِهِ، كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً، أَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ، يَبْتَغِي الْقَتْلَ وَالْمَوْتَ مَظَانَّهُ، أَوْ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ فِي رَأْسِ شَعَفَةٍ مِنْ هَذِهِ الشَّعَفِ، أَوْ بَطْنِ وَادٍ مِنْ هَذِهِ الْأَوْدِيَةِ، يُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ، لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اس کی پشت پر اللہ کے راستہ میں اڑا جا رہا ہو۔ جب وہ دشمن کی آواز سنے یا خوف محسوس کرے تو اسی طرف اڑ جائے۔ قتل اور موت کو تلاش کرتے ہوئے یا اس شخص کی زندگی بہتر

ہے جو چند بکریاں لے کر پہاڑ کی ان چوٹیوں میں سے کسی چوٹی پر یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں رہتا ہو۔ نماز قائم کرتا ہو، زکوۃ ادا کرتا ہو اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہو یہاں تک کہ اسے اسی حال میں موت آجائے اور سوائے خیر کے لوگوں کے کسی معاملہ میں نہ پڑتا ہو۔

تشریح:

"معاش" یہ عیش سے ہے جو زندگی کے معنی میں ہے یعنی انسان کی بہترین زندگی "لهم" یعنی جو زندگی اس انسان کے فائدہ کے لیے ہو اس کے لیے وبال نہ ہو "رجل" ای معاش رجل، مضاف محذوف ہے "عنان" لگام کو کہتے ہیں "یطیر" اڑنے کو کہتے ہیں یہاں مراد تیز دوڑنا ہے گویا اڑ رہا ہے شاعر حماسی کہتا ہے:

قوم اذا الشر ابدی ناجذیه لهم طاروا الیه زرافات و وحدانا

"هیعة" گھبراہٹ میں فریاد کی آواز کو ھیعہ کہتے ہیں" او فزعة "انتہائی خوف کے وقت مدد و نصرت کے لیے بلانے کو فزعہ کہتے ہیں "او" تنویع کے لیے ہے دونوں کا معنی قریب قریب ہے خوفزدہ فریادرس آدمی مراد ہے۔

"مظانه" یہ لفظ موت کے لفظ سے بدل بھی ہوسکتا ہے مگر "یبتغی" کے لیے اگر ظرف ہو جائے تو معنی زیادہ واضح ہوگا یعنی جہاں موت کا گمان ہو ایسے مقامات میں موت کو تلاش کر رہا ہے "مظانه" مظنه کی جمع ہے اور ضمیر مفرد اس لیے لایا ہے کہ ہر ایک کی طرف راجع ہے یا اقرب کی طرف ضمیر لوٹتی ہے جو موت ہے۔

"او رجل" ای معاش رجل، یعنی دوسرے اس شخص کی زندگی بہترین زندگی ہے۔ "غنیمة" یہ غنم کی تصغیر ہے تقلیل کے لیے ہے یعنی بکریوں کے ایک ٹکڑنے میں ہے "شعفة" شین اور عین اور فا پر فتحہ ہے پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں۔

"یوتی الزکوة" یعنی اگر مالدار صاحب نصاب ہے تو زکوۃ بھی ادا کرتا ہے "الیقین" اس سے موت مراد ہے۔

"لیس من الناس" یعنی نہ لوگوں کو خود ایذا دیتا ہے اور نہ لوگوں کے شر میں اپنے آپ کو مبتلا کرتا ہے۔ اس حدیث سے ایک یہ تعلیم ملتی ہے کہ دشمنان اسلام کے مقابلے کے لیے ہر وقت مؤمن کو تیار رہنا چاہیے اور جہاد کے راستے میں جان کو ہتھیلی پر رکھنا چاہیے۔ حدیث سے دوسری تعلیم یہ ملی کہ شر و فساد اور فتن و محن کے وقت آدمی کو چاہیے کہ اپنے دین کی حفاظت کے لیے سہولت والی زندگی کو چھوڑ کر لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر گمنامی اور گوشہ نشینی اور فقر و فاقہ اور مشقت والی زندگی اختیار کرے گوشہ نشینی اور عوام الناس سے الگ زندگی گزارنا اس وقت افضل ہے جب دین و ایمان کا خطرہ لاحق ہو ورنہ عام احوال میں لوگوں کے اندر رہنا اور ان کی اصلاح کی فکر کرنا اور ان کی مشقتوں کو برداشت کرنا افضل ہے تمام انبیاء و اولیاء اور علماء کا یہی معمول رہا ہے۔

٤٨٨٦ ـ وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، وَيَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ، كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي حَازِمٍ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَقَالَ: عَنْ بَعْجَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ، وَقَالَ: فِي شِعْبَةٍ مِنْ هٰذِهِ الشِّعَابِ، خِلَافَ رِوَايَةِ يَحْيٰى،

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے اور ایک روایت میں من ھذہ الشعاب کے الفاظ مروی ہیں۔

٤٨٨٧ ـ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ بَعْجَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ بَعْجَةَ، وَقَالَ: فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ روایت کی طرح حدیث روایت کرتے ہیں لیکن اس میں فی شعب من الشعاب کے الفاظ ہیں۔ (معنی ومفہوم بعینہ وہی ہے)

بَابُ بَيَانِ الرَّجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ

ایک آدمی نے دوسرے کو قتل کیا پھر دونوں جنت چلے گئے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٤٨٨٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلَيْنِ، يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، فَقَالُوا: كَيْفَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: يُقَاتِلُ هٰذَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَيُسْتَشْهَدُ، ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ، فَيُسْلِمُ، فَيُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَيُسْتَشْهَدُ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کی طرف دیکھ کر ہنستا ہے کہ ان میں سے ایک آدمی دوسرے کو قتل کرے اور دونوں جنت میں داخل ہو جائیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ آدمی اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا ہوا شہید ہو جائے پھر اللہ تعالیٰ قاتل کی طرف رجوع کرے اور وہ اسلام قبول کر کے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتا ہوا شہید ہو جائے (جیسے حضرت حمزہ اور حضرت وحشی)

تشریح:

"یضحک اللہ "اللہ تعالیٰ کے ہنسنے سے مراد اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا اور خوش ہونا ہے یہ متشابہ الفاظ میں سے ہے اس کی بہترین تاویل یہ ہے کہ "ای ما یلیق بشانہ "یعنی جو اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہو۔ میدان جہاد میں قاتل اور مقتول دونوں کے جنت میں جانے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً کسی کافر نے مسلمان کو شہید کر دیا مسلمان جنت پہنچ گیا پھر اس قاتل نے اسلام قبول کرلیا اور دین کے لیے لڑتے لڑتے خود بھی شہید ہو گیا یہ بھی جنت میں چلا گیا تو اس کا مقتول بھی جنت میں ہے اور یہ خود بھی جنت میں ہے۔ اس طرح واقعہ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں بھی اور آپ کے بعد بھی بہت دفعہ پیش آیا ہے۔

۴۸۸۹۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

۴۸۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَضْحَكُ اللهُ لِرَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، قَالُوا: كَيْفَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: يُقْتَلُ هَذَا فَيَلِجُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ يَتُوبُ اللهُ عَلَى الْآخَرِ، فَيَهْدِيهِ إِلَى الْإِسْلَامِ، ثُمَّ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَيُسْتَشْهَدُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث میں سے (ایک یہ) ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کی وجہ سے ہنستا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے اور دونوں جنت میں داخل ہو جائیں۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ کیسے ممکن ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شہید کیا گیا، اس لیے جنت میں داخل ہوگا پھر اللہ دوسرے پر رحمت فرمائے گا اور اسے اسلام کی ہدایت عطا فرمائے گا پھر وہ اللہ کے رستہ میں جہاد کرتا ہوا شہید کر دیا جائے۔

بَابُ مَنْ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ أَسْلَمَ

جس نے کفر میں مسلمان کو قتل کیا پھر مسلمان ہو گیا

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٤٨٩١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَجْتَمِعُ كَافِرٌ وَقَاتِلُهُ فِي النَّارِ أَبَدًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کافر اور اسے قتل کرنے والا مسلمان کبھی جہنم میں اکٹھے نہ ہوں گے۔

تشریح:

"لا یجتمع" جہاد کرنے اور کافروں سے لڑنے اور انہیں قتل کرنے کی ترغیب اس حدیث میں دی گئی ہے کیونکہ جو آدمی جہاد میں جاتا ہے تو کسی کافر کو قتل کرنے کی نوبت بھی آجاتی ہے اگر کسی نے اس طرح کافر کو مار دیا تو کافر دوزخ میں جائے گا اور مجاہد جنت میں جائیگا یہ نہیں ہو سکتا کہ اس قتل کی وجہ سے مجاہد دوزخ میں جائے اور دونوں دوزخ میں اکٹھے ہو جائیں۔ قرآن عظیم میں ۷۹ صیغے ایسے استعمال ہوئے ہیں جن میں کافروں سے قتال کرنے کو مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے قرآن عظیم کے حکم کو دیکھ کر صحابہ کرام نے کافروں کو قتل کرنے کا ثواب کمایا ہے بعض میدانوں میں ایک ایک لاکھ کفار کو واصل جہنم کیا ہے قرآن کریم کے حکم کے ساتھ ساتھ حضور اکرم ﷺ کے حکم پر صحابہ کرام نے کفار کو قتل کیا ہے خود حضور اکرم ﷺ نے احد کے میدان میں ایک کافر کو قتل کیا ہے جس کا نام ابی بن خلف تھا۔ لہٰذا یہ فلسفہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ کفار کو قتل نہ کرو کیونکہ وہ دوزخ میں چلے جائیں گے یہ گویا قتل کرنے والے نے اس کو دوزخ میں پہنچادیا۔ ان سے گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے زیادہ رحم کرنے والے نہ بنو خراب ہو جاؤ گے۔ بہر حال اس حدیث میں کافر کو میدان جنگ میں قتل کرنے والے مسلمان کے لیے جنت کی بشارت ہے۔

٤٨٩٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ الْهِلَالِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَجْتَمِعَانِ فِي

النَّارِ اجْتِمَاعًا يَضُرُّ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ، قِيلَ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مُؤْمِنٌ قَتَلَ كَافِرًا، ثُمَّ سَدَّدَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ میں دو آدمیوں کا اجتماع اس طرح نہ ہوگا کہ ان میں سے ایک دوسرے کو کوئی نقصان پہنچا سکے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا: وہ مؤمن جس نے کافر کو قتل کیا پھر اعمال خیر پر کاربند رہا۔

تشریح:

"ثم سدد" یعنی پھر ٹھیک ہو کر راہ راست پر چلنے لگا تو یہ بھی جنت میں چلا جائے گا۔

سوال: یہاں یہ سوال ہے کہ اس حدیث کا مفہوم سابق حدیث کے مفہوم سے مخالف ہے اس میں ہے کہ کافر مقتول دوزخی ہے اور مؤمن جنتی ہے یہاں مؤمن کے لیے سدد کا لفظ ہے نیز خود اس حدیث کا سمجھنا بھی مشکل ہے تو اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب: اس سے پہلے جو حدیث ہے اس کا مطلب اور تشریح میں نے لکھدی اس کا مطلب تو واضح ہے لیکن دوسری زیر بحث حدیث کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ دو آدمی دوزخ میں اس طرح اکٹھے نہیں ہو سکتے ہیں کہ ایک دوسرے کو ضرر اور نقصان پہنچائے صحابہ نے پوچھا یہ کون لوگ ہوں گے، آنحضرت نے فرمایا کہ ایک مؤمن جب قاتل کو قتل کر دے گا اور پھر خود ٹھیک ہو کر راہ راست پر آجائے گا تو وہ دوزخ میں نہیں جائے گا، علماء نے اس حدیث کی وضاحت اس طرح کی ہے، قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اس مؤمن کی سزا اگر ہو بھی تو وہ دوزخ میں نہیں ہوگی تاکہ کافر ان کو عار دیکر ضرر نہ پہنچائے بلکہ یہ سزا اعراف وغیرہ میں الگ ہوگی قاضی عیاض نے اس توجیہ کو کمزور کہا ہے۔

قاضی عیاض نے دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ اس حدیث میں ثم سدد کا تعلق مؤمن سے نہیں بلکہ کافر قاتل سے ہے جو کفر کی حالت میں مسلمان کو قتل کرتا ہے پھر میدان جہاد میں مسلمان ہو کر جہاد کرتے کرتے شہید ہو جاتا ہے جس کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ ہنستا ہے جس طرح گزشتہ باب کی حدیث ہے۔

بعض شارحین نے یہ جواب دیا ہے کہ یہاں حدیث میں بعض راویوں سے سہو ہو گیا ہے اور اس نے مؤمن قتل کفرا کہدیا اصل میں یہ لفظ اس طرح ہے "مؤمن قتله كافر ثم سدد اى اسلم" تو یہ دونوں اگر دوزخ میں داخل بھی ہو گئے تو نقصان اور عذاب کے لیے نہیں جائیں گے یہ جواب بہت اچھا اور واضح ہے۔ قاضی عیاض کا دوسرا جواب بھی قریب قریب اسی طرح ہے۔

بَابُ فَضْلِ الصَّدَقَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَتَضْعِيفِهَا

اللہ تعالیٰ کے راستے جہاد میں صدقہ کے بڑھ جانے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

اونچاس کروڑ کی بات کی تحقیق

۴۸۹۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ، فَقَالَ: هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ،

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی ایک اونٹنی لے کر آیا جس کو مہار ڈالی ہوئی تھی۔ عرض کیا یہ اللہ کے راستہ میں (صدقہ) ہے۔ تو اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے پاس قیامت کے دن اس کے بدلہ سات سو اونٹنیاں ہوں گی جن کی مہار ڈالی ہوئی ہوگی۔

تشریح:

"بناقة مخطومة" یہ خطام سے ہے جو مہار اور نکیل کو کہتے ہیں یعنی نکیل پڑی اونٹنی لا کر جہاد کے فنڈ میں دیدی "سبعمائة" یعنی اس اونٹنی کے بدلے میں اللہ تعالیٰ قیامت میں تم کو سات سو نکیل پڑی اونٹنیاں عطا کرے گا، یہ اس حدیث کی طرح ہے جس میں آیا ہے کہ جو شخص گھر میں بیٹھ کر جہاد کے لیے ایک روپیہ بھیج دے گا اللہ تعالیٰ اس کو سات سو روپیہ کا ثواب دے گا، ابن ماجہ کی ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص جہاد کے راستے میں ایک درہم دے گا اور خود بھی جہاد میں چلا گیا تو اس کو اس ایک درہم کے بدلے میں سات لاکھ دراہم ملیں گے ابن ماجہ کی اس حدیث میں جہاد کے راستے میں صدقہ کرنے والوں کا جو ذکر ہے وہ دو قسم کے لوگ ہیں اور دونوں کا ثواب الگ الگ ہے، ایک وہ شخص ہے جو مجاہدین کے لیے پیسہ بھیج دیتا ہے مگر خود گھر میں بیٹھا ہوا ہے جہاد میں شریک نہیں ہے اس کو ایک درہم کے بدلے سات سو درہم ملیں گے۔ دوسرا وہ شخص ہے کہ وہ خود بھی جہاد میں شریک ہے اور اس راستے میں پیسہ بھی خرچ کر رہا ہے تو زیر بحث حدیث میں ہے کہ اس کو ایک درہم کے عوض سات لاکھ ملیں گے، اب یہاں دونوں آدمی بھی الگ ہیں دونوں کے عمل میں بھی فرق ہے دونوں کے ثواب اور اجر میں بھی فرق ہے لہٰذا دونوں کو الگ الگ رکھنا چاہیے۔ تبلیغی حضرات یہاں اس حدیث سے اونچاس کروڑ کا ثواب نکالتے ہیں اور طریقہ یہ اختیار کرتے ہیں کہ سات سو درہم

والی حدیث سے سات لاکھ والی حدیث میں ضرب دیتے ہیں مثلاً ۷۰۰۰۰۰×۷۰۰ = ۴۹۰۰۰۰۰۰۰۔اس خطیر رقم کو حاصل کرنے کے بعد یہ حضرات اس فضیلت کو اپنے مخصوص اعمال کے ساتھ خاص کرتے ہیں یہاں سوال یہ ہے کہ سبیل اللہ عام ہے یا خاص ہے اگر عام ہے تو یہ ثواب طلباء، علماء، خطباء، فقہاء، حجاج کرام، اہل تبلیغ اور مجاہدین سب کو ملنا چاہیے کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہیں اور اگر سبیل اللہ خاص ہے تو پھر انصاف کا تقاضا ہے کہ یہ فضیلت صرف مجاہدین کو حاصل ہو کیونکہ فی سبیل اللہ جب مطلق ذکر ہو جائے تو اس سے جہاد کا راستہ مراد ہوتا ہے نیز حدیث بھی کتاب الجہاد میں مذکور ہے جو مجاہدین کے ساتھ خاص ہے نہ کہ اہل تبلیغ کے ساتھ۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں اونچاس کروڑ نکالنے کی آخر ضرورت کیا ہے اور کونسی مجبوری ہے؟ کیا حدیث سمجھنے کے لیے اس طرح ضرب دینے کی ضرورت ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے تو دو الگ الگ قسم کے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے تو دو کو ایک بنانے کا جواز کہاں سے آیا؟ پھر چلو اگر دو قسم لوگوں کا ثواب ایک قسم کو دینا ہے تو جب سات سو والے کا ثواب سات لاکھ والے کو دیدیا تو اس کے پاس سات لاکھ سات سو عدد کا ثواب آ گیا یہ اونچاس کروڑ کہاں سے آ گیا؟۔اگر کوئی شخص ''یضعف'' کے الفاظ سے استدلال کرنا چاہتا ہے کہ اس میں دوگنا کرنے کا ذکر ہے تو عرض یہ ہے کہ دو چند اور دوگنا کرنے کی حد خود نبی اکرم ﷺ نے متعین فرما دی کہ ایک کا ثواب سات سو تک اور دوسرے کا سات لاکھ تک بڑھ جاتا ہے۔آنحضرت نے تضعیف اور دو چند کرنے کی حد بتا دی ہے آپ اس سے آگے کیوں جاتے ہو؟ اگر قیامت میں لوگ اونچاس کروڑ مانگنا شروع کر دیں تو یہ حضرات کہاں سے دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو یہ تعین نہیں ہے یہ تو ان حضرات کا اپنا مفروضہ ہے حالانکہ اونچاس کروڑ عدد کے لیے عربی کے الفاظ بتانا بھی ان حضرات کو نہیں آتا تحفۃ الاحوذی میں لکھا ہے کہ ''والفضائل لا تو خذ بالقیاس'' یعنی فضائل کو قیاس کر کے بیان نہیں کیا جا سکتا ہے یہاں تو تعین ہوتا ہے قیاس نہیں چلتی۔باقی ایک ضابطہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ شریعت میں ثواب بڑھنے اور زیادہ ہونے پر کوئی پابندی نہیں ہے ''واللہ یضاعف لمن یشاء'' قرآن کی آیت ہے اونچاس کروڑ کیا اونچاس ارب ثواب بھی ہو سکتا ہے لیکن شریعت نے جہاں تعین کیا ہے ہم کریں گے اور جہاں شریعت نے مبہم چھوڑ کر تعین نہیں کیا ہے تو کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ تعین کرے، آج کے بے شمار لوگ بے ادبی اور گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں کہ بیت اللہ میں ایک نیکی ایک لاکھ کی ہے اور دعوت و تبلیغ میں اونچاس کروڑ کی ہے۔ماہنامہ البلاغ میں ایک دفعہ زیر بحث ابن ماجہ کی حدیث کے متعلق ایک فتویٰ آیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ ابن ماجہ کی یہ حدیث ضعیف ہے لہٰذا جو شخص بھی اس حدیث کو بیان کرے گا اس پر لازم ہوگا کہ وہ عوام

کو یہ بھی بتائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

٤٨٩٤ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ زَائِدَةَ، ح وحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی مذکورہ بالا روایت ہی کی مثل حدیث روایت کی گئی ہے۔

بَابُ فَضْلِ إِعَانَةِ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ

راہ جہاد میں غازی کے ساتھ تعاون کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

٤٨٩٥ ۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي أُبْدِعَ بِي فَاحْمِلْنِي، فَقَالَ: مَا عِنْدِي، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا أَدُلُّهُ عَلَى مَنْ يَحْمِلُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ،

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا: میری سواری ہلاک ہوگئی ہے آپ مجھے سوار کردیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس تو کوئی سواری نہیں ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اس کی اس آدمی کی طرف راہنمائی کرتا ہوں جو اسے سواری دیدے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے کسی کی نیکی پر راہنمائی کی تو اس کے لیے بھی اس عمل کرنے والے کی مثل اجر وثواب ہوگا۔

تشریح:

''ابدع بی'' یہ ابداع سے مجہول کا صیغہ ہے جانور کی ہلاکت کے معنی میں ہے یا سواری کے قابل نہ رہنے کے معنی میں ہے ''فاحملنی'' یعنی مجھے کوئی سواری دلا دیں ''فله مثل اجر فاعله'' یعنی کسی شخص نے کسی کے لیے بھلائی کی رہنمائی کی اور وہ بھلائی اس شخص کو حاصل ہوگئی تو بھلائی کرنے والا اور یہ رہنمائی کرنے والا شخص اس نیکی میں برابر کے شریک ہیں تاہم بالکل برابر

برابر نیکی نہیں ملے گی اس قسم کی کوئی ایک نیکی ملے گی ایک اور حدیث میں ہے کہ "الدال علی الخیر کفاعلہ"

٤٨٩٦۔ وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، ح وحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

ان دونوں اسناد سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث مبارکہ بعینہ روایت کی گئی ہے۔

٤٨٩٧۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ فَتًى مِنْ أَسْلَمَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أُرِيدُ الْغَزْوَ وَلَيْسَ مَعِي مَا أَتَجَهَّزُ، قَالَ: ائْتِ فُلَانًا، فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ تَجَهَّزَ، فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ: أَعْطِنِي الَّذِي تَجَهَّزْتَ بِهِ، قَالَ: يَا فُلَانَةُ، أَعْطِيهِ الَّذِي تَجَهَّزْتُ بِهِ، وَلَا تَحْبِسِي عَنْهُ شَيْئًا، فَوَاللهِ، لَا تَحْبِسِي مِنْهُ شَيْئًا، فَيُبَارَكَ لَكِ فِيهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اسلم کے ایک نوجوان نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں لیکن میرے پاس سامان جہاد نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فلاں کے پاس جاؤ کیونکہ اس نے سامان جہاد تیار کیا تھا لیکن وہ بیمار ہو گیا ہے۔ اس نے اس آدمی کے پاس جا کر کہا: رسول اللہ ﷺ آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ: تم اپنا تیار شدہ سامان مجھے عطا کر دو؟ اس نے کہا: اے فلانی اسے وہ سامان عطا کر دے، جو میں نے تیار کیا تھا اور اس میں سے کسی چیز کو بھی نہ روکنا۔ اللہ کی قسم! اس میں سے کوئی چیز بچا کر نہ روکنا تو اس میں تیرے لیے برکت نہ ہوگی۔

تشریح:

"فمرض" یعنی اس شخص نے جہاد پر جانے کی پوری تیاری کی تھی مگر وہ بیمار ہو گیا اب وہ خود نہیں جا سکتا ہے تو وہ اپنا تیار کیا ہوا سامان سرتم کر دیگا "ولا تحبسی عنہ" عورتوں کا مزاج ہے کہ وہ گھر کا اپنا سامان کسی کو نہیں دینا چاہتی اور اگر دیتی بھی ہے تو اہم چیز کو بچا کر دیتی ہے اسی لیے اس کے شوہر نے کہا کہ کسی چیز کو روکو نہیں کیونکہ یہ شخص حضور اکرم نے ہماری طرف بھیجا ہے "فیبارک فیہ" یعنی جس چیز کو تم نے روک دیا تو اس میں تمہارے لیے برکت نہیں رہے گی۔

٤٨٩٨۔ وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَأَبُو الطَّاهِرِ، قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، وقَالَ سَعِيدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، فَقَدْ غَزَا.

حضرت زید بن خالد جہنی رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے (مجاہد) کو سامان تیار کر کے دیا تو اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے اس مجاہد کے بعد اس کے اہل وعیال کے ساتھ بھلائی کی تو اس نے بھی جہاد کیا۔

تشریح:

"من جهز غازيا" "جهز" یہ تجہیز سے ہے کسی کو تیار کر کے جہاد پر روانہ کرنے کے معنی میں ہے۔ تیار کرنا یہ ہے کہ اس کو جہاد کی ترغیب دی پھر اس کو کرایہ دیا اسلحہ دیا راستہ کا خرچہ دیا "خلف" یعنی مجاہد جب جہاد پر گیا اور پیچھے اس کے گھر کی نگرانی کسی نے کی اور ان کے اہل وعیال کا بھلائی کیساتھ خیال رکھا تو ایسے شخص کو بھی جہاد کا ثواب ملتا ہے۔

٤٨٩٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا، فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ، فَقَدْ غَزَا

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مجاہد کے لیے سامان (جہاد) تیار کیا تو اس نے (بھی) جہاد کیا اور جو شخص مجاہد کے پیچھے اس کے اہل وعیال میں رہا (یعنی ان کی دیکھ بھال کی) تو اس نے بھی جہاد کیا۔

٤٩٠٠۔ وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ، مَوْلَى الْمَهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا إِلَى بَنِي لَحْيَانَ مِنْ هُذَيْلٍ، فَقَالَ: لِيَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا، وَالْأَجْرُ بَيْنَهُمَا

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بنولحیان کی طرف بھیجا (جو کہ ہذیل کا ایک قبیلہ ہے) تو ارشاد فرمایا: ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی جہاد کے لیے جائے اور ثواب دونوں کے لیے برابر ہوگا۔

تشریح:

"بعث بعثا" یعنی ایک فوجی دستہ بنولحیان پر جہاد کے لیے آنحضرت نے روانہ کیا" لینبعث "یہ جہاد پر بھیجنے کی تشکیل کی ایک صورت ہے یعنی ہر گھر سے ایک آدمی جہاد پر جائے اور دوسرا گھر کی نگرانی کرنے کے لیے پیچھے رہ جائے اور ثواب دونوں میں برابر ہوگا مجاہد کو تو جہاد پر جانے کا ثواب ملے گا لیکن اس کے گھربار کی نگرانی کرنے والے کو نگرانی میں جہاد کا ثواب ملے گا۔

۴۹۰۱۔ وحَدَّثَنِيهِ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْوَارِثِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يُحَدِّثُ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ، عَنْ يَحْيَى، حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ، مَوْلَى الْمَهْرِيِّ، حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ بَعَثَ بَعْثًا بِمَعْنَاهُ، وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ يَحْيَى، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا۔ باقی حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح ہے۔

۴۹۰۲۔ وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى الْمَهْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلَى بَنِي لَحْيَانَ: لِيَخْرُجْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ، ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: أَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ بِخَيْرٍ، كَانَ لَهُ مِثْلُ نِصْفِ أَجْرِ الْخَارِجِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنولحیان کی طرف ایک لشکر روانہ کیا تو فرمایا: ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی جائے پھر گھر پر رہنے والوں سے فرمایا: تم میں سے جو شخص اللہ کے راستہ میں جانے والے کے اہل وعیال اور مال کی نگرانی بھلائی کے ساتھ کرے گا تو اس کے لیے جہاد میں جانے والے سے آدھا ثواب ہوگا۔

بَابُ حُرْمَةِ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ، وَإِثْمِ مَنْ خَانَهُنَّ

مجاہدین کی عورتوں کے احترام کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۴۹۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ

بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ فَيَخُونُهُ فِيهِمْ إِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَأْخُذُ مِنْ عَمَلِهِ مَا شَاءَ، فَمَا ظَنُّكُمْ؟

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجاہدین کی عورتوں کی حرمت وعزت گھروں میں رہنے والوں کے لیے ایسی ہے جیسے ان کی ماؤں کی عزت ہے۔ کوئی آدمی گھر میں رہنے والوں میں سے ایسا نہیں جو مجاہدین کے کسی آدمی کے گھر میں اس کے بعد نگرانی کرنے والا ہو پھر ان میں خیانت کا مرتکب ہو کہ اسے قیامت کے دن کھڑا نہ کیا جائے پھر وہ مجاہد اس کے اعمال میں سے جو چاہے گا لے لے گا، اب تمہارا کیا خیال ہے۔

تشریح:

"الا وقف له" یعنی اس خیانت کرنے والے کو مجاہد کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور وہ اس کی جنتی نیکیاں لینا چاہے گا لے لے گا "فما ظنکم" یعنی تمہارا کیا خیال ہے کہ قیامت کے دن اس ضرورت کے موقع پر مجاہد اس کی کسی نیکی کو چھوڑے گا؟ نہیں بلکہ سب کچھ لے لیگا یا اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ خائن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی تمام نیکیاں مجاہد کو دلوائے گا۔ کیا اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمہیں کوئی شک ہے؟ ایسا خیال اور شک نہ کرو۔ بہر حال اس حدیث میں مجاہدین کی بہت بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے جس کا دائرہ اس کے خاندان اور کنبہ تک پھیلتا جارہا ہے کہ مجاہدین کی بیویوں کا احترام عام مسلمانوں پر اس طرح لازم ہے جس طرح اپنی ماؤں کا احترام لازم ہے حدیث کی اس تعلیم کے بعد ہر مسلمان کو سوچنا چاہیے کہ ان کے قول وفعل سے اگر کسی مجاہد کی تحقیر وتوہین ہوگئی تو وہ جرم کتنا سنگین ہوگا جب مجاہدین کی بیویوں کا یہ مقام ہے تو خود مجاہدین کا کیا مقام ہوگا؟

۴۹۰۴۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ: يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ،

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: باقی حدیث اسی طرح ہے۔

۴۹۰۵۔ وَحَدَّثَنَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ قَعْنَبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، فَقَالَ: فَخُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: فَمَا ظَنُّكُمْ؟

اس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے اس میں اضافہ ہے کہ مجاہد سے کہا جائے گا اس کی نیکیوں میں سے جو تم چاہو لے لو پھر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے۔

بَابُ سُقُوطِ فَرْضِ الْجِهَادِ عَنِ الْمَعْذُورِينَ

معذورین سے جہاد کے سقوط کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٤٩٠٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ، يَقُولُ: فِي هَذِهِ الْآيَةِ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ الله)، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا، فَجَاءَ بِكَتِفٍ يَكْتُبُهَا، فَشَكَا إِلَيْهِ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ضَرَارَتَهُ، فَنَزَلَتْ:(لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ)(النساء: ٩٥)،قَالَ شُعْبَةُ: وَأَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، فِي هَذِهِ الْآيَةِ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ)(النساء ٩٥)، بِمِثْلِ حَدِيثِ الْبَرَاءِ، وقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ فِي رِوَايَتِهِ: سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

حضرت ابواسحٰق سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت براء کو فرماتے ہوئے سنا، وہ اس آیت مبارکہ، (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) کے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید کو حکم دیا تو وہ ایک شانہ کی ہڈی لے آئے اور اس پر یہ آیت مبارکہ لکھ دی تو حضرت ابن ام مکتوم نے آپ ﷺ سے اپنے نابینا ہونے کی شکایت کی تو ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ الخ﴾ آیت نازل ہوئی۔

٤٩٠٧ـ وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ:لَمَّا نَزَلَتْ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) (النساء ٩٥) كَلَّمَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَنَزَلَتْ (غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ) (النساء: ٩٥)

حضرت براء سے روایت ہے کہ جب آیت ﴿لا يستوى القاعدون من المومنين﴾ نازل ہوئی تو آپ ﷺ سے ابن ام مکتوم نے کچھ گفتگو کی تو ﴿غير اولى الضرر﴾ (ماسوا معذوروں کے) نازل ہوئی۔

تشریح:

"بکتف" کتف اونٹ گائے بکری کی دستی کی چوڑی ہڈی کو کہتے ہیں پرانے زمانے میں کاغذوں کا انتظام نہیں ہوتا تھا قرآن عظیم

کو لکھنے کے لیے صحابہ کرام کھجور کی چھال ہرن کی کھال اونٹ اور بکری وغیرہ کی ہڈیاں ملائم لکڑیاں پتھر وغیرہ استعمال کرتے تھے اسی تناظر میں یہ لفظ آیا ہے کہ دستی کی ہڈی لائی گئی تا کہ اس پر آیت لکھدے اونٹ کی دستی کی ہڈی مراد ہے "ضرارتہ" نابینا پن کہتے ہیں عبداللہ بن ام مکتوم نابینا صحابی تھے انہوں نے اپنا عذر بیان کیا اس پر یہ آیت اتری اور ان کو معذور قرار دیا گیا اس طرح بیمار اور لنگڑے لولے اور عورتوں بچوں اور غلاموں کو جہاد سے مستثنٰی قرار دیا گیا عبداللہ بن ام مکتوم اگر چہ معذور قرار دیے گئے لیکن انہوں نے ہمیشہ جہاد میں حصہ لیا بلکہ فرماتے تھے کہ جنگی جھنڈا میرے ہاتھ میں دیا کرو کیونکہ مجھے نظر نہیں آتا تو بھاگنے کی صورت نہیں بنے گی جم کر لڑوں گا فارس کے مشہور جنگ قادسیہ میں شہید ہو گئے تھے۔

بَابُ ثُبُوتِ الْجَنَّةِ لِلشَّهِيدِ

شہید کے لیے جنت کے ثبوت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۴۹۰۸ ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَاللَّفْظُ لِسَعِيدٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ جَابِرًا، يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ: أَيْنَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ قُتِلْتُ؟ قَالَ: فِي الْجَنَّةِ، فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ كُنَّ فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، وَفِي حَدِيثِ سُوَيْدٍ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اگر میں قتل کر دیا جاؤں تو میں کہاں ہوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں۔ تو اس نے اپنے ہاتھ میں موجود کھجور پھینکی پھر لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا اور سوید کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے احد کے دن یہ پوچھا تھا۔

تشریح:

"قال رجل" اس سے مراد عمیر بن حمام ہیں اور اس کا یہ قصہ بدر میں پیش آیا تھا شارحین لکھتے ہیں کہ یہاں یہ واقعہ احد کا مذکور ہے مگر اس میں تضاد نہیں شاید دونوں موقعوں پر ایسا واقعہ پیش آیا ہے اس عجلت کے ساتھ موت کے منہ میں چھلانگ لگا کر موت کو گلے لگانے سے خودکش حملے کا جواز ملتا ہے مگر یہ کافروں پر جائز ہے مسلمانوں پر جائز نہیں ہے خود جہاد کا اقدام خودکش حملہ ہی ہے مگر اس میں کبھی حملہ آور بچ جاتا ہے بہرحال یہ خودکش حملہ نہیں بلکہ دیگر کش حملہ ہوتا ہے اس کا ثبوت کتاب الجہاد کے ابواب میں بار بار ملتا ہے۔

۴۹۰۹ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي النَّبِيتِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ الْمِصِّيصِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي النَّبِيتِ قَبِيلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّكَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَمِلَ هَذَا يَسِيرًا، وَأُجِرَ كَثِيرًا

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے قبیلہ بنو نبیت کے آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک آپ اس کے بندے اور رسول ہیں پھر میدان (کارزار) میں بڑھا اور لڑنا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ شہید کر دیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس آدمی نے عمل کم کیا اور ثواب زیادہ دیا گیا۔

تشریح:

"رجل من بنی النبیت" بنو نبیت انصار میں سے اوس قبیلہ کی ایک شاخ ہے نبیت عمرو بن مالک بن اوس کا لقب ہے یہ مذکورہ شخص عمرو بن ثابت ہے جو اصیرم کے نام سے مشہور تھا اصیرم کو اسلام میں شک رہتا تھا مگر جب احد کا دن آیا تو یہ میدان احد میں آکر پہلے اس نے اسلام کو قبول کیا اور پھر خوب جنگ میں حصہ لیا اور شدید زخمی ہو گیا زندگی کے آخری لمحات میں ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیسے آئے تھے تو اس نے کہا میں مسلمان ہو گیا اور الحمد للہ مجھے شہادت مل گئی اس لیے آنحضرت نے فرمایا کہ عمل کم کیا اور ثواب زیادہ کمایا کیونکہ نہ روزہ رکھا نہ نماز کا موقع ملا نہ حج کیا نہ زکوٰۃ دی بس چند گھنٹے پہلے مسلمان ہو گیا اور شہادت کا درجہ عالیہ پایا

۴۹۱۰ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ، قَالُوا: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُسَيْسَةَ عَيْنًا يَنْظُرُ مَا صَنَعَتْ عِيرُ أَبِي سُفْيَانَ، فَجَاءَ وَمَا فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ غَيْرِي، وَغَيْرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا أَدْرِي مَا اسْتَثْنَى بَعْضَ نِسَائِهِ، قَالَ: فَحَدَّثَهُ الْحَدِيثَ، قَالَ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَكَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ لَنَا طَلِبَةً، فَمَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا فَلْيَرْكَبْ مَعَنَا، فَجَعَلَ رِجَالٌ يَسْتَأْذِنُونَهُ فِي ظُهْرَانِهِمْ فِي عُلْوِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: لَا، إِلَّا مَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا، فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى سَبَقُوا الْمُشْرِكِينَ إِلَى بَدْرٍ، وَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُقَدِّمَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَى شَيْءٍ حَتَّى أَكُونَ أَنَا دُونَهُ، فَدَنَا الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُومُوا إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ، قَالَ: يَقُولُ عُمَيْرُ بْنُ الْحُمَامِ الْأَنْصَارِيُّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: بَخٍ بَخٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِلَّا رَجَاءَةَ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِهَا، قَالَ: فَإِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا، فَأَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرَنِهِ، فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ، ثُمَّ قَالَ: لَئِنْ أَنَا حَيِيتُ حَتَّى آكُلَ تَمَرَاتِي هٰذِهِ إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيلَةٌ، قَالَ: فَرَمَى بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ، ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بسیسہ کو جاسوس بنا کر بھیجا تا کہ وہ دیکھے کہ ابوسفیان کا قافلہ کیا کرتا ہے پس جب وہ واپس آیا تو میرے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی بھی گھر میں نہ تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت انس نے آپ ﷺ کی ازواج میں سے بعض کا استثنی کیا تھا یا نہیں۔ پس اس نے آ کر ساری بات آپ ﷺ سے بیان کی تو رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا بے شک ہمیں ایک دشمن کا تعاقب کرنا ہے۔ پس جس کے پاس اپنی سواری ہو تو وہ ہمارے ساتھ سوار ہو کر چلے۔ پس لوگ مدینہ کے اطراف سے ہی آپ ﷺ سے اپنی سواریوں کو پیش کرنے کی اجازت طلب کرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! صرف وہی ساتھ چلیں جن کے پاس سواریاں موجود ہوں۔ پس رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ چلے یہاں تک کہ مشرکین سے پہلے ہی مقام بدر پر پہنچ گئے۔ جب مشرک آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک پیش قدمی نہ کرے جب تک میں نہ آگے بڑھوں۔ پس جب مشرکین قریب آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس جنت کی طرف بڑھو جس کی چوڑائی آسمان وزمین کے برابر ہے۔ عمیر بن حمام انصاری نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جنت کی چوڑائی آسمان وزمین کی چوڑائی کے برابر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا: واہ واہ، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھے اس کلمہ تحسین کہنے پر کس چیز نے ابھارا ہے؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے یہ کلمہ تحسین جنت والوں میں ہونے کی امید میں کہا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اہل جنت میں سے ہے تو عمیر نے اپنے تھیلے سے کچھ کھجوریں نکال کر انہیں کھانا شروع کیا۔ پھر کہا: اگر میں ان کھجوروں کے کھانے تک زندہ رہا تو یہ بہت لمبی زندگی ہوگی۔ پھر انہوں نے اپنے پاس موجود کھجوروں کو پھینک دیا۔ پھر کافروں سے لڑتے ہوئے شہید کر دیے گئے۔

تشریح:

"بسیسۃ" عام نسخوں میں بسیسہ کا لفظ ہے لیکن قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ سیرت کی کتابوں میں یہ لفظ بسبس ہے جو بسبس بن عمرو کے نام سے مشہور تھے یہ انصاری خزرجی تھے ممکن ہے کہ ایک لفظ نام اور دوسرا لقب ہو۔ بسیسہ کا لفظ تصغیر کے ساتھ ہے ممکن ہے کہ بسبس کو لوگوں نے تصغیر بنا کر بسیسہ کردیا ہو۔ "عینا" یعنی اس کو جاسوس بنا کر بھیجا کہ ابوسفیان کا قافلہ شام سے واپس آنے والا ہے اس کی خبر لا کر مجھے دیدو، آنحضرت نے بُسیسہ کے ساتھ عدی بن ابی الزغبا جہنی کو بھی بھیجا تھا۔ "عیر ابی سفیان" یہ قافلہ ابھی شام کی طرف جارہا تھا "بعض نسائہ" یعنی گھر میں صرف میں تھا مجھے معلوم نہیں کہ آنحضرت نے بعض ازواج کو بھی گھر میں مستثنیٰ کر کے رہنے دیا ہو عبارت اس طرح ہوگی "وما فی البیت غیری وغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبعض نسائہ"

"طلبۃ" طا پر زبر ہے لام پر زیر ہے اور با پر زبر ہے مطلوب کے معنی میں ہے یعنی کسی کا تعاقب کرنا ہے اور ان کا پکڑنا مطلوب ہے۔ "ظہر انہم" یہ سواریوں کے ظاہر کرنے اور حاضر کرنے کے معنی میں ہے "علو المدینۃ" یہ عالیہ اور عوالی کے معنی میں ہے مسجد قباء کے اطراف کو عالیہ کہتے ہیں یعنی وہاں سے سواریاں لانے کی اجازت نہیں جن کی سواری حاضر ہے وہی ساتھ لیکر نکل جائے۔

"بخ بخ" خوشی کے اظہار کے لیے یہ الفاظ بولے جاتے ہیں اس کا معنی یہ ہوسکتا ہے واہ واہ اسی طرح کسی معاملہ کی شان کو بطور عظمت بڑھانے کے لیے یہ کلمات بولے جاتے ہیں ان کلمات پر کسرہ کے ساتھ تنوین بھی آسکتی ہے اور خ کو ساکن بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ "من قرنہ" قاف اور نون تینوں حروف پر زبر ہے تیروں کے رکھنے کی ترکش کو کہتے ہیں۔

٤٩١١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى، قَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا، وقَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ، فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَيْئَةِ، فَقَالَ: يَا أَبَا مُوسَى، آنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ، ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ فَأَلْقَاهُ، ثُمَّ مَشَى بِسَيْفِهِ إِلَى الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهِ حَتَّى قُتِلَ

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ (ابوموسیٰ اشعری) سے دشمن کے مقابلہ کے وقت سنا، وہ فرمار ہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے کے نیچے ہیں۔ یہ سن کر ایک خستہ حال آدمی نے کھڑے ہوکر کہا: اے ابوموسیٰ! کیا تم نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! تو وہ آدمی اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹا اور انہیں کہا: میں تم کو سلام کرتا ہوں۔ پھر اس نے اپنی تلوار کی میان کو توڑ کر پھینک دیا، پھر اپنی تلوار لے کر دشمن کی طرف چلا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔

تشریح:

''تحت ظلال السیوف'' تلوار مارتے وقت اس کا سایہ سامنے آدمی پر پڑتا ہے مطلب یہ ہوا کہ ایک کافر جب کسی مسلمان کو مارتا ہے تو اس پر کافر کی تلوار کا سایہ پڑتا ہے تو یہ شہید ہو کر جنت چلا جاتا ہے اور اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو مارتا ہے تو مسلمان کی تلوار کا سایہ کافر پر پڑتا ہے تو کافر کے مارنے سے یہ مجاہد مسلمان جنت میں چلا جاتا ہے۔ اس لیے فرمایا کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے تبلیغی جماعت کے لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ اسلام کے کس میدان میں جنت تلاش کر رہے ہیں جب کہ تلوار کے میدان کا انکار کرتے ہیں انکار نہ کریں نیک کام کریں۔

''رث الهيئة'' یعنی پھٹے پرانے کپڑوں والا ایک گمنام شخص نے پوچھا جو تابعی تھا ''آنت'' اس میں تاکید ہے کہ واقعی آپ نے خود آنحضرت سے یہ حدیث سنی ہے یہ کہہ کر اس نے تلوار کا پرتلہ اور نیام توڑ دیا کہ واپس آنے اور تلوار سنبھالنے کا تصور نہ ہو۔ اس حدیث سے مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ ایک شخص نے ادھر حدیث سنی اور ادھر عمل کیا اور ہم بیس بیس سال تک سنتے سنتے تھک جاتے ہیں اور عمل کے لیے تیار نہیں ہوتے ہیں۔

بئر معونہ میں ستر قراء کی شہادت کا بیان

٤٩١٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَاءَ نَاسٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: أَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا يُعَلِّمُونَا الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ سَبْعِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، يُقَالُ لَهُمُ: الْقُرَّاءُ، فِيهِمْ خَالِي حَرَامٌ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، وَيَتَدَارَسُونَ بِاللَّيْلِ يَتَعَلَّمُونَ، وَكَانُوا بِالنَّهَارِ يَجِيئُونَ بِالْمَاءِ فَيَضَعُونَهُ فِي الْمَسْجِدِ، وَيَحْتَطِبُونَ فَيَبِيعُونَهُ، وَيَشْتَرُونَ بِهِ الطَّعَامَ لِأَهْلِ الصُّفَّةِ وَلِلْفُقَرَاءِ، فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ، فَعَرَضُوا لَهُمْ فَقَتَلُوهُمْ قَبْلَ أَنْ يَبْلُغُوا الْمَكَانَ، فَقَالُوا: اللَّهُمَّ، بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَّا قَدْ لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَنْكَ، وَرَضِيتَ عَنَّا،

قَالَ: وَأَتَى رَجُلٌ حَرَامًا، خَالَ أَنَسٍ مِنْ خَلْفِهِ، فَطَعَنَهُ بِرُمْحٍ حَتَّى أَنْفَذَهُ، فَقَالَ حَرَامٌ: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: إِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوا، وَإِنَّهُمْ قَالُوا: اللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَّا قَدْ لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَنْكَ، وَرَضِيتَ عَنَّا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ ہمارے ساتھ کچھ آدمی بھیج دیں جو ہمیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں۔ تو آپ نے ان کے ساتھ انصار میں سے ستر آدمی بھیج دیئے۔ جنہیں قراء کہا جاتا تھا اور ان میں میرے ماموں حضرت حرام بھی تھے۔ وہ قرآن پڑھتے تھے اور رات کو درس وتدریس اور تعلیم وتعلم میں مشغول رہتے تھے اور دن کے وقت پانی لا کر مسجد میں ڈالتے تھے اور جنگل سے لکڑیاں لا کر انہیں فروخت کر دیتے اور اس سے اہل صفہ اور فقراء کے لیے کھانے کی چیزیں خریدتے تھے تو نبی کریم ﷺ نے انہیں کفار کی طرف بھیج دیا اور انہیں منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے ہی کفار نے حملہ کر کے شہید کر دیا تو انہوں نے کہا: اے اللہ! ہمارا یہ پیغام ہمارے پیغمبر ﷺ تک پہنچا دے کہ ہم تجھ سے ملاقات کر چکے ہیں اور ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہو چکا ہے۔ اسی دوران ایک آدمی نے آکر حضرت انس کے ماموں حضرت حرام کے پیچھے سے اس طرح نیزہ مارا کہ وہ آر پار ہو گیا تو حرام نے کہا: رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: بے شک تمہارے بھائیوں کو قتل کر دیا گیا ہے اور بے شک انہوں نے یہ کہا: اے اللہ! ہماری طرف سے یہ پیغام ہمارے پیغمبر ﷺ تک پہنچا دے کہ ہم تجھ سے ملاقات کر چکے ہیں اور ہم تجھ سے راضی ہو چکے ہیں اور تو ہم سے راضی ہو چکا ہے۔

تشریح:

"جاء ناس" اس سے مراد ابو براء عامر بن مالک ہیں ان کا لقب "ملاعب الاسنة" تھا انہوں نے آکر آنحضرت سے کچھ معلمین مانگ لیا تا کہ اہل نجد کو اسلام کی دعوت دیں آنحضرت نے فرمایا کہ مجھے ان کے بارے میں خوف ہے کہ کفار اہل نجد ان کو نقصان پہنچائیں گے اس نے کہا کہ میں ان کے لیے ڈھال اور پناہ ہوں کوئی خطرہ نہیں ہوگا آنحضرت نے منذر بن عمرو کی سربراہی میں انصار میں سے ستر قاریوں کو معلم بنا کر بھیجا یہ لوگ اہل صفہ کے طلبہ کی خدمت بھی کیا کرتے تھے اور مسجد نبوی میں پانی لانے کا اہتمام بھی کرتے تھے۔

"اهل الصفة" مسجد نبوی میں ایک چبوترہ کا نام ہے آنحضرت کی طرف جو لوگ ہجرت کر کے آتے تھے اور دین سیکھنا چاہتے تھے ان کے لیے یہ جگہ ایک مدرسہ کی حیثیت رکھتی تھی اہل مدینہ ان غریبوں کی مدد کیا کرتے تھے یہ کبھی ستر ہوتے تھے کبھی کم اور کبھی

زیادہ ہوتے تھے یا اچانک جہاد پر بھیجنے کے لیے تیار بیٹھے رہتے تھے گویا یہ قطعہ منتظرہ تھا صاحب منۃ المنعم شرح مسلم میں لکھتے ہیں ''وکانوا یتدارسون هناک الاسلام ویتعلمون الدین'' معلوم ہوا یہ طلبہ دین تھے اور یہ ان کا مدرسہ تھا مولوی طارق جمیل صاحب کہتا ہے کہ یہ ننگے بھوکے لوگ تھے سر چھپانے کے لیے مسجد نبوی میں آئے تھے مدرسہ ثابت نہیں ہے۔ خدا کا خوف کرو۔ ''واتی رجل حراما'' حرام بن ملحان ایک صحابی کا نام ہے یہاں اس جملہ میں اجمال ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ جب ستر قراء بئر معونہ کے پاس پہنچ گئے تو انہوں نے حرام بن ملحان کو اللہ تعالیٰ کے دشمن عامر بن طفیل کی طرف دعوت کے لیے بھیجا ان کے پاس آنحضرت کا خط تھا جو عامر بن طفیل کے نام تھا اللہ کے اس دشمن نے خط کو نہیں پڑھا بلکہ ایک شخص کو اشارہ کیا اس نے پیچھے سے آکر حضرت حرام کو شہید کر دیا پھر عامر نے بنو عامر کو ان ستر صحابہ کے خلاف لڑنے کے لیے بلایا مگر وہ نہیں آئے پھر اس نے بنو سلیم کو مدد کے لیے بلایا تو ان میں سے رعل اور ذکوان اور عصیہ کے لوگوں نے حامی بھر لی اور لڑائی شروع ہوگئی ان قبائل نے ان چند صحابہ کرام کا گھیراؤ کیا اور بئر معونہ کے مقام پر سب کو شہید کر دیا صرف ایک شخص بچ گیا جس نے اطلاع کر دی اور ایک اور زخمی بچ گیا، اللہ تعالیٰ نے ان کی موت اور پھر جنت کی بشارت دیدی۔

۴۹۱۳۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: عَمِّيَ الَّذِي سُمِّيتُ بِهِ لَمْ يَشْهَدْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا، قَالَ: فَشَقَّ عَلَيْهِ، قَالَ: أَوَّلُ مَشْهَدٍ شَهِدَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُيِّبْتُ عَنْهُ، وَإِنْ أَرَانِيَ اللّٰهُ مَشْهَدًا فِيمَا بَعْدُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَرَانِي اللّٰهُ مَا أَصْنَعُ، قَالَ: فَهَابَ أَنْ يَقُولَ غَيْرَهَا، قَالَ: فَشَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ، قَالَ: فَاسْتَقْبَلَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، فَقَالَ لَهُ أَنَسٌ: يَا أَبَا عَمْرٍو، أَيْنَ؟ فَقَالَ: وَاهًا لِرِيحِ الْجَنَّةِ أَجِدُهُ دُونَ أُحُدٍ، قَالَ: فَقَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ، قَالَ: فَوُجِدَ فِي جَسَدِهِ بِضْعٌ وَثَمَانُونَ مِنْ بَيْنِ ضَرْبَةٍ وَطَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ، قَالَ: فَقَالَتْ أُخْتُهُ عَمَّتِيَ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ النَّضْرِ فَمَا عَرَفْتُ أَخِي إِلَّا بِبَنَانِهِ، وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: (رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا) (الأحزاب: ۲۳)، قَالَ: فَكَانُوا يُرَوْنَ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَصْحَابِهِ

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے اس چچا نے کہا جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے جس کا انہیں بہت افسوس تھا کہ یہ وہ معرکہ تھا کہ جس میں رسول اللہ ﷺ تو شریک تھے لیکن میں غیر حاضر تھا۔ ہاں! اگر مجھے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ

کی ہمراہی میں کوئی معرکہ دکھایا تو اللہ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ تو وہ اس کے علاوہ کوئی کلمات کہنے سے ڈرے۔ پس وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ احد میں شریک ہوئے تو میدان میں سامنے حضرت سعد بن معاذ آئے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن معاذ سے کہا: اے ابوعمرو! کہاں جا رہے ہو؟ پھر فرمایا واہ واہ مجھے تو احد کی طرف سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ پھر وہ کفار سے لڑے یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے اور ان کے جسموں میں نیزوں اور تیروں کے اسی سے زیادہ زخم پائے گئے اور ان کی بہن، میری پھوپھی ربیع بنت نضر نے کہا کہ میں اپنے بھائی کو صرف ان کے پوروں سے ہی پہچان سکی۔ اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی ''مسلمانوں میں سے بعض وہ آدمی ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچا کر دکھایا۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے (شہید ہو کر) اپنی نذر کو پورا کیا اور بعض وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں (شہید ہونے کا) اور انہوں نے اپنے وعدہ میں کوئی رد و بدل نہ کیا۔ صحابہ کرام گمان کرتے تھے کہ یہ آیت حضرت انسؓ اور ان کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا

جس نے کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لیے جہاد کیا وہی مجاہد ہے

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٤٩١٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، أَنَّ رَجُلًا أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ، فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ أَعْلَى، فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول ایک آدمی غنیمت حاصل کرنے کے لیے لڑتا ہے، دوسرا آدمی ناموری اور شہرت کے لیے جہاد کرتا ہے، تیسرا آدمی جو اپنی شجاعت دکھانے کے لیے لڑتا ہے ان میں سے کون ہے جو اللہ کے راستے میں لڑنے والا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے دین کو بلند کرنے کے لیے لڑتا ہے وہی اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا ہے۔

٤٩١٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ:

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً، وَيُقَاتِلُ رِيَاءً، أَيُّ ذٰلِكَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو شجاعت کے لیے لڑتا ہے اور دوسرا تعصب کی بنا پر لڑتا ہے اور تیسرا ریاکاری کے لیے لڑتا ہے ان میں سے کون اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے دین اور کلمہ کی بلندی وعظمت کے لیے لڑا حقیقتاً وہ اللہ کے راستہ میں لڑنے والا ہے۔

۴۹۱۶۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، الرَّجُلُ يُقَاتِلُ مِنَّا شَجَاعَةً فَذَكَرَ مِثْلَهُ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ایک آدمی شجاعت کھانے کے لیے لڑتا ہے پھر اسی طرح حدیث ذکر کی۔

۴۹۱۷۔ وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ الْقِتَالِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يُقَاتِلُ غَضَبًا، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهِ، وَمَا رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهِ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ قَائِمًا، فَقَالَ: مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ کے راستہ میں جہاد وقتال کرنے کے بارے میں پوچھا تو عرض کیا: ایک وہ آدمی ہے جو غصہ کی وجہ سے لڑتا ہے، دوسرا تعصب کی بنا پر لڑتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف سر اٹھایا اور سر مبارک اس وجہ سے اٹھایا کہ وہ کھڑا ہوا تھا اور ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کے کلمہ کی بلندی کے لیے جہاد کرتا ہے وہی اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا۔

بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ اسْتَحَقَّ النَّارَ

جو شخص شہرت اور ریاکاری کے لیے لڑا وہ جہنم کا مستحق ہے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۴۹۱۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي

يُونُسُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَالَ لَهُ نَاتِلُ أَهْلِ الشَّامِ: أَيُّهَا الشَّيْخُ، حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ: جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ، وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ، وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے لوگ دور ہو گئے تو ان سے اہل شام میں سے ناتل نامی آدمی نے کہا: اے شیخ! آپ ہمیں ایک حدیث بیان فرمائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن جس کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہوگا۔ اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے تیرے راستہ میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو تو اس لیے لڑتا رہا کہ تجھے بہادر کہا جائے، تحقیق وہ کہا جا چکا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو۔ یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور دوسرا شخص جس نے علم حاصل کیا اور اسے لوگوں کو سکھایا اور قرآن کریم پڑھا اسے لایا جائے گا اور سے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی۔ وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے علم حاصل کیا پھر اسے دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کے لیے قرآن مجید پڑھا۔ اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا، تو نے علم اس لیے حاصل کیا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لیے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو یہ کہا جا چکا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور تیسرا وہ شخص ہوگا جس پر اللہ

نے وسعت کی تھی اور اسے ہر قسم کا مال عطا کیا تھا۔ اسے بھی لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی۔ وہ انہیں پہچان لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے تیرے ہر راستہ میں جس میں مال خرچ کرنا تجھے پسند تھا تیری رضا حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو نے ایسا اس لیے کیا کہ تجھے سخی کہا جائے، تحقیق وہ کہا جا چکا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

تشریح:

"تفرق الناس" آنے والی روایت میں تفرج الناس کا لفظ ہے الگ ہونے کے معنی میں ہے گویا لوگوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو گھیرے میں لے لیا تھا اور مسائل پوچھ رہے تھے جب لوگ منتشر ہو گئے تو ایک تابعی ناتل بن قیس نے عرض کیا کہ اے شیخ ہمیں کوئی حدیث سنادو شیخ ناتل کا باپ صحابی تھا ناتل خود فلسطین میں رہتے تھے یہ شام کے لوگوں کے سردار تھے اور ناتل اہل شام سے مشہور تھے، ناتل کے سوال کے جواب میں حضرت ابوہریرہ نے تین ریاکاروں کی حدیث سنادی ایک نے جہاد میں دوسرے نے علم میں اور تیسرے نے مال خرچ کرنے میں ریاکاری کا ارتکاب کیا تھا۔ "نعمه" یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گنوا کر ان کو بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ یہ نعمتیں کی ہیں مثلاً تجھے قوت و شجاعت عطا کی اور جنگ کے مختلف حربے سکھائے اس نے سب کا اقرار کیا۔

"فقد قیل" یعنی جو تم چاہتے تھے لوگوں نے نمائش کا صلہ دے دیا اب میرے پاس تیرے لیے کچھ نہیں ہے، تبلیغ والے لوگ اپنے بیانات میں جہاد اور علم کو کمزور دکھانے کے لیے یہ حدیث زور و شور سے بیان کرتے ہیں ہر مسلمان مانتا ہے کہ کسی بھی عمل میں ریاکاری بہت بڑا گناہ ہے لیکن تبلیغ والوں کو جہاد اور علم کی سینکڑوں حدیثوں میں کوئی فضیلت نظر نہیں آتی بس عوام کے سامنے بدنام کرنے کیلئے تقریباً ہر ایک نے یہ حدیث یاد کر رکھی ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے، بہت ٹیڑھے ہو گئے ہیں۔

٤٩١٩ - وَحَدَّثَنَاهُ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: تَفَرَّجَ النَّاسُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَالَ لَهُ نَاتِلٌ الشَّامِيُّ: وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ

حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جب لوگ جدا ہو گئے تو ان سے ناتل نامی، شامی نے کہا... باقی حدیث اسی طرح ہے۔

بَابُ بَيَانِ قَدْرِ ثَوَابِ مَنْ غَزَا فَغَنِمَ، وَمَنْ لَمْ يَغْنَمْ

جہاد میں مال غنیمت ملنے اور نہ ملنے سے ثواب کا فرق

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۴۹۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي هَانِئٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ غَازِيَةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُصِيبُونَ الْغَنِيمَةَ، إِلَّا تَعَجَّلُوا ثُلُثَيْ أَجْرِهِمْ مِنَ الْآخِرَةِ، وَيَبْقَى لَهُمُ الثُّلُثُ، وَإِنْ لَمْ يُصِيبُوا غَنِيمَةً، تَمَّ لَهُمْ أَجْرُهُمْ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لشکر اللہ کے راستہ میں لڑنے کے لیے جائے پھر انہیں غنیمت مل جائے تو اسے آخرت کے ثواب میں سے دو تہائی اسی وقت مل جاتا ہے اور ایک تہائی باقی رہ جاتا ہے اور اگر انہیں غنیمت نہ ملے تو ان کے لیے ان کا ثواب پورا پورا باقی رہ جاتا ہے۔

تشریح:

"غازية" اس کا موصوف قطعة یا جماعة ہے اور یہاں لفظ "او" شک کے لیے نہیں ہے یا ممکن ہے کہ کسی راوی کو شک ہو گیا ہو۔ "ثلثی اجورهم" اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مجاہد کے اجر و ثواب کو تین اثلاث پر تقسیم کیا گیا ہے۔ غنیمت حاصل کرنا ایک ثلث ہے اور صحیح سالم لوٹنا دوسرا ثلث ہے اور جہاد کا اخروی ثواب تیسرا ثلث ہے تو جس شخص نے غنیمت بھی حاصل کی اور صحیح سالم بھی لوٹ آیا اس کے دو ثلث چلے گئے صرف آخرت کا حصہ ایک ثلث رہ گیا اور جس شخص نے ان دونوں ثلثوں کو حاصل نہیں کیا تو اس کا اجر کامل و مکمل رہ گیا جو تین اثلاث ہیں۔ علامہ ابن ملک نے اس حدیث کے سمجھنے کے لیے اس کا مطلب اس طرح بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ غازی کو جب مال غنیمت بھی حاصل ہو گیا اور صحیح سالم بھی لوٹ آیا تو اس نے اپنے جہاد کے ثمرات میں سے دو ثمرات حاصل کر لیے اور تیسرا ثمرہ دخول جنت ہے جو ابھی باقی ہے۔ اور اگر غازی غنیمت حاصل نہ کر سکا اور نہ صحیح سالم لوٹ سکا تو اس کا کامل مکمل ثواب محفوظ ہو گیا، الغرض ایک مجاہد وہ ہے جو صحیح سالم مال غنیمت کے ساتھ لوٹ آیا دوسرا وہ ہے جو صحیح سالم تو لوٹ آیا مگر مال غنیمت ہاتھ نہیں آیا اور تیسرا وہ جو زخمی یا شہید ہوا مال بھی حاصل نہیں ہوا۔

"تخفق" اخفاق سے ہے جو ناکامی و محرومی کے معنی میں ہے۔ یعنی جہاد کیا مگر مال غنیمت حاصل نہیں ہوا۔ "تصاب" یہ مصیبت

پہنچنے کے معنی میں ہے یعنی یا زخمی ہوگیا یا شہید ہوگیا یا کسی اور مصیبت کا سامنا کیا۔

٤٩٢١ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنِي أَبُو هَانِءٍ، حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ غَازِيَةٍ، أَوْ سَرِيَّةٍ، تَغْزُو فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ، إِلَّا كَانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا ثُلُثَيْ أُجُورِهِمْ، وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ، تُخْفِقُ وَتُصَابُ، إِلَّا تَمَّ أُجُورُهُمْ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس غزوہ یا لشکر کے لوگ جہاد کریں پھر وہ مال غنیمت حاصل کر کے سلامتی سے واپس آجائیں تو انہیں ثواب کا دوتہائی حصہ اسی وقت مل جاتا ہے اور جس غزوہ یا لشکر کے لوگ خالی واپس آئیں اور نقصان اٹھائیں تو ان کا اجر و ثواب پورا پورا باقی رہ جاتا ہے۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وان الجهاد من الاعمال

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور جہاد بھی اعمال میں سے ہے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٤٩٢٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ،

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعمال کا دارومدار نیت پر ہے ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔ پس جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے پس اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کے لیے ہے اور جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہوئی کہ وہ اسے حاصل کریگا یا عورت کی طرف ہوئی کہ وہ اس سے نکاح کرے گا۔ پس اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوگی جس کی طرف ہجرت کرنے کی اس نے نیت کی ہوگی۔

انما الاعمال بالنیات والی حدیث کی تحقیق

تشریح:

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ صحیح مسلم کے علاوہ دیگر کتابوں مثلاً مشکوۃ اور صحیح بخاری میں اس حدیث کو عموماً ابتداء میں باب کی مناسبت کے بغیر باب سے پہلے درج کیا جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ علماء نے اس بارے میں لکھا ہے کہ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس حدیث کی طرف پڑھنے والوں کی توجہات مبذول کرانے کی غرض سے مناسبت کے بغیر ابتداء میں درج کیا جاتا ہے جیسا کہ دنیاوالوں کا دستور ہے کہ وہ لوگوں کی توجہات کسی کام اور پیشہ کی طرف مبذول کرانے کے لیے عجیب وغریب مہیب شکل بنا کر پیش کرتے ہیں، تو لوگ اس کو دیکھ کر غور کرتے ہیں اور دلچسپی لیتے ہیں۔ اس حدیث شریف کو بھی الگ تھلگ لاکر طلبہ اور علماء کو متوجہ کرانا ہے کہ یہاں احادیث کا بحر ذخار ہے، اس میں غوطے لگا کر موتی حاصل کرلو۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ سلفاً وخلفاً مصنفین ومحدثین اس حدیث شریف کو بے ربط وبے جوڑ ابتدا میں لکھتے ہیں تاکہ ہر پڑھنے والے کی پہلی نگاہ اصلاح احوال وافعال اور درستی نیت واقوال کے اس روشن مینار پر پڑجائے اور آگے کا سارا سفر صحت نیت اور خلوص افعال واعمال کے ساتھ ہوجائے۔ چنانچہ اس حدیث کی جلالت شان اور عظمت مقام کے متعلق علماء کرام اور ائمہ عظام، عظیم الشان رائے رکھتے ہیں۔

اس حدیث کی شان

(۱) عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ من اراد ان یصنف کتابا فلیبتدأ بھذا الحدیث:
یعنی جو شخص بھی کوئی کتاب تصنیف کرنے کا ارادہ کرے تو اس پر لازم ہے کہ اس حدیث سے کتاب کی ابتداء کرے۔

(۲) علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اساتذہ اور متقدمین ہر اچھے کام اور دینی امور میں اس حدیث کو ابتداء میں رکھنے کو پسند کرتے تھے۔

(۳) امام شافعی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو نصف العلم کا درجہ دیا ہے، کیونکہ علم قلب سے تعلق رکھتا ہے یا زبان وجوارح وقالب سے تعلق رکھتا ہے اور حسن نیت کا تعلق قلب اور دل سے ہے تو یہ نصف العلم ہے۔

(۴) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ربع العلم فرمایا، کیونکہ دین اسلام کو چار اہم شعبوں پر یوں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔
(۱) اتقاء الشبہات (۲) زھد فی الدنیا (۳) ترک ما لا یعنیہ (۴) خلوص النیۃ۔ چنانچہ ایک چوتھائی شعبہ اس

حدیث میں ہے جو خلوص نیت ہے۔

(۵) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وغیرہ علماء نے اس حدیث کو ثلث العلم کہا ہے کیونکہ عمل کا تعلق قلب سے ہے یا جوارح سے ہے یا لسان سے ہے اور قلب سے جو عمل وابستہ ہو وہ حسن نیت اور خلوص نیت ہے جس پر یہ حدیث محیط ہے۔

شانِ ورودِ حدیث:

سنن سعید بن منصور اور معجم کبیر میں طبرانی نے اس حدیث کے شان ورود میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت کو پیغام نکاح دیا تھا اس نے نکاح کے لیے یہ شرط لگائی کہ اگر تم ہجرت کروگے تو تمہارے ساتھ نکاح کروں گی۔ یہ عورت ام قیس کے نام سے مشہور تھی، جس کا نام "قیلہ" تھا اس شخص نے جب اس عورت سے نکاح کے لیے ہجرت کی تو لوگ اسے "مہاجر ام قیس" کہنے لگے۔

علماء نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابی کی شان کی حفاظت کی اور آج تک معلوم نہ ہو سکا کہ اس شخص کا نام کیا تھا اور کون تھا؟

سوال: اب یہاں ایک اصولی اعتراض ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابوطلحہ نے ام سلیم کو پیغام نکاح دیا۔ ام سلیم نے شرط لگائی کہ اگر اسلام قبول کروگے تو نکاح ہو جائے گا انہوں نے اسلام قبول کیا اور نکاح ہو گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہاں اسلام کو قبول کیا گیا اور وہاں ہجرت کا سارا ثواب ضائع ہو گیا حالانکہ دونوں جگہ نکاح کی غرض کارفرما تھی؟

جواب: اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ہجرت اور اسلام میں امتداد و عدم امتداد کا فرق ہے ہجرت ایک آنی عمل ہے یعنی ایک حد پر پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے اس میں امتداد نہیں اور اسلام ایک فعل ممتد اور امر امتدادی ہے کسی جگہ پر جا کر اس کی حد و سرحد ختم نہیں ہوتی، لہٰذا جب ایک شخص اپنی غرض کے لیے ہجرت کرتا ہے تو آخری مرحلہ میں وہ اپنا مطلوب پاتا ہے اور پھر ہجرت ختم ہو جاتی ہے تو آخری مرحلہ تک خود غرضی تھی اور آگے ہجرت نہیں تھی اس لیے وہ خراب رہ گئی، اس کے برعکس اسلام ایک امر ممتد اور عمل ممتد ہے اگر آج اس میں نیت کی خرابی تھی اور اسلام مقبول نہیں ہوا تو کل نیت صحیح ہو سکتی ہے اور اسلام درست ہو سکتا ہے اس لیے ابوطلحہ کے اسلام کو ضائع نہیں کہا گیا۔

یہ حدیث غریب ہے

اس حدیث کی سند میں غرابت ہے اور سعید بن منصور راوی کے بعد تمام واسطوں میں غرابت ہے مگر کثرت طرق کی وجہ سے یہ قوی ہو گئی ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ بخاری شریف میں بھی غریب احادیث موجود ہیں، غریب کوئی نامقبول نہیں ہے۔

اس حدیث کو "حدیث المنبر" بھی کہتے ہیں کہ حضرت عمر یا حضور نے منبر پر اس کو بیان کیا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آپ عدوی قریشی ابوحفص الفاروق ہیں جو چھ ہجری نبوی میں چالیس آدمیوں کے بعد اسلام لائے۔ آپ کے ایمان کے بعد اسلام کو عزت ملتی رہی۔ حضرت ابوبکر کے بعد خلیفۃ المسلمین بنے۔ ۲۳ لاکھ چالیس ہزار زمین پر دس سال تک عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کی۔ دنیا میں مفتوحہ علاقوں میں چار ہزار عام مساجد بنوائیں اور نو سو بڑی جامع مسجدیں بنوائیں، شام، مصر، دیار بکر اور فارس کو فتح کر کے ۲۳ ہجری میں ابولؤلؤ مجوسی کے ہاتھ یکم محرم الحرام کو شہید ہوئے۔ (۵۳۷) احادیث روایت کیں، آپ کی انگوٹھی کی مہر میں یہ عبارت تھی "کفی بالموت واعظا"

انما کی تحقیق:

اہل لغت اور اصولیوں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ واضع نے انما کو حصر کے لیے وضع کیا ہے اور اس سے حکم کی تاکید مقصود ہوتی ہے جیسے "انما علی رسولنا البلاغ المبین، انما الھکم الہ واحد" بہر حال انما سے مذکور کا اثبات ہوتا ہے اور غیر مذکور کی نفی ہوتی ہے۔ حصر کا معنی اس طرح ہوگا "انما الاعمال تعتبر بالنیۃ ولا تعتبر بغیرھا" یا اس طرح ہوگا "لیست الاعمال حاصلۃ الا بالنیۃ"

الاعمال کی تحقیق:

اعمال، عمل کی جمع ہے اس کے مقابلے میں النیات مذکور ہے اور جب جمع کا مقابلہ جمع سے ہو جائے تو تقسیم آحاد پر ہوتی ہے تو نتیجہ اس طرح نکلا کہ ہر ہر عمل نیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ عمل اور فعل میں تھوڑا سا فرق علماء نے بتایا ہے وہ یہ کہ عمل کا اطلاق صرف اختیاری کاموں پر ہوتا ہے غیر اختیاری کام کو عمل نہیں کہتے اور فعل عام ہے، اختیاری ہو یا غیر اختیاری چنانچہ اعملوا صالحا آیا ہے، افعلوا صالحا نہیں آیا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ عمل کے مفہوم میں دوام اور استمرار پڑا ہے اور فعل میں ایسا نہیں ہے۔

بالنیات میں باء کا متعلق کیا ہے؟

اب سوال یہ ہے کہ بہت سارے اعمال ایسے ہیں جو حسا وصورۃً نیت کے بغیر حاصل ہو جاتے ہیں اور جو اعمال غیر اختیاری ہیں مثلاً چھت وغیرہ سے گر جانا یہ سب بغیر نیت کے وجود میں آتے ہیں۔ لہٰذا یہاں بالنیات کے لیے ایک ایسی عبارت مقدر نکالنی پڑے گی جس سے حدیث کا مفہوم واضح ہو جائے۔ نیز بالنیات میں جار و مجرور کا متعلق بھی معلوم ہو جائے۔ اب ایک صورت یہ ہے

کہ یا تو افعال عامہ میں سے کوئی فعل مقدر نکالا جائے یعنی "کون، ثبوت، حصول، وجود، ان چار افعال عامہ میں سے کوئی فعل مقدر نکالا جائے لیکن اس میں نقصان یہ ہے کہ افعال عامہ کا تعلق حسی افعال سے ہوتا ہے لہٰذا ان میں سے کسی فعل کے مقدر ماننے سے یہ لازم آئے گا کہ اعمال کا حسی وجود بغیر نیت کے نہیں ہوتا، یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ افعال حسی کا وجود تو بغیر نیت کے ہو سکتا ہے۔ اب ضروری ہوا کہ یہاں کوئی فعل خاص مقدر مانا جائے، اب کونسا فعل خاص نکالا جائے؟ تو جمہور ائمہ نے اس کا متعلق صحۃ یا تصح یامنوطة بالنیات مانا ہے یعنی کوئی عمل نیت کے بغیر صحیح نہیں، ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے، ائمہ احناف نے کاملۃ اور ثواب کا فعل مقدر مانا ہے۔ یعنی انما الاعمال تثاب بالنیات یعنی اگر نیت نہیں تو عمل پر ثواب مرتب نہیں ہوگا مگر نفس عمل کا وجود ہو جائے گا۔ ان دونوں مقدرات پر اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے انداز سے اعتراضات ہیں، احناف ثواب کے مقدر ماننے کو ترجیح دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ثواب کے مقدر ماننے سے سب کو فائدہ ہے لیکن اگر صحۃ نکالیں گے تو یہ جمہور کے بھی خلاف ہے کیونکہ بہت سارے افعال ایسے ہیں جو ان کے ہاں بھی بغیر نیت کے متحقق ہو جاتے ہیں۔ ملا علی قاریؒ کے نزدیک تعتبر او معتبرة مقدر ماننا زیادہ واضح ہے تاکہ تمام عبادات کو آسانی سے شامل ہو جائے یعنی انما الاعمال معتبرة اور تعتبر بالثواب اس میں تمام اعمال آگئے (۱) خواہ عبادات مقصودہ ہوں جیسے صوم وصلوۃ، زکوۃ اور حج وغیرہ۔ یہاں انما الاعمال تعتبر لصحتها النية یعنی ان عبادات فرضیہ کی صحت کے لیے نیت ضروری ہے بغیر نیت فرض عبادت صحیح نہیں۔

(۲) یا وہ اعمال عبادات فرضیہ کے لیے شرائط کے درجہ میں ہوں گے جیسے طہارت، ستر عورت وغیرہ یہاں تو لحصول ثوابها مقدر مانا جائے گا جیسے انما الاعمال تعتبر لحصول ثوابها النية، یعنی جب تک شرائط کے درجہ کے اعمال مثلاً غسل، وضو، طہارت مکان وبدن اور طہارت لباس وغیرہ میں ثواب کی نیت نہ کرو گے تو ثواب نہیں ملے گا اگرچہ عمل صحیح ہوگا۔

(۳) یا وہ اعمال امور مباح ہوں گے تو وہاں تعتبر کے بعد تصیر وتنقلب مقدر مانا جائے گا۔ جیسے:

انما الاعمال المباحة تعتبر ای تصیر وتنقلب بالنية الحسنة حسنات وبالنية السيئة سيئات:

بہر حال تعتبر عام لفظ ہے، اس عموم کے پیش نظر موقع ومحل کے مناسب فعل نکالا جائے گا تو عبادات مقصودہ وغیر مقصودہ اور مباح سب کو شامل ہو جائیگا۔ بلکہ متروکات جیسے خمر، زنا وغیرہ کے ترک کرنے کو بھی شامل ہو جائے گا کہ نیت حسنہ کے ساتھ چھوڑنے پر بھی اجر وثواب ملے گا، ابن دقیق العید نے اس کی تائید بھی کی ہے کہ متروکات کے ترک کرنے پر ثواب ملتا ہے۔ امام غزالیؒ نے اعمال متعلقہ بالنیات کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے۔

(۱) معاصی: معصیت میں نیت سے کوئی تغیر نہیں آتا، گناہ کا کام حسن نیت سے نیک کام نہیں بنتا، جیسے حرام مال کے خرچ کرنے میں ثواب کی نیت کی، یا اس سے مسجد بنوائی، یا مدرسہ بنالیا، یا کسی اور نیک کام میں لگا دیا سب صورتوں میں کچھ بھی ثواب نہیں ملے گا۔

(۲) طاعات وعبادات مقصودہ: یہ عبادات اصل صحت میں بھی نیت کی طرف محتاج ہیں اور مزید فضیلت میں بھی نیت کی طرف محتاج ہیں، اصل نیت میں تو اس لیے کہ عبادت ضائع نہ ہو۔ اور اکثار فضیلت اور رفع درجات کے لیے اس میں اس طرح نیت کی جائے کہ کئی نیتیں ایک عمل میں شامل کر کے کئی ثواب حاصل کیے جائیں مثلاً نماز کے لیے مسجد میں آیا قبلہ رخ ہونے کی نیت بھی کی اعتکاف کی نیت بھی کی، انتظار صلوٰۃ کی نیت بھی کی، غریب کی مدد کی نیت بھی کی، وغیرہ وغیرہ تو ان سب نیتوں پر ثواب ملے گا۔

(۳) مباح عمل: مباح کام ایک پاکیزہ نیت کا احتمال رکھتا ہے جیسے عطر لگانا نیک نیتی کے ساتھ امر مباح ہے مگر فخر ومباہات اور تکبر کے طور پر ناجائز وگناہ ہے۔ ہاں اگر اقتداء سنت رسول اللہ ﷺ کی کرے تو ثواب بھی ہے ورنہ ویسے مباح عمل کے کرنے میں ثواب نہیں ملے گا یا مسجد کے احترام کی نیت کرلے تو اس مباح عمل سے بھی ثواب ملے گا بلکہ ایک عمل میں کئی نیک اعمال کی نیت کرے تو کئی ثواب ملیں گے۔

ان تمام ابحاث کے بعد یہ سمجھ لیں کہ احناف کے ہاں وسائط اور وسائل میں نیت ضروری نہیں، ہاں مقاصد میں ضروری ہے مگر شوافع کے ہاں مقاصد اور وسائل اور وسائط دونوں میں نیت ضروری ہے، اس پر ایک اختلافی مسئلہ متفرع ہے جو آئندہ درس میں آرہا ہے۔ ''بالنیات'' یہ مشدد بھی صحیح ہے اور بغیر شد کے بھی صحیح ہے نیات جمع ہے نیۃ کی اور نیت لغت میں قصد کے معنی میں ہے اور اس کی اصطلاحی تعریف اس طرح ہے۔ توجہ القلب نحو الفعل ابتغاء لوجہ اللہ ۔نیت کی تین قسمیں ہیں:

(۱) تمییز العبادۃ من العادۃ (۲) تمییز العبادۃ من العبادۃ ۔جیسے ظہر کی نیت ظہر کو عصر سے ممتاز کرتی ہے۔

(۳) تمییز المعبود الحق من المعبود الباطل ۔مثلاً نماز صرف ایک معبود کے لیے ہے روزہ صرف ایک معبود کے لیے ہے غیر کے لیے نہیں۔

وضو کی نیت میں فقہاء کا اختلاف

بالنیات میں جار ومجرور کا جو متعلق مقدر نکالا گیا ہے وہیں سے فقہاء کرام کے درمیان وضو کی نیت کرنے نہ کرنے کا اختلافی مسئلہ

شروع ہوگیا۔ جمہور نے چونکہ تصح کا لفظ مقدر مانا ہے اس لیے وہ ہر ہر عمل میں صحت کے لیے نیت کو شرط قرار دیتے ہیں لہٰذا ان کے ہاں وضو میں بھی نیت ضروری ہے کیونکہ وضو بھی اعمال میں سے ایک عمل ہے۔

ائمہ احناف اور سفیان ثوری وغیرہ فقہاء فرماتے ہیں کہ وضو کی صحت کے لیے نیت ضروری نہیں ہے، جمہور نے انما الاعمال بالنیات سے استدلال کیا ہے۔ احناف نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے مگر ثواب کا لفظ مقدر مان کر فرمایا کہ نفس وجود بغیر نیت کے بھی ہے، ہاں نیت کرنے سے ثواب حاصل ہوجائے گا احناف نے شوافع پر اعتراض کیا ہے کہ اگر عمل میں نیت شرط ہے تو تمہارے نزدیک غسل ثیاب کپڑے وغیرہ دھونے میں نیت کی شرط کیوں نہیں ہے؟ شوافع نے جواب دیا ہے غسل ثیاب میں ازالہ نجاست حکمیہ نہیں بلکہ نجاست حقیقیہ ہے اور وضو میں ازالہ نجاست حکمیہ ہے، نیت نجاست حکمیہ کے ازالہ کی صورت میں ضروری ہے احناف فرماتے ہیں کہ یہ فرق آپ نے کہاں سے پیدا کیا حالانکہ پانی کو اللہ تعالیٰ نے "وانزلنا من السماء ماء طہورا" فرما کر ہر چیز کے لیے بغیر نیت کے مطہر قرار دیا پھر آپ نے وضو کے لیے مطہر بالنیۃ اور کپڑوں کے لیے مطہر بغیر نیت کا فرق کہاں سے نکالا ہے۔

منشاء اختلاف

فقہائے کرام کے درمیان یہاں منشاء اختلاف یہ ہے کہ جمہور نے وضو کو عبادت محضہ غیر مدرک بالعقل قرار دیا ہے تو باقی عبادات محضہ کی طرح اس میں بھی نیت ضروری ہے احناف نے وضو کو عبادات محضہ کے لیے وسیلہ اور واسطہ مانا ہے کہ وضو نماز کے لیے واسطہ اور وسیلہ ہے خود عبادت محضہ نہیں ہے۔ اب وضو کی عبادت محضہ سے بھی مشابہت ہے اور وسیلہ سے بھی مشابہت ہے کیونکہ عبادت بھی ہے اور دوسرے کے لیے طہارت بھی تو اس وجہ سے فقہاء میں اختلاف ہوگیا، جمہور نے اس کو عبادت سے مشابہ قرار دیا اور احناف نے اس کو طہارت سے اشبہ قرار دیا، عبادت محضہ میں سب کے نزدیک نیت ضروری ہے لیکن وضو کی حیثیت کے تعین میں اختلاف ہوا تو اس میں نیت کے حکم میں اختلاف پیدا ہوگیا اب دیکھنا یہ ہے کہ وضو کس سے زیادہ مشابہ ہے؟ طہارت سے یا عبادت سے؟ تاکہ جس سے وہ زیادہ مشابہ ہو اسی سے اس کو ملایا جائے تو احناف فرماتے ہیں کہ قرآنی نصوص اور احادیث کی تصریحات یہ بتاتی ہیں کہ وضو کا تعلق طہارت سے ہے۔ قرآن میں وضو سے متعلق آیت اس طرح ہے "ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطہرکم" اس آیت میں وضو کو طہارت کے زمرے میں شمار کیا گیا ہے اسی طرح "مفتاح الصلوۃ الطہور" حدیث نے وضو کو طہارت میں شامل کر دیا ہے۔ لہٰذا جس طرح "وثیابک فطہر" میں کسی کے نزدیک

غسل ثیاب کے لیے نیت نہیں تو وضو میں بھی صحت وضو کے لیے نیت کی ضرورت نہیں ہاں ثواب الگ چیز ہے اس لیے ہے۔
اب یہاں ایک اعتراض ہے جو احناف کی طرف متوجہ ہے اور وہ یہ کہ تیمم میں احناف نے بھی نیت کو فرض قرار دیا ہے حالانکہ تیمم بھی وسائل میں سے ہے اور عبادات محضہ میں سے نہیں ہے؟ احناف جواب دیتے ہیں کہ تیمم میں دو وجہ سے احناف نے نیت کو فرض قرار دیا ہے: اول یہ کہ تیمم کے مفہوم میں لغت کے اعتبار سے نیت کا معنی میں پڑا ہوا ہے۔ دوم یہ کہ مٹی اصلاً ملوث ہے، جسم کو آلودہ کرتی ہے تو نیت کرنے سے طہارت آئے گی اور پانی تو اصلاً مطہر ہے۔ جب آپ نے ایک مطہر چیز استعمال کر لی تو طہارت حاصل ہوگئی، جو پانی کا طبعی اثر ہے، اس میں مزید نیت صرف مزید ثواب ہی کے لیے ہو سکتی ہے۔
بعد اللتیا والتی اصل صورت حال یہ ہے کہ نزاعی مسئلہ دراصل اجتہادی مسئلہ ہے جو قواعد سے مستنبط ہے۔ شوافع اور جمہور کا الگ اجتہاد ہے اور احناف کا الگ اجتہاد ہے۔ مسئلہ اپنی جگہ پر ہے لیکن اس اختلافی مسئلہ کا اس حدیث سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اس حدیث سے مستنبط ہے۔ اگر کوئی شخص اس مسئلے کو اس حدیث کی طرف منسوب کرتا ہے تو یہ اس کی مرضی ہے، ورنہ حدیث تو صرف حسن نیت اور قبح نیت بیان کرنے لیے آئی ہے کہ اچھی نیت ہوگی تو عمل پر ثواب ملے گا، بری نیت ہوگی تو ثواب نہیں ملے گا، یہ باب اخلاص کے قبیل سے ہے جس کا بار بار قرآن کریم نے اعلان کیا ہے، اور احادیث مقدسہ میں بار بار اس کا ذکر آیا ہے۔
اس مذکورہ حدیث میں یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ قربانی کے لحاظ سے سب سے بڑا عمل ہجرت ہے۔ جب غلط نیت سے اتنی بڑی قربانی ضائع ہو سکتی ہے تو چھوٹے اعمال کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔ یہاں ایک مسئلہ کی وضاحت بھی ضروری ہے وہ یہ کہ آپ غور فرمائیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ نیت کے بغیر تو وضو ممکن ہی نہیں ہے۔ جب آدمی گھر سے اٹھتا ہے، وضو بناتا ہے پھر مسجد جاتا ہے، گرمی اور سردی میں محنت و مشقت اٹھا کر وضو کرتا ہے تو کیا یہ اتنا طویل عمل نیت کے بغیر ہو گیا حالانکہ نیت تو قلبی ارادے کا نام ہے جو کسی چیز کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو وضو بغیر نیت کے ممکن نہیں۔ لہٰذا یہ بحث اپنی جگہ پر صحیح ہے لیکن اس کا اس حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہاں بغیر ارادہ وضو اس وقت متحقق ہو سکتا ہے کہ آدمی کسی کام سے جا رہا ہو اور اچانک کنوئیں میں گر کر تر بتر ہو گیا، یا بارش میں سفر کر رہا تھا اور پورا جسم بھیگ گیا بلکہ دھل گیا تو یہاں یہ مسئلہ اٹھ سکتا ہے کہ نیت کے بغیر وضو یا غسل صحیح ہوا یا نہیں ہوا، لیکن یہ صورت نادر ہے اور نادر کالمعدوم ہوتا ہے۔

مقدر نکالنے پر جانبین سے اعتراض:

اس حدیث سے مذکورہ نزاعی مسئلہ کا اس وجہ سے بھی تعلق نہیں ہے کہ مقدر نکالنے پر ہر جانب نے دوسرے پر اعتراضات کیے۔

ہیں، شوافع نے جو "تصحیح" مقدر نکالا ہے، اس پر پہلا اعتراض یہ ہے کہ صحیح عمل وہ ہوتا ہے جس میں تمام شرائط موجود ہوں، تو صحت کا یہ حکم دنیوی اعمال پر تو لگ سکے گا کہ شرائط کو دیکھ کر حکم لگا دیں گے مگر اخروی اعمال کی صحت پر یہ حکم نہیں لگ سکے گا، حالانکہ "انما الاعمال بالنیات" عام ہے، اس کو دنیوی اعمال تک خاص کرنا مناسب نہیں۔ دوسرا اعتراض شوافع پر یہ ہوتا ہے کہ صحت کا حکم اور عدم صحت کا حکم یہ نئی اصطلاح ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں یہ اصطلاح نہیں تھی تو حدیث کو اس پر حمل نہیں کیا جا سکتا۔ تیسرا اعتراض یہ کہ اگر شوافع سارے عملوں کے صحیح ہونے کے لیے نیت شرط قرار دیتے ہیں تو پھر اس حدیث پر وہ خود بھی عمل نہیں کر سکیں گے کیونکہ اخلاق و آداب، معاملات و عقوبات، امانات و مناکحات اور خصومات وغیرہ ایسے احکام ہیں جس میں تمہارے ہاں بھی نیت شرط نہیں ہے۔ احناف نے "ثواب" کو مقدر مانا ہے اس پر بھی یہ چند وجوہ اعتراض ہے۔ اول اعتراض یہ ہے کہ ثواب کا تعلق صرف اعمال آخرت سے ہے۔ اعمال دنیا سے نہیں حالانکہ حدیث عام ہے دنیا و آخرت دونوں سے متعلق ہے۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ ثواب کا مدار صحت عمل پر ہے اگر عمل صحیح ہے تو ثواب ملے گا ورنہ نہیں، تو آخر کار یہ مقدر بھی شوافع کے مقدر "صحت" کی طرف لوٹ کر آئے گا، تو بات وہیں پہنچی جہاں سے چلی تھی، معلوم ہوا کہ یہ حدیث حسن نیت اور قبح نیت سے متعلق ہے اور "تعتبر" مقدر نکال کر اس کو اپنے عموم پر رکھنا زیادہ مناسب ہے۔

زیر بحث حدیث کے تین جملے ہیں۔ ہر جملہ تفصیل چاہتا ہے۔ پہلا جملہ "انما الاعمال" ہے اس پر کلام ہو چکا ہے۔ دوسرا جملہ "وانما لکل امری مانوی" ہے۔ جس کے متعلق ابھی تفصیل آنے والی ہے اور تیسرا جملہ "فمن کانت ھجرتہ الی اللہ الخ" ہے اس پر بھی کلام ہوگا، سر دست "وانما لکل امری مانوی" کی تحقیق ملاحظہ ہو:

لفظ "امرئی" میں جو راء ہے یہ آخر حرف ہمزہ کے اعراب کے تابع ہے۔ اگر ہمزہ پر بھی پیش ہو تو راء پر بھی پیش آئے گا۔ اگر ہمزہ پر زبر ہو تو راء پر زبر آئے گا، اور اگر ہمزہ پر زیر آ جائے تو راء پر بھی زیر آئے گی۔ اس لحاظ سے یہ ایک عجیب کلمہ ہے جس میں بیچ والے حرف پر بھی اعراب جاری ہوتا ہے "مانوی" میں ما موصولہ ہے اور نوی میں ضمیر منصوب محذوف ہے۔ اصل عبارت یوں ہے "مانواہ" یعنی ہر آدمی کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہے، یعنی بقدر نیت ثواب ملیگا، اب اگر ایک نیکی میں کئی نیتیں کرتا ہے تو کئی ثواب ملیں گے۔

دونوں جملوں میں ربط:

"انما الاعمال" اور "انما لکل امری مانوی" یہ دو جملے ہیں، اب انکا آپس میں ربط اور جوڑ اور مابین کی نسبت کیا ہے؟ تو

اس میں کئی اقوال ہیں:

(۱) علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جملہ ثانیہ جملہ اولیٰ کے لیے تاکید ہے، اس سے پہلے جملہ کی تحقیق وتاکید مقصود ہے کہ نیت کا معاملہ اتنا مہتم بالشان ہے کہ ایک ہی مضمون کو بعنوان دیگر دوبارہ ذکر کیا۔ پہلے سے ثابت ہوا کہ نیت ہی عمل کے لیے علت باعثہ اور ابھارنے والی ہے اگر نیت صحیح ہے تو عمل مقبول ہے اور اگر نیت فاسد ہے تو عمل مردود ہے۔ پھر تاکیداً فرمایا کہ ہر آدمی کو وہی کچھ ملے گا جو اس کی نیت ہو"ان خیرا فخیر وان شرا فشر"

(۲) یہ جملہ تاکید نہیں بلکہ تاسیس ہے۔ تاسیس اس کو کہتے ہیں کہ کوئی جملہ ماسبق جملہ کا معنی لے کر نہیں لوٹتا بلکہ وہ نیا حکم لے کر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء نے لکھا ہے کہ تاسیس اولیٰ وافضل ہے تاکید سے۔ اب جملہ ثانیہ میں وہ نیا حکم کونسا اور کیا ہے؟ تو اس میں علماء کی کئی آراء ہیں اور کئی اقوال ہیں۔

(۱) پہلا قول یہ کہ جملہ اولیٰ اعمال کی حالت کے متعلق ہے کہ عمل جب نیت کے تابع ہو جاتا ہے تو اس پر اچھا حکم مرتب ہوتا ہے اور جملہ ثانیہ عامل کے احوال کے مطابق ہے کہ اس مزدور کو وہی کچھ ملے گا جو اس نے کیا۔

(۲) جملہ ثانیہ سے دراصل یہ بتانا مقصود ہے کہ نیت میں نیابت قبول نہیں اپنی ہی نیت کا اعتبار ہے۔ غیر کی نیت کا کوئی فائدہ نہیں اور جملہ اولیٰ میں بتایا تھا کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔

(۳) عز بن عبدالسلام نے فرمایا کہ جملہ اولیٰ اس لیے تھا کہ اعمال میں کونسا عمل معتبر ہے؟ تو بتا دیا کہ اچھی نیت والا عمل معتبر ہے۔ اب جملہ ثانیہ میں اس کا پھل اور نتیجہ اور ثمرہ بتا دیا کہ نیت صالحہ پر یہ ثمرہ اور پھل ملتا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ جملہ اولیٰ عرب کے محاورہ کے مطابق بطور مقدمہ عقلیہ عرفیہ ذکر کیا گیا ہے کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ اعمال کا پھل نیت سے ملتا ہے۔ جملہ ثانیہ میں اسی مقدمہ عرفیہ کو مقدمہ شرعیہ کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ جو عرف عام تھا شرعی حکم بھی وہی ہے۔

"فمن کانت هجرته "اس جملہ کا ماسبق سے ربط اس طرح ہے کہ"اذا تقرر ان کل انسان عمله بنیته فمن کانت هجرته "نصر ینصر سے هجرا وهجرانا وهجرة لغوی اعتبار سے ترک کرنے کے معنی میں ہے۔ اسی سے الهاجرة والهجیرة ہے جو دوپہر کو کہتے ہیں کیونکہ اس وقت بھی لوگ کام کاج چھوڑ دیتے ہی۔ اسی لغوی مفہوم پر"والمهاجر من هجر الخطایا والذنوب"وغیرہ الفاظ آئے ہیں۔ ہجرت کا شرعی مفہوم اور اصطلاحی تعریف اس طرح ہے کہ"اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا اور اپنی جان ومال وآبرو کی حفاظت کے لیے اپنے وطن مالوف کو چھوڑنا"۔ پھر اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱)الا نتقال من دار الكفر الى دار الامن: کہ دارکفر سے ہجرت کر کے ایسے ملک میں جائے جہاں جان ومال وآبرو کے لیے امن موجود ہو۔ صحابہ کرام کی مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت اسی قسم کی تھی۔

(۲)الا نتقال من دار الكفر الى دار الايمان: یہ ہجرت مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف تھی جو آنحضرت نے کی تھی۔

(۳)الا نتقال من دار الفجور الى دار التقوى: کہ جہاں شریعت کا نفاذ ہو، احکام الٰہی پر عمل ہو، تقویٰ اور امن ہو، فسق وفجور کے دروازے بند ہوں ایسے ملک کی طرف ہجرت مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ لیکن اسلام کے ابتدائی دور میں دو قسم کی ہجرتیں تھیں اور مکہ سے ہجرت کرنا فرض قرار دیا گیا تھا، کسی آدمی کا ایمان اس وقت تک معتبر نہیں سمجھا جاتا جب تک وہ یہ خاص ہجرت نہ کرتا، پھر جب مکہ فتح ہوگیا تو یہ خاص ہجرت موقوف ہوگئی، اس کے علاوہ ہجرت قیامت تک جاری رہے گی۔ کیونکہ ہجرت جہاد کا پیش خیمہ ہے تو جب تک جہاد ہے تب تک ہجرت بھی ہے۔

اسلام میں ہجرت کا بڑا مقام ہے کیونکہ اس میں مال وطن، خاندان، سہولت وآرام، ہر چیز کی قربانی ہے گویا اس میں ہر روز موت اور شہادت کا مقام ملتا ہے کیونکہ موت سے یا شہادت سے تو آدمی دنیا کے مصائب سے اٹھ کر چلا جاتا ہے مگر مہاجر تو ہر روز مصائب اٹھاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے صحابہ کرام کے مشورے سے اسلامی تاریخ کا پہلا دن ہجرت کے دن کو مقرر فرمایا کیونکہ اس میں سب سے بڑی قربانی اور یادگار تاریخ تھی۔

پھر یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ہجرت بھاگنے کا نام نہیں ہے، بلکہ پلٹ کر حملہ کرنے کا نام ہے اور مسلمانوں سے چھینی ہوئی زمین کو دوبارہ حاصل کرنا ایک شرعی حکم ہے۔ قرآن اعلان کرتا ہے ﴿واخرجوهم من حيث اخرجوكم والفتنة اشد من القتل﴾ یعنی جس سرزمین سے ان کفار نے تمہیں نکالا ہے، اس سے تم ان کفار کو نکالو۔ اس آیت نے مسلمانوں کی زمین کو کس قدر مقدس بنادیا؟ کاش مسلمان حکمران اس بات کو سمجھ جائیں کہ دین کے لیے زمین کا حصول کتنا اہم ہے۔

''فمن كانت هجرته الى الله '' اس جملہ پر ایک نحوی اعتراض ہے وہ یہ کہ شرط اور جزا میں تغایر ہوتا ہے اتحاد نہیں ہوتا اور یہاں شرط اور جزا متحد ہیں۔ یعنی ''هجرته الى الله ورسوله اور هجرته الى الله ورسوله ایک ہی چیز ہے جیسے ''من اطاع اطاع'' تو کلام کے مہمل ہونے کا خطرہ ہے۔

اس کا جواب علماء نے دیا ہے پہلا جواب یہ ہے کہ جملہ اولیٰ شرط میں لفظ دنیا کو مقدر ماننا پڑے گا اور جزاء میں لفظ ''عقبی'' مقدر ہوگا۔ یعنی ''فمن كانت هجرته الى الله ورسوله في الدنيا فهجرته الى الله ورسوله في العقبى '' تو دونوں میں

تقاضا ہے۔

دوسرا جواب یہ کہ پہلے جملہ شرطیہ میں قصداً اور نیۃً کے الفاظ محذوف ماننے ہوں گے اور جملہ جزائیہ میں "ثمرۃ ومنفعۃ" مقدر ہوگا تو اب کوئی اعتراض نہیں رہے گا۔

"دنیا" یہ لفظ الف کے قصر کے ساتھ ہے اس پر تنوین نہیں ہے، یہ دنا یدنو دنوا نصر ینصر سے بمعنی قریب کے ہے اور دنیا بھی آخرت سے قریب ہے یا ہر آدمی اس کے قریب ہے اور یا یہ لفظ سمع یسمع سے دنی یدنی دنا ودناءۃ سے ہے جو ذلیل اور کمینہ کے معنی میں ہے اس بے حقیقت کی حقیقت اور اس کی تعریف میں اختلاف ہے کہ یہ کس چیز کا نام ہے۔

(۱) الدنیا ھو اسم مجموع ھذا العالم المتناھی (۲) ھی کا المخلوقات من الجواھر والاعراض الموجودۃ (۳) ھی ما علی الارض من الھواء والجو والفضاء۔ کسی عارف نے دنیا کے لیے کہا ہے:

دنیا تخادع عنی کأنی لست اعرف حالھا　　مدت الی یمینھا فقطعتھا وشمالھا

منع الالہ حرامھا وأنا اجتنبت حلالھا　　فرأیتھا محتاجۃ فوھبت جملتھا لھا

یار نا پائیدار دوست مدار　☆　دوستی را نہ شاید ایں غدار

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے　☆　یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

اس حدیث پاک میں دنیا کے بعد "او امراۃ یصیبھا" کا ذکر کیا گیا ہے حالانکہ دنیا کے مفہوم میں امراۃ عورت پہلے سے داخل ہے تو اس کو الگ ذکر کرنے سے اس کے کامل ومؤثر فتنہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ تخصیص بعد التعمیم ہے اس کے خطرات کو ظاہر کرنے اور اس پر متنبہ کرنے کے لیے ایسا کیا گیا ہے۔ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ حدیث کا شان ورود چونکہ عورت کا معاملہ تھا اس لیے تعمیم کے بعد تخصیص میں اسی امر واقعی کا ذکر کیا گیا ہے۔ پھر یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ حدیث کے اول حصہ میں "الی اللہ ورسولہ" مکرر لایا گیا ہے جب کہ آخری حصہ میں "الی دنیا یصیبھا اور امراۃ یتزوجھا" کے الفاظ کو مکرر نہیں لایا گیا بلکہ مبہم چھوڑ کر "فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ" کہا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے جملے میں بطور استلذاذ اور حصول لذت کے لیے اللہ اور رسول کا نام مکرر لیا گیا ہے جیسے:

باللہ یا ظبیات القاع قلن لنا　　الیلای منکن ام لیلی من البشر

اس شعر میں بھی لیلیٰ کا نام دوبارہ ذکر کرنا بطور استلذاذ ہے۔ اور دوسرے جملے میں دنیا کا ذکر تھا اور عورت کا ذکر تھا اس میں

استلذاذ نہیں تھا تو مبہم کرکے "الی ما هاجر اليه" فرمادیا۔ بہرحال یہ بے موقع لمبی تحقیق میں نے بخاری اور مشکوۃ کے طلبہ کے لیے کی۔

٤٩٢٣ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، بِإِسْنَادِ مَالِكٍ وَمَعْنَى حَدِيثِهِ، وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَلَى الْمِنْبَرِ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

ان مختلف اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے لیکن بعض اسانید میں یہ ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث منبر پر کھڑے ہو کر نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلَبِ الشَّهَادَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى

راہِ جہاد میں شوق شہادت کی فضیلت

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٤٩٢٤ ۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا، أُعْطِيَهَا، وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے صدق دل سے شہادت طلب کی اسے شہادت کا رتبہ دیدیا جاتا ہے اگر چہ وہ شہید نہ بھی ہو۔

٤٩٢٥ ۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ، قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ حَرْمَلَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي أَبُو شُرَيْحٍ، أَنَّ سَهْلَ بْنَ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَأَلَ اللَّهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ، بَلَّغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو الطَّاهِرِ فِي حَدِيثِهِ: بِصِدْقٍ

حضرت سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ سے صدق دل سے شہادت مانگی تو اللہ اسے شہداء کے مرتبہ تک پہنچادیں گے۔ اگر چہ وہ اپنے بستر ہی پر مرجائے۔ ابوالطاہر نے اپنی روایت میں بصدق کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

تشریح:

"الشہادۃ" چونکہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے اس لیے سچی اور پکی نیت کے ساتھ جو مسلمان جہاد فی سبیل اللہ میں شہادت چاہتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا بھی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو شہادت کے مقام پر پہنچا دیتا ہے اگر چہ وہ اپنے گھر میں فراش پر مرجائے۔ اس حدیث سے مسلمانوں کو ایک عالی جذبہ اور حوصلہ دلانا مقصود ہے کہ ہر مسلمان کے دل ودماغ میں جذبہ جہاد اور شوق شہادت ہر وقت موجزن رہنا چاہیے، شہادت مانگنے کا مطلب یہ نہیں کہ موت وقت سے پہلے آجائے گی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو موت وقت پر آنے والی ہے وہ شہادت میں بدل جائے۔

بَابُ ذَمِّ مَنْ مَاتَ، وَلَمْ يَغْزُ، وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ

اس شخص کی مذمت جس نے نہ جہاد کیا نہ جہاد کا جذبہ رکھا

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٤٩٢٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَهْمٍ الْأَنْطَاكِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ وُهَيْبٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ، وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ، مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ، قَالَ ابْنُ سَهْمٍ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: فَنُرَى أَنَّ ذَلِكَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی موت واقع ہوگئی اور اس نے جہاد نہ کیا اور نہ اس کے دل میں اس کی تمنا ہوئی تو وہ نفاق کے شعبہ پر مرا۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ ہم اسے خیال کرتے ہیں کہ یہ حکم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک کے ساتھ خاص تھا۔

تشریح:

"من مات" یعنی جس شخص نے نہ جہاد کیا نہ جہاد کا اس طرح جذبہ رکھا کہ اے کاش میں بھی جہاد میں شریک ہوتا، نہ اس نے جہاد کی تیاری کی نہ اسلحہ سیکھا اور نہ رکھا تو ایسے شخص کی جب موت آئے گی تو نفاق پر آئے گی، نزول قرآن کے وقت جن لوگوں نے

جہاد کا انکار کیا یا جہاد پر اعتراضات کیئے قرآن نے ان کو منافقین کے نام سے یاد کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ جہاد کا شوق رکھے اور اس کے لیے تیاری کرے خواہ جہاد فرض عین ہو یا فرض کفایہ ہو۔

اس حدیث سے حضرت عبداللہ بن مبارک، حسن بصری، اور سعید بن مسیب رحمہم اللہ نے استدلال کیا ہے کہ جہاد کی صرف ایک ہی قسم ہے جو فرض عین ہے فرض کفایہ کی کوئی قسم نہیں ہے لیکن جمہور امت نے جہاد کی دو قسموں کو قرآن کی آیتوں کی وجہ سے قبول کیا ہے ارشاد تعالی ہے ﴿وفضل الله المجاهدين على القاعدين اجرا عظيما﴾ "نفسه" یہ منصوب بنزع الخافض ہے یعنی "فی نفسه"

بَابُ ثَوَابِ مَنْ حَبَسَهُ عَنِ الْغَزْوِ مَرَضٌ أَوْ عُذْرٌ آخَرُ

اس شخص کا ثواب جس کو عذر شرعی نے جہاد سے روکا ہو

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٤٩٢٧ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ، فَقَالَ: إِنَّ بِالْمَدِينَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا، إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ، حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ،

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کسی غزوہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: مدینہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں جنہیں بیماری نے روک رکھا ہے لیکن جس جگہ سے تم گزرتے ہو یا کسی وادی کو طے کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔

٤٩٢٨ ـ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ: إِلَّا شَرِكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ

اس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح روایت کی گئی ہے لیکن حضرت وکیع کی حدیث میں ہے کہ وہ اجر و ثواب میں تمہارے شریک ہوتے ہیں۔

بَابُ فَضْلِ الْغَزْوِ فِي الْبَحْرِ

سمندر میں جہاد کرنے کی فضیلت

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۴۹۲۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ، وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَأَطْعَمَتْهُ، ثُمَّ جَلَسَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ، غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ، مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ، أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ يَشُكُّ أَيَّهُمَا قَالَ: قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ، فَنَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ، غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ، كَمَا قَالَ فِي الْأُولَى، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ، فَرَكِبَتْ أُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ الْبَحْرَ فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ، فَهَلَكَتْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحان (جو کہ آپ ﷺ کی رضائی خالہ تھیں) کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور وہ آپ ﷺ کو کھانا پیش کرتی تھیں اور ام حرام حضرت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے کھانا پیش کیا پھر آپ کے سر مبارک میں مالش کرنے بیٹھ گئیں تو رسول اللہ ﷺ سو گئے۔ پھر آپ ﷺ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ وہ کہتی ہیں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کس بات نے ہنسایا ہے؟ آپ نے فرمایا: میری امت میں سے کچھ لوگ مجھے کھڑے سمندر میں بادشاہوں کے تختوں کی مثال سواریوں پر سوار ہو کر اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے دکھائے گئے۔ یا کہا: بادشاہوں کے تختوں پر سوار ہو کر۔ کہتی ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ان میں سے کر دے تو آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی، پھر آپ نے اپنا سر مبارک رکھا

اور سو گئے، پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے، کہتی ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کس بات نے ہنسایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ مجھے اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے دکھائے گئے جیسا کہ پہلی دفعہ فرمایا تھا۔ کہتی ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو ان کے پہلے گروہ سے ہوگی۔ پس ام حرام بنت ملحان حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سمندر میں (سفر کرنے کے لیے کشتی پر) سوار ہوگئیں جب وہ سمندر سے نکلیں تو اپنے جانور سے گر کر انتقال کرگئیں۔

تشریح:

''ام حــــرام'' ام حرام کا نام رمیصا تھا یہ حضرت ام سلیم کی بہن تھی اور حضرت انس کی خالہ تھی آنحضرت ﷺ کی رضاعی خالہ تھی حضرت عبادہ بن صامت کی بیوی تھی جب یہ عمرو بن قیس انصاری سے بیوہ ہوگئی تھی، ان کا گھر مدینہ میں مسجد قبا کے پاس تھا آنحضرت جب اس طرف جاتے تو ان کے گھر میں داخل ہوتے ''تفلی راسه'' ضرب یضرب سے ہے سر میں جوئیں تلاش کرنے کو کہتے ہیں آنحضرت کے جسم میں جوئیں نہیں ہوتی تھیں یہ صرف تلاش کرنے کی بات ہے ''وھو یضحک'' آنحضرت نے خواب میں اپنی امت کو غالب حالت میں دیکھا اس سے خوش ہو کر ہنسنے لگے ''ثبج ھذا البحر'' ''ای ظھر ھذا البحر ومتنه'' سمندر کے درمیان جو سب سے گہرا حصہ ہوتا ہے اس حصہ کو ثبج کہتے ہیں ''کالملوک'' یعنی ایسے خوش حال اور غالب حالت میں ہوں گے جیسے بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے یعنی یہ لوگ جہازوں میں سمندر میں موجوں کے اوپر سفر کر کے جہاد کریں گے یہ حضرت معاویہ کے بارے میں پیش گوئی ہے چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے سمندری جہاز ایجاد کیا اور سمندر میں اتار کر قبرص پر حملہ کیا اور خوب جہاد کیا ''الاسرۃ'' یہ سریر کی جمع ہے تخت کو کہتے ہیں ''فتزوجھا'' یعنی عمرو بن قیس انصاری کی وفات کے بعد حضرت عبادہ بن صامت نے ام حرام سے نکاح کیا ''فصرعتھا'' یعنی سواری نے ان کو گرایا ''فاندقت'' یعنی اس کی گردن ٹوٹ گئی اور مرگئی، سمندر کے مجاہدین کی پہلی جماعت میں ان کو شہادت مل گئی اور آنحضرت کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔
یہ الفاظ ساتھ والی حدیث کے ہیں۔

۴۹۳۰ ۔ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُمِّ حَرَامٍ، وَهِيَ خَالَةُ أَنَسٍ، قَالَتْ: أَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عِنْدَنَا، فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، قَالَ: أُرِيتُ

ثَبَجَ هَذَا (؟) نَاسًا مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ ظَهْرَ الْبَحْرِ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ، فَقُلْتُ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: فَإِنَّكِ مِنْهُمْ، قَالَتْ: ثُمَّ نَامَ، فَاسْتَيْقَظَ أَيْضًا وَهُوَ يَضْحَكُ، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَقُلْتُ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ، قَالَ: فَتَزَوَّجَهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ بَعْدُ، فَغَزَا فِي الْبَحْرِ فَحَمَلَهَا مَعَهُ، فَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ قُرِّبَتْ لَهَا بَغْلَةٌ فَرَكِبَتْهَا فَصَرَعَتْهَا، فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا،

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خالہ حضرت ام حرام سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہمارے پاس قیلولہ فرمایا اور آپ ﷺ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کو کس بات نے ہنسایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے میری امت میں سے ایک قوم دکھائی گئی جو بادشاہوں کے تختوں جیسے تختوں پر سمندر میں سواری کر رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ اللہ سے دعا مانگیں کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو انہیں میں سے ہے۔ کہتی ہیں آپ ﷺ پھر سو گئے اور اسی طرح بیدار ہوئے کہ آپ ﷺ ہنس رہے تھے۔ میں نے آپ سے پوچھا تو پہلی جیسی بات فرمائی۔ میں نے عرض کیا: آپ اللہ سے دعا مانگیں کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پہلے گروہ میں سے ہوگی۔ پھر اس کے بعد ام حرام سے حضرت عبادہ بن صامت نے نکاح کر لیا۔ پس جب انہوں نے سمندری جہاد شروع کیا تو ام حرام کو بھی اپنے ساتھ سوار کر کے لے گئے۔ جب وہ آئیں اور ایک خچر ان کے قریب کیا گیا تو آپ اس پر سوار ہو گئیں تو اس نے انہیں گرا دیا اور اس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی (اور مر گئی)۔

۴۹۲۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ، وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَا: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ، أَنَّهَا قَالَتْ: نَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَضْحَكَكَ؟ قَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ، يَرْكَبُونَ ظَهْرَ هَذَا الْبَحْرِ الْأَخْضَرِ، ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ

حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے قریب سو گئے پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کس بات نے ہنسایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے میری امت کے کچھ لوگ دکھائے گئے جو اس سبز سمندر کی پیٹھ پر سوار ہو رہے تھے۔ باقی حدیث حماد بن زید کی حدیث کی طرح بیان کی۔

۴۹۲۲۔ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَةَ مِلْحَانَ، خَالَةَ أَنَسٍ، فَوَضَعَ رَأْسَهُ عِنْدَهَا، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ وَمُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت انس کی خالہ (ام حرام) بنت ملحان کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس سر رکھ کر (سو گئے) باقی حدیث مبارکہ اسحاق بن ابی طلحہ اور محمد بن یحییٰ بن حبان کی حدیث کی طرح روایت کی۔

بَابُ فَضْلِ الرِّبَاطِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد میں پہرہ دینے کی فضیلت

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۴۹۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بَهْرَامَ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، وَإِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُهُ، وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَأَمِنَ الْفَتَّانَ،

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ایک دن رات کی چوکیداری کا ثواب ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے افضل ہے اور اگر وہ (چوکیداری کرتے ہوئے) مر گیا تو اس کا وہ وہ عمل جاری رہے گا جو وہ کر رہا تھا اور اس کا رزق بھی جاری کیا جائے گا اور اس کی قبر کو فتنوں سے محفوظ رکھا جائے گا۔

تشریح:

''ربـــاط یـــوم'' یعنی ایک دن رات اسلامی سرحد پر پہرہ دینا ثواب کے اعتبار سے مہینہ بھر کے روزوں اور تہجد سے بہتر ہے ''ربـــاط'' میں را پر کسرہ ہے اسلامی سرحد پر پہرہ دینے کو کہتے ہیں رباط تب رباط ہوگا کہ مسلمان ملک اور کافر ملک کے درمیان سرحد پر پہرہ ہو رباط اصل میں گھوڑے باندھنے کو کہتے ہیں کیونکہ پہلے زمانہ میں سرحد کے دونوں جانب لوگ پہرہ کے لیے گھوڑے باندھا کرتے تھے اب گھوڑے ہوں یا نہ ہوں اس پہرہ کو رباط کہتے ہیں ایک لفظ ''حـــراســه'' ہے وہ عام چوکیداری کو

کہتے ہیں صحیح مسلم شریف کی ایک اور حدیث کی تشریح اس طرح ہے ''رباط یوم'' یہ ارتباط سے ہے جو باندھنے کے معنی میں آتا ہے کیونکہ سرحدات اسلامیہ پر پہرہ دینے والا شخص بھی اپنے گھوڑے اور اپنے آپ کو سرحد پر باندھ کر پہرہ دیتا ہے قرآن کی آیت ﴿واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم﴾ اور آیت ﴿یا ایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا﴾ سے رباط ماخوذ ہے۔احادیث میں رباط کی بڑی فضیلتیں مذکور ہیں۔

اسلامی سرحدات پر پہرہ دینے اور کفار کی سرحدات پر نظر رکھنے کا نام رباط ہے۔یہاں احادیث میں ایک لفظ ''خراسۃ'' کا بھی آیا ہے جو چوکیداری کے معنی میں ہے حراسہ اور رباط میں اتنا فرق ہے کہ حراسہ اس چوکیداری کو کہتے ہیں جو اندرون ملک میں ہو اور رباط اس پہرہ کو کہتے ہیں کہ جو کافر ملک کی سرحدات پر نگاہ رکھنے اور اسلامی ملک کی سرحدات کی حفاظت کے لیے ہو لہٰذا دو مسلمان ملکوں کے درمیان سراحدات پر جو پہرہ دیا جاتا ہے رباط کی فضیلت اس کو حاصل نہیں ہے اسی طرح تبلیغی اجتماعات میں چوکیداری کرنے پر رباط کی احادیث کو چسپاں کرنا جائز نہیں ہے۔اس کے لیے حراسہ کی احادیث کی فضیلت حاصل ہوسکتی ہے لغوی طور پر رباط کا اطلاق کبھی کبھی دیگر اعمال پر بھی ہوا ہے مگر وہ اصطلاحی رباط نہیں ہے، رباط کی پوری تفصیل میری کتاب ''دعوت جہاد'' میں موجود ہے وہاں دیکھنا چاہیے۔

''من الدنیا'' اس جملہ کے دو مفہوم ہیں۔پہلا مفہوم یہ ہے کہ دنیا کی تمام نعمتوں اور اس کے سارے ساز وسامان سے رباط میں ایک دن کا پہرہ بہتر ہے کیونکہ آخرت کا ثواب باقی ہے دنیا کی نعمتیں فانی ہیں۔دوسرا مفہوم یہ ہے کہ دنیا کی ساری دولت کو اگر اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا جائے اور بڑا ثواب مل جائے رباط میں ایک دن کا ثواب اس سے بہتر اور بڑھ کر ہے۔اس طرح کا جملہ جہاں بھی استعمال ہوا ہے اس کے بھی یہی دو مفہوم بیان کیے جاسکتے ہیں۔اس حدیث میں ایک بات یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک دن اور ایک رات کا پہرہ اللہ کے راستے جہاد میں ایک ماہ کے دن بھر روزہ اور رات بھر تہجد سے افضل ہے دوسری بات یہ بیان کی گئی ہے کہ مرابط کا نیک عمل جو دنیا میں وہ کر رہا تھا مرنے کے بعد اس کا ثواب منقطع نہیں ہوگا بلکہ جاری رہے گا اسی طرح اس کے مرنے کے بعد قبر میں جنت سے نعمتوں کی صورت میں رزق جاری ہوجائے گا۔تیسری بات یہ بیان کی گئی ہے کہ مرابط فی سبیل اللہ عذاب قبر کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔''فتان'' کے لفظ میں فا پر فتحہ اور ضمہ دونوں ہے اور تا پر شد ہے اس سے عذاب قبر کا فتنہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے اور دجال کا فتنہ بھی لیا جاسکتا ہے اور شیطان کا فتنہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔بعض شارحین نے اس لفظ کو جمع کا صیغہ قرار دیا ہے جس کا مفرد فاتن ہے اور اس سے جہنم کے داروغہ کا فتنہ مراد لیا ہے بہرحال جب مرابط اتنے بڑے فتنوں سے

محفوظ رہے گا تو چھوٹے فتنے کچھ نہیں ہونگے۔

٤٩٣٤ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ، عَنْ سَلْمَانَ الْخَيْرِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى

اس سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے اس میں حضرت سلمان فارسی کا نام مذکور ہے۔

بَابُ بَيَانِ الشُّهَدَاءِ

شہداء کی اقسام کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

٤٩٣٥ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ، وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَّرَهُ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ وَقَالَ: الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: الْمَطْعُونُ، وَالْمَبْطُونُ، وَالْغَرِقُ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کسی راستہ میں چل رہا تھا کہ اس نے راستہ پر کانٹوں والی ایک ٹہنی پڑی ہوئی پائی تو اسے راستہ سے ہٹادیا تو اللہ نے اس کے اس عمل کو قبول کرتے ہوئے اسے معاف کردیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: شہداء کی پانچ اقسام ہیں۔: (۱) طاعون میں مرنے والا (۲) پیٹ کی بیماری میں مرنے والا (۳) ڈوبنے والا (۴) کسی چیز کے نیچے آکر مرنے والا (۵) اللہ کے راستہ میں شہید ہونے والا۔

تشریح:

''خمسۃ'' یہاں حصر نہیں ہے پانچ اقسام کا ذکر ہے مزید اقسام کی نفی نہیں ہے ''المطعون'' طاعون ایک خطرناک وبائی مرض ہوتا ہے درحقیقت اس میں جنات آکر آدمی کو مار دیتے ہیں اس لیے یہ شہید ہے ''المطبون'' یہ بطن سے ہے ہیضہ کی بیماری مراد ہے ''وصاحب الهدم'' یعنی جس پر دیوار وغیرہ گر جائے یا پہاڑ وغیرہ سے گر جائے وہ شہید ہے، یہ لوگ آخرت کے شہید ہیں

دنیا کے شہید نہیں ہیں آخرت میں بھی ان کو ایک نوع ثواب ملتا ہے جو شہید کے ثواب کا حصہ ہوتا ہے جہاد کے شہید کا پورا ثواب نہیں ملے گا اس حدیث کی طرح شہید کی دیگر احادیث کی پوری تشریح ہو چکی ہے۔ آج کل ایک مصیبت آئی ہے کہ ہر مرنے والے کو لوگ شہید کہنے لگے ہیں یہاں تک کہ دہریہ اور ملحدین اپنے مُردوں کو شہید قرار دیتے ہیں۔"قال ابن مقسم "علی ابیک کسی راوی نے علی اخیک کہا ہے وہ غلط ہے علی ابیک کا لفظ صحیح ہے ابن مقسم یہی وضاحت کرنا چاہتا ہے۔

٤٩٣٦۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَعُدُّونَ الشَّهِيدَ فِيكُمْ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، قَالَ: إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيلٌ، قَالُوا: فَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيدٌ، قَالَ ابْنُ مِقْسَمٍ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِيكَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ قَالَ: وَالْغَرِيقُ شَهِيدٌ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے میں سے شہید کسے شمار کرتے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! جو اللہ کے راستہ میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسی صورت میں تو میری امت کے شہداء کم ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: پھر وہ کون ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے راستہ میں قتل کیا گیا وہ شہید ہے اور جو اللہ کے راستہ میں مر گیا وہ بھی شہید ہے اور جو طاعون میں مرا وہ بھی شہید ہے اور جو پیٹ کی بیماری میں مرا وہ بھی شہید ہے۔ ابن مقسم نے اس حدیث میں یہ بھی کہا: ڈوب کر مر جانے والا بھی شہید ہے۔

٤٩٣٧۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِ، قَالَ سُهَيْلٌ: قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مِقْسَمٍ، أَشْهَدُ عَلَى أَخِيكَ أَنَّهُ زَادَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَمَنْ غَرِقَ فَهُوَ شَهِيدٌ،

حضرت سہیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن مقسم نے کہا: میں تیرے بھائی کے بارے میں گواہی دیتا ہوں۔ باقی حدیث اسی طرح ہے۔ اس میں مزید اضافہ یہ ہے کہ جو ڈوب گیا وہ بھی شہید ہے۔

٤٩٣٨۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مِقْسَمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، وَزَادَ فِيهِ: وَالْغَرِقُ شَهِيدٌ

اس سند سے بھی یہ حدیث روایت کی گئی ہے۔اضافہ یہ ہے کہ غرق ہونے والا بھی شہید ہے۔

٤٩٣٩ ۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، قَالَتْ: قَالَ لِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: بِمَ مَاتَ يَحْيَى بْنُ أَبِي عَمْرَةَ؟ قَالَتْ: قُلْتُ: بِالطَّاعُونِ، قَالَتْ: فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ،

حضرت حفصہ بنت سیرین سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ نے مجھ سے کہا: یحییٰ بن ابی عمرہ کی موت کا کیا سبب بنا؟ میں نے کہا: طاعون، تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: طاعون ہر مسلمان کے لیے شہادت ہے

٤٩٤٠ ۔ وَحَدَّثَنَاهُ الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عَاصِمٍ، فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الرَّمْيِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ،

تیراندازی کی فضیلت اوراس پرابھارنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٤٩٤١ ۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ ثُمَامَةَ بْنِ شُفَيٍّ، أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُولُ: (وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ) (الأنفال: ٦٠)، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ کفار کے خلاف اپنی استطاعت کے مطابق قوت حاصل کرو۔ سنو! قوت تیراندازی ہے، سنو! قوت تیراندازی ہے، سنو! قوت تیراندازی ہے۔

٤٩٤٢ ۔ وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ أَرَضُونَ، وَيَكْفِيكُمُ اللّٰهُ، فَلَا يَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَلْهُوَ بِأَسْهُمِهِ،

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے عن قریب تم پر زمینوں کی فتوحات کھل جائیں گی اور تمہیں اللہ کافی ہوگا۔ پس تم میں سے کوئی شخص تیراندازی میں کمزوری نہ دکھائے۔

۴۹۱۱۔ وحَدَّثَنَاهُ دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

اس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

۴۹۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَعْقُوبَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِمَاسَةَ، أَنَّ فُقَيْمًا اللَّخْمِيَّ، قَالَ لِعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: تَخْتَلِفُ بَيْنَ هَذَيْنِ الْغَرَضَيْنِ وَأَنْتَ كَبِيرٌ يَشُقُّ عَلَيْكَ، قَالَ عُقْبَةُ: لَوْلَا كَلَامٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَمْ أُعَانِيهِ، قَالَ الْحَارِثُ: فَقُلْتُ لِابْنِ شِمَاسَةَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: إِنَّهُ قَالَ: مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ، ثُمَّ تَرَكَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا أَوْ قَدْ عَصَى

حضرت عبدالرحمٰن بن شماسہ سے روایت ہے کہ فقیم لخمی نے حضرت عقبہ بن عامرؓ سے عرض کیا کہ آپ ان دو نشانوں کے درمیان آتے جاتے ہیں حالانکہ آپ بوڑھے ہیں، اس وجہ سے آپ پر یہ دشوار ہوتا ہوگا۔ تو عقبہ نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں حدیث نہ سنی ہوتی تو میں کبھی دشواری برداشت نہ کرتا۔ حارث نے کہا، میں نے ابن شماسہ سے کہا: وہ حدیث کیا ہے؟ انہوں نے کہا: حضرت عقبہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تیراندازی سیکھی پھر اسے چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے یا اس نے نافرمانی کی۔

بَابُ قَوْلِهِ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ

آنحضرت کا فرمان کہ میری امت کا اہل حق طبقہ قائم دائم رہے گا

اس باب میں امام مسلم نے نو احادیث کو بیان کیا ہے

۴۹۱۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَذَلِكَ، وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ: وَهُمْ كَذَلِكَ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق

بات پر غالب رہے گی جو انہیں رسوا کرنا چاہے گا وہ ان کا کوئی نقصان نہ کر سکے گا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے گا اور وہ اسی حال پر ہوں گے۔ اور قتیبہ کی حدیث میں "وھم کذالک" کے الفاظ نہیں ہیں۔

تشریح:

"ظاھرین" ای غالبین او معروفین مشھورین، "ناواھم" مناوات عداوت اور دشمنی کے معنی میں ہے یعنی ان سے جو عداوت رکھیں گے یہ ان پر غالب آئیں گے۔ اس حدیث کا مفہوم و مطلب اس طرح ہوا کہ اس امت میں ایک طائفہ منصورہ مجاہدین کا ہمیشہ کے لیے قائم رہے گا اس کو کوئی ختم نہیں کر سکے گا وہ کبھی بزور بازو دنیا پر غالب آئے گا اور کبھی صرف شہرت و معرفت کے اعتبار سے قائم رہیگا۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ مجاہدین کا یہ طائفہ کسی خطہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ دنیا کے مختلف حصوں میں ہوگا اور آخر میں حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں یہ طائفہ نمودار ہوگا دجال مارا جائے گا اور بڑی جنگیں ہوں گی قرب قیامت تک یہ طائفہ قائم رہے گا۔

"علی الحق" یعنی حق کی حمایت و نصرت کے لیے تلوار اٹھا کر لڑیں گے اور خود بھی حق پر قائم ہوں گے۔ "من خذلھم" یعنی ساری دنیا ان کی مخالف بھی ہو جائے تب بھی ان لوگوں کو ختم نہیں کر سکیں گے اگر سب لوگ ان کو بے یار و مددگار بھی چھوڑ دیں گے تب بھی ان کا کوئی نقصان نہیں کر سکیں گے غالب گمان یہ ہے کہ اس حق کے طائفہ کا مصداق برصغیر میں اہل حق علمائے دیو بند کے مجاہدین ہیں اور خود اہل حق علمائے دیو بند کا طبقہ بھی مراد لیا جا سکتا ہے کیونکہ آج کل پوری دنیا ان کی مخالف ہے مگر یہ زور و شور سے حق پر قائم ترقی کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں دنیا کے دیگر خطوں میں بھی حق والے ایسے لوگ موجود ہیں۔

٤٩٤٦ ۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَعَبْدَةُ، كِلَاهُمَا عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَنْ يَزَالَ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى النَّاسِ، حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ،

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میری امت میں سے ایک قوم ہمیشہ لوگوں پر غالب رہے گی یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ غالب ہی ہوں گے۔

٤٩٤٧ ۔ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: بِمِثْلِ حَدِيثِ مَرْوَانَ سَوَاءً

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

طائفہ منصورہ کا بیان

۴۹۶۱۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَنْ يَبْرَحَ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا، يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا اور اس کے قیام کے لیے مسلمانوں کی ایک جماعت روز قیامت تک جہاد کرے گی۔

تشریح:

الجہاد ماض الی یوم القیامت حدیث ہے

"لن یبرح" یعنی جب تک زمین پر ایک ایسی جماعت رہے گی جو جہاد کرتی رہے گی تو یہ دین قائم و دائم رہے گا مجاہدین کی یہ جماعت کبھی دنیا کے ایک کونے میں ہوگی تو کبھی دوسرے کونے میں ہوگی مگر زمین ان سے خالی نہیں رہے گی ہاں قرب قیامت کے وقت یہ جماعت ختم ہو جائے گی۔ اس حدیث کو نصب الرایہ ج ۳ ص ۳۷۷ اور مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۰۶ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے "الجهاد ماض الى يوم القيامة" (مرقاۃ ص ۳۴۹ ج ۷) معجم الاوسط ج ۵ ص ۳۹۰ پر یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے "والجهاد ماض الى يوم القيامة" طبرانی کی روایت میں ایک راوی ضعیف ہے بہرحال حدیث کا ترجمہ یہ ہے۔ یعنی جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ مجاہدین کی یہ جماعت شام میں ہوگی جس کو دوسری حدیث میں طائفہ منصورہ کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ آج کل روم میں یہ طائفہ برسر پیکار ہے پھر فرماتے ہیں کہ تحقیقی بات یہ ہے کہ اس جماعت سے مراد مجاہدین کی وہ جماعت ہے جو کسی زمان و مکان کے ساتھ خاص نہیں ہے (یعنی دنیا کے مختلف علاقوں میں ہوں گے) بہرحال قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير﴾ اور آیت ﴿كنتم خير امة اخرجت للناس﴾ میں اسی جماعت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ آیت ولتکن الخ کے تحت شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں فرض ہے ایک جماعت قائم رہے جہاد کرنے کو اور دین کا تقید کرنے کو تا خلاف دین کوئی نہ کرے اور جو اس کام پر قائم ہوں

وہی کامیاب ہیں اور یہ کہ کوئی کسی سے تعرض نہ کرے موسیٰ بدین خود عیسیٰ بدین خود یہ راہ مسلمانی کی نہیں (موضح قرآن ال عمران آیت:۱۰۴)

شاہ عبدالقادر آیت کنتم خیر امه الخ کے تحت لکھتے ہیں یعنی یہ امت ہر امت سے بہتر ہے اسی دو وصف میں امر معروف یعنی جہاد اور ایمان یعنی توحید کا تقید اس قدر اور دین میں نہیں۔ (موضح قرآن ال عمران آیت ۱۱۰)

۴۹۴۹۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق بات پر قیامت تک غالب رہے گی اور جہاد کرتی رہے گی۔

۴۹۵۰۔ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ هَانِئٍ، حَدَّثَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ، عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي قَائِمَةً بِأَمْرِ اللهِ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ أَوْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ عَلَى النَّاسِ

حضرت عمیر بن ہانی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت معاویہؓ سے منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے: میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ کے حکم کو قائم کرتی رہے گی۔ جو ان کو رسوا کرنا چاہے گا یا مخالفت کرے گا تو ان کا کچھ بھی نقصان نہ کر سکے گا اور وہ لوگوں پر غالب رہیں گے۔

۴۹۵۱۔ وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ وَهُوَ ابْنُ بُرْقَانَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، ذَكَرَ حَدِيثًا رَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ أَسْمَعْهُ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِنْبَرِهِ حَدِيثًا غَيْرَهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَلَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ، إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

حضرت یزید بن اصم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ سے ایک حدیث سنی جسے انہوں نے

نبی کریم ﷺ سے روایت کیا اور میں نے حضرت معاویہ سے منبر نبوی پر اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث نہیں سنی اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے اور مسلمانوں میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق بات پر جہاد کرتی رہے گی اور اپنے مخالفین پر قیامت تک غالب رہے گی۔

٤٩٥١۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَمِّي عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شِمَاسَةَ الْمَهْرِيُّ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مَسْلَمَةَ بْنِ مُخَلَّدٍ، وَعِنْدَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى شِرَارِ الْخَلْقِ، هُمْ شَرٌّ مِنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ، لَا يَدْعُونَ اللهَ بِشَيْءٍ إِلَّا رَدَّهُ عَلَيْهِمْ، فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذَلِكَ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ، فَقَالَ لَهُ مَسْلَمَةُ: يَا عُقْبَةُ، اسْمَعْ مَا يَقُولُ عَبْدُ اللهِ، فَقَالَ عُقْبَةُ: هُوَ أَعْلَمُ، وَأَمَّا أَنَا فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى أَمْرِ اللهِ، قَاهِرِينَ لِعَدُوِّهِمْ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: أَجَلْ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللهُ رِيحًا كَرِيحِ الْمِسْكِ مَسُّهَا مَسُّ الْحَرِيرِ، فَلَا تَتْرُكُ نَفْسًا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنَ الْإِيمَانِ إِلَّا قَبَضَتْهُ، ثُمَّ يَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ عَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ

حضرت عبدالرحمٰن بن شماسہ مہری سے روایت ہے کہ میں مسلمہ بن مخلد کے پاس تھا اور ان کے پاس عبداللہ بن عمرو بن عاص تشریف فرما تھے تو عبداللہ نے کہا: قیامت مخلوق میں ان بُرے لوگوں پر قائم ہوگی جو اہل جاہلیت سے زیادہ بُرے ہوں گے۔ وہ اللہ سے جس چیز کا بھی سوال کریں گے تو ان کی دعا رد کردی جائے گی۔ اسی دوران ان کے پاس حضرت عقبہ بن عامر تشریف لے آئے تو مسلمہ نے کہا: اے عقبہ! سنو عبداللہ کیا کہتے ہیں۔ تو عقبہؓ نے کہا: وہ بہتر جاننے والے ہیں اور بہر حال میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ کے حکم کی خاطر لڑتی رہے گی اور اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل رکھے گی، جو ان کی مخالفت کرے گا وہ انہیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں قیامت واقع ہو جائے گی۔ تو عبداللہ نے کہا: اسی طرح ہی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ مشک کی خوشبو کی طرح ہوا بھیجے گا اور اس کا چھونا ریشم کے چھونے کی طرح ہوگا، تو یہ ہوا نہ چھوڑے گی کسی شخص کو جس کے دل میں ایک دانے برابر بھی ایمان ہوگا بلکہ اس کو ختم کردے گی۔ پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی۔

٤٩٥٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ

أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يَزَالُ أَهْلُ الْغَرْبِ ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل غرب ہمیشہ حق پر غالب رہیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

تشریح:

"اهل الغرب" اس لفظ کے مصداق میں شارحین کا کلام مختلف ہے علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ اہل غرب سے عرب لوگ مراد ہیں غرب پانی کے بڑے ڈول کو کہتے ہیں عرب لوگ کو اس زیادہ استعمال کرتے ہیں اس لیے ان کو "اهـل الغرب" کہہ دیا گیا۔ کچھ شارحین کی رائے ہے کہ غرب سے مراد مغرب کے علاقوں کے لوگ ہیں شیخ معاذ نے فرمایا کہ اہل غرب سے اہل شام مراد ہیں ایک حدیث میں تفصیل ہے کہ "هـم ببيـت الـمقدس" قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اہل غرب سے اہل شدت اور چست و چالاک لوگ مراد ہیں کیونکہ غرب ہر چیز کے مضبوط اور تیز حصہ کو کہتے ہیں اس حدیث سے پہلے جو حدیث گزری ہے اس کے مطلب میں دو صحابہ کا تھوڑا سا اختلاف ہوا ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی اتنے میں مجلس میں حضرت عقبہ بن عامر تشریف لائے انہوں نے فرمایا کہ ایک حدیث میں نے سنی ہے کہ مجاہدین قیامت تک رہیں گے اس کا مطلب تو یہ ہے کہ قیامت اچھے لوگوں پر آئے گی۔ اس کے جواب میں حضرت عبداللہ بن عمرو نے فرمایا کہ بے شک حدیث اسی طرح ہے لیکن مجاہدین قرب قیامت تک باقی رہیں گے پھر ایک نرم ہوا سے وہ ختم ہو جائیں گے پھر شریر لوگوں کا دور آ جائے گا اور ان پر قیامت قائم ہو جائے گی۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّعْرِيسِ فِي الطَّرِيقِ

گزرگاہ میں پڑاؤ ڈالنا منع ہے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۴۹۵۴ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ، فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ، وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ، فَأَسْرِعُوا عَلَيْهَا السَّيْرَ، وَإِذَا عَرَّسْتُمْ بِاللَّيْلِ، فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ، فَإِنَّهَا مَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم سبزہ والی زمین میں سفر کرو تو

اونٹوں کو ان کا حصہ دو اور جب تم خشک سالی میں سفر کرو تو جلدی جلدی چلو اور جب تم اخیر رات میں پڑاؤ ڈالو تو راستہ سے پرہیز کرو کیونکہ رات کے وقت وہ جگہ کیڑوں مکوڑوں کا ٹھکانا ہوتی ہے۔

تشریح:

"فی الخصب" سرسبز وشاداب ہریالی زمین مراد ہے "فی السنة" خشک سالی اور قحط کو کہتے ہیں خصب کے مقابلے میں ہے یہاں فرق میں یہ حکمت ہے کہ خشک سالی میں گھاس اور پانی کی قلت ہوتی ہے تو بھگا کر اونٹوں کو بچانا چاہیے اور سرسبز وشادابی میں اونٹوں کا خیال رکھنا چاہیے کہ خوب گھاس کھائیں اور فربہ ہوجائیں تو آرام سے سفر کرنا چاہیے۔ "عرستم" یہ تعریس سے ہے رات کو سفر کر کے آخری رات میں آرام کے لیے پڑاؤ ڈالنے کو کہتے ہیں "نِقْيَهَا" ہڈیوں میں گودا ختم ہو کر کمزور اور لاغر ہونے کو کہتے ہیں آیندہ حدیث کا لفظ ہے "مـاوىٰ الهـوام" رات کے وقت جنگل کے موذی حشرات سانپ بچھو وغیرہ عموماً راستوں میں نکل آتے ہیں اسی طرح بڑے بڑے ہاتھی نما جانور بھی راستوں میں آتے ہیں جنات کی آمد و رفت بھی راستوں میں ہوتی ہے اس لیے شریعت نے انسانوں کو ان جگہوں میں رات گزارنے سے منع کر دیا ہے۔

۴۹۵۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ، فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ، وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ، فَبَادِرُوا بِهَا نِقْيَهَا، وَإِذَا عَرَّسْتُمْ، فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ، فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ، وَمَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سبزہ والی زمین پر سفر کرو تو اونٹوں کو ان کا حصہ دو اور جب خشک سالی میں سفر کرو تو جلدی جلدی چلو اونٹوں کے کمزور ہو جانے کی وجہ سے، اور جب تم رات کے اخیر حصہ میں پڑاؤ ڈالو تو راستہ سے ہٹ کر رکو کیونکہ وہ رات کے وقت جانوروں کے راستے اور کیڑوں مکوڑوں کے ٹھہرنے کی جگہ ہوتی ہے۔

بَابُ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ فليعجل فی الرجوع

سفر عذاب کا ٹکڑا ہے تو لوٹنے میں جلدی کریں

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۴۹۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، وَأَبُو مُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ،

وَمَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ، قَالَ: قُلْتُ لِمَالِكٍ، حَدَّثَكَ سُمَيٌّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ، فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ، فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ، قَالَ: نَعَمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفر عذاب کا ٹکڑا ہے۔ وہ تمہیں سونے، کھانے اور پینے سے روک دیتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی اپنا کام پورا کرلے تو اپنے اہل وعیال میں واپس آنے میں جلدی کرے۔

تشریح:

"قطعة من العذاب" سفر میں انسان کی تمام سہولیات معدوم ہوجاتی ہیں اور اضطرابی کیفیت رہتی ہے اس لیے اس کو عذاب کا ٹکڑا کہا گیا ہے تو ضرورت کے بغیر سفر نہیں کرنا چاہیے اور ضرورت پوری ہونے کے بعد فوراً گھر لوٹنا چاہیے "نهمته" نون پر زبر ہے اور ھا ساکن ہے میم پر فتحہ ہے ضرورت اور حاجت کو کہتے ہیں تو یہ امر استحبابی ہے کہ ضروری سفر کے بعد فوراً گھر واپس آنا چاہیے تجربہ شاہد ہے کہ بے مقصد سفر والوں کو حادثے پیش آتے ہیں۔

بَابُ كَرَاهَةِ الطُّرُوقِ، لِمَنْ وَرَدَ مِنْ سَفَرٍ

مسافر کو گھر میں رات کے وقت داخل ہونا مکروہ ہے

اس باب میں امام مسلم نے دس احادیث کو بیان کیا ہے

٤٩٥٧ ـ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا، وَكَانَ يَأْتِيهِمْ غُدْوَةً، أَوْ عَشِيَّةً،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے پاس رات کے وقت تشریف نہ لاتے تھے بلکہ آپ ان کے پاس صبح یا شام کے وقت تشریف لاتے تھے۔

٤٩٥٨ ـ وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ

نْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ لَا يَدْخُلُ

اس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح روایت کی گئی ہے فرق صرف یہ ہے کہ پہلی روایت میں لا یطرق تھا اور اس میں لا یدخل ہے۔

٤٩٥١- حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ، ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ، فَقَالَ: أَمْهِلُوا حَتَّى نَدْخُلَ لَيْلًا أَيْ عِشَاءً كَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ، وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم نے شہر میں داخل ہونا شروع کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ۔ یہاں تک کہ ہم رات یعنی عشاء کے وقت داخل ہوں گے تاکہ بکھرے ہوئے بالوں والی عورت اپنے بالوں کی کنگھی کر لے اور جس عورت کا خاوند غائب رہا ہے وہ اپنی اصلاح کر لے۔

تشریح:

"امہلوا" یعنی گھروں میں داخل ہونے میں مہلت سے کام لو تاکہ تاخیر کے ساتھ عشاء کے وقت ہم گھروں میں داخل ہو جائیں "تمتشط" یہ امتشاط سے ہے کنگھی چوٹی کرنے کے معنی میں ہے "الشعثة" پراگندہ بالوں والی عورت کو کہتے ہیں جس کے بال بے ڈھنگے غبار آلود پراگندہ ہوں۔ "المغيبة" یہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر عرصہ دراز سے گھر سے غائب ہو تو ایسی عورت پر اچانک داخل ہونا مکروہ ہے کیونکہ وہ زینت کے بغیر چڑیل کی طرح گھر میں بیٹھی ہوگی اگر شوہر اچانک آ گیا تو نفرت پیدا ہو سکتی ہے نیز گھر میں کوئی نامناسب قابل نفرت حالت بھی ہو سکتی ہے اس سے بھی نفرت بڑھ سکتی ہے لہٰذا لمبے سفر کے بعد شوہر کو اچانک گھر میں داخل نہیں ہونا چاہیے بلکہ مسجد میں آ کر تحیۃ المسجد پڑھ لے پھر گھر کو اطلاع کر لے مسجد میں لوگوں سے ملاقات کر لے حال احوال بتائے پھر گھر جائے یا گھر روانہ ہونے سے پہلے ٹیلیفون کر لے کہ میں آ رہا ہوں ہاں اگر سفر مختصر ہے تو اس میں اس اہتمام کی ضرورت نہیں ہے۔

"تستحد" یہ زیر ناف بالوں میں حدیدہ استرہ وغیرہ استعمال کرنے کے معنی میں ہے مردوں کے لیے زیر ناف بال صاف کرنے کے لیے لوہا استرہ وغیرہ استعمال کرنا مستحب ہے جو باعث قوت باہ ہے عورتوں کے لیے سب سے اچھا بالوں کو نوچنا ہے

ورنہ بال صفا پاؤڈر وغیرہ استعمال کرنا چاہیے استرہ اور لوہا استعمال کرنا غلط ہے اس لفظ سے ازالہ بال مراد ہے۔ "السمغیبا"
لفظ نسخہ کے ساتھ لگا ہوا ہے میں نے تشریح میں اس کو بے خبری میں پہلے لکھ دیا اوپر دیکھ لو اور سمجھ لو۔

٤٩٦٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قَدِمَ أَحَدُكُمْ لَيْلًا، فَلَا يَأْتِيَنَّ أَهْلَهُ طُرُوقًا، حَتَّى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ، وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ،

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کوئی رات کے وقت سفر سے واپس آئے تو اچانک اپنے گھر والوں کے پاس نہ جا پہنچے (بلکہ اتنی دیر ٹھہرے) یہاں تک کہ غیر حاضر شوہر والی عورت اپنی اصلاح کر لے (یعنی فالتو بال لے لیوے) اور بکھرے ہوئے بالوں والی کنگھی کر لے۔

٤٩٦١ ـ وحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سَيَّارٌ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

٤٩٦٢ ـ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَطَالَ الرَّجُلُ الْغَيْبَةَ، أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ طُرُوقًا،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو جس کی گھر میں غیر حاضری لمبی ہوگئی ہو رات کے وقت گھر والوں کے پاس آنے سے منع فرمایا۔

٤٩٦٣ ـ وحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

٤٩٦٤ ـ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَارِبٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَطْرُقَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ لَيْلًا يَتَخَوَّنُهُمْ، أَوْ يَلْتَمِسُ عَثَرَاتِهِمْ،

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی رات کے وقت (سفر سے) گھر جا پہنچے اور ان کی خیانت کو تلاش کرے اور ان کے حالات سے واقفیت حاصل کرلے۔

تشریح:

"ان یطرق" "رات کے وقت گھر میں آنے اور گھر میں داخل ہونے کو طروق کہتے ہیں "یتخونہم" یعنی گھر والوں کی خیانت کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے "عثراتہم" یہ عثرۃ کی جمع ہے یعنی ان کی غلطیوں اور لغزشوں کو تلاش کرتا ہے ایسا نہیں کرنا چاہیے ورنہ محبت کا ماحول نفرت میں بدل جائے گا۔

۴۹۱۰۔ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، بِهَذَا الإِسْنَادِ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: قَالَ سُفْيَانُ: لَا أَدْرِي هَذَا فِي الْحَدِيثِ أَمْ لَا، يَعْنِي أَنْ يَتَخَوَّنَهُمْ، أَوْ يَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ،

اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے لیکن راوی حضرت سفیان نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں یہ جملہ حدیث میں سے ہے یا نہیں یعنی ان کی خیانت کو تلاش کرے اور ان کے حالات سے واقفیت حاصل کرے۔

۴۹۱۱۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَا جَمِيعًا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَارِبٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَرَاهَةِ الطُّرُوقِ، وَلَمْ يَذْكُرْ: يَتَخَوَّنُهُمْ، أَوْ يَلْتَمِسُ عَثَرَاتِهِمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے رات کے وقت (اچانک) گھر آنے کی کراہت روایت کرتے ہیں اور یہ جملہ ذکر نہیں کیا: گھر کے حالات کا تجسس اور گھر والوں کی کمزوریوں پر مطلع ہو۔

جہاد پر عمومی اعتراضات اور اس کے جوابات

کتاب الجہاد کے تمام مباحث کے ختم ہونے پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جہاد سے متعلق کچھ خارجی باتیں لکھی جائیں چونکہ جہاد میں جان و مال کا خطرہ ہوتا ہے اس لیے لوگ جہاد سے بچنے کے لیے طرح طرح کے بہانے بناتے ہیں۔

ع۔ خود بدلتے نہیں قرآن بدل دیتے ہیں

سوال ۱: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جہاد جہد سے مشتق ہے جو سخت محنت کے معنی میں ہے تو ہر محنت جہاد ہے ہم بھی جہاد میں لگے ہوئے ہیں کیونکہ دین کی محنت کر رہے ہیں۔

جواب: یہ جہاد کا لغوی معنی ہے جہاد کی شرعی تعریف کتاب کی ابتدا میں لکھی گئی ہے شریعت میں اصطلاحی مفہوم کا اعتبار ہوتا ہے لغوی مفہوم پر مدار نہیں ورنہ صوم کا لغوی مفہوم امساک ساعۃ ہے نماز تحریک صلوین یا دعا کے معنی میں ہے حج قصد کے معنی میں ہے

زکوۃ کا لغوی معنی بڑھوتری ہے اگر اصطلاحی شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی کو اپنایا جائے تو یہ گمراہ ہونے کے لیے کافی ہے تعجب ہے کہ آج کل عام لوگ کہتے ہیں مچھروں کے خلاف جہاد مکھیوں کے خلاف جہاد ملیریا کے خلاف جہاد کیا یہ وہی جہاد ہے جس سے قیصر وکسریٰ کی سلطنتیں پاش پاش ہوگئیں؟

سوال:۲: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جہاد حسن لغیرہ ہے ہم حسن لعینہ اعمال میں لگے ہوئے ہیں۔

جواب: اصول فقہ میں لکھا ہے کہ مامور بہ میں حُسن ہونا چاہیے کیونکہ آمر اللہ تعالیٰ ہے اس کے حکم مامور بہ میں حسن ضروری ہے اب فقہاء نے ہر ہر مامور بہ میں حسن تلاش کیا بعض میں حسن اس کی ذات میں ملا اور بعض میں کسی واسطہ سے ملا جہاد میں واسطہ سے حسن ملا تو اس کو حسن لغیرہ کہدیا اس سے جہاد کے حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے جہاد یا فرض عین ہے یا فرض کفایہ ہے جو کچھ بھی ہو مگر فرض ہے اس کا مستحب اشیاء سے مقابلہ کرنا غلط ہے اگر چہ اس کا حسن لعینہ ہو مثلاً آنکھ میں سرمہ لگانا حسن لعینہ ہے مگر صرف مستحب ہے حالانکہ حسن لعینہ ہے تو کیا سرمہ لگانا تیل اور عطر استعمال کرنا تھالی چاٹ لینا انگلیاں چاٹنا یہ جہاد سے افضل ہیں؟ کیونکہ جہاد حسن لغیرہ ہے اور یہ اشیاء حسن لذاتہ ہیں خدا کا خوف کرو۔

سوال:۳ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جہاد فرض کفایہ ہے لہٰذا اس میں جانا ضروری نہیں ہے۔

جواب: جہاد کا فرض کفایہ ہونا یا فرض عین ہونا جہاد کے اپنے معروضی احوال ہیں تم اس میں کیوں پڑتے ہو کیا تم کو لفظ فرض نظر نہیں آتا ہے؟ اور کیا فرض کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اس میں جانا ہی نہیں ہے فرض کفایہ تو فرض عین سے زیادہ عام ہے کیونکہ یہ ایک قومی فریضہ بن جاتا ہے اگر سب نے چھوڑ دیا تو اجتماعی طور پر ساری امت گناہ گار ہو جائے گی پھر یہ حکم کس نے لگایا کہ آج کل مسلمان جس حالت میں ہیں ان پر جہاد فرض عین نہیں ہے بلکہ فرض کفایہ ہے؟ تم ذرا فقہ کی کتابوں کو دیکھ لو فقہاء جس حالت میں جہاد کو فرض عین کہتے ہیں کیا وہ وقت سر پر نہیں آیا ہے، دیکھو کفار نے مل کر فلسطین پر قبضہ کیا مسجد اقصیٰ کو چھین لیا عراق پر قبضہ کیا افغانستان پر قبضہ کیا کشمیر کو قبضہ میں رکھا ہوا ہے ہر طرف سے مسلمانوں پر چڑھائی کی ہے پھر بھی فرض عین نہیں؟

سوال:۴ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جہاد بالنفس بڑا جہاد ہے "**رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر**" کی روایت سے یہ لوگ استدلال کرتے ہیں اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ چھوٹے بڑے سب کو یہ پٹی پڑھائی کہ نفس کے ساتھ جہاد کرنا یہ بڑا جہاد ہے کافروں کو چھوڑ دو ان سے لڑنا یا جہاد نہیں ہے یا چھوٹا جہاد ہے سب کو یہ روایت یاد کرائی ہے۔

جواب: جہاد بالسیف میں بڑا مجاہدہ اور نفس کا اصل علاج ہوتا ہے بھوک، پیاس، خوف وہراس، مشقت ومحنت، قید وبند، موت

زخم اور بے آرامی یہ جہاد کے میدان کا پہلا تحفہ ہے اب بتاؤ اس میں مجاہدہ زیادہ ہے یا قورمے کھانے، پھل چبانے، پنکھے چلانے اور دنیا سے بے غم ہو کر گپیں لگانے میں زیادہ مجاہدہ ہے؟ باقی جس مقولہ کو یہ لوگ حدیث قرار دیتے ہیں یہ غلط ہے یہ ابراہیم بن عبلہ کا مقولہ ہے حدیث نہیں ہے (دیکھو موضوعات کبیر ملا علی قاریؒ) اور اگر یہ حدیث ہے تو کیا صحابہ کرام اپنی تمام عمریں جہاد میں گزار کر مفضول عمل میں لگے رہے اور افضل عمل سے محروم رہے؟ خدا کا خوف کرو اور ''وفضل اللہ المجاهدين على القاعدين اجرا عظيما'' کو دیکھو۔

سوال: ۵ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ مکی دور ہے جب مدنی دور آئے گا ہم جہاد کریں گے مکی دور میں جہاد نہیں تھا۔

جواب: یہ کس قرآن وحدیث میں لکھا ہے کہ یہ مکی دور ہے؟ لوگ آگے کی طرف چلتے ہیں تم پیچھے کی طرف چل رہے ہو؟ پھر یہ بتاؤ اگر یہ مکی دور ہے اور جہاد نہیں ہے تو مکی دور میں نمازیں کہاں تھیں عیدین اور جمعے کہاں تھے روزہ کہاں تھا اور زکوۃ کہاں تھی حج کہاں تھا؟ شراب کی حرمت کہاں تھی پردہ کا حکم کہاں تھا حرمت سود کہاں تھی اگر جہاد نہیں تھا تو یہ چیزیں کہاں تھیں سب کو چھوڑ دو، غور سے سنو جہاد کا جب حکم آگیا تو اس پر عمل بھی آگیا خدا کا خوف کرو پیچھے کی طرف نہ جاؤ گڑھے میں گر جاؤ گے آگے کی طرف بڑھو۔

سوال: ۶ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ پہلے ایمان بناؤ پھر جہاد کرو ہم ابھی ایمان بنانے میں لگے ہیں۔

جواب: کیا جو لوگ جہاد کرتے ہیں یہ بے ایمان ہیں؟ خدا کا خوف کرو ذرا یہ بتاؤ کہ کیا تم نے ایمان قبول نہیں کیا ہے اگر قبول کیا ہے تو وہ کیا چیز ہے ایمان ہے یا بے ایمانی ہے؟ اور یہ بتاؤ کہ ایمان بنانے کا معیار کیا ہے کس تھرمامیٹر سے آپ ایمان کے بنے نہ بننے کا فیصلہ کرو گے؟ کیا ایمان کوئی کدو کا حلوہ ہے کہ آپ اس کو ہانڈی میں پکاؤ گے اگر ایمان اعمال سے بنتا ہے تو کیا جہاد جیسا عظیم عمل کے چھوڑنے سے ایمان بنے گا یا خراب ہوگا؟ کیا جہاد عمل نہیں تو عمل کرنے سے ایمان بنتا ہے یا چھوڑنے سے بنتا ہے پھر یہ بتاؤ کہ جس ایمان کے ذریعہ سے تم نماز پڑھتے ہو روزہ رکھتے ہو حج کرتے ہو دنیا میں گھومتے ہو چلے لگاتے ہو مال خرچ کرتے ہو وقت دیتے ہو کیا اس ایمان سے تم جہاد نہیں کر سکتے ہو؟ صحابہ تو میدان میں مسلمان ہو جاتے اور اسی میدان میں آگے بڑھ کر جہاد میں لگ جاتے کم از کم آپ اپنے ایمان بننے کی مدت اور اس کا دورانیہ تو بتائیں کہ کتنے عرصہ میں ایمان بنتا ہے آپ نے کبھی اس مدت کا ذکر نہیں کیا معلوم ہوا تم جہاد سے بھاگنے کے بہانے تلاش کرتے ہو لہٰذا نہ ایمان بنے گا نہ جہاد ہوگا۔

سوال: ۷ بعض لوگ جہاد پر اعتراض کر کے کہتے ہیں کہ افغانستان میں جہاد نہیں تھا یہ روس اور امریکہ کی جنگ تھی جس میں پختون

کا خون گرایا گیا ہے۔

جواب: اگر یہ جہاد نہیں تھا اور کفر اور اسلام کی جنگ نہیں تھی بلکہ امریکہ کی جنگ تھی تو آج انہیں مجاہدین سے امریکہ کیوں لڑ رہا ہے اور اگر امریکہ قابل نفرت تھا تو آج تم کیوں امریکہ کی گود میں بیٹھے ہو؟ اور اگر پختون کا خون گرایا ہے تو کیا علماء کرام مجاہدین اور طالبان کا خون پختون کا خون نہیں تھا اور کیا یہ انسان نہیں تھے ان کے مارنے کے لیے تو تم کل جس طرح روس کا ساتھ دے رہے تھے آج امریکہ کا ساتھ دے رہے ہو معلوم ہوا کہ نہ یہاں پختون کی بات ہے نہ قومیت کی بات ہے بلکہ صرف دین سے دشمنی اور عداوت کی بات ہے جب کمیونسٹ مارا جاتا ہے تو شور کرتے ہیں کہ پختونوں کو مارا جارہا ہے اور ان کو لڑایا جارہا ہے اور جب عالم یا طالب علم پختون مارا جاتا ہے تو خاموش تماشائی بن کر خوش ہوتے ہیں۔

سوال:۸ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کافروں کو قتل نہ کرو اس طرح وہ دوزخ میں چلے جائیں گے تم گناہ گار ہو جاؤ گے۔

جواب: قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے اسی (۸۰) کے قریب آیات میں قتل کا لفظ استعمال کیا اور سینکڑوں آیات اور احادیث میں کافروں سے لڑنے اور انہیں مارنے کا حکم دیا ہے خود نبی مکرم ﷺ نے میدان احد میں ابی بن خلف کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم سے صحابہ کرام نے ہزاروں لاکھوں کافروں کو جہاد میں مار کر قتل کر دیا ہے ہزاروں صحابہ خود بھی شہید ہوئے ہیں یرموک کی لڑائی میں صحابہ نے ایک لاکھ سے زیادہ کفار کو قتل کیا ہے جلولاء کی جنگ میں صحابہ نے ایک لاکھ کافروں کو قتل کیا عراق تکریت کی ایک جنگ میں صحابہ کرام نے اسی ہزار کافروں کو قتل کر دیا ہے اسلامی تاریخ اس طرح واقعات سے بھری پڑی ہے تو پوچھنے والا ان حضرات سے پوچھتا ہے کہ ان مقتولین کا ذمہ دار اور گناہ گار کون ہوگا؟ جو لوگ اس طرح باتیں کرتے ہیں وہ قرآن وحدیث اور سلف صالحین اور پوری امت کے مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں اور شریعت کے خوبصورت چہرے کو مسخ کرتے ہیں ان سے اتنا عرض ہے کہ مخلوق خدا پر خدا سے زیادہ مہربان نہ بنو، جہاد میں اگر اللہ تعالیٰ کا ایک باغی مارا جاتا ہے تو اس کے بدلے ہزاروں انسان مسلمان ہو کر جنت جاتے ہیں اگر مکہ میں چوبیس آدمی قتل کر کے حضور اکرم مکہ مکرمہ فتح نہ کرتے اور کفار کو باقی چھوڑتے تو اربوں عرب کفر پر پیدا ہوتے اور کفر پر مر کر دوزخ چلے جاتے تو خلاصہ یہ کہ یا تم کافروں کو مارو یا وہ تم کو ماریں گے کونسی بات پسند ہے؟

مصلحت در دین عیسیٰ غار وکوہ ☆ مصلحت در دین ما جنگ وشکوہ

یعنی ہمارے دین کی مصلحت تو یہ ہے کہ جہاد کا جھنڈا شان وشوکت سے بلند ہو اور عیسائی مذہب کی مصلحت کوٹھریوں اور غاروں

Scanned with CamScanner

بنا پیٹھنا ہے۔

سوال:۹: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا ۳۱۳ آدمی بناؤ پھر جہاد کرو اب ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ۳۱۳ آدمی بن جائیں پھر جہاد ہوگا۔

جواب: قرآن وحدیث اور شریعت کے احکامات کی موجودگی میں کسی آدمی کے پراگندہ خوابوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے اگر ہماری زندگی کا ضابطہ ہمارے خواب بن جائیں تو پھر قرآن وحدیث کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے پھر ہر آدمی اپنے خوابوں کا پجاری بن جائے گا نیز اگر اس امت میں اب تک ۳۱۳ آدمی نہیں بنے ہیں تو پھر یہ ناکام اور بانجھ امت ہے خدا کا خوف کرو ۳۱۳ سے تو تمہارے واعظین زیادہ ہیں ۹۰ سال ہو گئے اب تک ان کا ایمان نہیں بنا ہے ۳۱۳ کی حد بندی کس نے کی ہے؟ بعض معرکوں میں ساٹھ مسلمانوں یا تیس مسلمانوں نے بھی مقابلہ کیا ہے اور کامیاب رہے۔

سوال:۱۰ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر آج کل جہاد صحیح ہے تو جہاد والوں کو فتح میں اتنی تاخیر کیوں ہوتی ہے صحیح جہاد میں تو فتح جلدی حاصل ہوتی ہے۔

جواب: جہاد ایک عظیم عبادت ہے مسلمان کو جہاد کرنا چاہیے نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کبھی فتح جلدی دے گا کبھی دیر سے دے گا خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ سال بعد ایک شہر مکہ کو فتح کیا یہ تاخیر کیوں ہوئی؟ دس سال مسلسل جہاد کے بعد صرف جزیرۂ عرب فتح ہوا پھر صدیق اکبر کے دو سالوں میں صرف دمشق تک شام فتح ہوا پھر حضرت عمرؓ کے دس سالہ دور حکومت مسلسل جہاد کے باوجود فتوحات کا سلسلہ صرف آذربیجان تک پہنچا قلعہ حلب کے پاس تیس ہزار سے زیادہ صحابہ نے ایک سال کے بعد شام میں حلب کا قلعہ فتح کیا بارہ ہزار صحابہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۲۵ دن تک طائف کے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے مگر پھر بھی قلعہ فتح نہیں ہوا اور بغیر فتح واپس چلے گئے۔ میں کہتا ہوں اگر مجاہدین سے دیر ہو رہی ہے تو آپ کس تماشہ میں بیٹھے ہیں آگے آئیں اور منٹوں میں دنیا کو فتح کرلیں۔

سوال:۱۱ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مجاہدین مال کی غرض سے جہاد کرتے ہیں زمین کے لیے لڑتے ہیں یہ جہاد صحیح نہیں ہے۔

جواب: آپ کو کہاں سے پتہ چلا کہ ایک عرب جوان کروڑوں کی جائیداد چھوڑ کر افغانستان میں مال کی غرض سے آیا ہے کیا آپ کو محاذ جنگ سے کسی نے فون پر اطلاع دی ہے؟ خدا کا خوف کرو جو آدمی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر میدان جہاد میں کودتا ہے وہ کس کے لیے مال کماتا ہے؟ اور اگر اس طرح مال کی منڈی لگی ہوئی ہے تو آپ بھی آجائیے اور کچھ مال کما لیجئے، یاد رکھو مجاہدین اللہ کے

لیے جہاد کرتے ہیں ان مخلصین کا مذاق نہ اڑاؤ ورنہ نفاق پر مرجاؤ گے۔ باقی یہ شرعی حکم ہے کہ اگر مال غنیمت مل جاتا ہے تو وہ مسلمانوں پر تقسیم ہوتا ہے صحابہ نے مال غنیمت کا حصہ لیا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میری روزی میرے نیزے کے نیچے رکھا ہے خدا کا خوف کرو سودی کاروبار سے مال کمانے اور مال غنیمت کا حصہ پانے میں زمین وآسمان کا فرق ہے باقی زمین کے لیے جہاد کرنا اس لیے ضروری ہے تاکہ اس پر اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ ہوجائے اگر زمین نہیں تو تم مسجد کہاں بناؤ گے نماز کہاں پڑھو گے؟ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے ﴿واخرجوھم من حیث اخرجوکم﴾ جس زمین سے کفار نے تم کو بے گھر کرکے نکالا ہے وہاں سے تم ان کو نکال دو۔ اسلامی مملکت کی سرحدات کا تحفظ اور اس کی زمین کی حفاظت مسلمانوں پر فرض ہے۔

سوال: ۱۲ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس جگہ مسلمان مارے جارہے ہیں یہ ان کے گناہوں کا نتیجہ ہے ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا ہے ان کی مدد ضروری نہیں ہے۔

جواب: یہ ایک کمزور فلسفہ ہے اور مرگ مفاجات کا انتظار ہے انبیاء کے علاوہ کوئی انسان گناہوں سے معصوم نہیں صحابہ کرام بھی تو معصوم نہیں تھے پھر ان کی پاکیزہ جماعت کو کفار نے حملوں کا نشانہ کیوں بنایا؟ جہاد میں گناہ گار لوگ بھی جاسکتے ہیں اور سب سے زیادہ گناہ وہاں معاف ہوجاتے ہیں تم مسلمانوں کی پٹائی ان کے اعمال کا نتیجہ بنا کر خاموش بیٹھ جاتے ہو تم ایسا کیوں نہیں کہتے ہو کہ آؤ بھائی یہ کفار بہت زیادہ گناہ گار ہیں آؤ ان کو مارتے ہیں تاکہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے اور ہمارے ہاتھوں ان کو سزا مل جائے ﴿قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم﴾

دوسری بات یہ ہے کہ جہاد چھوڑنا ہی تو بڑا گناہ ہے یہ کیوں نہیں کہتے ہو آؤ بھائی جہاد کرتے ہیں تاکہ ہمارے گناہ معاف ہوجائیں اور ہم عذاب الٰہی سے بچ جائیں عجیب ہوشیار لوگ ہیں ہر اس جگہ سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں جہاں انگلی کٹانے کا خطرہ ہوتا ہے لیکن یاد رکھیں اسی بچنے کے پیچھے پھنسنا ہے اقبال مرحوم فرماتے ہیں:

افسوس صد افسوس کہ شاہین نہ بنا تو ۔۔۔ دیکھے نہ تیری آنکھ نے قدرت کے اشارات
تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے ۔۔۔ ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

سوال: ۱۳ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کافر ہمارے راستے میں جب رکاوٹ بنیں گے تو جہاد ہوگا اب تک وہ ہمارے راستے میں رکاوٹ نہیں ہیں اس لیے جہاد نہیں ہے۔

جواب: تم نے راستہ کب اختیار کیا ہے کہ کافر رکاوٹ بنیں؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں ﴿ولا یزالون یقاتلونکم حتی

یردو کم عن دینکم ان استطاعوا﴾ یعنی کافر جب تک تم کو کافر نہ بنائیں اس وقت تک تم سے لڑتے رہیں گے، کیا یہ رکاوٹ نہیں ہے؟ اب یا کافر بننے کے لیے تیار ہو جاؤ یا مقابلہ کے لیے میدان میں آ جاؤ۔

سوال:۱۴ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اعمال جب بنیں گے تو کافروں سے اللہ تعالیٰ خود نمٹ لیگا جہاد واسلحہ کی ضرورت نہیں نہ ہم کو اسلحہ اٹھا کر میدان میں آنے کی ضرورت ہے بس ہم اعمال بنائیں گے کام اللہ تعالیٰ کریگا۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے تم کو کیوں پیدا کیا اور تم کو لڑنے کا حکم کیوں دیا جب سب کچھ خود کرنا تھا تو کیا تم کو صرف توڑے کھانے کے لیے پیدا کیا؟ قرآن کا اعلان ہے ﴿ولو یشاء اللہ لانتصر منھم ولکن لیبلو بعضکم ببعض﴾ میں پوچھتا ہوں کیا صحابہ کے اعمال سو فیصد ٹھیک نہیں تھے؟ پھر اعمال کے آنے کے بعد انہوں نے میدان جنگ میں قدم کیوں رکھا؟ اور ہزاروں کے تعداد میں شہید کیوں ہو گئے؟ خدا کا خوف کرو ہاتھ پر ہاتھ دھرے رکھنے سے کام نہیں چلے گا۔

سوال:۱۵ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن میں بہت ساری آیات ہیں جو کفار سے درگزر کا حکم دیتی ہیں پھر جہاد کیسا؟۔

جواب: جب تک جہاد کا حکم نہیں آیا تھا تو کفار سے درگزر کا حکم تھا جب جہاد کا حکم آ گیا تو درگزر کا حکم ختم ہو گیا اب جہاد کرو علماء اسی لیے تو کہتے ہیں کہ جس شخص کو ناسخ ومنسوخ کا علم نہیں ان کے لیے بیان کرنا یا وعظ کرنا حرام ہے۔

سوال:۱۶ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے تلوار سے نہیں پھیلا ہے لہٰذا جہاد کی جگہ اخلاق سے کام لو۔

جواب: یہ کفار کی طرف سے بہت پرانا اعتراض ہے جس نے سلطان صلاح الدین ایوبی کو بھی پریشان کیا تو اس نے جواب میں فرمایا میں نہیں جانتا کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے یا جہاد سے، البتہ میں یہ جانتا ہوں کہ اسلام کی حفاظت واشاعت کے لیے تلوار اٹھانا فرض اور ضروری ہے۔

اصل قصہ یہاں یہ ہوا کہ پہلے کفار نے اعتراض کیا کہ دین اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اس میں کوئی ذاتی کشش نہیں ہے۔ تو وقت کے بڑے علماء نے لکھا کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اخلاق سے پھیلا ہے اس سے وقت کے علماء اس زمانہ کے غلط پروپیگنڈہ کو توڑنا چاہتے تھے جیسا کہ آج کل جہاد کو دہشت گردی کہتے ہیں اور علماء وطلباء جواب دیتے ہیں کہ اسلام میں دہشت گردی نہیں ہے یہ درحقیقت دھوکہ کے ساتھ ان کی زبانوں سے جہاد کا انکار کرانا چاہتے ہیں علماء کو کہنا چاہیے کہ جہاد اور دہشت گردی میں فرق ہے۔ بہرحال بڑے علماء نے لکھا ہے کہ جہاد تلوار سے نہیں بلکہ اخلاق سے پھیلا ہے تو انگریز نے پلٹ کر دوسرا وار کیا اور کہا کہ دیکھو مسلمانوں کے بڑوں نے لکھا ہے کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے یہ تلوار اور اسلحہ اور جہاد اسلام میں کہاں سے آ گیا؟ میں کہتا

ہوں یہ جملہ ہی غلط ہے کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے یا تلوار سے پھیلا ہے کیا تلوار اٹھا کر جہاد کرنا بداخلاق ہے؟ اور کیا حضور اکرم اور صحابہ کرام اور سلف صالحین نے مدۃ العمر بداخلاقی کی؟ جہاد واخلاق اور تلوار واخلاق مقابل بنا کر پیش کرنے والا درحقیقت جہاد کو بداخلاقی کہتا ہے اس لیے مسلمان کو زبان سے یہ جملہ نہیں نکالنا چاہیے کیونکہ جہاد کو بداخلاقی کہنا کفر ہے۔

سوال: ۱۷ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں اقدامی جہاد نہیں ہے بلکہ دفاعی جہاد کا حکم ہے۔

جواب: دفاع کا حق خود بخود حاصل ہوتا ہے وہ کوئی قانون نہیں ہے جو کسی کو دیا جائے جو آدمی کسی کے گلے پر چھری پھیرتا ہے تو کیا اس وقت مذبوح کو حق دیا جائے گا کہ اب تم دفاع کرو ایسے وقت میں جانور دفاع کرتا ہے ایک چڑیا اپنے ذبح کرنے والے کو پنجوں اور چونچ سے مارتی ہے اسلام نے دفاع کو جائز کہا ہے اور اقدام کا حکم دیا ہے قرآن کا اعلان ہے ﴿فقاتلوهم حتى لا تكون فتنة﴾ کیا یہ اقدام نہیں اور جزیرہ عرب سے جب صحابہ شام پر چڑھائی کر کے چلے گئے پھر مصر پر چڑھائی کی پھر صعید مصر اور دیار بکر پر حملہ کیا پھر عراق پر حملہ آور ہوئے پھر دجلہ پار کر کے مدائن پہنچے اور ان کے وائٹ ہاؤس قصر ابیض کو فتح کر لیا کیا یہ اقدام تھا یا دفاع تھا؟ آنحضرت کے زمانہ میں احد اور خندق کی جنگوں میں دفاع کی صورت پیدا ہوگئی تھی اس کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے ہر جگہ اقدام کیا ہے جنگ خندق میں جب کفار بھاگ کھڑے ہوئے تو آنحضرت نے فرمایا "الآن نغزوهم ولا يغزونا" (بخاری) یعنی اب ہم اقدام کریں گے کفار ہم پر چڑھائی نہیں کریں گے اور آئندہ ایسا ہی ہوا۔

بہرحال جہاد چھوڑنے سے مسلمان منافق بن کر نفاق کی موت مرتا ہے اور اجتماعی طور پر امت مسلمہ ذلت کا شکار ہو جاتی ہے لہٰذا یہ شعبہ جتنا فعال ہوگا اتنا ہی مسلمان طاقتور رہوں گے ورنہ کچھ نہیں۔

سوال: ۱۸ آج کل پوری دنیا شور مچا رہی ہے کہ جہاد دہشت گردی ہے منافق قسم کے مسلمان بھی یہی اعتراض کر کے جہاد کو فساد کہتے ہیں کیا واقعی جہاد فساد ہے؟۔

جواب: جہاد فساد نہیں بلکہ اس سے تو عالم کا فساد امن میں بدل جاتا ہے اس پر تاریخ گواہ ہے البتہ فسادی ذہن رکھنے والے فسادی لوگ جہاد کو فساد کہتے ہیں یہ کہتے رہیں گے جہاد ہوتا رہے گا۔ باقی جو لوگ جہاد کو دہشت گردی کہتے ہیں تو اگر وہ لوگ کافر ہیں تو ان کا کہنا صحیح ہے کیونکہ ان کی کافرانہ دہشت کو جہاد کی مؤمنانہ دہشت ختم کر دیتی ہے ان کے لیے تو یہ دہشت مزید بڑھنا چاہیے۔ اور اگر کوئی مسلمان جہاد کو بطور اعتراض دہشت گردی کہتا ہے اور دہشت گردی سے فساد مراد لیتا ہے تو ایسا منافق مسلمان اس اعتراض کے بعد اسلام سے خارج ہو جاتا ہے کیونکہ جہاد اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ کے حکم کی توہین کرنا کفر ہے غلام احمد

قادیانی نے اپنی کتابوں میں بار بار جہاد کو فساد کہا ہے اور جہاد کو منسوخ کرنے کا اس طرح اعلان کیا ہے۔

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال　　دین کے لیے حرام ہے اب قتل اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے　　دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے　　اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد　　منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

خلاصہ یہ کہ جو مسلمان جہاد پر اعتراض اور طعن کرتا ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکے گا بلکہ کافر قادیانی بن جائے گا اور جہاد قیامت تک جاری رہے گی۔

سوال: ۱۹ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مجاہدین ہر جگہ جوتے کھا کر آتے ہیں ہر جگہ پٹتے ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں ہے۔

جواب: یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں مجاہدین کو بدنام کرتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں سویت یونین کی طاقت کہاں گئی آدھی دنیا پر حکومت کرنے والی اس طاقت کا نام دنیا کے نقشے سے کیوں غائب ہو گیا؟ اس میدان میں پٹائی کس کی ہوئی؟ مجاہدین کی یا روس کی؟ اب اس وقت دنیا کے ۳۷ کافر ممالک اور ۵۵ مسلمان ممالک افغانستان کے طالبان اور مجاہدین پر حملہ آور ہیں لیکن مجاہدین بے سروسامانی میں ان کو منہ توڑ جواب دے رہے ہیں اور دنیا اقرار کر رہی ہے کہ مجاہدین کے سامنے یہ کفار ناکام ہو رہے ہیں کیا یہ اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں ہے؟ پھر مجاہدین کی لاشوں سے جو خوشبو اٹھ رہی ہے کیا یہ اللہ تعالیٰ کی مدد کا اعلان نہیں ہے؟ باقی تکالیف شکست کا آنا جانا یہ جہاد کا حصہ ہے صحابہ پر اس سے زیادہ تکلیفیں آئی ہیں مجاہدین کا مذاق نہ اڑاؤ کہ جوتے پڑتے ہیں میں تم سے پوچھتا ہوں تم کو اللہ تعالیٰ کی مدد کی کہاں ضرورت پڑتی ہے تم نے دشمن کے مقابلے میں کونسا محاذ کھولا ہے؟ کیا پنکھے کے نیچے زردے کھانے اور پلیٹ چاٹنے کے وقت آسمان سے مدد کے لیے فرشتے اتریں گے؟ نیز دین کا اہم حصہ جہاد اور اقامت دین سے معذرت کر کے چھوڑنے کے بعد تم پر جوتے کیوں پڑیں گے تم تو پھولوں کے ہار پہنانے اور گلدستوں کے مستحق ہوں۔

سوال: ۲۰ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جہاد کے لیے سرکاری حکم کی ضرورت ہوتی ہے جب خلیفہ نہ ہو اور سرکاری حکم اور اعلان جہاد نہ ہو تو یہ پرائیویٹ جہاد صحیح نہیں ہے؟

جواب: سرکار کو چاہیے کہ وہ اعلان جہاد کرے تا کہ پرائیویٹ جہاد ختم ہو جائے ہر مسلمان حکومت پر بحکم شریعت یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ کم از کم ایک سال میں دو دفعہ کفار سے جنگ لڑے، اگر سرکار کفار سے جہاد نہ کرنے پر سمجھوتہ کرے تو کیا مسلمان جہاد

کو چھوڑیں گے؟ اگر ایسا ضروری ہے تو پھر سرکار نے جمعہ وعیدین اور عام نمازوں کا انتظام واہتمام بھی چھوڑ رکھا ہے تو کیا مسلمان اس کو بھی چھوڑ دیں گے؟ سرکار نے نفاذ شریعت کو چھوڑ رکھا ہے تو کیا مسلمان بھی اس سے دستبردار ہو جائیں گے ایسا نہیں ہوگا جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے ۔ مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات ۔ اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگزر

بہر حال جہاد مقدس پر اچھے لوگ کبھی اعتراض نہیں کر سکتے ہیں اچھے لوگوں کے لباس میں ان کے ساتھ برے لوگ شامل ہو جاتے ہیں میرے سوالات وجوابات کا رخ انہیں کی طرف ہے حاشا وکلا کہ میں اچھے لوگوں کو برا کہہ دوں پھر بھی قلم کی کاٹ ذرا تیز ہوئی میں کسی کے عمل کے ردعمل میں اس طرح لکھنے کی معذرت چاہتا ہوں۔

کتاب الصید والذبائح

شکار اور ذبیحوں کا بیان

قال اللہ تعالیٰ ﴿وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونهن مما علمکم الله فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم الله علیه﴾ (مائدہ)

صید مصدر ہے یہ کبھی اصطیاد کے معنی میں آتا ہے یعنی شکار کھیلنا اور کبھی اسم مفعول المصید کے معنی میں آتا ہے یعنی شکار شدہ چیز۔ ذبائح کے لفظ کے ساتھ یہ دوسرا مفہوم زیادہ مناسب ہے مطلب یہ ہوگا کہ شکار اور مذبوحہ اشیاء کا بیان۔

زمین حرم کے علاوہ ہر جگہ شکار کرنا جائز اور مباح ہے البتہ حالت احرام میں کسی جگہ خشکی کا شکار جائز نہیں ہے ہاں سمندری شکار احرام کی حالت میں بھی جائز ہے یہ پابندی احرام کا حق ہے۔ زمین حرم میں ہر شخص پر شکار کرنا حرام ہے خواہ حالت احرام میں ہو یا نہ ہو یہ پابندی ارض حرم کا حق ہے۔

شکار کرنا مباح ہے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اجماع امت سے اس کی اباحت ثابت ہے ہاں امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص صرف لہو ولعب اور کھیل کود کے طور پر شکار کرتا ہے تو یہ مکروہ ہے۔

آنحضرت ﷺ نے خود شکار نہیں کیا ہے البتہ شکار کو جائز قرار دیا اور اس کو کھایا ہے شکاری کو شکار کرتے ہوئے دیکھا ہے اور اس کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے شکار کے سارے مسائل بیان فرمائے ہیں اور اس کے مضرات سے بھی آگاہ کیا ہے طبقہ صحابہ میں شکار کے مسائل سب سے زیادہ عدی بن حاتم نے پوچھے ہیں اور یہ شکاری بھی تھے پھر ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے پوچھے ہیں یہ بھی شکاری تھے کچھ دیگر صحابہ نے بھی شکار کیا ہے جیسے ابو قتادہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما وغیرہ۔

"ذبائح" یہ ذبیحہ کی جمع ہے عمل ذبح کو کہتے ہیں پھر ذبح دو قسم پر ہے ایک ذبح اختیاری ہے دوسرا ذبح اضطراری ہے ذبح اختیاری میں یہ ضروری ہے کہ حلقوم کی اکثر رگیں کٹ جائیں اور بسم اللہ ساتھ ہو ذبح اضطراری میں جانور یا پرندہ کے جس حصہ پر زخم لگ جائے وہ ذبح کے لیے کافی ہے بشرطیکہ مارتے وقت بسم اللہ اور تکبیر کہی ہو۔

بَابُ الصَّيْدِ بِالْكِلَابِ الْمُعَلَّمَةِ

تعلیم یافتہ کتوں کے شکار کا حکم

اس باب میں امام مسلم نے تیرہ احادیث کو بیان کیا ہے

۴۹۶۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ، فَيُمْسِكْنَ عَلَيَّ وَأَذْكُرُ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ، فَقَالَ: إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ، وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ، قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلْنَ؟ قَالَ: وَإِنْ قَتَلْنَ، مَا لَمْ يَشْرَكْهَا كَلْبٌ لَيْسَ مَعَهَا قُلْتُ لَهُ: فَإِنِّي أَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ الصَّيْدَ، فَأُصِيبُ، فَقَالَ: إِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْهُ، وَإِنْ أَصَابَهُ بِعَرْضِهِ، فَلَا تَأْكُلْهُ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں سکھلائے گئے کتوں کو بھیجتا ہوں اور وہ میرے لیے (شکار) کو روک رکھتے ہیں اور میں اس پر اللہ کا نام بھی (بسم اللہ) پڑھ لیتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: جب تو اپنے سکھلائے گئے کتے بھیجے اور اس پر اللہ کا نام لے تو تو اسے کھا۔ میں نے عرض کیا: اگر چہ وہ اسے مار ڈالے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چہ وہ اسے مار ڈالے شرط یہ ہے کہ کوئی اور کتا اس کے ساتھ نہ مل گیا ہو۔ میں نے عرض کیا: میں بغیر پر کا تیر شکار کو مارتا ہوں اور وہ مر جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو بغیر پر کے تیر شکار کو مارے اور وہ اس کے پار ہو جائے تو اسے کھا لے اور اگر وہ (شکار) تیر کے عرض سے مر جائے تو پھر تو اسے مت کھا۔

تشریح:

شکاری کتے اور باز کے لیے شرائط

"اذا ارسلت کلبک" اس حدیث میں شکار کے کئی مسائل کا بیان آ گیا ہے جن کی طرف قرآن عظیم کی اس آیت میں اشارے ہیں۔

﴿وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونهن مما علمکم الله فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم الله علیه﴾ اس آیت میں "الجوارح" سے پھاڑنے اور شکار کرنے والے درندے پرندے وغیرہ مراد ہیں جیسے چیتا، شیر، باز

کتا وغیرہ اور پرندوں میں باز وغیرہ مراد ہیں۔ ''مکلبین ''یعنی تم نے اس کو شکار پر چھوڑا ہو یہ چھوڑنا بمنزلہ ذبح کرنے کے ہے اس لیے اس وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنا چاہیے اور یہی کافی ہے ہاں اگر شکار زخمی حالت میں مل گیا تو پھر ذبح اختیاری ضروری ہے۔ ''تعلمونهن ''یعنی آزمودہ سکھایا ہوا تعلیم یافتہ کتا ہو۔

فقہاء نے جانور کے تعلیم یافتہ ہونے کے لیے تین شرائط بیان کی ہیں (۱) پہلی شرط یہ کہ جب شکار پر چھوڑے تو خوب دوڑے (۲) دوسری شرط یہ کہ دوڑ کے دوران جب واپس بلایا جائے تو فوراً واپس آجائے (۳) تیسری شرط یہ کہ شکار پکڑ کر مالک کے پاس لائے خود بالکل نہ کھائے۔

اس طرح کتا معلم ہوتا ہے اس کے چھوڑنے کے وقت بسم اللہ کہنے سے شکار حلال ہو جاتا ہے اس کے مارنے سے ذبح مکمل ہو گیا ہاں اگر شکار اب تک زندہ ہے تو پھر اس کا ذبح کرنا ضروری ہے۔ باز وغیرہ پرندہ کے معلم ہونے کے لیے دو شرطیں ہیں (۱) جب شکار پر چھوڑے تو خوب اڑ کر دوڑے (۲) دوسری شرط یہ کہ جب واپس بلایا جائے تو خوب اڑ کر واپس آئے شکار کو نہ کھانا پرندہ کے لیے شرط نہیں ہے۔

''وان اکل فلا تاکل ''یعنی اگر شکاری کتے نے شکار کر کے اس سے کھایا تو اب بقیہ مت کھاؤ اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر کتے نے کھالیا اور شکار مر گیا تو آیا وہ حلال ہے یا نہیں؟ اس میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

فقہاء کا اختلاف

امام مالک اور اوزاعی شام فرماتے ہیں کہ اس طرح شکار بھی حلال ہے اس کا کھانا بھی حلال ہے جمہور ائمہ فرماتے ہیں کہ اس طرح شکار کا کھانا حرام ہے۔

دلائل

امام مالک اور اوزاعی نے سنن ابی داؤد کی روایت سے استدلال کیا ہے جس میں یہ الفاظ آئے ہیں ''اذا ارسلت کلبک وذکرت اسم اللہ علیه فکل وان اکل منه''۔ (ابوداؤد ص: ۳۸ ج ۲)

جمہور نے زیر بحث حدیث ''وان اکل فلا تاکل'' سے استدلال کیا ہے۔

جواب

جمہور کی طرف سے امام مالک کے استدلال کا ایک جواب یہ ہے کہ زیر بحث حدیث اقویٰ اور مضبوط ہے امام مالک کے مستدل کا

یہ درجہ نہیں ہے۔دوسرا جواب یہ ہے کہ قرآن کی آیت ﴿مما امسکن علیکم﴾ میں واضح طور پر حلال ہونے کے لیے شکاری کا نہ کھانا بلکہ امساک شرط ہے اس وجہ سے امام مالک کا مستدل چھوڑنا پڑے گا۔تیسرا جواب یہ ہے کہ فلا تاکل میں نہی ہے اور مقابلہ حلال وحرام میں ترجیح حرمت کو دی جاتی ہے۔

''فان وجدت مع کلبک کلبا ''اس حدیث میں یہ دوسرا مسئلہ ہے اس کی تشریح اس طرح ہے کہ اگر شکاری کتے کے ساتھ کسی آدمی کا کوئی دوسرا کتا شامل ہوگیا اور اس نے شکار کو مارا تو اس حدیث میں ہے کہ اس شکار کو نہ کھاؤ کیونکہ اصل بات بسم اللہ پڑھنے نہ پڑھنے کی ہے اور یہ جو دوسرا کتا شامل ہوگیا ہے اس میں دو باتیں مشکوک ہیں۔پہلی بات یہ مشکوک ہے کہ یہ معلوم نہیں کہ وہ معلم ہے یا نہیں بہت ممکن ہے کہ وہ غیر معلم ہو دوسری بات یہ کہ یہ معلوم نہیں کہ کتا چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیکر بسم اللہ پڑھی گئی یا نہیں اس لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے مت کھاؤ۔

متروک التسمیہ ذبیحہ کا حکم

''فذکر اسم الله ''اس حدیث میں تیسرا مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ متروک التسمیہ ذبیحہ کا کیا حکم ہے یعنی کتا چھوڑتے وقت یا تیر پھینکتے وقت یا ذبح اختیاری میں اگر کسی نے قصداً بسم اللہ چھوڑ دیا تو آیا یہ ذبیحہ حلال ہے یا حرام ہے اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

فقہاء کا اختلاف

امام شافعی کے ہاں اگر کسی نے بسم اللہ عمداً جان بوجھ کر چھوڑ دیا یا بھول کر چھوڑ دیا ہر حالت میں شکار حلال ہے ایک ضعیف قول حنابلہ کا بھی اسی طرح ہے۔داؤد ظاہری اور امام شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہر حالت میں شکار حرام ہے۔امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ جمہور فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے تسمیہ عمداً ترک کردیا تو شکار حرام ہے اگر نسیاناً تسمیہ چھوٹ گئی تو شکار حلال ہے۔

دلائل

فریق اول امام شافعی نے اس اجتہاد سے استدلال کیا ہے کہ قرآن وحدیث میں بسم اللہ کا جو ذکر ہے وہ عام ہے چاہے زبان سے پڑھے چاہے دل سے پڑھے اور مسلمان کے دل میں بسم اللہ اور نام اللہ ہر وقت موجود ہے لہٰذا متروک التسمیہ ذبیحہ حلال ہے۔

فریق ثانی داؤد ظاہری اور شعبیؒ کی دلیل یہ ہے کہ قرآن کی آیت ﴿ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم الله علیه وانه

لفسق ﴾ عام اور مطلق ہے خواہ تسمیہ بھول سے چھوٹ گئی یا قصداً چھوڑ دیا ذبیحہ حرام ہے۔

فریق ثالث: جمہور نے قرآن کی اسی آیت سے استدلال کیا اور فرمایا کہ آیت میں ﴿ وانہ لفسق ﴾ کہا گیا ہے کہ ترک تسمیہ فسق ہے اور فسق اس فعل کو کہتے ہیں جس میں قصد وارادہ ہو اگر فعل میں قصد وارادہ نہ ہو وہ فسق نہیں ہے لہٰذا عمداً تسمیہ ترک کرنے سے ذبیحہ حرام ہوگا اور نسیاناً چھوٹنے سے ذبیحہ حرام نہیں ہوگا کیونکہ حدیث "رفع عن امتی الخطأ والنسیان" ایک ضابطہ ہے جمہور نے اس باب کی تمام احادیث سے بھی استدلال کیا ہے جس میں تسمیہ کی شرط مذکور ہے زیر بحث حدیث کی روشنی میں چند باتیں بطور خلاصہ لکھی جاتی ہیں جو درحقیقت شکار کی شرائط میں سے ہیں۔

(۱) شکار کے حلال ہونے کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ شکار کرنے والا مسلمان ہو کافر کا شکار اور ذبیحہ حرام ہے۔

(۲) شکاری کتے کو شکاری آدمی نے چھوڑا ہو یہ دوسری شرط ہے اگر خود بخود کتے نے شکار کو پکڑ کر مرا ہوا حاضر کیا تو وہ حلال نہیں ہے۔

(۳) تیسری شرط یہ کہ کتے وغیرہ کو چھوڑتے وقت شکاری نے اللہ کا نام لیا ہو قصداً تسمیہ کو اگر چھوڑ دیا تو شکار حلال نہیں ہوگا۔

(۴) جس جانور یا پرندہ کے ذریعہ سے شکار کیا جاتا ہے وہ معلم ہو غیر معلم کا شکار ذبح کے بغیر حرام ہے۔

(۵) تعلیم یافتہ کتے نے بھی اگر شکار کرنے کے بعد شکار کو کھالیا تو باقیہ کا استعمال کرنا آدمی کے لیے حرام ہے۔

(۶) تعلیم یافتہ کتے کے شکار کے حلال ہونے کے لیے چھٹی شرط یہ ہے کہ کتے نے شکار میں زخم لگایا ہو اگر بغیر زخم کے شکار مر جائے تو اس کا استعمال حرام ہے۔

(۷) اگر شکار گم ہو جائے اور سڑنے سے پہلے مل جائے تو اس کا کھانا حلال ہے اور اگر سڑ جائے یا پانی میں گر کر غرق ہو جائے اور مر جائے تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔

۴۹۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ بَيَانٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قُلْتُ: إِنَّا قَوْمٌ نَصِيدُ بِهَذِهِ الْكِلَابِ، فَقَالَ: إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ، وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا، فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ، وَإِنْ قَتَلْنَ، إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ، فَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ، وَإِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِنْ غَيْرِهَا، فَلَا تَأْكُلْ۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم لوگ ان

کتوں سے شکار کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو اپنے سکھلائے گئے کتے کو (شکار کے لیے) بھیجے اور اس پر اللہ کا نام بھی لے تو تو اس میں سے کھا جسے اس نے تیرے لیے رکھا ہے اگر چہ اس نے مار ڈالا ہو سوائے اس کے کہ اگر کتے نے کھا لیا ہو تو تو اس میں سے نہ کھا کیونکہ مجھے ڈر ہو سکتا ہے کہ کتے نے اپنے لیے شکار کیا ہو اور اگر تیرے کتے کے ساتھ اس کے علاوہ اور کتے بھی مل جائیں تو تو نہ کھا۔

تشریح:

بندوق کی گولی سے شکار کا حکم

٤٩٦٩۔ وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ، فَقَالَ: إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ، فَإِنَّهُ وَقِيذٌ، فَلَا تَأْكُلْ وَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَلْبِ، فَقَالَ: إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ، وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ، فَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّهُ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ، قُلْتُ: فَإِنْ وَجَدْتُ مَعَ كَلْبِي كَلْبًا آخَرَ، فَلَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَهُ؟ قَالَ: لَا تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ، وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى غَيْرِهِ،

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر پر کے تیر کے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ شکار تیر کی دھار سے مرا ہو تو اسے کھا لو اور اگر وہ تیر کے عرض سے مرا ہو تو وہ موقوذہ یعنی چوٹ کھایا ہوا ہے اسے نہ کھاؤ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتے کے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو شکار کے لیے کتے کو چھوڑے اور اس پر بسم اللہ بھی کہہ لے تو تو شکار کھا سکتا ہے اور اگر کتے نے (اس شکار میں) سے کھا لیا تو تو نہ کھا کیونکہ اس صورت میں کتے نے اپنے لیے شکار کیا ہوگا اور میں نے عرض کیا کہ اگر میرے کتے کے ساتھ کوئی دوسرا کتا مل جائے اور مجھے معلوم نہ ہو کہ ان دونوں کتوں میں سے کس نے شکار کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نہ کھا کیونکہ تو نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے اور اس کے علاوہ دوسرے کتے پر تو نے بسم اللہ نہیں پڑھی۔

تشریح:

”سألت المعراض“ یعنی کبھی ہم شکار پر تیر پھینکتے ہیں وہ جا کر چوڑائی میں لگ جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے آنحضرت نے جواب

میں فرمایا ''کل ما خزق'' خزق کٹنے اور نافذ ہونے کو کہتے ہیں نوک اور دھار سے زخم کرنا مراد ہے معراض وہ تیر ہے جو عرضاً شکار کو لگے دھار کی طرف سے نہ لگے یہ وقیذہ کے حکم میں ہے شکار حلال نہیں اس سے ہر اس ثقیل چیز کا ضابطہ نکلتا ہے جس میں دھار نہ ہو بلکہ اپنے بوجھ اور زور اور دباؤ سے شکار کو پھاڑ دیتی ہو۔

فقہاء کا اختلاف

اب اس میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ غیر دھاری دار چیز کا شکار حلال ہے یا حرام ہے جس میں آج کل بندوق کی گولی کا مسئلہ سامنے آتا ہے امام مکحول اور اوزاعی شام رحمہما اللہ اور کچھ دیگر علماء کی رائے یہ ہے کہ بندوق کی گولی سے کیا ہوا شکار حلال ہے۔

جمہور علما کی رائے یہ ہے کہ دھار کے علاوہ اور زخم لگنے کے بغیر دباؤ کے ذریعہ سے مارا ہوا شکار حلال نہیں ہے لہٰذا بندوق کی گولی سے شکار حلال نہیں الا یہ کہ شکار زندہ ہو اور ذبح اختیاری ہو جائے تو حلال ہے۔

دلائل

امام اوزاعی اور علماء شام اور امام مکحول قرآن کریم کی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ ﴿مما امسکن علیکم﴾ میں زخم کا ذکر نہیں ہے آیت مطلق ہے اس کو زخم کے ساتھ مقید نہیں کیا جا سکتا لہٰذا غیر دھاری دار چیز سے شکار جائز ہے۔ جمہور مذکورہ حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے معراض کے شکار کو وقید قرار دیا اور ''خزق'' کی شرط لگا دی کہ دھار سے زخم لگا ہو اور خون بہہ گیا ہو تب حلال ہے ورنہ نہیں۔

جمہور نے امام اوزاعی کے استدلال کا یہ جواب دیا ہے کہ مما امسکن میں امساک کی قید عام اکل کے لیے ہے کہ تمہارے لیے روکے اپنے کھانے کے لیے نہ روکے اس آیت کا زخم لگنے نہ لگنے سے کوئی تعلق ہی نہیں بلکہ امساک اور زخم دونوں اکٹھے بھی ہوسکتے ہیں۔ بہر حال بندوق کی گولی اگر چہ بارود کے دباؤ میں جا کر شکار کو دبا دیتی ہے لیکن اس میں کچھ اس قسم کی تیزی ہے کہ چاقو چھری سے زیادہ سلیقے سے چیز کٹ جاتی ہے بڑے علماء کو اس بارہ میں سوچنا چاہیے۔ اس مسئلہ میں فقہاء اور مفتیان کرام کے اختلاف سے قبل اس مسئلہ کی اصل حقیقت بیان کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں۔ ذبح کے دو طریقے ہیں ایک ان جانوروں کے ذبح کا طریقہ جو آدمی کے قابو میں ہوں اس کو فقہ کی اصطلاح میں ''ذبح اختیاری'' کہتے ہیں دوسری صورت ایسے جانور کو ذبح کرنے کی ہے جو آدمی کے قابو میں نہ ہو مثلاً شکار کے جانور، جن کو دور ہی سے نشانہ لگا کر مارنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان کے ذبح کا طریقہ ان جانوروں سے ذرا مختلف ہے جو انسان کے قابو میں ہوں۔ اور اس کو فقہ کی

اصطلاح میں ''ذبح اضطراری'' کہتے ہیں۔
ذبح اختیاری اور ذبح اضطراری کی تقسیم کے بعد مولانا سیف اللہ صاحب رحمانی لکھتے ہیں۔
ذبح اضطراری میں حلق کے خاص رگوں کا کاٹنا ضروری نہیں۔ بلکہ اس قدر کافی ہے کہ جس چیز کو شکار کے لیے استعمال کیا جائے، شکار کو زخمی کردے، زخمی کرنے کے بعد اگر شکار کرنے والا زندہ حالت میں اسے پکڑ لے تو پھر اب حلق کی ان رگوں کو کاٹنا ہوگا، اگر اس کے پہنچنے سے پہلے ہی جانور مر چکا تھا تو اس کا زخمی ہوجانا کافی ہے۔ اور اب وہ حلال ہے شکار کے معاملہ میں یہ خصوصی سہولت قرآن وحدیث کی تصریحات سے ماخوذ ہے۔
جانور کو بندوق کی گولی سے مارنے کی صورت میں اگر بندوق چلانے والا مسلمان ہو اور گولی چلاتے وقت ''بسم اللہ'' اللہ اکبر پڑھ کر گولی چلائے اور وہ شکار کو لگے اور اس کی موت واقع ہوجائے تو یہ شکار حلال ہوگا یا حرام۔ ہدایہ اور فقہ کی دیگر کتب کی تصریح سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس بات کا یقین ہوجائے کہ جانور کی موت زخم سے ہوئی ہے تو وہ بلاشبہ حلال ہے اور اگر یقین ہو کہ چوٹ سے ہوئی ہے تو بلاشبہ حرام ہے ہدایہ کی عبارت یہ ہے۔
والاصل في هذه المسائل ان الموت ان كان مضافا الى الجراح بيقين كان حلالا وان كان مضافا الى الثقل بيقين كان حراما وان وقع الشك ولا يدرى مات بالجرح او بالثقل كان حراما احتياطا۔
مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے نومبر 1956ء مطابق ربیع الاول 1376ھ میں مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب جو اس وقت دارالعلوم کراچی میں مفتی ومدرس تھے کو ایک خط لکھا کہ اس مسئلہ (بندوق کی گولی سے شکار) میں احقر کو خود تردد ہے مندرجہ ذیل دلائل پر آپ نظر ڈال کر اپنی رائے سے مطلع فرمائیں اور نفس دلائل کے تحت فانظروا الى ماقال ولا تنظروا الى من قال کے موجب رائے قائم فرمائیں۔
اس کے بعد مولانا مفتی محمود صاحب نے حلت وحرمت پر دلالت کرنے والی متعدد روایات کا ذکر کرکے اپنی رائے لکھی ہے۔ مذکورہ خط میں لکھتے ہیں۔
''اور اب کبوتر سے لیکر ہرن کا شکار بندوق سے ہی ہوتا ہے 'قدرت على الذكاة الاختيارية'' شاذ ونادر ہی مل سکتی ہے۔ اخراج الدم بھی کامل ہوتا ہے۔ تو اس ضرورت شدیدہ میں باوجود تميز الدم المسفوح باكمل وجه وهو المقصود کو حرام قرار دینے کے معنی یہ ہوں گے کہ اس زمانہ کے لوگ رخصت خداوندی سے متمتع نہ ہوں۔

مولانا مفتی محمود اس مسئلے میں اپنی رائے کے اظہار میں کس قدر احتیاط سے کام لیتے ہیں اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دونوں قسم کے دلائل کے ذکر کے باوجود نہایت احتیاط سے اپنی رائے لکھتے ہیں۔ اور اس کی وجہ کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"درست ہے کہ بلا وجہ جدید آلات اور جدید زمانہ کے ساتھ احکام میں ترمیم کرنا الحاد اور زندقہ ہے اور فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات و اشارات کے خلاف کوئی حکم نافذ کرنا بھی فتنہ سے خالی نہیں۔ لیکن شرعی دلائل کی موجودگی میں فقہاء کرام کے مقرر کردہ اصول کے تحت کسی مسئلہ پر غور نہ کرنا بھی قابل ملامت ہوگا۔ جدید آلات اور ضروریات زمانہ پر غور و فکر نہ کرنا اور بندوق کی گولی کو بندقہ طین پر قیاس کر کے سبکدوش ہو جانا علماء کے شایاں نہیں۔ اور پھر بندوق میں فقط گولی اور چھرے سے تو شکار نہیں ہوتا بلکہ نوکدار گولی کے کارتوس کی نوک تو معراض کی نوک سے کم نہیں ہوتی۔ سب کو ایک حکم میں لانا کیسے صحیح ہوگا۔

حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ نے جواب میں فقہاء کرام کی متعدد عبارات کا حوالہ دیا ہے اور عقلی دلائل سے بھی سہارا لیا ہے۔ لیکن آخر میں مولانا مفتی محمودؒ کے اس قول "بلکہ نوکدار گولی کی نوک تو معراض کی نوک سے کم نہیں ہوتی"۔ کے تحت لکھتے ہیں۔ اول ایسی گولی کے شکار کی حلت میں کوئی شبہ نہیں اور نہ ہی اس میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش ہے۔ امداد المفتیین میں بھی ایسے شکار کی حلت کا فتویٰ درج ہے۔ البتہ اگر ایسی کوئی گولی اتنے چھوٹے جانور کو ماری جو گولی کی ثقل ہی کا تحمل نہیں کرسکتا۔ یعنی اگر گولی تیز نوک دار نہ ہوتی تو بھی ثقل ہی سے جانور مرجاتا یہ جانور حلال نہ ہوگا۔

حضرت مولانا محمد ایوب جان صاحب بنوری رحمہ اللہ، حضرت مفتی صاحب کے مؤقف کی وضاحت یوں کرتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب نے بہت دلائل پیش کیے ان میں سے ایک دلیل یہ بھی تھی کہ بندوق سے جب فائر کیا جاتا ہے تو اس وقت اس سے آگ نکلتی ہے اور وہ زخمی ہو جاتا ہے اور آگ سے ذبیحہ کو فقہاء حلال قرار دیتے ہیں اس لیے یہ حلال ہے۔

راقم الحروف فضل محمد یوسف زئی وضاحت کرنا چاہتا ہے کہ ایک طویل تجربہ اور طویل بحث و مباحثہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہوں کہ بندوق کی گولی اور چھرے سے شکار شدہ چیز حلال ہے کیونکہ "کل ما خزق" کے مطابق زخم یہاں موجود ہے اور "ما انھر الدم" بھی مکمل طور پر پایا جاتا ہے چاقو اور چھری سے جو گوشت کٹ کر خون بہتا ہے گولی اور چھرے میں اس سے کم نہیں لہٰذا اس کے حلال ہونے میں شبہ نہیں کرنا چاہیے۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے اس فتویٰ سے میری بہت حوصلہ افزائی ہوئی اور ایک دیرینہ مسئلہ حل ہو گیا" الحمد للہ"۔

۴۹۷۰۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ، يَقُولُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ،

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تیر سے شکار کرنے کے بارے میں پوچھا پھر مذکورہ حدیث ذکر فرمائی۔

۴۹۷۱۔ وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ، وَعَنْ نَاسٍ، ذَكَرَ شُعْبَةُ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ بِمِثْلِ ذَلِكَ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تیر سے شکار کرنے کے بارے میں پوچھا (پھر آگے اسی حدیث ذکر فرمائی)

۴۹۷۲۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ، فَقَالَ: مَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْهُ، وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ، وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ، فَقَالَ: مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ، فَإِنَّ ذَكَاتَهُ أَخْذُهُ، فَإِنْ وَجَدْتَ عِنْدَهُ كَلْبًا آخَرَ، فَخَشِيتَ أَنْ يَكُونَ أَخَذَهُ مَعَهُ وَقَدْ قَتَلَهُ، فَلَا تَأْكُلْ، إِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ عَلَى كَلْبِكَ، وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلَى غَيْرِهِ،

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تیر کے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر شکار تیر کی دھار سے مرا ہو تو اسے کھا سکتا ہے اور اگر اس کے عرض سے وہ شکار مرا ہو تو وہ موقوذہ یعنی چوٹ کھایا ہوا ہے (وہ مردار ہے تو اسے نہ کھا) اور میں نے آپ ﷺ سے کتے کے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس شکار کو کتا پکڑ لے اور کتا اس میں سے نہ کھائے تو تو اسے کھا سکتا ہے کیونکہ شکار کو کتے کا پکڑ لینا ہی اس کو ذبح کر دینا ہے اور اگر تو شکار کے ساتھ کوئی دوسرا کتا بھی دیکھے اور تجھے اس بات کا اندیشہ ہو کہ دوسرے کتے نے بھی اس کے ساتھ پکڑا ہوگا اور اسے مار ڈالا ہوگا تو پھر تو اسے نہ کھا کیونکہ تو نے اللہ کا نام اپنے کتے پر لیا ہے اپنے کتے کے علاوہ دوسرے کتے پر تو نے اللہ کا نام نہیں لیا۔

٤٩٧٣۔ وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت زکریا بن ابی زائدہ اس سند کے ساتھ اسی طرح یہ روایت بیان کرتے ہیں۔

٤٩٧٤۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ، وَكَانَ لَنَا جَارًا وَدَخِيلًا وَرَبِيطًا بِالنَّهْرَيْنِ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أُرْسِلُ كَلْبِي، فَأَجِدُ مَعَ كَلْبِي كَلْبًا قَدْ أَخَذَ، لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَ؟ قَالَ: فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ، وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى غَيْرِهِ

حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ ہمارے ہمسائے تھے اور قیام نہرین میں ہمارے شریک کار تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنا کتا (شکار کے لیے) چھوڑتا ہوں اور میں اپنے کتے کے ساتھ ایک دوسرا کتا پاتا ہوں اس نے شکار پکڑا ہوا ہوتا ہے، میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کس کتے نے شکار پکڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نہ کھا کیونکہ تو نے اپنے کتے پر بسم اللہ کا نام لیا ہے اور اپنے علاوہ دوسرے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا۔

تشریح:

"جارا" یعنی شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عدی بن حاتم ہمارا پڑوسی تھا۔ "و دخیلا" اہل لغت کہتے ہیں کہ دخیل اور دخال اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے کے معاملات میں مداخلت کرتا ہو اور ان کا رازدان ہو، اسی طرح جو شخص نسب کے اعتبار سے دوسری قوم کی طرف منسوب ہو اس کو بھی دخیل کہتے ہیں "ربیطا" ربیط اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو کسی کام کے ساتھ جوڑ کر رو کے رکھے۔ سرحدات اسلامیہ پر پہرہ دینے والے کو بھی ربیط کہتے ہیں یہاں ایسا شخص مراد ہے جس نے اپنے آپ کو دنیا کی خواہشات سے روکا ہو اور عبادت میں لگا ہو۔

"بالنهرين" اس سے دو نہریں دجلہ اور فرات مراد ہیں کیونکہ حضرت عدی اور شعبی دونوں کوفہ میں رہتے تھے اس سے پہلے کئی حدیثوں میں معراض کا لفظ آیا ہے یہ تیر کے چوڑائی والے حصہ کو کہتے ہیں اور "حد" تیر کی دھار کو کہتے ہیں "وقیذ" وقذ یقذ ضرب یضرب سے لاٹھی یا پتھر وغیرہ سے کسی چیز کے مارنے کو کہتے ہیں وقید موقوذ کے معنی میں ہے جس کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔

۴۹۷۵۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی طرح حدیث نقل فرمائی۔

۴۹۷۶۔ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ السَّكُونِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ، فَإِنْ أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَأَدْرَكْتَهُ حَيًّا فَاذْبَحْهُ، وَإِنْ أَدْرَكْتَهُ قَدْ قَتَلَ، وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ، وَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبًا غَيْرَهُ، وَقَدْ قَتَلَ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّهُمَا قَتَلَهُ، وَإِنْ رَمَيْتَ سَهْمَكَ، فَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ، فَإِنْ غَابَ عَنْكَ يَوْمًا، فَلَمْ تَجِدْ فِيهِ إِلَّا أَثَرَ سَهْمِكَ، فَكُلْ إِنْ شِئْتَ، وَإِنْ وَجَدْتَهُ غَرِيقًا فِي الْمَاءِ، فَلَا تَأْكُلْ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو اپنا کتا (شکار کے لیے) چھوڑے اور اللہ کا نام بھی لے پھر اگر وہ کتا تیرے شکار کو پکڑ لے اور تو اسے زندہ پائے تو تو اسے ذبح کر دے اور اگر اس شکار کو کتے نے مار ڈالا ہے اور کتے نے اس سے کھایا نہیں تو تو اسے کھا سکتا ہے اور اگر تو اپنے کتے کے ساتھ کوئی دوسرا کتا پائے اور اس نے وہ شکار مار ڈالا ہو تو تو اسے نہ کھا کیونکہ تو نہیں جانتا کہ اس شکار کو کس کتے نے مارا ہے اور اگر تو اپنا تیر پھینکے تو تو اللہ کا نام لے پھر اگر وہ شکار ایک دن تجھ سے غائب رہے اور تو اس شکار میں اپنے تیر کے علاوہ اور کوئی نشان نہ پائے تو اگر تو چاہے تو کھا لے اور اگر تو اس شکار کو پانی میں ڈوبا ہوا پائے تو اسے نہ کھا۔

تشریح:

''کلبا'' یعنی شکاری کے بھیجے ہوئے کتے کے ساتھ بعد میں کوئی اور کتا مل گیا اور شک پیدا ہو گیا کہ کس نے شکار کو پکڑ کر مارا ہے تو یہ شکار کھانا جائز نہیں ہے کیونکہ دوسرے کے کتے کے بارے میں معلوم نہیں کہ کافر نے بھیجا ہے یا مسلمان نے بھیجا ہے اگر مسلمان نے بھیجا ہے تو یہ معلوم نہیں کہ اس نے بسم اللہ پڑھا تھا یا نہیں اس لیے اس مشکوک شکار کا استعمال کرنا حرام ہے۔

''فان غاب یوما'' یعنی شکار جھاڑیوں میں جا کر ایک دن تک غائب رہا مگر ملنے کے بعد معلوم ہوا کہ شکاری کے تیر ہی سے مارا گیا ہے تو اس کا کھانا جائز ہے لیکن اگر یہی شکار پانی میں گرا ہوا پایا گیا تو اس کا استعمال ناجائز ہے کیونکہ ممکن ہے کہ یہ شکار زندہ گر کر پانی میں مر گیا ہو تو یہ غریق کے حکم میں ہے ناجائز ہے اور اگر پانی میں ڈوبنے سے پہلے تیر کے زخم سے مرا ہو پھر پانی میں ڈوبا

ہو تو یہ جائز ہے لیکن اس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا ہے کہ تیر کے زخم سے مرا ہے یا پانی میں ڈوبنے سے مرا ہے تو شک ہو گیا اس لیے یہ ناجائز ہے اگلے باب میں اس کی مزید تفصیل ہے ایک دن کے بجائے وہاں تین دن کا ذکر ہے۔

۴۹۷۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّيْدِ، قَالَ: إِذَا رَمَيْتَ سَهْمَكَ، فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ، فَإِنْ وَجَدْتَهُ قَدْ قَتَلَ فَكُلْ، إِلَّا أَنْ تَجِدَهُ قَدْ وَقَعَ فِي مَاءٍ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي الْمَاءُ قَتَلَهُ أَوْ سَهْمُكَ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: جب تو اپنا تیر پھینکے تو تو اللہ کا نام لے (یعنی بسم اللہ پڑھ) پھر اگر تو اس شکار کو مرا ہوا پائے تو اسے کھا لے، سوائے اس کے کہ اگر تو اسے پانی میں ڈوبا ہوا پائے تو تو اسے نہ کھا کیونکہ تو نہیں جانتا کہ وہ پانی میں ڈوب کر مرا ہے یا تیرے تیر کے پھینکنے کی وجہ سے مرا ہے۔

۴۹۷۸۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيَّ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ، يَقُولُ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ نَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ، وَأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ، أَوْ بِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ، فَأَخْبِرْنِي مَا الَّذِي يَحِلُّ لَنَا مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكُمْ بِأَرْضِ قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ تَأْكُلُونَ فِي آنِيَتِهِمْ، فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَ آنِيَتِهِمْ، فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا، ثُمَّ كُلُوا فِيهَا، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ صَيْدٍ، فَمَا أَصَبْتَ بِقَوْسِكَ، فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ، ثُمَّ كُلْ، وَمَا أَصَبْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ، فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ، ثُمَّ كُلْ، وَمَا أَصَبْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ، فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ، فَكُلْ،

حضرت ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم اہل کتاب قوم کے ملک میں رہتے ہیں۔ ہم ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں اور ہمارا ملک شکار کا ملک ہے میں اپنی کمان سے شکار کرتا ہوں اور میں اپنے سکھلائے ہوئے کتے سے شکار کرتا ہوں یا اس کتے سے شکار کرتا ہوں کہ جو سکھلایا ہوا نہیں ہے تو آپ ﷺ مجھے خبر دیں کہ ہمارے لیے اس میں سے کون سا شکار حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے جو ذکر کیا کہ تم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہو اور انہی برتنوں میں کھاتے ہو تو اگر تم ان کے برتنوں کے

علاوہ اور برتن پاؤ تو تم ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور یہ جو تو نے ذکر کیا کہ تیرے ملک میں شکار کیا جاتا ہے تو جب تو اپنی کمان سے شکار کرے اور اس پر اللہ کا نام بھی لے تو پھر تو اسے کھالے اور جو تیرا سکھایا ہوا کتا شکار کرے اور اس پر اللہ کا نام بھی لے (یعنی بسم اللہ پڑھے) تو پھر تو اسے کھا سکتا ہے اور اگر تو نے غیر سکھلائے ہوئے کتے سے شکار کیا ہے تو اگر تو نے اس شکار کو زندہ پایا ہے تو تو اسے ذبح کر کے کھا سکتا ہے۔

تشریح:

"اھل الکتاب" اہل کتاب کے برتنوں میں اگر انہوں نے خنزیر کا گوشت رکھا ہو یا شراب کے لیے استعمال کیا ہو اس صورت میں اگر کوئی اور برتن مل سکتا ہے تو ان برتنوں کا استعمال قطعاً جائز نہیں ہے لیکن اگر کوئی اور برتن نہیں مل سکتا تو انہیں دھو کر استعمال کرنا جائز ہے مجبوری ہے اور اگر ان کے یہ برتن شراب وغیرہ میں استعمال نہیں ہوئے ہوں تو پھر صرف دھو کر استعمال کرنا جائز ہے اگر چہ اپنا برتن موجود ہو۔ بہر حال اسلام چاہتا ہے کہ مسلمانوں میں اسلامی غیرت وحمیت باقی رہے کیونکہ زیادہ اختلاط سے آہستہ آہستہ آدمی غیر مسلموں کے معاشرے میں گم ہو جاتا ہے بداخلاقی جائز نہیں ہے لیکن اخلاق کا بھی ایک مقام اور پیمانہ ہوتا ہے اخلاق اس کا نام نہیں ہے کہ دشمنِ خدا کے ساتھ قلبی الفت پیدا ہو جائے۔ زیر بحث حدیث کا اشارہ بھی یہی ہے کہ اگر اپنا برتن موجود ہے تو کافر کا برتن استعمال نہ کرو۔

۴۹۷۹۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا الْمُقْرِءُ، كِلَاهُمَا عَنْ حَيْوَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ ابْنِ وَهْبٍ لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ صَيْدَ الْقَوْسِ

اس سند کے ساتھ یہ حدیث ابن مبارک کی مذکورہ حدیث کی طرح منقول ہے۔ سوائے اس کے کہ اس روایت میں کمان کے ساتھ شکار کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

بَابُ إِذَا غَابَ عَنْهُ الصَّيْدُ ثُمَّ وَجَدَهُ

شکاری سے شکار گم ہونے اور پھر ملنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۴۹۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا

رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ، فَغَابَ عَنْكَ، فَأَدْرَكْتَهُ فَكُلْهُ، مَا لَمْ يُنْتِنْ

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب تو اپنا تیر پھینکے پھر وہ شکار تجھ سے غائب ہو جائے اور پھر تو اسے پالے تو تو اس شکار کو کھا سکتا ہے بشرطیکہ وہ بدبودار نہ ہو جائے۔

تشریح:

"مالم ینتن" یہ صیغہ باب افعال سے ہے مجرد میں ضرب اور سمع سے آتا ہے بدبودار ہونے اور سڑنے کے معنی میں ہے اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً ایک آدمی نے پرندہ وغیرہ شکار کیا لیکن وہ گر کر جھاڑیوں میں گم ہو گیا اب اس گمشدہ شکار کا کیا حکم ہے۔ اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب تک وہ شکار سڑ کر بدبودار نہیں ہوتا اس وقت تک اس کا کھانا جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ شکار کسی اور وجہ سے نہیں مرا ہو بلکہ شکاری آدمی کے تیر وغیرہ سے مرا ہو اور مارتے وقت اس نے بسم اللہ اللہ اکبر کہا ہو شکار معمولی بدبو اٹھنے سے حرام نہیں ہوتا اگر چہ مضر صحت ہوتا ہے تاہم شکاری پر لازم ہے کہ وہ اس شکار کو حتی الامکان تسلسل کے ساتھ تلاش کرتا رہے آنے والی حدیث میں ہے کہ تین دن کے بعد بھی مل جائے پھر بھی جائز ہے۔ "نُتُونَةٌ" یہ مصدر ہے بدبودار ہونے کے معنی میں ہے۔ نَتْنًا وَنُتُونَةً نصر اور ضرب سے مصدر کا صیغہ ہے آئندہ روایت میں مذکور ہے۔

۴۹۸۱۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ، حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِي يُدْرِكُ صَيْدَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ: فَكُلْهُ مَا لَمْ يُنْتِنْ،

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے اس آدمی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے شکار کو تین دن کے بعد پالیا، وہ اسے کھا سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس میں بدبو پیدا نہ ہو گئی ہو۔

۴۹۸۲۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ فِي الصَّيْدِ، ثُمَّ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَأَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، بِمِثْلِ حَدِيثِ الْعَلَاءِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ نُتُونَتَهُ، وَقَالَ فِي الْكَلْبِ: كُلْهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ إِلَّا أَنْ يُنْتِنَ فَدَعْهُ

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ شکار کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے حدیث نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں (اس سند کی روایت میں) وہ کہا کرتے تھے اور کتے کے شکار کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین دن کے بعد بھی اگر وہ شکار مل جائے تو اسے کھایا جا سکتا ہے لیکن اگر اس سے بدبو آئے تو پھر اسے چھوڑ دے۔

بَابُ تَحْرِيمِ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَكُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ

کچلی والے درندے اور پنجہ والے پرندے کا کھانا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے دس احادیث کو بیان کیا ہے

٤٩٨١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ، زَادَ إِسْحَاقُ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي حَدِيثِهِمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَلَمْ نَسْمَعْ بِهَذَا حَتَّى قَدِمْنَا الشَّامَ

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ہر ایک دانت والے درندے (کا گوشت) کھانے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت اسحاق اور ابن ابی عمر کی روایت میں یہ زائد ہے کہ زہری کہتے ہیں کہ ہم نے ملک شام آنے تک اس حدیث کو نہیں سنا۔

تشریح:

"عن اکل ذی ناب" یعنی ڈاڑھ اور کچلی والے درندے کا کھانا حرام ہے۔

"ذی نـــاب" اس درندے کو ذی ناب کہتے ہیں جن کی کچلیاں ہوں یعنی رباعی دانتوں کے پاس دائیں بائیں لمبے لمبے نوکدار دانت ہوں اور اس کے ساتھ دوسرے جانوروں کا شکار کر کے پھاڑتے ہوں جیسے شیر، بھیڑیا، چیتا، ریچھ، بندر، سور، لومڑی اور بلو وغیرہ ہیں۔

"مـن السبـاع" اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کے ذریعہ چیر پھاڑ کا کام کرتا ہو اور دیگر جانوروں کو پھاڑتا ہو من السباع کا یہ لفظ جس طرح درندوں کے ساتھ لگتا ہے اسی طرح ذی مخلب پرندوں کے ساتھ بھی لگتا ہے۔ علماء نے یہ ضابطہ لکھا ہے کہ جن جانوروں کے سینگ ہوتے ہیں ان کے کچلی اور ڈاڑھ نہیں ہوتے ہیں کچلی والا ذی ناب حیوان ہمیشہ سینگ کے بغیر ہوتا ہے۔

"ذی مـخـلـب" میم پر کسرہ ہے خا ساکن ہے لام پر فتحہ ہے پنجے مراد ہیں جو پرندہ پنجوں کے ساتھ چیز پھاڑ کرتا ہے جیسے باز

شکرہ، چیل، چرغ اور گدھ پنجوں کے ذریعہ دیگر پرندوں کو پھاڑ کر کھاتا ہے یعنی ذی ناب اور ذی مخلب اس صورت میں حرام ہیں کہ وہ ناب اور مخلب سے شکار کرتے ہوں اگر شکار نہیں کرتے ہوں تو وہ حرام نہیں جیسے اونٹ ذی ناب ہے مگر ناب سے شکار نہیں کرتا ہے۔

"الحمر الاھلیۃ" اس سے گھریلو پالتو گدھے مراد ہیں لہٰذا جنگلی گدھے اس سے نکل گئے کیونکہ وہ حلال ہیں جس کو زیبرا کہتے ہیں جو جمعیت کے جھنڈے کے رنگ میں ہوتا ہے افریقہ اس سے بھرا پڑا ہے۔

"عن الخلیسۃ" یعنی شیر یا بھیڑیا نے مثلاً بکری کو شکار کیا اور ایک انسان نے اسے چھڑا لیا مگر وہ بکری مر چکی تھی اس کو خلیسہ کہتے ہیں یہ چونکہ مردار ہو گیا ہے اس لیے مسلمان کے لیے اس کا کھانا حرام ہے۔

"وان توطأ الحبالی" یعنی کسی کے ہاتھ میں لونڈی آئی جو حاملہ ہے تو وضع حمل تک اس سے جماع کرنا جائز نہیں ہے، اس سے منکوحہ حاملہ بیوی مراد نہیں ہے اگر لونڈی حاملہ نہ ہو تو ایک حیض آنے تک انتظار ضروری ہے یہ جہاد میں ہاتھ آنے والی لونڈی کی بات ہے۔ ترمذی کی روایت میں الفاظ کا یہ اضافہ ہے مسلم کی روایت میں نہیں ہے میں نے فائدہ کی غرض سے پورا لکھ دیا۔

٤٩٨٤ - وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ، يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَلَمْ أَسْمَعْ ذَلِكَ مِنْ عُلَمَائِنَا بِالْحِجَازِ حَتَّى حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ، وَكَانَ مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الشَّامِ

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر ایک دانت والے درندے (کا گوشت) کھانے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث اپنے حجاز کے علماء سے نہیں سنی، یہاں تک کہ ابو ادریس نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی اور وہ شام کے فقہاء میں سے تھے۔

٤٩٨٥ - وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ،

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر ایک دانت والے درندے (کا گوشت) کھانے سے منع فرمایا ہے۔

٤٩٨٦ـ وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، وَغَيْرُهُمْ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ، ح وحَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ، وَعَمْرٍو، كُلُّهُمْ ذَكَرَ الْأَكْلَ إِلَّا صَالِحًا، وَيُوسُفَ، فَإِنَّ حَدِيثَهُمَا نَهَى عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ

حضرت زہری نے ان مختلف اسناد وطرق کیساتھ یونس اور عمرو کی روایت کی طرح حدیث نقل کی ہے اور ان سب نے کھانے کا ذکر کیا۔ سوائے صالح اور یوسف کی روایت کردہ حدیث میں کہ اس میں صرف ہر ایک دانت والے درندے کا (گوشت کھانے) کی ممانعت کا ذکر ہے۔

٤٩٨٧ـ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عَبِيدَةَ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَأَكْلُهُ حَرَامٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر ایک دانت والے درندے کا (گوشت) کھانا حرام ہے۔

٤٩٨٨ـ وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا روایت کی طرح حدیث بیان کی ہے۔

٤٩٨٩ـ وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر ایک دانت والے درندے اور ہر ایک پنجے (ناخنوں) والے پرندے کا (گوشت) کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۴۹۹۰۔ وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت شعبہ نے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا روایت کی طرح روایت بیان کی ہے۔

۴۹۹۱۔ وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، وَأَبُو بِشْرٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر ایک دانت والے اور ہر ایک پنجے (ناخنوں) والے پرندے کا (گوشت) کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۴۹۹۲۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ أَبُو بِشْرٍ: أَخْبَرَنَا عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهَى، ح وحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے (اور پھر آگے) شعبہ عن الحکم کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث روایت کی گئی ہے۔

بَابُ إِبَاحَةِ مَيْتَاتِ الْبَحْرِ

سمندری مخلوق کی اباحت کا حکم

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

۴۹۹۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، ح وحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّرَ عَلَيْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ، نَتَلَقَّى عِيرًا لِقُرَيْشٍ، وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمْرٍ لَمْ يَجِدْ لَنَا غَيْرَهُ، فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ يُعْطِينَا تَمْرَةً تَمْرَةً، قَالَ: فَقُلْتُ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ بِهَا؟ قَالَ: نَمَصُّهَا كَمَا يَمَصُّ الصَّبِيُّ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ، فَتَكْفِينَا يَوْمَنَا إِلَى اللَّيْلِ، وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ، ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَاءِ فَنَأْكُلُهُ، قَالَ: وَانْطَلَقْنَا

عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَرُفِعَ لَنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ كَهَيْئَةِ الْكَثِيبِ الضَّخْمِ، فَأَتَيْنَاهُ فَإِذَا هِيَ دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَ، قَالَ: قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: مَيْتَةٌ، ثُمَّ قَالَ: لَا، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَقَدِ اضْطُرِرْتُمْ فَكُلُوا، قَالَ: فَأَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ حَتَّى سَمِنَّا، قَالَ: وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا نَغْتَرِفُ مِنْ وَقْبِ عَيْنِهِ بِالْقِلَالِ الدُّهْنَ، وَنَقْتَطِعُ مِنْهُ الْفِدَرَ كَالثَّوْرِ، أَوْ كَقَدْرِ الثَّوْرِ، فَلَقَدْ أَخَذَ مِنَّا أَبُو عُبَيْدَةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا، فَأَقْعَدَهُمْ فِي وَقْبِ عَيْنِهِ، وَأَخَذَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَأَقَامَهَا ثُمَّ رَحَلَ أَعْظَمَ بَعِيرٍ مَعَنَا، فَمَرَّ مِنْ تَحْتِهَا وَتَزَوَّدْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَشَائِقَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: هُوَ رِزْقٌ أَخْرَجَهُ اللَّهُ لَكُمْ، فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ فَتُطْعِمُونَا؟، قَالَ: فَأَرْسَلْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَأَكَلَهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حضرت ابوعبیدہ کی قیادت میں قریش کے قافلہ کو پکڑنے کیلئے بھیجا اور کھجوروں کی ایک تھیلی زادراہ کے طور پر ہمیں عنایت فرمائی اور اس کے علاوہ اور کچھ ہمیں عطا نہیں فرمایا۔ حضرت ابوعبیدہ ہمیں ایک ایک کھجور روزانہ دیا کرتے تھے۔ راوی ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ سے پوچھا کہ تم ایک کھجور کا کیا کرتے تھے؟ وہ فرمانے لگے کہ ہم اس کھجور کو بچے کی طرح چوستے تھے پھر ہم اس پر پانی پی لیتے تھے اور وہ کھجور ہمیں رات تک کافی ہو جاتی تھی اور ہم لاٹھیوں سے درختوں کے پتے جھاڑ کر پانی میں بھگو کر بھی کھاتے تھے اور ہم سمندر کے ساحل پر چلے جاتے تھے تو اتفاق سے سمندر کی ساحلی ریت پر ایک بڑے ٹیلے کی طرح پڑی ہوئی ایک چیز ہمیں دکھائی دی۔ ہم اس کے پاس آئے دیکھا کہ ایک جانور ہے جسے عنبر پکارا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا: یہ مردار ہے۔ پھر فرمانے لگے: نہیں بلکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اللہ کے راستے میں ہیں اور تم بھوک کی وجہ سے بے قرار ہو تو تم اسے کھالو۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم اس جگہ پر ایک مہینہ ٹھہرے رہے اور ہم تین سو کی تعداد میں تھے۔ یہاں تک کہ ہم کھاتے کھاتے موٹے ہو گئے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ ہم نے اس جانور کی آنکھ کے حلقے میں مٹکوں سے بھر بھر چربی نکالی تھی اور ہم اس میں سے بیل کے برابر گوشت کے ٹکڑے کاٹتے تھے الغرض حضرت ابوعبیدہ نے ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو لیا اور وہ سب اس جانور کی آنکھ کے حلقہ کے اندر بیٹھ گئے اور اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی کو اٹھا کر کھڑا کیا پھر ان اونٹوں میں سے جو ہمارے ساتھ تھے ان میں سب سے بڑے اونٹ پر کجاوا کسا تو وہ اس کے نیچے سے گزر گیا اور اس کے گوشت کو ابال کر ہم نے اپنا زادراہ تیار کر لیا تو جب ہم واپس مدینہ آئے اور رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ

نے فرمایا: وہ اللہ کا رزق تھا جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نکالا تھا۔ تو کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہے؟ (اگر ہے) تو وہ ہمیں بھی کھلاؤ۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم نے اس گوشت میں سے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تو آپ نے اسے کھالیا۔

عنبر مچھلی کا قصہ

تشریح:

"وَاَمَّرَنَا" یعنی نبی اکرم نے ابوعبیدہ بن الجراح کو ہمارا امیر مقرر کردیا اس سریہ کو سریۃ الخبط اور جیش الخبط کہتے ہیں اہل تاریخ کا اس میں بہت اختلاف ہے کہ یہ واقعہ کب پیش آیا ہے ایک قول یہ ہے کہ یہ واقعہ آٹھ ہجری میں پیش آیا ہے، دوسرا قول سات ہجری کا ہے کسی نے کچھ اور بتایا ہے، صحیح یہ ہے کہ صلح حدیبیہ سے پہلے یہ واقعہ پیش آیا ہے کیونکہ صلح حدیبیہ کے بعد صحابہ چھاپہ مار کاروائی نہیں کر سکتے تھے۔

"نمصہا" چوسنے کے معنی میں ہے "عصینا" عین پر زبر ہے یہ عصا کی جمع ہے "الخبط" درخت کے پتوں کو کہتے ہیں "نبلہ" بل بل سے تر کرنے کے معنی میں ہے "الکثیب الفخم" ریت کے بڑے تودے کو کہتے ہیں۔

"دابۃ" یہ وہیل مچھلی تھی بڑے ہونے کی وجہ سے اس کو دابۃ کہدیا ورنہ صحیح بخاری میں صراحت کے ساتھ حوت اور سمک کا لفظ موجود ہے۔

"میتۃ" یعنی یہ مردار ہے اس کا کھانا جائز نہیں ہے پھر جواز کا قول کیا "سمنا" یعنی ہم خوب فربہ موٹے ہوگئے "وقب عینہ" آنکھ سے پتلی ہٹانے کے بعد آنکھ کا جو گڑھا رہ جاتا ہے اس کو وقب کہتے ہیں "الفدر" یہ فدرۃ کی جمع ہے گوشت کے بڑے ٹکڑے کو کہتے ہیں "کالثور" یعنی بیل برابر ٹکڑے بنائے تھے۔ "وشائق" یہ جمع ہے اس کا مفرد وشیقۃ ہے گوشت کے کٹے ہوئے ٹکڑوں کو کہتے ہیں۔ عرب لوگ پہلے گوشت کو ابالتے ہیں معمولی ابال کے بعد اتار کر اس کے ٹکڑے بنا کر سفر میں لیجاتے ہیں اور راستے میں کھاتے ہیں اسی کو وشائق کہتے ہیں "ودکہا" گھی اور دال اور چربی کو کہتے ہیں۔ اس قصہ کی کچھ مزید تفصیل اس طرح ہے۔ "ثابت" ای قامت ورجعت مضبوط ہونے کو کہتے ہیں یعنی اجسام کمزور ہونے کے بعد پھر موٹے ہوگئے۔ یہ ایک روایت کا لفظ ہے۔

"الخبط" خ پر فتحہ ہے اور با ساکن ہے اور دونوں پر زبر بھی پڑھا جاتا ہے خبط درخت کے پتوں کو کہتے ہیں چونکہ اس غزوہ میں

لشکر اسلام نے درختوں کے پتے جھاڑ کر کھائے تھے یہاں تک کہ سبز پتے بھی ختم ہو گئے اس لیے اس کا نام سریۃ الخبط اور جیش الخبط پڑ گیا اس کو سریۃ سیف البحر بھی کہتے ہیں یعنی ساحل سمندر کا سریہ مدینہ منورہ سے یہ جگہ پانچ راتوں کے فاصلہ پر ساحل سمندر میں واقع ہے تین سو صحابہ اس چھاپہ مار جنگ میں گئے تھے جن کے امیر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح تھے ۶ھ میں صلح حدیبیہ سے پہلے یہ واقعہ پیش آیا ہے درختوں کے پتے کھا کھا کر صحابہ کے ہونٹ پھٹ گئے منہ زخمی ہو گئے اور قضائے حاجت مینگنیوں کی طرح ہوتی تھی آخر میں اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور ایک اژدھا وھیل مچھلی سمندر نے باہر پھینک دیا جس کا نام عنبر ہے بڑی ہونے کی وجہ سے اس کو دابہ کے لفظ سے بھی یاد کیا گیا ہے ورنہ یہ مچھلی تھی جس طرح بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں اس کو حوت کہا گیا ہے۔ تین سو مجاہدین نے ایک ماہ تک کھایا بعض روایات میں ۱۵ دن تک اور بعض میں ۱۸ دن تک کھانے کا ذکر ہے اس میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ جس نے جتنے عرصہ تک کھایا اسی کا ذکر کیا پورے لشکر نے پندرہ دن تک کھایا پھر جس کے پاس جتنا گوشت رہ گیا اس نے اتنے دن تک کھایا کسی نے اٹھارہ دن اور کسی نے ۳۰ دن تک کھایا برکت کی وجہ سے حضور اکرم نے بھی کھایا اور صحابہ کی خاطر داری بھی مقصود تھی اور جواز کا فتویٰ بھی مہیا فرمادیا صحابہ نے اس سے وافر مقدار میں تیل بھی حاصل کیا کشتیوں میں بھی استعمال کیا اور جسموں پر بھی مل لیا مچھلی کی آنکھ کے گڑھے میں ۱۳ آدمی بیٹھ جاتے تھے اور نظر نہیں آتے تھے پسلی کی ہڈی کے نیچے سے اونٹ سوار کو گزارا گیا۔ اس حدیث کا کچھ ٹکڑا حضرت جابر کی لمبی حدیث میں بھی مذکور ہے جو کتاب الزہد سے کچھ پہلے ہے۔

٤٩٩٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعَ عَمْرٌو، جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةِ رَاكِبٍ، وَأَمِيرُنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، نَرْصُدُ عِيرًا لِقُرَيْشٍ، فَأَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ شَهْرٍ، فَأَصَابَنَا جُوعٌ شَدِيدٌ حَتَّى أَكَلْنَا الْخَبَطَ، فَسُمِّيَ جَيْشَ الْخَبَطِ، فَأَلْقَى لَنَا الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهَا نِصْفَ شَهْرٍ، وَادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهَا حَتَّى ثَابَتْ أَجْسَامُنَا، قَالَ: فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ، ثُمَّ نَظَرَ إِلَى أَطْوَلِ رَجُلٍ فِي الْجَيْشِ وَأَطْوَلِ جَمَلٍ فَحَمَلَهُ عَلَيْهِ، فَمَرَّ تَحْتَهُ، قَالَ: وَجَلَسَ فِي حَجَاجِ عَيْنِهِ نَفَرٌ، قَالَ: وَأَخْرَجْنَا مِنْ وَقْبِ عَيْنِهِ كَذَا وَكَذَا قُلَّةَ وَدَكٍ، قَالَ: وَكَانَ مَعَنَا جِرَابٌ مِنْ تَمْرٍ، فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ يُعْطِي كُلَّ رَجُلٍ مِنَّا قَبْضَةً قَبْضَةً، ثُمَّ أَعْطَانَا تَمْرَةً تَمْرَةً، فَلَمَّا فَنِيَ وَجَدْنَا فَقْدَهُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بھیجا اور ہم تین سو سوار تھے اور ہمارے امیر (سردار) حضرت ابوعبیدہ بن جراح تھے اور ہم قریش کے قافلہ کی گھات میں تھے۔ تو ہم سمندر کے ساحل پر آدھے مہینے تک ٹھہرے رہے اور ہمیں وہاں سخت بھوک لگی ہوئی تھی یہاں تک کہ ہم پتے کھانے لگے اور اس لشکر کا نام ہی پتے کھانے والا لشکر ہو گیا تو سمندر نے ہمارے لیے ایک جانور پھینکا جسے عنبر کہا جاتا ہے پھر ہم اس عنبر جانور کا گوشت آدھے مہینہ تک کھاتے رہے اور اس کی چربی بطور تیل اپنے جسموں پر ملتے تھے یہاں تک کہ ہم خوب موٹے ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ نے اس جانور کی ایک پسلی لے کر کھڑی کی اور لشکر میں سے سب سے لمبے آدمی کو تلاش کیا اور سب سے لمبا اونٹ اور پھر اس آدمی کو اس اونٹ پر سوار کیا وہ اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا اور اس جانور کی آنکھ کے حلقہ میں کئی آدمی بیٹھ گئے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کی آنکھ کے حلقہ میں سے اتنے اتنے گھڑے چربی کے بھرے اور ہمارے ساتھ کھجوروں کی ایک بوری تھی۔ ابوعبیدہ ہم میں سے ہر ایک آدمی کو ایک ایک مٹھی کھجور دیتے پھر (کچھ دن بعد) ہمیں ایک ایک کھجور دینے لگے پھر جب وہ بھی ہمیں نہ ملے تو ہمیں اس (ایک کھجور) کا نہ ملنا معلوم ہو گیا۔

٤٩٩٥۔ وحَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعَ عَمْرٌو، جَابِرًا، يَقُولُ فِي جَيْشِ الْخَبَطِ: إِنَّ رَجُلًا نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ ثَلَاثًا، ثُمَّ نَهَاهُ أَبُو عُبَيْدَةَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پتوں کے لشکر میں ایک دن ایک آدمی نے تین اونٹ ذبح کیے پھر تین اونٹ کاٹے پھر حضرت ابوعبیدہ نے اسے منع کر دیا۔

٤٩٩٦۔ وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بَعَثَنَا النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ نَحْمِلُ أَزْوَادَنَا عَلَى رِقَابِنَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں بھیجا اور ہم تین سو کی تعداد میں تھے اور ہم نے اپنا زادِ راہ اپنی گردنوں پر اٹھایا ہوا تھا۔

٤٩٩٧۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَهُ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً ثَلَاثَ مِائَةٍ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، فَفَنِيَ زَادُهُمْ، فَجَمَعَ أَبُو عُبَيْدَةَ زَادَهُمْ فِي مِزْوَدٍ، فَكَانَ يُقَوِّتُنَا حَتَّى كَانَ يُصِيبُنَا كُلَّ يَوْمٍ تَمْرَةٌ،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین سو (افراد) کا ایک لشکر بھیجا اور ان پر حضرت ابوعبیدہ کو امیر (سردار) مقرر فرمایا۔ تو جب ان کا زادِ راہ ختم ہوگیا تو حضرت ابوعبیدہ نے سب کے توشہ دانوں کو جمع کیا۔ حضرت ابوعبیدہ ہمیں کھجوریں کھلاتے تھے یہاں تک کہ (بوجہ کمی) روزانہ ایک کھجور دینے لگے۔

٤٩٩٨ ـ وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً أَنَا فِيهِمْ إِلَى سِيفِ الْبَحْرِ، وَسَاقُوا جَمِيعًا بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ كَنَحْوِ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، وَأَبِي الزُّبَيْرِ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ: فَأَكَلَ مِنْهَا الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سمندر کے کنارے کی طرف ایک لشکر بھیجا۔ میں بھی ان میں شامل تھا (آگے حدیث اسی طرح ہے) سوائے اس کے کہ اس حدیث میں ہے کہ لشکر والوں نے اٹھارہ دن تک اسی جانور کا گوشت کھایا۔

تشریح:

''الی سیف البحر'' ساحل سمندر کو سیف کہتے ہیں سین پر کسرہ ہے ''یقوتنا'' قوت لایموت دینے کے معنی میں ہے ''ان رجلا'' اس آدمی سے مراد قیس بن سعد بن عبادۃ ہیں جو مشہور سخی تھے۔ ''جزائر'' یہ جمع ہے اس کا مفرد جزور ہے اونٹوں کو کہتے ہیں یہ سابقہ حدیث کے الفاظ ہیں ''حجاج عینه'' آنکھ کا گڑھا مراد ہے ''قُلَّةٌ ودک'' قلہ مٹکے کو کہتے ہیں۔

٤٩٩٩ ـ وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُنْذِرِ الْقَزَّازُ، كِلَاهُمَا عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا إِلَى أَرْضِ جُهَيْنَةَ، وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جہینہ کے علاقہ کی طرف ایک لشکر بھیجا اور ان پر ایک آدمی کو امیر مقرر فرمایا۔ (آگے حدیث مبارکہ مذکورہ حدیث کی طرح ہے)

سمندری جانوروں کا شرعی حکم

میتة البحر: یعنی سمندری جانوروں کی حلت وحرمت میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے مچھلی کی تمام اقسام حلال ہیں اس میں تو کسی

اختلاف نہیں، مچھلی کے علاوہ دیگر جانوروں میں اختلاف ہے ائمہ ثلاثہ یعنی مالک شافعی اوراحمد بن حنبل رحمہم اللہ کے اس مسئلہ میں تین اقوال ہیں۔

پہلا قول: پہلا قول یہ ہے کہ جو اشیاء خشکی میں حلال ہیں اس کی نظیر بحر میں حلال ہے اور جو بر خشکی میں حرام ہیں ان کے مانند جانور بحر میں حرام ہیں۔

دوسرا قول: دوسرا قول یہ ہے کہ بحری اشیاء تمام حلال ہیں حتیٰ کہ انسان بحری کلب بحری اور خنزیر بحری بھی حلا ہیں کسی نے امام مالکؒ سے پوچھا کہ سمندری انسان اگر باتیں کررہا ہو اس کا کھانا بھی حلال ہے؟ تو آپ نے جواب دیا" نعم ولو یتکلم بالعربیۃ الفصحیٰ "یعنی اگر چہ فصیح عربی بولتا ہو اس کا کھانا بھی حلال ہے ہاں اس قول میں ان حضرات کے ہاں سمندری جانوروں میں سے تین چیزیں دیگر نصوص کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں۔ اول ضفدع مینڈک، دوم سلحفاۃ کچھوا اور سوم تمساح یعنی مگرمچھ گھڑیال نہنگ۔ ان حضرات کے ہاں یہ دوسرا قول سب سے زیادہ مختار ہے۔

جمہور کا تیسرا قول: تیسرا قول یہ ہے کہ جو اشیاء زہریلی ہیں وہ حرام ہیں باقی چیزیں حلال ہیں بہرحال جمہور کے ان تینوں اقوال میں کوئی ضبط اور انضباط نہیں ہے جس کو ہر خاص وعام آسانی سے سمجھ جائے اور اس پر عمل کرے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انواع سمک کے علاوہ سمندری تمام اشیاء حرام ہیں۔

دلائل

۱..... جمہور کی پہلی دلیل سنن کی حدیث ہے جس میں "والحل میتتہ" کے الفاظ آئے ہیں وہ حضرات اس میں اضافت استغراق کے لیے مانتے ہیں یعنی سمندر کے تمام میتات حلال ہیں۔

۲..... جمہور کی دوسری دلیل ﴿واحل لکم صید البحر وطعامہ متاعا لکم وللسیارۃ﴾ (سورہ مائدہ:۹۶)

۳..... جمہور کی تیسری دلیل زیر بحث قصۂ عنبر ہے کہ صحابہ کرام کو آنحضرت ﷺ نے ایک سریہ میں بھیجا تھا جب ان کے پاس کھانا ختم ہوگیا تو پتے کھانے لگے پھر اللہ تعالیٰ نے ایک سمندری دابہ بھیجا جسے عنبر کہا جاتا ہے صحابہ نے اسے کھالیا جمہور فرماتے ہیں کہ یہاں دابہ کا لفظ آیا ہے جس سے مراد جانور ہے اور صحابہ نے کھایا ہے لہٰذا سمندری مخلوق حلال ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل قرآن کی آیت ﴿ویحرم علیکم الخبائث﴾ ہے (سورۃ الاعراف:۱۵۷) وہ فرماتے ہیں کہ انواع سمک کے علاوہ تمام بحری اشیاء خبائث میں داخل ہیں جو موذیات اور خبائث ہیں بلکہ بعض تو اتنے زہریلے ہیں کہ ان کے کھانے سے آدمی فوراً مر جاتا ہے۔

جھینگے کا حکم

یہاں ضمنی طور پر مختصر انداز سے جھینگے کے متعلق بھی کچھ ملاحظہ فرمائیں پھر جمہور کے دلائل کا جواب ہوگا۔
جھینگے میں شوافع مالکیہ حنابلہ کے ساتھ اختلاف کے علاوہ ائمہ احناف کے آپس میں بھی اختلاف ہے۔ بعض احناف جو بالعموم سمندری ساحلی علاقوں کے باشندے ہیں وہ جھینگے کو حلال سمجھتے ہیں اور اکثر علماء احناف اس کو حلال نہیں کہتے ہیں اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ آیا جھینگا مچھلی کے اقسام میں داخل ہے یا اس سے خارج ہے اگر یہ مچھلی کے اقسام میں داخل ہے تو پھر اس کے حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں لیکن اگر یہ مچھلی کے اقسام سے خارج ہے تو پھر اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں اگر احناف انواع سمک کے علاوہ دیگر سمندری حیوانات کو حلال نہیں سمجھتے ہیں تو پھر جھینگا کو بھی حلال نہیں کہنا چاہیے۔ اب یہ مسئلہ علماء حیوانات کے کورٹ میں چلا گیا کہ ماہرین حیوانات یہ فیصلہ کریں کہ جھینگا مچھلی ہے یا کچھ اور چیز ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے اس کو خشکی کا کیڑا قرار دیا ہے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے۔ سوال۔ جھینگوں کا کھانا درست ہے یا نہیں؟
جواب۔ جھینگا خشکی حشرات میں ہے حرام ہے اور دریائی غیر ماہی کا ہے سوائے ماہی کے سب دریائی جانور حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ (ص ۵۴۹ دارالاشاعت)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ نے کفایت المفتی میں جھینگا کے متعلق لکھا ہے:

سوال: [۴۹۰۷] جھینگا مچھلی حلال ہے یا نہیں؟
جواب: جھینگا اگر مچھلی کے اقسام میں داخل ہو تو حلال ہے اور مچھلی کی اقسام میں داخل نہ مانا جائے تو حنفیہ کے نزدیک حرام ہے۔ اس کے متعلق علماء میں بھی اختلاف ہے کہ وہ مچھلی کے اقسام میں داخل ہے یا نہیں؟ جو لوگ کہ اسے مچھلی کہتے ہیں وہ حلال سمجھتے ہیں۔ اور جو مچھلی نہیں سمجھتے وہ حرام کہتے ہیں۔ میرے خیال میں وہ مچھلی کے اقسام میں داخل نہیں، تاہم علماء کے اختلاف کی وجہ سے اس میں سختی کرنے کو میں پسند نہیں کرتا۔ (کفایت المفتی: ج ۱۱ صفحہ: ۶۵۶)

سوال [۴۹۰۸]: جھینگا جسے بعض مچھلی اور بعض کیڑا کہتے ہیں، اس کے متعلق آپ کا ذاتی مسلک کیا ہے؟
جواب: جھینگا اکثر علماء کے نزدیک مچھلی کے حکم میں ہے، مچھلی کی ایک قسم قرار دے کر اسے کھانے والے کھاتے ہیں اور بعض علماء اسے مچھلی کی قسم قرار نہیں دیتے وہ اسے ناجائز کہتے ہیں، بہر حال اس میں اختلاف ہے، احتیاط یہ ہے کہ نہ کھایا جائے۔ (کفایت المفتی: ج: ۱۱ ص: ۶۵۷)

سمک کی تعریف جھینگا پر صادق نہیں ہے

ولکن خبراء علم الحیوان الیوم لا یعتبرونه سمکا، ویذکرونه کنوع مستقل، ویقولون: انه من أسرة السرطان دون السمک، وتعریف السمک عند علماء الحیوان علی ماذکر فی دائرة المعارف البریطانیة: ۹/۳۰۵، طبع: ۱۹۵۰ء): "هو حیوان ذو عمود فقری، یعیش فی الماء ویسبح بعواماته ویتنفس بغلصمته". وان الاربیان لیس له عمود فقری، ولا یتنفس بغلصمته.... وان هذه التعریفات لا تصدق علی الاربیان ، وانه ینفصل عن السمک بانه لیس من الحیوانات الفقریة... غیر أن الاجتناب عن اکله احوط واولی واحری، والله سبحانه وتعالیٰ اعلم". (تکملة فتح الملهم ، کتاب الصید والذبائح ، باب اباحة میتات البحر، مسالة الروبیان: ۳/۵۱۳، ۵۱۴، دارالعلوم کراچی)

جھینگا حرام ہے

الجواب باسم الملہم الصواب

ماہرین حیوانات نے مچھلی کی تعریف میں جو چیزیں ذکر کی ہیں ان میں سے تین بالکل عام فہم ہیں:

(۱) ریڑھ کی ہڈی۔ (۲) سانس لینے کے گلپھڑے۔ (۳) تیرنے کے پنکھے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ جھینگے میں ان تینوں چیزوں میں سے کوئی بھی نہیں پائی جاتی، اس لیے ماہرین حیوانات سب اس پر متفق ہیں کہ جھینگے کا مچھلی سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں، یہ مچھلی سے بالکل الگ کیڑا ہے۔

ماہرین حیوانات کا فیصلہ ہے:

"اگر کوئی گدھے کو انسان کہے تو اس پر اتنا تعجب نہیں جتنا جھینگے کو مچھلی قرار دینے پر ہوتا ہے، اس لیے کہ حیوان کی تقسیم اولی میں دو قسمیں ہیں، ایک وہ جس میں ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے، دوسری قسم وہ جس میں ریڑھ کی ہڈی نہیں ہوتی، یہ قسم کیڑوں میں داخل ہے، لہذا جھینگا تقسیم اولی ہی میں مچھلی کی جنس سے نکل کر کیڑوں کی جنس میں داخل ہو جاتا ہے، بخلاف گدھے وغیرہ کے کہ وہ تقسیم اولی میں انسان کے ساتھ شریک ہے"۔

فیصلہ بداہت نظر وعقل: ماہرین فن کے اس اجماعی فیصلہ کے علاوہ بداہت نظر وعقل کا فیصلہ بھی یہی ہے: جھینگے کا مچھلی سے کوئی دور کا واسطہ بھی نہیں، اس لیے کہ اتحاد جنس کے لیے اعضاء ظاہرہ وباطنہ میں تشابہ اور خواص وآثار میں اتحاد ضروری ہے، اگر

کسی کو کل اعضاء وخواص میں تشابہ واتحاد کے قول میں اشکال ہو تو کم از کم اکثر اعضاء وخواص میں تشابہ واتحاد کے لزوم سے انکار کی جرأت صحت کے سوا کوئی کرسکتا، جھینگے اور مچھلی میں کسی عضو اور کسی خاصیت میں بھی تشابہ واتحاد نہیں۔ جھینگے کا سانپ کی طرح کینچلی اتارنا اور اس کی اوجھڑی کا گدی پر ہونا بھی مچھلی کی کسی نوع میں نہیں پایا جاتا"۔

دنیا میں اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی کہ کسی جنس کی انواع کا آپس میں نہ کسی عضو میں تشابہ ہو اور نہ کسی ایک خاصیت میں اتحاد جنس کے معیار کا تجربہ یوں کیا جاسکتا ہے: "کوئی شخص کسی جنس مثلاً بکری، گائے، اونٹ، گدھے، گھوڑے، بلی، کتے وغیرہ کوئی ایک فرد یا اس کی تصویر دیکھ لے، اس کے بعد اس کے سامنے اس جنس میں سے کسی نوع کا بھی کوئی فرد یا اس کی تصویر آئے تو فوراً پہچان لے گا کہ یہ وہی جنس ہے"۔ مگر مچھلی کو دیکھنے والا جھینگا دیکھ کر ہرگز باور نہیں کرسکتا کہ یہ وہی جنس ہے۔

اسی طرح عام بول چال میں بھی مطلق "مچھلی" کا اطلاق جھینگے پر نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے ساتھ "جھینگا" کی قید نہ لگائی جائے صرف لفظ مچھلی سے جھینگا کا مفہوم نہیں ہوتا، مثلاً کسی کو مچھلی لانے کو کہا اور وہ جھینگا لے آیا تو اس کو خلاف امر سمجھا جاتا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ عرف میں مچھلی اور جھینگا کے درمیان عموم وخصوص نہیں بلکہ تباین وتقابل ہے، چنانچہ منجد میں جہاں مچھلیوں کی انواع کی تصویریں دی ہیں، ان میں جھینگے کی تصویر نہیں، اور دوسرے مقام پر اس کو صراحۃ سرطان بحری کی قسم قرار دیا ہے۔

ونصہ: اربیان وروبیان جنس سرطان بحری من القشریات العشاریۃ الاقدام ویعرف "بالقریدس" لہ اصناف عدیدۃ لذیذۃ الطعم (المنجد: ۸) برغوث البحر نوع من القشریات العشاریۃ الاقدام تشبہ البرغوث وتسمیۃ العامۃ "القریدس" (المنجد: ۳۴)

کتب لغت میں جھینگے کو سمک یا ماہی یا مچھلی لکھنا یا عام بول چال میں اس کے ساتھ مچھلی کا لفظ لگانا کوئی دلیل نہیں۔ چنانچہ سقنقور کو "ریگ ماہی" کہا جاتا ہے، حالانکہ یہ خشکی کا جانور ہے۔ اور انسان سے مشابہ سمندری جانور کو "انسان ماہی" کہا جاتا ہے حالانکہ وہ انسان نہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ نے جھینگا سے متعلق فرمایا:

سوال:... کیا جھینگا کھانا جائز ہے؟

جواب:... مچھلی کے علاوہ کسی اور دریائی یا سمندری جانور کا کھانا جائز نہیں، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جھینگا مچھلی کی قسم نہیں ہے، اگر یہ صحیح ہے تو کھانا جائز نہیں"۔

عوام الناس "اگر" اور "مگر" میں نہیں جاتے، کیا ابھی تک علماء کو تحقیق نہیں ہوئی کہ جھینگے کی نوعیت کیا ہے؟ یا تو صاف کہہ دیا جائے کہ یہ مچھلی کی قسم نہیں ہے، اس لیے کھانا جائز نہیں، یا اس کے برعکس۔ عوام الناس، علماء کے اس قسم کے بیان سے اسلام اور مسئلے مسائل سے متنفر ہونے لگتے ہیں اور علماء کا یہ رویہ مسئلے مسائل کے سلسلے میں گول مول بہتر نہیں ہے۔ میں نے لغت میں دیکھا تو جھینگے کی تعریف مچھلی کی ایک قسم لکھی گئی ہے۔ آخر علماء کیا آج تک یہ نہیں طے پائے کہ یہ مچھلی کی قسم ہے یا نہیں؟ مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا یوسف بنوریؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور دوسرے علمائے حق کا کیا رویہ رہا؟ کیا انہوں نے جھینگا کھایا یا نہیں؟ اور اس کے متعلق کیا فرمایا؟ امید ہے آپ ذرا تفصیل سے کام لیتے ہوئے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں گے۔

جواب:... صورت مسئولہ میں مچھلی کے سوا دریا کا اور کوئی جانور حنفیہ کے نزدیک حلال نہیں۔ جھینگے کی حلت و حرمت اس پر موقوف ہے کہ یہ مچھلی کی جنس میں سے ہے یا نہیں؟ ماہرین حیوانات نے مچھلی کی تعریف میں چار چیزیں ذکر کی ہیں۔ ا:... ریڑھ کی ہڈی۔ ۲:... سانس لینے کے گلپھڑے، ۳:... تیرنے کے پنکھ، ۴:... ٹھنڈا خون۔ چوتھی علامت عام فہم نہیں، مگر پہلی تین علامات، کا جھینگے میں نہ ہونا ہر شخص جانتا ہے۔ اس لیے ماہرین حیوانات سب اس امر پر متفق ہیں کہ جھینگے کا مچھلی سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ مچھلی سے بالکل الگ جنس ہے۔

جھینگا اور اس کا کاروبار کرنا

سوال:... جھینگا کھانا اور اس کا کاروبار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ بہت سے لوگ اسے کھانے اور کاروبار کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

جواب:... جھینگا مچھلی ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ اختلافی رہا ہے جن حضرات نے مچھلی کی ایک قسم سمجھا انہوں نے کی اجازت تو دی البتہ احتیاط اس میں بتلائی کہ یہ نہ کھایا جائے اب جدید تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ جھینگا مچھلی نہیں ہے امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک دریائی جانوروں میں سے صرف مچھلی اپنی تمام قسموں کے ساتھ حلال ہے اور چونکہ جھینگا مچھلی نہیں ہے اس لیے امام اعظم کے نزدیک کھانا جائز نہیں ہوگا البتہ بطور دوا کھانے میں یا اس کی تجارت میں گنجائش ہوگی کیوں کہ مسئلہ اجتہادی ہے امام شافعی کے نزدیک کھانا حلال ہے۔ اب مسئلہ یہ ہوا کہ جھینگا کھایا تو نہ جائے البتہ اس کی تجارت میں گنجائش ہے۔ جھینگا حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے علماء حیوانات کا حوالہ دیا ہے کہ وہ اس کو کس میں شامل کرتے ہیں اگر مچھلی ہے تو حلال ہے

ورنہ حرام ہے۔ علماء حیوانات کا کہنا ہے کہ مچھلی میں ہڈی کا ہونا ضروری ہوتا ہے جھینگے میں ہڈی نہیں نیز مچھلی کے گلپھڑے ہوتے ہیں۔ جھینگے میں یہ بھی نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جھینگا مچھلی کی قسم نہیں ہے کوئی اور چیز ہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اس مسئلہ کی تحقیق غیر جانب دار علماء کو کرنا چاہیے جو علماء صبح وشام جھینگے مہنگے داموں پر خرید کر استلذاذ کامل کے ساتھ کھاتے ہیں ظاہر ہے وہ اس کے جواز اور حلال طیب بنانے کے لیے ہر غث وسمین قسم کے دلائل کا سہارا لیں گے چنانچہ دیکھا گیا کہ شوافع حضرات نے جن دلائل سے بحری اشیاء کی حلت پر استدلال کیا ہے جھینگا کھانے والے حضرات انہیں دلائل کو جواز کے لیے بطور استدلال پیش کرتے ہیں حالانکہ زیر بحث حدیث کی تشریح کرنے میں علماء احناف شدومد کے ساتھ شوافع حضرات کے ان دلائل کا مدلل انداز سے جواب دیتے چلے آئے ہیں۔ جس میں اس حدیث کا جواب بھی ہے۔

جھینگے کے خواہشمند شوقین حضرات اکثر وبیشتر لغت کی کتابوں کے حوالے نکال کر پیش کرتے ہیں کہ جھینگا حلال ہے۔ دیکھو لغت کی فلاں فلاں کتاب نے اس کو مچھلی کہہ دیا ہے تو یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ لغات کی یہ اکثر کتابیں شافعی مسلک حضرات کی ہیں ان سے احناف کیسے استدلال کریں گے نیز یہ کھانے نہ کھانے کے حرام اور حلال کا مقابلہ ہے اور اس طرح کی صورت میں ترجیح حرام کو دی جاتی ہے تاکہ حرام کے کھانے میں پڑنے سے آدمی بچ جائے۔

یہاں میں علماء لغت کے دو تین حوالے بھی دوں گا تاکہ جھینگا نہ کھانے والے حضرات کو تسلی ہو جائے اور کھانے والوں کے لیے کچھ سوچنے کا سامان ہو جائے۔

جھینگا کو عربی میں روبیان کہتے ہیں لہٰذا لغت والے اس کو باب الراء میں لکھتے ہیں لغت میں اس کو "اُربیان" بھی کہتے ہیں اس لیے باب الالف میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے چنانچہ مؤلف المنجد الابجدی حرف الراء ص:۵۰۳ پر لکھتے ہیں۔

الروبیان، جنس سرطان بحری من القشریات العشاریة الاقدام ویعرف بالقریدس

یعنی جھینگا سمندری کیکڑا اور سرطان ہے اس پر چھلکے ہوتے ہیں اور اس کے دس کے قریب پنجے ہوتے ہیں اور قریدس یعنی کیکڑے کے نام سے مشہور ہے۔ لغت کی ایک کتاب المنجد فی اللغۃ کے ص:۸ پر اس کا مصنف لکھتا ہے

اربیان وروبیان جنس سرطان بحری من القشریات العشاریة الاقدام ویعرف بالقریدس اصناف عدیدة لذیذ الطعم۔ اس عبارت میں یہ آخری الفاظ مزید آئے ہیں کہ جھینگا کے بہت سارے اقسام ہیں اور یہ ایک لذیذ چیز ہے۔

لغت کی مشہور کتاب المنجد فی اللغۃ والادب والعلوم میں اس کا عیسائی مصنف لوئیس معلوف نے جھینگا کے متعلق لکھا ہے "اربیان

نوع من سرطان بحری "یعنی یہ کیکڑوں کی ایک قسم ہے (المنجد فی اللغۃ والاعلام ص: ۷)

لغت کی ایک اور کتاب الآردوس کے ص: ۵۶ پر لکھتے ہیں "روبیان برغوث البحر" یعنی جھینگے سمندر کے پسو ہیں۔ خلاصہ یہ کہ جھینگے کو کیکڑا کہا گیا کیڑا کہا گیا پسو کہا گیا اب اس کے کھانے والوں کو خود سوچنا چاہیے کہ وہ کیا چیز کھا رہے ہیں قیمت اور لذت میں نہیں پڑنا چاہیے۔ حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں جھینگے کو حرام نہیں کہتا ہوں لیکن دسترخوان پر میرے سامنے نہ لایا جائے۔ بہرحال پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا اجتہادی مجاہدہ ہے ہر طرف گنجائش نکالنے کا جہد مسلسل جاری ہے کوئی کھا رہے ہیں کوئی انکار رہے ہیں۔

احناف کی طرف سے جمہور کو جواب

بہرحال جھینگے کے جملہ معترضہ کے بعد اب سنن کی حدیث "والحل میتہ" کا جواب احناف یہ دیتے ہیں کہ یہاں میتۃ سے مراد عام سمندری جانور نہیں ہیں بلکہ اس سے صرف مچھلی مراد ہے اور مچھلی پر میتۃ کا اطلاق اس لیے کیا گیا ہے کہ اس کے لیے ذبح کی ضرورت نہیں پڑتی ہے حدیث شریف میں آیا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا "احلت لنا المیتتان السمک والجراد والدمان الکبد والطحال" ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور ابن ماجہ اور نسائی نے بھی الفاظ کے تغیر کے ساتھ نقل کیا ہے۔

جمہور کی دوسری دلیل ﴿احل لکم صید البحر﴾ کا جواب یہ ہے کہ یہاں صید مصید کے معنی میں نہیں جس کے معنی شکار شدہ چیز کے ہیں بلکہ یہ لفظ اپنے مصدری معنی "اصطیاد" شکار کھیلنے کے معنی میں ہے تو آیت سے محرم کے لیے سمندری شکار کھیلنے کی اجازت مل گئی ہے کھانے کی بات نہیں ہے اور شکار تو حرام جانوروں کا بھی ہوتا ہے اور اگر شکار کرنے اور کھانے کی بات بھی ہو تو صید البحر کا مصداق مچھلی کا شکار ہے جو معروف ہے جائز بھی ہے اور حلال بھی ہے۔

جمہور کی تیسری دلیل عنبر والی حدیث تھی جس میں دابۃ کا لفظ آیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری کی بعض روایات میں عنبر پر سمک کا اطلاق بھی موجود ہے دابۃ اس لیے کہا گیا کہ وہ وہیل اژدھا مچھلی تھی کہ تین سو صحابہ نے ایک ماہ تک اس کو کھایا اس کی آنکھ کے خانہ میں تیرہ آدمی بیٹھ جاتے تھے اور ایک صحابی اس کی پسلی کے دونوں جانب زمین میں گاڑ کر اونٹ پر سوار ہو کر پسلی کے نیچے سے آرام سے گزر گئے اتنی بڑی مچھلی تھی اس لیے اس پر دابۃ کا اطلاق ہوا ہے ورنہ اس کا نام عنبر تھا اور عنبر مچھلی ہی کی ایک قسم ہے۔ امام بخاری نے اس کو الحوت کے لفظ سے بخاری میں ذکر کیا ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ أَكْلِ لَحْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ

پالتو گدھوں کا گوشت کھانا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے سولہ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۰۰۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، وَالْحَسَنِ، ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور شہری گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

۵۰۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَفِي حَدِيثِ يُونُسَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ

ان سندوں کے ساتھ حضرت زہری سے سابقہ روایت ہی مروی ہے اور حضرت یونس کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے شہری گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۵۰۰۲۔ وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، كِلَاهُمَا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ أَبَا إِدْرِيسَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ، قَالَ: حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شہری گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے۔

۵۰۰۳۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ، وَسَالِمٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہری گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۵۰۰۴۔ وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: ح وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا أَبِي، وَمَعْنُ بْنُ عِيسَى، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الْحِمَارِ الْأَهْلِيِّ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَكَانَ النَّاسُ احْتَاجُوا إِلَيْهَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن شہری گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے حالانکہ لوگوں کو اس کی ضرورت تھی۔

۵۰۰۵۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، فَقَالَ: أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ يَوْمَ خَيْبَرَ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ أَصَبْنَا لِلْقَوْمِ حُمُرًا خَارِجَةً مِنَ الْمَدِينَةِ، فَنَحَرْنَاهَا، فَإِنَّ قُدُورَنَا لَتَغْلِي، إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ اكْفَئُوا الْقُدُورَ، وَلَا تَطْعَمُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئًا، فَقُلْتُ: حَرَّمَهَا تَحْرِيمَ مَاذَا؟ قَالَ: تَحَدَّثْنَا بَيْنَنَا، فَقُلْنَا: حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ، وَحَرَّمَهَا مِنْ أَجْلِ أَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ

حضرت شیبانی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے گھریلو (پالتو) گدھوں کا گوشت کھانے کے بارے میں پوچھا وہ کہتے ہیں کہ چونکہ خیبر کے دن ہمیں بھوک لگی ہوئی تھی اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم نے یہودی قوم کے وہ گدھے جو شہر سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ انہیں ہم نے پکڑا اور ان کو ذبح کیا اور ان کا گوشت ہماری ہانڈیوں میں ابل رہا تھا۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کر دیا کہ ہانڈیاں الٹا دو اور گدھوں کے گوشت سے کچھ بھی نہ کھاؤ۔ میں نے کہا: آپ ﷺ نے گدھوں کے گوشت کو کیسے حرام فرمایا؟ ہم آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے تو بعض (لوگوں) نے کہا: آپ نے اسے قطعی طور پر حرام کر دیا ہے اور بعض کہنے لگے کہ اس وجہ سے اسے حرام کیا کہ ابھی تک ان کا خمس نہیں نکالا گیا تھا۔

تشریح:

"الحمر الانسية" یہ لفظ حمراً وحشية کے مقابلہ میں ہے کیونکہ حمار وحشی حلال ہے جو جنگلی ہوتا ہے جس کو زیبرا اور گورخر کہتے ہیں، جمعیت علمائے اسلام کے جھنڈوں کی طرح جنگلات میں نظر آتے ہیں۔ "اکفئوا" یہ اکفاء سے باب افعال کا صیغہ ہے اوندھا کر کے گرانے کو کہتے ہیں "تحریم ماذا" یعنی کس قسم کی حرمت کا حکم دیا ہے قطعی یا عارضی؟ "البتة" یعنی قطعی دائمی حرام ہونے کا حکم دیا کسی گنجائش کو باقی نہ چھوڑا۔

"وانها لم تخمس" یعنی اس کا خمس نہیں نکالا تھا اس لیے گوشت کو گرانے کا حکم دیدیا یہ کسی کا خیال تھا دوسروں نے کہا کہ نہیں بلکہ قطعی طور پر دوام کے ساتھ حرام کیا تھا خمس نکالے یا نہ نکالے۔ "غلت" یہ غلی یغلی سے ہے ہانڈی کے ابلنے کو کہتے ہیں۔

۵۰۰۶۔ وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى، يَقُولُ: أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيَالِيَ خَيْبَرَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، فَانْتَحَرْنَاهَا، فَلَمَّا غَلَتْ بِهَا الْقُدُورُ، نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ اكْفَئُوا الْقُدُورَ، وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئًا، قَالَ: فَقَالَ نَاسٌ: إِنَّمَا نَهَى عَنْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ، وَقَالَ آخَرُونَ: نَهَى عَنْهَا الْبَتَّةَ

حضرت سلیمان شیبانی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ خیبر کی راتوں میں ہمیں بھوک لگی ہوئی تھی تو جب خیبر کا دن ہوا تو ہم بستی کے گدھوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ہم نے ان کا گوشت کاٹا اور جب ہماری ہانڈیاں (جن میں یہ گوشت تھا) ابلنے لگیں تو رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کر دیا کہ تم سب لوگ اپنی اپنی ہانڈیاں الٹ دو اور ان گدھوں کے گوشت میں سے کچھ نہ کھاؤ راوی کہتے ہیں کہ (اس وقت) بعض لوگوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے گدھوں کا گوشت کھانے اس لیے منع فرمایا ہے کہ ان میں سے خمس نہیں نکالا گیا تھا اور بعض دوسرے لوگوں نے کہا: آپ نے اسے قطعی طور پر یعنی ہمیشہ کیلیے حرام کر دیا ہے۔

۵۰۰۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى، يَقُولَانِ: أَصَبْنَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا، فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اكْفَئُوا الْقُدُورَ

حضرت عدی بن ثابت سے روایت ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت براء اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے گدھوں کو پکڑا اور (اس کا گوشت) پکایا تو رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کر دیا کہ ہانڈیوں کو الٹ دو۔

۵۰۰۸۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ الْبَرَاءُ: أَصَبْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ حُمُرًا، فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنِ اكْفَئُوا الْقُدُورَ

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے خیبر کے دن گدھوں کو پکڑا تو رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان

کر دیا کہ تم اپنی ہانڈیوں کو الٹ دو۔

۵۰۰۹۔ وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، يَقُولُ: نُهِينَا عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

حضرت ثابت بن عبید سے روایت ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت براء سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں گدھوں کا گوشت (کھانے سے) منع کر دیا گیا ہے۔

۵۰۱۰۔ وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نُلْقِيَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، نِيئَةً وَنَضِيجَةً، ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْنَا بِأَكْلِهِ،

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں گدھوں کا گوشت کچا ہو یا پکا ہو پھینک دینے کا فرمایا۔ پھر ہمیں اس کے کھانے کا حکم نہیں فرمایا۔

تشریح:

"نلقی" ہانڈیوں سے گرانے کے معنی میں ہے "نیئة" یعنی خواہ گوشت کچا ہو "ونضیجة" یعنی خواہ گوشت پکا ہوا ہو بس گرا دو یہ حرام ہے "ای غیر مطبوخة او مطبوخة" "واکسروھا" یعنی برتنوں کو توڑ دو "ونغسلھا" یعنی ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ اگر برتنوں کو توڑنے کے بجائے دھولیا جائے تو اچھا نہیں ہوگا؟ آنحضرت نے فرمایا "او ذاک" یعنی یا ایسا کرو کہ دھو کر استعمال کرو۔ یہ الگ حدیثوں کے الفاظ کی تشریح ہے۔ "رجس او نجس" یعنی گدھوں کا گوشت گندہ نجس ہے اس لیے کھانا حرام ہے یہ حکم آنحضرت نے دیا ہے اس کے علاوہ صحابہ نے اس حرمت کو اپنے اپنے اندازوں پر محمول کیا ہے تو بعض نے کہا اس کو اس لیے حرام کہا کہ اس کا خمس نہیں نکالا گیا تھا بعض نے کہا کہ اس لیے حرام قرار دیا گیا کہ اس سے سفر کی سواریاں ختم ہو جائیں گی، عام صحابہ نے کہا کہ کسی وجہ کے بغیر اس کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

۵۰۱۱۔ وحَدَّثَنِيهِ أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ، عَنْ عَاصِمٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

حضرت عاصم سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا روایت کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۰۱۲۔ وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَا أَدْرِي إِنَّمَا نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

أَجْلِ أَنَّهُ كَانَ حَمُولَةَ النَّاسِ، فَكَرِهَ أَنْ تَذْهَبَ حَمُولَتُهُمْ، أَوْ حَرَّمَهُ فِي يَوْمِ خَيْبَرَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے گدھوں کا گوشت کھانے سے اس وجہ سے منع فرمایا کہ ان سے بار برداری کا کام لیا جاتا تھا یا آپ ﷺ نے خیبر کے دن (ان کے ناپاک ہونے کی وجہ سے) گدھوں کا گوشت حرام قرار دیا ہے۔

۵۰۱۳۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ، ثُمَّ إِنَّ اللهَ فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ الْيَوْمَ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ، أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا هَذِهِ النِّيرَانُ؟ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ؟ قَالُوا: عَلَى لَحْمٍ، قَالَ: عَلَى أَيِّ لَحْمٍ؟ قَالُوا: عَلَى لَحْمِ حُمُرٍ إِنْسِيَّةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَهْرِيقُوهَا وَاكْسِرُوهَا، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَوْ نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا؟ قَالَ: أَوْ ذَاكَ،

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے پھر اللہ تعالیٰ نے خیبر کو فتح فرمادیا۔ جس دن خیبر فتح کیا گیا لوگوں نے اس دن شام کو بہت آگ جلائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ آگ کس وجہ سے ہے؟ اور تم لوگ کیا پکا رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: گوشت پکار ہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کس چیز کا گوشت؟ صحابہ نے عرض کیا: پالتوں گدھوں کا گوشت۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گوشت پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ ڈالو۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ایسا نہ کریں کہ گوشت پھینک دیں اور ہانڈیاں دھو ڈالیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح کرلو۔

۵۰۱۴۔ وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، وَصَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ، كُلُّهُمْ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت یزید بن عبید رضی اللہ عنہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی کی مثل روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۰۱۵۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ، أَصَبْنَا حُمُرًا خَارِجًا مِنَ الْقَرْيَةِ، فَطَبَخْنَا مِنْهَا، فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْهَا، فَإِنَّهَا رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ،

فَأُكْفِئَتِ الْقُدُورُ بِمَا فِيهَا، وَإِنَّهَا لَتَفُورُ بِمَا فِيهَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح فرمایا تو دیہات سے جو گدھے نکلے ہم نے ان کو پکڑ لیا پھر ان کا گوشت پکایا (اسی دوران) رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کر دیا: آگاہ ہو جاؤ اللہ اور اس کے رسول نے تمہیں گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا ہے۔ کیونکہ وہ ناپاک ہے (اور اسکا کھانا) شیطانی عمل ہے۔ (یہ اعلان سنتے ہی) ہانڈیاں اس حال میں الٹ دی گئیں کہ گوشت ان میں ابل رہا تھا۔

۵۰۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ جَاءَ جَاءٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُكِلَتِ الْحُمُرُ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُفْنِيَتِ الْحُمُرُ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَا طَلْحَةَ، فَنَادَى: إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ، فَإِنَّهَا رِجْسٌ أَوْ نَجِسٌ، قَالَ: فَأُكْفِئَتِ الْقُدُورُ بِمَا فِيهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب خیبر کا دن ہوا تو ایک آنے والے نے آکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! گدھوں کا گوشت کھا لیا گیا پھر ایک اور آیا اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول گدھے ختم ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اعلان کر دیا کہ: اللہ اور اس کے رسول نے تم لوگوں کو گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا ہے کیونکہ وہ گندہ اور ناپاک ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ہانڈیوں میں جو کچھ بھی تھا اس سمیت ہانڈیوں کو الٹ دیا گیا۔

بَابٌ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ

گھوڑوں کے گوشت کھانے کا حکم

اس باب میں امام مسلمؒ نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۰۱۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى، قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى، يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، وَأَذِنَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت فرمائی۔

تشریح:

"لحوم الخیل" یعنی آنحضرت نے گھوڑوں کے گوشت کھانے کی اجازت دیدی، گھوڑا اگر گدھے کی نسل سے ہو تو اس کا گوشت بالاتفاق حرام ہے اگر گھوڑے میں گدھے کی نسل کی آمیزش نہ ہو تو کیا اس کا گوشت حلال ہے یا حرام ہے اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

فقہاء کا اختلاف

امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت حلال طیب ہے ذبح کرو اور کھاؤ اور موج اڑاؤ۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے یا مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی ہے۔

دلائل

جمہور کی دلیل زیر بحث حدیث ہے۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ نے قرآن کی آیت ﴿والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینة﴾ سے استدلال کیا ہے طرز استدلال اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں میں اہم فائدہ کو اس پر سواری اور رکوب قرار دیا اگر اس کا گوشت کھانا جائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ ضرور اشارہ فرماتے کیونکہ رکوب سے کھانا زیادہ اہم تھا اور اللہ تعالیٰ اہم کو ذکر کرتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف یہ بھی منسوب ہے کہ آپ گھوڑے کے گوشت کو اس لیے مکروہ کہتے تھے کہ گھوڑا آلہ جہاد ہے اگر اس کو اس طرح ذبح کیا جائے تو میدان جہاد کمزور پڑیگا۔ امام ابوحنیفہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "عن خالد بن الولید رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن اکل لحوم الخیل والبغال والحمیر"۔ (ابوداؤد ونسائی)

جواب

مذکورہ احادیث جائز مع الکراہت پر محمول ہیں تاکہ حدیثوں میں تعارض نہ رہے۔ نیز یہ مسئلہ محرم اور مبیح کا ہے جس میں محرم کو ترجیح دی جاتی ہے۔ بہرحال احناف کی کتاب کفایت المنتہی میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے انتقال سے تین دن پہلے اپنے اس قول سے صاحبین اور جمہور کے قول کی طرف رجوع کیا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ درمختار میں بھی اسی طرح لکھا ہے کہ امام صاحب نے اپنے قول سے رجوع کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

٥٠١٨۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ،

سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: أَكَلْنَا زَمَنَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ، وَحُمُرَ الْوَحْشِ، وَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحِمَارِ الْأَهْلِيِّ،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خیبر کے زمانہ میں ہم نے جنگلی گھوڑوں اور گدھوں کا گوشت کھایا اور نبی ﷺ نے ہمیں گھریلو پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

۵۰۱۹۔ وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، ح وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت ابن جریج سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی کی مثل روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۰۲۰۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، وَوَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ، قَالَتْ: نَحَرْنَا فَرَسًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَكَلْنَاهُ،

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک گھوڑا کاٹا اور پھر ہم نے (اس کا گوشت) کھایا۔

۵۰۲۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت ہشام سے اسی سند کے ساتھ مذکورہ بالا روایت کی مثل روایت نقل کی گئی ہے۔

بَابُ إِبَاحَةِ الضَّبِّ

گوہ کھانے کی اباحت کا بیان

اس باب میں امام مسلمؒ نے اٹھارہ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۰۲۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبِّ، فَقَالَ: لَسْتُ بِآكِلِهِ، وَلَا مُحَرِّمِهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے گوہ (کے گوشت) کے بارے میں پوچھا گیا تو

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ ہی اسے حرام کہتا ہوں۔

تشریح:
"الـضب" اس کو گوہ بھی کہتے ہیں اور سانڈ بھی کہتے ہیں اور گور پھوڑ بھی کہتے ہیں یہ عجیب حیوان ہے۔ شارحین نے لکھا ہے کہ گوہ کے دو ذکر ہوتے ہیں اور سات سو سال تک اس کی عمر ہو سکتی ہے پانی کے قریب نہیں جاتی ہے صرف شبنم سے گزارہ کرتی ہے اور چالیس دن کے بعد ایک قطرہ پیشاب کرتی ہے اور کبھی بھی اس کے دانت نہیں گرتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے طبعی کراہت کی وجہ سے اس کو نہیں کھایا دوسروں پر حرام نہیں کیا۔
چنانچہ امام شافعی اور احمد کے نزدیک گوہ کا گوشت حلال ہے۔
لیکن امام ابوحنیفہؒ نے مشکوۃ کی عبدالرحمٰن بن شبل کی حدیث سے استدلال کیا ہے اور گوہ کھانے کو حرام کہا ہے حدیث کے الفاظ یہ ہیں "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نهی عن اکل لحم الضب" (ابوداؤد)
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس روایت سے حلت کی روایات کو منسوخ قرار دیتے ہیں نیز معاملہ بھی مبیح اور محرم کا ہے لہٰذا حرمت کو ترجیح ہوگی علامہ نوویؒ کے عنوانات عموماً جانب دار ہوتے ہیں ایک اختلافی مسئلہ کو مباح کا عنوان دینا اچھا نہیں ہے۔ زیر بحث حدیث میں تو آنحضرت نے بے شک فرمایا کہ میں اس کو حرام نہیں کہتا ہوں اور نہ اس کو کھاتا ہوں لیکن دیگر روایات میں منع کر دیا ہے احناف کے ہاں ایک قول میں مکروہ تنزیہی ہے مگر راجح یہی ہے کہ مکروہ تحریمی ہے، قاضی عیاض نے تو بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ یہ حرام ہے، بہرحال اس باب کی تمام احادیث سے اباحت کا ثبوت ملتا ہے۔

۵۰۲۳۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الضَّبِّ، فَقَالَ: لَا آكُلُهُ، وَلَا أُحَرِّمُهُ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے گوہ (کا گوشت) کھانے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ ہی اسے حرام قرار دیتا ہوں۔

۵۰۲۴۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، عَنْ أَكْلِ الضَّبِّ، فَقَالَ: لَا آكُلُهُ، وَلَا أُحَرِّمُهُ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اس حال میں کہ آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے گوہ (کا گوشت) کھانے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہ میں اسے کھاتا

ہوں اور نہ ہی اسے حرام قرار دیتا ہوں۔

۵۰۲۵۔ وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، بِمِثْلِهِ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ،

حضرت عبید اللہ سے اسی سند کے ساتھ اسی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۰۲۶۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو الرَّبِيعِ، وَقُتَيْبَةُ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، ح وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، ح وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ عُقْبَةَ، ح وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ، كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الضَّبِّ، بِمَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ، عَنْ نَافِعٍ، غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ أَيُّوبَ: أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِضَبٍّ، فَلَمْ يَأْكُلْهُ، وَلَمْ يُحَرِّمْهُ، وَفِي حَدِيثِ أُسَامَةَ: قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ

ان مختلف سندوں کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے لیث عن نافع کی طرح روایت نقل کی ہے سوائے اس کے کہ ایوب کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گوہ لائی گئی تو آپ ﷺ نے اسے نہ کھایا اور نہ ہی اسے حرام قرار دیا اور اسامہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ ایک آدمی مسجد میں کھڑا ہوا اور رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے۔

۵۰۲۷۔ وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ، سَمِعَ الشَّعْبِيَّ، سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ مَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فِيهِمْ سَعْدٌ، وَأُتُوا بِلَحْمِ ضَبٍّ، فَنَادَتِ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كُلُوا فَإِنَّهُ حَلَالٌ، وَلَكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِي،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کے صحابہؓ میں سے کچھ لوگ تھے ان میں حضرت سعد بھی تھے اور آپ ﷺ کی خدمت میں گوہ کا گوشت لایا گیا تو نبی ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے ایک نے آواز دے کر عرض کیا: یہ گوہ کا گوشت ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کھاؤ کیونکہ یہ حلال ہے لیکن مجھے کھانا (پسند) نہیں۔

۵۰۲۸۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ، قَالَ:

قَالَ لِي الشَّعْبِيُّ: أَرَأَيْتَ حَدِيثَ الْحَسَنِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ وَقَاعَدْتُ ابْنَ عُمَرَ قَرِيبًا مِنْ سَنَتَيْنِ، أَوْ سَنَةٍ وَنِصْفٍ، فَلَمْ أَسْمَعْهُ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا، قَالَ: كَانَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ سَعْدٌ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ

حضرت عنبری فرماتے ہیں کہ مجھ سے شعبی نے کہا کہ کیا تو نے حسن کی وہ حدیث سنی ہے جو انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور میں حضرت ابن عمر کے ساتھ تقریباً دو یا ڈیڑھ سال بیٹھا رہا مگر میں نے اس روایت کے علاوہ اور کوئی روایت ان سے سنی ہی نہیں کہ جو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کی ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہؓ میں سے جن میں حضرت سعد بھی تھے وہ معاذ کی روایت کردہ حدیث نقل کرتے ہیں۔

٥٠٢٩ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُونَةَ، فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ، فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ، فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ: أَخْبِرُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ، فَقُلْتُ: أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ، قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اور خالد بن ولید رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ میمونہؓ کے گھر داخل ہوئے تو آپ ﷺ کی خدمت میں بھنی ہوئی ایک گوہ پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف اپنا ہاتھ مبارک بڑھایا تو حضرت میمونہؓ کے گھر میں جو عورتیں موجود تھیں ان میں سے ایک عورت نے کہا: رسول اللہ ﷺ جو کچھ کھانا چاہتے ہیں وہ آپ کو بتادو۔ (گوہ کا علم ہونے پر) رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک کھینچ لیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ یہ گوہ میری سرزمین پر نہیں پائی جاتی اس لیے میں نے اسے ناپسند کیا۔ حضرت خالد کہتے ہیں کہ میں نے اس گوہ کو (اپنی طرف) کھینچا اور اسے کھانا شروع کردیا اور رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔

٥٠٣٠ ـ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، قَالَ حَرْمَلَةُ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ،

أَخْبَرَهُ، أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ، الَّذِي يُقَالُ لَهُ: سَيْفُ اللَّهِ، أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَيْمُونَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ خَالَتُهُ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوذًا، قَدِمَتْ بِهِ أُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ، فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ قَلَّمَا يُقَدَّمُ إِلَيْهِ طَعَامٌ حَتَّى يُحَدَّثَ بِهِ وَيُسَمَّى لَهُ، فَأَهْوَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ إِلَى الضَّبِّ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ الْحُضُورِ: أَخْبِرْنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِمَا قَدَّمْتُنَّ لَهُ، قُلْنَ: هُوَ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ، فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ، قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ، فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ، فَلَمْ يَنْهَنِي،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ خبر دیتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید جن کو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کہا جاتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نبی کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہؓ کے ہاں گئے اور وہ (حضرت میمونہ) حضرت خالد اور حضرت ابن عباس کی خالہ تھیں۔ حضرت میمونہؓ کے پاس ایک بھنی ہوئی گوہ رکھی ہوئی تھی جو کہ ان کی بہن حضرت حفیدہ بنت حارث نجد سے لائی تھیں۔ انہوں نے وہ گوہ رسول اللہ ﷺ کے آگے پیش کر دی اور آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ کسی کھانے کی طرف اس وقت تک ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے جب تک کہ اس کے بارے میں آپ کو بتا نہ دیا جاتا اور اس کھانے کا نام نہ لے لیا جاتا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے گوہ کی طرف اپنا ہاتھ مبارک بڑھایا تو وہاں موجود عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو جو کچھ تم نے پیش کیا ہے وہ بتا دو۔ وہ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! یہ گوہ ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک کھینچ لیا۔ حضرت خالد بن ولید نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا گوہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! لیکن یہ گوہ چونکہ میری سرزمین میں نہیں ہوتی جس کی وجہ سے میں نے اسے ناپسند سمجھا۔ حضرت خالد کہتے ہیں کہ میں نے اس گوہ کو اپنی طرف کھینچا اور اسے کھانا شروع کر دیا اور رسول اللہ ﷺ دیکھتے رہے اور مجھے منع نہیں فرمایا۔

تشریح:

"ضبا" یعنی حضرت خالد بن ولید نے اپنی خالہ حضرت میمونہ کے ہاں دسترخوان پر گوہ دیکھ لی، گوہ کو سوسمار بھی کہتے ہیں چھپکلی کے مشابہ ایک حیوان ہے جو زمین پر رینگ کر جاتا ہے اس کو سانڈھ بھی کہتے ہیں جس کا تیل نکالا جاتا ہے۔ یہ عجیب حیوان ہے پانی کے قریب نہیں جاتا ہے بلکہ ٹھنڈی ہوا اور شبنم سے گزارہ کرتا ہے چالیس دن کے بعد ایک قطرہ پیشاب کرتا ہے سردی میں اپنے بل اور سوراخ سے باہر نہیں آتا ہے، کہتے ہیں کہ اس کے دو آلۂ تناسل ہوتے ہیں گوہ کا گوشت قوت جماع کو بے حد بڑھاتا ہے

اس کے تیل کی مالش ضعف باہ کے تمام امراض کو ختم کرتی ہے بلکہ جوانی کو لوٹاتی ہے، نجد کے لوگ اس کے گوشت کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ اس کی جمع اضب وضبان وضباب اور مضبۃ آتی ہے۔ پہلے بھی اس کا ذکر خیر ہو چکا ہے۔

"محنوذ" ای مشوی بالحجارۃ المحماۃ یعنی گرم پتھر پر لگا کر بھنی ہوئی گوہ تھی "یحدث بہ ویسمی" یعنی آنحضرت کے سامنے جب کھانا لایا جاتا تو اس کے بارے میں وضاحت کی جاتی اور بتایا جاتا کہ اس کا نام یہ ہے اور یہ فلاں کھانا ہے اس وجہ سے گھر کی خواتین نے ایک دوسرے کو تنبیہ کی کہ آنحضرت کو بتادو۔ "فرفع" یعنی آنحضرت نے ہاتھ کھینچ لیا اور نہیں کھایا "اعافہ" یعنی چونکہ مکہ میں یہ حیوان نہیں ہوتا ہے لہٰذا میرے لیے یہ غیر مانوس ہے اور ممکن ہے کہ بنی اسرائیل کی مسخ شدہ کسی قوم سے اس کی نسبت ہو لہٰذا مجھے اس سے گھن آتی ہے۔ "فاخبرتہ" حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کھینچ لیا اور کھانے لگا ساتھ گھی بھی تھا اور پنیر بھی تھا آنحضرت تعجب سے دیکھ رہے تھے اور میں اسے کھا رہا تھا لہٰذا حلال ہے۔

"فی غائط مضبۃ" یعنی ایسی نشیب زمین میں رہتا ہوں جو گوہ اور سوساروں سے بھری پڑی ہے "عامۃ الرعاء" یہ راع کی جمع ہے چرواہوں کو کہتے ہیں یہ دوسری حدیث کے الفاظ ہیں۔

۵۰۳۱۔ وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنِي، وقَالَ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ، أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَهِيَ خَالَتُهُ، فَقُدِّمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَحْمُ ضَبٍّ جَاءَتْ بِهِ أُمُّ حُفَيْدٍ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ، وَكَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي جَعْفَرٍ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَأْكُلُ شَيْئًا حَتَّى يَعْلَمَ مَا هُوَ، ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ، وَزَادَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ: وَحَدَّثَهُ ابْنُ الْأَصَمِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ وَكَانَ فِي حَجْرِهَا،

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہ کے گھر میں داخل ہوئے اور حضرت میمونہ حضرت خالد کی خالہ تھیں تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوہ کا گوشت پیش کیا گیا جو کہ ام حفیدہ بنت حارث نجد سے لائی تھیں اور یہ ام حفیدہ قبیلہ بنی جعفر کے کسی آدمی کے نکاح میں تھیں اور رسول اللہ ﷺ کچھ نہیں کھاتے تھے جب تک کہ معلوم نہ ہو جاتا کہ وہ کیا چیز ہے؟ پھر آگے یونس کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی اور اس حدیث کے آخر میں یہ زائد ہے کہ حضرت ابن الاصم نے حضرت میمونہ سے نقل کیا ہے جو کہ حضرت میمونہ کی پرورش میں تھے۔

۵۰۳۱۔ وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ بِضَبَّيْنِ مَشْوِيَّيْنِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ، وَلَمْ يَذْكُرْ يَزِيدَ بْنَ الْأَصَمِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اور ہم حضرت میمونہ کے گھر میں تھے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں دو بھنے ہوئے گوہ لائے گئے۔ (آگے حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح ہے) اور اس روایت میں یزید بن الاصم عن میمونہ کا ذکر نہیں ہے۔

۵۰۳۲۔ وحَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ جَدِّي، حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ، أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ وَعِنْدَهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِلَحْمِ ضَبٍّ، فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور وہ حضرت میمونہ کے گھر میں تھے اور حضرت خالد بن ولید بھی وہاں موجود تھے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں گوہ کا گوشت پیش کیا گیا پھر آگے زہری کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث ذکر فرمائی۔

۵۰۳۴۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ ابْنُ نَافِعٍ: أَخْبَرَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: أَهْدَتْ خَالَتِي أُمُّ حُفَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا، فَأَكَلَ مِنَ السَّمْنِ وَالْأَقِطِ، وَتَرَكَ الضَّبَّ تَقَذُّرًا، وَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا، مَا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری خالہ ام حفید نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ گھی کچھ پنیر اور چند گوہیں بطور ہدیہ کے پیش کیں۔ آپ ﷺ نے گھی اور پنیر میں سے تو کچھ کھالیا اور گوہ سے نفرت کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر گوہ کو کھایا گیا اور اگر گوہ حرام ہوتی تو آپ ﷺ کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔

۵۰۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، قَالَ: دَعَانَا عَرُوسٌ بِالْمَدِينَةِ فَقَرَّبَ إِلَيْنَا ثَلَاثَةَ عَشَرَ ضَبًّا، فَآكِلٌ وَتَارِكٌ، فَلَقِيتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنَ الْغَدِ،

فَأَخْبَرْتُهُ، فَأَكْثَرَ الْقَوْمُ حَوْلَهُ حَتَّى قَالَ بَعْضُهُمْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا آكُلُهُ، وَلَا أَنْهَى عَنْهُ، وَلَا أُحَرِّمُهُ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بِئْسَ مَا قُلْتُمْ، مَا بُعِثَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مُحِلًّا وَمُحَرِّمًا، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ، وَعِنْدَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ، وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَامْرَأَةٌ أُخْرَى، إِذْ قُرِّبَ إِلَيْهِمْ خِوَانٌ عَلَيْهِ لَحْمٌ، فَلَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَأْكُلَ، قَالَتْ لَهُ مَيْمُونَةُ: إِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ، فَكَفَّ يَدَهُ، وَقَالَ: هَذَا لَحْمٌ لَمْ آكُلْهُ قَطُّ، وَقَالَ لَهُمْ: كُلُوا، فَأَكَلَ مِنْهُ الْفَضْلُ، وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَالْمَرْأَةُ، وَقَالَتْ مَيْمُونَةُ: لَا آكُلُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَيْءٌ يَأْكُلُ مِنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت یزید بن اصم سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ ایک دولہا نے مدینہ منورہ میں ہماری دعوت کی (اور اس دعوت میں) اس نے تیرہ گوہ (پکا کر) ہمارے سامنے رکھے تو ہم میں سے کچھ نے گوہ کھالیے اور کچھ نے چھوڑ دیئے۔ میں اگلے دن حضرت ابن عباس سے ملا تو میں نے ان کو (گوہ کے بارے میں) بتایا۔ حضرت ابن عباس کے اردگرد بہت سے لوگ بھی اکٹھے ہو گئے۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہ میں گوہ کھاتا ہوں اور نہ گوہ کھانے سے منع کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباس فرمانے لگے کہ تم نے جو کہا برا کہا۔ نبی ﷺ صرف حلال اور حرام بیان کرنے کے لیے مبعوث ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہ کے ہاں تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے پاس حضرت فضل بن عباس اور حضرت خالد اور ایک عورت بھی موجود تھی ان سب کے سامنے دستر خوان پر ایک گوشت رکھا گیا تو جب نبی ﷺ نے اسے کھانا چاہا تو حضرت میمونہ نے عرض کیا کہ یہ گوہ کا گوشت ہے تو آپ ﷺ نے (یہ سن کر) اپنا ہاتھ مبارک روک لیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: یہ گوشت میں نے کبھی نہیں کھایا (اور جو وہاں آپ کیساتھ موجود تھے) ان سے فرمایا: تم کھاؤ۔ تو حضرت فضل اور حضرت خالد اور اس عورت نے گوہ کے گوشت میں سے کھایا۔ حضرت میمونہ نے فرمایا کہ میں بھی کچھ نہیں کھاؤں گی سوائے اس چیز کے کہ جس میں سے رسول اللہ کھائیں۔

۵۰۳۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ، وَقَالَ: لَا أَدْرِي لَعَلَّهُ مِنَ الْقُرُونِ الَّتِي مُسِخَتْ ۔

حضرت جابر بن عبداللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کی خدمت میں ایک گوہ لائی گئی تو آپ نے اسے کھانے سے انکار فرما دیا اور آپ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں شاید یہ گوہ ان زمانوں میں سے ہوں جن زمانوں کی قومیں مسخ ہو گئیں۔

۵۰۳۷۔ وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ:

سَأَلْتُ جَابِرًا، عَنِ الضَّبِّ، فَقَالَ: لَا تَطْعَمُوهُ وَقَذِرَهُ، وَقَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُحَرِّمْهُ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْفَعُ بِهِ غَيْرَ وَاحِدٍ، فَإِنَّمَا طَعَامُ عَامَّةِ الرِّعَاءِ مِنْهُ، وَلَوْ كَانَ عِنْدِي طَعِمْتُهُ

حضرت ابوزبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے گوہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے (گوہ سے) نفرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: تم اسے نہ کھاؤ اور فرمایا کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اس گوہ کو حرام قرار نہیں دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے بہت سوں کو نفع دیتے ہیں اور عام طور پر یہ چرواہوں کی خوراک ہوتی ہے اور اگر گوہ میرے پاس بھی ہوتی تو میں اسے کھاتا۔

۵۰۲۸۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا بِأَرْضٍ مَضَبَّةٍ، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ أَوْ فَمَا تُفْتِينَا؟ قَالَ: ذُكِرَ لِي أَنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ، فَلَمْ يَأْمُرْ وَلَمْ يَنْهَ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ، قَالَ عُمَرُ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَنْفَعُ بِهِ غَيْرَ وَاحِدٍ، وَإِنَّهُ لَطَعَامُ عَامَّةِ هَذِهِ الرِّعَاءِ، وَلَوْ كَانَ عِنْدِي لَطَعِمْتُهُ، إِنَّمَا عَافَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم ایک ایسی زمین میں رہتے ہیں کہ جہاں گوہ بہت کثرت سے پائی جاتی ہے تو آپ ہمیں (گوہ کے بارے میں) کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے بنی اسرائیل کی ایک قوم کا ذکر کیا گیا ہے کہ جس کی شکل بگاڑ کر گوہ جیسی شکل کر دی گئی تھی۔ تو آپ ﷺ نے نہ تو گوہ کھانے کا حکم فرمایا اور نہ ہی اس سے منع فرمایا۔ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ اسی کے کچھ عرصہ بعد حضرت عمر نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے بہت سے لوگوں کو نفع دیتے ہیں۔ عام طور پر چرواہوں کی خوراک یہی ہے اور اگر گوہ میرے پاس ہوتی تو میں بھی اسے کھاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے تو اس سے صرف ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا۔

۵۰۲۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي فِي غَائِطٍ مَضَبَّةٍ، وَإِنَّهُ عَامَّةُ طَعَامِ أَهْلِي؟ قَالَ: فَلَمْ يُجِبْهُ، فَقُلْنَا: عَاوِدْهُ، فَعَاوَدَهُ، فَلَمْ يُجِبْهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ نَادَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّالِثَةِ، فَقَالَ: يَا أَعْرَابِيُّ، إِنَّ اللهَ لَعَنَ أَوْ غَضِبَ عَلَى سِبْطٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَمَسَخَهُمْ دَوَابَّ، يَدِبُّونَ فِي الْأَرْضِ، فَلَا أَدْرِي، لَعَلَّ هَذَا مِنْهَا، فَلَسْتُ آكُلُهَا، وَلَا أَنْهَى عَنْهَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: میں ایک ایسے نشیبی علاقہ میں رہتا ہوں کہ جہاں گوہ بہت ہوتی ہیں اور عام طور پر میرے گھر والوں کا کھانا یہی ہے؟ تو آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم نے اس دیہاتی سے کہا: دوبارہ بیان کر۔ اس نے دوبارہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے تیسری مرتبہ میں اسے آواز دی اور فرمایا: اے دیہاتی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر لعنت فرمائی یا غصہ کیا تو ان کو مسخ کر کے جانور بنا دیا جو زمین میں پھرتے ہیں اور میں نہیں جانتا ہو سکتا ہے کہ شاید یہ گوہ بھی انہی جانوروں میں سے ہو اس لیے نہ تو میں اسے کھاتا ہوں اور نہ ہی کھانے سے منع کرتا ہوں۔

بَابُ إِبَاحَةِ الْجَرَادِ

ٹڈی کھانا مباح ہے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٥٠٤٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ،

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات (جہاد) میں (شریک) ہوئے جس میں ٹڈیاں کھایا کرتے تھے۔

تشریح:

"نـاكـل الـجـراد" یعنی غزوات میں ہم ٹڈیاں کھایا کرتے تھے مسلم شریف کی روایت جس کو مشکوۃ میں نقل کی گئی ہے اس میں "مـعـه" کا لفظ ہے حدیث کی اکثر روایات میں معہ کا لفظ نہیں ہے اور جہاں یہ لفظ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ٹڈیاں نہیں کھائی ہے نہ خود کھائی نہ دوسروں پر حرام کیا ہے۔ ابوداؤد شریف میں ایک حدیث ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں۔ "وعـن سـلـمـان رضی الله عنه قال سئل النبی صلی الله علیه وسلم عن الجراد فقال اکثر جنود الله لا آکله ولا احرمه" (رواه ابو داؤد وقال محی السنة ضعیف)

٥٠٤١۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، جَمِيعًا، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ: سَبْعَ غَزَوَاتٍ، وَقَالَ إِسْحَاقُ: سِتَّ، وَقَالَ ابْنُ

غُنْدَرٌ: سِتٌّ، أَوْ سَبْعٌ،

حضرت ابو یعفور سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے۔ ابوبکر کی روایت کردہ حدیث میں سات غزوات کا ذکر ہے اور اسحٰق کی روایت کردہ حدیث میں چھ غزوات کا اور ابن ابی عمر نے چھ یا سات غزوات کا ذکر کیا ہے

٥٠٤١۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: سَبْعَ غَزَوَاتٍ

حضرت ابو یعفور سے اسی سند کی بھی مذکورہ روایت نقل کی گئی ہے اور اس روایت میں سات غزوات کا ذکر ہے۔

بَابُ إِبَاحَةِ الْأَرْنَبِ

خرگوش کے حلال ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو بیان کیا ہے

٥٠٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَرَرْنَا فَاسْتَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَسَعَوْا عَلَيْهِ فَلَغَبُوا، قَالَ: فَسَعَيْتُ حَتَّى أَدْرَكْتُهَا، فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا، فَبَعَثَ بِوَرِكِهَا وَفَخِذَيْهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْتُ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهُ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم (ایک سفر میں) جا رہے تھے کہ ظہران کے مقام سے گزرے تو ہم نے ایک خرگوش کا پیچھا کیا۔ لوگ اس کی طرف دوڑے لیکن وہ تھک گئے (اور نہ پکڑ سکے) راوی کہتے ہیں کہ پھر میں (اس کی طرف) دوڑا، یہاں تک کہ میں نے اسے پکڑ لیا اور جب میں اسے حضرت ابوطلحہ کے پاس لایا تو انہوں نے خرگوش کو ذبح کیا۔ اس کی موٹی ران اور دونوں رانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمالیا۔

تشریح:

"فاستنفجنا" استنفاج، خرگوش اور جنگلی چوہے کو اس کے ٹھکانے سے نکالنے ہٹانے بھڑکانے اور بھگانے کو کہتے ہیں مجرد میں یہ صیغہ نصر ینصر سے نفج الارنب اذا ثار وعدا زیادہ تر یہ لفظ خرگوش اور جنگلی چوہے کے لیے استعمال ہوتا ہے ورنہ عام بھی ہے

"مر الظهران" مکہ مکرمہ سے چوبیس کلومیٹر کے فاصلہ پر یہ جگہ واقع ہے آج کل یہ جگہ "وادی فاطمہ" کے نام سے مشہور ہے۔ فاطمہ سے مشہور فاطمہ مراد نہیں ہے۔ "فلغبوا" سمع و فتح سے ہے بہت زیادہ تھک جانے کو کہتے ہیں "بورکها" ران کے اوپر موٹے حصہ کو ورک کہتے ہیں اور عام ران کو فخذ کہتے ہیں۔

٥٠٤٤۔ وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، ح وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَفِي حَدِيثِ يَحْيَى: بِوَرِكِهَا أَوْ فَخِذَيْهَا

شعبہ سے اس سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی گئی ہے جس میں خرگوش کی سرین یا خرگوش کی دونوں رانوں کا (شک کے ساتھ) ذکر ہے۔

باب النهي عن الخذف

فضول کنکریاں مارنا ممنوع ہیں

اس باب میں امام مسلمؒ نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

٥٠٤٥۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، قَالَ: رَأَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُغَفَّلِ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ يَخْذِفُ، فَقَالَ لَهُ: لَا تَخْذِفْ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ أَوْ قَالَ يَنْهَى عَنِ الْخَذْفِ، فَإِنَّهُ لَا يُصْطَادُ بِهِ الصَّيْدُ، وَلَا يُنْكَأُ بِهِ الْعَدُوُّ، وَلَكِنَّهُ يَكْسِرُ السِّنَّ، وَيَفْقَأُ الْعَيْنَ، ثُمَّ رَآهُ بَعْدَ ذَلِكَ يَخْذِفُ، فَقَالَ لَهُ: أُخْبِرُكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ أَوْ يَنْهَى عَنِ الْخَذْفِ ثُمَّ أَرَاكَ تَخْذِفُ، لَا أُكَلِّمُكَ كَلِمَةً كَذَا وَكَذَا،

حضرت ابن بریدہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک آدمی کو کنکری پھینکتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے فرمایا: کنکری نہ پھینک کیونکہ رسول اللہ ﷺ اسے ناپسند کرتے تھے یا آپ ﷺ خذف (کنکری پھینکنے) سے منع فرماتے تھے کیونکہ اس سے نہ شکار کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس سے دشمن مرتا ہے لیکن اس سے دانت ٹوٹ جاتا ہے یا آنکھ پھوٹ جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ نے اس کے بعد پھر اسے کنکری پھینکتے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی خبر دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اسے ناپسند سمجھتے تھے یا کنکری پھینکنے سے منع فرماتے تھے۔ اگر میں نے تجھے (دوبارہ) کنکری پھینکتے دیکھا تو میں تجھ سے کبھی بھی بات نہیں کروں گا۔

تشریح:

"بخذف" ضرب یضرب سے ہے انگلیوں سے بطور لھوولعب کنکریاں پھینکنے کے معنی میں ہے "ولا ینکا" یہ مجہول کا صیغہ ہے فتح سے ہے آخر میں ہمزہ ہے نکی ینکی نکایۃ ضرب سے بغیر ہمزہ بھی آتا ہے، قاضی عیاض کہتے ہیں کہ اصل لغت میں ہمزہ کے بغیر ہے ہمزہ کے ساتھ بھی ایک لغت ہے، دشمن وغیرہ کو عبرتناک سزا دینے کے معنی میں ہے قال صاحب منۃ المنعم ای لا یصاب ولا یؤذی بہ العدو۔ "لا اکلمک" صحابہ کرام کا احادیث کے ساتھ اور نبی اکرم ﷺ اور ان کے فرامین کے ساتھ زبردست محبت وعقیدت تھی اس کے معارضہ کو وہ کبھی برداشت نہیں کرتے تھے یہاں اس شخص نے حدیث کا معارضہ نہیں کیا ہے لیکن حدیث کے حکم کی تعمیل نہ کرنا گویا معارضہ ہوگیا اس لیے صحابی نے فرمایا کہ غیرت ایمانی اور حمیت دینی کے پیش نظر میں تم سے کبھی بھی بات نہیں کروں گا۔ "کذا وکذا" یعنی اتنے اتنے عرصہ تک تم سے بات نہیں کروں گا۔ اس میں زمانہ کا ابہام ہے ہمیشہ بات نہ کرنا مراد ہے علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اسی طرح اہل بدع اور اہل فسق سے اور تارک سنت سے بائیکاٹ کرنا جائز ہے بشرطیکہ دین کے لیے ہو نفس کے لیے نہ ہو۔ "یفقاء العین" فتح سے ہے آنکھ پھوڑنے کے معنی میں ہے۔

۵۰۴۶۔ حَدَّثَنِي أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا كَهْمَسٌ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

کہمس سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۰۴۷۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ، قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ فِي حَدِيثِهِ: وَقَالَ: إِنَّهُ لَا يَنْكَأُ الْعَدُوَّ، وَلَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ، وَلَكِنَّهُ يَكْسِرُ السِّنَّ، وَيَفْقَأُ الْعَيْنَ، وقَالَ ابْنُ مَهْدِيٍّ: إِنَّهَا لَا تَنْكَأُ الْعَدُوَّ، وَلَمْ يَذْكُرْ تَفْقَأُ الْعَيْنَ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکر پھینکنے سے منع فرمایا۔ ابن جعفر کی ایک روایت کردہ حدیث میں ہے کہ اس طریقہ سے نہ دشمن مرتا ہے اور نہ یہ شکار کو قتل کرتا ہے لیکن دانت توڑ دیتا ہے اور آنکھ پھوڑ دیتا ہے اور ابن مہدی نے کہا کہ یہ طریقہ دشمن کو نہیں مارتا اور انہوں نے آنکھ کے پھوٹنے کا ذکر نہیں کیا۔

۵۰۴۸۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّ قَرِيبًا لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ خَذَفَ، قَالَ: فَنَهَاهُ، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ

الْخَذْفِ، وَقَالَ: إِنَّهَا لَا تَصِيدُ صَيْدًا، وَلَا تَنْكَأُ عَدُوًّا، وَلَكِنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ، وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ، قَالَ: فَعَادَ فَقَالَ: أُحَدِّثُكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُ، ثُمَّ تَخْذِفُ، لَا أُكَلِّمُكَ أَبَدًا،

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے کسی قریبی (رشتہ دار) نے کنکر پھینکا تو حضرت عبداللہ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکر پھینکنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا: اس طریقے سے نہ شکار ہوتا ہے اور نہ دشمن مرتا ہے لیکن یہ طریقہ دانت توڑتا ہے اور آنکھ پھوڑ دیتا ہے۔ اس نے پھر اسی طرح کیا تو حضرت عبداللہ نے فرمایا: میں تجھ سے رسول اللہ ﷺ کی بات بیان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ نے اس طرح کرنے سے منع فرمایا ہے اور تو پھر کنکر پھینکتا ہے میں تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔

٥٠٤٩ـ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

حضرت ایوب سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا روایت کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

بَابُ الْأَمْرِ بِإِحْسَانِ الذَّبْحِ

ذبح میں اچھا طریقہ اختیار کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلمؒ نے دو حدیثوں کو بیان کیا ہے

٥٠٥٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: ثِنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ،

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دو باتوں کو یاد کر رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر بھلائی فرض کر دی ہے تو جب بھی تم ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنی چھری کو تیز کرے اور اپنے جانور کو آرام دے۔

تشریح:

''علی کل شیء'' یہاں علی کالفظ فی کے معنی میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں اچھائی اور بھلائی کا حکم دیا ہے۔ ''القتلۃ'' قاف پر زیر ہے ت ساکن ہے لام پر فتح ہے وهي هيئة القتل و حالة القتل قتل کرنے میں احسان وسلوک یہ ہے کہ تیز تلوار

سے ایک ہی بار میں قتل کیا جائے بار بار رگڑا نہ لگائے اسی طرح اعضاء قتل میں ایک بار گولی ماردے تا کہ طویل ایذا نہ پہنچے "فاحسنوا الذبح" ذبح کرنے میں اچھا سلوک یہ ہے کہ چھری کو خوب تیز کیا جائے اور تیز تیز چلائے ضروری رگوں کے کٹنے کے بعد چھری کو روک لیا جائے گردن کی ہڈی میں چھری نہ چلائی جائے۔"شفرته" یہ چھری کو کہتے ہیں اور"ولیحد" سے تیز دھار بنانے کا حکم دیا گیا ہے ایک نسخہ میں "الذبحة" کا لفظ ہے یہ قتلة کی طرح ہے لفظاً ومعنیً"فلیرح" راحت پہنچانے کے معنی میں ہے۔

٥٠٥١۔ وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ سُفْيَانَ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، بِإِسْنَادِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ، وَمَعْنَى حَدِيثِهِ

حضرت خالد حذاء رضی اللہ عنہ سے ابن علیہ کی سند اور اس کی روایت کے ہم معنی روایت نقل کی گئی ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَبْرِ الْبَهَائِمِ

جانوروں کو باندھ کر مارنے کی ممانعت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

٥٠٥٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ جَدِّي أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ دَارَ الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ، فَإِذَا قَوْمٌ قَدْ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا، قَالَ: فَقَالَ أَنَسٌ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ،

حضرت ہشام بن زید فرماتے ہیں کہ میں اپنے دادا حضرت انس بن مالک کے ساتھ حکم بن ایوب کے گھر گیا تو وہاں کچھ لوگ ایک مرغی کو نشانہ بنا کر اسے تیر مار رہے تھے۔راوی کہتے ہیں کہ حضرت انس نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کے باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح:

"ان تصبر بهيمة للقتل" تصبر یہ مجہول کا صیغہ صبر سے ہے صبر کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ جانور کو باندھ لیا اور کھانا پینا بند کر دیا تا کہ مر جائے یہاں تک کہ اس کی موت آئی اس صورت میں للقتل میں لام اجلیہ ہوگا ای لاجل القتل یعنی قتل کے لیے

باندھ لیا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جانور کو بطور نشانہ باندھ کر رکھ لیا اور پھر اس پر تیر برسانے لگا گولیاں چلانے لگا تا کہ مزہ بھی آئے اور نشانہ بھی درست ہو جائے یہ سخت منع ہے کہ اس میں جاندار کی ایذا رسانی ہے جو ذبح پر ایک اضافی سزا ہے یہ مطلب آنے والی ان روایات کے زیادہ مناسب ہے جن میں صبرا کے بجائے غرضا کا لفظ آیا ہے۔

صحیح مسلم کی زیر بحث حدیث میں یہ پورے الفاظ نہیں ہیں مشکوۃ میں یہ الفاظ پورے ہیں میں نے اسی کی تشریح لکھی ہے البتہ مسلم کے اس باب کی احادیث کا مطلب وہی ہے جو یہاں دوسرا مطلب لکھا گیا ہے۔ اور یہی راجح ہے۔

٥٠٥٣۔ وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ح وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت شعبہ اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت نقل کرتے ہیں۔

٥٠٥٤۔ وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَتَّخِذُوا شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا،

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم کسی جاندار کو نشانہ نہ بناؤ۔

٥٠٥٥۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت شعبہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا روایت کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

٥٠٥٦۔ وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، وَأَبُو كَامِلٍ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: مَرَّ ابْنُ عُمَرَ بِنَفَرٍ قَدْ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَتَرَامَوْنَهَا، فَلَمَّا رَأَوْا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا عَنْهَا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هَذَا

حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے۔ وہ لوگ ایک مرغی کو نشانہ بنا کر اس پر تیر پھینک رہے تھے تو جب ان لوگوں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا تو وہ متفرق (علیحدہ علیحدہ) ہو گئے۔ حضرت ابن عمر نے ارشاد فرمایا: یہ کام کس نے کیا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

۵۰۵۷۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: مَرَّ ابْنُ عُمَرَ بِفِتْيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوا طَيْرًا، وَهُمْ يَرْمُونَهُ، وَقَدْ جَعَلُوا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِنْ نَبْلِهِمْ، فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هَذَا لَعَنَ اللَّهُ، مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا

حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر چند قریشی نوجوانوں کے پاس سے گزرے کہ وہ ایک پرندہ کو شکار بنا کر اسے تیر مار رہے تھے اور انہوں نے پرندے کے مالک سے یہ طے کر رکھا تھا کہ جو تیر نشانہ پر نہ لگے اس کو وہ لے لے۔ تو جب ان نوجوانوں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا تو الگ الگ ہو گئے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا: یہ کس نے کیا ہے؟ جو اس طرح کرے اس پر اللہ نے لعنت فرمائی ہے اور رسول اللہ نے بھی ایسے آدمی پر لعنت فرمائی ہے کہ جو کسی جاندار کو نشانہ بنائے۔

تشریح:

"نصبوا طیرا" یہ پرندہ بھی ہو سکتا ہے اور مرغی بھی ہو سکتی ہے دونوں کا ذکر موجود ہے "وقد جعلوا" یعنی تیر مارنے اور نشانہ پر صحیح تیر لگنے کے ساتھ شرط بھی رکھی تھی معلوم ہوا اس میں جوا بازی کا حصہ بھی تھا جو الگ ایک حرام کام ہے "کل خاطئة" ایک نسخہ میں "مخطئة" کا لفظ ہے جو زیادہ واضح ہے مطلب یہ ہے کہ جو تیر نشانہ پر صحیح نہیں لگا بلکہ غلط چلا گیا تو وہ تیر پرندہ رکھنے والے کا ہو جائے گا اور مارنے والا اس تیر سے محروم ہو جائے گا یہ قمار کا ایک حصہ تھا جو حرام ہے "نبلھم" اس کی جمع نبال ہے تیر کو کہتے ہیں۔

۵۰۵۸۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، ح وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْتَلَ شَيْءٌ مِنَ الدَّوَابِّ صَبْرًا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جانوروں میں سے کسی بھی جانور کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

کتاب الاضاحی

قربانی کا بیان

قال اللہ تعالیٰ ﴿قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ﴾

وقال اللہ تعالیٰ ﴿فتقربا قربانا فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الاخر﴾

وقال اللہ تعالیٰ ﴿فصل لربک وانحر﴾

شیخ اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لفظ اضحیہ میں کئی لغات ہیں۔

(۱) اضحیہ ہمزہ کے ضمہ کے ساتھ (۲) اضحیۃ: کسرہ کے ساتھ ان دونوں لغتوں کی جمع اضاحی آتی ہے۔ (۳) ضحیۃ بضم الضاد اس کی جمع ضحایا آتی ہے (۴) اضحاۃ بفتح الھمزۃ وجمعھا اضحی۔

قربانی کی شرعی حیثیت

اس بات پر سب کا اتفاق اور اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یوم الاضحیٰ میں قربانی انتہائی محبوب و مقبول عمل ہے مگر فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا قربانی کرنا واجب ہے یا سنت ہے۔

فقہاء کا اختلاف

علامہ ابن رشد رحمہ اللہ کی تشریح کے مطابق ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قربانی کا عمل سنت مؤکدہ ہے ائمہ احناف کے نزدیک مالدار اور مقیم پر قربانی واجب ہے البتہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قربانی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ہے اور صاحبین کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔

دلائل

جمہور نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے جس میں یہ الفاظ آئے ہیں ''اذا دخل العشر واراد بعضکم ان یضحی الخ اس حدیث میں اراد کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی قربانی کا ارادہ نہ کرے تو ضروری نہیں ہے یہ سنت ہونے کی دلیل ہے جمہور کی دوسری دلیل وہ احادیث ہیں جن میں قربانی پر سنت کے لفظ کا اطلاق ہوا ہے مثلاً ''سنۃ ابیکم ابراھیم '' میں سنت کا اطلاق ہوا ہے اور حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ''اصاب سنۃ المسلمین '' کے الفاظ آئے ہیں۔

سب قربانی کے سنت ہونے کی دلیل ہے۔ ائمہ احناف کی پہلی دلیل قرآن کریم کی آیت ہے ﴿فصل لربک وانحر﴾ یہاں پہنا امر کا ہے اور قربانی کا حکم ہے اور امر وجوب کے لیے آتا ہے لہٰذا قربانی واجب ہے۔ احناف کی دوسری دلیل اس باب کی وہ حدیث ہے، جس میں یہ الفاظ آئے ہیں ''من کان ذبح قبل ان نصلی فلیذبح مکانہا اخری'' یہاں امر بھی ہے جو وجوب کی دلیل ہے نیز ایک قربانی کے خراب ہونے پر آنحضرت ﷺ نے اس کی جگہ دوسری قربانی کرنے کا حکم دیا یہ قضاء کرنا بھی وجوب کی دلیل ہے۔ احناف کی تیسری دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

من کان لہ سعۃ ولم یضح فلا یقربن مصلانا (ابن ماجہ)

قربانی نہ کرنے پر اس طرح شدید وعید سے اندازہ ہوتا ہے کہ قربانی کرنا واجب ہے سنت نہیں ہے۔

احناف کی چوتھی دلیل بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے الفاظ یہ ہیں ''من ذبح قبل الصلاۃ فلیعد''

(بخاری کتاب العیدین ص:۱۸۹)

قربانی کے اعادہ کا یہ حکم قربانی کے وجوب کی دلیل ہے۔ احناف کی دلیل یہ بھی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال تک مسلسل قربانی کی ہے اور اس کو کبھی نہیں چھوڑا یہ بھی وجوب کی دلیل ہے۔

جواب

جمہور نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے جو استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ''اراد'' کے لفظ سے وجوب کی نفی مراد لینا مناسب نہیں ہے ایک حدیث میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''من اراد الحج فلیعجل'' یہاں اراد سے نفی وجوب کیسے لیا جاسکتا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ ''ومن اراد الجمعۃ فلیغتسل'' یہاں جمعہ کے بارے میں اراد لفظ آیا ہے تو کیا جمعہ فرض نہیں ہے۔ اور جن جن احادیث میں سنت کے لفظ کا اطلاق ہوا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ سنت سے اصطلاحی سنت مراد نہیں ہے بلکہ سنت طریقہ کے معنی میں لیا گیا ہے یہ وجوب کے منافی نہیں ہے۔

بَابُ وَقْتِهَا

قربانی کے وقت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے اٹھارہ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۰۵۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ، ح وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى،

أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، حَدَّثَنِي جُنْدَبُ بْنُ سُفْيَانَ، قَالَ: شَهِدْتُ الْأَضْحَى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَعْدُ أَنْ صَلَّى وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ سَلَّمَ، فَإِذَا هُوَ يَرَى لَحْمَ أَضَاحِيَّ قَدْ ذُبِحَتْ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ، فَقَالَ: مَنْ كَانَ ذَبَحَ أُضْحِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ أَوْ نُصَلِّيَ، فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى، وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ، فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عید الاضحیٰ (قربانی والی عید کے دن) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا۔ آپ ﷺ نے ابھی تک نماز (عید) نہیں پڑھی تھی اور نہ ہی ابھی تک آپ ﷺ نے نماز (عید) سے فراغت کا سلام پھیرا تھا کہ قربانیوں کا گوشت دیکھا جانے لگا۔ قربانیوں کو نمازِ عید سے فارغ ہونے سے پہلے ذبح کر دیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے اپنی نماز یا ہماری نماز سے پہلے قربانی ذبح کر لی اسے چاہیے کہ وہ اپنی قربانی کی جگہ دوسری قربانی کرے (یعنی دوبارہ قربانی کرے) اور جس نے ابھی قربانی ذبح نہیں کی اسے چاہیے کہ وہ اللہ کا نام لے کر قربانی ذبح کرے۔

تشریح:

"قبل ان یصلی" یعنی جب تک بقرعید کی نماز نہیں ہو جاتی اس سے پہلے قربانی جائز نہیں اگر کسی نے پہلے قربانی کر لی تو وہ قربانی نہیں بلکہ گوشت کے لیے جانور کا ذبح کرنا شمار ہوگا۔ علماء نے لکھا ہے کہ پورے شہر میں صحیح وقت کے مطابق ایک جگہ بھی نماز عید پڑھی جائے تو شہر کی ہر جگہ میں قربانی کی اجازت ہو جائے گی اور جن علاقوں میں عید کی نماز نہیں ہوتی وہاں قربانی فجر کی نماز کے بعد جائز ہو جاتی ہے۔

٥٠٦٠۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ، قَالَ: شَهِدْتُ الْأَضْحَى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ بِالنَّاسِ نَظَرَ إِلَى غَنَمٍ قَدْ ذُبِحَتْ، فَقَالَ: مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَلْيَذْبَحْ شَاةً مَكَانَهَا، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَبَحَ، فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ،

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں قربانی (والی عید) کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا تو جب آپ ﷺ لوگوں کو نمازِ عید پڑھا کر فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے بکریوں کو دیکھا کہ وہ ذبح کر دی گئی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز (عید) سے پہلے قربانی ذبح کر لی تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی جگہ دوسری بکری ذبح

کرے اور جس نے ذبح نہیں کی تو وہ اب اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔

۵۰۶۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَا: عَلَى اسْمِ اللَّهِ كَحَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ

حضرت اسود بن قیس سے اس سند کے ساتھ حضرت ابوالاحوص کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۰۶۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَسْوَدِ، سَمِعَ جُنْدَبًا الْبَجَلِيَّ، قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ أَضْحًى، ثُمَّ خَطَبَ، فَقَالَ: مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَبَحَ، فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللَّهِ،

حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (عید الاضحیٰ کے دن) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا۔ آپ ﷺ نے نماز عید پڑھائی پھر آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: جس آدمی نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہو، اسے چاہیے کہ وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے نہ کی ہو تو وہ اللہ کا نام لے کر اب ذبح کرے۔

۵۰۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت شعبہ سے اس سند کے ساتھ اسی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۰۶۴۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: ضَحَّى خَالِي أَبُو بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ عِنْدِي جَذَعَةً مِنَ الْمَعْزِ، فَقَالَ: ضَحِّ بِهَا، وَلَا تَصْلُحُ لِغَيْرِكَ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ ضَحَّى قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَإِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهِ، وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ، وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے خالو حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے نماز (عید) سے پہلے قربانی کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تو گوشت کی بکری ہوئی۔ حضرت ابو بردہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک چھ ماہ کی بکری کا بچہ بھی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی قربانی کر اور تیرے علاوہ یہ کسی کے لیے کافی نہیں۔ پھر فرمایا: جس آدمی نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کر لی تو گویا اس نے اپنے نفس کے لیے ذبح کی اور جس نے نماز کے بعد ذبح کی تو اس کی قربانی پوری ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کی سنت کو اپنا لیا۔

۵۰۶۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَنَّ خَالَهُ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ نِيَارٍ، ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هَذَا يَوْمٌ اللَّحْمُ فِيهِ مَكْرُوهٌ، وَإِنِّي عَجَّلْتُ نَسِيكَتِي لِأُطْعِمَ أَهْلِي وَجِيرَانِي وَأَهْلَ دَارِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعِدْ نُسُكًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ عِنْدِي عَنَاقَ لَبَنٍ هِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، فَقَالَ: هِيَ خَيْرُ نَسِيكَتَيْكَ، وَلَا تَجْزِي جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ

حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ ان کے خالو حضرت ابو بردہ بن نیار نے نبی ﷺ کی قربانی ہونے سے پہلے اپنی قربانی ذبح کی اور انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ وہ دن ہے کہ جس میں گوشت کی خواہش رکھنا مکروہ (برا) ہے اور میں نے اپنی قربانی جلدی کر لی ہے تا کہ میں اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کو (اس کا گوشت) کھلاؤں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو دوبارہ قربانی کر انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک کم عمر والی گویا دودھ پینے کے زمانہ والی بکری ہے۔ وہ گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہی تیری دونوں قربانیوں میں بہتر ہے اور اب تیرے بعد ایک سال سے کم عمر کی بکری کسی کے لیے جائز نہ ہوگی۔

تشریح:

''هذا یوم'' یعنی عید الاضحیٰ کا یہ دن ایسا دن ہے یہ جملہ الگ موصوف ہے ''اللحم فیه مکروه'' یہ جملہ الگ صفت اور خبر ہے یعنی اس دن میں لوگ اتنا گوشت کھاتے ہیں کہ پھر گوشت ناپسند ہو جاتا ہے ابتداء میں لوگ گوشت کو بہت پسند کرتے ہیں اس لیے میں نے پڑوسیوں کے لوگوں اور بچوں کی چاہت کے پیش نظر صبح صبح بکری ذبح کر کے گوشت بنالیا ہے ایک روایت میں ''مقروم'' کا لفظ ہے جو انتہائی شوق اور چاہت کے معنی میں ہے شاید کسی راوی نے مقروم میں تصحیف و تحریف کر کے مکروہ بنا دیا ہے یہ توجیہ بہت اچھی ہے۔

''عناق لبن'' عناق بکری کے چھوٹے بچے کو کہتے ہیں لبن کی طرف اضافت اس لیے کیا تا کہ اس کو چھوٹا ظاہر کرے یعنی ابھی تک دودھ کے زمانہ میں ہے مگر فربہ اور تندرست ہونے کی وجہ سے دو بکریوں کے برابر ہے مگر اس کا سال پورا نہیں ہوا ہے ''جذعہ'' ہے جو چھ سات ماہ کا ہوتا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ یہ صرف تیرے لیے جائز ہے تیری خصوصیت ہے کسی اور کے لیے جائز نہیں ہے آنحضرت کی طرف سے قربانی لوٹانے کا یہ اہتمام بتاتا ہے کہ قربانی واجب ہے سنت نہیں ہے ایک اور حدیث میں ''هنة'' کا لفظ ہے جو حاجت کے معنی میں ہے۔

٥٠٦٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ: لَا يَذْبَحَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يُصَلِّيَ، قَالَ: فَقَالَ خَالِي: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ هَذَا يَوْمٌ اللَّحْمُ فِيهِ مَكْرُوهٌ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ هُشَيْمٍ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قربانی کے دن (دس ذی الحجہ) کو خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: کوئی نماز (عید) سے پہلے قربانی ذبح نہ کرے۔ راوی کہتے ہیں کہ میرے خالو نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ وہ دن ہے کہ جس میں گوشت کی خواہش رکھنا مکروہ ہے۔ پھر آگے حضرت ہشیم کی روایت کردہ حدیث کی طرح ذکر کی۔

٥٠٦٧ ـ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا، وَوَجَّهَ قِبْلَتَنَا، وَنَسَكَ نُسُكَنَا، فَلَا يَذْبَحْ حَتَّى يُصَلِّيَ، فَقَالَ خَالِي: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَدْ نَسَكْتُ عَنِ ابْنٍ لِي، فَقَالَ: ذَاكَ شَيْءٌ عَجَّلْتَهُ لِأَهْلِكَ، فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي شَاةً خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْنِ، قَالَ: ضَحِّ بِهَا، فَإِنَّهَا خَيْرُ نَسِيكَةٍ

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہماری قربانیوں کی طرح قربانی کرے تو وہ قربانی ذبح نہ کرے، جب تک کہ وہ نماز نہ پڑھ لے۔ میرے خالو نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے بیٹے کی طرف سے قربانی کرلی ہے۔ اس نے عرض کیا: میرے پاس ایک بکری ہے جو دو بکریوں سے بہتر ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اس بکری کی قربانی کر کیونکہ وہ تیری دونوں قربانیوں میں سے بہتر ہے۔

٥٠٦٨ ـ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ زُبَيْدٍ الْإِيَامِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هَذَا نُصَلِّي، ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَنْحَرُ، فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ، فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ، فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ، وَكَانَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ قَدْ ذَبَحَ، فَقَالَ: عِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ، فَقَالَ: اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ،

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج کے دن

(دس ذی الحجہ) ہم سب سے پہلے نماز پڑھیں گے اور پھر واپس جا کر قربانی ذبح کریں گے تو جو آدمی اس طرح کرے گا وہ ہماری سنت کو اپنالے گا اور جس آدمی نے (نماز سے پہلے) قربانی ذبح کرلی تو گویا اس نے اپنے گھر والوں کے لیے پہلے گوشت تیار کرلیا ہے، قربانی (کی عبادت) سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور حضرت ابو بردہ بن نیار پہلے قربانی ذبح کر چکے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک سال سے کم عمر کا بچہ ہے جو کہ ایک سال کی عمر والوں سے زیادہ بہتر ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے ذبح کرلو مگر تیرے بعد اور کسی کے لیے جائز نہیں ہوگا۔

۵۰۶۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ زُبَيْدٍ، سَمِعَ الشَّعْبِيَّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ،

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس سابقہ حدیث مبارکہ کی طرح حدیث نقل کی ہے۔

۵۰۷۰۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، ح وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ، كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یوم النحر (دس ذی الحجہ) کو نماز عید کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا: پھر آگے حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح ذکر کی۔

۵۰۷۱۔ وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ نَحْرٍ، فَقَالَ: لَا يُضَحِّيَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يُصَلِّيَ، قَالَ رَجُلٌ: عِنْدِي عَنَاقُ لَبَنٍ هِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، قَالَ: فَضَحِّ بِهَا، وَلَا تَجْزِي جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یوم النحر (دس ذی الحجہ) کو خطبہ دیا اور فرمایا: کوئی آدمی بھی جب تک نماز (عید الاضحیٰ) نہ پڑھ لے، قربانی نہ کرے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: میرے پاس ایک سال سے کم عمر کی بکری ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اسی کی قربانی کرلے اور تیرے بعد ایک سال سے کم عمر کی قربانی کسی کے لیے جائز نہیں ہوگی۔

۵۰۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي

جُحَيْفَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: ذَبَحَ أَبُو بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبْدِلْهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَيْسَ عِنْدِي إِلَّا جَذَعَةٌ قَالَ شُعْبَةُ: وَأَظُنُّهُ قَالَ وَهِيَ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْعَلْهَا مَكَانَهَا، وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ،

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بردہؓ نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کر لی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس کے بدلہ میں دوسری قربانی کر، حضرت ابو بردہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک سال سے کم عمر کا ایک بچہ ہے۔ حضرت شعبہ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی عرض کیا کہ وہ بچہ ایک سال سے زیادہ عمر والی بکری سے زیادہ بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی جگہ اس کی قربانی کر لے لیکن تیرے بعد کسی کے لیے یہ قربانی جائز نہیں ہوگی۔

۵۰۷۳۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرِ الشَّكَّ فِي قَوْلِهِ: هِيَ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ

حضرت شعبہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت کی مثل روایت نقل کی گئی ہے اور اس روایت میں شک (کہ وہ بچہ ایک سال سے زیادہ عمر والی بکری سے بہتر ہے) کا ذکر نہیں ہے۔

۵۰۷۴۔ وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ، وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ: مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا يَوْمٌ يُشْتَهَى فِيهِ اللَّحْمُ، وَذَكَرَ هَنَةً مِنْ جِيرَانِهِ، كَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَدَّقَهُ، قَالَ: وَعِنْدِي جَذَعَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، أَفَأَذْبَحُهَا؟ قَالَ: فَرَخَّصَ لَهُ، فَقَالَ: لَا أَدْرِي أَبَلَغَتْ رُخْصَتُهُ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لَا قَالَ: وَانْكَفَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا، فَقَامَ النَّاسُ إِلَى غُنَيْمَةٍ فَتَوَزَّعُوهَا، أَوْ قَالَ: فَتَجَزَّعُوهَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر کو فرمایا جس آدمی نے نماز (عید) سے پہلے قربانی ذبح کر لی تو اسے چاہیے کہ وہ قربانی دوبارہ کرے تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! یہ ایک ایسا دن ہے کہ جس میں گوشت کی خواہش کی جاتی ہے اور اس آدمی نے اپنے ہمسایوں کی محتاجگی کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کی ان باتوں کی تصدیق فرمائی۔ اس نے یہ بھی عرض کیا کہ میرے

پاس ایک سال سے کم عمر کی ایک بکری ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے زیادہ مجھے محبوب ہے، کیا میں اسے ذبح کرلوں؟ آپ ﷺ نے اسے اجازت عطا فرمادی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ اجازت اس آدمی کے علاوہ دوسروں کو بھی دی یا نہیں؟ پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ دو مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو ذبح فرمایا۔ پھر لوگ کھڑے ہوئے اور ان کا گوشت تقسیم کیا۔

٥٠٧٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، وَهِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى، ثُمَّ خَطَبَ، فَأَمَرَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ أَنْ يُعِيدَ ذِبْحًا، ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیکر حکم فرمایا کہ جس آدمی نے نماز (عید) سے پہلے قربانی کرلی ہے وہ دوبارہ قربانی ذبح کرے پھر ابن علیہ کی حدیث کی طرح حدیث مبارکہ ذکر کی۔

٥٠٧٦۔ وحَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ وَرْدَانَ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أَضْحًى، قَالَ: فَوَجَدَ رِيحَ لَحْمٍ، فَنَهَاهُمْ أَنْ يَذْبَحُوا، قَالَ: مَنْ كَانَ ضَحَّى فَلْيُعِدْ، ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں قربانی کے دن (دس ذی الحجہ) کو خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ گوشت کی بو محسوس ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کو نماز سے پہلے قربانی ذبح کرنے سے منع فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے (نماز سے پہلے) قربانی ذبح کرلی ہے اسے چاہیے کہ وہ دوبارہ قربانی ذبح کرے پھر مذکورہ دونوں احادیث کی طرح حدیث ذکر کی۔

بَابُ سِنِّ الْأُضْحِيَّةِ

قربانی کے جانور کی عمر کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

٥٠٧٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً، إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ، فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مسنہ کے سوا قربانی کا جانور ذبح نہ کرو سوائے اس کے کہ اگر تمہیں (ایسا جانور نہ ملے) تو تم ایک سال سے کم عمر کا دنبے کا بچہ ذبح کرلو (وہ چاہے چھ مہینہ کا ہی ہو۔

تشریح:

"مسنۃ" جذعۃ اور مسنۃ کسی خاص جانور کا نام نہیں ہے بلکہ اصطلاحی الفاظ ہیں جو قربانی کے جانور کی عمر کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ مسنۃ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے سامنے کے دو دانت گر جائے بکریوں میں یہ دانت دوسرے سال میں گرتے ہیں گائے میں تیسرے سال میں گرتے ہیں اونٹوں میں چھٹے سال میں گرتے ہیں اس حساب سے آگے تشریح ہے۔

چنانچہ حنفی مسلک کے مطابق ان الفاظ کی تشریح اس طرح ہے کہ اونٹوں میں مسنہ وہ اونٹ ہوتا ہے جس کی عمر کے پانچ سال پورے ہو چکے ہوں اور وہ چھٹے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ گائے، بیل، اور بھینس میں مسنہ وہ ہوتا ہے جس نے دو سال مکمل کر لیے ہوں اور تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ بکری، بھیڑ اور دنبہ میں مسنہ وہ ہوتا ہے جس نے اپنی عمر کا ایک سال مکمل کر لیا ہو اور دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو ہاں دنبہ اور بھیڑ کا اگر جذعہ بھی ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے جذعہ بھیڑ اور دنبہ کا وہ بچہ ہوتا ہے جس کی عمر ایک سال سے کم ہو مگر چھ ماہ یا اس سے زیادہ ہو۔ یہ تفصیل احناف کے مسلک کے مطابق ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ جذعہ یعنی بھیڑ کے چھ ماہ کا جو بچہ ہے اس کی قربانی اس صورت میں جائز ہوتی ہے جب وہ اتنا فربہ موٹا ہو کہ اگر ایک سال والا بچہ اس کے ساتھ کھڑا کیا جائے تو بالکل اس کے برابر معلوم ہو رہا ہو۔

اگلی حدیث میں "عتود" کا لفظ آیا ہے یہ بکری کے اس بچے کو کہتے ہیں جس کا ایک سال پورا ہو چکا ہو اور خوب موٹا تازہ ہو۔

٥٠٧٨۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمَدِينَةِ، فَتَقَدَّمَ رِجَالٌ فَنَحَرُوا، وَظَنُّوا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ نَحَرَ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ كَانَ نَحَرَ قَبْلَهُ أَنْ يُعِيدَ بِنَحْرٍ آخَرَ، وَلَا يَنْحَرُوا حَتَّى يَنْحَرَ النَّبِيُّ ﷺ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں مدینہ منورہ میں قربانی کے دن کی نماز پڑھائی تو کچھ آدمیوں نے جلدی یعنی نماز سے پہلے ہی قربانی ذبح کر لی اور انہوں نے خیال کیا کہ نبی ﷺ نے بھی قربانی ذبح کر لی ہے تو نبی ﷺ نے حکم فرمایا کہ جس آدمی نے نماز سے قبل قربانی کر لی ہے وہ دوبارہ دوسری قربانی کا جانور ذبح کرے اور جب تک نبی ﷺ قربانی کا جانور ذبح نہ کرلیں اس وقت تک تم قربانی کا جانور ذبح نہ کرو۔

٥٠٧٩ ـ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى أَصْحَابِهِ ضَحَايَا، فَبَقِيَ عَتُودٌ، فَذَكَرَهُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ضَحِّ بِهِ أَنْتَ، قَالَ قُتَيْبَةُ: عَلَى صَحَابَتِهِ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ بکریاں عطا فرمائیں تاکہ میں ان کو صحابہ کرام میں تقسیم کردوں۔ آخر میں ایک سال کی عمر کا بکری کا بچہ باقی رہ گیا۔ حضرت عقبہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے انہیں فرمایا: تو اس کی قربانی کر لے، قتیبہ کی روایت میں ”علی صحابته“ کے الفاظ ہیں۔

٥٠٨٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ بَعْجَةَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا ضَحَايَا، فَأَصَابَنِي جَذَعٌ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهُ أَصَابَنِي جَذَعٌ، فَقَالَ: ضَحِّ بِهِ،

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم میں قربانی کی بکریاں تقسیم فرمائیں، میرے حصہ میں ایک سال سے کم عمر کا ایک بکری کا بچہ آیا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے حصہ میں یہ ایک سال سے کم عمر کی بکری کا ایک بچہ آیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی قربانی کرلو۔

٥٠٨١ ـ وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ، أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، أَخْبَرَنِي بَعْجَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ ضَحَايَا بَيْنَ أَصْحَابِهِ، بِمِثْلِ مَعْنَاهُ

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ خبر دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کے درمیان قربانیاں (قربانی کے جانور) تقسیم فرمائیں اور پھر اسی طرح حدیث ذکر کی۔

باب اضحية النبي بكبشين املحين و كيفية ذبحهما

آنحضرت نے دو چتکبرے دنبوں کو کس طرح ذبح فرمایا

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

٥٠٨٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ، وَسَمَّى وَكَبَّرَ، وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے دو سفید سینگ والے دنبوں کی قربانی ذبح کر لی اور آپ ﷺ نے بسم اللہ اور تکبیر کہی اور آپ نے ذبح کرتے وقت دونوں دنبوں کی گردنوں کے ایک پہلو پر اپنا پاؤں مبارک رکھا۔

۵۰۸۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، قَالَ: وَرَأَيْتُهُ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ، وَرَأَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا، قَالَ: وَسَمَّى وَكَبَّرَ،

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو سفید سینگ والے دنبوں کی قربانی کی۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ مبارک سے ذبح کیا اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ انہیں ذبح کرتے وقت آپ ﷺ نے ان دونوں کی گردن کے ایک پہلو پر اپنا پاؤں مبارک رکھا اور آپ ﷺ نے بسم اللہ اور اللہ اکبر بھی کہا تھا۔

۵۰۸۴۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُولُ: ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ، قَالَ: قُلْتُ: آنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ،

حضرت شعبہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح قربانی کی۔ حضرت شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت قتادہ سے کہا کہ کیا آپ نے حضرت انس سے سنا ہے؟ حضرت قتادہ نے کہا ہاں!

۵۰۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: وَيَقُولُ: بِاسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت کرتے ہوئے نقل کیا سوائے اس کے کہ اس حدیث میں "سمی و کبر" کی جگہ بسم اللہ واللہ اکبر ہے۔

۵۰۸۶۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ حَيْوَةُ: أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكَبْشٍ

أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ، وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ، فَأُتِيَ بِهِ لِيُضَحِّيَ بِهِ، فَقَالَ لَهَا: يَا عَائِشَةُ، هَلُمِّي الْمُدْيَةَ، ثُمَّ قَالَ: اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ، فَفَعَلَتْ: ثُمَّ أَخَذَهَا، وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَضْجَعَهُ، ثُمَّ ذَبَحَهُ، ثُمَّ قَالَ: بِاسْمِ اللّٰهِ، اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ، وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ، ثُمَّ ضَحَّى بِهِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسا سینگ والا دنبہ لانے کا حکم فرمایا کہ جو سیاہی میں چلتا ہو اور سیاہی میں بیٹھتا ہو اور سیاہی میں دیکھتا ہو اور ایسا ہی دنبہ آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تا کہ آپ ﷺ اس کی قربانی کریں۔ آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا: اے عائشہ! چھری لاؤ پھر آپ ﷺ نے چھری پکڑی اور دنبے کو پکڑ کر لٹا دیا پھر اسے ذبح فرما دیا پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ اللھم تقبل من محمد وال محمد ومن امۃ محمد (اللہ تعالیٰ کے نام سے۔ اے اللہ! محمد کی طرف سے اور محمد کی آل کی طرف سے اور محمد کی امت کی طرف سے یہ قربانی قبول فرما) پھر آپ ﷺ نے اسی طرح قربانی فرمائی۔

تشریح:

''کبشین'' دو دنبے مراد ہیں ''املحین'' سیاہ وسفید رنگ کے چتکبرے کو املح کہتے ہیں یعنی دو چتکبرے دنبے تھے۔

''اقرنین'' جن کے بڑے بڑے سینگ تھے۔

''وسمی وکبر'' قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ اگر وہ قربانی ذبح کرنے کے آداب جانتا ہے تو وہ اپنے ہاتھ سے خود ذبح کرے ورنہ بصورت دیگر کسی اور شخص سے ذبح کرائے اور خود وہاں پر موجود ہو یا اس کی طرف سے اجازت ہو۔ باقی ذبح کرنے کے وقت بسم اللہ کہنا حنفیہ کے نزدیک شرط ہے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا تمام علماء کرام کے نزدیک مستحب اور بہتر ہے ''بسم اللہ واللہ اکبر'' واؤ کے ساتھ ادا کرنا زیادہ بہتر ہے۔ ذبح کے وقت درود پڑھنا جمہور فقہاء کے نزدیک مکروہ ہے۔ ''علی صفاحھا'' صفاح پہلو کو بھی کہتے ہیں اور اسی طرح صفاح چہرہ اور رخسار کو بھی کہتے ہیں۔ ''یطا'' روندنے کے معنی میں ہے مراد چلنا ہے۔ ''یبرک'' بیٹھنے کے معنی میں ہے ''فی سواد'' یعنی وہ دنبہ چتکبرا تھا پاؤں کے کنارے کالے تھے باقی سفید تھا آنکھوں کے دائرے کالے تھے اور باقی سفید تھا سینہ وغیرہ نچلا حصہ سیاہ تھا باقی سفید تھا اس رنگ کا جانور سب سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے۔ ''المدیۃ'' چھری کو کہتے ہیں ''اشحذیھا'' چھری تیز کرنے کو تشحیذ کہتے ہیں فقہاء نے لکھا ہے کہ ایک جانور کے بالکل سامنے دوسرے جانور کو ذبح کرنا مکروہ ہے اسی طرح چھری تیز کر کے ذبح کرنا مستحب ہے ''امۃ محمد'' امت کو ثواب میں شرکت کی دعا مانگی ہے ورنہ ایک دنبہ کی قربانی میں پوری امت کیسے شریک ہو سکتی ہے؟۔

بَابُ جَوَازِ الذَّبْحِ بِكُلِّ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ،

ہر اس چیز سے ذبح جائز ہے جو خون بہائے

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

٥٠٨٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا، وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى، قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْجِلْ أَوْ أَرْنِي مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ، فَكُلْ، لَيْسَ السِّنَّ، وَالظُّفُرَ، وَسَأُحَدِّثُكَ، أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ، قَالَ: وَأَصَبْنَا نَهْبَ إِبِلٍ وَغَنَمٍ، فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ، فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِهَذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَإِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا،

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کل ہمارا دشمن سے مقابلہ ہے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چیز سے بھی خون بہہ جائے جلدی کرنا اور (جس چیز پر) اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اس کو کھا لینا۔ شرط یہ ہے کہ دانت اور ناخن نہ ہو۔ اس کی وجہ میں تجھ سے بیان کرتا ہوں وہ یہ کہ دانت تو ایک ہڈی کی قسم ہے اور ناخن حبشہ والوں کی چھری ہے۔ حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ مال غنیمت میں سے ہمیں اونٹ اور بکریاں ملیں۔ ان میں سے ایک اونٹ بھاگا تو ایک آدمی نے اسے تیر مارا جس سے وہ اونٹ رک گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اونٹوں میں سے کچھ اونٹ وحشی ہوتے ہیں اگر ان میں سے کوئی تمہارے قبضہ میں نہ آئے تو اس کے ساتھ یہی طریقہ اختیار کرو (یعنی تیر مار کر اسے روک لیا جائے)

تشریح:

"لاقوا العدو غدا" یعنی کل دشمن سے جنگ ہوگی۔ "مدی" مدیۃ کی جمع ہے چھری کو کہتے ہیں مطلب یہ کہ ہمیں جانور ذبح کرنے کی ضرورت پڑے گی تنگی کی حالت ہوگی سفر جہاد ہے اگر چھری نہ ملے تو کیا ہم "القصب" سے جانور ذبح کر سکتے ہیں؟ قصب بانس کے تراشے کو کہا گیا ہے جو چھری کی طرح تیز ہوتا ہے مکئی کا ڈنٹھ اور گنے کا تراشہ بھی اسی طرح تیز ہوتا ہے لکڑیوں میں بھی اس طرح تراشہ نکلتا ہے جس کو اردو میں کھپچ اور کھپچی کہتے ہیں۔

"فعظم" یعنی دانت تو ہڈی ہے اور ہڈی سے ذبح کرنا درست نہیں ہے لہٰذا دانت سے ذبح کرنا درست نہیں ہے۔

''فمدی الحبش '' یعنی ناخن تو اہل حبش کی چھریاں ہیں وہ اس کو استعمال کرتے ہیں لہٰذا مسلمانوں کو کافروں کا طریقہ نہیں اپنانا چاہیے۔ ہر دھاری دار چیز جس سے انہار دم آجائے تو اس سے ذبح جائز ہے اب دانت اور ناخن اگر جسم کے ساتھ لگے ہوئے ہوں تو بالاتفاق اس سے ذبح ناجائز ہے لیکن اگر الگ اکھڑے ہوئے ہوں تو اس سے ذبح کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

فقہاء کا اختلاف

جمہور فقہاء کے نزدیک دانت اور ناخن سے ذبح مطلقاً ناجائز ہے خواہ جسم سے الگ ہوں یا پیوست ہوں۔ ائمہ احناف کے نزدیک اگر دانت اور ناخن جسم کے ساتھ پیوست ہوں تو ذبح ناجائز ہے لیکن اگر الگ ہوں اور استعمال سے خون بہہ جائے تو ذبح کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ جمہور نے مذکورہ حدیث سے استدلال کیا ہے۔ ائمہ احناف نے عدی بن حاتم کی حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں یہ الفاظ آئے ہیں ''امرر الدم بما شئت '' یعنی جس چیز سے چاہو خون بہا دو یہ حدیث عام ہے دانتوں اور ناخنوں کو بھی شامل ہے اصل مقصود خون بہانا ہے اگر مقطوع دانت اور ناخن سے دباؤ نہیں پڑتا اور خون بہہ جاتا ہے تو ذبیحہ حلال ہونا چاہیے البتہ فعل میں کراہت ہے۔ جمہور نے زیر بحث حدیث سے جو استدلال کیا ہے تو احناف اس حدیث کو غیر مقطوع دانت اور غیر مقطوع ناخن پر حمل کرتے ہیں کیونکہ حبش کے لوگ جانور کو اسی طرح ذبح کرتے تھے یا یہ جواب ہے کہ زیر بحث حدیث کا ممانعت کراہت کے درجہ میں ہے وہ احناف کے ہاں بھی مکروہ ہے لیکن ذبیحہ حلال ہے۔ بہر حال احناف کا استدلال کمزور ہے۔

''اوابد'' بدکنے اور بھڑکنے والے وحشی جانوروں کو کہتے ہیں اس کا مفرد آبدۃ ہے شاعر گھوڑے کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے

وقد اغتدی والطیر فی وکناتھا بمنجرد قید الاوابد ھیکل

اس صورت میں ذبح اختیاری نہیں رہے گا بلکہ ذبح اضطراری بن جائے گا جس میں بسم اللہ کے ساتھ زخم لگانا کافی ہے۔

''ارارنی'' ہمزہ پر فتح ہے را ساکن ہے یہ ایک لغت ہے دوسری آسان لغت ''ارِنْ'' جلدی کرنے کے معنی میں ہے گویا اعجل کے معنی میں ہے۔

۵۰۸۸۔ وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ، فَأَصَبْنَا غَنَمًا وَإِبِلًا، فَعَجِلَ الْقَوْمُ فَأَغْلَوْا بِهَا الْقُدُورَ، فَأَمَرَ بِهَا فَكُفِئَتْ، ثُمَّ عَدَلَ عَشْرًا مِنَ الْغَنَمِ بِجَزُورٍ، وَذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ كَنَحْوِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ،

حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذوالحلیفہ کے مقام تہامہ میں تھے (وہاں سے ہمیں) کچھ بکریاں اور اونٹ ملے تو لوگوں نے جلدی جلدی ان کا گوشت ہانڈیوں میں ڈال کر ابالنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے ان ہانڈیوں کو الٹ دینے کا حکم فرمایا تو ہانڈیاں الٹ دی گئیں پھر آپ ﷺ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا اور پھر باقی حدیث یحییٰ بن سعید کی روایت کردہ حدیث کی طرح ذکر کی۔

تشریح:

"بذی الحلیفة" یہ مدینہ منورہ کے قریب ذوالحلیفہ مراد نہیں ہے بلکہ یہ مکہ اور طائف کے درمیان کسی جگہ کا نام ہے اور یہاں دشمن سے مراد حنین اور طائف کے علاقے کے لوگ ہیں اور حنین میں جو مال غنیمت ہاتھ میں آیا تھا اس کی تقسیم سے پہلے کچھ صحابہ نے مال غنیمت سے کوئی بکری یا اونٹ ذبح کر کے پکانا شروع کر دیا چونکہ ابھی تک یہ مال مجاہدین پر تقسیم نہیں ہوا تھا تو اس کا گوشت بنانا اور کھانا حرام تھا اس لیے آنحضرت نے حکم دیا کہ ہانڈیوں کو الٹ کر گوشت کو ضائع کر دو۔"من تھامة" تہامہ اس ساحلی علاقے کا نام ہے جو مکہ اور یمن کے درمیان طائف کے مغربی جانب میں واقع ہے اسی طرح تہامہ حجاز کے اس نشیبی علاقہ کو بھی کہتے ہیں جو جبل سراۃ کے مغربی جانب میں واقع ہے اور جبل سراۃ ایک لمبا پہاڑ ہے جو اردن کے پاس سے یمن تک ایک دیوار کی طرح قائم ہے "کفئت" الٹ دینے کو کہتے ہیں ساتھ والی روایت میں "فنذکی باللیط" لیط بانس کے اس تراشے کو کہتے ہیں جو انتہائی تیز ہوتا ہے اس سے ذبح کرنا مراد ہے "فند" یعنی ایک اونٹ بدک کر بھاگ گیا تو ہم نے اس کو تیر مارا۔"وھصناہ" ای حبسناہ واسقطناہ الی الارض تیر مار کر چلنے سے عاجز بنانے روکنے اور زمین پر گرانے کے معنی میں ہے۔

۵۰۸۱۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ، ثُمَّ حَدَّثَنِيهِ عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا، وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى، فَنُذَكِّي بِاللِّيطِ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ، وَقَالَ: فَنَدَّ عَلَيْنَا بَعِيرٌ مِنْهَا، فَرَمَيْنَاهُ بِالنَّبْلِ حَتَّى وَهَصْنَاهُ.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کل ہمارا دشمن سے مقابلہ ہے اور ہمارے پاس چھریاں وغیرہ نہیں ہیں (جس سے ذبح کریں) کیا ہم بانس کے چھلکے سے ذبح کر لیں؟ اور پھر مذکورہ بالا حدیث کی طرح ذکر کی (اور اس روایت میں یہ بھی ہے) راوی حضرت رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ ہمارا ایک اونٹ بھاگنے لگا تو ہم نے اسے تیروں سے مارا، یہاں تک کہ ہم نے اسے گرا دیا۔

۵۰۹۰۔ وحَدَّثَنِيهِ الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ الْحَدِيثَ إِلَى آخِرِهِ بِتَمَامِهِ، وَقَالَ فِيهِ: وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى، أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ؟.

حضرت سعید بن مسروق رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ مذکور بالا روایت کی طرح آخر تک پوری حدیث روایت کی گئی ہے اور اس حدیث میں یہ ہے کہ ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں، تو کیا ہم بانس سے ذبح کرلیں۔

۵۰۹۱۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى، وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَلَمْ يَذْكُرْ فَعَجِلَ الْقَوْمُ، فَأَغْلَوْا بِهَا الْقُدُورَ، فَأَمَرَ بِهَا فَكُفِئَتْ وَذَكَرَ سَائِرَ الْقِصَّةِ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کل ہمارا دشمن سے مقابلہ ہے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں اور پھر آگے اسی طرح حدیث ذکر کی اور اس حدیث میں یہ ذکر نہیں کیا کہ لوگوں نے جلدی کر کے ہانڈیوں کو ابالنا شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے ان کو الٹ دینے کا حکم فرمایا تو وہ الٹ دی گئیں اور باقی پورا واقعہ (مذکورہ) ذکر کیا۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ

تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنا منع ہے

اس باب میں امام مسلم نے انیس احادیث کو بیان کیا ہے

۵۰۹۲۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَأْكُلَ مِنْ لُحُومِ نُسُكِنَا بَعْدَ ثَلَاثٍ

حضرت ابو عبید سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ میں عید کی نماز میں حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ موجود تھا۔ حضرت علی نے پہلے عید کی نماز پڑھائی اور پھر خطبہ دیا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین دن کے بعد اپنی قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح:

"بعد ثلاث" حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے ہمیں روکا کہ ہم تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھایا کریں اسی قسم کی آئندہ ایک حدیث حضرت ابن عمر سے بھی منقول ہے اس کے بعد حضرت عائشہ کی روایت میں ہے کہ یہ حکم ابتدا میں تھا پھر موقوف اور منسوخ ہوگیا، حضرت جابر اور حضرت ابوسعید خدری کی روایت میں بھی اسی طرح ہے آنحضرت ﷺ نے خود اس کی وجہ بھی بتائی کہ ابتداء میں لوگوں کی ضرورت تھی تو تین دن سے زائد گوشت کو لوگوں پر تقسیم کرنا مقصود تھا بعد میں جب لوگوں کی ضرورت نہ رہی تو قربانی کے گوشت کو ذخیرہ کرنے کی اجازت مل گئی، علامہ نووی فرماتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو شاید نسخ والی روایات نہیں پہنچی تھیں۔ بعض شارحین کہتے ہیں کہ یہاں ناسخ اور منسوخ کا قصہ نہیں بلکہ ایک حکم علت کی انتہاء کی وجہ سے منتہی ہوگیا اس کو "انتهاء الحكم بانتهاء العلة" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

۵۰۹۳۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ، مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ، أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: فَصَلَّى لَنَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا لُحُومَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَلَا تَأْكُلُوا،

حضرت ابوعبید مولی ابن الزبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عمر بن خطاب کے ساتھ عید کی نماز میں موجود تھا۔ راوی ابوعبید کہتے ہیں کہ پھر میں نے حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ بھی عید کی نماز پڑھی۔ حضرت علی نے ہمیں خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھائی پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں منع فرمایا ہے کہ تم تین راتوں سے زیادہ اپنی قربانیوں کا گوشت کھاؤ تو تم نہ کھاؤ۔

۵۰۹۴۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، ح وحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت زہری سے ان سندوں کے ساتھ مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے۔

۵۰۹۵۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: لَا يَأْكُلُ أَحَدٌ مِنْ لَحْمِ أُضْحِيَّتِهِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی اپنی قربانی کا گوشت تین دنوں سے زیادہ نہ کھائے۔

٥٠٩٦۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ، كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ

حضرت ابن عمر نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے حضرت لیث کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔

٥٠٩٧۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا، وَقَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُؤْكَلَ لُحُومُ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ، قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ، لَا يَأْكُلُ لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ، وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: بَعْدَ ثَلَاثٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ قربانیوں کا گوشت تین دنوں کے بعد کھایا جائے۔ حضرت سالم فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر تین دنوں سے زیادہ قربانیوں کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ اور حضرت ابن ابی عمر نے فوق ثلاث کی بجائے بعد ثلاث کہا ہے

٥٠٩٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرَةَ، فَقَالَتْ: صَدَقَ، سَمِعْتُ عَائِشَةَ، تَقُولُ: دَفَّ أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْأَضْحَى زَمَنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ادَّخِرُوا ثَلَاثًا، ثُمَّ تَصَدَّقُوا بِمَا بَقِيَ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ النَّاسَ يَتَّخِذُونَ الْأَسْقِيَةَ مِنْ ضَحَايَاهُمْ، وَيَجْمُلُونَ مِنْهَا الْوَدَكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالُوا: نَهَيْتَ أَنْ تُؤْكَلَ لُحُومُ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَقَالَ: إِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ أَجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِي دَفَّتْ، فَكُلُوا وَادَّخِرُوا وَتَصَدَّقُوا

حضرت عبداللہ بن واقد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دنوں کے بعد

قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے حضرت عبداللہ بن ابی بکر ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرہ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن واقد نے سچ کہا ہے۔ میں نے حضرت عائشہ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں عید الاضحیٰ کے موقع پر کچھ دیہاتی لوگ آگئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قربانیوں کا گوشت تین دنوں کے مقدار میں رکھو پھر جو بچے اسے صدقہ کردو۔ پھر اس کے بعد صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگ اپنی قربانیوں کی کھالوں سے مشکیزے بناتے ہیں اور ان میں چربی بھی پگھلاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور اب کیا ہوگیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: آپ نے تین دنوں کے بعد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ان ضرورت مندوں کی وجہ سے جو اس وقت آگئے تھے تمہیں منع کیا تھا لہٰذا اب کھاؤ اور کچھ چھوڑ دو اور صدقہ کرلو۔

تشریح:

"دف اھل ابیات" دف یدف ضرب یضرب سے ہے پرندہ کے پر پھڑپھڑانے کو کہتے ہیں اسی طرح دف بجانے کو بھی کہتے ہیں فوج کے روانہ ہونے کے وقت تیز چلنے کو بھی کہتے ہیں یہاں دیہاتوں سے بھوک و پریشانی کی وجہ سے لوگوں کا مدینہ کی طرف ٹوٹ پڑنے اور آنے کے معنی میں ہے "حضرۃ" ح پر پیش اور زیر دونوں جائز ہے ض ساکن ہے را پر زبر ہے حاضر ہونے کے معنی میں ہے یہاں "حضور الاضحی" مراد ہے۔

"الاسقیۃ" یہ جمع ہے اس کا مفرد سقاء ہے برتن کے معنی میں ہے جس میں پانی پیا جاتا ہے "من ضحایاھم" یہاں اضحیہ سے اس کی کھال مراد ہے کہ کھالوں سے برتن بنا کر رکھتے ہیں "ویجملون" یہ صیغہ باب ضرب اور نصر سے ہے اسی طرح باب انعال سے بھی ہے چربی پھگلانے کے معنی میں ہے۔ "وما ذاک؟" یعنی اگر لوگ ایسا کرتے ہیں تو کیا ہوا تمہارا مقصد کیا ہے؟ صحابہ کرام نے سمجھ لیا کہ جب قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنا جائز نہیں ہے تو کھال رکھنا بھی جائز نہ ہوگا تو انہوں نے اس طرح سوال کیا تاکہ آنحضرت کھالوں کی اجازت دیدیں اس کی ضرورت ہے تو آنحضرت نے جواب میں فرمایا کہ اب تو گوشت اور کھال سب کے رکھنے کی اجازت ہے یہ حکم اپنی علت کے ساتھ مربوط تھا جب علت ختم ہوگئی تو حکم بھی ختم ہوگیا۔

"من اجل الدافۃ" یعنی انسانوں کا ایک ریلا آگیا تھا تو ان کی حاجت کے پیش نظر یہ حکم تھا اب نہیں ہے "من منی" یعنی منیٰ میں ٹھہرنے کے تین دن بعد قربانی کا گوشت کھانا ممنوع تھا پھر اجازت مل گئی یہ اگلی روایت میں ہے۔

۵۰۹۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: كُلُوا، وَتَزَوَّدُوا، وَادَّخِرُوا

حضرت جابرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے تین دنوں کے بعد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا ہے پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: تم کھاؤ اور زادراہ بناؤ اور جمع کرو۔

٥١٠٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنَا عَطَاءٌ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُومِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثِ مِنًى، فَأَرْخَصَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: كُلُوا وَتَزَوَّدُوا، قُلْتُ لِعَطَاءٍ: قَالَ جَابِرٌ: حَتَّى جِئْنَا الْمَدِينَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ منیٰ کے مقام پر ہم اپنی قربانیوں کا گوشت تین دنوں سے زیادہ نہیں کھاتے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اجازت عطا فرمادی اور ارشاد فرمایا: تم کھاؤ اور زادراہ بناؤ۔ میں نے حضرت عطاء سے کہا کہ حضرت جابر نے یہ بھی فرمایا کہ یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ آگئے۔ انہوں نے کہا: ہاں!

٥١٠١ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا لَا نُمْسِكُ لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَزَوَّدَ مِنْهَا، وَنَأْكُلَ مِنْهَا، يَعْنِي فَوْقَ ثَلَاثٍ،

حضرت جابر بن عبداللہؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم قربانیوں کا گوشت تین دنوں سے زیادہ نہیں رکھتے تھے تو پھر ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ہم ان قربانیوں کے گوشت میں سے زادراہ بنائیں اور تین دن سے زیادہ کھاسکتے ہیں

٥١٠٢ـ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَتَزَوَّدُهَا إِلَى الْمَدِينَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں (قربانیوں کا گوشت) زادراہ کے طور پر مدینہ منورہ تک لے جایا کرتے تھے۔

٥١٠٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي

نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ، لَا تَأْكُلُوا لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَشَكَوْا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ لَهُمْ عِيَالًا، وَحَشَمًا، وَخَدَمًا، فَقَالَ: كُلُوا، وَأَطْعِمُوا، وَاحْبِسُوا، أَوْ ادَّخِرُوا، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: شَكَّ عَبْدُ الْأَعْلَى

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے مدینہ والو تم قربانیوں کا گوشت تین دنوں سے زیادہ نہ کھاؤ اور ابن مثنی کی روایت کردہ حدیث میں تین دنوں کا ذکر ہے۔ صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی کہ ان کے عیال اور نوکر چاکر ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم کھاؤ اور کھلاؤ بھی اور جمع بھی کرلو یا رکھ چھوڑو۔ ابن مثنی کہتے ہیں کہ ان لفظوں میں عبدالاعلیٰ کو شک ہے۔

۵۱۰۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ فِي بَيْتِهِ بَعْدَ ثَالِثَةٍ شَيْئًا، فَلَمَّا كَانَ فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ أَوَّلَ، فَقَالَ: لَا، إِنَّ ذَاكَ عَامٌ كَانَ النَّاسُ فِيهِ بِجَهْدٍ، فَأَرَدْتُ أَنْ يَفْشُوَ فِيهِمْ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو آدمی قربانی کرے تو تین دنوں کے بعد اس کے گھر میں اس کی قربانی میں سے کچھ بھی نہ رہے تو جب اگلا سال آیا تو صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اس طرح کریں جس طرح پچھلے سال کیا تھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! کیونکہ اس سال ضرورت مند لوگ تھے تو میں نے چاہا کہ قربانیوں کے گوشت میں سے ان کو بھی مل جائے۔

تشریح:

"عام اول" یعنی گزشتہ سال کی طرح ہم تین دن سے زیادہ گوشت نہ رکھیں "بجهد" یعنی لوگ اس سال مشقت وحاجت میں تھے اب حاجت نہ رہی "ان يفشوا" یعنی میں نے اس سال میں یہ ارادہ کیا تھا کہ قربانی کا گوشت عام ہو جائے اور امیروں کے گھروں سے غریبوں کے گھروں تک پہنچ جائے۔ گزشتہ روایت میں "حَشَمًا" کا لفظ ہے گوشت کو محفوظ کرنا مراد ہے تاکہ دیر تک سڑنے سے محفوظ ہو جائے افغانستان کے لوگ اس کے بہت ماہر ہیں۔

۵۱۰۵۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: ذَبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِيَّتَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا ثَوْبَانُ،

أَصْلِحْ لَحْمَ هَذِهِ، فَلَمْ أَزَلْ أُطْعِمُهُ مِنْهَا حَتَّى قَدِمَ الْمَدِينَةَ،

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قربانی ذبح فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ثوبان! اس قربانی کے گوشت کو سنبھال رکھو۔ (حضرت ثوبان کہتے ہیں) کہ میں اس قربانی کے گوشت میں سے لگاتار مدینہ منورہ پہنچنے تک آپ ﷺ کو گوشت کھلاتا رہا۔

۵۱۰۶۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ رَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، كِلَاهُمَا عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت معاویہ بن صالح سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا روایت ہی کی مثل روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۱۰۷۔ وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُسْهِرٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ثَوْبَانَ، مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: أَصْلِحْ هَذَا اللَّحْمَ، قَالَ: فَأَصْلَحْتُهُ، فَلَمْ يَزَلْ يَأْكُلُ مِنْهُ حَتَّى بَلَغَ الْمَدِينَةَ،

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ مولی رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا: یہ گوشت سنبھال کر رکھ۔ حضرت ثوبان کہتے ہیں کہ میں نے اس گوشت کو سنبھال کر رکھا۔ آپ ﷺ مدینہ منورہ تک پہنچنے تک اسی میں سے کھاتے رہے۔

۵۱۰۸۔ وحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَقُلْ: فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

حضرت یحیٰ بن حمزہ رضی اللہ عنہ اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا روایت ہی کے مثل روایت بیان کرتے ہیں اور اس روایت میں حجۃ الوداع کا ذکر نہیں ہے۔

۵۱۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: عَنْ أَبِي سِنَانٍ، وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُحَارِبٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، حَدَّثَنَا ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ أَبُو سِنَانٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَزُورُوهَا، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ

وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ، فَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا، وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا تو اب تم قبروں کی زیارت کرلیا کرو اور میں نے تمہیں تین دنوں سے زیادہ قربانیوں کا گوشت کھانے سے روکا تھا تو اب تم گوشت روکے رکھو جب تک تم چاہو اور میں نے تمہیں سوائے مشکیزے کے تمام برتنوں میں نبیذ کے استعمال سے روکا تھا۔ تو اب تم تمام برتنوں میں پی لیا کرو اور نشے والی چیزیں نہ پیا کرو۔

۵۱۱۰۔ وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ، فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي سِنَانٍ

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں منع کیا تھا اور پھر ابوسفیان کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت ذکر کی۔

بَابُ الْفَرَعِ وَالْعَتِيرَةِ

فرع اور عتیرہ کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۵۱۱۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا فَرَعَ، وَلَا عَتِيرَةَ، زَادَ ابْنُ رَافِعٍ فِي رِوَايَتِهِ، وَالْفَرَعُ: أَوَّلُ النِّتَاجِ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ فَيَذْبَحُونَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہ فرع کوئی چیز ہے اور نہ ہی عتیرہ کوئی چیز۔ حضرت رافع نے اپنی روایت کردہ حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ فرع اونٹنی کا وہ پہلا بچہ ہے جسے مشرک لوگ ذبح کر دیا کرتے تھے۔

تشریح:

"لا فــرع" ایام جاہلیت میں یہ طریقہ رائج تھا کہ کسی کے ہاں جب جانور کا پہلا بچہ پیدا ہوتا تھا تو وہ بتوں کے نام ذبح کیا جاتا تھا۔ابتداء اسلام میں فرع کا رواج جاری رہا مگر مسلمان اس فرع کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے لیکن چونکہ اس عمل میں جاہلیت اور اہل جاہلیت کے ساتھ مشابہت آتی تھی اس لیے اسلام میں فرع کا رواج ممنوع قرار دیا گیا گویا اس کا حکم منسوخ ہو گیا اس حدیث میں فرع کا تعارف مذکور ہے۔ولا عتیرۃ یعنی عتیرہ بھی نہیں ہے۔

عتیرہ کسے کہا جاتا ہے

ایام جاہلیت میں ایک رسم یہ تھی کہ عام لوگ رجب کے ابتدائی عشرہ میں اپنے معبودان باطلہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ایک بکری ذبح کیا کرتے تھے اسی کو عتیرہ کے نام سے یاد کیا کرتے تھے وہ لوگ اس سے بتوں کا تقرب حاصل کرنا چاہتے تھے ابتداء اسلام میں مسلمان بھی عتیرہ کو ماہ رجب کے پہلے عشرہ میں ذبح کیا کرتے تھے لیکن کافر جہاں اس کو اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے مسلمان اس کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھ کر خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرتے تھے کچھ عرصہ یہ سلسلہ چلتا رہا پھر عتیرہ بھی فرع کی طرح منسوخ ہو گیا۔

باب من اراد التضحية فليمسك عن شعره و ظفره

جو شخص قربانی کا ارادہ کرے وہ بال اور ناخن تراشنے سے باز رہے

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

۵۱۱۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا، قِيلَ لِسُفْيَانَ: فَإِنَّ بَعْضَهُمْ لَا يَرْفَعُهُ، قَالَ: لَكِنِّي أَرْفَعُهُ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب (ماہ ذی الحجہ) کا عشرہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں میں سے کچھ نہ لے (یعنی ان کو نہ کٹوائے) حضرت سفیان سے کہا گیا کہ بعض حضرات تو اس حدیث کو مرفوع بیان نہیں کرتے تو انہوں نے فرمایا کہ میں تو اس حدیث کو مرفوع بیان کرتا ہوں۔

٥١١٣ـ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، تَرْفَعُهُ، قَالَ: إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَعِنْدَهُ أُضْحِيَّةٌ يُرِيدُ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَأْخُذَنَّ شَعْرًا، وَلَا يَقْلِمَنَّ ظُفُرًا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے، ارشاد فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب (ماہ ذی الحجہ) کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے اور اس کے پاس قربانی کا جانور موجود ہو اور وہ اس کی قربانی بھی کرنا چاہتا ہو تو وہ اپنے بالوں کو نہ کٹوائے اور نہ ہی اپنے ناخنوں کو تراشے۔

٥١١٤ـ وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْعَنْبَرِيُّ أَبُو غَسَّانَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ،

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم ماہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کسی کا قربانی کا ارادہ ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے بالوں اور ناخنوں کو روکے رکھے (یعنی ان کو نہ کٹوائے)۔

٥١١٥ـ وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ الْهَاشِمِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عُمَرَ أَوْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یا حضرت عمرو بن مسلم رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا روایت کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

٥١١٦ـ وحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو اللَّيْثِيُّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَ لَهُ ذِبْحٌ يَذْبَحُهُ فَإِذَا أُهِلَّ هِلَالُ ذِي الْحِجَّةِ، فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ، وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّى يُضَحِّيَ،

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کے پاس (قربانی کا جانور) ذبح کرنے کے لیے ہو تو جب وہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے تو وہ اس وقت تک اپنے بالوں اور ناخنوں کو نہ کٹوائے جب تک کہ قربانی نہ کر لے۔

۵۱۱۷۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عَمَّارٍ اللَّيْثِيُّ، قَالَ: كُنَّا فِي الْحَمَّامِ قُبَيْلَ الْأَضْحَى، فَاطَّلَى فِيهِ نَاسٌ، فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَمَّامِ: إِنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَكْرَهُ هَذَا، أَوْ يَنْهَى عَنْهُ، فَلَقِيتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، هَذَا حَدِيثٌ قَدْ نُسِيَ وَتُرِكَ، حَدَّثَتْنِي أُمُّ سَلَمَةَ، زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِمَعْنَى حَدِيثِ مُعَاذٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو،

حضرت عمرو بن مسلم بن عمار لیثی فرماتے ہیں کہ عید الاضحیٰ سے کچھ پہلے ہم حمام (غسل خانہ) میں تھے کہ اس میں کچھ لوگوں نے چونے سے اپنے بالوں کو صاف کرلیا تو حمام والوں میں سے بعض لوگ کہنے لگے کہ حضرت سعید بن مسیب تو اس کو ناپسند سمجھتے ہیں یا اس سے روکتے ہیں (حضرت عمرو) کہتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن مسیب سے ملا اور ان سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بھتیجے یہ تو حدیث ہے، جسے لوگوں نے بھلا دیا ہے یا اسے چھوڑ دیا ہے مجھ سے حضرت ام سلمہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ نے بیان کیا ہے جس طرح کہ معاذ عن محمد بن عمرو کی روایت کردہ حدیث میں گزر چکا ہے۔

تشریح:

"فاطلی فیہ ناس" یعنی کچھ لوگوں نے حمام میں زیر ناف بالوں کو چونا لگا کر صاف کیا تو آپس میں بحث ہوئی کہ سعید بن مسیب قربانی کرنے والوں کے لیے زیر ناف بالوں کا ازالہ مکروہ قرار دیتے ہیں "قد ترک ونسی" یعنی بالوں کو زائل نہ کرنا حدیث ہے لوگوں نے اس پر عمل چھوڑ کر اس کو بھلا دیا ہے ام سلمہ حضور اکرم سے ممانعت نقل کرتی ہیں۔ اس حدیث میں "اطلاء" صرف تیل لگانے کے معنی میں نہیں ہے یہ تو جائز ہے بلکہ اس سے ازالۂ بال مراد ہے جو حضرت سعید بن مسیب نے مکروہ قرار دیا ہے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کی رائے بھی یہی ہے لیکن امام مالک اور امام ابوحنیفہ اس کو مکروہ نہیں کہتے ہیں بلکہ یہ ایک استحبابی حکم ہے جس نے اس پر عمل کیا تو ثواب ملے گا ورنہ گناہ نہیں ہے۔ خواہ عام بال ہو یا زیر ناف بال ہو۔

۵۱۱۸۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَخِي ابْنِ وَهْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ، أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ الْجُنْدَعِيِّ، أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ وَذَكَرَ النَّبِيَّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ

حضرت عمرو بن مسلم جندعی سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسیب خبر دیتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ

مطہرہ خبر دیتی ہیں اور نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح ذکر کیا۔

بَابُ تَحْرِيمِ الذَّبْحِ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالَى

غیر اللہ کے نام ذبح کرنا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے تین حدیثوں کو بیان کیا ہے

۵۱۱۹۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، كِلَاهُمَا عَنْ مَرْوَانَ، قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ حَيَّانَ، حَدَّثَنَا أَبُو الطُّفَيْلِ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ إِلَيْكَ، قَالَ: فَغَضِبَ، وَقَالَ: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ إِلَيَّ شَيْئًا يَكْتُمُهُ النَّاسَ، غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ حَدَّثَنِي بِكَلِمَاتٍ أَرْبَعٍ، قَالَ: فَقَالَ: مَا هُنَّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ

حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب کے پاس (موجود) تھا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کیا: نبی ﷺ آپ کو چھپا کر کیا بتاتے تھے؟ (یہ سن کر) حضرت علی غصہ میں آ گئے اور فرمایا: مجھے مخفی طور پر کوئی ایسی چیز نہیں بتائی تھی کہ جو دوسرے لوگوں کو نہ بتائی ہو سوائے اس کے کہ آپ ﷺ نے مجھے چار باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ اس آدمی نے عرض کیا: اے امیر المومنین وہ کیا ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (۱) ایسے آدمی پر لعنت ہوتی ہے جو آدمی اپنے والدین پر لعنت کرتا ہے (۲) ایسے آدمی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی تعظیم کے لیے (جانور) ذبح کرے (۳) اور ایسے آدمی پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے کہ جو کسی بدعتی آدمی کو پناہ دیتا ہے (۴) اور ایسے آدمی پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے کہ جو آدمی زمین کی حد بندی کے نشانات کو مٹاتا ہے۔

تشریح:

"یسر الیک" یعنی آنحضرت نے آپ کو پوشیدہ کوئی چیز بتائی ہے؟ اسی کو دوسری روایت میں خصکم سے یاد کیا ہے۔
یہ پروپیگنڈہ اس وقت سے آج تک جاری ہے کہ حضرت علی کو آنحضرت ﷺ نے کچھ خصوصی وصیتیں فرمائی تھیں صحابہ نے بار بار حضرت علی سے اس کا پوچھا ہے اور حضرت علی نے مسلسل انکار کیا ہے آج تک روافض اپنی آذانوں میں وصی رسول اللہ کے الفاظ

دہراتے ہیں اور حضرت علی کی بات جھٹلاتے ہیں۔

"لغیر الله" اللہ کے نام کے سوا غیر اللہ کے نام جانور ذبح کرنا اس طرح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر یا حضرت الرا علیہ السلام کے نام پر یا شیخ عبدالقادر جیلانی کے نام پر یا حضرت حسن وحسین کے نام پر یا کسی پیر فقیر کے نام پر جانور کو نامزد کیا جائے کہ یہ فلاں کے نام کا جانور ہے پھر اس کو ذبح کرے ذبح کے وقت بعض بے دین تو غیر اللہ کا نام لیتے ہیں اور بعض بے دین نام تو اللہ تعالیٰ کا لیتے ہیں مگر جان کسی اور کے لیے نکالتے ہیں غیر اللہ کے نام پر نامزد کرنے کے بعد بوقت ذبح بسم اللہ کہنے سے کیا ہوتا ہے جب کہ وہ نذر و نیاز غیر اللہ کا ہوتا ہے؟۔

"منار الارض" زمین کے نشان کو منار کہا گیا اس نشان سے مراد وہ علامتی پتھر وغیرہ ہے جو دو مشترک ساتھیوں کی زمین کی حدود پر نصب ہوتا ہے اس کے چرانے یا تبدیل کرنے سے وہ دوسرے کی زمین کو دبانا چاہتا ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس نشان کو ایک طرف سے ہٹا کر دوسری طرف لے جایا جاتا ہے اور اصل مالک کو امتیاز نہیں رہتا یہ بھی دبانا ہے اور آج کل زمینوں میں سب سے زیادہ تغیر وتبدیل پٹواریوں کے ہاتھوں سے ہوتا ہے اس حدیث کے پہلے مصداق یہی پٹواری لوگ ہیں جو زمین کے نقشہ میں اور لٹھا میں اور فرد نمبر میں گڑبڑ کرتے ہیں اور پھر صحیح کرنے پر بھاری رقم لیتے ہیں خراب خود کرتے ہیں پھر پیسہ لیتے ہیں۔

"لعن والده" یعنی ماں باپ کی نافرمانی کر کے ان کو تنقید کا نشانہ بناتا ہو، یا کسی دوسرے آدمی کے والدین کو گالیاں دیں جواب میں اس نے اس کے والدین کو گالیاں دیں اس طرح یہ خود گالیوں کا ذریعہ بن گیا۔ "محدثا" اس سے بدعتی شخص مراد ہے ایسے شخص کو ٹھکانا دینا چھپانا سنبھالنا مدینہ یا مکہ وغیرہ میں رکھنا ان سے مالی تعاون کرنا ان کی آراء کو ترویج دینا ان کی تعظیم وتوقیر کرنا ان کو پیر و مرشد بنانا سب باعث لعنت ہیں۔ "قراب" تلوار کے نیام کو کہتے ہیں حضرت علی نے اپنا صحیفہ تلوار کے ساتھ نیام میں رکھا تھا اشارہ تھا کہ دین کی حفاظت تلوار سے ہے۔

۵۱۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: قُلْنَا لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَخْبِرْنَا بِشَيْءٍ أَسَرَّهُ إِلَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا أَسَرَّ إِلَيَّ شَيْئًا كَتَمَهُ النَّاسَ، وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ، وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا، وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ، وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ غَيَّرَ الْمَنَارَ

حضرت ابوالطفیل ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی سے عرض کیا کہ ہمیں اس چیز کی خبر دیں کہ جو رسول

اللہ ﷺ نے آپ کو خفیہ طور پر بتائی ہے تو حضرت علی نے فرمایا: آپ ﷺ نے مجھے کوئی ایسی بات نہیں بتائی کہ جو دوسرے لوگوں سے چھپائی ہو لیکن میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ایسے آدمی پر جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی تعظیم کے لیے (جانور) ذبح کرے اور ایسے آدمی پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ جو کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے اور ایسے آدمی پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ جو اپنے والدین پر لعنت کرتا ہو اور ایسے آدمی پر بھی اللہ کی لعنت ہو کہ جو آدمی زمین کے نشانات کو بدل ڈالے۔

۵۱۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ أَبِي بَزَّةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: سُئِلَ عَلِيٌّ، أَخَصَّكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ؟ فَقَالَ: مَا خَصَّنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ يَعُمَّ بِهِ النَّاسَ كَافَّةً، إِلَّا مَا كَانَ فِي قِرَابِ سَيْفِي هٰذَا، قَالَ: فَأَخْرَجَ صَحِيفَةً مَكْتُوبٌ فِيهَا: لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْأَرْضِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا

حضرت ابو الطفیل سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت علی سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کسی چیز کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے؟ تو حضرت علی نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کسی ایسی چیز کے ساتھ مخصوص نہیں فرمایا کہ جو باقی تمام لوگوں سے نہ فرمایا ہو۔ سوائے اس کے کہ چند باتیں جو میری تلوار کی نیام میں ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت علی نے ایک کاغذ نکالا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ایسے آدمی پر کہ جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے تعظیماً جانور ذبح کرے اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ایسے آدمی پر کہ جو آدمی زمین کے نشان چوری کرے اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ایسے آدمی پر کہ جو اپنے والدین پر لعنت کرے اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ایسے آدمی پر کہ جو کسی بدعتی آدمی کو ٹھکانہ دے۔

تشریح:

گزشتہ احادیث میں قربانی کے مسائل کا بیان ہو گیا ہے تکمیل فائدہ کے لیے کچھ تفصیل ضروری ہے۔

"یضحی" یعنی آنحضرت جب مدینہ میں آئے اور جب تک مدینہ میں تھے تو آپ مسلسل قربانی کرتے رہے، صحیح مسلم کے اس باب میں یہ لفظ بار بار آیا ہے میں اس کی کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں اسی طرح قربانی کے ایام کے بارے میں کچھ فقہاء کا اختلاف لکھنا چاہتا ہوں صحیح مسلم میں کسی حدیث میں اس کا تذکرہ نہیں ہے لیکن میں تکمیل فائدہ کے لیے وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

احادیث سے واضح طور پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ قربانی کرنا واجب ہے سنت نہیں کیونکہ جس اہتمام اور جس استمرار اور دوام کے ساتھ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال تک اس پر عمل کیا ہے یہ وجوب کی دلیل ہے۔ اس حدیث سے دوسری بات یہ ثابت ہوگئی کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ میں دوام کے ساتھ قربانی کی ہے اس سے ان لوگوں پر رد ہو جاتا ہے جن کا خیال فاسد ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مدنی دور میں قربانی کے عمل کو چھوڑ دیا تھا۔

اس حدیث سے ان روشن خیال مسلم نما ملحدین پر بھی رد ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا اتنے جانوروں کو ایک دن میں ذبح کرنا بے فائدہ اور ظلم ہے اس سے بہتر یہ ہوگا کہ اس کی قیمت حکومت کے خزانے میں جمع کی جائے۔

ہم ان کو یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے پہلے ایک شریعت کو تسلیم کیا ہے جب تک وہ شریعت باقی ہے ہم اسی کے مطابق عمل کریں گے تم نے جو نئی شریعت گھڑ رکھی ہے ہم ابھی اس کے لیے فارغ نہیں ہیں باقی حکومت کے خزانے بھرنے کے لیے سینما خانوں شراب خانوں اور قحبہ خانوں کے ٹیکس کافی ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور اکرم ﷺ کی سنت اور جد انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار اور مسلمانوں کے اسلامی شعار قربانی کو حکومت کے خزانوں کی بھینٹ نہ چڑھاؤ۔ تم جو مغرب اور یورپ کے دورے کر کے کروڑوں روپے اڑاتے ہو اس سے خزانہ بھرنے کی کوشش کرو۔

''یومان'' عیدالاضحیٰ کے بعد قربانی کرنا دو دن تک جائز ہے یا تین دن تک جائز ہے اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

فقہاء کا اختلاف

علامہ ابن سیرین رحمہ اللہ اور کچھ دیگر علماء کے نزدیک بقرعید کی قربانی کا صرف ایک دن ہے اور وہ یہی عید کا دن ہے ان حضرات کے پاس کوئی صریح حدیث نہیں ہے صرف رائے اور اجتہاد ہے لہٰذا ان کا قول نہ قابل التفات ہے نہ قابل جواب ہے۔

امام شافعی حسن بصری اور اہل ظواہر کے ہاں عیدالاضحیٰ کے بعد تین دن تک قربانی جائز ہے یعنی گیارہ بارہ اور تیرہ ذوالحجہ تک جائز ہے۔ جمہور کے نزدیک عید کے دن کے بعد صرف دو دن گیارہ اور بارہ ذوالحجہ تک قربانی جائز ہے۔

دلائل

امام شافعی اور حسن بصری رحمہما اللہ اور غیر مقلدین کی دلیل حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کی ہے الفاظ یہ ہیں: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی کل ایام التشریق ذبح'' (رواہ ابن حبان)

ایام تشریق عید کے بعد گیارہ بارہ اور تیرہ تین دن ہیں اور ایک دن عید کا ہے تو کل چار دن ہو گئے۔ شوافع کی دوسری دلیل حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے "قال الاضحی ثلاثة ایام بعد ایام النحر" (رواہ البیہقی)

ان حضرات کی تیسری دلیل یہ روایت ہے "عن ابی سعید الخدری انه علیه الصلوة والسلام قال ایام التشریق کلها ذبح" (رواہ ابن عدی فی الکامل)

ائمہ ثلاثہ کی پہلی دلیل: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "الاضحی یومان" جو اپنے مطلب پر واضح تر ہے۔

جمہور کی دوسری دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے "قال ایام النحر ثلاثة اولهن افضلهن" (مختصر کرخی)

جمہور کی تیسری دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے الفاظ یہ ہیں۔

وعن ابن عباس قال الاضحی ثلاثة ایام یومان بعد یوم النحر (رواہ الطحاوی بسند جید)

جمہور کی چوتھی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے "وعن انس قال الذبح بعد یوم النحر یومان" (رواہ البیہقی)

جمہور کی پانچویں دلیل حضرت ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مشترکہ روایت ہے "قال النحر ثلاثة ایام اولها افضلها"

جواب:

شوافع کی پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ جبیر بن مطعم کی روایت منقطع ہے (کما قال البزار)

باقی حضرت ابن عباس کی روایت کے مقابلہ میں خود حضرت ابن عباس سے امام طحاوی نے سند جید کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے جس کے الفاظ اوپر مذکور ہیں اس لیے شوافع حضرت ابن عباس کی روایت سے استدلال نہیں کر سکتے ہیں۔ شوافع کی تیسری دلیل جو کامل ابن عدی کی روایت ہے اس کو یحییٰ بن معین، نسائی اور علی بن مدینی نے ضعیف قرار دیا ہے بلکہ ابن ابی حاتم نے اپنے والد کے حوالہ سے کہا ہے یہ حدیث اس سند کے ساتھ موضوع ہے۔

بہرحال ابن عمر کی حدیث جو مرفوع حدیث کے حکم میں ہے یہ شوافع پر حجت ہے۔

كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ

قال اللہ تعالیٰ ﴿کلوا واشربوا ولا تسرفوا﴾ (الآیہ)

اشربة شراب کی جمع ہے اور شراب مشروب کے معنی میں ہے مشروب ہر پینے کی چیز کو کہا جاتا ہے خواہ خمر ہو خواہ پانی ہو خواہ نبیذ ہو یا شربت ہو یا جوس ہو۔ کتاب الاشربہ میں پانی پینے کے آداب ومستحبات اور مکروہات کو ذکر کیا گیا ہے طبعی نظام کے تحت مشروبات ماکولات کے تابع ہوتے ہیں لیکن امام مسلم نے اس کو ماکولات سے پہلے رکھا ہے یہ ترتیب میں خلل ہے نیز علامہ نووی نے کتاب الاشربہ ہی کو آخر تک چلایا ہے اور کتاب الاطعمہ کا نام ونشان بھی نہیں ہے یہ عنوانات کا خلل ہے میں ان شاء اللہ کتاب الاطعمہ عنوان قائم کروں گا عام محدثین کی کتابوں میں پہلے کتاب الاطعمہ ہوتا ہے پھر مشروبات کا باب رکھا جاتا ہے لیکن یہاں ایسا نہیں ہے

بَابُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ

شراب کی حرمت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تیرہ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۱۲۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: أَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَغْنَمٍ يَوْمَ بَدْرٍ، وَأَعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَارِفًا أُخْرَى، فَأَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَحْمِلَ عَلَيْهِمَا إِذْخِرًا لِأَبِيعَهُ، وَمَعِي صَائِغٌ مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَأَسْتَعِينَ بِهِ عَلَى وَلِيمَةِ فَاطِمَةَ، وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِي ذَلِكَ الْبَيْتِ، مَعَهُ قَيْنَةٌ تُغَنِّيهِ، فَقَالَتْ

أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ فَثَارَ إِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ، فَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا، وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا، ثُمَّ أَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا، قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ: وَمِنَ السَّنَامِ؟ قَالَ: قَدْ جَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا، فَذَهَبَ بِهَا، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: قَالَ عَلِيٌّ: فَنَظَرْتُ إِلَى مَنْظَرٍ أَفْظَعَنِي، فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ، فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ، وَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَدَخَلَ عَلَى حَمْزَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ، فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ، فَقَالَ: هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِآبَائِي، فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُقَهْقِرُ حَتَّى خَرَجَ عَنْهُمْ،

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے مال غنیمت میں سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مجھے ایک اونٹنی ملی اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک اور اونٹنی عطا فرمادی۔ میں نے ان دونوں اونٹنیوں کو انصار کے ایک آدمی کے دروازہ پر بٹھادیا اور میں یہ چاہتا تھا کہ میں ان پر اذخر (گھاس) لاد کر لاؤں تاکہ میں اسے بیچوں اور میرے ساتھ بنی قینقاع کا ایک سنار بھی تھا۔ الغرض میرا حضرت فاطمہ کے (یعنی اپنے) ولیمہ کی تیاری کا ارادہ تھا اور اسی گھر میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب شراب پی رہے تھے، ان کے ساتھ ایک باندی تھی جو کہ حضرت حمزہؓ یہ سن کر اپنی تلوار لیکر ان اونٹنیوں پر دوڑے اور ان کی کوہان کاٹ دی اور ان کی کھوکھوں کو پھاڑ ڈالا پھر ان کا کلیجہ نکال دیا۔ (راوی ابن جریج کہتے ہیں) میں نے ابن شہاب سے کہا: کیا کوہان بھی لے گئے؟ انہوں نے کہا: ہاں! کوہان بھی تو کاٹ لیے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا: جب میں نے یہ وحشتناک منظر دیکھا تو میں اسی وقت اللہ کے نبی کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت زید بن حارثہ آپ ﷺ کے ہمراہ موجود تھے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑا۔ آپ ﷺ حضرت حمزہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ حضرت حمزہ نے آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور (حالت نشہ میں) کہنے لگے کہ آپ لوگ تو میرے آباؤ واجداد کے غلام ہیں (یہ سنتے ہی) رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ پڑے۔ یہاں تک کہ وہاں سے چلے آئے۔

تشریح:

"شارفا" عمر رسیدہ اونٹنی کو کہتے ہیں "شارفا اخری" یہ دوسری اونٹنی حضرت علی کو خمس سے مل گئی تھی پہلی اونٹنی مال غنیمت میں ملی تھی۔ "یشرب" یعنی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایک گھر میں شراب پی رہے تھے جب شراب کی حرمت کا حکم نہیں آیا تھا۔

"قینۃ" گانے والی لڑکی کو کہتے ہیں اس کی جمع قینات ہے "شُرُف" یہ شارف کی جمع ہے یعنی عمر رسیدہ اونٹنی کو کہتے ہیں "النواء" موٹی تازی فربہ گوشت اونٹنی کو کہتے ہیں "فثار" یعنی حضرت حمزہ اٹھ کر اونٹنیوں پر حملہ آور ہو گئے "فجب" یہ نصر ینصر سے ہے کاٹنے کے معنی میں ہے "اسنمتھا" اس کا مفرد سنام ہے کوہان کو کہتے ہیں۔

"وبقر" نصر ینصر سے پھاڑنے کے معنی میں ہے "خواصرھا" خاصرۃ کی جمع ہے پہلو اور کوکھ کو کہتے ہیں۔

"اکباد" کبد کی جمع ہے جگر کو کہتے ہیں "فتغیظ علیہ" آنحضرت نے حمزہ کے لیے سخت جملے استعمال کیے اور غصہ ہوئے۔

"عبید لابائی" یعنی تم لوگ میرے باپ کے غلام ہو حضرت حمزہ چونکہ ہوش میں نہیں تھے تو مستی کی حالت میں اونٹنیوں کو ذبح کے بغیر چیرنا پھاڑنا ان کے لیے گناہ نہیں تھا اسی طرح آنحضرت کے بارے میں غلط جملہ استعمال کرنا قابل گرفت نہیں تھا مدہوشی کی وجہ سے یہ حرکات معاف ہوئیں البتہ بعض روایات میں ہے کہ آنحضرت نے بطور ضمان حضرت علی کو دو اونٹنیاں دیدیں

''یقھقر'' الٹے پاؤں واپس چلنے کو کہتے ہیں ایک روایت میں ہے ''دعوہ فانہ ثمل'' یعنی حمزہ کو چھوڑ دو یہ ہوش میں نہیں ہے۔

شراب کی حرمت کا پس منظر اور تاریخ

قال اللہ تعالیٰ ﴿ویسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما﴾ (سورۃ البقرہ: آیت:۲۱۹)

وقال تعالیٰ ﴿یا ایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون﴾ (سورۃ النساء:۴۳)

وقال تعالیٰ ﴿یا ایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون﴾ (مائدہ:۹۰)

﴿انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون﴾ (مائدہ:۹۱)

''الخمر'' خمر کے معنی چھپانے کے ہیں اور نصر وضرب سے اس مادہ میں ستر اور چھپانے کا معنی پڑا ہوا ہے چونکہ شراب سے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے اور خمر عقل کو چھپاتی ہے اس لیے اس کو خمر کہا گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شراب کے متعلق فرمایا ''انھا تذھب العقل وتذھب المال'' یہ بات آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے کہ تمام انسانی اقدار کا مدار عقل پر ہے کیونکہ عقل ہی اچھے برے کی تمیز کرتی ہے شراب پینے سے انسانیت اور انسان کی تمیز انسان سے رخصت ہو جاتی ہے اور انسان حیوانات کے زمرے میں داخل ہو جاتا ہے وہ ماں بیٹی اور بیوی بہن میں تمیز نہیں کر پاتا، اسلام انسانی صفات واقدار کی حفاظت کرنے والا زندہ تابندہ آسمانی مذہب ہے اس لیے اس نے انسانی صفات کو بگاڑنے والی ام الخبائث پر پابندی لگادی، قرآن کریم نے اس کو حرام قرار دیا احادیث نے اس کی حرمت کا فیصلہ کیا اجماع امت نے اس کی حرمت پر اتفاق کیا لہٰذا اب شراب اسلام کے ماننے والوں کے لیے قطعی طور پر حرام ہے اور اس کی حرمت کا منکر کافر ہے۔ لیکن چونکہ عرب میں شراب کا استعمال ان کے معاشرہ کا لازمی حصہ بن چکا تھا اور اس کا تعلق انسان کی ایسی عادات سے ہوگیا تھا جس کو فوری طور پر ایک حکم سے ان کی عادات سے نکالنا اور مختصر عرصہ میں یہ عادت ان سے چھڑانا آسان نہیں تھا اس لیے اسلام نے تدریجاً اور مرحلہ وار اس کی حرمت کا حکم صادر فرمایا چنانچہ قرآن کریم میں چار مرحلوں میں چار قسم کی آیتوں میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

سب سے پہلی آیت مکہ مکرمہ میں اتری جس میں شراب کشید کرنے کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے۔ ﴿ومن ثمرات النخیل

والاعناب تتخذون منه سکرا ورزقا حسنا﴾
یہ کی دور تھا پھر مدنی دور میں حضرت عمر اور دیگر صحابہ نے حضور سے کہا کہ "افتنا فی الخمر والمیسر یا رسول الله" اس پر یہ آیت اتری ﴿ویسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما﴾
اس آیت سے سنجیدہ افراد نے شراب چھوڑ دی پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے مدینہ میں ایک دعوت کا اہتمام کیا اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شریک ہوئے اور کھانے کے بعد شراب کا دور چلا حضرت علی کا بیان ہے کہ اس کے بعد نماز کا وقت ہو گیا اور لوگوں نے مجھے نماز کے لیے آگے کیا تو میں نے پڑھا۔ قل یا ایها الکافرون لا اعبد ما تعبدون ونحن نعبد ما تعبدون اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿یا ایها الذین امنوا لا تقربوا الصلوة وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون﴾ (کذا فی المرقات)۔

اس آیت اور اس حکم سے زیادہ تر اوقات میں شراب پر پابندی نافذ ہو گئی کیونکہ پانچ نمازوں میں جو ایک دوسرے کے قریب ہیں ان کے درمیان شراب کا استعمال بند ہو گیا اب صرف فجر اور ظہر کے درمیان اور عشا و فجر کے درمیان کھلا وقت رہ گیا اس سے شراب کے عادی افراد کی عادت کافی حد تک قابو میں آ گئی۔

اس کے بعد اور بڑا حادثہ رونما ہوا وہ اس طرح کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو اونٹنیاں ایک انصاری کے گھر کے پاس باندھ رکھی تھیں اتفاق سے وہیں پر قریب میں کھانے کی محفل قائم ہوئی اور شراب کا دور چلا حضرت حمزہ نشے کی حالت میں تھے کہ ایک لونڈی نے چند اشعار گائے اس میں ایک ٹکڑا یہ تھا "الا یا حمز للشرف النواء" اے حمزہ یہ قریب میں موٹی موٹی اونٹنیاں ہیں ان کے گوشت کا انتظام کون کرے گا۔ حضرت حمزہ کھڑے ہوئے اور حضرت علی کی دونوں اونٹنیوں کے کوہان کاٹ کر گوشت محفل والوں کو کھلا دیا۔ حضرت علیؓ نے جب یہ منظر دیکھا تو دوڑے ہوئے حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا کہ میں نے اپنے ولیمہ کے لیے دو اونٹنیاں پال رکھی تھیں حمزہ نے اس کے کوہان اور کوکھ کاٹ ڈالے حضور اکرم غصہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور حمزہ کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ کیا ہے حضرت حمزہ نشہ میں تھے اوپر نیچے دیکھا اور پھر کہا کہ تم سب میرے باپ کے غلام ہو آنحضرت الٹے پاؤں واپس چلے آئے اور فرمایا ان کو اسی حالت میں چھوڑ دو یہ نشہ میں ہے۔

علامہ نووی نے حاشیہ مسلم میں ان تمام اشعار کو نقل کیا ہے فائدہ کے لیے پیش خدمت ہے (مسلم ج ۲ باب الاشربہ)

الا یا حمز للشرف النواء   وهن معقلات بالفناء

اے حمزہ گھر کے صحن میں یہ موٹی فربہ اونٹنیاں بندھی کھڑی ہیں اس کی طرف متوجہ ہو

ضع السکین فی اللبات منھا وضرجھن حمزۃ بالدماء

ان کے گلوں میں چھری رکھ کر ان کو خون میں لت پت کردو۔

وعجل من اطایبھا لشرب قدیدا من طبیخ او شواء

شراب کے بعد ان کے عمدہ گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پکالو یا بھون کر کھالو۔

آنحضرت نے اس موقع پر اللہ سے اس طرح دعا مانگی ''اللھم بین لنا بیانا شالیا''

اس پر سورۂ مائدہ کی وہ آیات نازل ہوئیں جن میں سے دو کو میں نے اس باب کی ابتداء میں لکھ دیا ہے اس آیت میں حکم ہے کہ ﴿فھل انتم منتھون﴾ یعنی اس گندی اور نجس چیز سے اب باز آجاؤ۔

نسائی میں ایک روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلی دو آیتوں پر فرمایا ''اللھم بین لنا فی الخمر بیانا شالیا'' جب آیت نازل ہوئی تو فرمانے لگے ''انتھینا انتھینا'' اس کے بعد مدینہ کی گلیوں میں شراب کی نہریں بہہ گئیں اور اس ام الخبائث سے مسلمانوں کے دل و دماغ محفوظ ہو گئے اور حرمت کا قطعی حکم آگیا اب جو مسلمان شراب کو حلال سمجھتا ہے اور حرام نہیں کہتا وہ کافر ہے اور جو حرام سمجھ کر پیتا ہے وہ حرام اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو رہا ہے۔ خمر کی تعریف آئندہ باب بیان الخمر میں آرہی ہے۔

۵۱۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت ابن جریج سے اس سند کے ساتھ اسی مذکورہ بالا روایت کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۱۲۴۔ وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ أَبُو عُثْمَانَ الْمِصْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَلِيًّا، قَالَ: كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمُسِ يَوْمَئِذٍ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ يَرْتَحِلُ مَعِيَ، فَنَأْتِي بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِينَ فَأَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي، فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مَتَاعًا مِنَ الْأَقْتَابِ، وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبَالِ، وَشَارِفَايَ مُنَاخَتَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَجَمَعْتُ حِينَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ، فَإِذَا شَارِفَايَ قَدِ اجْتُبَّتْ أَسْنِمَتُهُمَا، وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا، وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا، فَلَمْ أَمْلِكْ

عَيْنَيَّ حِينَ رَأَيْتُ ذَلِكَ الْمَنْظَرَ مِنْهُمَا، قُلْتُ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ قَالُوا: فَعَلَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ غَنَّتْهُ قَيْنَةٌ وَأَصْحَابَهُ، فَقَالَتْ فِي غِنَائِهَا:

أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ فَقَامَ حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ فَاجْتَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا، وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا، فَأَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، قَالَ: فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي وَجْهِيَ الَّذِي لَقِيتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَكَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ، عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتَيَّ، فَاجْتَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا، وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا، وَهَا هُوَ ذَا فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ، قَالَ: فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَاهُ، ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَابَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ، فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوا لَهُ، فَإِذَا هُمْ شَرْبٌ، فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ، فَإِذَا حَمْزَةُ مُحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ، فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى سُرَّتِهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ، فَقَالَ حَمْزَةُ: وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي، فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ ثَمِلٌ، فَنَكَصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى، وَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ،

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن مال غنیمت میں سے میرے حصہ میں ایک اونٹنی آئی تھی اور اسی دن رسول اللہ ﷺ نے خمس میں سے مجھے اونٹنی عطا فرمائی تو جب میں نے ارادہ کیا کہ میں حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے خلوت کروں تو میں نے بنی قینقاع کے ایک سنار آدمی سے اپنے ساتھ چلنے کا وعدہ لے لیا تا کہ ہم اذخر گھاس لا کر سناروں کے ہاتھ فروخت کر دیں اور پھر اس کی رقم سے میں اپنی شادی کا ولیمہ کروں تو اسی دوران میں اپنی اونٹنیوں کا سامان (یعنی) پالان کے تختے، بوریاں اور رسیاں جمع کرنے لگا اور اس وقت میری دونوں اونٹنیاں انصاری آدمی کے گھر کے پاس بیٹھیں تھیں۔ جب میں نے سامان اکٹھا کر لیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ دونوں اونٹنیوں کے کوہان کٹے ہوئے ہیں اور ان کی کوکھیں بھی کٹی ہوئی ہیں اور ان کے کلیجے بھی نکلے ہوئے ہیں۔ میں (یہ حیران کن منظر) دیکھ کر اپنے آنسوؤں پر کنٹرول نہ کر سکا۔ میں نے کہا کہ یہ (اسطرح) کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے اور حضرت حمزہ چند شراب پینے والے انصاریوں کے ساتھ اسی گھر میں موجود ہیں۔ حضرت حمزہ اور ان کے ساتھیوں کو ایک گانے والی عورت نے شعر سنایا تھا کہ "سنو اے حمزہ! ان موٹی موٹی اونٹنیوں کو ذبح کرنے کے لیے اٹھو"۔ (یہ سن کر) حضرت حمزہ تلوار لے کر اٹھے اور ان اونٹنیوں کے کوہانوں کو کاٹ ڈالا اور ان کی

کوہانیں کاٹ دیں اوران کے کلیجے نکال دیے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے لیے فوراً چل پڑا۔ یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضرت زید بن حارثہ بھی آپ کے پاس موجود تھے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی میرے چہرے کے آثار سے میرے حالات معلوم کر لیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اے علی) تجھے کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم میں نے آج کے دن کی طرح کوئی دن نہیں دیکھا۔ حمزہ نے میری اونٹنیوں پر حملہ کر کے ان کے کوہان کاٹ لیے ہیں اوران کی کوکھیں پھاڑ ڈالی ہیں اور حمزہ اس وقت گھر میں موجود ہیں اوران کے ساتھ کچھ اور شراب پینے والے بھی ہیں۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر منگوائی اور اسے اوڑھ کر پیدل ہی چل پڑے اور میں اور حضرت زید بن حارثہ بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل دیے یہاں تک کہ آپ ﷺ اس دروازہ میں آئے جہاں حضرت حمزہ تھے۔ آپ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت دیدی (آپ ﷺ اندر داخل ہوئے) تو دیکھا کہ وہ شراب پیے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ کو ان کے اس فعل پر ملامت کرنا شروع کی۔ حمزہ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا پھر آپ ﷺ کے گھٹنوں کی طرف دیکھا پھر نگاہ بلند کی تو آپ ﷺ کی ناف کی طرف دیکھا۔ پھر نگاہ بلند کی تو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا پھر حمزہ کہنے لگے کہ تم تو میرے باپ کے غلام ہو (اس وقت) رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ حمزہ نشہ میں مبتلا ہیں پھر رسول اللہ ﷺ واپس باہر تشریف لائے اور ہم بھی آپ کے ساتھ باہر نکل آئے۔

تشریح:

"صوّاغا" یہ مفرد ہے اس کی جمع صواغین ہے سنار کو کہتے ہیں "الاذخر" ایک قسم گھاس ہے جس کو سنار لوگ کوئلہ پر رکھ کر آگ لگاتے ہیں اسی طرح قبروں لوہاروں کے استعمال میں آتی ہے قبروں اور گھروں میں استعمال ہوتی ہے پشتو میں اس کو "سرگڑے" بولتے ہیں۔ "رُوزہ" بھی کہتے ہیں۔ "الاقتاب" یہ قتب کی جمع ہے پالان اور کجاوہ پر بولا جاتا ہے "الغرائر" یہ جمع ہے اس کا مفرد غرارۃ ہے بوری کو کہتے ہیں جس میں بھوسہ وغیرہ بھرا جاتا ہے "والحبال" حبل رسی کو کہتے ہیں "مناخان" یعنی ایک انصاری کے گھر کے پاس باندھی ہوئی بیٹھی تھیں۔ "فی شرب" یہ جمع ہے اس کا مفرد شارب ہے جیسے رکب اور راکب ہے شرابیوں کی جماعت کو کہتے ہیں "ثمل" ث پر زبر ہے اور میم ساکن ہے سکران اور مست و مدہوش کو کہتے ہیں "فنکص" الٹے پاؤں واپس جانے کو کہتے ہیں قہقری کا معنی بھی یہی ہے۔

۵۱۲۵۔ وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُهْزَاذَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

المبارک، عَنْ یُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت زہری سے اس سند کے ساتھ اسی مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۱۲۶۔ حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ يَوْمَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فِي بَيْتِ أَبِي طَلْحَةَ، وَمَا شَرَابُهُمْ إِلَّا الْفَضِيخُ: الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ، فَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِي، فَقَالَ: اخْرُجْ فَانْظُرْ، فَخَرَجْتُ، فَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِي: أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، قَالَ: فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ: اخْرُجْ فَاهْرِقْهَا، فَهَرَقْتُهَا، فَقَالُوا أَوْ قَالَ بَعْضُهُمْ: قُتِلَ فُلَانٌ، قُتِلَ فُلَانٌ، وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ، قَالَ: فَلَا أَدْرِي هُوَ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: (لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ) (المائدة: ۹۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ جس دن شراب حرام کی گئی اس دن میں حضرت ابوطلحہ کے گھر کے لوگوں کو شراب پلا رہا تھا۔ وہ شراب خشک کشمش (میوہ) اور چھوہاروں کی بنی ہوئی تھی۔ اسی دوران میں نے آواز دی۔ حضرت ابوطلحہ کہنے لگے کہ باہر نکل کر دیکھو۔ میں باہر نکلا تو ایک منادی آواز لگا رہا ہے (اے لوگو!) آگاہ رہو کہ شراب حرام کردی گئی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی تمام گلیوں میں یہ اعلان کردیا گیا، حضرت ابوطلحہ نے مجھ سے کہا کہ باہر نکل کر اس شراب کو بہادو تو میں نے باہر نکل کر اس شراب کو بہادیا۔ لوگوں نے کہا یا لوگوں میں سے کسی نے کہا: فلاں فلاں شہید کردیے گئے اور ان کے پیٹوں میں تو شراب تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ (یہ) حضرت انس کی حدیث کا حصہ ہے یا نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ان پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو پہلے کھا چکے آئندہ پرہیزگار ہوئے اور ایمان لائے اور نیک اعمال کیے۔

تشریح:

"فی بیت ابی طلحۃ" یہ ظرف ہے ساقی القوم کے لیے حضرت انس حضرت ابوطلحہ کے سوتیلے بیٹے تھے تو یہ قصہ حضرت ابوطلحہ کے گھر میں پیش آیا "الفضیخ" یہ اس مسکر نبیذ کو کہتے ہیں جو کچی کھجور بسر یا تمر سے الگ الگ یا مخلوط انداز سے اس طرح بنائی جاتی ہے کہ بسر یا تمر کو کچل کر برتن میں ڈالا جاتا ہے پھر اس پر پانی ڈال کر رکھ لیا جائے یہاں تک کہ اس میں جھاگ پیدا ہو جائے

اور مسکر بن جائے، بسر اور تمر اس حدیث میں فضیح کے لیے بیان واقع ہے "فجرت" یعنی شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔ "قتل فلان" یعنی فلاں فلاں آدمی شہید کردیئے گئے حالانکہ ان کے پیٹوں میں شراب تھی ان کا کیا بنے گا؟ اس پر آیت اتری کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے "خلیط" یہ مخلوط کے معنی میں ہے بسر کچی کھجور کو کہتے ہیں تمر پکی کھجور کا نام ہے "الزھو" یہ بھی نیم پکی کھجور کو کہتے ہیں "الجرۃ" مٹکے کو کہتے ہیں "مھراس" "مضبوط پتھر کو کہتے ہیں یعنی اس کو میں نے اٹھایا اور اس مٹکے کو نیچے سے توڑ دیا اگلی روایت کے الفاظ ہیں۔

٥١٢٧۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ، قَالَ: سَأَلُوا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْفَضِيخِ، فَقَالَ: مَا كَانَتْ لَنَا خَمْرٌ غَيْرَ فَضِيخِكُمْ هَذَا الَّذِي تُسَمُّونَهُ الْفَضِيخَ، إِنِّي لَقَائِمٌ أَسْقِيهَا أَبَا طَلْحَةَ، وَأَبَا أَيُّوبَ، وَرِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِنَا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ، فَقَالَ: هَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ؟ قُلْنَا: لَا، قَالَ: فَإِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، فَقَالَ: يَا أَنَسُ، أَرِقْ هَذِهِ الْقِلَالَ، قَالَ: فَمَا رَاجَعُوهَا، وَلَا سَأَلُوا عَنْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے فضیح شراب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ہمارے لیے تمہارے اس فضیح شراب کے علاوہ اور کوئی شراب ہی نہیں تھی اور میں یہی فضیح شراب حضرت ابوطلحہ اور حضرت ابوایوب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کچھ لوگوں کو اپنے گھر میں پلا رہا تھا کہ اچانک ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کیا تمہیں خبر پہنچی ہے؟ ہم نے کہا نہیں، اس نے کہا: شراب حرام کردی گئی ہے۔ تو حضرت ابوطلحہ نے کہا: اے انس ان مٹکوں کو بہا دو۔ راوی کہتے ہیں کہ اس آدمی کے بعد نہ ہی انہوں نے کبھی شراب پی اور نہ (ہی) انہوں نے شراب کے بارے میں پوچھا۔

٥١٢٨۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، قَالَ: وَأَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: إِنِّي لَقَائِمٌ عَلَى الْحَيِّ عَلَى عُمُومَتِي أَسْقِيهِمْ مِنْ فَضِيخٍ لَهُمْ وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ سِنًّا، فَجَاءَ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، فَقَالُوا: اكْفِئْهَا يَا أَنَسُ، فَكَفَأْتُهَا، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: مَا هُوَ؟ قَالَ: بُسْرٌ وَرُطَبٌ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ: كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ، قَالَ سُلَيْمَانُ: وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ ذَلِكَ أَيْضًا،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کھڑے کھڑے اپنے چچازاد قبیلہ والوں کو فضیح شراب پلا رہا تھا

اور میں ان میں سے سب سے کم عمر تھا دریں اثناء ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: شراب حرام کردی گئی تو لوگوں نے (یہ سن کر) کہا: اے انس! اس شرب کو بہادو۔ تو میں نے وہ شراب بہادی۔ حضرت سلیمان تیمی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے دریافت کیا کہ وہ شراب کس چیز کی تھی؟ حضرت انس نے فرمایا: وہ شراب گدری اور پکی ہوئی کھجوروں کی بنی ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکر بن انس کہتے ہیں کہ اس دن ان کی شراب یہی تھی۔ سلیمان کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک آدمی نے حضرت انس سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا تو وہ بھی اسی طرح فرماتے تھے۔

۵۱۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيهِمْ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ: كَانَ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ، وَأَنَسٌ شَاهِدٌ، فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ ذَاكَ، وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعِي، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا، يَقُولُ: كَانَ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوکر اپنے قبیلہ والوں کو (شراب) پلا رہا تھا (پھر آگے) ابن علیہ کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث بیان کی سوائے اس کے کہ اس حدیث میں ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر بن انس نے فرمایا: اس دن ان کی یہی شراب تھی اور انہوں نے کوئی نکیر نہیں کی۔ ابن عبدالاعلیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے معتمر نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ کچھ لوگ جو میرے ساتھ تھے انہوں نے خود حضرت انس سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اس دن ان کی شراب یہی تھی۔

۵۱۳۰۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، قَالَ: وَأَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ، وَأَبَا دُجَانَةَ، وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ فِي رَهْطٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا دَاخِلٌ، فَقَالَ: حَدَثَ خَبَرٌ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ، فَأَكْفَأْنَاهَا يَوْمَئِذٍ وَإِنَّهَا لَخَلِيطُ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ، قَالَ قَتَادَةُ: وَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، وَكَانَتْ عَامَّةُ خُمُورِهِمْ يَوْمَئِذٍ خَلِيطَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوطلحہ، حضرت دجانہ، حضرت معاذ بن جبل اور انصار کی ایک جماعت کو شراب پلا رہا تھا تو آنے والا (ایک آدمی اندر) داخل ہوا اور اس نے کہا: آج ایک نئی بات ہوگئی کہ شراب کی حرمت نازل ہوگئی۔ (شراب حرام کردی گئی) تو ہم نے (یہ خبر سنتے ہی) اس شراب کو اسی دن بہایا اور وہ شراب پکی اور خشک کھجوروں کی بنی ہوئی تھی۔ حضرت قتادہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت انس نے فرمایا کہ جب شراب حرام کردی گئی تھی تو عام طور پر ان دنوں میں ان کی شراب یہی تھی۔

۵۱۳۱۔ وحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: إِنِّي لَأَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ، وَأَبَا دُجَانَةَ، وَسُهَيْلَ بْنَ بَيْضَاءَ، مِنْ مَزَادَةٍ فِيهَا خَلِيطُ بُسْرٍ، وَتَمْرٍ، بِنَحْوِ حَدِيثِ سَعِيدٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوطلحہ اور حضرت ابودجانہ اور سہیل بن بیضا کو اس مشکیزے میں شراب پلا رہا تھا کہ جس میں پکی اور خشک کھجوروں کی بنی ہوئی شراب تھی۔ آگے حدیث سعید کی روایت کردہ حدیث کی طرح ہے۔

۵۱۳۲۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ قَتَادَةَ بْنَ دِعَامَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُخْلَطَ التَّمْرُ وَالزَّهْوُ، ثُمَّ يُشْرَبَ، وَإِنَّ ذَلِكَ كَانَ عَامَّةَ خُمُورِهِمْ يَوْمَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ خشک اور پکی کھجوروں کو پانی میں بھگو دیا جائے اور پھر اس کو پیا جائے اور ان لوگوں کی ان دنوں میں عام طور پر یہی شراب تھی جس دن کہ شراب کو حرام کیا گیا۔

۵۱۳۳۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ، قَالَ: كُنْتُ أَسْقِي أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، وَأَبَا طَلْحَةَ، وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِنْ فَضِيخٍ وَتَمْرٍ، فَأَتَاهُمْ آتٍ، فَقَالَ: إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أَنَسُ، قُمْ إِلَى هَذِهِ الْجَرَّةِ فَاكْسِرْهَا، فَقُمْتُ إِلَى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهِ حَتَّى تَكَسَّرَتْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت ابوطلحہ اور حضرت ابی بن کعب کو فضیخ اور خشک کھجوروں کی بنی ہوئی شراب پلا رہا تھا تو اسی دوران ایک آنے والے نے آکر کہا: شراب حرام کردی گئی ہے تو حضرت ابوطلحہ نے (یہ خبر سنتے ہی) کہا: اے انس! اٹھو اور اس (شراب والے) گھڑے کو توڑ ڈالو۔ تو میں نے پتھر کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور اس گھڑے کو نیچے سے مارا تو وہ گھڑا ٹوٹ گیا۔

۵۱۳۴۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي الْحَنَفِيَّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: لَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ الْآيَةَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ فِيهَا الْخَمْرَ، وَمَا

لَمْ يَكُنْ شَرَابٌ يُشْرَبُ إِلَّا مِنْ تَمْرٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے (جس وقت) وہ آیت نازل فرمائی جس آیت میں شراب کو حرام قرار دیا گیا تھا (تو اس وقت) مدینہ منورہ میں کھجور کے علاوہ کوئی اور شراب نہیں پی جاتی تھی۔

بَابُ تَحْرِيمِ تَخْلِيلِ الْخَمْرِ

شراب کو سرکہ بنانا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۵۱۲۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ح وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْخَمْرِ تُتَّخَذُ خَلًّا، فَقَالَ: لَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے شراب کا سرکہ بنانے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں۔

تشریح:

"فقال لا" یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ شراب کو سرکہ میں تبدیل نہیں کرنا چاہیے۔ شراب کو سرکہ میں تبدیل کرنے کے مسئلہ میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے مگر پہلے اس کو متعین کرنا ہے کہ اختلاف کس صورت میں ہے چنانچہ فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر شراب خود بخود دھوپ وغیرہ کی وجہ سے سرکہ میں تبدیل ہوگیا تو یہ سرکہ پاک اور حلال ہے اس پر سب کا اتفاق اور اجماع ہے۔ لیکن اگر شراب کو کسی انسان نے پیاز یا خمیرہ وغیرہ ملا کر سرکہ بنا دیا تو اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے امام شافعی امام احمد اور جمہور کے نزدیک یہ سرکہ حلال نہیں ہے بلکہ شراب کی طرح نجس ہے امام ابوحنیفہ اوزاعی شام اور ایک قول میں امام مالک کے نزدیک یہ سرکہ حلال ہے پاک ہے اور اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ جمہور نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے جو اپنے مدعا پر واضح دلیل ہے احناف نے اس ممانعت کو حرمت خمر کے ابتدائی دور پر حمل کیا ہے بعد میں خمر سے سرکہ بنانے کی اجازت ہوگئی تھی۔ امام بیہقی نے اپنی کتاب المعرفۃ میں ایک حدیث نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "خير خلكم خل خمركم" اس حدیث کی سند میں ایک راوی مغیرہ بن زیاد ہے جس پر امام بیہقی نے طعن کیا ہے لیکن امام بخاری اور اصحاب الجرح والتعدیل کے کئی علماء نے اس

راوی کو ثقہ قرار دیا ہے احناف نے "نعم الادام الخل" سے بھی استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ شراب کی حقیقت جب بدل گئی اور سرکہ بن گیا تو اب یہ سرکہ ہے شراب نہیں ہے بہر حال احناف کا موقف کمزور ہے اگر چہ تکملہ فتح الملہم میں کئی روایات سے استدلال کیا گیا ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ التَّدَاوِي بِالْخَمْرِ

علاج کے لیے شراب استعمال کرنا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو بیان کیا ہے

٥١٣٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَيْدٍ الْجُعْفِيَّ، سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ، فَنَهَاهُ أَوْ كَرِهَ أَنْ يَصْنَعَهَا، فَقَالَ: إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ، وَلَكِنَّهُ دَاءٌ

حضرت طارق بن سعید جعفی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے شراب کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا یا آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا کہ شراب کچھ بنایا جائے۔ حضرت طارق نے عرض کیا کہ میں شراب کو دوا کے لیے بناتا ہوں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔

تشریح:

شراب دوائی نہیں بلکہ بیماری ہے

"لیس بدواء" یعنی شراب دوائی نہیں بلکہ بیماری ہے اس باب کی اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ شراب کو بطور دوا استعمال کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح شراب سے دوائی بنانا حرام ہے یہی جمہور علماء کا مسلک ہے بہر حال اکثر علماء نے دوا کے طور پر شراب کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر طبیب حاذق و ماہر اور نیک و صالح ہو اور وہ مشورہ دیدے کہ اس مرض کا علاج شراب کے علاوہ کسی چیز میں نہیں ہے تو اس صورت میں بدرجہ مجبوری و اضطرار اس کا استعمال مباح ہوگا۔ باقی آنحضرت نے جو فرمایا کہ شراب بیماری ہے تو یہ حقیقت ہے کہ شراب بیماری ہی ہے مگر ظاہری طور پر اس میں عارضی ہیجان اور چستی آتی ہے جو علاج نہیں صرف عارضی ہیجان ہے اور اسی عارضی فائدہ کو قرآن میں ﴿ومنافع للناس﴾ سے ذکر کیا ہے۔

بَابُ الْخَمْرِ مِمَّا يُتَّخَذُ مِنَ النَّخْلِ وَالْعِنَبِ

شراب انگور اور کھجور سے کشیدہ کیا جاتا ہے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵۱۲۷۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، أَنَّ أَبَا كَثِيرٍ، حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شراب ان دو درختوں یعنی کھجور اور انگور سے (بنائی جاتی) ہے۔

تشریح:

"هاتين الشجرتين" یعنی شراب ان درختوں سے کشید کیا جاتا ہے کھجور اور انگور سے لہٰذا اس سے نبیذ بنانے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ شراب تو کھجور انگور مکئی جو وغیرہ کئی اشیاء سے بنایا جاتا ہے یہاں ان دو میں حصر کیوں کیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عرب میں یہی چیزیں تھیں جن سے بڑے پیمانے پر شراب کشید کیا جاتا تھا اب ان کا دو کا ذکر بطور شہرت و معرفت ہے یہ حصر کے لیے نہیں اور نہ کسی اور چیز کی نفی ہے۔

۵۱۲۸۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو كَثِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرماتے ہیں کہ شراب ان دو درختوں یعنی کھجور اور انگور (سے بنائی جاتی) ہے۔

۵۱۲۹۔ وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، وَعِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ التَّوْأَمِ، عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: الْكَرْمَةِ وَالنَّخْلَةِ، وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ: الْكَرْمِ وَالنَّخْلِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شراب ان دو درختوں یعنی کھجور اور

انگور سے بنائی جاتی ہے ابو کریب نے اپنی روایت کردہ حدیث میں "الکرمۃ" اور النخلۃ کو بغیر تا کے یعنی کرم اور نخل ذکر فرمایا ہے۔

تشریح:

"اَلْکَرْمَۃ" انگور کے درخت کو کرمہ بسکون الراء کہتے ہیں اور اگر مذکر ہو تو کرم بسکون الراء کہتے ہیں راساکن اس لیے ہے تاکہ سخاوت اور درخت میں فرق ظاہر ہو جائے کرم متحرک تو سخاوت کو کہتے ہیں انگور کے درخت کو کرم اس لیے کہا گیا کہ اس سے کیا شدہ شراب جب آدمی پیتا ہے تو مست ہو کر سخاوت پر اتر آتا ہے انگور کے درخت کو کرم کے نام سے یاد کرنے کی ممانعت بھی ہے مگر یہاں بیان جواز کے لیے یاد کیا گیا ہے یا یہ اطلاق ممانعت سے پہلے زمانے کا ہے۔ بہر حال یہ اطلاق مکروہ تنزیہی ہے حرام نہیں ہے۔ اس نام سے ذہن شراب کی طرف جا سکتا ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے۔

انا محیوک یا سلمیٰ فحیینا وان سقیت کرام الناس فاسقینا

اے محبوبہ سلمیٰ! ہم تمہیں سلام پیش کرتے ہیں آپ ہمیں بھی سلام پیش کریں اور اگر کبھی شرفاء واسخیاء کو شراب پلاؤ گی تو ہمیں بھی پلا دیجیو۔

بَابُ كَرَاهَةِ انْتِبَاذِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ مَخْلُوطَيْنِ

کھجور اور کشمش ملا کر نبیذ بنانا مکروہ ہے

اس باب میں امام مسلم نے اکیس احادیث کو بیان کیا ہے۔

٥١٤٠ـ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ، حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُخْلَطَ الزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ، وَالْبُسْرُ وَالتَّمْرُ

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ کشمش اور کھجور کو یا کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر (پانی میں بھگویا جائے)۔

تشریح:

"ان یخلط" خلیط اختلاط اور مخلوط کرنے کے معنی میں ہے تمر خشک کھجور کو کہتے ہیں اور "بسر" کچی کھجور کے معنی میں ہے "زھو" یہ اس کھجور کو کہتے ہیں جو پکنے کے قریب ہونے کی وجہ سے مختلف رنگوں میں بدل جاتی ہے کچی اور پکی کھجور کو ملانے کا

ممانعت اس لیے ہے کہ نبیذ بنانے والے کو اندازہ نہیں ہو سکے گا اور پکی کھجور شراب میں بدل چکی ہوگی اور اس وقت تک کچی کے انتظار میں ہوگا کیونکہ پکی کھجور اپنے مزاج کے اعتبار سے جلدی متاثر ہو جاتی ہے اب پکی کھجور کی شراب کی آمیزش اس مخلوط نبیذ میں آجائے گی جس کا استعمال ناجائز ہے اس لیے اس اختلاط سے منع کر دیا گیا۔

امام مالکؒ کے نزدیک اس حدیث کی وجہ سے یہ اختلاط منع ہے اور اس کا استعمال منع ہے اگر چہ اس میں سکر نہ ہو لیکن جمہور فقہاء فرماتے ہیں کہ یہ اختلاط اور اس سے کشید شدہ نبیذ اس وقت ناجائز ہوگا کہ اس میں نشہ آجائے ورنہ نہیں۔

٥١٤١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ التَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا، وَنَهَى أَنْ يُنْبَذَ الرُّطَبُ وَالْبُسْرُ جَمِيعًا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کھجور اور کشمش کو اکٹھا کر کے نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے اور اس چیز سے بھی منع فرمایا ہے کہ کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر اس کی نبیذ بنائی جائے۔

تشریح:

"ان ینبذ" نبیذ منبوذ کے معنی میں ہے باب انفعال سے نبیذ بنانے کے معنی میں ہے اس باب کی احادیث کے پیش نظر میں یہاں خمر کا تعارف پیش کرنا چاہتا ہوں اور پھر حرام مشروبات کی تفصیلات لکھنا چاہتا ہوں اور پھر نبیذ کی اقسام بیان کرنا چاہتا ہوں جن کا ان ابواب کی احادیث سے بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق ہے۔

خمر کی تعریف اور حرام مشروبات کی اقسام

خمر یعنی شراب اس چیز کا نام ہے جس کے استعمال سے نشہ اور مستی پیدا ہو خواہ وہ انگور کے شیرے کی شکل میں ہو یا کسی بھی چیز کا شیرہ ہو۔

"خمر انگور یا دیگر کسی چیز کے اس شیرے کا نام ہے جس کے استعمال سے نشہ اور مستی پیدا ہوتی ہو، (کذا فی القاموس) یہ تعریف زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ تمام انواع خمر کو شامل ہے صرف انگور کے شیرے کے ساتھ خمر کو خاص کرنا مناسب نہیں ہاں یہ ضروری ہے کہ جس پھل سے شراب بنائی جائے اس شیرے میں سکر اور نشہ موجود ہو خواہ کھجور سے بنایا جائے یا شہد سے بنایا جائے یا مکئی سے لیا

جائے یا کسی اور مادہ سے لیا جائے۔"والخمر ما خامر العقل" اس عموم کا فائدہ یہ ہوگا کہ عرب میں اور خاص کر مدینہ منورہ میں انگور کی شراب شاذ ونادر ہی ملتی تھی اس لیے شراب کا حکم تمام پھلوں کو عام کرنا چاہیے، احناف کی کتابوں میں شراب کی تعریف اس طرح لکھی ہوئی ہے۔ "الخمر وھی النی من ماء العنب اذا غلا واشتد وقذف بالزبد"

یعنی شراب انگور کے اس کچے شیرے کا نام ہے جو سخت اور گاڑھا ہو جائے اور اس میں جھاگ اٹھے۔

احناف خمر کی تعریف کو انگو کے ساتھ اس لیے خاص کرتے ہیں کہ اس قطعی حرام مادہ کی ایک متعین حقیقت ہوئی چاہیے اہل لغت نے بھی اس کو خاص شراب اور خاص رس کا نام دیا ہے اس عارض کی وجہ سے شراب کو انگور کے ساتھ خاص کیا ورنہ تخصیص نہیں ہے۔

خمر اور حرام مشروبات کی اقسام

جو چیزیں نشہ آور ہیں اس کی بڑی چار قسمیں ہیں۔

(۱) پہلی قسم تو شراب کی ہے یہ انگور وغیرہ سے اس طرح بنتی ہے کہ انگور کا کچا شیرہ نکال کر کسی برتن میں رکھ دیتے ہیں کچھ دنوں کے بعد وہ گاڑھا ہو جاتا ہے پھر اس میں ابال آتا ہے اور وہ نشہ آور بن جاتا ہے اس کو خمر کہتے ہیں۔

راجح قول یہ ہے کہ اس میں جھاگ اٹھنا شرط نہیں ہے یہ شراب ہے اور نص قطعی کے ساتھ حرام ہے۔ اس کا قلیل بھی حرام ہے اور کثیر بھی حرام ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں ہے یہ منشیات کی جڑ اور اصل ہے دیگر منشیات اس کے تابع ہیں اس میں نشہ چڑھنے نہ چڑھنے کی قید نہیں بلکہ مطلقاً حرام اور موجب حد ہے اور یہ نجس العین ہے۔

(۲) دوسری قسم وہ ہے کہ انگور کا شیرہ آگ پر رکھ کر معمولی سا پکایا جائے اور پھر محفوظ کر لیا جائے اس کو عربی میں "باذق" اور فارسی میں "بادہ" کہتے ہیں اور اگر اسی مادہ کو زیادہ پکایا جائے کہ ایک چوتھائی جل جائے اور تین چوتھائی رہ جائے تو اس کو "طلا" کہتے ہیں یہ بھی حرام ہے اس کا پینا بھی ناجائز ہے اس میں حد نافذ کرنے لیے نشہ چڑھنا شرط ہے۔

(۳) تیسری قسم نقیع التمر ہے جس کو عصیر الرطب بھی کہتے ہیں اور "سکر" بھی اس کا نام ہے۔ یہ تر کھجور کا وہ شیرا ہے جو گاڑھا ہو جائے اور اس میں جھاگ پیدا ہو جائے اس کا پینا حرام ہے مگر حد لگنے کے لیے نشہ چڑھنا شرط ہے نشہ چڑھے بغیر حد نہیں لگے گی۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ان چار قسموں میں "اذا غلا واشتد وقذف بالزبد" شرط ہے یعنی جھاگ اٹھنے کا شرط ہر قسم میں ضروری ہے لیکن صاحبین جھاگ اٹھنے کی شرط صرف خمر میں ضروری سمجھتے ہیں باقی تینوں قسموں میں جھاگ چڑھنا ضروری نہیں ہے صرف غلیان اور جوش کافی ہے۔

دیگر انبذہ اور مشروبات کا حکم

یہاں چار قسم کے دوسرے مشروبات بھی ہیں۔

(۱) اول نبیذ التمر ہے یہ خرما سے بنائے گئے اس مشروب کا نام ہے جس کو معمولی جوش دیا گیا ہو اور اس میں نشہ نہ آیا ہو۔

(۲) دوم خلیط ہے یعنی کشمش اور خرما کو ملا کر ذرا جوش دیا اور شراب کشید کیا۔

(۳) سوم تبع ہے با اور تا پر زبر ہے یہ اس نبیذ کا نام ہے جو گندم، جو، شہد، اور جوار وغیرہ کو پانی میں ڈال کر معمولی سا جوش دیکر عرق کشید کیا جاتا ہے۔

(۴) چہارم مثلث ہے یعنی عرق انگور کو اتنا پکایا جائے کہ اس کے دو حصے ختم ہو جائے اور ایک حصہ مشروب کی صورت میں باقی رہ جائے۔

ان چار قسم مشروبات کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کی کثیر مقدار استعمال کرنے سے نشہ آتا ہو تو اس کی قلیل مقدار کا استعمال بھی حرام ہے اور اگر کثیر مقدار میں نشہ نہیں تو قلیل و کثیر دونوں حلال ہیں۔ یہ جمہور کا مسلک ہے اور چونکہ امام محمد رحمہ اللہ بھی جمہور کے ساتھ ہیں لہٰذا محققین احناف کی تحقیق کے مطابق فتویٰ اسی قول پر ہے اگر چہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر ان اشیاء کی قلیل مقدار کو عبادت پر قوی ہونے کے لیے استعمال کیا جائے تو یہ جائز ہے اگر چہ اس کی کثیر مقدار میں نشہ ہو مگر فتویٰ اس قول پر نہیں ہے (مظاہر حق) الغرض اصل چیز نشہ اور سکر ہے اگر نشہ کسی مشروب میں ہو یا کسی گھاس میں ہو یا کسی درخت کے شیرہ میں ہو یا تمباکو کے پتوں میں ہو یا شراب اور نبیذ میں ہو یا بھنگ اور چرس میں ہو سب حرام ہے۔

٥١٤٢۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: قَالَ لِي عَطَاءٌ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَجْمَعُوا بَيْنَ الرُّطَبِ وَالْبُسْرِ، وَبَيْنَ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ نَبِيذًا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پکی اور کچی کھجوروں کو اور کشمش اور کھجوروں کو ملا کر نہ بھگوؤ۔

٥١٤٣۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي

الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ، مَوْلَى حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ الزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ جَمِيعًا، وَنَهَى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس چیز سے منع فرمایا کہ کشمش اور کھجور کو ملا کر اس کی نبیذ بنائی جائے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر اس کی نبیذ بنائے۔

٥١٤٤۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ أَنْ يُخْلَطَ بَيْنَهُمَا، وَعَنِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ أَنْ يُخْلَطَ بَيْنَهُمَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ کھجور اور کشمش کو ملا کر بھگو یا جائے اور اسی طرح کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر بھگونے سے بھی منع فرمایا ہے۔

٥١٤٥۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ أَبُو مَسْلَمَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَخْلِطَ بَيْنَ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ، وَأَنْ نَخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ،

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے کہ ہم کشمش اور کھجور کو ملا کر بھگوئیں اور اس سے بھی منع فرمایا کہ ہم کچی اور پکی کھجور کو ملا کر بھگوئیں۔

٥١٤٦۔وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ، عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت ابومسلمہ رضی اللہ عنہ اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔

٥١٤٧۔وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَرِبَ النَّبِيذَ مِنْكُمْ فَلْيَشْرَبْهُ زَبِيبًا فَرْدًا، أَوْ تَمْرًا فَرْدًا، أَوْ بُسْرًا فَرْدًا،

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سے جو آدمی نبیذ پیئے تو اسے چاہیے کہ وہ اکیلی کشمش کی یا اکیلی کھجور کی یا اکیلی کچی کھجور کی نبیذ پیئے۔

۵۱۴۸۔ وحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيُّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَخْلِطَ بُسْرًا بِتَمْرٍ، أَوْ زَبِيبًا بِتَمْرٍ، أَوْ زَبِيبًا بِبُسْرٍ، وَقَالَ: مَنْ شَرِبَهُ مِنْكُمْ، فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ

حضرت اسماعیل بن مسلم عبدی رضی اللہ عنہ اس سند کے ساتھ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے کہ ہم کچی کھجوروں کو پکی اور خشک کھجوروں کے ساتھ یا کشمش کے پکی کھجوروں کے ساتھ یا کشمش کو کچی اور خشک کھجوروں کے ساتھ ملا کر بھگوئیں اور پھر آگے وکیع کی روایت کردہ حدیث کی طرح ذکر کیا گیا ہے۔

۵۱۴۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَنْتَبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيعًا، وَلَا تَنْتَبِذُوا الزَّبِيبَ وَالتَّمْرَ جَمِيعًا، وَانْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَتِهِ،

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کچی اور پکی کھجوروں کو اور کشمش اور پکی کھجوروں کو ملا کر نہ بھگوؤ بلکہ ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بھگوؤ۔

۵۱۵۰۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت یحیٰ بن ابی کثیر سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے۔

۵۱۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا عَلِيٌّ وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَنْتَبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيعًا، وَلَا تَنْتَبِذُوا الرُّطَبَ وَالزَّبِيبَ جَمِيعًا، وَلَكِنِ انْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ عَلَى حِدَتِهِ، وَزَعَمَ يَحْيَى، أَنَّهُ لَقِيَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ، فَحَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هَذَا،

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر نہ بھگوؤ اور نہ ہی پکی کھجوروں اور کشمش کو ملا کر بھگوؤ بلکہ تم (ان میں سے) ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بھگوؤ اور یحیٰ کا گمان ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ سے ملے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے اسی طرح بیان کیا۔

۵۱۵۲۔ وحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، بِهَذَيْنِ الإِسْنَادَيْنِ غَيْرَ أَنَّهُ، قَالَ: الرُّطَبَ وَالزَّهْوَ، وَالتَّمْرَ وَالزَّبِيبَ

حضرت یحیٰ بن ابی کثیر سے ان دو سندوں کے ساتھ کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ مذکورہ بالا روایت کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے۔

۵۱۵۳۔ وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا أَبَانُ الْعَطَّارُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ خَلِيطِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ، وَعَنْ خَلِيطِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ، وَعَنْ خَلِيطِ الزَّهْوِ وَالرُّطَبِ، وَقَالَ: انْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ عَلَى حِدَتِهِ،

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے پکی اور کچی کھجوروں کو ملا کر بھگونے سے اور کشمش اور پکی کھجور کو ملا کر بھگونے سے اور کچے انگوروں اور کھجوروں کو ملا کر بھگونے سے منع فرمایا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان میں سے علیحدہ علیحدہ بھگوؤ۔

۵۱۵۴۔ وحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ هَذَا الْحَدِيثِ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث کی طرح روایت کیا۔

۵۱۵۵۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي كَثِيرٍ الْحَنَفِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ، وَالْبُسْرِ وَالتَّمْرِ، وَقَالَ: يُنْبَذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَتِهِ،

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کشمش اور کھجوروں کو اور کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر بھگونے سے منع فرمایا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بھگوؤ۔

۵۱۵۶۔ وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أُذَيْنَةَ وَهُوَ أَبُو كَثِيرٍ الْغُبَرِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: بِمِثْلِهِ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح (سابقہ روایت کی طرح) ارشاد فرمایا ہے۔

۵۱۵۷۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ

بن جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُخْلَطَ التَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا، وَأَنْ يُخْلَطَ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ جَمِيعًا، وَكَتَبَ إِلَى أَهْلِ جُرَشَ يَنْهَاهُمْ عَنْ خَلِيطِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ پکی کھجوروں اور کشمش کو ملا کر بھگویا جائے اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر بھگویا جائے اور آپ ﷺ نے جرش والوں کی طرف لکھا کہ آپ ﷺ کھجوروں اور کشمش کو ملا کر بھگونے سے منع فرماتے ہیں۔

۵۱۵۸۔ وَحَدَّثَنِيهِ وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ يَعْنِي الطَّحَّانَ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ

حضرت شیبانی سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت کی طرح روایت نقل کی گئی ہے اور صرف کھجور اور کشمش کا ذکر ہے اور پکی کھجوروں کی بات نہیں۔

۵۱۵۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَدْ نُهِيَ أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا، وَالتَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر بھگونے سے منع کر دیا گیا ہے اور اسی طرح کھجوروں اور کشمش کو ملا کر بھگونے سے بھی منع کر دیا گیا ہے۔

۵۱۶۰۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: قَدْ نُهِيَ أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا، وَالتَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر بھگونے سے منع کر دیا گیا ہے اور اسی طرح کھجوروں اور کشمش کو ملا کر بھگونے سے بھی منع فرما دیا گیا ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الِانْتِبَاذِ فِي الْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّاءِ

روغنی ہانڈی اور کدو کے تونبے میں نبیذ بنانا منع ہے

اس باب میں امام مسلم نے پچاس احادیث کا ڈھیر لگا دیا ہے

۵۱۶۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ أَنْ يُنْبَذَ فِيهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تانبے اور روغن ملے ہوئے برتنوں کے بارے میں منع فرمایا ہے کہ ان میں نبیذ بنائی جائے۔

٥١٦٢۔ وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهِ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے تونبے اور روغن تیر ملے ہوئے برتنوں کے بارے میں منع فرمایا ہے کہ ان میں نبیذ بنائی جائے۔

٥١٦٣۔ قَالَ: وَأَخْبَرَهُ أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَنْتَبِذُوا فِي الدُّبَّاءِ، وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاجْتَنِبُوا الْحَنَاتِمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کدو کے تونبے اور روغن قیر ملے ہوئے برتنوں میں نبیذ نہ بناؤ۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ بھی فرمایا کہ تم سبز گھڑوں سے بچو۔

تشریح:

"قال" یعنی ابن شہاب زہری فرماتے ہیں کہ ان کو ابوسلمہ نے خبر دی ہے "الدباء" کدو کے خشک تونبے کو کہتے ہیں "المزفت" روغن قار ملا ہوا برتن مراد ہے "النقیر" کھجور وغیرہ کے تنے کی کھدی ہوئی لکڑی "الحناتم" یہ حنتم کی جمع ہے سبز گھڑے مٹکے مراد ہے۔ اس باب کے مختلف الفاظ کی تشریح بھی ملاحظہ ہو۔ "واوکہ" یہ ایکاء باب افعال سے ہے تسمہ سے باندھنے کے معنی میں ہے "المزادة المجبوبة" مزدہ مشکیزہ کو کہتے ہیں اور اس مشکیزہ کو کہتے ہیں جس کو اوپر منہ کی طرف سے کاٹ دیا گیا ہو اور عزلاء کو ختم کیا گیا ہو اس طرح مشکیزہ میں شراب بننے کا خطرہ ہوتا ہے یہاں احادیث میں واو کا لفظ رہ گیا ہے راوی کو وہم ہو گیا ہے اصل عبارت اس طرح ہے "والمزادة" یعنی مٹکہ کی طرح اس طرز کا مشکیزہ بھی ناجائز ہے۔

"البلح" بالکل کچی کھجور کو کہتے ہیں جب کہ سبز رنگ میں ہو "الزھو" جب کھجور کچھ پک جائے اور کچھ کچی ہو اس کو الزھو کہتے ہیں "الجر" مٹی سے بنایا گیا گھڑا مراد ہے "تنسح نسحا" درخت سے چھلکا نکالنے کو کہتے ہیں "ای تقشر ثم تنقر فتصیر نقیرا" یہ کلمات اس باب کی مختلف احادیث میں مذکور تھے میں نے اکٹھا کر کے اس کی وضاحت کر دی۔ کتاب الایمان میں

حدیث وفد عبدالقیس میں بھی ان میں سے چند الفاظ کی شرح لکھی گئی ہے، جب اسلام میں شراب کی حرمت کا حکم آ گیا تو آنحضرت نے شراب سے بچنے اور اس کی نفرت دلوں میں بٹھانے کے لیے حکم دیا کہ شراب کے برتنوں کو گھر میں بھی نہیں رکھو اور ان میں نبیذ بنانے کی کوشش کرو جب شراب کی حرمت دلوں میں مستحکم ہوگئی اور مُسکر اور غیر مسکر میں امتیاز کرنا آسان ہوگیا تو پھر آنحضرت نے ان مذکورہ برتنوں میں نبیذ رکھنے اور بنانے کی اجازت دیدی اور پہلا والا حکم موقوف ومنسوخ ہوگیا چنانچہ اسی باب میں آیندہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس پر واضح طور پر دلالت کر رہی ہے لہٰذا تمام فقہاء کے نزدیک اب ان برتنوں میں نبیذ بنانا اور رکھنا جائز ہے البتہ نبیذ مسکر اب بھی حرام ہے بلکہ ہر مُسکر چیز حرام ہے۔

۵۱۶۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْمُزَفَّتِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ، قَالَ: قِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: مَا الْحَنْتَمُ؟ قَالَ: الْجِرَارُ الْخُضْرُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے روغن قیر ملے ہوئے سبز گھڑوں اور کھوکلی لکڑی کے برتنوں میں منع فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے پوچھا گیا کہ حنتم کیا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: سبز گھڑے۔

۵۱۶۵۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ: أَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْحَنْتَمُ وَالْمَزَادَةُ الْمَجْبُوبَةُ، وَلَكِنِ اشْرَبْ فِي سِقَائِكَ وَأَوْكِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قبیلہ عبدالقیس کے وفد سے فرمایا: میں تمہیں کدو کے تونبے، سبز گھڑے، لکڑی کے تھیلے، روغن کیے ہوئے برتن اور کٹے ہوئے منہ والے مشکیزے سے روکتا ہوں اور تم صرف اپنے مشکیزوں میں پیا کرو۔

۵۱۶۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، ح وحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُنْتَبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ هَذَا حَدِيثُ جَرِيرٍ، وَفِي حَدِيثِ عَبْثَرٍ، وَشُعْبَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے منع فرمایا کہ کدو کے تونبے اور روغن قیر ملے ہوئے برتن میں نبیذ بنائی جائے۔ یہ جریر کی روایت کردہ حدیث میں ہے اور عبثر اور شعبہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے کدو کے تونبے اور روغن قیر ملے ہوئے برتنوں (کے استعمال کرنے) سے منع فرمایا ہے۔

٥١٦٧۔ وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قُلْتُ لِلْأَسْوَدِ: هَلْ سَأَلْتَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَمَّا يُكْرَهُ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، أَخْبِرِينِي عَمَّا نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهِ، قَالَتْ: نَهَانَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَنْ نَنْتَبِذَ فِي الدُّبَّاءِ، وَالْمُزَفَّتِ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: أَمَا ذَكَرَتِ الْحَنْتَمَ وَالْجَرَّ؟ قَالَ: إِنَّمَا أُحَدِّثُكَ بِمَا سَمِعْتُ، أَؤُحَدِّثُكَ مَا لَمْ أَسْمَعْ؟

حضرت ابراہیم سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اسودؒ سے کہا: کیا آپ نے ام المومنین سے پوچھا ہے کہ کن برتنوں میں نبیذ بنانا ناپسندیدہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! میں نے عرض کیا: اے ام المومنین مجھے خبر دیجئے کہ رسول اللہ ﷺ نے کن برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے؟ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آپؐ نے ہم اہل بیت کو کدو کے تونبے اور روغن قیر ملے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت اسود کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آپ نے سبز گھڑے اور لکڑی کے کٹھلے کا ذکر نہیں کیا تو سیدہ عائشہؓ فرمانے لگیں کہ میں نے آپ (لوگوں) سے وہی بیان کیا جو میں نے سنا ہے۔ کیا میں آپ سے وہ بیان کروں جو میں نے نہیں سنا۔

٥١٦٨۔ وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تونبے اور روغن قیر ملے ہوئے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

٥١٦٩۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، وَشُعْبَةُ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، وَسُلَيْمَانُ، وَحَمَّادٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

٥١٧٠۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيُّ،

قَالَ: لَقِيتُ عَائِشَةَ، فَسَأَلْتُهَا عَنِ النَّبِيذِ، فَحَدَّثَتْنِي أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيذِ، فَنَهَاهُمْ أَنْ يَنْتَبِذُوا فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالْحَنْتَمِ

حضرت ثمامہ بن حزن قشیری رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے ملاقات کی اور ان سے نبیذ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ قبیلہ عبدالقیس کا ایک وفد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور انہوں نے نبی ﷺ سے نبیذ کے بارے میں پوچھا تھا تو آپ ﷺ نے ان کو منع فرمایا کہ کدو کے تونبے اور روغن قیر ملے ہوئے برتن اور لکڑی کے کٹھلے اور سبز برتنوں میں نبیذ بنائی جائے۔ (یعنی ان برتنوں کے استعمال سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے)۔

۵۱۷۱۔ وحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُوَيْدٍ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے تونبے اور سبز گھڑے اور لکڑی کے کٹھلے اور روغن قیر ملے ہوئے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔

۵۱۷۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُوَيْدٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا أَنَّهُ جَعَلَ مَكَانَ الْمُزَفَّتِ: الْمُقَيَّرَ

حضرت اسحٰق بن سوید کو اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی کی مثل روایت نقل کرتے ہیں اس میں سوائے مزفت کے مقیر کا لفظ کہا ہے۔

۵۱۷۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، ح وحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ وَفِي حَدِيثِ حَمَّادٍ: جَعَلَ مَكَانَ الْمُقَيَّرِ الْمُزَفَّتِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قبیلہ عبدقیس کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں تمہیں کدو کے تونبے، سبز گھڑے اور روغن قیر ملے ہوئے برتنوں کے استعمال سے منع کرتا ہوں اور حماد کی حدیث میں مقیر کی جگہ مزفت کا لفظ ہے۔

٥١٧٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے تو نبے، سبز گھڑے اور روغن قیر ملے ہوئے برتن اور لکڑی کے کٹھیلے کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

٥١٧٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ، وَأَنْ يُخْلَطَ الْبَلَحُ بِالزَّهْوِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے تو نبے، سبز گھڑے اور روغن قیر ملے ہوئے برتن اور لکڑی کے کٹھیلے اور کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر بھگونے سے منع فرمایا ہے۔

٥١٧٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَحْيَى الْبَهْرَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے تو نبے، روغن قیر ملے ہوئے برتن اور لکڑی کے کٹھیلے کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

٥١٧٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنِ التَّيْمِيِّ، ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْجَرِّ أَنْ يُنْبَذَ فِيهِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ گھڑوں میں نبیذ بنائی جائے۔

٥١٧٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ،

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے تو نبے، سبز گھڑے، روغن قیر ملے

ہوئے برتن اور لکڑی کے کٹھلے (کے استعمال) سے منع فرمایا ہے۔

۵۱۷۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُنْتَبَذَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ

حضرت قتادہ نے اس سند کے ساتھ روایت کیا کہ نبیؐ نے منع فرمایا ہے پھر مذکورہ حدیث کی طرح ذکر کیا۔

۵۱۸۰۔ وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ فِي الْحَنْتَمَةِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے سبز گھڑے، کدو کے تو نبے اور لکڑی کے کٹھلے میں پینے سے منع فرمایا ہے۔

۵۱۸۱۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُمَا شَهِدَا، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس پر گواہی دیتا ہوں کہ ان دونوں حضرات نے گواہی دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے تو نبے، سبز گھڑے اور روغن قیر ملے ہوئے برتن اور لکڑی کے کٹھلے کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

۵۱۸۲۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ، فَقَالَ: حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجَرِّ، فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقُلْتُ: أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ ابْنُ عُمَرَ؟ قَالَ: وَمَا يَقُولُ؟ قُلْتُ: قَالَ: حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجَرِّ، فَقَالَ: صَدَقَ ابْنُ عُمَرَ، حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجَرِّ، فَقُلْتُ: وَأَيُّ شَيْءٍ نَبِيذُ الْجَرِّ؟ فَقَالَ: كُلُّ شَيْءٍ يُصْنَعُ مِنَ الْمَدَرِ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر سے گھڑے کی نبیذ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے گھڑے میں نبیذ کو حرام قرار دیا ہے۔ (اس کے بعد) میں حضرت ابن عباس کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا کہ وہ کیا فرماتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: وہ فرماتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے گھڑے کی نبیذ کو حرام قرار دیا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عمر نے سچ فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے کی نبیذ کو حرام قرار دیا ہے تو میں نے عرض کیا: گھڑے کی نبیذ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جو چیز مٹی سے بنائی جائے (مٹی سے بنا ہوا گھڑا)۔

٥١٨٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَأَقْبَلْتُ نَحْوَهُ، فَانْصَرَفَ قَبْلَ أَنْ أَبْلُغَهُ، فَسَأَلْتُ مَاذَا، قَالَ: قَالُوا: نَهَى أَنْ يُنْتَبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جہاد کے موقع پر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں بھی آپ ﷺ کی طرف چل پڑا لیکن میرے آپ ﷺ تک پہنچنے سے پہلے ہی آپ خطبہ ختم کر چکے تھے۔ میں نے (وہاں موجود لوگوں سے) پوچھا کہ آپ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے کدو کے تونبے اور روغن قیر ملے ہوئے برتن میں نبیذ بناتے سے منع فرمایا ہے۔

٥١٨٤۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَابْنُ رُمْحٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ، وَأَبُو كَامِلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، عَنِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ، ح وحَدَّثَنِي هَارُونُ الْأَيْلِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ، كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ، وَلَمْ يَذْكُرُوا فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ إِلَّا مَالِكٌ، وَأُسَامَةُ

ان ساری سندوں اور طریق کے ساتھ حضرت ابن عمر سے حضرت مالک کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت منقول ہے اور اس روایت میں سوائے حضرت مالک اور حضرت اسامہ کے جہاد کا ذکر کسی نے نہیں کیا۔

٥١٨٥۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ؟، قَالَ: فَقَالَ: قَدْ زَعَمُوا ذَاكَ، قُلْتُ: أَنَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: قَدْ زَعَمُوا ذَاكَ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر سے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

گھڑے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے؟ تو حضرت ابن عمر نے فرمایا: لوگ یہی خیال کرتے ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: لوگ یہی خیال کرتے ہیں۔

۵۱۸۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عُمَرَ: أَنَهَى نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ؟ قَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ طَاوُسٌ: وَاللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُهُ مِنْهُ

حضرت طاؤس سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر سے عرض کیا کہ کیا اللہ کے نبی ﷺ نے گھڑے کی نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! پھر طاؤس کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں نے حضرت ابن عمر سے سنا ہے

۵۱۸۷۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَهُ، فَقَالَ: أَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُنْبَذَ فِي الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ؟ قَالَ: نَعَمْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور اس نے کہا: نبی ﷺ نے گھڑے اور تو نبے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے؟ حضرت ابن عمر نے فرمایا: ہاں!

۵۱۸۸۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے اور تو نبے کے استعمال سے منع فرمایا:

۵۱۸۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا، يَقُولُ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: أَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ؟ قَالَ: نَعَمْ

حضرت طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے گھڑے اور تو نبے اور لکڑی کے برتنوں میں نبیذ سے منع فرمایا ہے؟ حضرت ابن عمر نے فرمایا: ہاں!

۵۱۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ، قَالَ: سَمِعْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ،

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سبز گھڑے، کدو کے تو نبے اور لکڑی کے تھیلے کے برتنوں کو استعمال

کرنے سے منع فرمایا ہے۔ محارب بن دثار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے یہ بار بار (کئی مرتبہ) سنا ہے۔

۵۱۹۱۔ وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، قَالَ: وَأُرَاهُ قَالَ: وَالنَّقِيرِ .

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث کی طرح حدیث روایت کی ہے اور اس میں روغن تیر ملے ہوئے برتن کا بھی ذکر فرمایا۔

۵۱۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ حُرَيْثٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ، وَقَالَ: انْتَبِذُوا فِي الْأَسْقِيَةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے اور تو نبے اور لکڑی کے کھیلے کے برتنوں کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مشکیزوں میں نبیذ بناؤ۔

۵۱۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَبَلَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يُحَدِّثُ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْحَنْتَمَةِ، فَقُلْتُ: مَا الْحَنْتَمَةُ؟ قَالَ: الْجَرَّةُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حنتمہ کے استعمال سے منع فرمایا۔ میں نے عرض کیا: حنتمہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: سبز گھڑا۔

۵۱۹۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، حَدَّثَنِي زَاذَانُ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: حَدِّثْنِي بِمَا نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَشْرِبَةِ بِلُغَتِكَ، وَفَسِّرْهُ لِي بِلُغَتِنَا، فَإِنَّ لَكُمْ لُغَةً سِوَى لُغَتِنَا، فَقَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمِ، وَهِيَ الْجَرَّةُ، وَعَنِ الدُّبَّاءِ، وَهِيَ الْقَرْعَةُ، وَعَنِ الْمُزَفَّتِ، وَهُوَ الْمُقَيَّرُ، وَعَنِ النَّقِيرِ، وَهِيَ النَّخْلَةُ تُنْسَحُ نَسْحًا، وَتُنْقَرُ نَقْرًا، وَأَمَرَ أَنْ يُنْتَبَذَ فِي الْأَسْقِيَةِ،

حضرت زاذان ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے عرض کیا کہ مجھے شراب کے ان برتنوں کے بارے میں بیان فرمائیں کہ جن کے استعمال سے نبی ﷺ نے منع فرمایا اور اپنی لغت (زبان) میں بیان کرو اور پھر مجھے میری زبان میں سمجھاؤ کیونکہ تمہاری زبان اور ہماری زبان علیحدہ علیحدہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے حنتم سے منع فرمایا ہے اور حنتم سبز گھڑا ہے اور دبا سے منع فرمایا اور وہ تونبا ہے اور مزفت سے منع فرمایا اور وہ روغن قیر ملا ہوا برتن ہے اور نقیر سے منع فرمایا اور وہ کھجور کی لکڑی ہے جو چھیل کر اسے کرید کر برتن بنایا جاتا ہے اور آپ ﷺ نے مشکیزوں میں نبیذ بنانے کا حکم فرمایا۔

۵۱۹۵۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، فِي هَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت شعبہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ حدیث کی مثل روایت منقول ہے۔

۵۱۹۶۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْخَالِقِ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ عِنْدَ هَذَا الْمِنْبَرِ، وَأَشَارَ إِلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلُوهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ، فَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، وَالْمُزَفَّتِ؟ وَظَنَنَّا أَنَّهُ نَسِيَهُ، فَقَالَ: لَمْ أَسْمَعْهُ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، وَقَدْ كَانَ يَكْرَهُ

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو فرماتے ہوئے سنا اور وہ منبر کی طرف اشارہ کرتے تھے کہ قبیلہ عبد قیس کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے شراب کے برتنوں کے استعمال کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے انہیں تونبے، لکڑی کے کھٹلے اور سبز گھڑے کے استعمال سے منع فرمایا تو میں نے ان سے کہا: اے ابو محمد اور مزفت سے بھی آپ ﷺ نے منع فرمایا اور ہمارا خیال تھا کہ وہ اس لفظ کو بھول گئے۔ انہوں نے کہا: میں نے اس دن تو حضرت عبداللہ بن عمر سے یہ لفظ نہیں سنا لیکن وہ ناپسند سمجھتے تھے۔

۵۱۹۷۔ وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، وَابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّاءِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لکڑی کے کھٹلے اور روغن قیر ملے ہوئے برتنوں اور کدو کے تونبے (کے استعمال) سے منع فرمایا ہے۔

۵۱۹۸۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ

ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَنْهَى عَنِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ گھڑے اور روغن لے ہوئے برتن اور لکڑی کے کھیلے (کے استعمال) سے منع فرمارہے تھے۔

۵۱۹۹۔ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: وَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرِّ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يَجِدْ شَيْئًا يُنْتَبَذُ لَهُ فِيهِ، نُبِذَ لَهُ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ

حضرت ابو الزبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے اور روغنی برتن اور لکڑی کے کھیلے (کے استعمال) سے منع فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو نبیذ بنانے کے لیے جب کوئی برتن نہیں ملتا تھا تو آپ ﷺ کے لیے پتھر کے بڑے بڑے برتن میں نبیذ بنایا جاتا تھا۔

۵۲۰۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْبَذُ لَهُ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے لیے پتھر کے بڑے پیالہ میں نبیذ بنایا جاتا تھا۔

۵۲۰۱۔ وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ يُنْتَبَذُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سِقَاءٍ، فَإِذَا لَمْ يَجِدُوا سِقَاءً نُبِذَ لَهُ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ وَأَنَا أَسْمَعُ لِأَبِي الزُّبَيْرِ: مِنْ بِرَامٍ؟ قَالَ: مِنْ بِرَامٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبیذ تیار کی جاتی تھی اور جب کبھی مشکیزہ نہ ملتا تو آپ ﷺ کے لیے پتھر کے پیالہ میں نبیذ بنائی جاتی تھی۔ لوگوں میں سے کسی نے کہا: میں نے حضرت ابو الزبیر سے سنا کہ وہ برتن پتھر کا تھا۔

تشریح:

"فی تور" تور کا لفظ یہاں بار بار آیا ہے یہ پتھر کا بنا ہوا چھوٹا سا برتن ہوتا ہے جس کو ہانڈی اور دیگچی اور بڑا پیالہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

"من حجارة" تعین کے لیے ہے کیونکہ تور لوہے کے برتن کو بھی کہتے ہیں تانبے اور پیتل کے برتن کو بھی کہتے ہیں۔

"من برام" یہ برمة کی جمع ہے ہانڈی کو کہتے ہیں لیکن یہاں اس چیز کو کہا گیا ہے جس سے یہ ہانڈی بنائی جاتی ہے اور وہ پتھر ہوتا

ہے تو من برام بھی من حجارۃ ہے یعنی تورامن برام ای من حجارۃ ابوزبیر سے کسی نے پوچھا کہ یہ پتھر کا ہوتا ہے اس نے کہا ہاں پتھر کا ہوتا ہے۔

۵۲۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: عَنْ أَبِي سِنَانٍ، وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُحَارِبٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، حَدَّثَنَا ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ أَبُو سِنَانٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ، فَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا، وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا

حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
میں نے تم کو سوائے مشکیزوں کے دوسرے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا تو اب سب برتنوں میں پیو لیکن نشہ والی چیز نہ پیو۔

تشریح:

"فاشربوا" یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ تمام برتنوں میں نبیذ بناؤ اور رکھو اور پیو پہلے میں نے منع کیا تھا اب اجازت ہے۔
شارحین لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اور اس کے بعد تین احادیث اس باب کی تمام احادیث کے حکم کو منسوخ بناتی ہیں مطلب یہ ہے کہ برتنوں کی جو ممانعت تھی وہ ختم کردی گئی البتہ مسکر اشیاء کی حرمت باقی ہے اس سے بچتے رہو۔ اس حدیث میں الاسقیة کلها کا لفظ کسی راوی یا کاتب کی غلطی ہے بلکہ یہ لفظ الاوعیة ہے کیونکہ چمڑے کے مشکیزوں اور برتنوں کی ممانعت کبھی بھی نہیں تھی۔

۵۲۰۳۔ وحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا ضَحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوفِ، وَإِنَّ الظُّرُوفَ أَوْ ظَرْفًا لَا يُحِلُّ شَيْئًا وَلَا يُحَرِّمُهُ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

حضرت ابن بریدہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
میں تم کو (مختلف) برتنوں میں پینے سے منع کرتا تھا مگر برتنوں میں (کوئی چیز پینے سے) حلال یا حرام نہیں ہو جاتی اور باقی ہر نشہ پیدا کرنے والی چیز حرام ہے۔

۵۲۰۴۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُعَرِّفِ بْنِ وَاصِلٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ،

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فِي ظُرُوفِ الْأَدَمِ، فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ وِعَاءٍ غَيْرَ أَنْ لَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا

حضرت ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں چمڑے کے برتنوں میں پینے سے منع کیا تھا تو ہر ایک برتن میں پیو لیکن نشہ پیدا کرنے والی چیز ہرگز نہ ہو۔

تشریح:

''فی ظروف الادم'' یہاں اس روایت میں کسی راوی سے استثنیٰ کا لفظ چھوٹ گیا ہے جس سے معنی پر غلط اثر پڑ رہا ہے کیونکہ اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ آنحضرت نے تمام مشکیزوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا تھا حالانکہ آنحضرت نے چند برتنوں کو منع فرمایا تھا اور چمڑے کے برتنوں کی اجازت دیدی تھی مگر اس روایت میں ہے کہ آنحضرت نے چمڑے کے برتنوں میں نبیذ رکھنے کو منع کیا تھا اس لیے شارحین لکھتے ہیں کہ یہاں راوی سے استثناء کا لفظ رہ گیا ہے اصل عبارت اس طرح ہے ''کنت نهيتكم عن الاشربة الا فی ظروف الادم'' اسی طرح اس سے پہلے روایت نمبر ۵۲۰۲ میں ''فاشربوا فی الاسقية كلها'' کے جملہ میں بھی کسی راوی سے غلطی ہوگئی ہے لفظ ''الاسقية'' نہیں بلکہ ''الاوعية كلها'' ہے کیونکہ برتنوں کی ممانعت آئی تھی مشکیزوں کی ممانعت کبھی نہیں آئی تھی تو اجازت کی بات کی کیا ضرورت تھی علامہ نووی نے قاضی عیاض کے حوالہ سے کہا ہے کہ دونوں روایتوں میں وہم ہو گیا ہے۔

۵۲۰۵۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: لَمَّا نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّبِيذِ فِي الْأَوْعِيَةِ، قَالُوا: لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ، فَأَرْخَصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرِ الْمُزَفَّتِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمادیا تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہر آدمی کے پاس تو چمڑے کا مشکیزہ نہیں ہے تو آپ ﷺ نے ان کے لیے اس گھڑے کو جو روغن قیر ملا ہوا نہ ہو اس کی اجازت عطا فرمادی

بَابُ أَنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

یہ باب اس بیان میں ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے گیارہ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۲۰۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْبِتْعِ، فَقَالَ: كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے شہد کی شراب کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر وہ شراب کہ جو نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے۔

تشریح:

"البتع" با پر کسرہ ہے اور تا ساکن ہے اور تا پر زبر بھی جائز ہے یہ شہد کے شیرہ اور نبیذ کو کہتے ہیں اہل یمن کی شراب یہی ہوتی تھی کیونکہ نبیذ میں جب شدت اور غلیان اور جھاگ اٹھے تو یہ شراب بن جاتی ہے اسی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ آئندہ ایک حدیث میں "حتی یعقد" ہے ای یشتد ویغلظ وہ اسی شدت کی تفصیل ہے "المزر" یہ لفظ بھی آئندہ ایک حدیث میں ہے یہ مکی اور جو کی بنی ہوئی نبیذ ہوتی تھی جب اس میں شدت آجائے اور جھاگ اٹھے تو یہ نشہ آور شراب ہے حرام ہے بہر حال زیر بحث حدیث میں یہ قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے یہ آنحضرت ﷺ کے جوامع کلم میں سے ہے کہ الفاظ کم ہیں اور معنی انتہائی وسیع ہے "بخواتمه" یعنی مکمل جوامع کلم آپ کو دیا گیا تھا یہ آئندہ حدیث کا لفظ ہے۔

۵۲۰۷۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ، تَقُولُ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے شہد کی شراب کے بارے میں پوچھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر وہ شراب کہ جو نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے۔

۵۲۰۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، ح وحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ

بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ، وَصَالِحٍ، سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ، وَهُوَ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ، وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ: أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّ شَرَابٍ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

حضرت زہریؒ سے ان ہی سندوں کے ساتھ سابقہ روایت کے مثل منقول ہے اور حضرت سفیان اور صالح کی روایت کردہ حدیثوں میں شہد کی شراب کے بارے میں پوچھنے کا ذکر نہیں ہے اور حضرت صالح کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نشہ پیدا کرنے والی چیز حرام ہے۔

۵۲۰۹۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ شَرَابًا يُصْنَعُ بِأَرْضِنَا يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ مِنَ الشَّعِيرِ، وَشَرَابٌ يُقَالُ لَهُ الْبِتْعُ مِنَ الْعَسَلِ، فَقَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اور حضرت معاذ بن جبل کو یمن کے علاقہ کی طرف روانہ فرمایا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے علاقے میں ایک شراب جو سے بنائی جاتی ہے جسے مزر کہا جاتا ہے اور ایک شراب شہد کی بنائی جاتی ہے اور اسے بتع کہا جاتا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔

۵۲۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَهُ مِنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ لَهُمَا: بَشِّرَا وَيَسِّرَا، وَعَلِّمَا وَلَا تُنَفِّرَا وَأُرَاهُ قَالَ: وَتَطَاوَعَا، قَالَ: فَلَمَّا وَلَّى رَجَعَ أَبُو مُوسَى، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لَهُمْ شَرَابًا مِنَ الْعَسَلِ يُطْبَخُ حَتَّى يَعْقِدَ، وَالْمِزْرُ يُصْنَعُ مِنَ الشَّعِيرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مَا أَسْكَرَ عَنِ الصَّلَاةِ فَهُوَ حَرَامٌ

حضرت ابوموسیٰ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اور حضرت معاذ بن جبل کو علاقہ یمن کی طرف بھیجا تو ان سے فرمایا: ان لوگوں کو خوش رکھنا اور ان پر آسانی کرنا اور ان کو دین کی باتیں سکھانا اور ان کو نفرت نہ دلانا اور میرا خیال ہے

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: تم دونوں اتفاق سے رہنا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پشت پھیری تو حضرت ابوموسیٰ واپس لوٹے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! علاقہ یمن میں شہد سے ایک شراب پکائی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ جم جاتی ہے اور مزر شراب جو سے بنائی جاتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شراب نماز سے بے ہوش کر دے وہ حرام ہے

۵۲۱۱۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي خَلَفٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: ادْعُوَا النَّاسَ، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَيَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، قَالَ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، أَفْتِنَا فِي شَرَابَيْنِ كُنَّا نَصْنَعُهُمَا بِالْيَمَنِ الْبِتْعُ وَهُوَ مِنَ الْعَسَلِ، يُنْبَذُ حَتَّى يَشْتَدَّ، وَالْمِزْرُ وَهُوَ مِنَ الذُّرَةِ وَالشَّعِيرِ، يُنْبَذُ حَتَّى يَشْتَدَّ، قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُعْطِيَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ بِخَوَاتِمِهِ، فَقَالَ: أَنْهَى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ أَسْكَرَ عَنِ الصَّلَاةِ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور حضرت معاذ کو علاقہ یمن کی طرف بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو اسلام کی طرف بلانا اور ان کو خوش رکھنا اور ان کو نفرت نہ دلانا اور آسانی کرنا اور مشقت میں نہ ڈالنا۔ حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں دو شرابوں کے بارے میں فتویٰ جاری فرمائیں جو ہم یمن میں بنایا کرتے تھے ایک شراب تبع ہے اور وہ شہد سے تیار کی جاتی ہے یہاں تک کہ اس میں جھاگ پیدا ہو جائے اور وہ گاڑھی ہو جائے اور ایک شراب مزر ہے جو مکئی اور جو کی پانی میں بھگو کر بنائی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ سخت ہو جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلم اپنے کمال کے ساتھ عطا فرمائے گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس نشہ والی چیز سے منع فرمایا کہ جو نماز سے غافل کر دے۔

۵۲۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنْ جَيْشَانَ، وَجَيْشَانُ مِنَ الْيَمَنِ، فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرَابٍ يَشْرَبُونَهُ بِأَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ، يُقَالُ لَهُ: الْمِزْرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَ مُسْكِرٌ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، إِنَّ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیستان سے ایک آدمی آیا اور جیستان یمن کا ایک شہر ہے اس آدمی نے نبی ﷺ سے اس شراب کے متعلق پوچھا جو ان علاقوں میں پی جاتی تھی اور وہ شراب جو سے تیار ہوتی تھی اس شراب کو مزر کہا جاتا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: وہ شراب نشہ والی ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نشہ والی چیز حرام ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا اس آدمی کے لیے وعدہ ہے جو آدمی نشہ والی چیز پیئے گا اسے اللہ تعالیٰ طینۃ الخبال پلائیں گے صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! طینۃ الخبال کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں کا پسینہ ہے یا تلچھٹ ہے۔

۵۲۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، وَأَبُو كَامِلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ، لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نشہ والی چیز حرام ہے اور جس آدمی نے دنیا میں شراب پی اور وہ اس حال میں مر گیا کہ وہ شراب میں مست تھا اور توبہ نہیں کی تو وہ آدمی آخرت میں شراب نہیں پیے گا۔

تشریح:

"یدمنھا" ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جو شخص شراب پیتا رہتا ہے اس کو "مدمن خمر" کہتے ہیں یہ ایسے شخص کے لیے گویا خاص صفت اور خصوصی تعارف ہے احادیث میں بار بار یہ لفظ باب افعال سے آیا ہے۔ "لم یشربھا" اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ اس شخص دنیا میں شراب پینے کو حلال سمجھتا تھا اور حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے اس لیے یہ شخص مرتد ہو کر دائمی دوزخی بن گیا تو دوزخ میں شراب کہاں؟ یا یہ کہ اول دہلہ میں اس کو شراب نہیں ملے گی لیکن سزا بھگتنے کے بعد جب جنت میں جائے گا تو پھر ان کو ملے گی۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کو جنت میں شراب طہور کی نعمت کی تمنا اور خواہش نہیں ہوگی تو نہیں پیئے گا اگلے باب میں اس قسم کی مزید احادیث مذکور ہیں۔

"طینة الخبال" خبال دوزخیوں کا خون اور پیپ ہے یا ان کے جسموں کا پسینہ ہے۔ طینہ کا مطلب اگر تلچھٹ لیا جائے تو مفہوم کا سمجھنا اور زیادہ آسان ہو جائے گا۔ یعنی خون اور پیپ کی تلچھٹ اس کو پلایا جائے گا۔

۵۲۱۴۔ وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، كِلَاهُمَا عَنْ رَوْحِ بْنِ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ

جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نشہ والی چیز خمر ہے اور ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

۵۲۱۵۔ وحَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مِسْمَارٍ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت موسیٰ بن عقبہ سے اس سند کے ساتھ گزشتہ حدیث کی طرح یہ حدیث مبارکہ بھی منقول ہے۔

۵۲۱۶۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، أَخْبَرَنَا نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں سیکھا سوائے نبی کریم ﷺ کے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نشہ والی چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔

بَابُ عُقُوبَةِ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ

قیامت میں شراب خور کی سزا کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۵۲۱۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں (شراب طہور) سے محروم کر دیا جائے گا۔

۵۲۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، فَلَمْ يَتُبْ مِنْهَا، حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ، فَلَمْ يُسْقَهَا، قِيلَ لِمَالِكٍ: رَفَعَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرمایا کہ جس آدمی نے دنیا میں شراب پی اور اس نے توبہ نہ کی تو وہ آدمی آخرت میں (شراب طہور) سے محروم کر دیا جائے گا اور وہ اسے نہیں پی سکے گا۔ امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت ابن عمر نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے تو امام مالک نے فرمایا: ہاں!

۵۲۱۹۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ، إِلَّا أَنْ يَتُوبَ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے دنیا میں شراب پی لی تو وہ آخرت میں (شراب طہور) نہیں پی سکے گا، سوائے اس کے کہ وہ توبہ کر لے۔

۵۲۲۰۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ الْمَخْزُومِيَّ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حضرت عبیداللہ کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث نقل فرمائی ہے۔

بَابُ إِبَاحَةِ النَّبِيذِ الَّذِي لَمْ يَشْتَدَّ وَلَمْ يَصِرْ مُسْكِرًا

اس نبیذ کی اباحت کا بیان جس میں نہ شدت آئی ہو اور نہ نشہ آور ہو

اس باب میں امام مسلم نے بارہ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۲۲۱۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ أَبِي عُمَرَ الْبَهْرَانِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْتَبَذُ لَهُ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَيَشْرَبُهُ إِذَا أَصْبَحَ يَوْمَهُ ذَلِكَ، وَاللَّيْلَةَ الَّتِي تَجِيءُ، وَالْغَدَ وَاللَّيْلَةَ الْأُخْرَى، وَالْغَدَ إِلَى الْعَصْرِ، فَإِنْ بَقِيَ شَيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمَ، أَوْ أَمَرَ بِهِ فَصُبَّ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے رات کے شروع میں نبیذ پانی میں بھگو دی جاتی تھی چنانچہ آپ ﷺ اس نبیذ کو اس دن صبح اور رات کو پی لیتے تھے پھر اگلے دن اور پھر تیسری رات کو اور پھر دن میں عصر تک اور اگر پھر بھی کچھ بچ جاتی اور اس میں نشہ کے آثار نہ ہوتے تو آپ ﷺ خادم کو پلا دیتے یا آپ

ﷺ اسے بہا دینے کا حکم فرماتے۔

تشریح:

"سقاہ الخادم" تین دن اور تین راتوں تک نبیذ رکھی جاتی تھی اور آنحضرت اس کو استعمال فرماتے تھے لیکن اس کے بعد آنحضرت استعمال نہیں کرتے تھے چونکہ اس نبیذ میں اب بھی سکر اور نشہ نہیں ہوتا تھا تو اس کو خادم لوگ استعمال کرتے تھے یہ مطلب نہیں کہ نشہ والی نبیذ خادم کے لیے حلال تھی بلکہ مطلب یہ ہے کہ آنحضرت احتیاط کے طور پر اس قسم نبیذ سے اجتناب فرماتے تھے تو اب یہ نبیذ خادم پی لیتے تھے کیونکہ اس میں نشہ نہیں ہوتا تھا ہاں کبھی اس قسم کی نبیذ میں نشہ کی معمولی آمیزش شروع ہو جاتی تھی پھر اس کو گرانا پڑتا تھا یہ مختلف احوال کے پیش نظر نبیذ کی حالت بدل جاتی تھی۔

سوال: یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ زیر بحث حضرت ابن عباس کی حدیث میں تین دن تک نبیذ رکھنے کا ذکر ہے اور آئندہ حضرت عائشہ کی روایت میں ایک دن تک نبیذ رکھنے کا ذکر ہے دونوں روایتوں میں تضاد ہے اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: اس فرق کا مدار زمانے کے احوال پر ہے اور موسم پر ہے جب موسم گرم ہوتا ہے تو نبیذ ایک دن سے زیادہ نہیں رکھی جاتی تھی کیونکہ گرمی کی وجہ سے اس میں سکر آتا تھا لیکن جب موسم ٹھنڈا ہوتا تھا تو نبیذ تین دن تک رکھی جاتی تھی خراب ہونے کا خطرہ نہیں تھا۔

٥٢٢٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَحْيَى الْبَهْرَانِيِّ، قَالَ: ذَكَرُوا النَّبِيذَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُنْتَبَذُ لَهُ فِي سِقَاءٍ قَالَ شُعْبَةُ: مِنْ لَيْلَةِ الِاثْنَيْنِ فَيَشْرَبُهُ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَالثُّلَاثَاءِ إِلَى الْعَصْرِ، فَإِنْ فَضَلَ مِنْهُ شَيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمَ، أَوْ صَبَّهُ

حضرت یحییٰ بہرانی ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت ابن عباس کے سامنے نبیذ کا ذکر کیا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبیذ تیار کیا جاتا تھا۔ حضرت شعبہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اس نبیذ کو سوموار (پیر) کی رات کو پیتے تھے پھر آپ ﷺ اس سوموار کے دن اور منگل کے دن عصر تک پیتے تھے پھر اگر اس میں سے کچھ بچ جاتا تو خادم کو پلا دیتے تھے یا پھر اسے بہا دیتے۔

٥٢٢٣۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ، وَأَبِي كُرَيْبٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْقَعُ لَهُ الزَّبِيبُ فَيَشْرَبُهُ الْيَوْمَ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ إِلَى

مَسَاءِ الثَّالِثَةِ، ثُمَّ يَأْمُرُ بِهِ فَيُسْقَى، أَوْ يُهَرَاقُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے کشمش پانی میں بھگوئی جاتی تھی۔ آپ ﷺ اسے اس دن پیتے تھے پھر اگلے دن اور پھر تیسرے دن شام تک آپ ﷺ اسے پیتے تھے پھر آپ ﷺ اسے پینے یا بہا دینے کا حکم فرما دیتے۔

٥٢٢٤ - وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْبَذُ لَهُ الزَّبِيبُ فِي السِّقَاءِ، فَيَشْرَبُهُ يَوْمَهُ، وَالْغَدَ، وَبَعْدَ الْغَدِ، فَإِذَا كَانَ مَسَاءُ الثَّالِثَةِ شَرِبَهُ وَسَقَاهُ، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ أَهْرَاقَهُ

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے کشمش مشکیزے میں بھگوئی جاتی تھی۔ آپ ﷺ اس دن پیتے پھر اگلے دن اور پھر اس کے بعد اس سے اگلے دن جب شام ہوتی تو آپ ﷺ اسے پیتے اور پلاتے اور اگر کچھ بچ جاتی تو اس کو بہا دیتے تھے۔

٥٢٢٥ - وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى أَبِي عُمَرَ النَّخَعِيِّ، قَالَ: سَأَلَ قَوْمٌ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ بَيْعِ الْخَمْرِ وَشِرَائِهَا وَالتِّجَارَةِ فِيهَا، فَقَالَ: أَمُسْلِمُونَ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ بَيْعُهَا، وَلَا شِرَاؤُهَا، وَلَا التِّجَارَةُ فِيهَا، قَالَ: فَسَأَلُوهُ عَنِ النَّبِيذِ، فَقَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، ثُمَّ رَجَعَ وَقَدْ نَبَذَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فِي حَنَاتِمَ وَنَقِيرٍ وَدُبَّاءٍ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُهْرِيقَ، ثُمَّ أَمَرَ بِسِقَاءٍ فَجُعِلَ فِيهِ زَبِيبٌ وَمَاءٌ، فَجُعِلَ مِنَ اللَّيْلِ فَأَصْبَحَ فَشَرِبَ مِنْهُ يَوْمَهُ ذَلِكَ وَلَيْلَتَهُ الْمُسْتَقْبَلَةَ، وَمِنَ الْغَدِ حَتَّى أَمْسَى، فَشَرِبَ وَسَقَى، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَمَرَ بِمَا بَقِيَ مِنْهُ فَأُهْرِيقَ

حضرت یحییٰ (ابو عمر) نخعی سے مروی ہے کہ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے شراب کی خرید و فروخت اور اس کی تجارت کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: کیا تم مسلمان ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! حضرت ابن عباس نے فرمایا: شراب کی نہ خرید و فروخت درست ہے اور نہ ہی اس کی تجارت جائز ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے پھر نبیذ کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں نکلے پھر جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کچھ لوگوں نے سبز گھڑوں،

لکڑی کے تھیلے اور کدو کے تو نبے میں نبیذ بنائی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم فرمایا کہ اسے بہادیا جائے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک مشکیزے میں نبیذ بنانے کے بارے میں فرمایا تو مشکیزے میں کشمش اور پانی ڈالا گیا اور رات بھر اسے بھگوئے رکھا پھر صبح کو آپ ﷺ نے پیا اور پلایا پھر (تیسرے دن) کی صبح کو اس میں سے جو نبیذ بچ گئی اسے بہادینے کا حکم فرمایا تو اسے بہادیا گیا۔

۵۲۲۶۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيَّ، حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ يَعْنِي ابْنَ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيَّ، قَالَ: لَقِيتُ عَائِشَةَ، فَسَأَلْتُهَا عَنِ النَّبِيذِ، فَدَعَتْ عَائِشَةُ جَارِيَةً حَبَشِيَّةً، فَقَالَتْ: سَلْ هَذِهِ، فَإِنَّهَا كَانَتْ تَنْبِذُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتِ الْحَبَشِيَّةُ: كُنْتُ أَنْبِذُ لَهُ فِي سِقَاءٍ مِنَ اللَّيْلِ وَأُوكِيهِ وَأُعَلِّقُهُ، فَإِذَا أَصْبَحَ شَرِبَ مِنْهُ

حضرت ثمامہ بن حزن قشیری فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے ملاقات کی اور ان سے نبیذ کے بارے میں پوچھا تو حضرت عائشہؓ نے حبشہ کی ایک باندی کو بلوایا اور فرمایا: اس باندی سے پوچھو کیونکہ یہ باندی رسول اللہ ﷺ کے لیے نبیذ بنایا کرتی تھی۔ تو حبشیہ کہنے لگی کہ میں آپ ﷺ کے لیے رات کو مشکیزہ میں نبیذ بھگوتی اور اس کا منہ باندھ کر اسے لٹکا دیا کرتی تھی تو جب صبح ہوتی تو آپ ﷺ اس میں سے پی لیتے تھے۔

تشریح:

"انبذ" واحد متکلم کا صیغہ ہے نبیذ بنانے کے معنی میں ہے "فی سقاء" "مشکیزہ کو کہتے ہیں جو چمڑے کا بنا ہوا ہوتا ہے" "او کیہ" یہ باب افعال سے متکلم کا صیغہ ہے تسمہ سے باندھنے کے معنی میں ہے۔

"واعلقہ" یہ باب تفعیل سے واحد متکلم کا صیغہ ہے لٹکانے کے معنی میں ہے عرب میں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ مشکیزہ کو لکڑیوں کے ٹکڑوں کے ساتھ باندھ کر لٹکاتے تھے تاکہ پانی خوب ٹھنڈا ہو جائے یہاں یہی بیان کیا جا رہا ہے "ولہ عزلاء" "مشکیزہ کا ایک بڑا دہانہ ہوتا ہے اور اس کے نیچے دو چھوٹے سوراخ ہوتے ہیں اسی کو عزلاء کہا گیا ہے یعنی اس کا ایک سوراخ اوپر کے حصہ میں ہوتا تھا اور ایک نیچے کے حصہ میں ہوتا تھا۔

۵۲۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِقَاءٍ يُوكَى أَعْلَاهُ وَلَهُ عَزْلَاءُ، نَنْبِذُهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عِشَاءً، وَنَنْبِذُهُ عِشَاءً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک مشکیزے میں نبیذ بناتے تھے اور اس مشکیزہ کے اوپر کے حصہ کو باندھ دیتے تھے اس مشکیزے میں سوراخ تھے۔ صبح کو ہم نبیذ بھگوتے تو شام کو آپ ﷺ پی لیتے اور شام کو نبیذ بھگوتے تو صبح کو آپ ﷺ نوش جان فرما لیتے تھے۔

۵۲۲۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: دَعَا أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُرْسِهِ، فَكَانَتِ امْرَأَتُهُ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوسُ، قَالَ سَهْلٌ: تَدْرُونَ مَا سَقَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَنْقَعَتْ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ، فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ،

حضرت سہل بن سعد ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے اپنی شادی میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی۔ حضرت ابو اسید کی بیوی ہی اس دن کام کر رہی تھی اور دلہن بھی وہی تھی۔ حضرت سہل کہنے لگے کہ تم جانتے ہو کہ اس نے رسول اللہ کو کیا پلایا تھا؟ رات کو اس نے ایک بڑے پیالہ میں کچھ کھجوریں بھگو دی تھیں تو جب آپ ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے وہی بھگوئی ہوئی کھجوریں آپ ﷺ کو پلا دیں۔

تشریح:

''فی عرسہ'' یعنی ابو اسید ساعدی کی دعوت ولیمہ میں آنحضرت وہاں تشریف لے گئے ''امرأتہ'' یعنی ان کی بیوی اگرچہ نو دلہن تھی لیکن سب کے لیے کھانے پکانے اور پانی پلانے کی خدمت اسی کے ذمہ تھی، شارحین لکھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ واقعہ حجاب کے نزول سے پہلے کا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ خدمت اپنے دائرہ پردہ میں ہو اور سامنے آنے کی ضرورت نہ ہو۔ ''انقعت'' یہ نقع سے ہے پانی میں کھجور ڈال کر بھگونے اور نبیذ بنانے کے معنی میں ہے ''اماثتہ'' ملنے اور نچوڑنے اور پگھلانے کے معنی میں ہے ''تخصہ'' یعنی اس خاص نبیذ کے ساتھ آنحضرت کو مختص کیا جاتا تھا کہ یہ صرف آپ کے لیے ہے یہ اگلی روایت کا لفظ ہے۔

۵۲۲۹۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلًا، يَقُولُ: أَتَى أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، وَلَمْ يَقُلْ: فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ،

حضرت سہل ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابو اسید ساعدی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی اور پھر مذکورہ بالا حدیث کی طرح حدیث ذکر کی لیکن اس روایت میں یہ ذکر نہیں کہ

جب آپ ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے آپ ﷺ کو نبیذ پلایا۔

٥٢٣٠۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي أَبَا غَسَّانَ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ وَقَالَ: فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ أَمَاثَتْهُ، فَسَقَتْهُ تَخُصُّهُ بِذَلِكَ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے یہی سابقہ حدیث منقول ہے اس روایت میں پتھر کے پیالے کا ذکر ہے (اور یہ بھی ہے) کہ جب رسول اللہ ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت سہل بن سعد نے بھگوئی ہوئی کھجوروں کو خاص طور پر صرف آپ ﷺ کو پلایا۔

جونیہ خاتون کا قصہ

٥٢٣١۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ ابْنُ سَهْلٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ مُطَرِّفٍ أَبُو غَسَّانَ، أَخْبَرَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِنَ الْعَرَبِ، فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ أَنْ يُرْسِلَ إِلَيْهَا، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا، فَقَدِمَتْ، فَنَزَلَتْ فِي أُجُمِ بَنِي سَاعِدَةَ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَاءَهَا فَدَخَلَ عَلَيْهَا، فَإِذَا امْرَأَةٌ مُنَكِّسَةٌ رَأْسَهَا، فَلَمَّا كَلَّمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ، قَالَ: قَدْ أَعَذْتُكِ مِنِّي، فَقَالُوا لَهَا: أَتَدْرِينَ مَنْ هَذَا؟ فَقَالَتْ: لَا، فَقَالُوا: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَكِ لِيَخْطُبَكِ، قَالَتْ: أَنَا كُنْتُ أَشْقَى مِنْ ذَلِكَ، قَالَ سَهْلٌ: فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ حَتَّى جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ، ثُمَّ قَالَ: اسْقِنَا لِسَهْلٍ، قَالَ: فَأَخْرَجْتُ لَهُمْ هَذَا الْقَدَحَ، فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ، قَالَ أَبُو حَازِمٍ: فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذَلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا فِيهِ، قَالَ: ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ بَعْدَ ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَوَهَبَهُ لَهُ، وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: اسْقِنَا يَا سَهْلُ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے عرب کی ایک عورت کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے ابو اسید کو حکم فرمایا کہ اس عورت کی طرف پیغام بھیجیں۔ حضرت ابو اسید نے اس عورت کی طرف پیغام بھیجا تو وہ عورت آگئی اور قبیلہ بنی ساعدہ کے قلعوں میں اتری تو رسول اللہ ﷺ نکلے یہاں تک کہ اس عورت کے پاس تشریف لے آئے جب آپ ﷺ اس عورت کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ سر جھکائے ہوئے ایک عورت ہے تو جب

رسول اللہ ﷺ نے اس سے بات کی تو وہ عورت کہنے لگی کہ میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اپنے آپ کو مجھ سے محفوظ کر لیا (وہاں موجود لوگوں نے) اس عورت سے کہا کہ کیا تو جانتی ہے کہ یہ کون ہے؟ وہ عورت کہنے لگی کہ میں نہیں جانتی تو لوگوں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ تھے تجھ سے پیغام کے لیے تیرے پاس تشریف لائے تھے تو وہ عورت کہنے لگی کہ میں تو پھر سب سے زیادہ بدقسمت ہوگئی۔ حضرت سہلؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دن پھر تشریف لائے اور بنی ساعدہ میں آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ بیٹھے پھر آپ ﷺ نے حضرت سہل سے فرمایا کہ ہمیں پلاؤ۔ حضرت سہل فرماتے ہیں کہ پھر میں نے آپ کے لیے یہ پیالہ نکالا اور اس میں سے آپ کو پلایا۔ حضرت ابوحازم کہتے ہیں کہ حضرت سہلؓ نے وہ پیالہ نکالا تو ہم نے بھی اس میں سے پیا پھر اس کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے حضرت سہل سے وہ پیالہ مانگا۔ حضرت سہل نے انہیں وہ پیالہ دیدیا۔ حضرت ابوبکر بن اسحٰق کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے سہل ہمیں پلا۔

تشریح:

''امرأة من العرب'' اس عورت کا نام امیمہ بنت نعمان بن شراحیل تھا یہ جونیہ کندیہ تھی ''فذکرت'' یعنی آنحضرت کے سامنے اس عورت کے جمال وکمال کا تذکرہ کیا گیا۔ اس کی تفصیل طبقات ابن سعد میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ نعمان بن جون کندی مسلمان ہوکر آنحضرت کے پاس مدینہ آگئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ! کیا میں عرب کی حسین ترین خاتون کا نکاح آپ کے ساتھ نہ کردوں؟ وہ اپنے چچازاد بھائی کے نکاح میں تھی اس کا انتقال ہوا یہ خاتون رہ گئی وہ آپ کے ساتھ نکاح کی رغبت رکھتی ہے آنحضرت نے فرمایا کہ ٹھیک ہے نکاح کرلو۔ نعمان بن شراحیل بن الجون نے کہا کہ آپ میرے ساتھ کسی کو بھیجدیں تاکہ وہ اس کو مدینہ لے آئے آنحضرت نے اس کام کے لیے ابواسید ساعدی کو روانہ کردیا، بقیہ قصہ اس حدیث میں مذکور ہے۔ ''فی اجم'' یہ لفظ مفرد ہے اس کی جمع آجام ہے بلند وبالا بلڈنگ کو کہتے ہیں مدینہ منورہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ مراد ہے جو بنوساعدہ کے علاقہ میں واقع تھا۔

''امرأة منکسة'' شرم کی وجہ سے یا رعب کی وجہ سے یا عقل میں فتور کی وجہ سے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا قبائل عرب میں یہ دستور شرم وحیاء کی وجہ سے رائج تھا بہرحال یہ وضاحت ہوگئی کہ اس نے آنحضرت کو پہچانا نہیں تھا۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت نے ان سے فرمایا ''هبی نفسک لی'' اپنے آپ کو میرے حوالہ کرکے ہبہ کردو اس نے جواب میں کہا ''وهل تهب الملكة للسوقة'' کیا ایک شہزادی مفت میں اپنے آپ کو کسی عام آدمی کے حوالہ کرسکتی ہے؟ آنحضرت نے ان کی طرف

ب ہاتھ بڑھادیا تو اس نے کہا ''اعوذ بـالـلـہ منک '' میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں، آنحضرت نے فرمایا تم نے بڑے پناہ گاہ کی پناہ مانگ لی ہے اب تم چلی جاؤ ابو اُسید سے آپ نے فرمایا کہ اس کو جوڑے جامے دیکر واپس اپنے خاندان میں بھیجدو۔

''فخطبک'' اس جملہ سے ایک بات یہ واضح ہوگئی کہ پہلے اس عورت کے ساتھ نکاح نہیں ہوا تھا پہلی دفعہ آنحضرت ان کے پاس پیغام نکاح کے لیے آئے تھے لہٰذا یہاں نکاح اور پھر طلاق دینے کی بات نہیں ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اس خاتون نے آنحضرت کو پہچانا نہیں تھا کچھ بدخواہ شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ اور حفصہ نے اس عورت سے کہا تھا کہ آنحضرت جب آجائیں تو تم ''اعوذ باللہ منک '' کہدو آنحضرت اس سے خوش ہوتے ہیں، بخاری ومسلم کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں تھی البتہ اس خاتون کے نکاح کے بارے میں روایات میں انتہائی تضاد اور تفاوت واضطراب ہے بخاری کی روایات میں نکاح ہونے کی تصریح ہے لیکن مسلم کی روایات میں صرف پیغام نکاح کی بات ہے مگر اتنی بات واضح ہے کہ اس عورت کی عقل میں کچھ فتور اور نقص تھا اسی بے عقلی کی وجہ سے اس نے اپنا رشتہ خراب کردیا بعد میں عمر بھر روتی رہی اور شاید غم کی وجہ سے مرگئی۔

''اسقنا سھل ''یعنی آنحضرت نے سہلؓ سے فرمایا کہ مجھے پانی پلادو اس روایت میں راوی سے تقدیم وتاخیر ہوگئی ہے نبیذ پلانے کی بات ابتدا میں ہوئی تھی ''استوھبہ ''یعنی اس پیالہ کو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بطور ھبہ حاصل کیا حضرت امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالہ میں پانی پیا ہے اس سے تبرک باشیاء الصالحین ثابت ہوتا ہے چنانچہ بخاری کے باب الاشربہ میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ''قـال الـحافظ وذکر القرطبی فی مختصر البخاری انہ رأی فی بعض النسخ القدیمۃ من صحیح البخاری قال ابو عبداللہ رأیت ھذا القدح بالبصرۃ وشربت منہ (منۃ المنعم)

۵۲۲۱۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِي هَذَا الشَّرَابَ كُلَّهُ: الْعَسَلَ وَالنَّبِيذَ، وَالْمَاءَ وَاللَّبَنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پیالے سے رسول اللہ ﷺ کو پینے کی تمام چیزیں یعنی شہد، نبیذ، پانی اور دودھ پلایا ہے۔

تشریح:

"العسل والنبیذ" یعنی حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالہ کے ساتھ آنحضرت کو پانی شہد دودھ اور نبیذ سب پلا دیئے ہیں نبیذ سے متعلق ان ابواب میں کثیر احادیث وارد ہیں کہ آنحضرت نے نبیذ کی اجازت دی ہے لیکن اگر معمولی نشہ کا خطرہ بھی ہو تو آپ نے اس کو گرانے کا حکم دیا ہے معلوم ہوا معمولی نشہ آور چیز بھی ناجائز ہے۔ ابوداؤد شریف میں حضرت ام سلمہ کی ایک حدیث ہے اس میں ہر نشہ آور چیز اور جسم کو سست بنانے والی چیز کو بھی آنحضرت نے منع فرمایا ہے چنانچہ اس حدیث کے الفاظ اور پھر اس کی تشریح میں یہاں لکھتا ہوں

وعن ام سلمة رضی الله عنها قالت نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن کل مسکر ومفتر (رواہ ابوداؤد)

"ومفتر" نہایہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ مفتر اس چیز کو کہتے ہیں جس کے پینے سے دماغ اور قلب پر گرمی چھا جائے اور اعضاء رئیسہ میں ضعف اور فتور آجائے۔

قاموس میں لکھا ہے "فتر جسمه فتوراً ای لانت مفاصله وضعف اه

یعنی جس چیز سے جسم اور جسم کے جوڑ کمزور اور سست پڑ جائے وہ مفتر ہے۔

اس تعریف کے پیش نظر مفتر میں نسوار سگریٹ تمباکو والا پان اور بھنگ اور افیون داخل ہیں جس کے استعمال سے انسان کا بدن سست اور کمزور بلکہ مدہوش ہوجاتا ہے عادی انسان تو شراب سے بھی مدہوش نہیں ہوتا لیکن غیر عادی انسان نسوار وغیرہ تمباکو سے مدہوش ہوجاتا ہے۔

نسوار سگریٹ اور تمباکو والی اشیاء کا حکم

صاحب درمختار اور صاحب تنویر الابصار کی تحقیق یہی ہے کہ یہ اشیاء مکروہ تحریمی ہی نہیں بلکہ حرام ہیں چنانچہ تنویر الابصار اور درمختار کی عبارت اس طرح ہے "ویحرم اکل البنج والحشیشة وهی ورق القنب والافیون لانه مفسد للعقل "" ویصد عن ذکر الله ونقل من الجامع وغیره ان من قال بحل البنج والحشیشة فهو زندیق مبتدع بل قال نجم الدین الزاهدی انه یکفر ویباح قتله (درمختار ج ١٠ ص ٣٦)

ترجمہ: بھنگ، تمباکو اور افیون کھانا حرام ہے کیونکہ یہ چیزیں عقل کو بگاڑتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روکتی ہیں اور جامع سے نقل کیا گیا ہے کہ جس نے بھنگ اور حشیش کو جائز کہا ہے وہ مبتدع اور زندیق ہے بلکہ نجم الدین زاہدی نے

کہا کہ وہ کافر ہو گیا اس کا قتل جائز ہے۔

ثم قال شیخنا النجم والتتن (التمباک) الذی حدث وکان حدوثہ بدمشق فی سنۃ خمس عشرۃ بعد الالف ۱۰۱۵ھ یدعی شاربہ انہ لا یسکر وان سلم لہ، فانہ مفتر وھو حرام لحدیث احمد عن ام سلمۃ قالت نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر وقال ولیس من الکبائر تناولہ المرۃ والمرتین ومع نھی ولی الامر عنہ حرم قطعاً علی ان استعمالہ ربما اضر بالبدن نعم الاصرار علیہ کبیرۃ کسائر الکبائر (درمختار ج ۱۰ ص: ۴۶)

ترجمہ: پھر ہمارے شیخ نجم الدین زاہدی نے کہا کہ تمباکو نام کی چیز جو دمشق میں ۱۰۱۵ھ میں ایجاد ہوئی اس کا استعمال کرنے والا اگر چہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس میں سکر نہیں یہ دعویٰ اگر مان بھی لیا جائے مگر یہ تمباکو اس وجہ سے بھی حرام ہے کہ یہ بدن میں سستی لاتا ہے مفتر ہے اور حضرت ام سلمہ کی روایت میں ہر مسکر اور ہر مفتر کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور جب کسی ملک کا سربراہ یا ولی الامر اس کو منع کر دے پھر تو یہ قطعی حرام ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ اس لیے بھی حرام ہے کہ یہ بدن اور صحت کے لیے مضر ہے اور اگر یہ صغیرہ گناہ بھی ہو پھر بھی اس پر اصرار کرنے سے گناہ کبیرہ بن جاتا ہے

صاحب درمختار کی عبارت سے ان اشیاء کی حرمت یا مکروہ تحریمی ہونا واضح ہو جاتا ہے سعودی عرب کے علماء کا فتویٰ بھی اسی طرح ہے علماء احناف کے سرخیل علامہ ابن عابدین شامیؒ نے درمختار کی بعض عبارات کی خوب تائید کی ہے اور بعض کو رد فرمایا ہے اور خود ان کا رجحان اس طرف ہے کہ تمباکو کا استعمال مکروہ تنزیہی ہے لیکن آپ نے خارجی مفاسد کی وجہ سے ان اشیاء کو حرام بھی لکھا ہے چنانچہ آپ نے تفصیل سے لکھا ہے کہ بعض علماء ان اشیاء کی حرمت کے قائل ہیں اور بعض مباح یا مکروہ تنزیہی کہتے ہیں آپ نے چلم اور سگریٹ کے بارے میں شرح وہبانیہ سے یہ شعر بھی نقل کیا ہے۔

ویمنع من بیع الدخان وشربہ　　وشاربہ فی الصوم لا شک یفطر

ترجمہ: اور سگریٹ نوشی اور اس کی خرید و فروخت سے روکا جائے گا اور اگر کسی نے روزہ کی حالت میں سگریٹ پی لیا تو یقیناً روزہ ٹوٹ جائے گا۔

علامہ ان اشیاء کو خارجی مفاسد کے شامل ہونے سے حرام قرار دیتے ہیں فرماتے ہیں۔

واما ما ینضم الیھا من المحرمات فلا شبھۃ فی تحریمہ (شامی ج ۱۰ صف ۵۰)

درمختار میں بھنگ سے متعلق دو شعر اس طرح ہیں۔

وافتوا بتحریم الحشیش وحرقه   وتطلیق محتش لزجر وقرروا
لبائعه التادیب والفسق اثبتوا   وزندقة لسلمستحل وحرروا

یعنی علماء نے حشیش و بھنگ کے استعمال اور جلا کر پینے کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے اور بطور زجر حشیش سے مدہوش آدمی کی طلاق واقع ہونے کا حکم دیا ہے اور انہوں نے حشیش بیچنے والے کی سزا اور فسق و تادیب کا حکم دیا ہے اور اس کو حلال سمجھنے والے کو زندیق کہا ہے۔

بہر حال حل و حرمت کا مسئلہ ہے جس میں حرمت کو ترجیح دی جاتی ہے میں نے صرف چند باتیں نقل کی ہیں تاکہ علماء اور عوام کے سامنے یہ بات آجائے کہ تمباکو کا معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں "ولا یبعد ان یستدل علی تحریم البنج والشعثاء ونحوهما مما یفتر ویزیل العقل لان العلة وهی ازالة العقل مطردة فیها" (ج ۷ ص ۱۷۴)

ترجمہ: یہ بات بعید نہیں ہے کہ بھنگ اور افیون وغیرہ کے حرام ہونے پر "ومفتر" سے استدلال کیا جائے کیونکہ شراب کی طرح اس سے بھی جسم سست ہو جاتا ہے اور عقل زائل ہو جاتی ہے اور عقل کا زائل ہونا دونوں میں مشترک علت ہے۔

بَابُ جَوَازِ شُرْبِ اللَّبَنِ

دودھ پینا جائز اور ثابت ہے

اس باب میں امام مسلمؒ نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۵۲۳۳ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: لَمَّا خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ مَرَرْنَا بِرَاعٍ، وَقَدْ عَطِشَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَحَلَبْتُ لَهُ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی طرف نکلے تو ہمارا ایک چرواہے کے پاس سے گزر ہوا اور رسول اللہ ﷺ کو پیاس لگی ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے لیے تھوڑا سا دودھ دوہا اور آپ

ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے پیا یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا۔

۵۲۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، يَقُولُ: لَمَّا أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَأَتْبَعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ، قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاخَتْ فَرَسُهُ، فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ لِي وَلَا أَضُرُّكَ، قَالَ: فَدَعَا اللَّهَ، قَالَ: فَعَطِشَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرُّوا بِرَاعِي غَنَمٍ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: فَأَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيهِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ

حضرت براء رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو سراقہ بن مالک بن جعشم آپ ﷺ کا تعاقب کرنے لگا۔ حضرت براء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بددعا فرمائی تو اس کا گھوڑا دھنس گیا۔ سراقہ نے عرض کیا: آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ سے دعا کی (تو اسے نجات مل گئی) راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ کو پیاس لگی اور بکریوں کے ایک چرواہے کے پاس سے گزر ہوا۔ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک پیالہ لیا اور اس میں رسول اللہ ﷺ کے لیے دودھ دوھا اور وہ دودھ لے کر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے دودھ پیا یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا۔

تشریح:

"سراقہ بن مالک" یہ ایک قبائلی سردار تھا انعام کی لالچ میں آنحضرت کا تعاقب کیا گھوڑا بار بار گرا تو یہ تائب ہو گیا تو صبح میں یہ آنحضرت کا دشمن تھا شام کے وقت یہ محافظ بنا تاریخ میں تفصیل ہے۔

"فساخت" "نصر ینصر سے ہے زمین میں پاؤں کے دھنسنے کو کہتے ہیں" ای دخلت یداھا فی الأرض مع انھا اض جلدۃ"

"کثبۃ" "شیء قلیل پر کثب کا اطلاق ہوتا ہے عرب کے عام دستور کے مطابق بکری کے ریوڑ میں سے کسی ایک کا دودھ نکالنا منع نہیں تھا بلکہ عرفاً اس کی اجازت تھی اسی لیے صدیق نے پوچھے بغیر دودھ نکالا۔

"رضیت" "اس سے صدیق کی عظیم محبت کا پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت کی ضرورت پوری ہونے پر اتنے خوش ہوتے تھے شیعہ

روافض پر اللہ تعالیٰ کی کروڑہا لعنتیں ہوں۔ اس حدیث میں تقدیم وتاخیر ہے دودھ کا واقعہ غار ثور کا ہے اور سراقہ کا قصہ بعد کا ہے۔

٥٢٣٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ عَبَّادٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ، لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ معراج کی رات بیت المقدس میں نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شراب اور ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ آپ ﷺ نے دونوں پیالوں کی طرف دیکھا اور پھر دودھ کا پیالہ لیا۔ حضرت جبرئیل نے آپ سے کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں کہ جس نے آپ کو فطرت کی ہدایت عطا فرمائی۔ اگر آپ شراب کا پیالہ لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

٥٢٣٦۔ وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ بِإِيلِيَاءَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (کی خدمت میں) لائے گئے پھر مذکورہ حدیث کی طرح حدیث بیان کی اور اس روایت میں بیت المقدس کا ذکر نہیں ہے۔

بَابٌ فِي شُرْبِ النَّبِيذِ وَتَخْمِيرِ الْإِنَاءِ

برتن ڈھانکنے اور نبیذ پینے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٥٢٣٧۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي عَاصِمٍ، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيعِ لَيْسَ مُخَمَّرًا، فَقَالَ: أَلَّا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ عُودًا، قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: إِنَّمَا أُمِرَ بِالْأَسْقِيَةِ أَنْ تُوكَأَ لَيْلًا، وَبِالْأَبْوَابِ أَنْ تُغْلَقَ لَيْلًا،

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں نقیع کے مقام سے ایک (شخص) دودھ کا پیالہ لے کر آیا۔ (وہ پیالہ) ڈھکا ہوا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس پیالہ کو ڈھانکا کیوں نہیں؟ اگرچہ لکڑی کی ایک آڑی سے اس کو ڈھک دیتے۔ حضرت ابوحمید ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے رات کو مشکیزوں کے منہ باندھنے کا اور رات کو دروازوں کو بند رکھنے کا حکم فرمایا۔

تشریح:

"من النقیع" مدینہ منورہ میں وادی عقیق کے پاس ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے "مخمرا" یعنی برتن ڈھکا ہوا نہیں تھا "الا خمرتہ" یعنی تم نے اس کو ڈھانپا کیوں نہیں؟ "تعرض" برتن پر چوڑائی میں لکڑی وغیرہ رکھنے کو کہتے ہیں تاکہ ڈھک جائے یعنی اگر پورا ڈھکنا نہیں تھا تو کم از کم ایک تنکا رکھ دیتے۔ "توکا" یہ ایکاء سے ہے مشکیزہ کو تسمہ سے باندھنے کے معنی میں ہے الوکاء تسمہ کو کہتے ہیں عام دھاگہ مراد ہے۔

٥٢٢٨۔ وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، وَزَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِ لَبَنٍ بِمِثْلِهِ، قَالَ: وَلَمْ يَذْكُرْ زَكَرِيَّا قَوْلَ أَبِي حُمَيْدٍ بِاللَّيْلِ

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ لائے اور پھر سابقہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی اور اس میں رات کا ذکر نہیں ہے۔

٥٢٢٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَسْقَى، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَلَا نَسْقِيكَ نَبِيذًا؟ فَقَالَ: بَلَى، قَالَ: فَخَرَجَ الرَّجُلُ يَسْعَى، فَجَاءَ بِقَدَحٍ فِيهِ نَبِيذٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَّا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ عُودًا، قَالَ: فَشَرِبَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا تو ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ ﷺ کو نبیذ نہ پلائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (کیوں نہیں) تو وہ آدمی دوڑتا ہوا نکلا اور ایک پیالہ لے کر آیا کہ جس میں نبیذ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم

نے اسے ڈھانکا کیوں نہیں اگر چہ ایک لکڑی ہی اس پر رکھ دی جاتی۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے دو نبیذ پی لی۔

٥٢٤٠۔ وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، وَأَبِي صَالِحٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُو حُمَيْدٍ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيعِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا خَمَّرْتَهُ، وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ عُودًا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جسے ابوحمید کہا جاتا ہے وہ نقیع کے مقام سے دودھ کا ایک پیالہ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ابوحمید سے فرمایا کہ تم نے اسے ڈھکا کیوں نہیں۔ کم از کم اس کے عرض پر ایک لکڑی ہی رکھ دی جاتی۔

بَابُ الْأَمْرِ بِتَغْطِيَةِ الْإِنَاءِ وَإِيكَاءِ السِّقَاءِ، وَإِغْلَاقِ الْأَبْوَابِ

برتنوں کے ڈھانکنے مشکیزوں کے باندھنے اور دروازوں کے بند کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تیرہ احادیث کو بیان کیا ہے

٥٢٤١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: غَطُّوا الْإِنَاءَ، وَأَوْكُوا السِّقَاءَ، وَأَغْلِقُوا الْبَابَ، وَأَطْفِئُوا السِّرَاجَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سِقَاءً، وَلَا يَفْتَحُ بَابًا، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا أَنْ يَعْرُضَ عَلَى إِنَائِهِ عُودًا، وَيَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ، فَلْيَفْعَلْ، فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ، وَلَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ وَأَغْلِقُوا الْبَابَ،

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور مشکیزوں کے منہ باندھ دیا کرو اور دروازہ بند کرلیا کرو اور چراغ بجھا دیا کرو کیونکہ شیطان (باندھے ہوئے) مشکیزوں کو نہیں کھولتا اور (بند) دروازہ کو بھی نہیں کھولتا اور ڈھکے ہوئے برتن کا ڈھکن بھی نہیں اتارتا اور اگر تم میں سے کسی کو ڈھکنے کے لیے کچھ نہ ملے تو صرف برتن پر اس کے عرض پر ایک لکڑی ہی رکھ دی جائے اور اللہ تعالیٰ کا نام بھی لے لے (بسم اللہ) تو ایسے ہی کرنا چاہیے کیونکہ چوہا لوگوں کے گھر جلا دیتا ہے۔ حضرت قتیبہ نے اپنی روایت کردہ حدیث میں واغلقوا الباب یعنی دروازہ بند کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

تشریح:

"غطوا" یہ ڈھانکنے کے معنی میں ہے "اوکوا" یہ ایکاء سے ہے تسمہ سے مشکیزہ کو باندھنے کے معنی میں ہے "اطفؤا" یہ اطفاء سے ہے آگ بجھانے کے معنی میں ہے "الفویسقة" یہ فاسقہ کی تصغیر ہے چوہا مراد ہے یہاں فسق شرارت کے معنی میں ہے یعنی شرارتی چوہا۔ "تضرم" یہ اضرام سے ہے لکڑیوں میں آگ بھڑکانے کو کہتے ہیں یعنی چوہا چراغ اور فلیتہ کو کھینچ کر لکڑی کے گودام میں پھینک کر آگ بھڑکا دیتا ہے "فحمة العشاء" عشاء کا ابتدائی اندھیرا مراد ہے یعنی اندھیرا جب پھیلنے لگتا ہے تو بچوں کو جنات کی شرارت سے بچاؤ۔

اگلی روایت میں جنح اللیل کے لفظ سے بھی یہی مراد ہے آیندہ حدیث میں کانون اول کا لفظ ہے یہ دسمبر کے مہینہ کو کہتے ہیں راوی نے اپنے اندازہ سے ایسا کہا ہے یہ حدیث کا کوئی یقینی حکم نہیں ہے مشرق وسطی مصر وشام عراق وایران میں یہ مہینے استعمال ہوتے ہیں یہ انگریزی مہینے ہی ہیں صرف نام کا فرق ہے چنانچہ اس کی ترتیب اس طرح ہے۔

کانون الثانی..شباط....آذار...نیسان...ایار...حزیران...تموز...آب...ایلول...تشرین الاول...تشرین الثانی...کانون الاول

جنوری.....فروری.....مارچ...اپریل...مئی...جون...جولائی...اگست...ستمبر.......اکتوبر............نومبر............دسمبر

بہرحال بسم اللہ پڑھ کر ان چیزوں کو جب ڈھانپ لیا جائے تو یہ چیزیں محفوظ ہو جاتی ہیں۔

۵۲۴۲۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّهُ، قَالَ: وَأَكْفِئُوا الْإِنَاءَ، أَوْ خَمِّرُوا الْإِنَاءَ، وَلَمْ يَذْكُرْ: تَعْرِيضَ الْعُودِ عَلَى الْإِنَاءِ،

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث سابقہ روایت کی طرح روایت کی ہے، سوائے اس کے کہ اس روایت میں واکفؤا الاناء او خمروا الاناء (برتنوں کو ڈھانک دیا کرو) کے الفاظ ہیں اور اس میں برتنوں پر لکڑی کے رکھنے کا ذکر نہیں ہے۔

۵۲۴۳۔ وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَغْلِقُوا الْبَابَ، فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: وَخَمِّرُوا الْآنِيَةَ، وَقَالَ: تُضْرِمُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ ثِيَابَهُمْ،

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے دروازہ کو بند کرو اور پھر حضرت لیث کی روایت کردہ حدیث نقل کی سوائے اس کے کہ اس میں خمروا الاناء (برتن کو ڈھانکو) کا ذکر ہے اور راوی حدیث نے یہ بھی کہا ہے کہ اس روایت میں یہ ہے کہ چوہا گھر والوں کے کپڑوں کو جلا دیتا ہے۔

٥٢٤٤۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ، وَقَالَ: وَالْفُوَيْسِقَةُ تُضْرِمُ الْبَيْتَ عَلَى أَهْلِهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں اور اس حدیث میں ہے کہ چوہا گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔

٥٢٤٥۔ وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوهُمْ، وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَأَوْكُوا قِرَبَكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، وَخَمِّرُوا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوا عَلَيْهَا شَيْئًا، وَأَطْفِئُوا مَصَابِيحَكُمْ،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب رات کا اندھیرا یا شام ہو جائے تو تم اپنے بچوں کو گھر سے نکلنے نہ دیا کرو کیونکہ شیطان اس وقت پھیلتے ہیں پھر جب رات کی ایک گھڑی (حصہ) گزر جائے تو پھر انہیں چھوڑ سکتے ہو اور دروازوں کو بند کر لیا کرو اور اللہ کا نام لیا کرو کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا اور مشکیزوں کے منہ اللہ کا نام لے کر باندھ دیا کرو اور اللہ کا نام لے کر اپنے برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اگر چہ ان پر کسی چیز کی آڑ ہی رکھ دو اور تم اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔

٥٢٤٦۔ وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ نَحْوًا مِمَّا أَخْبَرَ عَطَاءٌ، إِلَّا أَنَّهُ لَا يَقُولُ: اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں اور پھر مذکورہ بالا حدیث نقل کی گئی اور اس حدیث میں اذکروا اسم اللہ عز وجل یعنی: تم اللہ کا نام لے لیا کرو کے الفاظ مذکور نہیں۔

٥٢٤٧۔ وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ

عَطَاءٍ، وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، كَرِوَايَةِ رَوْحٍ

حضرت ابن جریج نے اس حدیث مبارکہ عطا اور عمرو بن دینار سے حضرت روح کی روایت کردہ حدیث کی طرح نقل کیا ہے۔

٥٢٤٨۔ وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُرْسِلُوا فَوَاشِيَكُمْ وَصِبْيَانَكُمْ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْبَعِثُ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ،

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب سورج غروب ہو جائے تو تم اپنے جانوروں اور بچوں کو نہ چھوڑ دیہاں تک کہ شام کا اندھیرا جاتا رہے کیونکہ شیاطین سورج کے غروب ہوتے ہیں چھوڑ دیئے جاتے ہیں، یہاں تک کہ شام کا اندھیرا اور سیاہی ختم ہو جائے۔

٥٢٤٩۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ زُهَيْرٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے حضرت زہیر کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث نقل کرتے ہیں۔

٥٢٥٠۔ وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: غَطُّوا الْإِنَاءَ، وَأَوْكُوا السِّقَاءَ، فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيهَا وَبَاءٌ، لَا يَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ، أَوْ سِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ، إِلَّا نَزَلَ فِيهِ مِنْ ذَلِكَ الْوَبَاءِ،

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ تم اپنے برتنوں کو ڈھانک کے رکھو اور مشکیزوں کا منہ بند کردو کیونکہ سال میں ایک ایسی رات ہوتی ہے کہ جس میں وباء نازل ہوتی ہے اور پھر وہ وبا جو برتن یا مشکیزہ کھلا ہوا اس میں داخل ہو جاتی ہے۔

٥٢٥١۔ وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَإِنَّ فِي السَّنَةِ يَوْمًا يَنْزِلُ فِيهِ وَبَاءٌ، وَزَادَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ: قَالَ اللَّيْثُ: فَالْأَعَاجِمُ عِنْدَنَا يَتَّقُونَ ذَلِكَ فِي كَانُونَ الْأَوَّلِ

حضرت لیث بن سعد رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے۔ سوائے اس کے کہ اس حدیث میں یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا: سال میں ایک ایسا دن آتا ہے کہ جس میں وباء نازل ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہماری طرف کے عجمی لوگ کانون الاول میں اس سے بچتے ہیں۔

٥٢٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے گھروں میں آگ نہ چھوڑا کرو، جس وقت کہ تم سو جاؤ۔

٥٢٥٣- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَأَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي عَامِرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ عَلَى أَهْلِهِ بِالْمَدِينَةِ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَأْنِهِمْ، قَالَ: إِنَّ هَذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رات کو مدینہ منورہ کے ایک گھر میں اس گھر والے جل گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ آگ تمہاری دشمن ہے تو جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔

یہاں تک میری کشی

بَابُ آدَابِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ

کھانے پینے کے آداب کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پندرہ احادیث کو بیان کیا ہے

٥٢٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ

نَضَعُ أَيْدِيَنَا حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعَ يَدَهُ، وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا، فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّهَا تُدْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهَا، ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ فَأَخَذَ بِيَدِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهَذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَجَاءَ بِهَذَا الْأَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ يَدَهُ فِي يَدِي مَعَ يَدِهَا،

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم نبی ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے تو ہم اپنے ہاتھوں کو (کھانے میں) اس وقت تک نہیں ڈالتے تھے جب تک کہ رسول اللہ ﷺ شروع نہ فرماتے اور اپنا ہاتھ مبارک (کھانے میں) نہ ڈالتے (حضرت حذیفہ فرماتے ہیں) کہ ایک مرتبہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھانے میں موجود تھے کہ اچانک ایک لڑکی (دوڑتی ہوئی) آئی۔ گویا کہ اسے کوئی ہانک رہا ہے۔ وہ اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک دیہاتی آدمی دوڑتا ہوا آیا (وہ بھی اسی طرح کرنے لگا) تو رسول اللہ ﷺ نے اس دیہاتی کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان اپنے لیے ایسے کھانے کو حلال کر لیتا ہے کہ جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔ چنانچہ شیطان اس لڑکی کو لایا تا کہ وہ اپنے لیے کھانا حلال کرے تو میں نے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ لیا پھر وہ شیطان اس دیہاتی آدمی کو لایا تا کہ وہ اس کے ذریعے سے اپنا کھانا حلال کر لے تو میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا (پھر آپ ﷺ نے فرمایا) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے کہ شیطان کا ہاتھ اس لڑکی کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔

٥٢٥٥۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ الْأَرْحَبِيِّ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، قَالَ: كُنَّا إِذَا دُعِينَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى طَعَامٍ، فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ، وَقَالَ: كَأَنَّمَا يُطْرَدُ، وَفِي الْجَارِيَةِ كَأَنَّمَا تُطْرَدُ، وَقَدَّمَ مَجِيءَ الْأَعْرَابِيِّ فِي حَدِيثِهِ قَبْلَ مَجِيءِ الْجَارِيَةِ، وَزَادَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ: ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ وَأَكَلَ،

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی کھانے کی دعوت میں جاتے تھے۔ پھر آگے ابو معاویہ کی طرح حدیث ذکر کی اور اس حدیث میں لڑکی کے آنے سے پہلے دیہاتی آدمی کے آنے کا ذکر ہے اور حدیث کے آخر میں یہ زائد ہے کہ پھر اللہ کا نام لیا اور کھایا۔

٥٢٥٦ـ وحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَدَّمَ مَجِيءَ الْجَارِيَةِ قَبْلَ مَجِيءِ الْأَعْرَابِيِّ

حضرت اعمش سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے اور اس حدیث میں لڑکی کے آنے کو دیہاتی آدمی کے آنے سے پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

٥٢٥٧ـ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ، حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي أَبَا عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ، فَذَكَرَ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ، وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ، فَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ، وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب آدمی اپنے گھر داخل ہوتا ہے تو بس وہ اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھانے کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ آج تمہارے لیے اس گھر میں رات گزارنے کی جگہ نہ ملی اور نہ کھانا ملا اور جب گھر داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا تو شیطان کہتا ہے کہ رات گزارنے کی جگہ مل گئی اور جب کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے کہ رات گزارنے کی جگہ اور شام کا کھانا مل گیا۔

٥٢٥٨ـ وحَدَّثَنِيهِ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَاصِمٍ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَإِنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عِنْدَ طَعَامِهِ، وَإِنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عِنْدَ دُخُولِهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ ابو عاصم کی روایت کردہ حدیث کی طرح آپ فرماتے ہیں اور اس حدیث میں یہ ہے کہ اگر وہ کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا اور (اپنے گھر میں) داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا۔

٥٢٥٩ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا تَأْكُلُوا بِالشِّمَالِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِالشِّمَالِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ کیونکہ شیطان

بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔

۵۲۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی کھانا کھائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب (کوئی چیز) پیئے تو اپنے دائیں ہاتھ سے پیئے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

۵۲۶۱۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِإِسْنَادِ سُفْيَانَ

حضرت زہری سے سفیان کی سندوں کے ساتھ سابقہ حدیث ہی کی طرح حدیث منقول ہے۔

۵۲۶۲۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ، قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ حَرْمَلَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، حَدَّثَهُ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِهَا، قَالَ: وَكَانَ نَافِعٌ يَزِيدُ فِيهَا: وَلَا يَأْخُذُ بِهَا، وَلَا يُعْطِي بِهَا، وَفِي رِوَايَةِ أَبِي الطَّاهِرِ: لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ

حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ ہی ہرگز اپنے بائیں ہاتھ سے (کوئی چیز) پیئے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے اور نافع کی روایت کردہ حدیث میں یہ زائد ہے کہ کوئی آدمی بائیں ہاتھ سے کوئی چیز نہ پکڑے اور نہ ہی بائیں ہاتھ سے کوئی چیز دے اور ابوطاہر کی روایت کردہ حدیث میں بجائے احد منکم کے احدکم ہے۔

۵۲۶۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ

سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، أَنَّ أَبَاهُ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ، فَقَالَ: كُلْ بِيَمِينِكَ، قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ: لَا اسْتَطَعْتَ، مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ، قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ.

حضرت ایاس بن سلمہ بن اکوع بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے ان سے بیان کیا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس (بیٹھ کر) اپنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ سے کھا تو وہ آدمی کہنے لگا کہ میں ایسا نہیں کرسکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (اللہ کرے) تو اسے اٹھا ہی نہ سکے۔ اس آدمی کو سوائے تکبر اور غرور کے اور کسی چیز نے اس طرح کرنے سے نہیں روکا۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ (اس کے بعد) وہ آدمی اپنے ہاتھ کو اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا۔

تشریح:

"لا استطعت" یعنی خدا کرے تو اپنے ہاتھ اٹھا نہ سکے چونکہ بطور تکبر اس نے یہ کلام کیا تھا اس لیے آنحضرت کی بددعا لگ گئی تا مرتے دم تک وہ اپنے ہاتھ منہ تک اٹھا نہ سکا اس شخص کا نام بسر بن راعی تھا قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ یہ کلام اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شخص منافق تھا لیکن علامہ نووی فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض کی بات صحیح نہیں ہے کیونکہ ابن ماکولا اور ابن مندہ اور ابو نعیم وغیرہم نے ان کو مشہور صحابی قرار دیا ہے علامہ نووی فرماتے ہیں کہ صرف متکبر ہونا منافق ہونے یا کافر ہونے کی دلیل نہیں ہے زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ یہ ایک گناہ ہے۔

٥٢٦٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، سَمِعَهُ مِنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: كُنْتُ فِي حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي: يَا غُلَامُ، سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ

حضرت وہب بن کیسان سے مروی ہے، انہوں نے حضرت عمرو بن سلمہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے زیر تربیت تھا اور میرا ہاتھ پیالے میں سب طرف گھوم رہا تھا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! اللہ کا نام لے اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے سامنے سے کھا۔

تشریح:

"فی حجر" گود اور پرورش کے معنی میں ہے عمرو بن سلمہ ام سلمہ کے سابق شوہر کا بیٹا ہے ام سلمہ جب آنحضرت کے عقد نکاح

میں آئیں تو عمرو بن سلمہ ان کے ساتھ آنحضرت کی تربیت میں آ گیا اسی کی طرف "فی حجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" سے اشارہ کیا گیا ہے۔ "تطیش" یعنی ہاتھ ادھر ادھر رکابی میں گھوم رہا تھا کبھی ادھر سے کھایا کبھی اُدھر سے کھایا جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین آداب سکھائے اول یہ کہ بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کرو، دوم یہ کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ، سوم یہ کہ اپنے پاس سے کھاؤ یہاں تین آداب کا بیان ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ سارے آداب یہی ہیں کوئی حصر نہیں ہے۔

"بیمینہ" شریعت نے انسان کی ہر جگہ رہنمائی فرمائی ہے لہٰذا شریعت کا حکم ہے کہ کھانا دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور پاخانہ ٹٹی بائیں ہاتھ سے صاف کرو، اب اگر کوئی شخص اس کا الٹا چلتا ہے اور بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے تو شریعت کی نافرمانی کے ساتھ ساتھ اس کا کھانا بھی بدمزہ ہو جائے گا کیونکہ جب اس کو یاد آ جائے گا کہ ابھی ابھی بائیں ہاتھ سے ٹٹی صاف کیا ہے اور ابھی وہی ہاتھ منہ میں رکھا ہوا چاٹ رہا ہے تو اس کو گھن آئے گی کھانا بدمزہ ہو جائے گا۔

اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے ہیں یہ درحقیقت شیطان بن چکے ہیں اگرچہ شکل آدمی کی ہے شیطان انسان کا دشمن ہے مگر نظر نہیں آتا ہے ہاں اس کا کام اور کردار نظر آتا ہے تو جو شخص شیطان کا کردار اپناتا ہے تو خوب سمجھ لو کہ وہ شیطان کا دوست اور خود پکا شیطان ہے۔ اس باب کی حدیث ۵۲۵۷ کی تشریح کا حاصل یہ ہے کہ گھر میں آتے وقت اور پھر کھانا کھاتے وقت جب آدمی بسم اللہ کہتا ہے تو شیطانوں کی جماعت کا امیر ان سے کہتا ہے کہ یہاں نہ کھانا ہے نہ رات گزارنے کی گنجائش ہے اور اگر کوئی شخص گھر میں آتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا تو یہی شیطان کہتا ہے لو بھائیو! رات گزارنے کا موقع مل گیا اور جب کھانے کے وقت آدمی بسم اللہ نہیں پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے خوش ہو جاؤ بھائیو کھانا اور رات گزارنا دونوں مل گئے۔ علماء نے لکھا ہے کہ پھر ابلیس اس شخص کے ساتھ جماع میں بھی شریک ہو جاتا ہے آج کے دور میں بوجہ جہالت یہ وباء عام ہے ماڈرن طبقہ بسم اللہ سے دور ہے تو شیطان سے قریب ہے۔

۵۲۶۵۔ وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّهُ قَالَ: أَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلْتُ آخُذُ مِنْ لَحْمٍ حَوْلَ الصَّحْفَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلْ مِمَّا يَلِيكَ

حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا تو میں نے پیالے کے اردگرد (یعنی سب طرف سے) گوشت لینا شروع کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے قریب سے کھاؤ۔

٥٢٦٦۔ وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مشکیزوں کو منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

٥٢٦٧۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ أَفْوَاهِهَا،

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزوں کو الٹ کر ان کے منہ سے منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔

٥٢٦٨۔ وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: وَاخْتِنَاثُهَا: أَنْ يُقْلَبَ رَأْسُهَا ثُمَّ يُشْرَبَ مِنْهُ

حضرت زہری سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت منقول ہے اور اس حدیث میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کا اختناث یہ ہے کہ مشکیزوں کے منہ کو الٹایا جائے پھر اس سے پیا جائے۔ (پھر آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا)۔

تشریح:

"اختناث" یہ خنث سے ہے اصل میں تکسر اور ٹوٹنے کے معنی میں ہے خنثی بھی اس شخص کو کہتے ہیں جس کے اعضاء اور حرکات وسکنات عورتوں کے مشابہ ہوں یہاں اختناث کا معنی مشکیزہ کے منہ کو موڑنے اور اپنے منہ کے ساتھ لگا کر پانی پینے کے معنی میں ہے خود حدیث کا آخری کلمہ اس لفظ کی تفسیر واقع ہے صحیح مسلم کی ایک اور حدیث کی تشریح اس طرح ہے۔

"من فی السقاء" فی لفظ مشدد ہے اصل میں فوہ سے ہے جو فم کے معنی میں ہے ای من فم القربۃ مشکیزہ کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے کو اس لیے منع کیا گیا ہے کہ ممکن ہے کہ مشکیزہ کے منہ میں کوئی کچرہ ہو یا موذی جانور کیڑا مکوڑا چھپا پڑا ہو، یا اندر پانی

میں کوئی لال بیگ یا گندگی ہو اور اس طرح اندھا دھند پینے سے وہ منہ میں چلا جائے نیز پانی کو مشکیزہ کے اندھیرے سے پیٹ کے اندھیرے میں ایک دم انڈیلنے سے معدہ کی خرابی کا خطرہ بھی ہے۔ نیز اس طرح انڈیلنے سے پانی کے ساتھ اس کی گیس اندر چلی جائے گی جو صحت کے لیے مضر ہوسکتی ہے۔ نیز اس طرح پینے سے بسا اوقات کپڑوں پر پانی گر جاتا ہے داڑھی تر بتر ہو جاتی ہے نیز کبھی کبھی منہ سے کھانے کی ذرات پانی کے برتن میں اندر چلے جاتے ہیں جو نظافت کے خلاف ہے یہ تمام وجوہات اپنی جگہ لیکن ایک مسلمان کے لیے اس ممانعت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کو منع فرمایا ہے اور یہ مسنون طریقہ کے خلاف ہے مشکیزہ کی طرح یہ حکم لوٹے کا بھی ہے تھیلی، ٹونٹی بوتل یا ہر اس برتن کا بھی ہے، جس کی اندرونی حالت کا علم کسی کو نہ ہو، ساتھ والی حدیث کی تشریح و توضیح بھی اسی طرح ہے۔

سوال: اب سوال یہ ہے ایک حدیث میں حضرت کبشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت نے مشکیزہ کے منہ سے خود پانی پی لیا تو اس تعارض کا کیا جواب ہے؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ بوقت ضرورت اور مجبوری ایسا کرنا جائز ہے ورنہ نہیں، دوسرا جواب یہ ہے کہ ایک چھوٹا مشکیزہ ہوتا ہے ایک بڑا ہوتا ہے چھوٹے سے آنحضرت ﷺ نے پیا ہے جس میں یقینی طور پر کسی موذی حشرات کے وجود کا خطرہ نہیں تھا تیسرا جواب یہ ہے کہ عام عادت بنانا ممنوع ہے ایک آدھ بار پینے کی گنجائش ہے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الشُّرْبِ قَائِمًا

کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ ہے

اس باب امام مسلم نے گیارہ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۲۶۹۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر (پانی یا اور کوئی مشروب وغیرہ) پینے سے سختی سے ڈانٹا۔

تشریح:

"قائما" اس حدیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت کا ذکر ہے اور آیندہ روایت میں ہے کہ اگر کسی نے بھول کر اس طرح

پیا تو اس کو چاہیے کہ پانی کو قے کرلے۔ اس جیسی احادیث کا تعلق اصل اور قاعدہ کے ساتھ ہے کہ شریعت کا قاعدہ یہی ہے کہ پانی بیٹھ کر پیا جائے اور یہی آنحضرت کی عادت شریفہ تھی اور امت محمدی کا عمل بھی اسی پر ہے اس کے برعکس حضرت ابن عمر کی حدیث میں کھڑے ہوکر پانی پینے کا جو ذکر موجود ہے تو اس حدیث کا تعلق بیان جواز سے ہے کہ اگر بدرجہ مجبوری ایسا ہو تو وہ جائز ہے کبھی جگہ نہیں ہوتی کبھی جلدی ہوتی ہے کبھی کوئی اور مجبوری ہوتی ہے جو استثنائی صورتیں ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ زیر بحث حدیث کی ممانعت کراہت تنزیہی پر محمول ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث جواز پر محمول ہے اور کراہت تنزیہی اور جواز کے درمیان منافات نہیں دونوں ایک ہی چیز ہے۔ حضرت ابن عمر کی روایت ترمذی میں مذکور ہے مسلم میں نہیں ہے۔

بہر حال اصل قاعدہ اور قانون بیٹھ کر پینے کا ہے اور گاہ گاہ اس قانون کے برعکس اگر ہوا ہو تو وہ مجبوری کی استثنائی صورت ہوگی کہ کبھی بیٹھنے کی جگہ نہیں ہوتی کبھی جلدی ہوتی ہے کبھی کچھ اور مجبوری ہوتی ہے۔ استثنائی صورتوں میں سے ایک صورت زمزم کے پانی کی ہے کہ وہ کھڑے ہوکر پیا جاتا ہے کیونکہ وہ مبارک پانی ہے جتنا زیادہ پیا جائے وہ نقصان نہیں کرتا منافق اسے کم پیتا ہے تو مسلمان کو حکم ہے کہ کھڑے ہوکر خوب پیئے کہ پسلیاں بھر جائیں قیام کی حالت میں دیگر پانی اگر پیٹ بھر کر پیا جائے تو بیٹھنے سے پیٹ پر بوجھ پڑے گا لیکن زمزم سے پیٹ پر بوجھ محسوس نہیں ہوتا اسی طرح وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر پیا جاتا ہے وہ بھی مبارک پانی ہے ضرر نہیں کرے گا عجیب حکمت ہے کہ بیٹھنے کی حالت میں پیٹ میں شکنیں بن جاتی ہیں پیٹ بھر کر پانی پینے کے بعد جب آدمی کھڑا ہوگا تو پانی پیٹ میں پھیل جائے گا اور گنجائش پیدا ہو جائے گی کوئی بوجھ نہیں ہوگا مگر قیام کی حالت میں پانی پینے سے یہ فائدہ مفقود ہوگا۔

۵۲۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا، قَالَ قَتَادَةُ: فَقُلْنَا فَالْأَكْلُ، فَقَالَ: ذَاكَ أَشَرُّ أَوْ أَخْبَثُ،

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی کھڑے ہوکر پانی پیے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے کھڑے ہوکر کھانا کھانے کے بارے میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو اور بھی زیادہ برا اور بدترین ہے۔

۵۲۷۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ قَتَادَةَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح حدیث نقل کرتے ہیں اور اس میں حضرت قتادہ کا قول ذکر نہیں کیا۔

٥٢٧٢۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي عِيسَى الْأُسْوَارِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر (پانی وغیرہ) پینے سے سختی سے ڈانٹا۔

٥٢٧٣۔ وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ وَابْنِ الْمُثَنَّى، قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي عِيسَى الْأُسْوَارِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر (پانی وغیرہ) پینے سے منع فرمایا ہے۔

٥٢٧٤۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ، أَخْبَرَنِي أَبُو غَطَفَانَ الْمُرِّيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا، فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی کھڑے ہوکر (پانی وغیرہ) نہ پیے اور جو آدمی بھول کر پی لے تو وہ اسے قے کرڈالے۔

٥٢٧٥۔ وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَقَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زم زم کا پانی پلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ زمزم کھڑے ہوکر پیا۔

٥٢٧٦۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ مِنْ دَلْوٍ مِنْهَا وَهُوَ قَائِمٌ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زم زم کا پانی ایک ڈول سے کھڑے ہوکر پیا۔

۵۲۷۷۔ وحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، ح وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ، قَالَ إِسْمَاعِيلُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، وَمُغِيرَةُ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زم زم کا پانی کھڑے ہوکر پیا۔

۵۲۷۸۔ وحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمٍ، سَمِعَ الشَّعْبِيَّ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَقَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ قَائِمًا، وَاسْتَسْقَى وَهُوَ عِنْدَ الْبَيْتِ،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زم زم کا پانی پلایا تو آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر پیا۔ اور آپ نے بیت اللہ کے پاس پانی طلب فرمایا۔

۵۲۷۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَفِي حَدِيثِهِمَا: فَأَتَيْتُهُ بِدَلْوٍ

حضرت شعبہ سے ان سندوں کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے اور ان دونوں روایتوں میں یہ ہے کہ میں ڈول لے کر آیا۔

بَابُ كَرَاهَةِ التَّنَفُّسِ فِي نَفْسِ الْإِنَاءِ

پانی کے برتن میں سانس لینا مکروہ ہے

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۵۲۸۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (پانی پینے والے) برتن میں ہی سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔

۵۲۸۱۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عَزْرَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا

صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (پانی پیتے ہوئے برتن سے منہ ہٹا کر) تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے۔

۵۲۸۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، ح وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَبِي عِصَامٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا، وَيَقُولُ: إِنَّهُ أَرْوَى وَأَبْرَأُ وَأَمْرَأُ، قَالَ أَنَسٌ: فَأَنَا أَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا،

حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (پانی وغیرہ) پینے میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے سیری زیادہ ہوتی ہے اور پیاس بھی زیادہ بجھتی ہے اور پانی زیادہ ہضم ہوتا ہے۔ حضرت انسؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بھی پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لیتا ہوں۔

تشریح:

"ثلاثا" یعنی آنحضرت ﷺ تین سانس میں پانی پیتے تھے یہ غالب احوال کی بات ہے ورنہ ترمذی کی روایت میں دو سانس میں پینے کی بات بھی ملتی ہے وہ بھی کبھی کبھی ہوا ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ پانی اونٹ کی طرح نہ پیو بلکہ دو سانس اور تین سانس میں پیو اس میں بھی دو سانس کا ذکر ہے (مرقات) پانی کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی جب سانس لیتا ہو تو برتن کو منہ سے الگ کرے تاکہ سانس لینے کی وجہ سے آدمی کے منہ سے کوئی آلائش نہ گرے۔

قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ تین سانس سے پانی پینے کے فوائد میں ایک فائدہ یہ ہے کہ اس سے پیاس اچھی طرح بجھتی ہے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ ہضم کے لیے مفید ہے کیونکہ اس طرح پانی کی ٹھنڈک معدہ اور اعصاب کو نسبتاً کم نقصان پہنچاتی ہے۔ اور اگر ایک سانس سے پانی کو معدہ میں انڈیل دیا تو معدہ ایک دم ٹھنڈا ہو جائے گا اور نقصان ہوگا۔

"اروی" ای اشد رواءً یعنی اچھی طرح سیراب کرتا ہے "وابرا" یعنی اس طرح پانی پی لینا بدن کی صحت کے لیے مفید ہے اور بیماری سے برأت کا باعث ہے "وامرا" ای اقوی هضماً یعنی خوب زود ہضم ہے۔

۵۲۸۳۔ وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ أَبِي عِصَامٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، وَقَالَ: فِي الْإِنَاءِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت منقول ہے اور اس روایت میں پانی کی جگہ برتن کا ذکر ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ إِدَارَةِ الْمَاءِ وَاللَّبَنِ عن اليمين

پانی وغیرہ پہلے دائیں طرف والے کو دینا مستحب ہے

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۲۸۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ، وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ، وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ، فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ، وَقَالَ: الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایسا دودھ پیش کیا گیا کہ جس میں پانی ملایا ہوا تھا (لسی)، (اس وقت) آپ ﷺ کے دائیں طرف ایک دیہاتی آدمی اور بائیں طرف حضرت ابو بکر بیٹھے تھے تو آپ ﷺ نے خود پی کر دیہاتی آدمی کو عطا فرمایا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے اور پھر دائیں طرف سے۔

تشریح:

''شیب'' دودھ میں پانی ملانے کو کہتے ہیں ''الایمن'' یعنی دائیں طرف سے شروع کرو، دائیں طرف کو لازم پکڑو۔ یہ دائیں جانب کا اعزاز ہے حالانکہ بائیں جانب میں صدیق اکبر بیٹھے تھے اور بائیں میں دیہاتی تھا آیندہ حدیث میں اسی کو ''وتلّہ'' کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے جو تھما کر دینے اور ہاتھ میں تھمانے کو کہتے ہیں اسی کو ''اعطاہ'' بھی کہا گیا ہے۔

''یحثثنی'' یہ حث یحث سے جمع مؤنث کا صیغہ ہے ابھارنے اور برانگیختہ کرنے کو کہتے ہیں ام سُلیم اور ام حرام مراد ہے ''شاۃ داجن'' گھر کی پلی ہوئی بکری کو کہتے ہیں آگے غلام کا لفظ آیا ہے اس سے حضرت ابن عباس مراد ہیں ''اشیاخ'' اس شیخ سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مراد ہیں اس باب کے مختلف الفاظ کی تشریح میں نے اس ایک حدیث کے تحت لکھدی۔

۵۲۸۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَأَنَا ابْنُ عَشْرٍ، وَمَاتَ وَأَنَا ابْنُ عِشْرِينَ، وَكُنَّ أُمَّهَاتِي يَحْثُثْنَنِي عَلَى خِدْمَتِهِ، فَدَخَلَ

عَلَيْنَا دَارَنَا فَحَلَبْنَا لَهُ مِنْ شَاةٍ دَاجِنٍ، وَشِيبَ لَهُ مِنْ بِئْرٍ فِي الدَّارِ، فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ، وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ شِمَالِهِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَعْطِ أَبَا بَكْرٍ، فَأَعْطَاهُ أَعْرَابِيًّا عَنْ يَمِينِهِ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ (جب) مدینہ منورہ تشریف لائے تو میری عمر دس سال تھی (اور جب آپ ﷺ) کا وصال ہوا تو میری عمر بیس سال تھی اور میری ماں مجھے آپ ﷺ کی خدمت کرنے کی ترغیب دیتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے آپ ﷺ کے لیے ایک پالی ہوئی بکری کا دودھ دوہا اور گھر کے کنوئیں کا پانی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے وہ پیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! حضرت ابوبکر کو عطا فرمائیں اور حضرت ابوبکر آپ ﷺ کے بائیں طرف بیٹھے تھے تو آپ ﷺ نے ایک دیہاتی آدمی کو جو کہ آپ ﷺ کے دائیں طرف بیٹھا تھا. عطا فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے۔

٥٢٨٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرِ بْنِ حَزْمٍ أَبِي طُوَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يُحَدِّثُ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي دَارِنَا، فَاسْتَسْقَى فَحَلَبْنَا لَهُ شَاةً، ثُمَّ شُبْتُهُ مِنْ مَاءِ بِئْرِي هَذِهِ، قَالَ: فَأَعْطَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ، وَعُمَرُ وِجَاهَهُ، وَأَعْرَابِيٌّ عَنْ يَمِينِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ شُرْبِهِ، قَالَ عُمَرُ: هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ، يُرِيهِ إِيَّاهُ، فَأَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَعْرَابِيَّ، وَتَرَكَ أَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: الْأَيْمَنُونَ، الْأَيْمَنُونَ، الْأَيْمَنُونَ، قَالَ أَنَسٌ: فَهِيَ سُنَّةٌ، فَهِيَ سُنَّةٌ، فَهِيَ سُنَّةٌ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا۔ (حضرت انس) فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی بکری کا دودھ دوہا اور اس میں اپنے اس کنوئیں کا پانی ملایا۔ حضرت انس ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر میں نے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے پیا اور حضرت ابوبکر آپ ﷺ کے بائیں طرف تشریف فرما تھے اور حضرت عمر آپ ﷺ کے سامنے اور ایک دیہاتی آپ ﷺ کے دائیں طرف بیٹھا تھا تو جب رسول اللہ ﷺ (وہ پانی ملا دودھ) پی کر فارغ

ہوئے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ حضرت ابوبکر ہیں (حضرت عمر اشارہ کے انداز میں عرض کر رہے تھے کہ حضرت ابوبکر کو پینے کے لیے دیا جائے) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس دیہاتی آدمی کو عطا فرمایا اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو چھوڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (پہلے) دائیں طرف والے، دائیں طرف والے دائیں طرف والے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ (اپنی دائیں طرف سے شروع کرنا یہی سنت ہے، یہی سنت ہے، یہی سنت ہے۔

۵۲۸۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ أَشْيَاخٌ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ؟ فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللّٰهِ، لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا، قَالَ: فَتَلَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ،

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پینے کی کوئی چیز لائی گئی تو آپ ﷺ نے وہ پی اور آپ ﷺ کے دائیں طرف ایک لڑکا بیٹھا تھا اور آپ ﷺ کے بائیں طرف بزرگ حضرات بیٹھے تھے تو آپ ﷺ نے اس لڑکے سے فرمایا: کیا تو مجھے پہلے ان بزرگ حضرات کو پلانے کی اجازت دیتا ہے؟ تو اس لڑکے نے عرض کیا: نہیں! اللہ کی قسم! میرا وہ حصہ جو مجھے آپ ﷺ سے مل رہا ہے میں کسی کو نہیں دینا چاہتا۔ (راوی کہتے ہیں یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے پیالہ اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

۵۲۸۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، ح وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ، كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، وَلَمْ يَقُولَا فَتَلَّهُ، وَلٰكِنْ فِي رِوَايَةِ يَعْقُوبَ، قَالَ: فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح حدیث نقل کرتے ہیں اور فَتَلَّهُ کا لفظ دونوں روایتوں میں نہیں ہے لیکن یعقوب کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ ''ان کو دیدیا''۔

کتاب الاطعمۃ

کھانوں کا بیان

قال اللہ تعالیٰ ﴿ویطعمون الطعام علی حبه مسکیناً ویتیماً واسیراً﴾

وقال تعالیٰ ﴿کلوا وشرابوا ولا تسرفوا﴾

اسلام چونکہ کامل ومکمل بلکہ اکمل ضابطۂ حیات ہے اس لیے وہ اپنے ماننے والوں کو زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق عمدہ عمدہ ہدایات دیتا ہے اوران کی اچھی رہنمائی کرتا ہے تاکہ مسلمان غیر اقوام کی تقلید کے بجائے دوسروں کے لیے قابل تقلید بن جائیں اسی سلسلہ میں اسلام کھانے کے آداب اوراصول وقواعد بتاتا ہے ان احادیث میں انہیں چیزوں کا بیان ہے۔

افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ حدیث کی دیگر کتابوں نے اوراسی طرح شارحین نے یہاں کتاب الاطعمہ کا عنوان رکھا ہے لیکن علامہ نووی نے یہاں کتاب کا عنوان نہیں رکھا بلکہ باب کا عنوان رکھا ہے اور کتاب الاشربہ کے ضمن میں اس کو لکھا ہے میں نے کتاب الاطعمۃ کا عنوان قائم کردیا ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْأَصَابِعِ وَالْقَصْعَةِ

انگلیوں اور برتن کو چاٹنا مستحب ہے

اس باب میں امام مسلم نے پندرہ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۲۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا، فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا، أَوْ يُلْعِقَهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی کھانا کھائے (تو اس وقت تک) وہ اپنا (دایاں) ہاتھ صاف نہ کرے جب تک کہ اسے چاٹ نہ لے یا چٹا نہ دے۔

تشریح:

"او یلعقها" یعنی یا خود چاٹ لے یا دوسرے سے چٹوالے چاٹنے والا دوسرا آدمی ایسا آدمی ہو کہ اس کو ان انگلیوں سے گھن نہ آتی ہو مثلاً بیٹا بیٹی ہے چھوٹے بچے ہیں یا خادم وطالب علم اور غلام ہیں الحاق باب انعال سے چٹوانے کے معنی میں ہے چھوٹوں کا انگلیاں چٹوانے پر میں نے اپنے بڑوں کو دیکھا ہے۔ یہ چاٹنا لذیذ بھی ہے اور طعام کے لیے باعث برکت بھی ہے متکبر لوگ کھانے کے بعد آلودہ انگلیوں کو چاٹتے نہیں دھونے کے لیے جب پانی کی طرف جاتے ہیں تو اپنی انگلیوں کو جسم سے اس طرح الگ رکھتے ہیں کہ گویا ان انگلیوں کے ساتھ غلاظت لگی ہوئی ہو۔ آیندہ حدیث میں "فلیمط" کا لفظ ہے یہ اماطة سے ہے ہٹانے کے معنی میں ہے "من اذی" اس سے گرد وغبار اور مٹی اور تنکا مراد ہے "ان سلت القصعة" سلت نصر سے برتن چاٹنے کے معنی میں ہے کہ انگلیوں سے خوب چاٹ لے انسان کو چاہیے کہ کھانا تین انگلیوں سے کھائے اس میں قناعت ہے کبھی ضرورت پڑنے پر تین سے زیادہ انگلیاں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

٥٢٩٠ - حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو عَاصِمٍ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، ح وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً، يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ مِنَ الطَّعَامِ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا، أَوْ يُلْعِقَهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی کھانا کھائے تو وہ اپنا (دایاں) ہاتھ صاف نہ کرے جب تک کہ اسے چاٹ یا چٹا نہ دے۔

٥٢٩١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْعَقُ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ مِنَ الطَّعَامِ، وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ حَاتِمٍ الثَّلَاثَ، وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي رِوَايَتِهِ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ

حضرت ابن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کھانا کھانے کے بعد اپنی تینوں انگلیاں چاٹ رہے ہیں۔ ابن حاتم نے تین کا ذکر نہیں کیا اور ابن ابی شیبہ نے اپنی روایت کردہ حدیث میں عن عبدالرحمن بن کعب عن ابیہ کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

٥٢٩٢ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ، وَيَلْعَقُ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا

حضرت ابن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین انگلیوں کے ساتھ کھاتے تھے اور اپنا ہاتھ مبارک صاف کرنے سے پہلے چاٹ لیتے تھے۔

٥٢٩٣ ۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَوْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ، أَخْبَرَهُ، عَنْ أَبِيهِ كَعْبٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ، فَإِذَا فَرَغَ لَعِقَهَا،

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین انگلیوں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور جب آپ ﷺ کھانا کھا کر فارغ ہو جاتے تو ان انگلیوں کو چاٹ لیتے۔

٥٢٩٤ ۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ، حَدَّثَاهُ، أَوْ أَحَدُهُمَا عَنْ أَبِيهِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

٥٢٩٥ ۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِلَعْقِ الْأَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ، وَقَالَ: إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي أَيِّهِ الْبَرَكَةُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (کھانا کھانے کے بعد) انگلیاں چاٹنے اور پیالہ (صاف کرنے) کا حکم فرمایا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نہیں جانتے کہ برکت (برتن) کے کس حصے میں ہے۔

٥٢٩٦ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيَأْخُذْهَا، فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ، وَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَ أَصَابِعَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي

أَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ،

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی آدمی کا (کھانا کھاتے ہوئے) لقمہ (نیچے) گر جائے تو اسے اٹھا کر گندگی وغیرہ صاف کر کے کھا لے اور اس لقمے کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور اپنا ہاتھ تولیہ، رومال سے (اسوقت تک) صاف نہ کرے جب تک کہ اپنی انگلیاں چاٹ نہ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ برکت کس کھانے میں ہے۔

٥٢٩٧ـ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، ح وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَفِي حَدِيثِهِمَا: وَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَهَا، أَوْ يُلْعِقَهَا وَمَا بَعْدَهُ

حضرت سفیانؒ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے اور ان دونوں روایتوں میں ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کو (اسوقت تک) تولیہ رومال سے صاف نہ کرے جب تک کہ اپنی انگلیاں چاٹ یا چٹا نہ دے۔

٥٢٩٨ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهِ، حَتَّى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ، فَإِذَا سَقَطَتْ مِنْ أَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ، فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى، ثُمَّ لِيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ، فَإِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ تَكُونُ الْبَرَكَةُ،

حضرت جابرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں کہ شیطان تم میں سے ہر ایک آدمی کے پاس اس کے ہر کام کے وقت موجود رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس آدمی کے کھانا کھانے کے وقت بھی اس کے پاس موجود ہوتا ہے تو لہٰذا جب تم میں سے کسی (کھانا کھاتے ہوئے) لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس گندگی وغیرہ جو اس لقمہ کے ساتھ لگ گئی ہو، صاف کرے پھر اسے کھا جائے اور اس لقمہ کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور جب کھانا کھا کر فارغ ہو جائے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ برکت کھانے کے کس حصے میں ہے۔

٥٢٩٩ـ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ: إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ الْحَدِيثِ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ،

حضرت اعمش رحمہ اللہ سے اس سند کے ساتھ مروی ہے کہ جب تم میں سے کسی آدمی سے (کھانا کھاتے ہوئے) لقمہ گر جائے۔ آخر حدیث تک اور اس حدیث میں ابتدائی بات کہ "شیطان تمہارے پاس رہتا ہے ذکر نہیں کیا۔

۵۲۰۰۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، وَأَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِكْرِ اللَّعْقِ، وَعَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ اللُّقْمَةَ نَحْوَ حَدِيثِهِمَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا روایت کی طرح حدیث نقل کرتے ہیں اور اس روایت میں لقمہ گرنے کا بھی ذکر ہے۔

۵۲۰۱۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ، قَالَ: وَقَالَ: إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُتَ الْقَصْعَةَ، قَالَ: فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھاتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹتے تھے۔ حضرت انسؓ نے فرمایا اور آپ ﷺ فرماتے: جب تم میں سے کسی آدمی کا (کھانا کھاتے ہوئے) کوئی لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ اسے صاف کر کے کھا جائے اور اس لقمہ کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور آپ ﷺ نے ہمیں پیالہ صاف کرنے کا حکم فرمایا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے برکت تمہارے کھانے کے کون سے حصہ میں ہے۔

۵۲۰۲۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيَّتِهِنَّ الْبَرَكَةُ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی کھانا کھائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ برکت کس انگلی میں ہے۔

۵۲۰۳۔ وحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ، قَالَ: وَلْيَسْلُتْ أَحَدُكُمُ الصَّحْفَةَ، وَقَالَ: فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ أَوْ يُبَارَكُ لَكُمْ

حضرت حماد سے اس سند کے ساتھ مذکورہ روایت کی طرح حدیث منقول ہے۔ سوائے اس کے کہ اس روایت میں

ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں ہر ایک آدمی (کھانا کھا کر) پیالہ صاف کر لے اور آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے کس کھانے میں برکت ہے یا تمہارے لیے برکت ہوتی ہے (یہ تم نہیں جانتے)۔

بَابُ مَا يَفْعَلُ يُدعىٰ الى الطّعام فيتبعه غيره

کسی شخص کو دعوت پر بلانے اور اس کے ساتھ کسی اور کے جانے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٥٣٠٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ: أَبُو شُعَيْبٍ، وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ، فَرَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ فِي وَجْهِهِ الْجُوعَ، فَقَالَ لِغُلَامِهِ: وَيْحَكَ، اصْنَعْ لَنَا طَعَامًا لِخَمْسَةِ نَفَرٍ، فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَدْعُوَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ، قَالَ: فَصَنَعَ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ خَامِسَ خَمْسَةٍ وَاتَّبَعَهُمْ رَجُلٌ، فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هَذَا اتَّبَعَنَا، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ، وَإِنْ شِئْتَ رَجَعَ قَالَ: لَا، بَلْ آذَنُ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ،

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ انصار کا ایک آدمی تھا جسے ابو شعیب کہا جاتا تھا، اس کا ایک غلام تھا جو گوشت بیچا کرتا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو اس نے آپ ﷺ کے چہرۂ انور میں بھوک کے آثار پہچان لیے۔ ابو شعیب نے اپنے غلام سے کہا کہ ہمارے لیے پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرو کیونکہ میں نبی ﷺ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں اور آپ ﷺ پانچوں میں پانچویں ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ اس غلام نے حکم کے مطابق کھانا تیار کر دیا پھر وہ نبی ﷺ کو بلانے کے لیے آپ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ ﷺ پانچوں میں سے پانچویں تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ ایک اور آدمی پیچھے چل پڑا۔ جب آپ ﷺ دروازہ پر پہنچے تو نبی ﷺ نے فرمایا: یہ آدمی ہمارے ساتھ چلا آیا ہے اگر تو چاہے تو اسے اجازت دیدے ورنہ یہ واپس لوٹ جائے؟ ابو شعیب نے عرض کیا: نہیں، اے اللہ کے رسول! میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔

تشریح:

”لحام“ یعنی ابو شعیب کا غلام اور خادم جانوروں کو ذبح کر کے اس کے گوشت کو فروخت کیا کرتا تھا گوشت بنانے کا ماہر بھی تھا۔

پکانے کا بھی ماہر تھا "ویحک" یہ جملہ اگرچہ بددعا کے لیے وضع ہے مگر اس کا استعمال بددعا کے لیے نہیں ہوتا ہے یعنی تیرا بھلا ہو۔ "خامسة خمسة" یعنی پانچ آدمیوں میں آنحضرت پانچویں ہوں گے اور چار آدمی دوسرے ہوں گے۔ "واتبعهم" یعنی ان پانچ کے ساتھ ایک اور آدمی طفیلی بن کر آ گیا "وان شئت رجع" یعنی یہ آدمی خود بخود ہمارے ساتھ لگ گیا ہے اب اگر تم چاہو ان کو کھانا کھلا دو ورنہ یہ واپس چلا جائے گا مرضی آپ کی ہے۔

سوال: حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے یہاں یہ اشکال کیا ہے کہ دروازہ سے کسی کو واپس کرنے کی جرأت کوئی نہیں کر سکتا ہے اگرچہ دل میں ناراض ہو تو یہاں گویا جبر ہی ہو گیا کہ ان کو لازماً کھلانا ہو گا اجازت مانگنے کا فائدہ نہیں ہے خاص کر جب حضور کے ساتھ تھا۔

جواب: حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کا ایسا معاشرہ تیار کیا تھا کہ اس میں کوئی تکلف نہیں تھا دل و زبان کا تناؤ ایک تھا اگر یہ میزبان دل سے راضی نہ ہوتا تو بے تکلف زبان سے کہہ دیتا کہ یا رسول اللہ! اس کی گنجائش نہیں ہے جب اس نے زبان سے کہہ دیا تو دل سے بھی کہہ دیا کہ آیئے اور کھانا کھایئے۔

٥٣٠٥۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَاهُ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ سُفْيَانَ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ جَرِيرٍ، قَالَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ فِي رِوَايَتِهِ لِهَذَا الْحَدِيثِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ،

ان سندوں کے ساتھ صحابی رسول حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حضرت جریر کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

٥٣٠٦۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَّابِ، حَدَّثَنَا عَمَّارٌ وَهُوَ ابْنُ رُزَيْقٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، ح وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

وَعَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث ہی کی طرح نقل کی گئی ہے۔

۵۲۰۷۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ جَارًا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارِسِيًّا كَانَ طَيِّبَ الْمَرَقِ، فَصَنَعَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ جَاءَ يَدْعُوهُ، فَقَالَ: وَهَذِهِ؟ لِعَائِشَةَ، فَقَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا، فَعَادَ يَدْعُوهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَهَذِهِ؟، قَالَ: لَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا، ثُمَّ عَادَ يَدْعُوهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَهَذِهِ؟، قَالَ: نَعَمْ فِي الثَّالِثَةِ، فَقَامَا يَتَدَافَعَانِ حَتَّى أَتَيَا مَنْزِلَهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہمسایہ تھا جو کہ فارسی تھا وہ شوربہ بہت عمدہ بناتا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا بنایا پھر وہ آپ ﷺ کو بلانے کے لیے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: (حضرت عائشہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اور ان کی دعوت بھی؟ تو اس نے کہا: نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں (یعنی میں بھی دعوت میں نہیں آتا) وہ دوبارہ آپ ﷺ کو بلانے کے لیے حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں بھی نہیں آتا پھر وہ تیسری مرتبہ آپ ﷺ کو بلانے کے لیے حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور ان کی دعوت بھی؟ تو تیسری مرتبہ اس نے کہا: ہاں ان کی دعوت بھی۔ پھر وہ دونوں کھڑے ہوئے اور چلے یہاں تک کہ اس کے گھر میں آگئے۔

تشریح:

''جارا'' یعنی آنحضرت کا ایک پڑوسی تھا جو فارسی زبان والا تھا اور فارس کا تھا ''طیب المرق'' یعنی شوربہ بنانے کا بہت ماہر تھا اس نے شوربہ تیار کیا اور پھر آنحضرت کو گھر پر لے جانے کی دعوت دیدی ''وھذہ'' یعنی یہ عائشہ بھی میرے ساتھ جائے گی؟ اس شخص نے کہا نہیں عائشہ نہیں جائے گی۔

''قال رسول اللہ لا'' یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ جب عائشہ ساتھ نہیں ہوگی تو میں بھی نہیں جاؤں گا تیسری بار اس شخص نے کہا کہ ٹھیک ہے عائشہ بھی ساتھ جائیں۔

سوال: سوال یہ ہے کہ آنحضرت نے حضرت عائشہ کی شرکت کا اتنا اصرار کیوں کیا یہ تو آپ کی عادت نہیں تھی؟

جواب: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہیں تھا دونوں فاقوں میں تھے تو آنحضرت نے تکرار عائشہ کے لیجانے کا اصرار کیا کہ اگر میں کھاؤں اور عائشہ بھوکی رہے یہ اچھا نہیں تو اصرار فرمایا کہ کھائیں گے تو دونوں کھائیں گے بھوکے رہیں گے تو دونوں بھوکے رہیں گے چونکہ ماحول دوستانہ بے تکلفانہ تھا اور اعتماد کا ماحول تھا مگر اس شخص کے گھر میں شاید جگہ نہ تھی یا کھانا کم تھا اس لیے صاف انکار کیا پھر آخر میں تیار ہو گیا۔

باب النزول عند الجوع علی من یثق منه الاطعام

بھوک کے وقت قابل اعتماد ساتھی کے پاس بن بلائے جانے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے بارہ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۲۰۸۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ فَإِذَا هُوَ بِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ: مَا أَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوتِكُمَا هَذِهِ السَّاعَةَ؟ قَالَا: الْجُوعُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: وَأَنَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَأَخْرَجَنِي الَّذِي أَخْرَجَكُمَا، قُومُوا، فَقَامُوا مَعَهُ، فَأَتَى رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا هُوَ لَيْسَ فِي بَيْتِهِ، فَلَمَّا رَأَتْهُ الْمَرْأَةُ، قَالَتْ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالَتْ: ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَاءِ، إِذْ جَاءَ الْأَنْصَارِيُّ، فَنَظَرَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا أَحَدٌ الْيَوْمَ أَكْرَمَ أَضْيَافًا مِنِّي، قَالَ: فَانْطَلَقَ، فَجَاءَهُمْ بِعِذْقٍ فِيهِ بُسْرٌ وَتَمْرٌ وَرُطَبٌ، فَقَالَ: كُلُوا مِنْ هَذِهِ، وَأَخَذَ الْمُدْيَةَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِيَّاكَ، وَالْحَلُوبَ، فَذَبَحَ لَهُمْ، فَأَكَلُوا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذَلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوا، فَلَمَّا أَنْ شَبِعُوا وَرَوُوا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتُسْأَلُنَّ عَنْ هَذَا النَّعِيمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمُ الْجُوعُ، ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوا حَتَّى أَصَابَكُمْ هَذَا النَّعِيمُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دن یا ایک رات رسول اللہ ﷺ باہر نکلے (راستہ میں) حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے بھی ملاقات ہوگئی تو آپ ﷺ نے ان دونوں حضرات سے فرمایا: اس وقت تمہارا اپنے گھروں سے نکلنے کا سبب کیا ہے؟ ان دونوں حضرات نے عرض کیا: بھوک، اے اللہ کے رسول! آپ

ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میں بھی اسی وجہ سے نکلا ہوں جس وجہ سے تم دونوں نکلے ہو۔ (آپ ﷺ نے فرمایا:) اٹھو کھڑے ہو جاؤ۔ (حکم کے مطابق) دونوں حضرات کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ ایک انصاری آدمی کے گھر تشریف لائے، (دیکھا) کہ وہ انصاری اپنے گھر میں نہیں ہے۔ انصاری صحابی کی بیوی نے دیکھا تو مرحبا اور خوش آمدید کہا تو رسول اللہ ﷺ نے اس انصاری کی بیوی سے فرمایا: فلاں کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے کے لیے گیا ہے۔ اسی دوران انصاری صحابی بھی آ گئے تو اس انصاری صحابی نے رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر کہنے لگا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج میرے مہمانوں سے زیادہ کسی کے مہمان معزز نہیں اور پھر چلے اور کھجوروں کا ایک خوشہ لے کر آئے، جس میں کچی پکی اور خشک اور تازہ کھجوریں تھیں اور عرض کیا کہ ان میں سے کھائیں اور انہوں نے چھری پکڑی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا۔ پھر انہوں نے ایک بکری ذبح کی۔ ان سب نے اس بکری کا گوشت کھایا اور کھجوریں کھائیں اور پانی پیا اور جب کھا پی کر سیراب ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تم سے قیامت کے ان ان نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔ تمہیں اپنے گھروں سے بھوک نکال کر لائی اور پھر تم واپس نہیں لوٹے یہاں تک کہ یہ نعمت تمہیں مل گئی۔

تشریح:

"مرحبا واھلا" یعنی خوش آمدید آپ اپنے ہی گھر میں آئے، زمین کا یہ حصہ آپ کے لیے ہموار اور خوش گوار ہے۔ اس حدیث سے آداب ضیافت کے کئی زریں اصول سامنے آتے ہیں اول یہ کہ اپنی بھوک و پیاس اور تکلیف و پریشانی کا اظہار اپنے احباب کے سامنے کرنا جائز ہے جس طرح حضور اکرم ﷺ اور صدیق و فاروق نے کیا۔ دوم یہ کہ اپنے قابل اعتماد ساتھی اور دوست کے پاس بلائے بغیر خود بھی آدمی جا سکتا ہے اور اپنے ساتھیوں کو بھی لے جا سکتا ہے جس طرح حضور اکرم لے گئے۔ سوم یہ کہ اپنی پسند کی چیز طلب کرنا اور میزبان کو عمدہ چیز دینے سے روکنا جائز ہے جس طرح حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا۔ چہارم یہ کہ مہمان سے یہ پوچھنا کہ آپ کھانا کھاؤ گے یا نہیں مناسب نہیں بلکہ فوراً کچھ کھلانے کی فکر کرنی چاہیے جس طرح اس انصاری صحابی نے کیا کہ کھجوریں سامنے رکھدیں اور بکری ذبح کرنے کے پیچھے دوڑے۔ پنجم یہ کہ دنیوی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے پر قیامت میں ان نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔

"یستعذب" یعنی وہ گئے ہیں ہمارے لیے پینے کے لیے میٹھا پانی لا رہے ہیں "بعذق" کھجور کے خوشے کو کہتے ہیں جس کو گچھا

ادرگا بھا بھی کہہ سکتے ہیں "الحلوب" یعنی دودھ والی بکری کو ذبح نہ کرو "دودا" سمع یسمع سے سیراب ہونے کو کہتے ہیں ساتھ والی روایت میں "خمصا" کا لفظ ہے شدید بھوک کو کہتے ہیں جس سے پیٹ پیٹھ کے ساتھ مل جائے "بھیمة" بھیڑ بکری کے بچے کو کہتے ہیں۔ "داجن" گھر کا پلا ہوا "سورا" عام کھانے کو اور دعوت کو کہتے ہیں یہ فارسی لفظ ہے اہل فارس کا کھانا ہے "برمتکم" برمة ہانڈی کو کہتے ہیں۔

"بک بک" یہ مذمت کے کلمات ہیں بیوی نے کہا تیرا برا ہو تجھ پر یہ بیہودہ ہو۔ اس خاتون اور ام سلیم میں کتنا فرق ہے۔

"لغط" ہانڈی کے جوش مارنے کو کہتے ہیں جس میں آواز بھی ہو "سارد ته" چپکے سے کلام کرنے کو کہتے ہیں۔

ام سلیم نے اپنے شوہر سے کہا کہ آپ کیوں پریشان ہوتے ہو یہ لوگ رسول اللہ کے مہمان ہیں وہ جانے ان کا کام جانے اس روایت میں ہے "ففت" یہ روٹی کی شوربہ وغیرہ میں توڑنے کو کہتے ہیں "عصرت" نچوڑنے کو کہتے ہیں "عكة" گھی کی تھیلی اور کپی کو کہتے ہیں "الادمة" یہ ادام سے ہے تر بتر کرنے کو کہتے ہیں۔

٥٣٠٩۔ وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو هِشَامٍ يَعْنِي الْمُغِيرَةَ بْنَ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: بَيْنَا أَبُو بَكْرٍ قَاعِدٌ وَعُمَرُ مَعَهُ، إِذْ أَتَاهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا أَقْعَدَكُمَا هَاهُنَا؟ قَالَا: أَخْرَجَنَا الْجُوعُ مِنْ بُيُوتِنَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ خَلَفِ بْنِ خَلِيفَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے درمیان میں حضرت ابوبکر تشریف فرما تھے اور ان کے ساتھ حضرت عمر تشریف فرما تھے کہ اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ دونوں حضرات نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، ہمیں اپنے گھروں سے بھوک نے نکالا ہے پھر خلف بن خلیفہ کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی۔

٥٣١٠۔ حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، مِنْ رُقْعَةٍ عَارَضَ لِي بِهَا، ثُمَّ قَرَأَهُ عَلَيَّ، قَالَ: أَخْبَرَنَاهُ حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا، فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي، فَقُلْتُ لَهَا: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا، فَأَخْرَجَتْ لِي جِرَابًا فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ، وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ، قَالَ: فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتْ، فَفَرَغَتْ إِلَى فَرَاغِي، فَقَطَّعْتُهَا

فِی بُرْمَتِهَا، ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: لَا تَفْضَحْنِي بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ مَعَهُ، قَالَ: فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا قَدْ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا، وَطَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ كَانَ عِنْدَنَا، فَتَعَالَ أَنْتَ فِي نَفَرٍ مَعَكَ، فَصَاحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ، إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ لَكُمْ سُورًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ، وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِينَتَكُمْ حَتَّى أَجِيءَ، فَجِئْتُ وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُ النَّاسَ حَتَّى جِئْتُ امْرَأَتِي، فَقَالَتْ: بِكَ وَبِكَ، فَقُلْتُ: قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي قُلْتِ لِي، فَأَخْرَجْتُ لَهُ عَجِينَتَنَا فَبَصَقَ فِيهَا وَبَارَكَ، ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ فِيهَا وَبَارَكَ، ثُمَّ قَالَ: ادْعِي خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ، وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوهَا وَهُمْ أَلْفٌ، فَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَأَكَلُوا حَتَّى تَرَكُوهُ وَانْحَرَفُوا، وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ، وَإِنَّ عَجِينَتَنَا أَوْ كَمَا قَالَ الضَّحَّاكُ: لَتُخْبَزُ كَمَا هُوَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب خندق کھودی گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کو بھوک لگی ہوئی ہے تو میں اپنی بیوی کی طرف آیا اور اس سے کہا: کیا تیرے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ کو بہت سخت بھوک لگی ہوئی ہے تو (میری بیوی) نے ایک تھیلہ مجھے نکال کر دیا جس میں ایک صاع جو اور ہمارا ایک بکری کا بچہ تھا جو کہ پلا ہوا تھا۔ میں نے اسے ذبح کر دیا اور میری بیوی نے آٹا پیسا۔ میری بیوی بھی میرے فارغ ہونے کے ساتھ ہی فارغ ہوئی پھر میں نے بکری کا گوشت کاٹ کر ہانڈی میں ڈال دیا (اور اسے پکایا) پھر میں رسول اللہ کی طرف گیا۔ (حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میری بیوی) کہنے لگی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے سامنے ذلیل و رسوا نہ کرنا (مطلب یہ کہ زیادہ آدمیوں کو کھانے پر نہ بلا لینا) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں آیا تو میں نے سرگوشی کے انداز میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ہمارے پاس ایک صاع جو تھے (ہم نے یہ مختصر سا کھانا تیار کیا ہے) آپ ﷺ چند آدمیوں کو اپنے ساتھ لیکر ہماری طرف تشریف لائیں۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے پکارا اور فرمایا: اے خندق والو! جابر نے تمہاری دعوت کی ہے، لہٰذا تم سب چلو اور رسول اللہ ﷺ نے (حضرت جابر سے) فرمایا: میرے آنے تک اپنی ہانڈی چولہے سے نہ اتارنا اور نہ ہی گندھے ہوئے آٹے کی روٹی پکانا۔ (حضرت جابر فرماتے ہیں کہ) میں وہاں سے آیا اور رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ سب لوگ بھی آ گئے تھے۔ حضرت جابر اپنی بیوی کے پاس آئے تو ان کی بیوی نے کہا: تیری ہی رسوائی ہوگی

(یعنی کھانا کم ہے اور آدمی زیادہ آ گئے ہیں) حضرت جابر نے کہا: میں نے تو اسی طرح کہا تھا جس طرح تو نے مجھے کہا تھا پھر میں گندھا ہوا آٹا آپ ﷺ کے سامنے نکال کر لے آیا تو آپ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی پھر آپ ﷺ ہماری ہانڈیوں کی طرف تشریف لائے اور اس ہانڈی میں آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ایک روٹیاں پکانے والی اور بلا لو جو تمہارے ساتھ مل کر روٹیاں پکائے اور ہانڈی سے سالن نہ نکالنا اور نہ ہی اسے چولہے سے اتارنا اور ایک ہزار کی تعداد میں صحابہ کرام موجود تھے۔ اللہ کی قسم! ان سب نے کھانا کھایا یہاں تک کہ بچا کر چھوڑ دیا اور واپس لوٹ گئے اور ہماری ہانڈی اسی طرح ابل رہی تھی اور آٹا بھی اسی طرح تھا اور اس کی روٹیاں بھی اسی طرح پک رہی تھیں۔

۵۳۱۱۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ: قَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ، ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا، فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ، ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ، فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ، قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: أَلِطَعَامٍ؟، فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ: قُومُوا، قَالَ: فَانْطَلَقَ، وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ، فَقَالَتْ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلُمِّي مَا عِنْدَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ، فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، ثُمَّ خَرَجُوا، ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ، فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، ثُمَّ خَرَجُوا، ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ حَتَّى أَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا، وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ رَجُلًا أَوْ ثَمَانُونَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے ام سلیم کی والدہ سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں کچھ کمزوری محسوس کی ہے (جس کی وجہ سے) میں سمجھتا ہوں کہ آپ ﷺ کو بھوک لگی ہوئی ہے، تو آپ کے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ حضرت ام سلیم نے کہا: ہاں! پھر ام سلیم نے جو کی روٹیاں لیں اور چادر لے کر اس میں ان روٹیوں کو لپیٹا اور پھر ان کو میرے کپڑوں کے نیچے چھپا دیا اور کپڑے کا کچھ حصہ مجھے اوڑھا دیا پھر انہوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیج دیا۔ (راوی حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں) آپ ﷺ کی خدمت میں گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں تشریف فرما پایا اور آپ ﷺ کے پاس کچھ اور لوگ بھی تھے۔ میں کھڑا رہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کھانے کے لیے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے (جو وہاں موجود تھے) فرمایا: اٹھو! آپ ﷺ چلے اور میں ان سب سے آگے آگے چلا یہاں تک کہ میں نے حضرت ابوطلحہ کو آ کر اس کی خبر دی تو حضرت ابوطلحہ کہنے لگے: اے ام سلیم رسول اللہ ﷺ تو اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر آ گئے ہیں اور ہمارے پاس تو ان سب کو کھلانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ ام سلیم فرمانے لگیں کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں پھر حضرت ابوطلحہ چلے یہاں تک کہ آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ام سلیم کے گھر) تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم! تیرے پاس جو کچھ بھی (کھانے وغیرہ کی چیز) ہے وہ لے آ۔ ام سلیم وہی روٹیاں لے کر آ گئیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم فرمانے پر ان روٹیوں کو ٹکڑے کیا گیا۔ حضرت ام سلیم نے تھوڑا سا گھی جو ان کے پاس موجود تھا وہ ان روٹیوں پر نچوڑ دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا اس میں (برکت) کی دعا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: دس آدمیوں کو بلاؤ، دس کو بلایا گیا تو انہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ وہ خوب سیر ہو گئے پھر وہ (کھانا کھا کر) نکلے تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: دس آدمیوں کو (کھانے کے لیے) بلاؤ۔ ان دس آدمیوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے۔ پھر وہ چلے گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: دس آدمیوں کو (کھانے کے لیے) بلاؤ۔ دس آدمیوں کو بلایا گیا۔ یہاں تک کہ ان سب لوگوں (صحابہ) نے کھانا کھایا اور خوب سیر ہو گئے اور سب آدمی تقریباً ستر یا اسی کی تعداد میں تھے۔

۵۳۱۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: بَعَثَنِي أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَدْعُوَهُ وَقَدْ جَعَلَ طَعَامًا، قَالَ: فَأَقْبَلْتُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّاسِ، فَنَظَرَ إِلَيَّ فَاسْتَحْيَيْتُ، فَقُلْتُ: أَجِبْ أَبَا طَلْحَةَ، فَقَالَ لِلنَّاسِ: قُومُوا، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ،

إِنَّمَا صَنَعْتُ لَكَ شَيْئًا، قَالَ: فَمَسَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا فِيهَا بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ قَالَ: أَدْخِلْ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِي عَشَرَةً، وَقَالَ: كُلُوا، وَأَخْرَجَ لَهُمْ شَيْئًا مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا فَخَرَجُوا، فَقَالَ: أَدْخِلْ عَشَرَةً، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، فَمَا زَالَ يُدْخِلُ عَشَرَةً وَيُخْرِجُ عَشَرَةً حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ، فَأَكَلَ حَتَّى شَبِعَ، ثُمَّ هَيَّأَهَا فَإِذَا هِيَ مِثْلُهَا حِينَ أَكَلُوا مِنْهَا،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تاکہ میں آپ ﷺ کو بلا کر لاؤں اور حضرت ابوطلحہ نے کھانا تیار کر کے رکھا تھا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں آیا تو رسول اللہ ﷺ لوگوں (صحابہ) کے پاس تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا تو مجھے شرم آئی۔ میں نے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول) ابوطلحہ کی دعوت قبول فرمائیں۔ آپ ﷺ نے لوگوں (موجود صحابہ) سے فرمایا: اٹھو چلو۔ حضرت ابوطلحہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے (صرف) آپ ﷺ کے لیے تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے حضرت ابوطلحہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کھانے کو (اپنے دست مبارک) سے چھوا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھیوں میں سے دس آدمیوں کو بلاؤ اور آپ ﷺ نے (ان سے) فرمایا: کھاؤ اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کے درمیان میں سے کچھ نکالا۔ چنانچہ (ان دس آدمیوں نے) کھانا کھایا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے اور چلے گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: دس اور آدمیوں کو بلاؤ۔ چنانچہ کھا کر اور خوب سیر ہو کر (وہ بھی) چلے گئے۔ آپ ﷺ اسی طرح دس دس آدمیوں کو بلاتے رہے اور دس دس آدمیوں کو کھلا کر بھیجتے رہے، یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی (اب کھانا کھانے والا) نہیں بچا اور وہ کھا کر سیر نہ ہوا ہو۔ پھر آپ ﷺ نے بچا ہوا کھانا جمع فرمایا تو وہ کھانا اتنا ہی تھا جتنا کھانا شروع کرتے وقت تھا۔

۵۳۱۴ - وحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: بَعَثَنِي أَبُو طَلْحَةَ، إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ، غَيْرَ أَنَّهُ، قَالَ فِي آخِرِهِ: ثُمَّ أَخَذَ مَا بَقِيَ فَجَمَعَهُ، ثُمَّ دَعَا فِيهِ بِالْبَرَكَةِ، قَالَ: فَعَادَ كَمَا كَانَ، فَقَالَ: دُونَكُمْ هَذَا،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا (اور پھر ابن نمیر کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی۔ اس کے آخر میں (یہ زائد ہے) کہ پھر آپ ﷺ نے بچا ہوا کھانا جمع فرمایا پھر آپ ﷺ نے اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ کھانا جتنا پہلے تھا پھر اتنا ہی

ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لے لو۔

٥٣١٤۔ وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَمَرَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ أَنْ تَصْنَعَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لِنَفْسِهِ خَاصَّةً، ثُمَّ أَرْسَلَنِي إِلَيْهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ فِيهِ: فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ وَسَمَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ، فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا، فَقَالَ: كُلُوا وَسَمُّوا اللهَ، فَأَكَلُوا حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ بِثَمَانِينَ رَجُلًا، ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ وَأَهْلُ الْبَيْتِ، وَتَرَكُوا سُؤْرًا،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم کو حکم فرمایا کہ وہ نبی ﷺ کے لیے ایسا کھانا تیار کرے کہ جو خاص طور پر صرف آپ ﷺ کے لیے ہو اور انہوں نے مجھے آپ ﷺ کی طرف بھیجا (باقی حدیث مذکورہ بالا حدیث کی طرح ہے اور اس میں صرف یہ زائد ہے) کہ نبی ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کھانے میں رکھا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: دس آدمیوں کو اجازت دو۔ حضرت ابوطلحہ نے ان کو اجازت دی۔ وہ اندر آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ انہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ اسی طرح اسی (۸۰) آدمیوں نے کھانا کھایا پھر نبی ﷺ نے اس کے بعد کھانا کھایا اور گھر والوں نے کھانا کھایا اور پھر بھی کھانا بچ گیا۔

٥٣١٥۔ وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، بِهَذِهِ الْقِصَّةِ فِي طَعَامِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ فِيهِ: فَقَامَ أَبُو طَلْحَةَ عَلَى الْبَابِ حَتَّى أَتَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ يَسِيرٌ، قَالَ: هَلُمَّهُ فَإِنَّ اللهَ سَيَجْعَلُ فِيهِ الْبَرَكَةَ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہی سابقہ قصہ منقول ہے اور اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابوطلحہ دروازے پر کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو حضرت ابوطلحہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! تھوڑا سا کھانا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہی لے کر آؤ کیونکہ اللہ اسی کھانے میں برکت ڈال دے گا۔

٥٣١٦۔ وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْبَجَلِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ، وَقَالَ فِيهِ: ثُمَّ أَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَكَلَ أَهْلُ الْبَيْتِ، وَأَفْضَلُوا مَا أَبْلَغُوا جِيرَانَهُمْ،

حضرت انس بن مالکؓ کی نبی کریم ﷺ سے حدیث منقول ہے۔ اس میں یہ ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے کھانا کھایا اور گھر والوں نے بھی کھانا کھایا (اور پھر اس کے باوجود اتنا کھانا) بچ گیا کہ ہم نے اپنے ہمسایوں کو بھیج دیا۔

٥٣١٧۔ وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ زَيْدٍ، يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: رَأَى أَبُو طَلْحَةَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي الْمَسْجِدِ يَتَقَلَّبُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ، فَأَتَى أُمَّ سُلَيْمٍ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي الْمَسْجِدِ يَتَقَلَّبُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ وَأَظُنُّهُ جَائِعًا وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ: ثُمَّ أَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ، وَأُمُّ سُلَيْمٍ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَأَهْدَيْنَاهُ لِجِيرَانِنَا،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا (اس حال میں کہ) آپ ﷺ کا پیٹ پشت سے لگا ہوا تھا تو حضرت ابوطلحہ نے ام سلیم سے آکر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا ہے اور آپ ﷺ کا پیٹ پشت سے لگ رہا ہے اور میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ کو بھوک لگی ہوئی ہے (اور پھر مذکورہ حدیث کی طرح حدیث بیان کی اور اس روایت میں یہ ہے کہ پھر (سب سے آخر میں) رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوطلحہ، ام سلیم انس بن مالک نے کھانا کھایا اور کھانا پھر بھی بچ گیا تو ہم نے اپنے ہمسایوں کو ہدیہ کے طور پر بھیج دیا۔

٥٣١٨۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ، أَنَّ يَعْقُوبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: جِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا مَعَ أَصْحَابِهِ يُحَدِّثُهُمْ، وَقَدْ عَصَّبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ، قَالَ أُسَامَةُ: وَأَنَا أَشُكُّ عَلَى حَجَرٍ، فَقُلْتُ لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ لِمَ عَصَّبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَهُ؟ فَقَالُوا: مِنَ الْجُوعِ، فَذَهَبْتُ إِلَى أَبِي طَلْحَةَ وَهُوَ زَوْجُ أُمِّ سُلَيْمٍ بِنْتِ مِلْحَانَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ، قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ

عَصَّبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ، فَسَأَلْتُ بَعْضَ أَصْحَابِهِ، فَقَالُوا: مِنَ الْجُوعِ، فَدَخَلَ أَبُو طَلْحَةَ عَلَى أُمِّي، فَقَالَ: هَلْ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، عِنْدِي كِسَرٌ مِنْ خُبْزٍ وَتَمَرَاتٌ، فَإِنْ جَاءَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْدَهُ أَشْبَعْنَاهُ، وَإِنْ جَاءَ آخَرُ مَعَهُ قَلَّ عَنْهُمْ، ثُمَّ ذَكَرَ سَائِرَ الْحَدِيثِ بِقِصَّتِهِ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو میں نے آپ ﷺ کو صحابہ کے ساتھ تشریف فرما پایا اور آپ ﷺ ان سے باتیں فرما رہے تھے اور آپ ﷺ کے پیٹ پر ایک پٹی باندھی ہوئی تھی۔ میں نے بعض صحابہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیٹ پر پٹی کیوں باندھی ہوئی ہے؟ تو وہ کہنے لگے کہ بھوک کی وجہ سے، (حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ) میں حضرت ابوطلحہ کی طرف گیا جو کہ ام سلیم بنت ملحان کے شوہر تھے۔ میں نے ان سے عرض کیا: اے ابا جان! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنے پیٹ پر پٹی باندھی ہوئی ہے۔ میں نے بعض صحابہ سے (اس پٹی کے بارے میں) پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے اپنی بھوک کی وجہ سے ایسا کیا ہوا ہے (یہ سنتے ہی) حضرت ابوطلحہ میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا: کیا آپ کے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ ام سلیم نے کہا: جی ہاں! میرے پاس چند ٹکڑے روٹی کے اور چند کھجوریں ہیں اگر رسول اللہ ﷺ اکیلے تشریف لے آئیں (تو یہ کھانا) آپ ﷺ کے پیٹ بھرنے کے لیے کافی ہوگا اور اگر اور کوئی بھی آپ ﷺ کے ساتھ آئے گا تو ان سے کم ہو جائے گا۔ (پھر اس کے بعد) مذکورہ بالا واقعہ کی طرح حدیث ذکر کی۔

٥٣١٩۔ وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ مَيْمُونٍ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَعَامِ أَبِي طَلْحَةَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطلحہ کے کھانے کے بارے میں مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کی طرح حدیث نقل کرتے ہیں۔

باب شرب المرق واستحباب اكل اليقطين

شوربہ پینے اور کدو استعمال کرنے کے استحباب کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو ذکر کیا

٥٣٢٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي

طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ، قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذٰلِكَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِنْ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ، قَالَ أَنَسٌ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَي الصَّحْفَةِ، قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مُنْذُ يَوْمَئِذٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک درزی (کپڑے سینے والا) نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی۔ آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کھانے کی دعوت میں میں بھی گیا تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے جو کی روٹی اور شوربہ جس میں کدو پڑا ہوا تھا اور بھنا ہوا گوشت رکھا گیا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پیالے کے چاروں طرف کدو تلاش کر کے کھا رہے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی دن سے مجھے کدو سے محبت ہوگئی۔

تشریح:

"مرقا" یہ شوربہ کو کہتے ہیں "دباء" یہ کدو کو کہتے ہیں کدو کے بہت ساری اقسام ہیں صحت کے لیے زبردست چیز ہے "وقدید" گوشت کے ٹکڑوں کو کہتے ہیں "یعجبنی" یعنی مجھے کدو بہت پسند آیا پہلے میں کدو کو ناپسند کرتا تھا "اقدر" یعنی جب تک میری قدرت تھی تو میرے لیے جو سالن پکایا جاتا تھا اس میں کدو کا بڑا حصہ ہوتا تھا مسلم کی ایک روایت اسی طرح ہے۔

"خیاطا" درزی کو کہتے ہیں اس خوش قسمت نے آنحضرت کی دعوت کی شوربے میں خشک گوشت کے ٹکڑے تھے اور کدو کے پارچے تھے "قدید" خشک گوشت کے ٹکڑوں کو کہتے ہیں کدو اور لوکی اور ٹینڈہ سب ایک ہی مزاج کی سبزی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احباب کی دعوت کرنا مسنون طریقہ ہے اور اپنے خادم کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانا چاہیے اور برتن کے اندر مختلف چیزیں ہوں تو اس کا انتخاب کرنا اور لینا جائز ہے بشرطیکہ شرکاء پر گراں نہ ہو۔

۵۳۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَجِيءَ بِمَرَقَةٍ فِيهَا دُبَّاءٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْ ذٰلِكَ الدُّبَّاءِ وَيُعْجِبُهُ، قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ جَعَلْتُ أُلْقِيهِ إِلَيْهِ وَلَا أَطْعَمُهُ، قَالَ: فَقَالَ أَنَسٌ: فَمَا زِلْتُ بَعْدُ يُعْجِبُنِي الدُّبَّاءُ،

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی۔ میں

بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑا۔ آپ ﷺ کے سامنے شوربہ رکھا گیا جس میں کدو پڑا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کدو کو کھانے لگے (جس سے معلوم ہوا کہ) آپ ﷺ کو کدو بہت پسند تھا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ دیکھا تو میں آپ ﷺ کے سامنے کدو کرنے لگا اور میں خود نہ کھاتا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں کدو کو بہت پسند کرنے لگا۔

۵۳۲۲۔ وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، وَعَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَزَادَ، قَالَ ثَابِتٌ: فَسَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُولُ: فَمَا صُنِعَ لِي طَعَامٌ بَعْدُ أَقْدِرُ عَلَى أَنْ يُصْنَعَ فِيهِ دُبَّاءٌ إِلَّا صُنِعَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک درزی آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی (اس حدیث میں یہ بات زائد ہے کہ) حضرت ثابت کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ (پھر اس کے بعد جو کھانا بھی میرے لیے تیار کیا گیا اور جتنا مجھ سے ہوسکا تو میں نے اس میں کدو کو ضرور شامل کروایا۔

باب القاء النوىٰ بين اصبعين

کھجور کھا کر گٹھلیوں کو دو انگلیوں کے درمیان رکھنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۵۳۲۳۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ، قَالَ: نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي، قَالَ: فَقَرَّبْنَا إِلَيْهِ طَعَامًا وَوَطْبَةً، فَأَكَلَ مِنْهَا، ثُمَّ أُتِيَ بِتَمْرٍ فَكَانَ يَأْكُلُهُ وَيُلْقِي النَّوَى بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ، وَيَجْمَعُ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى قَالَ شُعْبَةُ: هُوَ ظَنِّي وَهُوَ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ إِلْقَاءُ النَّوَى بَيْنَ الْإِصْبَعَيْنِ ثُمَّ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ، ثُمَّ نَاوَلَهُ الَّذِي عَنْ يَمِينِهِ، قَالَ: فَقَالَ أَبِي: وَأَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهِ، ادْعُ اللّٰهَ لَنَا، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ، بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ، وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ،

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے والد کی طرف تشریف لائے تو ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا اور وطبہ (کھجوروں سے بنا ہوا ایک قسم کا کھانا) پیش کیا تو آپ ﷺ نے اس میں سے کھایا پھر خشک کھجوریں لائی گئیں تو آپ ﷺ نے وہ بھی کھائیں اور کھجوروں کی گٹھلیاں اپنی دونوں انگلیوں یعنی

شہادت والی انگلی اور درمیانی انگلی کے بیچ میں ڈالنے لگے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میرا بھی یہی گمان ہے کہ اس حدیث میں ہے کہ اگر اللہ نے چاہا کہ گٹھلیاں دونوں انگلیوں کے درمیان ڈالنا پھر (آپ ﷺ کے سامنے) پینے کی چیزیں لائی گئیں تو آپ ﷺ نے اسے پیا پھر آپ ﷺ نے اسے دیا جو آپ ﷺ کے دائیں طرف بیٹھا تھا۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ پھر میرے والد نے آپ ﷺ کے جانور کی لگام پکڑی اور عرض کرنے لگے: (اے اللہ کے رسول!) ہمارے لیے دعا فرمائیں تو آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! ان کے رزق میں برکت عطا فرما اور ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم فرما۔

تشریح:

"بین اصبعیہ" یعنی آنحضرت کھجور کے کھانے کے بعد اس کی گٹھلیوں کو دو انگلیوں کے درمیان رکھتے تھے اب سوال یہ ہے کہ آنحضرت ایسا کیوں کرتے تھے تو ایک وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ گٹھلی پھینکنے کی جگہ نہیں ہوگی اور پلیٹ میں رکھنے سے دوسری کھجور کے آلودہ ہونے کا خطرہ تھا پھر سوال اٹھتا ہے کہ آپ نے انگلیوں کے درمیان کیوں رکھا ہتھیلی میں کیوں نہیں رکھا؟

اس کا جواب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ پوری ہتھیلی کو چکناہٹ سے بچانے کے لیے انگلیوں کے درمیان رکھا تاکہ کم سے کم جگہ میں چکناہٹ لگے، پھر یہ عمل آپ کی زندگی کا معمول نہیں تھا کسی خاص عارض کی وجہ سے ایسا ہوا ہے کسی صحابی نے بعد میں اس پر عمل نہیں کیا ہے۔

"قال شعبة" یعنی شیخ شعبہ فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ آنحضرت گٹھلیوں کے ساتھ ایسا معاملہ فرماتے تھے یعنی شعبہ نے اس روایت میں شک کا اظہار کیا مگر اگلی روایت میں جزم کے ساتھ نقل کیا کوئی شک نہیں کیا اور ایسا ہو جاتا ہے کہ کبھی محدث کو شبہ ہو جاتا ہے مگر پھر یاد آ جاتا ہے اور نقل کر دیتا ہے۔

"وطبة" صحیح مسلم کے تمام نسخوں میں یہ لفظ اسی طرح ہے یہ ایک حلوا نما طعام ہے جو پنیر، گھی اور برنی کھجور کو کوٹ کر بنایا جاتا ہے "ای هو الحیس یجمع التمر البرنی والاقط المدقوق والسمن"

۵۳۲۱۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، ح وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَشُكَّا فِي إِلْقَاءِ النَّوَى بَيْنَ الْإِصْبَعَيْنِ

حضرت شعبہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث کی طرح روایت منقول ہے لیکن اس میں گٹھلیاں رکھنے کے بارے میں شک کا ذکر نہیں کیا۔

بَابُ أَكْلِ الْقِثَّاءِ بِالرُّطَبِ

ترکھجور کے ساتھ ککڑی کھانے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو بیان کیا ہے

۵۳۲۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَوْنٍ الْهِلَالِيُّ، قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا، وقَالَ ابْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کھجوروں کے ساتھ ککڑی کھا رہے تھے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَوَاضُعِ الْآكِلِ، وَصِفَةِ قُعُودِهِ

کھانے میں تواضع اور بیٹھنے کی کیفیت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۵۳۲۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، كِلَاهُمَا عَنْ حَفْصٍ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سُلَيْمٍ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْعِيًا يَأْكُلُ تَمْرًا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو اقعاء کی طریقہ پر (یعنی دونوں پنڈلیاں کھڑی کر کے سرین زمین پر لگائے ہوئے) کھجوریں کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

تشریح:

''مقعیا'' یہ اقعاء سے ہے ای جالسا علی الیتہ ناصبا ساقیہ ٹانگوں کو کھڑا رکھ کر مقعد پر بیٹھنے کو کہتے ہیں کھانے کا یہ ایک طریقہ ہے جس میں تواضع ہے ٹیک لگانے کے علاوہ ہر طرح پر کھانا جائز ہے البتہ صاحب عذر ٹیک لگا کر کھا سکتا ہے اس طرح بیٹھنے میں یہ اشارہ ہے کہ انسان کا اصل کام کھانا نہیں بلکہ یہ ایک ضرورت ہے اور اسی حد تک اس کو استعمال کرنا چاہیے۔

''وھو محتفز'' یعنی آپ جلدی میں تھے گویا ابھی ابھی اُٹھ کر جا رہے ہیں ''اکلا ذریعا'' یہ بھی جلدی جلدی کھانے کے معنی

ہیں ہے "حثیثا" کا مطلب بھی یہی ہے۔ آنے والی حدیث کے الفاظ ہیں۔

٥٣٢٧۔ وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُهُ وَهُوَ مُحْتَفِزٌ، يَأْكُلُ مِنْهُ أَكْلًا ذَرِيعًا، وَفِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ: أَكْلًا حَثِيثًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں کھجوریں لائی گئیں تو نبی ﷺ ان کھجوروں کو تقسیم فرمانے لگے اور آپ ﷺ اس طرح بیٹھے ہوئے تھے جس طرح کہ کوئی جلدی میں بیٹھتا ہے اور آپ ﷺ اس میں کھا بھی رہے تھے۔

بَابُ نَهْيِ الْآكِلِ مَعَ جَمَاعَةٍ عَنْ قِرَانِ تَمْرَتَيْنِ

جماعت کیساتھ کھانے والے کے لیے دو کھجوریں ملا کر کھانا منع ہے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٥٣٢٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ جَبَلَةَ بْنَ سُحَيْمٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ، قَالَ: وَقَدْ كَانَ أَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ جَهْدٌ، وَكُنَّا نَأْكُلُ فَيَمُرُّ عَلَيْنَا ابْنُ عُمَرَ وَنَحْنُ نَأْكُلُ، فَيَقُولُ: لَا تُقَارِنُوا فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْإِقْرَانِ، إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ، قَالَ شُعْبَةُ: لَا أُرَى هَذِهِ الْكَلِمَةَ إِلَّا مِنْ كَلِمَةِ ابْنِ عُمَرَ يَعْنِي الِاسْتِئْذَانَ۔

حضرت جبلہ بن سحیم ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہمیں کھجوریں کھلاتے تھے جب کہ لوگ ان دنوں میں قحط سالی میں مبتلا تھے اور ہم کھا رہے تھے تو حضرت ابن عمر ہمارے پاس سے گزرے اور ہم کھا رہے تھے تو وہ فرمانے لگے کہ تم اس طرح دو، دو کھجوریں ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح ملا کر کھانے سے منع فرمایا۔ سوائے اس کے کہ اپنے ساتھی سے اجازت لے لو۔ حضرت شعبہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ کلمہ یعنی اپنے بھائی سے اجازت طلب کرنا یہ حضرت ابن عمر کا قول ہے۔

تشریح:

"ابن الزبیر" اس سے مراد عبداللہ بن زبیر ہیں آپ کی حکومت تھی اور یہ مال غنیمت کا وہ حصہ تھا جو سال کے بعد مجاہدین کو ملا کرتا تھا نقد روپے نہ ہونے کی وجہ سے کھجور دیا جاتا تھا "جھد" اس سے خشک سالی اور قحط مراد ہے جس طرح ساتھیوں کے ساتھ کھجور میں

دو دو دانے ملانا منع ہے اسی طرح کھجور کی مانند دانوں والی ہر چیز کا یہی حکم ہے۔

۵۳۲۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا قَوْلُ شُعْبَةَ، وَلَا قَوْلُهُ: وَقَدْ كَانَ أَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ جَهْدٌ

حضرت شعبہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت منقول ہے اور ان دونوں روایتوں میں شعبہ کے قول (یہ کلمہ یعنی اپنے بھائی سے اجازت طلب کرنا حضرت ابن عمرؓ کا قول ہے) کا ذکر نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان دونوں روایتوں میں لوگوں کا قحط سالی میں مبتلا ہونے کا ذکر ہے۔

۵۳۳۰۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْرِنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی آدمی دو، دو کھجوریں ملا کر کھائے جب تک کہ وہ اپنے (دیگر) ساتھیوں سے اجازت نہ لیلے۔

بَابُ ادِّخَارِ التَّمْرِ لِلْعِيَالِ

اہل وعیال کے لیے کھجور وغیرہ ذخیرہ کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۵۳۳۱۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَجُوعُ أَهْلُ بَيْتٍ عِنْدَهُمُ التَّمْرُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ گھر والے بھوکے نہیں ہوتے کہ جن کے پاس کھجوریں ہوں۔

۵۳۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَحْلَاءَ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ

مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَائِشَةُ، بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ، يَا عَائِشَةُ، بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ أَوْ جَاعَ أَهْلُهُ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں اس گھر والے بھوکے ہیں۔ اے عائشہ جس گھر میں کھجوریں نہیں اس گھر والے بھوکے ہیں۔ آپ ﷺ نے گویا دو یا تین مرتبہ یہی فرمایا۔

بَابُ فَضْلِ عَجْوَةِ الْمَدِينَةِ

مدینہ کی عجوہ کی فضیلت

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۵۳۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِمَّا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حِينَ يُصْبِحُ، لَمْ يَضُرَّهُ سُمٌّ حَتَّى يُمْسِيَ

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی صبح کے وقت مدینہ منورہ کے دونوں پتھریلے کناروں کے درمیان سات کھجوریں کھائے گا تو شام تک اسے کوئی زہر نقصان نہیں پہنچائے گا۔

تشریح:

"سبع تمراة" ان کھجوروں سے عجوہ کھجوریں مراد ہیں کیونکہ آیندہ حدیثوں میں عجوہ کی تصریح موجود ہے "لا بتيها" یہ لابۃ کا تثنیہ ہے مدینہ منورہ دو سیاہ سنگریزوں کے درمیان واقع ہے اسی کو حرتین بھی کہا گیا ہے ایک حرۃ الوبرہ ہے دوسرا حرۃ واقم ہے۔

"سم" سین پر زبر ہے یہ فصیح لغت ہے زیر اور ضمہ بھی جائز ہے زہر کو کہتے ہیں "عجوة العالية" یہ لفظ آیندہ حدیث میں ہے عجوہ ایک عمدہ کھجور ہے کسی زمانہ میں اس کا ایک کلو ایک سو دس ریال کا ہوتا تھا اب عمدہ عجوہ نہیں ملتی ہے پھر بھی پچاس ریال سے کم نہیں ہے اس کا دانہ سیاہ ہوتا ہے گول ہوتا ہے مٹھاس میں کم ہے اور فوائد میں بہت زیادہ ہے دل کے مریض کے لیے اس کا خاص نسخہ مشکوۃ شریف میں مذکور ہے یہاں جادو اور زہر کے لیے اس کو مفید بتایا گیا ہے تریاق ہر قسم زہر کی دوا کو کہتے ہیں "العالية" مدینہ کے بالائی علاقہ کو عوالی اور عالیہ کہتے ہیں دوسرے حصہ کو السافلة کہتے ہیں "اول البكرة" یہ شرط ہے کہ نہار منہ عجوہ کے سات

دانے کھائے جائیں تو نہ جادو چلے گا نہ زہر چڑھیگا۔

٥٣٣٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ سَعْدًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً، لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ، وَلَا سِحْرٌ،

حضرت سعد رضی اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو آدمی صبح کے وقت (مدینہ منورہ) کی سات عدد کھجوریں کھائے گا تو اس آدمی کو اس دن نہ کوئی زہر نقصان پہنچائے گا اور نہ ہی کوئی جادو۔

٥٣٣٥۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، ح وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، كِلَاهُمَا عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، وَلَا يَقُولَانِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ہاشم بن ہاشم رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت منقول ہے اور انہوں نے ان دونوں روایتوں میں سمعت النبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا ہے۔

٥٣٣٦۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شَرِيكٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ فِي عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءً أَوْ إِنَّهَا تِرْيَاقٌ أَوَّلَ الْبُكْرَةِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عجوہ عالیہ میں شفاء ہے یا صبح کے وقت عجوہ کھجور کا استعمال کرنا تریاق ہے۔ (عالیہ مدینہ منورہ کے بالائی حصہ کی عجوہ قسم کی کھجور کو کہا جاتا ہے)

بَابُ فَضْلِ الْكَمْأَةِ، وَمُدَاوَاةِ الْعَيْنِ بِهَا

کنھبی کی فضیلت اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

٥٣٣٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، وَعَمْرُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، قَالَ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ :الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ کھمبی مَنّ کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لیے (باعث) شفا ہے۔

تشریح:

"الکماۃ" اس کی جمع اکموٗ ہے زمین اور پہاڑ میں بوسیدہ لکڑیوں اور بعض درختوں کی جڑوں کے پاس یہ نبات پیدا ہوتا ہے اس کی کئی اقسام ہیں ہمارے ہاں دو مشہور ہیں اس کو اردو میں کھمبی اور ہماری زبان میں خرڑی کہتے ہیں یہ موسم برسات میں ہوتے ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ یہ آنکھوں کے لیے شفاء ہے اس کو شحم الارض بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ چربی کی مانند ایک زمینی نبات ہے دودھ میں یا پانی میں پکاتے ہیں یہ عمدہ گوشت کی طرح لذیذ ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک نعمت ہے جس طرح بنی اسرائیل کو صحراء میں بطور نعمت من وسلویٰ عطا کیا گیا۔

آنحضرت نے اس کا ایک فائدہ یہ بتایا کہ اس کے پانی کو اگر نچوڑ لیا جائے اور رات کو ایک قطرہ آنکھ میں ڈالا جائے تو نظر ٹھیک ہو جاتی ہے۔ باب الطب میں اس کا بیان ان شاء اللہ آئے گا۔

"من المن" یہ لفظ بار بار آیا ہے یہ من وسلویٰ کی طرف اشارہ ہے المن نعمت کے معنی میں بھی ہے۔

٥٢٣٨ ـ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ، وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى،

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ کھمبی من کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا کا باعث ہے۔

٥٢٣٩ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ شُعْبَةُ: لَمَّا حَدَّثَنِي بِهِ الْحَكَمُ لَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت کرتے ہیں۔ حضرت شعبہ کہتے

ہیں کہ حضرت حکم نے جب مجھ سے یہ حدیث بیان کی تو میں نے عبدالملک کی روایت کردہ حدیث کا انکار نہیں کیا۔

٥٣٤٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کھنبی اس من میں سے ہے کہ جو اللہ تعالی نے بنی اسرائیل پر نازل فرمایا تھا اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے۔

٥٣٤١۔ وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى مُوسَى، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کھنبی اس من میں سے ہے کہ جو اللہ تعالی نے (موسی کی قوم بنی اسرائیل) پر نازل فرمایا تھا اور اسکا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

٥٣٤٢۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ، يَقُولُ: قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کھنبی اس من میں سے ہے کہ جو اللہ تعالی نے بنی اسرائیل پر نازل فرمایا تھا اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے۔

٥٣٤٣۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شَبِيبٍ، قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: فَلَقِيتُ عَبْدَ الْمَلِكِ، فَحَدَّثَنِي عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کھنبی من کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے۔

بَابُ فَضِيلَةِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْكَبَاثِ

سیاہ پیلو کے عمدہ ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۵۳۴۴۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، وَنَحْنُ نَجْنِي الْكَبَاثَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ، قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَأَنَّكَ رَعَيْتَ الْغَنَمَ، قَالَ: نَعَمْ، وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا أَوْ نَحْوَ هَذَا مِنَ الْقَوْلِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہران کے مقام سے گزرے تو ہم پیلو چننے لگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پیلو میں سے سیاہ تلاش کرو۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ایسے لگ رہا ہے جیسا کہ) آپ نے بکریاں چرائی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ (یا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

تشریح:

"بمر الظہران" یہ مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے جس کو وادی فاطمہ کہتے ہیں عثمانی دور میں کسی فاطمہ عورت کی طرف منسوب ہے حضرت فاطمہ مراد نہیں ہے یہیں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر پڑاؤ ڈالا تھا۔ "نجنی" چننے اور توڑ کر حاصل کرنے کے معنی میں ہے۔ "الکباث" پیلو کے پکے پھلوں کو کہتے ہیں "ای النضیج من ثمر الاراک" (مرقات)

"وھل من نبی" صحابہ کرام نے جب آنحضرت سے یہ سنا کہ پیلو کے پھلوں میں سے سیاہ کھاؤ وہ زیادہ لذیذ ہوتا ہے تو اس پر صحابہ نے اندازہ لگایا کہ یہ معلومات صرف ان لوگوں کو ہوتی ہیں جو صحراء میں بکریوں کو چراتے ہیں اس وجہ سے صحابہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ کیا آپ نے بکریاں چرائیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضابطہ کی طرف اشارہ کیا کہ ہر نبی نے بکریاں چرائیں ہیں اس میں یہ حکمت ہوتی ہے کہ بکری ایک عاجز اور کمزور حیوان ہے مگر طبعی طور پر چرنے میں نہایت متحرک واقع ہے درخت کا ایک پتہ ایک جگہ سے کھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے دوسری جگہ پہنچ جاتا ہے اگر معمولی پتھر سے اسے مارا گیا تو بکری مرجاتی ہے جنگل میں بکری کے دشمن بھی بہت زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ لومڑی بھی اس کو پھاڑ سکتی ہے اس لیے بکریاں چرانے والوں کے مزاج میں

عاجزی اعتدال اور سخت برداشت کا مادہ پیدا ہوجاتا ہے اور یہی چیزیں ہیں جن کی ضرورت انبیاء کو پڑتی ہے تاکہ مستقبل میں عوام کے پاس جاکر کھلے سینے اور ٹھنڈے دماغ سے انہیں سمجھائیں بکریاں چرانے سے نظم وضبط کی مہارت بھی حاصل ہوجاتی ہے جس سے انسانوں کو منظم کرنا اور ان کی گرم نرم بات کو برداشت کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

ملاعلی قاریؒ نے مرقات میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ کیا جانتے ہو میں نے کیوں تجھے نبوت عطا کی؟ حضرت موسیٰ نے نفی میں جواب دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک دفعہ تم بکریاں چرا رہے تھے ایک بکری بھاگ کھڑی ہوئی تم اس کے پیچھے بھاگے خوب تھک گئے مگر تم نے بکری کو پکڑ لیا اور اس سے کہا کہ او بیچاری! تو نے اپنے آپ کو بھی مصیبت میں ڈالا اور مجھے بھی ڈالا میں نے جب دیکھا کہ حیوان پر تمہاری اس طرح شفقت ہے تو تجھے انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا۔ آج کل لوگ بغیر تربیت کے داعی بنتے ہیں اور نقصان کرتے ہیں، حدیث سے معلوم ہوا کہ نبوت ہمیشہ عاجز اور متواضع طبقات میں آئی ہے۔

بَابُ فَضِيلَةِ الْخَلِّ وَالتَّأَدُّمِ بِهِ

سرکہ کی فضیلت اور اس کو سالن میں استعمال کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۳۴۵۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نِعْمَ الْأُدُمُ أَوِ الْإِدَامُ الْخَلُّ،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین سالن سرکہ کا ہے۔

۵۳۴۶۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُوسَى بْنُ قُرَيْشِ بْنِ نَافِعٍ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: نِعْمَ الْأُدُمُ وَلَمْ يَشُكَّ

حضرت سلیمان بن بلال رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت منقول ہے اور صرف لفظی فرق ہے۔

۵۳۴۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ أَهْلَهُ الْأُدُمَ، فَقَالُوا: مَا عِنْدَنَا إِلَّا خَلٌّ، فَدَعَا بِهِ، فَجَعَلَ يَأْكُلُ بِهِ، وَيَقُولُ: نِعْمَ الْأُدُمُ الْخَلُّ، نِعْمَ الْأُدُمُ الْخَلُّ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے گھر والوں سے سالن طلب فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس سوائے سرکہ اور کچھ نہیں ہے تو آپ ﷺ نے سرکہ منگوایا اور اس سے آپ ﷺ نے (روٹی) کھانی شروع کردی (اور ساتھ ساتھ) آپؐ فرماتے: بہترین سالن سرکہ ہے، بہترین سالن سرکہ ہے۔

۵۳۴۸۔ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ، عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَأَخْرَجَ إِلَيْهِ فِلَقًا مِنْ خُبْزٍ، فَقَالَ: مَا مِنْ أُدُمٍ؟ فَقَالُوا: لَا إِلَّا شَيْءٌ مِنْ خَلٍّ، قَالَ: فَإِنَّ الْخَلَّ نِعْمَ الْأُدُمُ، قَالَ جَابِرٌ: فَمَا زِلْتُ أُحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وقَالَ طَلْحَةُ: مَا زِلْتُ أُحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ جَابِرٍ،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کی خدمت میں روٹی کے چند ٹکڑے پیش کیے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کوئی سالن ہے؟ گھر والوں نے عرض کیا: نہیں! صرف کچھ سرکہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سرکہ بہترین سالن ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جس وقت سے میں نے نبی ﷺ سے (یہ جملہ) سنا مجھے سرکہ سے محبت ہوگئی اور حضرت ابوطلحہ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی حضرت جابر سے جس وقت سے یہ حدیث سنی ہے مجھے بھی سرکہ سے محبت ہوگئی۔

۵۳۴۹۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِهِ إِلَى مَنْزِلِهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ إِلَى قَوْلِهِ: فَنِعْمَ الْأُدُمُ الْخَلُّ، وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئے اور پھر آگے ابن علیہ کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے مگر اس میں بعد کا حصہ یعنی حضرت جابر اور حضرت ابوطلحہ کا قول (مجھے سرکہ سے محبت ہوگئی) ذکر نہیں کیا گیا۔

۵۳۵۰۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي زَيْنَبَ، حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا فِي دَارِي، فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَشَارَ إِلَيَّ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَأَخَذَ بِيَدِي، فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَى بَعْضَ حُجَرِ

نِسَائِهِ، فَدَخَلَ ثُمَّ أَذِنَ لِي، فَدَخَلْتُ الْحِجَابَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: هَلْ مِنْ غَدَاءٍ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ، فَأُتِيَ بِثَلَاثَةِ أَقْرِصَةٍ، فَوُضِعْنَ عَلَى نَبِيٍّ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرْصًا، فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَأَخَذَ قُرْصًا آخَرَ، فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيَّ، ثُمَّ أَخَذَ الثَّالِثَ، فَكَسَرَهُ بِاثْنَيْنِ، فَجَعَلَ نِصْفَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَنِصْفَهُ بَيْنَ يَدَيَّ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ مِنْ أُدُمٍ؟ قَالُوا: لَا إِلَّا شَيْءٌ مِنْ خَلٍّ، قَالَ: هَاتُوهُ، فَنِعْمَ الْأُدُمُ هُوَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے میری طرف اشارہ کیا تو میں آپ ﷺ کی طرف اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ پھر ہم چل پڑے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے کسی حجرہ کی طرف تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے، پھر آپ ﷺ نے مجھے بھی (اندر آنے کی) اجازت عطا فرمائی۔ میں اندر داخل ہوا تو نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ نے پردہ کیا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کھانے کی کوئی چیز ہے؟ گھر والوں نے کہا: ہاں! پھر (اس کے بعد) تین روٹیاں چھال کے دسترخوان پر رکھ کر آپ ﷺ کے سامنے لائی گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ایک روٹی اپنے سامنے رکھی اور پھر دوسری روٹی پکڑ کر توڑی اور آدھی روٹی اپنے سامنے اور آدھی روٹی میرے سامنے رکھی پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کوئی سالن ہے؟ گھر والوں نے کہا: سرکہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سرکہ ہی لے آؤ۔ سرکہ تو بہترین سالن ہے۔

تشریح:

''حُجَر'' حجرۃ کی جمع ہے چھوٹے مکان کو کہتے ہیں ''فدخلت الحجاب'' یعنی میں حجاب کے مقام میں داخل ہو گیا اس میں بے حجابی نہیں تھی کیونکہ حجاب کے مقام میں داخل ہونے سے بے پردہ ہونا لازم نہیں آتا خصوصاً جب اجازت کے ملنے کے بعد آدمی داخل ہوتا ہو یہاں اجازت کی تصریح موجود ہے ''اقرصه'' یہ قرص کی جمع ہے چپاتی اور چھوٹی روٹی کو کہتے ہیں۔ ''على نَبِيّ'' یہ لفظ یہاں اسی طرح واقع ہے چٹائی کے دسترخوان کو کہتے ہیں قاضی عیاض وغیرہ کہتے ہیں کہ اکثر علماء نے اس کو ''بَتّي'' نقل کیا ہے اور البت اون کی چادر کو کہتے ہیں شاید روٹی رکھنے کا کوئی رومال ہوگا یہ توجیہ بہت اچھی ہے شاید نقل میں کسی نے بَتّی سے نَبِی بنادیا آنحضرت نے ان تین چپاتیوں کو ڈیڑھ ڈیڑھ بنا کر تقسیم کیا اور پھر سالن مانگ لیا۔ اُدُم یہ ادام کی جمع ہے سالن کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ سرکہ تو بہترین سالن ہے اسی کے ساتھ روٹی کھالیں گے۔

بَابُ كَرَاهَةِ أَكْلِ الثُّومِ

لہسن کھانا مکروہ ہے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ أَكَلَ مِنْهُ، وَبَعَثَ بِفَضْلِهِ إِلَيَّ، وَإِنَّهُ بَعَثَ إِلَيَّ يَوْمًا بِفَضْلَةٍ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا، لِأَنَّ فِيهَا ثُومًا فَسَأَلْتُهُ: أَحَرَامٌ هُوَ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ مِنْ أَجْلِ رِيحِهِ، قَالَ: فَإِنِّي أَكْرَهُ مَا كَرِهْتَ،

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جو کھانا بھی لایا جاتا تھا آپ ﷺ اس میں سے کھاتے اور اس میں سے جو کھانا بچ جاتا وہ مجھے بھیج دیتے۔ ایک دن آپ ﷺ نے مجھے کھانا بھیجا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے نہیں کھایا تھا کیونکہ اس میں لہسن تھا۔ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا: کیا لہسن حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حرام تو نہیں لیکن اس کی بو کی وجہ سے میں اسے ناپسند سمجھتا ہوں۔ حضرت ابوایوب نے عرض کیا کہ مجھے بھی وہ چیز ناپسند ہے جو آپ کو ناپسند ہے۔

شرح:

"اتی بطعام" یمن کے بادشاہ تبع نے مدینہ پر حملہ کیا جس میں اس کا بیٹا مارا گیا اس نے مدینہ منورہ کو ویران کرنے کی قسم کھالی مدینہ کے بعض علماء یہود نے ان سے کہا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ یہ نبی آخرالزمان کی ہجرت کی جگہ ہے وہ مکہ سے ہجرت کر کے یہاں آئیں گے بادشاہ نے توبہ کرلی اور ایک مکان بنادیا کہ جب وہ نبی مدینہ آئے گا تو اس مکان میں ٹھہرے گا اس نے ایک رقعہ بھی لکھا جس میں چند اشعار تھے دو شعر یہ ہیں۔

شہدت علی احمد انہ	رسول من اللہ باری النسم
فلو مد عمری الی عمرہ	لکنت وزیرا لہ وابن عم

حضرت ابوایوب انصاری اسی بادشاہ کے خاندان میں سے تھے اور اتفاق سے اسی مکان میں رہ رہے تھے آنحضرت جب مدینہ تشریف لائے تو ہر انصاری چاہتا تھا کہ آپ میرے گھر میں ٹھہریں آنحضرت نے فرمایا میری اونٹنی کو کھلا چھوڑ دو یہ جہاں بیٹھ گئی

میں وہیں ٹھہروں گا۔ چنانچہ اونٹنی آکر ابوایوب انصاری کے گھر کے سامنے رک گئی انصار مدینہ جب دعوت کرتے تو کھانا پکا کر اس مکان میں لاتے تھے اور حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ کھاتے اسی کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے کہ "اذا اتی بطعام" یعنی جب طعام لایا جاتا تھا۔ لہسن کی وجہ سے آپ نے کھانا قبول نہیں کیا اور ساتھیوں کو کھلا دیا معلوم ہوا کچا لہسن کھانا حرام نہیں ہے البتہ مکروہ ہے۔

۵۳۵۲۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، فِي هَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ نے اسی سند کے ساتھ ساتھ گزشتہ حدیث کے مثل نقل کی ہے۔

۵۳۵۳۔ وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ، وَاللَّفْظُ مِنْهُمَا قَرِيبٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، فِي رِوَايَةِ حَجَّاجٍ: ابْنُ يَزِيدَ أَبُو زَيْدٍ الْأَحْوَلُ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَفْلَحَ، مَوْلَى أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَلَيْهِ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّفْلِ، وَأَبُو أَيُّوبَ فِي الْعِلْوِ، قَالَ: فَانْتَبَهَ أَبُو أَيُّوبَ لَيْلَةً، فَقَالَ: نَمْشِي فَوْقَ رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَنَحَّوْا فَبَاتُوا فِي جَانِبٍ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: السُّفْلُ أَرْفَقُ، فَقَالَ: لَا أَعْلُو سَقِيفَةً أَنْتَ تَحْتَهَا، فَتَحَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُلُوِّ، وَأَبُو أَيُّوبَ فِي السُّفْلِ، فَكَانَ يَصْنَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَإِذَا جِيءَ بِهِ إِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِهِ فَيَتَتَبَّعُ مَوْضِعَ أَصَابِعِهِ، فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فِيهِ ثُومٌ، فَلَمَّا رُدَّ إِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقِيلَ لَهُ: لَمْ يَأْكُلْ، فَفَزِعَ وَصَعِدَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَحَرَامٌ هُوَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ، قَالَ: فَإِنِّي أَكْرَهُ مَا تَكْرَهُ أَوْ مَا كَرِهْتَ، قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو نبی ﷺ حضرت ابوایوب کے گھر کی نچلی منزل میں ٹھہرے اور حضرت ابوایوب کہتے ہیں کہ میں ایک رات بیدار ہوا اور کہنے لگا کہ ہم تو رسول اللہ ﷺ کے سر کے اوپر چلتے ہیں (جو کہ ادب کے خلاف ہے) تو ہم رات کو ہٹ کر ایک کونے کی طرف ہو گئے اور پھر نبی ﷺ سے عرض کیا: (کہ آپ گھر کے اوپر والے حصے میں قیام فرمائیں) نبی ﷺ نے فرمایا: نیچے والے گھر میں زیادہ آسانی ہے۔ حضرت ابوایوبؓ نے عرض کیا کہ میں تو اس چھت پر نہیں رہ سکتا کہ جس چھت کے نیچے آپ ہوں۔

تو نبی ﷺ (حضرت ابوایوب کی یہ عرض سن کر) اوپر والے حصے میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوایوب نیچے والے گھر میں آگئے۔ حضرت ابوایوب نبی ﷺ کے لیے کھانا تیار کرتے تھے تو جب وہ (بچا ہوا کھانا) واپس آتا اور حضرت ابوایوب کے سامنے رکھا جاتا تو حضرت ابوایوب اس جگہ کے بارے میں پوچھتے کہ جس جگہ آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں ڈال کر کھانا کھایا اور پھر اس جگہ سے حضرت ابوایوب تناول فرماتے (ایک دن) حضرت ابوایوب نے آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا جس میں لہسن تھا تو جب یہ کھانا لوٹ کر واپس حضرت ابوایوب کی طرف لایا گیا تو انہوں نے معمول کے مطابق آپ ﷺ کی انگلیوں کے بارے میں پوچھا تو آپ سے کہا گیا کہ آپ ﷺ نے کھانا نہیں کھایا (یہ سنتے ہی) حضرت ابوایوب گھبرا گئے اور آپ ﷺ کی طرف اوپر چڑھ کر عرض کیا: کیا یہ حرام ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: حرام تو نہیں ہے لیکن مجھے یہ ناپسند ہے۔ حضرت ابوایوب نے عرض کیا: مجھے بھی وہ چیز ناپسند ہے جو آپ ﷺ کو ناپسند ہے۔ حضرت ابوایوب فرماتے ہیں کہ نبیؐ (کے پاس حضرت جبریل) وحی لے کر آتے تھے۔

بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَفَضْلِ إِيثَارِهِ

مہمان کا اکرام اور ایثار کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

قال اللہ تعالیٰ ﴿ويطعمون الطعام على حبه مسكينا ويتيما واسيرا﴾

ضاف يضيف ضيفا وضيافة کے اصل معنی مائل ہونے کے ہیں مہمان بھی کسی طرف مائل ہوتا ہے ضیف مہمان کو کہتے ہیں اور مضیف میزبان کو کہتے ہیں اور ضیافت مہمان داری کو کہتے ہیں۔ جمہور علماء کے نزدیک خندہ پیشانی کے ساتھ مہمان داری کرنا مستحب ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ مہمان داری کرنا ایک دن تک واجب ہے پھر مستحب ہے ان علماء میں شیخ لیث بھی شامل ہیں۔ لیکن جمہور علماء فرماتے ہیں کہ مہمان داری اخلاقیات کے قبیل سے ہے لہٰذا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور جن روایات میں واجب یا لازم کے الفاظ آئے ہیں وہ یا تو حالت اضطرار پر محمول ہیں یا اس سے مراد وہ خاص ٹیکس اور جزیہ ہے جو کھانے کی صورت میں ذمیوں پر مقرر کیا جاتا ہے یا ابتدائے اسلام میں ضیافت واجب تھی پھر وجوب منسوخ ہو کر استحباب باقی رہ گیا۔ بہر حال ضیافت اور مہمان داری اسلام کی خاص پہچان ہے جن علاقوں میں انسانیت موجود ہوتی ہے اور جدید تعلیم سے فطرت مسخ ہونے سے محفوظ رہ چکی ہے وہاں ضیافت اور مہمان داری بڑے پیمانے پر ہوتی ہے، اسلام نے کچھ آداب وقواعد بھی مہمانوں کو سکھائے ہیں اسی طرح میزبان کو بھی چند آداب وقواعد کا پابند بنایا ہے آنے والی احادیث میں یہی بیان ہے۔

٥٣٥٤۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي مَجْهُودٌ، فَأَرْسَلَ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ، فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا عِنْدِي إِلَّا مَاءٌ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى أُخْرَى، فَقَالَتْ مِثْلَ ذَلِكَ، حَتَّى قُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذَلِكَ: لَا، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا عِنْدِي إِلَّا مَاءٌ، فَقَالَ: مَنْ يُضِيفُ هَذَا اللَّيْلَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ؟، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: أَنَا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى رَحْلِهِ، فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ قَالَتْ: لَا إِلَّا قُوتُ صِبْيَانِي، قَالَ: فَعَلِّلِيهِمْ بِشَيْءٍ، فَإِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَأَطْفِئِ السِّرَاجَ، وَأَرِيهِ أَنَّا نَأْكُلُ، فَإِذَا أَهْوَى لِيَأْكُلَ، فَقُومِي إِلَى السِّرَاجِ حَتَّى تُطْفِئِيهِ، قَالَ: فَقَعَدُوا وَأَكَلَ الضَّيْفُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: قَدْ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ صَنِيعِكُمَا بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کیا کہ میں فاقہ میں ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کی طرف ایک آدمی کو بھیجا تو زوجہ مطہرہ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میرے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اسے دوسری زوجہ مطہرہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا: یہاں تک کہ آپ ﷺ کی سب ازواج مطہرات نے یہی کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میرے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی آج رات اس مہمان کی مہمان نوازی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا۔ انصار میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ پھر وہ انصاری آدمی اس مہمان کو لے کر اپنے گھر کی طرف چلے اور اپنی بیوی سے کہا: کیا آپ کے پاس (کھانے کو) کچھ ہے؟ وہ کہنے لگی کہ سوائے میرے بچوں کے میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ انصاری نے کہا کہ ان بچوں کو کسی چیز سے بہلا دو اور جب مہمان اندر آجائے تو چراغ بجھا دینا اور اس پر یہ ظاہر کرنا گویا کہ ہم بھی کھانا کھا رہے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ (مہمان کے ساتھ سب گھر والے) بیٹھ گئے اور کھانا صرف مہمان ہی نے کھایا۔ پھر جب صبح ہوئی اور وہ دونوں نبی ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے آج رات اپنے مہمان کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے (خوشگوار) تعجب کیا ہے۔ (یعنی اسے نہایت پسند فرمایا ہے)۔

تشریح:

"مجھود" یعنی میں بھوکا مصیبت زدہ ہوں "رجل من الانصار" یہ شخص حضرت ابوطلحہؓ تھے جس طرح بعد کی روایت میں

شروع ہے۔ "عللیهم" یعنی ان بچوں کو بہلا کر سلا دو اور کھانا مہمان کو کھلا دو "عجب الله" یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل سے بہت خوش ہوگئے پھر قرآن کی آیت اتری ﴿ویؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة﴾ یعنی اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ خود فقر و فاقہ میں ہوں۔

۵۲۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ بَاتَ بِهِ ضَيْفٌ، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا قُوتُهُ وَقُوتُ صِبْيَانِهِ، فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: نَوِّمِي الصِّبْيَةَ، وَأَطْفِئِ السِّرَاجَ، وَقَرِّبِي لِلضَّيْفِ مَا عِنْدَكِ، قَالَ: فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) (الحشر: ٩)،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری آدمی کے پاس ایک مہمان آیا تو اس انصاری صحابی کے پاس اپنے اور اپنے بچوں کے کھانے کے علاوہ کوئی چیز نہیں تھی۔ انصاری نے اپنی بیوی سے کہا: بچوں کو سلا دے اور چراغ کو بجھا دے اور جو کچھ آپ کے پاس (کھانے کو) ہے وہ مہمان کے سامنے رکھ دے۔ راوی کہتے ہیں (کہ اس وقت) یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ یعنی اور وہ (صحابہ کرام) اپنی جانوں پر (دوسروں) کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ ان پر فاقہ ہو۔

۵۲۵۶۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُضِيفَهُ، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مَا يُضِيفُهُ، فَقَالَ: أَلَا رَجُلٌ يُضِيفُ هَذَا رَحِمَهُ اللَّهُ؟ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ: أَبُو طَلْحَةَ، فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى رَحْلِهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ جَرِيرٍ، وَذَكَرَ فِيهِ نُزُولَ الْآيَةِ كَمَا ذَكَرَهُ وَكِيعٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی آیا تو آپ ﷺ کے پاس اس کی مہمان نوازی کے لیے کچھ نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کوئی آدمی ہے جو اس آدمی کی مہمان نوازی کرتا؟ (تاکہ) اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ ایک انصاری آدمی کھڑا ہوا جسے حضرت ابوطلحہ کہا جاتا تھا (انہوں نے عرض کیا کہ میں اس کی مہمان نوازی کرتا ہوں) پھر وہ اس مہمان کو اپنے گھر کی طرف لے چلے۔ آگے روایت جریر کی حدیث کی طرح ہے اور اس میں آیت کریمہ کے نزول کا بھی ذکر ہے جیسا کہ وکیع نے اپنی روایت کردہ حدیث میں اسے ذکر کیا۔

آنحضرت کے ساتھ حضرت مقداد کا عجیب قصہ

٥٣٥٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْمِقْدَادِ، قَالَ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِي، وَقَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَأَبْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ، فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ أَنْفُسَنَا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَقْبَلُنَا، فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ بِنَا إِلَى أَهْلِهِ، فَإِذَا ثَلَاثَةُ أَعْنُزٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْتَلِبُوا هَذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا، قَالَ: فَكُنَّا نَحْتَلِبُ فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنَّا نَصِيبَهُ، وَنَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيبَهُ، قَالَ: فَيَجِيءُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ نَائِمًا، وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ، قَالَ: ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي، ثُمَّ يَأْتِي شَرَابَهُ فَيَشْرَبُ، فَأَتَانِي الشَّيْطَانُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَقَدْ شَرِبْتُ نَصِيبِي، فَقَالَ: مُحَمَّدٌ يَأْتِي الْأَنْصَارَ فَيُتْحِفُونَهُ، وَيُصِيبُ عِنْدَهُمْ مَا بِهِ حَاجَةٌ إِلَى هَذِهِ الْجُرْعَةِ، فَأَتَيْتُهَا فَشَرِبْتُهَا، فَلَمَّا أَنْ وَغَلَتْ فِي بَطْنِي، وَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ إِلَيْهَا سَبِيلٌ، قَالَ: نَدَّمَنِي الشَّيْطَانُ، فَقَالَ: وَيْحَكَ، مَا صَنَعْتَ أَشَرِبْتَ شَرَابَ مُحَمَّدٍ، فَيَجِيءُ فَلَا يَجِدُهُ فَيَدْعُو عَلَيْكَ فَتَهْلِكُ فَتَذْهَبُ دُنْيَاكَ وَآخِرَتُكَ، وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ إِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى قَدَمَيَّ خَرَجَ رَأْسِي، وَإِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى رَأْسِي خَرَجَ قَدَمَايَ، وَجَعَلَ لَا يَجِيئُنِي النَّوْمُ، وَأَمَّا صَاحِبَايَ فَنَامَا وَلَمْ يَصْنَعَا مَا صَنَعْتُ، قَالَ: فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى، ثُمَّ أَتَى شَرَابَهُ فَكَشَفَ عَنْهُ، فَلَمْ يَجِدْ فِيهِ شَيْئًا، فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقُلْتُ: الْآنَ يَدْعُو عَلَيَّ فَأَهْلِكُ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ، أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي، وَأَسْقِ مَنْ أَسْقَانِي، قَالَ: فَعَمَدْتُ إِلَى الشَّمْلَةِ فَشَدَدْتُهَا عَلَيَّ، وَأَخَذْتُ الشَّفْرَةَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْأَعْنُزِ أَيُّهَا أَسْمَنُ، فَأَذْبَحُهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا هِيَ حَافِلَةٌ، وَإِذَا هُنَّ حُفَّلٌ كُلُّهُنَّ، فَعَمَدْتُ إِلَى إِنَاءٍ لِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانُوا يَطْمَعُونَ أَنْ يَحْتَلِبُوا فِيهِ، قَالَ: فَحَلَبْتُ فِيهِ حَتَّى عَلَتْهُ رَغْوَةٌ، فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَشَرِبْتُمْ شَرَابَكُمُ اللَّيْلَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اشْرَبْ، فَشَرِبَ، ثُمَّ نَاوَلَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اشْرَبْ، فَشَرِبَ، ثُمَّ نَاوَلَنِي، فَلَمَّا عَرَفْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَوِيَ وَأَصَبْتُ دَعْوَتَهُ، ضَحِكْتُ حَتَّى أُلْقِيتُ

إِلَى الْأَرْضِ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِحْدَى سَوْآتِكَ يَا مِقْدَادُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَانَ مِنْ أَمْرِي كَذَا وَكَذَا وَفَعَلْتُ كَذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا هَذِهِ إِلَّا رَحْمَةٌ مِنَ اللّٰهِ، أَفَلَا كُنْتَ آذَنْتَنِي فَنُوقِظَ صَاحِبَيْنَا فَيُصِيبَانِ مِنْهَا، قَالَ: فَقُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا أُبَالِي إِذَا أَصَبْتَهَا وَأَصَبْتُهَا مَعَكَ مَنْ أَصَابَهَا مِنَ النَّاسِ،

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اور میرے دو ساتھی آئے اور تکلیف کی وجہ سے ہماری قوت سماعت اور قوت بصارت چلی گئی تھی۔ ہم نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر پیش کیا تو ان میں سے کسی نے بھی ہمیں قبول نہیں کیا۔ پھر ہم نبی ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپ ﷺ ہمیں اپنے گھر کی طرف لے گئے۔ (آپ ﷺ کے گھر) تین بکریاں تھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ان بکریوں کا دودھ نکالو۔ پھر ہم ان کا دودھ نکالتے تھے اور ہم میں سے ہر ایک آدمی اپنے حصہ کا دودھ پیتا اور ہم نبی ﷺ کا حصہ اٹھا کر رکھ دیتے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ رات کے وقت تشریف لاتے (تو ایسے انداز میں) سلام کرتے کہ سونے والا بیدار نہ ہوتا اور جاگنے والا (آپ ﷺ کا سلام) سن لیتا۔ پھر آپ ﷺ مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھتے پھر آپ ﷺ اپنے دودھ کے پاس آتے اور اسے پیتے۔ ایک رات شیطان آیا جب کہ میں اپنے حصے کا دودھ پی چکا تھا۔ شیطان کہنے لگا کہ محمد ﷺ انصار کے پاس آتے ہیں اور وہ آپ ﷺ کو تحفے دیتے ہیں اور آپ ﷺ کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ مل جاتی ہے۔ آپ ﷺ کو اس ایک گھونٹ دودھ کی کیا ضرورت ہوگی (شیطان کے اس ورغلانے کے نتیجہ میں) پھر میں آیا اور میں نے وہ دودھ پی لیا جب وہ دودھ میرے پیٹ میں چلا گیا اور مجھے اس بات کا یقین ہوگیا کہ اب آپ ﷺ کو دودھ ملنے کا کوئی راستہ نہیں ہے تو شیطان نے مجھے ندامت دلائی اور کہنے لگا تیری خرابی ہو تو نے یہ کیا کیا؟ تو نے محمد (ﷺ) کے حصے کا بھی دودھ پی لیا۔ آپ ﷺ آئیں گے اور وہ دودھ نہیں پائیں گے تو تجھے بددعا دیں گے تو تو ہلاک ہو جائے گا اور تیری دنیا و آخرت برباد ہو جائے گی۔ میرے پاس ایک چادر تھی جب میں اسے اپنے پاؤں پر ڈالتا تو میرا سر کھل جاتا اور جب میں اسے اپنے سر پر ڈالتا تو میرے پاؤں کھل جاتے اور مجھے نیند بھی نہیں آرہی تھی جب کہ میرے دونوں ساتھی سو رہے تھے۔ انہوں نے وہ کام نہیں کیا جو میں نے کیا تھا بالآخر نبی ﷺ تشریف لائے اور نماز پڑھی پھر آپ ﷺ اپنے دودھ کی طرف آئے، برتن کھولا تو اس میں آپ ﷺ نے کچھ نہ پایا تو آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا میں نے (دل) میں کہا کہ اب آپ ﷺ میرے لیے بددعا فرمائیں گے پھر میں ہلاک ہو جاؤں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تو اسے کھلا جو مجھے کھلائے اور تو اسے پلا جو مجھے پلائے۔ (میں نے یہ سن کر) اپنی چادر مضبوط کر کے باندھ لی پھر میں چھری پکڑ کر بکریوں کی طرف چل پڑا کہ ان بکریوں میں

سے جو موٹی بکری ہو اس کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ذبح کر ڈالوں۔ میں نے دیکھا کہ اس کا ایک تھن دودھ سے بھرا پڑا ہے بلکہ سب بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے پڑے تھے۔ پھر میں نے اس گھر کے برتنوں میں سے وہ برتن لیا کہ جس میں دودھ نہیں دوہا جاتا تھا پھر میں نے اس برتن میں دودھ نکالا یہاں تک کہ دودھ کی جھاگ اوپر تک آگئی پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے رات کو اپنے حصہ کا دودھ پی لیا تھا؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ دودھ پییں۔ آپ ﷺ نے وہ دودھ پیا پھر آپ ﷺ نے مجھے دیا۔ پھر جب مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ سیر ہو گئے ہیں اور آپ ﷺ کی دعا میں نے لے لی ہے تو میں ہنس پڑا یہاں تک کہ مارے خوشی کے میں زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اے مقداد یہ تیری ایک بری عادت ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے ساتھ تو اس طرح کا معاملہ ہوا ہے اور میں نے اس طرح کر لیا ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اس وقت کا دودھ سوائے اللہ کی رحمت کے اور کچھ نہ تھا۔ تو نے مجھے پہلے ہی کیوں نہ بتا دیا تا کہ ہم اپنے ساتھیوں کو بھی جگا دیتے وہ بھی اس میں سے دودھ پی لیتے۔ میں نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے جب آپ ﷺ نے یہ دودھ پی لیا ہے اور میں نے بھی یہ دودھ پی لیا ہے تو اب مجھے اور کوئی پرواہ نہیں (یعنی میں نے اللہ کی رحمت حاصل کر لی ہے تو اب مجھے کیا پرواہ (بوجہ خوشی) کہ لوگوں میں سے کوئی اور بھی یہ رحمت حاصل کرے یا نہ کرے)۔

تشریح:

''اسماعنا وابصارنا'' بھوک جب زیادہ ہو جاتی ہے تو نگاہ ختم ہو جاتی ہے قوت سماعت بھی جواب دیدیتی ہے یہی بات حضرت مقداد بیان کر رہے ہیں ''الجھد'' اس سے بھوک مراد ہے ''الی اھلہ'' یعنی آنحضرت ہمیں اپنے گھر لے گئے ''اعنز'' یہ جمع ہے اس کا مفرد عنزۃ ہے بکری کو کہتے ہیں۔ ''احتلبوا'' یعنی ان بکریوں کا دودھ نکال کر پی لو۔ لیکن ہم چاروں اس میں شریک ہوں گے۔ ''نرفع'' یعنی آنحضرت کے حصہ کا دودھ الگ کر کے رکھ لیتے تھے۔ ''لا یوقظ نائما'' یعنی آہستہ سلام کرتے تھے تا کہ سوئے ہوئے لوگ بیدار نہ ہوں اور ان کو تکلیف نہ ہو یہ سلام کے آداب میں سے ہیں لوگ اس کا خیال نہیں رکھتے ہیں ''وغلت'' ای دخلت یعنی دودھ پیٹ کے اندر چلا گیا۔

''فاتانی الشیطان'' یعنی شیطان نے میرے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا ''فیتحفونہ'' یعنی انصار آنحضرت کو کھانے پینے وغیرہ اشیاء کے تحفے دیتے ہیں ''الجرعۃ'' گھونٹ کو کہتے ہیں یعنی اس ایک گھونٹ دودھ کی ان کو کوئی ضرورت نہیں ''ندمنی'' یہ باب تفعیل سے تندیم کے معنی میں ہے پشیمان کرنا مراد ہے۔

"شملة" چھوٹی سی چادر کو کہتے ہیں "ولا یجیئنی النوم" یعنی مجھے اس پریشانی کی وجہ سے بالکل نیند نہیں آرہی تھی۔

"اسمن" یعنی کونسی بکری زیادہ موٹی تازی ہے کہ میں اس کو ذبح کروں اور آنحضرت کو گوشت کھلا کر خوش کروں اور پھر اس کے بدلے میں اپنی طرف سے بکری دیدوں "حافل" یعنی اس کی تھن دودھ سے بھری ہوئی تھی بلکہ تینوں بکریاں ایسی ہی تھیں "یطمعون" یعنی ایسے برتنوں میں دودھ میں نے نکالا کہ گھر کے لوگ اس میں عادۃً دودھ نہیں نکالتے تھے مطلب یہ ہے کہ غیر معروف برتن میں دودھ نکالا تا کہ کسی کو پتہ بھی نہ چلے "قد روی" یعنی آنحضرت خوب سیر ہو گئے "احدی سوأتک" یعنی اے مقداد! یہ تمہاری برے کاموں میں سے ایک برا کام ہے وہ یا تی شرمناک کام کیا ہیں۔

"الا رحمة من الله" یعنی وقت کے بغیر بکریوں میں دودھ کا امنڈ کر آنا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے تم بتاتے تا کہ دیگر ساتھیوں کو ہم جگاتے "رغوة" جب دودھ تیزی کے ساتھ تھنوں سے دھویا جائے تو برتن میں دودھ کے اوپر جھاگ اٹھتا ہے اسی کو رغوۃ کہا گیا "ما ابالي" یعنی مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ دیگر لوگوں کو دودھ نصیب نہیں ہوا جب کہ آپ کو اور آپ کے ساتھ مجھ کو خوب حصہ ملا۔

٥٣٥٨ ـ وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت سلیمان بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے۔

٥٣٥٩ ـ وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، جَمِيعًا عَنِ الْمُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمَانَ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، وَحَدَّثَ أَيْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِينَ وَمِائَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ؟ فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهُ، فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيلٌ بِغَنَمٍ يَسُوقُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبَيْعٌ أَمْ عَطِيَّةٌ؟ أَوْ قَالَ: أَمْ هِبَةٌ؟، فَقَالَ: لَا بَلْ بَيْعٌ، فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً، فَصُنِعَتْ وَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ أَنْ يُشْوَى، قَالَ: وَايْمُ اللهِ، مَا مِنَ الثَّلَاثِينَ وَمِائَةٍ إِلَّا حَزَّ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُزَّةً حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا، إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهُ، وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَ لَهُ، قَالَ: وَجَعَلَ

برکت کا ظہور ہو گیا اور کھانا ختم ہی نہیں ہو رہا تھا یہاں تک کہ مجاہدین کے کمانڈروں پر تقسیم کیا گیا ساتھ والی روایت میں ترتیب صحیح ہے، آئندہ دوسری نمبر پر آرہی ہے۔

۵۳۶۰۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْقَيْسِيُّ، كُلُّهُمْ عَنِ الْمُعْتَمِرِ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: قَالَ أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ، كَانُوا نَاسًا فُقَرَاءَ، وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ مَرَّةً مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَلَاثَةٍ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ أَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ، بِسَادِسٍ أَوْ كَمَا قَالَ: وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ، وَانْطَلَقَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ، وَأَبُو بَكْرٍ بِثَلَاثَةٍ، قَالَ: فَهُوَ وَأَنَا وَأَبِي وَأُمِّي وَلَا أَدْرِي هَلْ قَالَ: وَامْرَأَتِي وَخَادِمٌ بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ثُمَّ رَجَعَ، فَلَبِثَ حَتَّى نَعَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ بَعْدَمَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ، قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: مَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ أَوْ قَالَتْ: ضَيْفِكَ؟ قَالَ: أَوَ مَا عَشَّيْتِهِمْ؟ قَالَتْ: أَبَوْا حَتَّى تَجِيءَ، قَدْ عَرَضُوا عَلَيْهِمْ فَغَلَبُوهُمْ، قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنَا فَاخْتَبَأْتُ، وَقَالَ: يَا غُنْثَرُ، فَجَدَّعَ وَسَبَّ، وَقَالَ: كُلُوا لَا هَنِيئًا، وَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا، قَالَ: فَايْمُ اللّٰهِ، مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا، قَالَ: حَتَّى شَبِعْنَا وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذَلِكَ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا هِيَ كَمَا هِيَ أَوْ أَكْثَرُ، قَالَ لِامْرَأَتِهِ: يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ مَا هَذَا؟ قَالَتْ: لَا وَقُرَّةِ عَيْنِي، لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذَلِكَ بِثَلَاثِ مِرَارٍ، قَالَ: فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ، وَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي يَمِينَهُ، ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً، ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ، قَالَ: وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ، فَمَضَى الْأَجَلُ فَعَرَّفْنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ اللّٰهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ، إِلَّا أَنَّهُ بَعَثَ مَعَهُمْ فَأَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ أَوْ كَمَا قَالَ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صفہ والے لوگ محتاج تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جس آدمی کے پاس دو آدمیوں کا کھانا (موجود) ہو تو وہ تین (صفہ کے ساتھیوں کو کھانے کے لیے) لے جائے اور جس آدمی کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ پانچویں یا چھٹے کو بھی (کھانا کھلانے کے لیے ساتھ)

لے جائے یا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین (ساتھیوں) کو لے کر آئے اور اللہ کے نبی ﷺ دس ساتھیوں کو لے گئے اور حضرت ابوبکر تین ساتھیوں کو لائے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ میں اور میرے ماں باپ تھے (راوی کہتے ہیں) کہ میں نہیں جانتا شاید کہ انہوں نے اپنی بیوی کو بھی کہا ہو اور ایک خادم جو میرے اور حضرت ابوبکر دونوں کے گھر میں تھا راوی حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے شام کا کھانا نبی ﷺ کے ساتھ کھایا پھر وہیں ٹھہرے یہاں تک کہ عشاء کی نماز ادا کی گئی (اور پھر نماز سے فارغ ہوکر) واپس آگئے پھر ٹھہرے یہاں کہ رسول اللہ ﷺ سو گئے۔ الغرض رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا حضرت ابوبکرؓ (اپنے گھر آئے) تو ان کی بیوی نے کہا کہ آپ اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: کیا تم نے مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا۔ وہ کہنے لگیں کہ آپ کے آنے تک مہمانوں نے کھانے سے انکار کر دیا۔ ان کے سامنے پیش کیا گیا مگر انہوں نے پھر بھی نہیں کھایا۔ حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں بھاگ کر (ڈر کی وجہ سے) چھپ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: او جاہل اور انہوں نے مجھے برا بھلا کہا اور فرمایا: مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاؤ اور پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں تو یہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں اللہ کی قسم ہم کھانے کا جو لقمہ بھی اٹھاتے تھے اس کے نیچے سے اتنا ہی کھانا اور زیادہ ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ہم خوب سیر ہو گئے اور جتنا کھانا پہلے تھا اس سے بھی زیادہ ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے وہ کھانا دیکھا تو وہ کھانا اتنا ہی تھا یا اس سے بھی زیادہ ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی بیوی سے فرمایا: اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ماجرا ہے؟ حضرت ابوبکر کی بیوی نے کہا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک قسم! کھانا تو پہلے سے بھی تین گنا زیادہ ہو گیا ہے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے اس کھانے میں سے کھایا اور فرمایا کہ میں نے جو (غصہ کی حالت میں) قسم کھائی تھی وہ صرف شیطانی فعل تھا پھر ایک لقمہ اس کھانے میں سے کھایا پھر اس کھانے کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ وہ کھانا صبح تک آپ ﷺ کے پاس رہا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ (اس زمانہ میں) ہمارے اور ایک قوم کے درمیان صلح کا معاہدہ تھا اور معاہدہ کی مدت ختم ہو چکی تھی تو آپ ﷺ نے ہمارے بارہ افسر مقرر فرما دیئے اور ہر افسر کے ساتھ ایک خاص جماعت تھی۔ اللہ جانتا ہے کہ اس جماعت کی کتنی تعداد تھی۔ آپ نے وہ کھانا ان کے پاس بھیج دیا اور پھر ان سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔

۵۳۶۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ الْعَطَّارُ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: نَزَلَ عَلَيْنَا أَضْيَافٌ لَنَا، قَالَ: وَكَانَ أَبِي يَتَحَدَّثُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ: فَانْطَلَقَ، وَقَالَ: يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ، افْرُغْ مِنْ أَضْيَافِكَ، قَالَ: فَلَمَّا أَمْسَيْتُ جِئْنَا بِقِرَاهُمْ، قَالَ: فَأَبَوْا، فَقَالُوا: حَتَّى يَجِيءَ أَبُو مَنْزِلِنَا فَيَطْعَمَ مَعَنَا، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُمْ: إِنَّهُ رَجُلٌ حَدِيدٌ،

وَإِنَّكُمْ إِنْ لَمْ تَفْعَلُوا خِفْتُ أَنْ يُصِيبَنِي مِنْهُ أَذًى، قَالَ: فَأَبَوْا، فَلَمَّا جَاءَ لَمْ يَبْدَأْ بِشَيْءٍ أَوَّلَ مِنْهُمْ، فَقَالَ: أَفَرَغْتُمْ مِنْ أَضْيَافِكُمْ، قَالَ: قَالُوا: لَا وَاللّٰهِ مَا فَرَغْنَا، قَالَ: أَلَمْ آمُرْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ؟ قَالَ: وَتَنَحَّيْتُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ، قَالَ: فَتَنَحَّيْتُ، قَالَ: فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ، أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِي إِلَّا جِئْتَ، قَالَ: فَجِئْتُ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ، مَا لِي ذَنْبٌ، هَؤُلَاءِ أَضْيَافُكَ فَسَلْهُمْ قَدْ أَتَيْتُهُمْ بِقِرَاهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يَطْعَمُوا حَتَّى تَجِيءَ، قَالَ: فَقَالَ: مَا لَكُمْ، أَنْ لَا تَقْبَلُوا عَنَّا قِرَاكُمْ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَوَاللّٰهِ، لَا أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ، قَالَ: فَقَالُوا: فَوَاللّٰهِ، لَا نَطْعَمُهُ حَتَّى تَطْعَمَهُ، قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ كَالشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ قَطُّ، وَيْلَكُمْ، مَا لَكُمْ أَنْ لَا تَقْبَلُوا عَنَّا قِرَاكُمْ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: أَمَّا الْأُولَى فَمِنَ الشَّيْطَانِ هَلُمُّوا قِرَاكُمْ، قَالَ: فَجِيءَ بِالطَّعَامِ فَسَمَّى، فَأَكَلَ وَأَكَلُوا، قَالَ: فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَرُّوا وَحَنِثْتُ، قَالَ: فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: بَلْ أَنْتَ أَبَرُّهُمْ وَأَخْيَرُهُمْ، قَالَ: وَلَمْ تَبْلُغْنِي كَفَّارَةٌ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ مہمان آئے اور میرے والد رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باتیں کیا کرتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ وہ یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ اے عبدالرحمٰن! مہمانوں کی خبر گیری کرنا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب شام ہوئی تو ہم مہمانوں کے سامنے کھانا لیکر آئے تو انہوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ جب تک گھر والے ہمارے ساتھ کھانا نہیں کھائیں گے اس وقت تک ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔ میں نے کہا: میرے والد سخت مزاج آدمی ہیں اگر تم کھانا نہیں کھاؤ گے تو مجھے خطرہ ہے کہ کہیں مجھے ان سے کوئی تکلیف نہ اٹھانی پڑ جائے (لیکن اس کے باوجود) مہمانوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا تو جب حضرت ابوبکر آئے تو انہوں نے سب سے پہلے مہمانوں ہی کے بارے میں پوچھا اور فرمایا: کیا تم اپنے مہمانوں سے فارغ ہو گئے ہو؟ راوی کہتے ہیں، انہوں نے عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم! ابھی ہم فارغ نہیں ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں ایک طرف ہو گیا (یعنی چھپ گیا) انہوں نے (آواز دیکر) کہا: اے عبدالرحمٰن! میں اس طرف سے ہٹ گیا (یعنی چھپ گیا) پھر انہوں نے فرمایا: او نالائق! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو آجا۔ حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ پھر میں آ گیا اور میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میرا کوئی گناہ نہیں ہے۔ یہ آپ کے مہمان موجود ہیں: آپ ان سے (خود) پوچھ لیں۔ میں نے ان کے سامنے کھانا لا کر رکھ دیا تھا۔ انہوں نے آپ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان مہمانوں سے فرمایا: تمہیں کیا ہوا کہ تم نے ہمارا کھانا قبول نہیں کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر (یہ کہہ کر) فرمانے لگے: اللہ کی قسم! میں آج

رات کھانا نہیں کھاؤں گا۔ مہمانوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم بھی اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے جب تک آپ کھانا نہیں کھائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں نے آج کی رات کی طرح بدترین رات کبھی نہیں دیکھی۔ تم پر افسوس ہے کہ تم لوگ ہماری مہمان نوازی کیوں قبول نہیں کرتے؟ (پھر کچھ دیر بعد) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میرا قسم کھانا شیطانی فعل تھا، چلو لاؤ کھانا لاؤ۔ چنانچہ کھانا لایا گیا۔ آپ نے اللہ کا نام لیکر (یعنی بسم اللہ پڑھ کر) کھانا کھایا اور مہمانوں نے بھی کھانا کھایا۔ پھر جب صبح ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مہمانوں کی قسم تو پوری ہوگئی اور میری جھوٹی اور یہ کہہ کر سارے واقعہ کی آپ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! بلکہ تمہاری قسم تو سب سے زیادہ پوری ہوئی ہے اور تم سب سے زیادہ سچے ہو۔ حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات نہیں پہنچی کہ انہوں نے (قسم کا کفارہ ادا کیا تھا یا نہیں)۔

بَابُ طَعَامِ الِاثْنَيْنِ يَكْفِي الثَّلَاثَةَ

دوآدمیوں کا کھانا تین کے لیے کافی ہوجاتا ہے

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۳۶۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَعَامُ الِاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوآدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لیے کافی ہوجاتا ہے اور تین آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لیے کافی ہوجاتا ہے۔

تشریح:

”طعام الاثنین“ یعنی دوآدمیوں کا کھانا تین کے لیے کافی ہوجاتا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ دوآدمیوں کا کھانا تین کے لیے پیٹ بھر کر کافی ہوجاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر قناعت سے کام لیا جائے تو دو کا کھانا تین کے لیے بطور کفایت پورا ہوجاتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لیے بطور کفایت کافی ہوجاتا ہے جیسے آنے والی روایت میں دوگنے کی بات کہی گئی ہے کہ چار کا کھانا آٹھ کے لیے بطور کفایت وقناعت کافی ہوجاتا ہے آدھے پیٹ کھانے سے آدمی مرتا نہیں اور دوسرا زندہ ہوجاتا ہے ان حدیثوں میں اکٹھا کھانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

۵۳۶۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، ح وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا

رَوْحٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الِاثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ وَفِي رِوَايَةِ إِسْحَاقَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ يَذْكُرْ سَمِعْتُ،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی کا کھانا دو کو کافی ہو جاتا ہے اور دو آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور چار آدمیوں کا کھانا آٹھ آدمیوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ اور اسحق کی روایت کردہ حدیث میں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں لفظ سمعت انہوں نے نہیں ذکر کیا۔

۳۵۶۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے ابن جریج کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۵۶۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الِاثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور دو آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

۳۵۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: طَعَامُ الرَّجُلِ يَكْفِي رَجُلَيْنِ، وَطَعَامُ رَجُلَيْنِ يَكْفِي أَرْبَعَةً، وَطَعَامُ أَرْبَعَةٍ يَكْفِي ثَمَانِيَةً

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور دو آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور چار آدمیوں کا کھانا آٹھ آدمیوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

بَابُ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ

مؤمن ایک آنت اور کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

٥٣٦٧ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ، وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے۔

تشریح:

"فی سبعة امعاء" یعنی کافر سات آنتوں کے ساتھ کھاتا ہے گویا کافر کے کھانے کی سات آنتیں ہیں۔

سوال: اس حدیث پر بظاہر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ انسان کی حیثیت سے تمام انسان ایک جیسے ہیں پھر یہ کہنا کس طرح صحیح ہوگا کہ کافر کی آنتیں سات ہیں اور مؤمن کی ایک آنت ہے؟ مشاہدہ بھی اس کے خلاف ہے۔

جواب: اس سوال کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں علامہ نووی نے سات جوابات دیئے ہیں علامہ طیبی نے بھی جواب دینے کی کوشش کی ہے اور قاضی عیاض مالکیؒ نے بھی جواب دیا ہے ملا علی قاریؒ نے ان تمام اقوال اور جوابات کو نقل کیا ہے لیکن جو واضح جواب ہے اور سب نے اس کے نقل کرنے پر اتفاق بھی کیا ہے وہ قاضی عیاض کا جواب ہے فرماتے ہیں کہ مؤمن کھانے پینے میں زیادہ حرص ولالچ نہیں کرتا اس لیے اس کے کھانے پینے میں برکت آجاتی ہے اور اس کا پیٹ قلیل کھانے سے بھر جاتا ہے لیکن کافر کھانے پینے میں انتہائی حریص اور لالچی ہوتا ہے اس کا مطمح نظر ہی جانوروں کی طرح کھانا پینا ہوتا ہے تو ان دونوں کے درمیان حرص اور عدم حرص کی وجہ سے کھانے پینے کے معاملہ میں اتنا تفاوت ہے گویا ایک اور سات آنتوں کا تفاوت ہے مؤمن ایک آنت کی مقدار کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں کی مقدار کھاتا ہے گویا یہ ایک تمثیل اور تشبیہی کلام ہے۔ علامہ طیبی کے کلام کا خلاصہ بھی تقریباً اسی طرح ہے تمام اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ کامل مؤمن کی شان زہد وقناعت اور ترک دنیا ہے تو وہ قوت لایموت پر صابر رہتا ہے اور کافر کا معاملہ اس کے برعکس ہے اب یہ ضروری نہیں کہ ہر مؤمن کی شان زہد وقناعت ہو، ہوسکتا ہے کہ بعض مؤمن کافر

سے بھی زیادہ حرص رکھتا ہو اور زیادہ کھاتا ہو، مگر وہ اپنی مؤمنانہ شان سے گر گیا ہے لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں آئے گا۔

"معی واحد" یہ لفظ میم کے کسرہ کے ساتھ ہے اور عین پر تنوین ہے یہ مفرد ہے اس کی جمع امعاء ہے آنتوں کو کہتے ہیں۔

"یضع بین یدیہ" تکرار تکثیر کے لیے ہے یعنی اس کے سامنے کھانا رکھتے جاتے تھے اور وہ کھاتا چلا جارہا تھا شاید یہ شخص ابونہیک تھا جو اہل مکہ میں سے تھا بخاری میں ہے "کان ابو نھیک رجلا اکولا"

۵۳۶۸۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

ان مذکورہ ساری سندوں کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

۵۳۶۹۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ نَافِعًا، قَالَ: رَأَى ابْنُ عُمَرَ مِسْكِينًا فَجَعَلَ يَضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَيَضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: فَجَعَلَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيرًا، قَالَ: فَقَالَ: لَا يُدْخَلَنَّ هَذَا عَلَيَّ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے ایک مسکین آدمی کو دیکھا کہ اس مسکین کے سامنے (کھانا) رکھا جاتا رہا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ کھا گیا تو پھر حضرت ابن عمر نے فرمایا: یہ مسکین میرے پاس نہ آئے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں: مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

۵۳۷۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، وَابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

۵۳۷۱ وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عُمَرَ۔

صحابی رسول حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے اور اس میں ''ابن عمر'' کا ذکر نہیں کیا۔

۵۳۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ،

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

۵۳۷۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیثوں کی روایت نقل کی ہے۔

۵۳۷۴۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَافَهُ ضَيْفٌ وَهُوَ كَافِرٌ، فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ، فَشَرِبَ حِلَابَهَا، ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ، ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ، حَتَّى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ، ثُمَّ إِنَّهُ أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ، فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ، فَشَرِبَ حِلَابَهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِأُخْرَى، فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہمان کی مہمان نوازی کی، اس حال میں کہ وہ مہمان کافر تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کافر مہمان کے لیے ایک بکری کے دوہنے کا حکم فرمایا: دودھ دوہا گیا تو وہ کافر اس بکری کا دودھ پی گیا پھر دوسری بکری کا دودھ دوہا گیا تو وہ بھی پی گیا پھر تیسری بکری کا دودھ دوہا گیا تو وہ بھی پی گیا یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا پھر اگلے دن صبح ہوئی تو وہ مسلمان ہوگیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس نومسلم کے لیے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم فرمایا: (دودھ دوہا گیا) تو وہ دودھ پی گیا پھر آپ ﷺ نے دوسری بکری کا دودھ دوہنے کا حکم فرمایا (دودھ دوہا گیا) تو وہ پورا نہ پی سکا (اس صورت میں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مؤمن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

بَابُ مَاعَابَ النَّبِيُّ طَعَامًا قَطُّ

آنحضرت نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۳۷۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا، وَقَالَ الْآخَرَانِ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَا عَابَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ، كَانَ إِذَا اشْتَهَى شَيْئًا أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا جب آپ ﷺ کی طبیعت چاہتی تو اسے کھا لیتے اور اگر اسے ناپسند کرتے تو چھوڑ دیتے۔

تشریح:

"ماعاب" یعنی آنحضرت نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا اگر چاہت ہوتی تو عاجزی کے ساتھ کھاتے اگر پسند نہیں آتا تو کھاتے عیب نہ نکالتے، کھانے میں عیب وہی آدمی نکالتا ہے جو پہلے سے سیر ہوتا ہے بھوکا آدمی ایسا نہیں کرسکتا ہے کہتے ہیں کھانا اس وقت تک کھاؤ جب پلیٹ میں انتخاب نہ ہو جب کھانے میں انتخاب شروع ہو جائے تو اس وقت ہاتھ کھینچ لینا چاہیے۔

(کذاقال الشیخ امداد اللہ مہاجر المکۃ)

۵۳۷۶۔ وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ،

حضرت اعمش رحمہ اللہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

۵۳۷۷۔ وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، وَعُمَرُ بْنُ سَعْدٍ أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

حضرت اعمش رحمہ اللہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۳۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، مَوْلَى آلِ جَعْدَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَابَ طَعَامًا قَطُّ، كَانَ إِذَا اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ لَمْ يَشْتَهِهِ سَكَتَ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں کوئی عیب نکالا ہو۔ آپ ﷺ کی طبیعت چاہتی تو کھا لیتے اور اگر آپ ﷺ کی طبیعت نہ چاہتی تو آپ ﷺ خاموش رہتے۔

۵۳۷۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

کتاب اللِّبَاسِ وَالزِّینَةِ

لباس اور زینت کا بیان

قال اللہ تعالیٰ ﴿یابنی آدم قد أنزلنا علیکم لباساً یواری سواتکم وریشا ولباس التقویٰ ذلک خیر ﴾ (الاعراف:۲۶)

وقال تعالیٰ ﴿یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد ﴾(اعراف)

لباس مصدر بمعنی ملبوس ہے جیسا کہ کتاب بمعنی مکتوب استعمال ہوتا ہے سمع یسمع سے ہے اس کا اصل مصدر لُبساً ہے لام پر پیش ہے اگر لام پر زبر پڑھا جائے تو وہ التباس اور خلط ملط ہونے کے معنی میں ہے۔

لباس انسانی زندگی کا ایک لازمی حصہ ہے اسلام چونکہ کامل و مکمل بلکہ اکمل ضابطہ حیات ہے اس لیے وہ انسانی زندگی کے ہر پہلو اور ہر شعبہ کی کفالت کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے باحیا اور مہذب انسانوں کو باپردہ لباس کی ہدایت اس وقت فرمائی کہ جب شیطان نے انسانوں کو رسم ورواج اور عقیدہ کے راستہ سے لباس کا دشمن بنادیا تھا۔ یہاں تک کہ عرب کے لوگ جب عبادت کے لیے بیت اللہ آتے اور طواف کرتے تو لباس اتار کر ننگے طواف کرتے تھے اور فخر کے ساتھ اشعار گاتے رہتے عورت اپنے فرج پر معمولی سی پٹی چپکا دیتی اور بطور فخر اس طرح شعر گاتی تھی:

اَلْیَوْمَ یَبْدُوْ بَعْضُهٗ اَوْ كُلُّهٗ   وَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا اُحِلُّهٗ

(ابن کثیر)

یعنی آج جسم اور فرج کا کچھ حصہ کھلا ہے یا پورا کھلا ہے جتنا کھلا ہے دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے۔ یا زنا کے لیے حرام ہے۔

بیت اللہ کے طواف کے علاوہ زندگی کے جس مرحلہ میں وہ چاہتے لباس سے الف کی طرح صاف ہوجاتے جس طرح جاہلیت جدیدہ کے ایک شاعر نے دوسرے شاعر کو طعنہ دیا۔

یاد ہے جب جگر چڑھاتے تھے ☆ کیا الف ہو کے ہنہناتے تھے

آج کل کی جاہلیت جدیدہ سابقہ جاہلیت سے اس میدان میں چند قدم آگے ہے اور بطور فخر اعلان ہوتا ہے کہ ہم اعتدال پسند ہیں ہم روشن خیال ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو اس طرح تہذیب وشائستگی کی تعلیم دیتا ہے ارشاد عالی ہے ﴿یابنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواتکم وریشا ﴾ مطلب یہ کہ پردہ بھی ہے اور زیب وزینت بھی ہے پھر ارشاد عالی ہے ﴿یابنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد ﴾ یعنی عبادت گاہوں اور ہر عبادت کے دوران خاص اہتمام کے ساتھ لباس

اپناؤ۔ پھر ارشاد عالی ہے ﴿قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده﴾ یعنی جس زیب وزینت اور پردہ کے لباس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کس نے اس کو حرام کیا ہے؟

ان آیات سے اسلامی شرعی لباس کی ترغیب کا خوب اندازہ ہو جاتا ہے۔

اسلامی لباس کا خاکہ

اسلام اور اسلامی معاشرہ میں لباس کا اجمالی خاکہ اور تصور اس طرح ہے کہ:

(۱) مردوں اور عورتوں کے لباس کے رنگ میں فرق ہونا چاہیے۔

(۲) اعضائے جسم کے ڈھانکنے میں مردوں اور عورتوں کے لباس میں فرق ہے مرد کا لباس ٹخنوں سے نیچے نہ ہو اور عورتوں کا ٹخنوں سے اوپر نہ ہو۔

(۳) ہر مرد و زن کو اسلام نے پابند بنایا ہے کہ ان کے لباس میں غیر مسلم اقوام کے شعار کے ساتھ کوئی خاص مشابہت نہ ہو۔

(۴) مسلمانوں کا لباس ایسا ڈھیلا ڈھالا ہونا چاہیے جس میں جسم کے اعضاء کی نمائش نہ ہو یعنی ایسا باپردہ ہو کہ اس کے پہننے کے بعد الگ الگ اعضا کا پتہ نہیں چلتا ہو۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنے ملفوظات وغیرہ میں لباس کے چند درجات کو بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ لباس کے چار درجات ہیں (۱) پہلا درجہ ضرورت ہے، یہ وہ لباس ہے جو واجب کے درجہ میں ہے یہ وہ ہے کہ جو جسم کے مستورہ اعضاء کو ڈھانک لے (۲) درجہ آسائش، یہ وہ لباس ہے جو انسان کو گرمی سردی سے بچالے۔ (۳) درجہ آرائش وزیبائش، یہ وہ درجہ ہے جس سے زیب وزینت حاصل ہو قرآن کریم میں اسی کو ''ریشا'' کہا گیا ہے۔ (۴) درجہ نمائش یعنی جس میں تفاخر اور دکھاوا مقصود ہو۔

پہلے دو درجے تو بے غبار و بے کلام ہیں تیسرے درجے کا لباس بطور تحدیث نعمت مستحب ہے اور بطور لذت و مسرت مباح ہے اور بطور فخر و تکبر حرام ہے اور چوتھے درجے کا لباس مطلقاً ناجائز ہے۔ کتاب اللباس میں وہ احادیث درج ہیں جن میں جائز اور ناجائز لباس کا تعین کیا گیا ہے لباس پہننے اتارنے کے آداب اور کیفیات کا بیان ہے اس کے ضمن میں برتنوں سے متعلق بھی کچھ تذکرہ ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ أَوَانِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فِي الشُّرْبِ

کھانے پینے میں سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵۳۸۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الَّذِي يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ، إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ،

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی چاندی کے برتن میں (کوئی بھی مشروب) پیتا ہے تو وہ اپنے پیٹ میں غٹاغٹ دوزخ کی آگ بھر رہا ہے۔

تشریح:

"انية الفضة" سونا اور چاندی زیورات کی حد تک عورتوں کے لیے حلال ہے مردوں کے لیے حرام ہے صرف چاندی کی انگوٹھی معمولی مقدار میں مردوں کے لیے جائز ہے اور سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال کا جہاں تک معاملہ ہے تو اس کا استعمال مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے حرام ہے اس باب کی احادیث میں یہی بیان کیا گیا ہے کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں مرد وخواتین اگر کھائیں گے پئیں گے تو گویا دوزخ کی آگ اپنے پیٹوں میں بھر رہے ہیں۔ "یجرجر" انڈیلنے کو کہتے ہیں۔

۵۳۸۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، ح وحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَالْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، ح وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّرَّاجِ، كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ، بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، بِإِسْنَادِهِ عَنْ نَافِعٍ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، أَنَّ الَّذِي يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ، وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ ذِكْرُ الْأَكْلِ، وَالذَّهَبِ إِلَّا فِي حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ

ان ساری سندوں کے ساتھ حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا روایت نقل کی گئی ہے اور حضرت علی بن مسہر کی روایت کردہ حدیث میں حضرت عبید اللہ سے یہ الفاظ زائد نقل کیے گئے ہیں کہ جو آدمی چاندی اور سونے کے برتنوں میں کھاتا ہو یا پیتا ہو اور ابن مسہر کی روایت کردہ حدیث کے علاوہ کھانے اور سونے کے برتنوں کا کسی بھی روایت میں ذکر نہیں ہے۔

۵۳۸۲۔ وحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ يَزِيدَ أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عُثْمَانَ يَعْنِي ابْنَ مُرَّةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَرِبَ فِي إِنَاءٍ مِنْ ذَهَبٍ، أَوْ فِضَّةٍ، فَإِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارًا مِنْ جَهَنَّمَ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی سونے یا چاندی کے برتن میں پیتا ہے تو وہ اپنے پیٹ میں غٹا غٹ دوزخ کی آگ بھرتا ہے۔

باب النهي عن تختم الذهب ولبس الحرير للرجال

مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی اور ریشم پہننا منع ہے۔

اس باب میں امام مسلم نے اکتالیس احادیث کا ڈھیر لگا دیا ہے

۵۳۸۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَشْعَثُ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ، أَوِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمَ أَوْ عَنْ تَخَتُّمٍ بِالذَّهَبِ، وَعَنْ شُرْبٍ بِالْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيبَاجِ،

حضرت معاویہ بن سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حضرت براء بن عازب کے پاس گیا تو میں نے ان سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم فرمایا اور سات چیزوں سے منع فرمایا۔ جن سات چیزوں کے کرنے کا آپ ﷺ نے حکم فرمایا: (وہ یہ ہیں) (۱) بیمار کی عیادت کرنا (۲) جنازہ کے ساتھ جانا (۳) چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا (۴) قسم پوری کرنا (۵) مظلوم کی مدد کرنا (۶) دعوت کرنے

والی کی دعوت قبول کرنا، (۷) سلام کو پھیلانا اور جن چیزوں سے آپ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا (وہ یہ ہیں) (۱) سونے کی انگوٹھی پہننا (۲) چاندی کے برتن میں پینا (۳) ریشمی گدوں پر بیٹھنا (۴) قسی کے کپڑے پہننا (ریشمی کپڑے کی ایک قسم ہے) (۵) ریشمی کپڑا پہننا (۶) استبرق پہننا (۷) دیباج پہننا۔

تشریح:

"بعیادة المریض" مریض کی عیادت سنت ہے چاہے مریض سے تعارف ہو یا نہ ہو "واتباع الجنائز" جنازہ کی نماز تو حاضری کے وقت فرض ہو جاتا ہے ورنہ فرض کفایہ کے درجہ میں ہے یہاں جنازہ کے ساتھ قبرستان تک جانا ہے جو مسنون طریقہ ہے۔ "وابرار القسم" اس حدیث میں ابرار المقسم کا اضافہ ہے یعنی قسم کھانے والے کی قسم کو پورا کرنا اور سچا کرنا مثلاً کسی شخص نے کسی دوسرے شخص سے کہا کہ جب تک تم میری بات نہیں مانو گے خدا کی قسم کھانا نہیں کھاؤں گا اب اس شخص کو اس کی بات ماننی چاہیے تا کہ ان کی قسم پوری ہو جائے اور وہ حانث نہ ہو اس میں شرط یہ ہے کہ وہ کام اس شخص کے بس میں ہو اگر وہ اس پر قادر نہیں تو اس کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ بعض علماء نے اس کا یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ ایک شخص دوسرے کو قسم کھلائے کہ تم رات یہاں ہمارے ہاں گزارو یا تم کو میں قسم کھلاتا ہوں کہ ہمارے ہاں کھانا کھاؤ تو اس شخص کے لیے مستحب ہے کہ رک جائے اور کھانا کھائے الفاظ حدیث سے دونوں مطلب لیے جا سکتے ہیں۔

"ونصر المظلوم" مظلوم سے مراد مسلمان اور غیر مسلم ذمی دونوں ہو سکتے ہیں اور یہ مدد کرنا استطاعت کے مطابق واجب ہے پھر یہ مدد بھی عام ہے کہ قول کے ساتھ ہو یا فعل کے ساتھ ہو یا دوسری کوئی صورت ہو "الا تفعلوه تكن فتنة في الارض وفساد عريض" یعنی اگر تم نے مظلوم مسلمان کی مدد نہ کی تو زمین میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور طویل فساد پھیل جائے گا۔

"خاتم الذهب" سونے کی انگوٹھی پہننا عورتوں کے لیے جائز ہے مگر مردوں کے لیے حرام ہے مردوں کے لیے لوہے کی انگوٹھی بھی ناجائز ہے شوافع جائز مانتے ہیں۔ علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ ان چیزوں کی حرمت وحلت کے درجات مختلف ہین چنانچہ مردوں کے لیے چاندی کی انگوٹھی جائز ہے اور سونے وچاندی کے برتن مردوں اور عورتوں سب کے لیے حرام ہے۔

"والاستبرق" اعلیٰ ریشم کو استبرق کہتے ہیں اس کے بعد دوسرے نمبر پر دیباج ہے اور تیسرے درجہ میں القسی ہے یہ سب حریر اور ریشم کے اقسام ہیں جو عورتوں کے لیے جائز مردوں کے لیے حرام ہے۔

"الميثرة الحمراء" میثرہ اس زین پوش کا نام ہے جس میں روئی بھری ہوئی ہوتی ہے اور چھوٹا سا ہوتا ہے جس کو گھوڑے وغیرہ کے زین پر ڈالدیتے ہیں اور اس پر بیٹھتے ہیں اس کو نمدہ بھی کہتے ہیں، دنیاداروں کی عادت ہے کہ وہ از راہ تکبر اور از راہ فخر

ومیاہات ریشم سے میثرہ بنا کر اس پر بیٹھتے ہیں اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر یہ زین پوش ریشم کا ہو تو اس کا استعمال حرام ہے خواہ اس کا رنگ سرخ ہو یا سفید ہو یا کالا ہو لیکن اگر ریشم نہ ہو تو پھر سرخ کے استعمال سے ممانعت آئی ہے کیونکہ سرخ کپڑے پر بیٹھنا مکروہ ہے حرام نہیں۔ چنانچہ ارجوان کی قید اسی کے لیے ہے جس میں ریشم نہ ہو۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ حدیث میں ارجوان کا لفظ غالب استعمال کے طور پر آیا ہے کیونکہ عجم سرخ ہی کو استعمال کرتے تھے جو ریشم کا ہوتا تھا۔

''القسی'' ریشم اور کتان یعنی ٹسر سے مخلوط کر کے ایک کپڑا بنایا جاتا تھا یہ قس کی طرف منسوب ہے جو مصر میں ساحل سمندر پر ایک جگہ کا نام ہے ریشمی کپڑوں میں یہ بیکار کپڑا ہوتا تھا''لم یشرب فی الآخرۃ '' یہ جملہ اگلی حدیث میں ہے۔

سوال: اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی جنت میں نہیں جائے گا کیونکہ یہ نعمتیں جنت کی ہیں جن سے یہ شخص محروم ہو گیا حالانکہ ارتکاب کبیرہ سے آدمی کافر نہیں ہوتا؟

جواب: علامہ مظہر فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اس کے استعمال کو حلال سمجھا وہ کافر ہو گیا اور اگر کسی شخص نے حلال نہیں سمجھا تو پھر یہ حدیث زجر و توبیخ اور تشدید و تغلیظ پر محمول ہے۔ بعض علماء یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہ شخص جنت میں داخل ہوتے ہوئے اس نعمت سے محروم رہے گا اور وہ اس طرح کہ ان کے دل و دماغ سے ان چیزوں کا خیال و تصور نکل جائے گا تو نہ خواہش ہوگی نہ چیز ملے گی۔

تیسرا احتمال یہ ہے کہ دخول جنت کے بعد کچھ عرصہ یہ شخص ان نعمتوں سے محروم رہے گا ہمیشہ کے لیے نہیں۔

٥٣٨٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، إِلَّا قَوْلَهُ: وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ، أَوِ الْمُقْسِمِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ هَذَا الْحَرْفَ فِي الْحَدِيثِ، وَجَعَلَ مَكَانَهُ وَإِنْشَادِ الضَّالِّ،

حضرت اشعث بن سلیم سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت ہے لیکن اس حدیث میں قسم پوری کرنے کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس کی جگہ گمشدہ چیز کو تلاش کرنے والے کا ذکر ہے۔

٥٣٨٥۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، ح وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، كِلَاهُمَا عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ زُهَيْرٍ، وَقَالَ: إِبْرَارِ

الْقَسَمِ مِنْ غَيْرِ شَكٍّ، وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ، وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ، فَإِنَّهُ مَنْ شَرِبَ فِيهَا فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْ فِيهَا فِي الْآخِرَةِ،

حضرت اشعث بن شعثاء سے اس سند کے ساتھ زہیر کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث منقول ہے اور اس روایت میں انہوں نے قسم پوری کرنے کا بغیر شک کے کہا ہے اور اس حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا ہے کیونکہ جو آدمی دنیا میں چاندی کے برتنوں میں (کوئی چیز) پیتا ہے وہ آدمی آخرت میں چاندی کے برتنوں میں کوئی چیز نہیں پی سکے گا۔

٥٣٨٦۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ، وَلَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، بِإِسْنَادِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ زِيَادَةَ جَرِيرٍ، وَابْنِ مُسْهِرٍ، ح

حضرت اشعث بن شعثاء سے ان ہی سندوں کے ساتھ سابقہ روایت کی طرح روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس میں جریر اور ابن مسہر کے روایت کردہ الفاظ کا ذکر نہیں ہے۔

٥٣٨٧۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنِي بَهْزٌ، قَالُوا جَمِيعًا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ، بِإِسْنَادِهِمْ وَمَعْنَى حَدِيثِهِمْ، إِلَّا قَوْلَهُ: وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، فَإِنَّهُ قَالَ: بَدَلَهَا وَرَدِّ السَّلَامِ، وَقَالَ: نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ،

حضرت اشعث بن سلیم سے انہی سندوں کے ساتھ اور انہی احادیث کے معنی کے مطابق روایت منقول ہے سوائے اس کے کہ اس روایت میں ''سلام پھیلانے کے'' الفاظ کے بدلہ میں سلام کا جواب دینے کا ذکر ہے اور یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں سونے یا چاندی کے چھلے کے پہننے سے منع فرمایا ہے۔

٥٣٨٨۔ وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، وَعَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، بِإِسْنَادِهِمْ، وَقَالَ: وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ مِنْ غَيْرِ شَكٍّ

حضرت اشعث بن شعثاء سے انہی سندوں کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے اور اس میں ''سلام کے پھیلانے'' اور چاندی کی انگوٹھی'' کے الفاظ بغیر شک کے ذکر کئے گئے ہیں۔

۵۳۸۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَهْلِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، سَمِعْتُهُ يَذْكُرُهُ، عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُكَيْمٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ بِالْمَدَائِنِ، فَاسْتَسْقَى حُذَيْفَةُ، فَجَاءَهُ دِهْقَانٌ بِشَرَابٍ فِي إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ، وَقَالَ: إِنِّي أُخْبِرُكُمْ أَنِّي قَدْ أَمَرْتُهُ أَنْ لَا يَسْقِيَنِي فِيهِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَشْرَبُوا فِي إِنَاءِ الذَّهَبِ، وَالْفِضَّةِ، وَلَا تَلْبَسُوا الدِّيبَاجَ وَالْحَرِيرَ، فَإِنَّهُ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهُوَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،

حضرت عبداللہ بن عکیم فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ کے ساتھ علاقہ مدائن میں تھے تو حضرت حذیفہ نے پانی طلب کیا۔ اس علاقہ کا ایک آدمی چاندی کے برتن میں پانی لے آیا۔ حضرت حذیفہ نے وہ پانی پھینک دیا اور فرمایا کہ میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ میں تمہیں حکم دے چکا تھا کہ مجھے چاندی کے برتن میں پانی نہ پلانا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ہی دیباج اور ریشم کا کپڑا پہنو کیونکہ یہ کافروں کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں، قیامت کے دن۔

تشریح:

"مع حذیفة" حضرت حذیفہ بن یمان فارس اور عراق کے گورنر تھے مدائن شہر فارس کا دارالخلافہ تھا یہاں بڑے بڑے جاگیردار مجوسی رہتے تھے "دھقان" شہر کے بڑے چودھری اور مجوسی سردار کو دہقان کہتے تھے یہ فارسی لفظ ہے۔

"فاستسقی" یہ پانی مانگنے کے معنی میں ہے "فرماہ" یعنی حضرت حذیفہؓ نے چاندی کا برتن غصہ کی وجہ سے پھینک دیا پانی گر چکا ہوگا یہی فرق ہے صحابہ اور اس کے علاوہ لوگوں میں کہ صحابہ سنت نبوی کے معاملہ میں ذرا بھی رعایت نہیں کرتے تھے۔

حکایت: ایک دفعہ حضرت حذیفہ انہیں سرداروں کے ساتھ کھانے میں شریک تھے دعوت آپؓ نے کی تھی روٹی کا تراشہ زمین پر گر گیا حضرت حذیفہؓ نے اٹھالیا اور صاف کر کے کھالیا تو خدمت پر مامور خادموں نے کہا کہ حضرت آپ ایسا نہ کریں یہ بڑے مہمان ہیں یہ لوگ اس طریقہ کو پسند نہیں کرتے ہیں بدنامی ہوگی حضرت حذیفہ نے اونچی آواز میں کہا "ادع سنة خليلى لهولاء الحمقاء" کیا میں ان احمقوں کی وجہ سے اپنے محبوب کی سنت ترک کردوں؟

"المدائن" اس شہر میں ایوان کسریٰ تھا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اس کو فتح کیا اور اس میں جامع مسجد بنوائی آج بھی وہ مسجد جامع مدائن کے نام سے مشہور ہے اور موجود ہے۔

۵۳۹۰۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي فَرْوَةَ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ

عُكَيْمٍ، يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ بِالْمَدَائِنِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،

حضرت عبداللہ بن عکیم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم مدائن کے علاقہ میں حضرت حذیفہ کے ساتھ تھے اور پھر مذکورہ روایت کی طرح حدیث ذکر کی اور اس میں ''قیامت کے دن'' کا ذکر نہیں ہے۔

۵۳۹۱۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، أَوَّلًا عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ حُذَيْفَةَ، ثُمَّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ، سَمِعَهُ مِنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ حُذَيْفَةَ، ثُمَّ حَدَّثَنَا أَبُو فَرْوَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُكَيْمٍ فَظَنَنْتُ أَنَّ ابْنَ أَبِي لَيْلَى، إِنَّمَا سَمِعَهُ مِنِ ابْنِ عُكَيْمٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ بِالْمَدَائِنِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَقُلْ: يَوْمَ الْقِيَامَةِ،

حضرت عبداللہ بن عکیم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم مدائن کے علاقہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور پھر سابقہ روایت کی طرح حدیث ذکر کی اور اس میں ''قیامت کے دن'' کا ذکر نہیں کیا۔

۵۳۹۲۔ وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: شَهِدْتُ حُذَيْفَةَ اسْتَسْقَى بِالْمَدَائِنِ، فَأَتَاهُ إِنْسَانٌ بِإِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ، فَذَكَرَهُ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُكَيْمٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ،

حضرت عبدالرحمن یعنی ابن ابی لیلیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ علاقہ مدائن میں موجود تھا کہ انہوں نے پانی طلب کیا تو ایک آدمی چاندی کے برتن میں پانی لے کر آیا۔ پھر آگے ابن عکیم عن حذیفہ کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی۔

۵۳۹۳۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، ح وحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ وَإِسْنَادِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ، شَهِدْتُ حُذَيْفَةَ غَيْرُ مُعَاذٍ وَحْدَهُ، إِنَّمَا قَالُوا: إِنَّ حُذَيْفَةَ اسْتَسْقَى،

حضرت شعبہ سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث مبارکہ کی طرح روایت نقل کی ہے اور حضرت معاذ کے علاوہ اور کسی نے بھی اپنی روایت میں (ان الفاظ سے) یہ بیان نہیں کیا کہ میں حضرت حذیفہ کے ساتھ موجود تھا بلکہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ حضرت حذیفہ نے پانی طلب کیا۔

٥٣٩٤ ـ وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، كِلَاهُمَا عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَنْ ذَكَرْنَا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیثوں کی طرح حدیث ذکر فرمائی ہے۔

٥٣٩٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا سَيْفٌ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: اسْتَسْقَى حُذَيْفَةُ، فَسَقَاهُ مَجُوسِيٌّ فِي إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلَا الدِّيبَاجَ، وَلَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَا تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ نے پانی طلب کیا تو ایک مجوسی آدمی چاندی کے برتن میں پانی لے آیا تو حضرت حذیفہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم ریشم نہ پہنو اور نہ ہی دیباج پہنو اور تم سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو نہ ہی کھاؤ کیونکہ یہ چیزیں دنیا میں کافر کے لیے ہیں۔

٥٣٩٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوِ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ فَلَبِسْتَهَا لِلنَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ، ثُمَّ جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ، فَأَعْطَى عُمَرَ مِنْهَا حُلَّةً، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَسَوْتَنِيهَا، وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا، فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے مسجد کے دروازے کے پاس ایک ریشمی کپڑے کا جوڑا (کسی کو بیچتے ہوئے) دیکھا تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول! کاش کہ آپ یہ جوڑا خرید لیتے تا کہ آپ اسے جمعہ کے دن پہنیں اور جب کوئی وفد باہر سے آپ کے پاس آئے تو اس وقت آپ یہ پہن لیا کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ریشمی جوڑا تو وہ آدمی پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس اس طرح کے بہت سے ریشمی جوڑے آئے تو آپ ﷺ نے اس میں سے ایک جوڑا حضرت عمر کو عطا

فرمایا تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہی یہ جوڑا پہنا رہے ہیں اور آپ ہی نے اس طرح کا جوڑا بیچنے والے کے بارے میں اس طرح فرمایا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تم کو یہ جوڑا اس لیے نہیں دیا تھا کہ تو اس کو پہنے۔ تو حضرت عمرؓ نے وہ جوڑا اپنے مشرک بھائی کو جو کہ مکہ مکرمہ میں تھا، دے دیا۔

تشریح:

"حُلّة" یہ سوٹ کو کہتے ہیں "سِیَرَاء" سین پر کسرہ ہے ی پر زبر ہے را کے بعد مد ہے خالص ریشم کے سوٹ پر بولا گیا ہے۔

"لا خلاق لہ" ای لا نصیب لہ او لا حرمۃ لہ او لا دین لہ اگر دین مراد لیا جائے تو پھر اس سے کفار مراد ہیں کہ جن کا دین نہیں ہے وہ لوگ اس کو پہنتے ہیں "حلۃ عطارد" عطارد بن حاجب بن زرارہ تمیمی اس قسم کے کپڑوں کا کاروبار کرتا تھا بعد میں مسلمان ہوگیا یہ کپڑے ان کی طرف منسوب ہیں۔

۵۳۹۷۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، ح وحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ مَالِكٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے حضرت مالک کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

۵۳۹۸۔ وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَى عُمَرُ عُطَارِدًا التَّمِيمِيَّ يُقِيمُ بِالسُّوقِ حُلَّةً سِيَرَاءَ، وَكَانَ رَجُلًا يَغْشَى الْمُلُوكَ وَيُصِيبُ مِنْهُمْ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي رَأَيْتُ عُطَارِدًا يُقِيمُ فِي السُّوقِ حُلَّةً سِيَرَاءَ، فَلَوِ اشْتَرَيْتَهَا فَلَبِسْتَهَا لِوُفُودِ الْعَرَبِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ وَأَظُنُّهُ قَالَ وَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُلَلٍ سِيَرَاءَ، فَبَعَثَ إِلَى عُمَرَ بِحُلَّةٍ، وَبَعَثَ إِلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ بِحُلَّةٍ، وَأَعْطَى عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ حُلَّةً، وَقَالَ: شَقِّقْهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَائِكَ، قَالَ: فَجَاءَ عُمَرُ بِحُلَّتِهِ يَحْمِلُهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهَذِهِ، وَقَدْ قُلْتَ بِالْأَمْسِ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا، وَلَكِنِّي بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُصِيبَ بِهَا، وَأَمَّا أُسَامَةُ فَرَاحَ فِي حُلَّتِهِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَظَرًا عَرَفَ أَنَّ

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْكَرَ مَا صَنَعَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا تَنْظُرُ إِلَيَّ، فَأَنْتَ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهَا، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا، وَلَكِنِّي بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَائِكَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عطارد تمیمی کو بازار میں (کپڑوں) کا ایک ریشمی جوڑا رکھے ہوئے دیکھا اور وہ ایسا آدمی تھا کہ جو بادشاہوں کے پاس جاتا اور ان سے (مال وغیرہ) وصول کرتا تھا حضرت عمرؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے عطارد کو دیکھا کہ اس نے بازار میں ایک ریشمی جوڑا بیچنے کے لیے رکھا ہوا ہے اگر آپ اس جوڑے کو خرید لیں اور جب عرب کا کوئی وفد آپ کی خدمت میں آیا کرے تو آپ وہ جوڑا پہن لیا کریں۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ جمعہ کے دن بھی پہن لیا کریں تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا دنیا میں ریشم کا کپڑا وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ریشمی کپڑے کے چند جوڑے لائے گئے آپ ﷺ نے ایک جوڑا حضرت عمر کی طرف بھیج دیا اور ایک جوڑا حضرت اسامہ بن زید کی طرف بھیج دیا اور ایک جوڑا حضرت علی بن ابی طالب کو عطا فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا اس جوڑے کو پھاڑ کر اپنی عورتوں کی اوڑھنیاں بنالینا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر اس جوڑے کو اٹھا کر آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس جوڑے کو میری طرف بھیجا ہے حالانکہ آپ نے گزشتہ روز عطارد کے جوڑے کے بارے میں اس طرح فرمایا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا (اے عمر) میں نے یہ جوڑا تیری طرف اس لیے نہیں بھیجا تا کہ تو اسے پہنے بلکہ میں نے یہ جوڑا تیری طرف اس لیے بھیجا تھا تا کہ تو اس سے فائدہ حاصل کرے اور حضرت اسامہ وہی ریشمی جوڑا پہن کر آپ کی خدمت میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ کی طرف بڑے غور سے دیکھا جس کی وجہ سے حضرت اسامہ نے پہچان لیا کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ جوڑا پہننا ناپسند لگا ہے حضرت اسامہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ میری طرف اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو حالانکہ آپ نے یہ جوڑا میری طرف بھیجا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: (اے اسامہ) میں نے یہ جوڑا تیری طرف اس لیے نہیں بھیجا تا کہ تو اسے پہنے بلکہ میں نے یہ جوڑا تیری طرف اس لیے بھیجا ہے تا کہ تو اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں کے لیے اوڑھنیاں بنا لے۔

۵۳۹۹۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: وَجَدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حُلَّةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ بِالسُّوقِ، فَأَخَذَهَا، فَأَتَى بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ

اللّٰہِ، ابْتَعْ هَذِهِ فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ، وَلِلْوَفْدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ، قَالَ: فَلَبِثَ عُمَرُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ، فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ حَتَّى أَتَى بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قُلْتَ: إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ، ثُمَّ أَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهَذِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَبِيعُهَا وَتُصِيبُ بِهَا حَاجَتَكَ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے بازار میں اس استبرق کا ایک جوڑا (کسی کو بیچتے ہوئے) پایا حضرت عمر اس جوڑے کو لے کر حضور کی خدمت میں آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ اس جوڑے کو خرید لیں تاکہ آپ عید کے دن اور وفود سے ملاقات کے وقت پہن لیا کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو ایسے آدمی کا لباس ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ راوی کہتے ہیں پھر حضرت عمر جتنا کہ اللہ نے چاہا ٹھہرے رہے پھر (اس کے) بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کی طرف دیباج کا ایک جبہ بھیجا۔ حضرت عمر اس جبے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے تو اس لباس کے بارے میں فرمایا تھا یہ لباس اس آدمی کا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے پھر آپ نے یہ لباس میری طرف کیوں بھیجا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا (اے عمر) تو اس کو بیچ دے اور اس کی قیمت سے اپنی ضرورت پوری کر لے۔

۵۴۰۰۔ وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت ابن شہاب سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۴۰۱۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ، رَأَى عَلَى رَجُلٍ مِنْ آلِ عُطَارِدٍ قَبَاءً مِنْ دِيبَاجٍ، أَوْ حَرِيرٍ، فَقَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوِ اشْتَرَيْتَهُ فَقَالَ: إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ، فَأُهْدِيَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ، فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيَّ، قَالَ: قُلْتُ: أَرْسَلْتَ بِهَا إِلَيَّ وَقَدْ سَمِعْتُكَ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ، قَالَ: إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتَسْتَمْتِعَ بِهَا،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عطارد خاندان کے ایک آدمی کو دیباج یا ریشم کا ایک قبا

پہنے ہوئے دیکھا تو حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: کاش کہ آپ اس قبا کو خرید لیتے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اس طرح کا لباس پہنتا ہے اس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں پھر (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ریشمی جوڑا بطور ہدیہ کے آیا۔ آپ ﷺ نے وہ جوڑا میری طرف بھیج دیا۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آپ نے یہ جوڑا میری طرف بھیج دیا ہے حالانکہ میں آپ سے سن چکا ہوں جو آپ ﷺ نے اس بارے میں فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے (یہ جوڑا) تیری طرف اس لیے بھیجا تھا تاکہ تو اس سے فائدہ حاصل کرے (یعنی اسے بیچ کر اس کی رقم سے اپنی کوئی ضرورت پوری کر لے)۔

٥٤٠٢ـ وحَدَّثَنِي ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَأَى عَلَى رَجُلٍ مِنْ آلِ عُطَارِدٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتَنْتَفِعَ بِهَا، وَلَمْ أَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عطارد خاندان کے ایک آدمی کو دیکھا (اور پھر) یحیٰ بن سعید کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث بیان کی سوائے اس کے کہ اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تجھے (یہ جوڑا) اس لیے بھیجا ہے تاکہ تو اس سے نفع حاصل کرے اور تیری طرف اس لیے نہیں بھیجا تاکہ تو اسے (خود) پہنے۔

٥٤٠٣ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يُحَدِّثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: قَالَ لِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِي الْإِسْتَبْرَقِ، قَالَ: قُلْتُ: مَا غَلُظَ مِنَ الدِّيبَاجِ وَخَشُنَ مِنْهُ، فَقَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: رَأَى عُمَرُ عَلَى رَجُلٍ حُلَّةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ، فَأَتَى بِهَا النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ، غَيْرَ أَنَّهُ، قَالَ: فَقَالَ: إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُصِيبَ بِهَا مَالًا

حضرت یحیٰ بن اسحٰق ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سالم بن عبداللہ نے استبرق کے متعلق پوچھا تو میں نے ان سے کہا کہ وہ سنگین اور سخت دیباج ہے۔ حضرت سالم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک آدمی کو استبرق کا جوڑا پہنے ہوئے دیکھا تو وہ اسے نبی ﷺ کی خدمت میں لے آئے پھر آگے سابقہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی، سوائے اس کے کہ اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے (یہ جوڑا) تیری طرف اس لیے بھیجا تھا تاکہ تو اس کے ذریعے سے مال حاصل کرے۔

٥٤٠٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، مَوْلَى

أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، وَكَانَ خَالَ وَلَدِ عَطَاءٍ، قَالَ: أَرْسَلَتْنِي أَسْمَاءُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَقَالَتْ: بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَرِّمُ أَشْيَاءَ ثَلَاثَةً: الْعَلَمَ فِي الثَّوْبِ، وَمِيثَرَةَ الْأُرْجُوَانِ، وَصَوْمَ رَجَبٍ كُلِّهِ، فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ: أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ رَجَبٍ فَكَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ الْأَبَدَ؟ وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنَ الْعَلَمِ فِي الثَّوْبِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ، فَخِفْتُ أَنْ يَكُونَ الْعَلَمُ مِنْهُ، وَأَمَّا مِيثَرَةُ الْأُرْجُوَانِ، فَهَذِهِ مِيثَرَةُ عَبْدِ اللَّهِ، فَإِذَا هِيَ أُرْجُوَانٌ، فَرَجَعْتُ إِلَى أَسْمَاءَ فَخَبَّرْتُهَا، فَقَالَتْ: هَذِهِ جُبَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ كِسْرَوَانِيَّةٍ لَهَا لِبْنَةُ دِيبَاجٍ، وَفَرْجَيْهَا مَكْفُوفَيْنِ بِالدِّيبَاجِ، فَقَالَتْ: هَذِهِ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتَّى قُبِضَتْ، فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا، فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضَى يُسْتَشْفَى بِهَا

حضرت عبداللہ جو کہ مولیٰ (آزاد کردہ غلام) حضرت اسماء بنت ابی بکر اور حضرت عطاء کے لڑکے کے ماموں ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت اسماء نے حضرت عبداللہ بن عمر کی طرف بھیجا اور ان سے کہلوایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ تین چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں (۱) کپڑوں کے ریشمی نقش ونگار وغیرہ کو (۲) سرخ گدیلے کو (۳) ماہِ رجب کے پورے مہینے میں روزے رکھنے کو۔ حضرت عبداللہ نے جواب میں فرمایا: آپ نے جو رجب کے روزوں کا ذکر کیا ہے تو جو آدمی (سوائے ایام تشریق کے) ہمیشہ روزے رکھتا ہو وہ ماہ رجب کے روزوں کو کیسے حرام قرار دے سکتا ہے اور باقی جو آپ نے کپڑوں پر نقش ونگار کا ذکر کیا، میں نے حضرت عمر بن خطاب سے سنا وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے ہیں جو آدمی ریشم کا لباس پہنتا ہے آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں تو مجھے اس بات سے ڈر لگا کہ کہیں ریشمی نقش ونگار بھی اس حکم میں داخل نہ ہوں اور باقی سرخ گدیلے کا مسئلہ تو حضرت عبداللہ کا گدیلا سرخ ہے۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ میں نے یہ سب کچھ حضرت اسماء سے جا کر ذکر کر دیا تو حضرت اسماء نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ جبہ موجود ہے پھر حضرت اسماء نے ایک طیالسی سکروانی جبہ نکالا جس کا گریبان دیباج کا تھا اور اس کے دامن پر دیباج کی بیل (لگی ہوئی) تھی۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ یہ جبہ حضرت عائشہ کی وفات تک ان کے پاس موجود تھا۔ جب حضرت عائشہ کا انتقال ہو گیا تو جبہ میں لے آئی تب رسول اللہ ﷺ وہ جبہ پہنا کرتے تھے اور اب ہم اس جبے کو دھو کر (اس کا پانی) شفاء کے لیے بیماروں کو پلاتے ہیں۔

تشریح:

"فقالت" یعنی اسماء بنت ابی بکرؓ نے اپنے غلام کے واسطہ سے حضرت ابن عمر سے تین باتوں کی وضاحت مانگی (۱) رجب کے روزوں کو آپ حرام سمجھتے ہو؟ اس کا جواب حضرت ابن عمرؓ نے یہ دیا کہ میں تو صائم الدھر ہوں سال کے بارہ مہینوں میں رجب بھی آتا ہے میں اس کو کیسے ناجائز کہہ سکتا ہوں (۲) "العلم فی الثوب" یعنی کپڑوں پر نقش ونگار اور پھول بیل ٹھونکنے کو آپ کیوں منع کرتے ہو؟ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس لیے اس کو ناجائز کہتا ہوں کہ اس میں ریشم استعمال ہوتا ہے مجھے اس کا خوف ہے۔ (۳) "میثرۃ الاجوان" یعنی زین پر نرم نمدہ رکھنے کو آپ منع کرتے ہو؟ حضرت ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ میں تو اس کو خود استعمال کرتا ہوں تو سرخ نمدہ تو میرا بھی ہے میں جس کو ناجائز کہتا ہوں وہ ریشمی کپڑا ہوتا ہے سرخ کی بات نہیں ریشم کی بات ہے

"فاخرجت" حضرت اسماءؓ نے آنحضرت ﷺ کا جبہ دکھانے کے لیے نکال دیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ چار انگلیوں کے برابر ریشم استعمال کرنا جائز ہے زیادہ جائز نہیں ہے "طیالسۃ" یہ جمع ہے اس کا مفرد طیلسان ہے یہ ایک خاص لباس ہوتا تھا جو فارس وغیرہ کے بادشاہ پہنا کرتے تھے "کسروانیۃ" یہ کسریٰ بادشاہ کی طرف منسوب ہے۔

"لبنۃ" گریبان دامن اور آستین اور جیب کے کناروں پر نقش ونگار کے لیے کپڑے کا ٹکڑا اور پٹی بطور بیل لگی جاتی ہے اس کو لبنۃ کہتے ہیں اسی کو کف اور مکفوف بھی کہتے ہیں "فرجیھا" یہ تثنیہ ہے گریبان کو کہتے ہیں دو گریبان سے قمیص کے آگے پیچھے گریبان مراد ہیں یہ لفظ منصوب ہے "ای ورایت فرجیھا" "نغسلھا للمرضی" یعنی ہم اس جبہ کو دھو کر پانی بیمار کو پلاتے ہیں اور اس پر چھڑکتے ہیں اللہ تعالیٰ مریض کو شفاء دیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ تبرکات کا اصل موجود ہے اس سے انکار کرنا خشک لوگوں کا کام ہے۔

۵۴۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ كَعْبٍ أَبِي ذِبْيَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، يَخْطُبُ، يَقُولُ: أَلَا لَا تُلْبِسُوا نِسَاءَكُمُ الْحَرِيرَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ، فَإِنَّهُ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ

حضرت خلیفہ بن کعب ابی ذبیان ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے خطبہ دیتے ہوئے سنا، وہ فرماتے ہیں: آگاہ رہو! تم اپنی عورتوں کو ریشمی کپڑے نہ پہناؤ کیونکہ میں نے حضرت عمر بن خطاب سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ریشم نہ پہنو کیونکہ جو آدمی دنیا میں ریشم کا لباس پہنے گا وہ

آخرت میں ریشم کا لباس نہیں پہن سکے گا۔

۵۴۰۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ وَنَحْنُ بِأَذْرَبِيجَانَ: يَا عُتْبَةُ بْنَ فَرْقَدٍ، إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ كَدِّكَ، وَلَا مِنْ كَدِّ أَبِيكَ، وَلَا مِنْ كَدِّ أُمِّكَ، فَأَشْبِعِ الْمُسْلِمِينَ فِي رِحَالِهِمْ مِمَّا تَشْبَعُ مِنْهُ فِي رَحْلِكَ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ، وَزِيَّ أَهْلِ الشِّرْكِ، وَلَبُوسَ الْحَرِيرِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لَبُوسِ الْحَرِيرِ، قَالَ: إِلَّا هَكَذَا، وَرَفَعَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِصْبَعَيْهِ الْوُسْطَى وَالسَّبَّابَةَ وَضَمَّهُمَا، قَالَ زُهَيْرٌ: قَالَ عَاصِمٌ: هَذَا فِي الْكِتَابِ، قَالَ: وَرَفَعَ زُهَيْرٌ إِصْبَعَيْهِ،

حضرت ابوعثمان ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ہم آذربائیجان میں تھے تو حضرت عمر نے ہمیں لکھا کہ اے عتبہ بن فرقد (آپ کے پاس جو یہ مال ہے) نہ آپ کی محنت ہے اور نہ ہی آپ کے والد کی محنت سے اور نہ آپ کی والدہ کی محنت سے تجھ کو حاصل ہوا ہے، اس لیے مسلمانوں کو ان کی جگہوں پر پوری طرح سے وہ چیز پہنچا دے جو تو اپنی جگہ پر پہنچاتا ہے اور عیش وعشرت اور مشرکوں والا لباس اور ریشم پہننے سے تمہیں پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ریشمی لباس پہننے سے منع فرماتے تھے سوائے اس قدر اور رسول اللہ نے ہمارے سامنے اپنی درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی کو اٹھایا اور دونوں کو ملایا۔ راوی حضرت زہیر کہتے ہیں کہ حضرت عاصم نے کہا: کتاب میں اسی طرح سے ہے اور حضرت زہیر نے اپنی دونوں انگلیاں اٹھا کر بتایا۔

تشریح:

''آذربیجان'' ایران کے علاقہ تبریز کے پاس جانب شمال میں کوہ قاف کے قریب ایک مشہور شہر کا نام ہے''یا عتبة'' عتبہ بن فرقد سلمی حضرت عمر فاروق کی طرف سے آذربیجان کی فتح میں مجاہدین کے امیر تھے ۱۸ھ میں انہوں نے آذربیجان کو فتح کیا تھا۔

''کتاب عمر ''یعنی حضرت عمر کا خط اپنے جہادی کمانڈر کے پاس پہنچا اس خط کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عتبہ نے حضرت عمر کے لیے اعلیٰ قسم کا کھانا بھیجا تھا حضرت عمرؓ نے قاصد سے پوچھا کہ سب مجاہدین اس طرح کھانا کھاتے ہیں اس نے کہا نہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں کبھی بھی اس کو نہیں کھاؤں گا اور پھر عتبہ کی طرف عتاب آمیز خط لکھا کہ مجاہدین کو عمدہ کھانا کھلایا کرو جس طرح خود کھاؤ اسی طرح ان کو کھلاؤ۔''کدک ''یعنی مال غنیمت تمہارے ماں باپ کی کمائی اور محنت نہیں ہے مجاہدین کو کھلاؤ''کد'' محنت ومشقت کو کہتے ہیں ہاں ریشم کا کپڑا استعمال کرنا حرام ہے''ازرا'' یہ زر کی جمع ہے بٹن کو کہتے ہیں طیلسان کے بٹن مراد ہیں اگلی حدیث

کالفظ ہے "خمرا" یہ خمار کی جمع ہے دوپٹہ کو کہتے ہیں آیندہ حدیث کالفظ ہے "فاطرتها" عورتوں میں تقسیم کرنے کے معنی میں ہے آیندہ حدیث کالفظ ہے۔ اطرَ یاطرُ نصر ینصر سے ہے ای قسمتها۔

۵٤٠٧۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَرِيرِ بِمِثْلِهِ

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے ریشم کے بارے میں مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۵٤٠٨۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهُوَ عُثْمَانُ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ، وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ، فَجَاءَنَا كِتَابُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ إِلَّا مَنْ لَيْسَ لَهُ مِنْهُ شَيْءٌ فِي الْآخِرَةِ، إِلَّا هَكَذَا، وَقَالَ أَبُو عُثْمَانَ: بِإِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْإِبْهَامَ فَرُئِيتُهُمَا أَزْرَارَ الطَّيَالِسَةِ حِينَ رَأَيْتُ الطَّيَالِسَةَ.

حضرت ابوعثمان سے مروی ہے کہ ہم حضرت عتبہ بن فرقد کے پاس تھے کہ ہمارے پاس حضرت عمرؓ کا ایک خط آیا (جس میں حضرت عمر نے یہ لکھا تھا) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ریشم (کوئی) آدمی نہیں پہنتا، سوائے اس آدمی کے جس کو آخرت میں کچھ نہ ملنے والا ہو مگر اس قدر (ریشم) صحیح ہے اور حضرت ابوعثمان نے اپنی دونوں انگلیاں انگوٹھے کے ساتھ والی سے اشارہ کر کے بتایا پھر مجھے طیالسی چادروں کے پلے ان دونوں انگلیوں کی مقدار میں بتائے گئے، یہاں تک کہ میں نے طیالسہ کو دیکھ لیا، (عرب کی سیاہ چادریں)۔

۵٤٠٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، عَنْ أَبِيهِ، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ جَرِيرٍ

حضرت ابوعثمان ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم عتبہ بن فرقد کے پاس تھے پھر آگے حضرت جریر کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے۔

۵٤١٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ، قَالَ: جَاءَنَا كِتَابُ عُمَرَ وَنَحْنُ بِأَذْرَبِيجَانَ

مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ أَوْ بِالشَّامِ : أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْحَرِيرِ إِلَّا هَكَذَا إِصْبَعَيْنِ، قَالَ أَبُو عُثْمَانَ: فَمَا عَتَّمْنَا أَنَّهُ يَعْنِي الْأَعْلَامَ،

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابوعثمان نہدی سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے ہماری طرف ایک خط لکھا جب کہ ہم عتبہ بن فرقد کے پاس آذر بائیجان یا شام کے علاقہ میں تھے (اس خط میں لکھا تھا) اما بعد! رسول اللہ ﷺ نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے مگر اس قدر دو انگلیوں کے برابر۔ حضرت ابوعثمان کے آخری جملہ سے فوراً سمجھ گئے کہ اس سے آپ ﷺ کی مراد نقش ونگار ہیں۔

٥٤١١ ـ وحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ أَبِي عُثْمَانَ

حضرت قتادہ سے اسی سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس میں حضرت ابوعثمان کے قول (کہ ہم حضرت عمر کے آخری جملہ سے سمجھ گئے کہ اس سے مراد نقش ونگار ہے) کا ذکر نہیں ہے۔

٥٤١٢ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، وَأَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ، فَقَالَ: نَهَى نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا مَوْضِعَ إِصْبَعَيْنِ، أَوْ ثَلَاثٍ، أَوْ أَرْبَعٍ،

حضرت سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب جابیہ کے مقام پر خطبہ دے رہے تھے اس خطبہ میں انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے نبی کریم ﷺ نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا، سوائے دو انگلیوں یا تین یا چار انگلیوں کے بقدر۔

تشریح:

"خطب بالجابية" یعنی حضرت عمرؓ نے جابیہ کے مقام پر خطاب کیا "جابیہ" شام کے ایک شہر کا نام ہے فتح بیت المقدس کے موقع پر حضرت عمرؓ شام تشریف لے گئے تھے وہاں جابیہ میں آپ نے خطبہ دیا، مردوں کے لیے ریشم کے جواز کی ابتدا دو انگلیوں کی مقدار سے ہوئی اور چار انگشت اس کی انتہاء ہے اس سے زیادہ آگے حرام ہے یہ بات ذہن میں ہو کہ چار انگشت کی بقدر ریشم کا استعمال دوسرے کپڑے کے ضمن میں جائز ہے مستقلاً نہیں۔

مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ أَوْ بِالشَّامِ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْحَرِيرِ إِلَّا هٰكَذَا إِصْبَعَيْنِ، قَالَ أَبُو عُثْمَانَ: فَمَا عَتَّمْنَا أَنَّهُ يَعْنِي الْأَعْلَامَ،

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابوعثمان نہدی سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے ہماری طرف ایک خط لکھا جب کہ ہم عتبہ بن فرقد کے پاس آذربائیجان یا شام کے علاقہ میں تھے (اس خط میں لکھا تھا) اما بعد! رسول اللہ ﷺ نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے مگر اس قدر دو انگلیوں کے برابر۔ حضرت ابوعثمان کے آخری جملہ سے فوراً سمجھ گئے کہ اس سے آپ ﷺ کی مراد نقش و نگار ہیں۔

۵۴۱۱۔ وحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ أَبِي عُثْمَانَ

حضرت قتادہ سے اسی سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس میں حضرت ابوعثمان کے قول (کہ ہم حضرت عمر کے آخری جملہ سے سمجھ گئے کہ اس سے مراد نقش و نگار ہے) کا ذکر نہیں ہے۔

۵۴۱۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، وَأَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ، فَقَالَ: نَهَى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا مَوْضِعَ إِصْبَعَيْنِ، أَوْ ثَلَاثٍ، أَوْ أَرْبَعٍ،

حضرت سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب جابیہ کے مقام پر خطبہ دے رہے تھے اس خطبہ میں انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے نبی کریم ﷺ نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا، سوائے دو انگلیوں یا تین یا چار انگلیوں کے بقدر۔

تشریح:

"خطب بالجابیۃ" یعنی حضرت عمرؓ نے جابیہ کے مقام پر خطاب کیا "جابیہ" شام کے ایک شہر کا نام ہے فتح بیت المقدس کے موقع پر حضرت عمرؓ شام تشریف لے گئے تھے وہاں جابیہ میں آپ نے خطبہ دیا، مردوں کے لیے ریشم کے جواز کی ابتدا دو انگلیوں کی مقدار سے ہوئی اور چار انگشت اس کی انتہاء ہے اس سے زیادہ آگے حرام ہے یہ بات ذہن میں ہو کہ چار انگشت کی بقدر ریشم کا استعمال دوسرے کپڑے کے ضمن میں جائز ہے مستقلاً نہیں۔

۵۴۱۳- وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت قتادہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۴۱۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ حَبِيبٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: لَبِسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَبَاءً مِنْ دِيبَاجٍ أُهْدِيَ لَهُ، ثُمَّ أَوْشَكَ أَنْ نَزَعَهُ، فَأَرْسَلَ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقِيلَ لَهُ: قَدْ أَوْشَكَ مَا نَزَعْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ: نَهَانِي عَنْهُ جِبْرِيلُ، فَجَاءَهُ عُمَرُ يَبْكِي، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَرِهْتَ أَمْرًا، وَأَعْطَيْتَنِيهِ فَمَا لِي؟ قَالَ: إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهُ لِتَلْبَسَهُ، إِنَّمَا أَعْطَيْتُكَهُ تَبِيعُهُ، فَبَاعَهُ بِأَلْفَيْ دِرْهَمٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دن دیباج کا ایک جبہ پہنا جو کہ آپ ﷺ کے لیے ہدیہ کیا گیا تھا پھر آپ نے اس قبا کو اسی وقت اتار دیا اور پھر اسے حضرت عمر بن خطاب کی طرف بھیج دیا تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ نے اس قبا کو بہت جلدی اتار دیا ہے تو آپ نے فرمایا: مجھے حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کے پہننے سے منع کر دیا ہے۔ حضرت عمر (یہ سن کر) روتے ہوئے آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! جس چیز کو آپ نے ناپسند فرمایا، آپ نے وہ چیز مجھے عطا فرمادی۔ اب میرا کیا بنے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اے عمر) میں نے تجھے یہ قبا اس لیے نہیں دیا تا کہ تو اسے پہنے بلکہ میں نے یہ قبا تجھے اس لیے دیا ہے تا کہ تو اسے بیچ دے تو حضرت عمر نے وہ قبا دو ہزار درہم میں بیچ دیا۔

۵۴۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ، يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ سِيَرَاءَ، فَبَعَثَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا، فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا، إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ،

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک ریشمی جوڑا ہدیہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے وہ جوڑا میری طرف بھیج دیا۔ میں نے وہ جوڑا پہنا تو آپ ﷺ کے چہرہ اقدس سے غصہ کے آثار پہچان لیے اور آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے علی) میں نے یہ جوڑا تیری طرف اس لیے نہیں بھیجا تا کہ تو اسے پہنے بلکہ میں نے یہ جوڑا تیری طرف اس لیے بھیجا ہے تا کہ تو اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں کی اوڑھنیاں بنا لے۔

۵٤١٦۔ حَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ مُعَاذٍ، فَأَمَرَنِي فَأَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي، وَفِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ: فَأَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي وَلَمْ يَذْكُرْ فَأَمَرَنِي

حضرت ابوعون سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے اور حضرت معاذ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا تو میں نے اسے اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا اور حضرت محمد بن جعفر کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ میں نے اسے اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا اور اس میں (فامرنی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا) کا ذکر نہیں ہے۔

۵٤١٧۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ، قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ الثَّقَفِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْحَنَفِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّ أُكَيْدِرَ دُومَةَ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَ حَرِيرٍ، فَأَعْطَاهُ عَلِيًّا، فَقَالَ: شَقِّقْهُ خُمُرًا بَيْنَ الْفَوَاطِمِ، وقَالَ أَبُو بَكْرٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ: بَيْنَ النِّسْوَةِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اکیدر دومہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ریشمی کپڑا بطور ہدیہ بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کپڑا حضرت علی کو عطا فرمایا اور فرمایا: (اے علی) اسے پھاڑ کر تینوں فاطموں کی اوڑھنیاں بنا لے اور ابوبکر اور ابوکریب کی روایت کردہ حدیث میں (بین النسوۃ) عورتوں کے درمیان تقسیم کا ذکر ہے۔

تشریح:

"اکیدر" یہ شخص اکیدر بن عبدالملک کندی تھا یہ شخص ہرقل کی طرف سے تبوک کے قریب دومۃ جندل کے علاقوں کا گورنر تھا غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت خالد کو آنحضرت نے اس کو زندہ گرفتار کرنے کا حکم دیا تھا حضرت خالد نے عجیب انداز سے اس کو گرفتار کیا آنحضرت نے ان کے ساتھ صلح فرمائی اور ان پر یہ مال مقرر کیا کہ دو ہزار اونٹ دو گے آٹھ سو غلام دو گے چار سو زرہ ادا کرو گے اور چار سو نیزے دیدو گے اور آئندہ کچھ جزیہ ادا کرو گے آنحضرت نے اکیدر کو ان کے علاقے پر برقرار رکھا۔ بعض نے کہا یہ مسلمان ہوا اور اسلام پر مر گیا مگر عام علماء کہتے ہیں کہ یہ مسلمان نہیں ہوا یا مرتد ہو کر کفر پر مر گیا۔ "دومۃ" دال پر پیش ہے دومۃ

جندل کے نام سے مشہور ہے مدینہ منورہ سے پندرہ دن کے فاصلہ پر شام کے قریب واقع ہے۔

"بین الفواطم" یہ فاطمۃ کی جمع ہے ایک فاطمہ بنت محمد مراد ہے جو حضرت علی کی زوجہ محترمہ ہیں دوسری فاطمہ بنت اسد مراد ہے جو حضرت علی کی والدہ ہیں تیسری فاطمہ بنت حمزہؓ مراد ہے ایک چوتھی فاطمہ بھی ہے جو شاید حضرت عقیل کی بیوی تھی ان سب کو الفواطم کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

۵۴۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: كَسَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةَ سِيَرَاءَ، فَخَرَجْتُ فِيهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، قَالَ: فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک ریشمی جوڑا عطا فرمایا۔ میں اس جوڑے کو پہن کر باہر نکلا تو میں نے آپ ﷺ کے چہرہ اقدس پر غصہ کے آثار دیکھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اس کپڑے کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

۵۴۱۹۔ وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، وَأَبُو كَامِلٍ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُمَرَ بِجُبَّةِ سُنْدُسٍ، فَقَالَ عُمَرُ: بَعَثْتَ بِهَا إِلَيَّ وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ، قَالَ: إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا، وَإِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتَنْتَفِعَ بِثَمَنِهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کی طرف "سندس" کا ایک جبہ بھیجا تو حضرت عمر نے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول!) آپ نے مجھے یہ جبہ بھیجا ہے حالانکہ آپ ﷺ تو اس کے بارے میں ایسے ایسے فرما چکے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تجھ کو یہ جبہ اس لیے نہیں بھیجا تا کہ تو اسے پہنے بلکہ میں نے یہ جبہ تیری طرف اس لیے بھیجا ہے تا کہ تو اس کی قیمت حاصل کرے۔

۵۴۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی دنیا میں ریشمی کپڑا پہنے گا وہ آخرت

میں ریشمی کپڑا نہیں پہن سکے گا۔

٥٤٢١ ـ وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ الدِّمَشْقِيُّ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی دنیا میں ریشمی کپڑا پہنے گا وہ آخرت میں ریشمی کپڑا نہیں پہن سکے گا۔

٥٤٢٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّهُ قَالَ: أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوجُ حَرِيرٍ فَلَبِسَهُ، ثُمَّ صَلَّى فِيهِ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ لَهُ، ثُمَّ قَالَ: لَا يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ،

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک ریشمی قبا بطور ہدیہ آیا۔ پھر آپ ﷺ نے وہ قبا پہنا پھر آپ ﷺ نے اس میں نماز پڑھی اور پھر نماز سے فارغ ہوکر بہت ناپسندیدگی سے اسے اتار دیا جیسے کہ اس کو آپ ﷺ بہت ہی ناپسند سمجھتے ہیں پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ لباس متقی لوگوں کے لیے مناسب نہیں ہے۔

٥٤٢٣ ـ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي أَبَا عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت یزید بن حبیب اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث کی طرح روایت بیان کرتے ہیں۔

بَابُ إِبَاحَةِ لُبْسِ الْحَرِيرِ لِلرَّجُلِ إِذَا كَانَ بِهِ حِكَّةٌ

خارش کی وجہ سے مردوں کے لیے ریشم استعمال کرنا جائز ہے

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے۔

٥٤٢٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، أَنْبَأَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي الْقُمُصِ الْحَرِيرِ فِي السَّفَرِ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا أَوْ وَجَعٍ كَانَ بِهِمَا.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام کو خارش یا کسی اور بیماری کی وجہ سے سفر میں ریشمی لباس پہننے کی اجازت عطا فرمادی تھی۔

٥٤٢٥ ۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي السَّفَرِ

حضرت سعید سے اسی سند کے ساتھ سابقہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس روایت میں سفر کا ذکر نہیں ہے۔

٥٤٢٦ ۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ رُخِّصَ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِحِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو خارش ہو جانے کی وجہ سے ریشمی لباس پہننے کی اجازت عطا فرمادی تھی یا اجازت دیدی گئی تھی۔

٥٤٢٧ ۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت شعبہ سے اسی سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

٥٤٢٨ ۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، أَنَّ أَنَسًا، أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ شَكَوَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمْلَ، فَرَخَّصَ لَهُمَا فِي قُمُصِ الْحَرِيرِ فِي غَزَاةٍ لَهُمَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ خبر دیتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام نے رسول اللہ ﷺ سے جوؤں کی شکایت کی تو آپ نے ان دونوں حضرات کے لیے جہاد میں ریشمی لباس پہننے کی اجازت عطا فرمادی۔

تشریح:

''القمل'' جوؤں کو کہتے ہیں ''الحکۃ'' خارش کو کہتے ہیں ریشم کا استعمال شرعی ضرورت اور عذر کے تحت جائز ہے چنانچہ بدن کی خارش کے لیے، یا میدان جہاد میں تلوار سے بچاؤ کے لیے، یا جوؤں کے خاتمہ کے لیے اس کا استعمال بقدر ضرورت جائز ہے ریشم

اصل کے اعتبار سے گرم اور مفرح ہے اس لیے اس سے خارش اور جوؤں کا خاتمہ ہو جاتا ہے نیز جنگ میں اس پر تلوار بھی زیادہ اثر نہیں کرتی ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الرَّجُلِ الثَّوْبَ الْمُعَصْفَرَ

مرد کے لیے رنگین کپڑا پہننا ممنوع ہے

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۴۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ يَحْيَى، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ ابْنَ مَعْدَانَ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ نُفَيْرٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَخْبَرَهُ، قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ، فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا،

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ خبر دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے عصفر سے رنگے ہوئے دو کپڑوں کو پہنے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: یہ کافروں کے کپڑے ہیں، ان کو نہ پہنو۔

تشریح:

"معصفرین" یعنی وہ دونوں کپڑے سرخ کسم کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے "ای مصبوغین بعصفر" کسم ایک سرخ رنگ کا نام ہے جو ایک پودے سے حاصل ہوتا ہے مردوں کے لیے منع ہے۔ احناف اس کو اور اسی طرح ہر سرخ رنگ کے کپڑے کو مردوں کے لیے مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں اگرچہ فقہاء کے دیگر اقوال بھی ہیں۔

"اغسلهما" یعنی میں اس کو دھو ڈالوں گا آپ نے فرمایا "احرقهما" اس سے مراد ضائع اور زائل کرنا ہے کہ کسی کو ہبہ کر دو یا فروخت کر دو یا کسی طریقے سے ضائع کر دو اگر کچھ نہیں تو جلا ڈالو مگر اپنے پاس نہ رکھو۔ "امک امرتک" یعنی یہ رنگ تو عورتوں کے لباس کا ہے تو کیا تیری ماں نے تجھے اس کا حکم دیا کہ ایسا کرو۔ آئندہ حدیث کے الفاظ ہیں۔

۵۴۳۰۔ وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَا: عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے۔

٥٤٣١ ـ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ الْمَوْصِلِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ، فَقَالَ: أَأُمُّكَ أَمَرَتْكَ بِهَذَا؟ قُلْتُ: أَغْسِلُهُمَا، قَالَ: بَلْ أَحْرِقْهُمَا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے عصفر سے رنگے ہوئے دو کپڑوں کو پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا تجھے تیری ماں نے یہ کپڑے پہننے کا حکم دیا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں (اس رنگ) کو دھو ڈالوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (نہیں) بلکہ اسے جلا ڈالو۔

٥٤٣٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَالْمُعَصْفَرِ، وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قسی کپڑا (ریشم کی ایک قسم) پہننے سے منع فرمایا ہے اور عصفر سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

٥٤٣٣ ـ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ، أَنَّ أَبَاهُ، حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، يَقُولُ: نَهَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقِرَاءَةِ وَأَنَا رَاكِعٌ، وَعَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ وَالْمُعَصْفَرِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ کو رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے اور سونا اور عصفر سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے۔

٥٤٣٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ، وَعَنْ لِبَاسِ الْقَسِّيِّ، وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَعَنْ لِبَاسِ الْمُعَصْفَرِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور قسی

کا لباس پہننے سے اور رکوع اور سجدوں کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے اور عصفر سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح:

"الارجـــوان" اس باب کی مختلف احادیث کے چند الفاظ کی تشریح آخر میں لکھ دیتا ہوں تاکہ پورے باب کی احادیث پر کچھ روشنی پڑجائے۔"الار جـــوان" یہ لفظ ارغوان کا معرب ہے ارغوانی رنگ سرخ ہوتا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ چھوٹا سا گدا ہوتا تھا جو بیٹھنے کے لیے زین پر بچھایا جاتا تھا جس کو زین پوش کہتے ہیں مطلب یہ ہوا کہ میں ایسی سواری پر سوار نہیں ہوتا جس کا زین پوش سرخ رنگ کا ہو، بعض اہل لغت نے ارغوان ایک ایسے درخت کو قرار دیا ہے جس کے پھول سرخ ہوں زیادہ اہل لغت نے ارجوان سرخ رنگ کو قرار دیا ہے۔ علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ اسی کو دوسری احادیث میں "المیاثر الحمر" کے نام سے یاد کیا گیا ہے جو درحقیقت ریشم و دیباج سے تیار کیا جاتا تھا بہرحال یہ ممانعت یا سرخ رنگ کی وجہ سے ہے یا ریشم کی وجہ سے۔ ملا علی قاری نے سرخ رنگ کو راجح قرار دیا ہے اور فرمایا کہ جب سرخ رنگ کے کپڑے پر بیٹھنا منع ہے تو اس کا پہننا کتنا سخت منع ہوگا۔

"المعصفر" اس سے کسم میں رنگا ہوا سرخ کپڑا مراد ہے یہ مردوں کے لیے منع ہے۔

"المکفف" یعنی جس میں سنجاف اور ریشمی گوٹ لگی ہوئی ہو، اس حدیث میں مکفف قمیص پہننے کی ممانعت آئی ہے جب کہ اس سے پہلے حضرت اسماء کی حدیث میں آنحضرت کے جبہ کے ساتھ مکفوفین کے الفاظ مذکور ہیں دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چار انگشت تک ریشم کی پٹی کی اجازت ہے اس سے زیادہ نہیں یہاں یہ حدیث چار انگشت سے زیادہ کی ممانعت پر محمول ہے یا اسماء کی حدیث فتویٰ پر محمول ہے اور زیر بحث حدیث تقویٰ پر محمول ہے۔

بَابُ فَضْلِ لِبَاسِ ثِيَابِ الْحِبَرَةِ

یمنی حبرہ چادر کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۵۴۲۵۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: قُلْنَا لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَيُّ اللِّبَاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَوْ أَعْجَبَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: الْحِبَرَةُ

حضرت قتادہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کونسا

لباس زیادہ محبوب تھا یا رسول اللہ ﷺ کو کونسا لباس زیادہ پسندیدہ تھا؟ حضرت انس نے فرمایا: دھاری دار یمنی چادر

تشریح:

"قال الحبرة" یعنی سائل کے سوال کے جواب میں صحابی حضرت انس نے فرمایا کہ آنحضرت کو سب سے زیادہ پسندیدہ لباس حبرہ ہوتا تھا۔ "الحبرة" ح پر زیر ہے با پر زبر ہے عِنَبَة کے وزن پر ہے یہ یمن میں بننے والی ایک خاص قسم کی منقش چادر ہوتی تھی جو اس زمانہ میں سب سے عمدہ چادروں میں شمار ہوتی تھی بعض میں سرخ اور بعض میں سبز دھاریاں ہوتی تھیں تحبیر اسی نقش ونگار اور تزیین وتحسین کو کہتے ہیں سلیم الفطرت باذوق لوگ اسے پسند کرتے ہیں یہ بھی لکھا ہے کہ قطن اور سوتی تاگہ کی وجہ سے محبوب تھی اب سوال یہ ہے کہ ایک حدیث میں ام سلمہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت کو تمام کپڑوں میں قمیص زیادہ پسند تھی یہاں یمنی چادر کے پسند ہونے کی بات ہے یہ بظاہر تعارض ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اوڑھنے والی چادروں کی انواع میں یمنی چادر سب سے زیادہ محبوب تھی اور پہننے والی اشیاء میں قمیص کی نوع سب سے زیادہ محبوب تھی کوئی تعارض نہیں ہے۔

٥٤٣٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِبَرَةُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سب کپڑوں میں سے زیادہ محبوب وپسندیدہ دھاری دار یمنی کپڑا تھا۔

بَابُ لِبَاسِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرم کے لباس کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

٥٤٣٧ ـ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ، فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ، وَكِسَاءً مِنَ الَّتِي يُسَمُّونَهَا الْمُلَبَّدَةَ، قَالَ: فَأَقْسَمَتْ بِاللّٰهِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ فِي هَذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا تو انہوں نے میرے سامنے ایک موٹا

تہبند نکالا جو کہ یمن میں بنایا جاتا ہے اور ایک چادر جس کا نام ملبدہ ہے۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ پھر حضرت عائشہ نے اللہ کی قسم اٹھائی کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات انہی کپڑوں میں ہوئی ہے۔

۵۴۳۸۔ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ، قَالَ ابْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ إِزَارًا وَكِسَاءً مُلَبَّدًا، فَقَالَتْ: فِي هَذَا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِي حَدِيثِهِ: إِزَارًا غَلِيظًا،

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے ان کے سامنے ایک تہ بند اور ایک پیوند لگا ہوا کپڑا نکالا اور پھر فرمانے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات مبارک انہی دو کپڑوں میں ہوئی ہے۔ ابن ابی حاتم نے اپنی روایت کردہ حدیث میں موٹا تہ بند کہا ہے۔

۵۴۳۹۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَقَالَ: إِزَارًا غَلِيظًا

حضرت ایوب سے اسی سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے اور اس میں انہوں نے موٹے تہبند کا کہا ہے۔

۵۴۴۰۔ وحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، ح وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن صبح کو کالے بالوں کا کمبل اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے جس پر پالان کے نقش تھے۔

۵۴۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ وِسَادَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي يَتَّكِئُ عَلَيْهَا مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر جس پر آپ ﷺ آرام فرماتے تھے،

چمڑے کا تھا۔اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

تشریح:

"یتکئی" اتکاء تکیہ کے ساتھ ٹیک لگانے کو کہتے ہیں معلوم ہوا نبی اکرم ﷺ نے تکیہ استعمال فرمایا ہے"من ادم "ادم چمڑے کو کہتے ہیں تکیہ کے اوپر آج کل کپڑا ہوتا ہے اور اندر کی بھرائی روئی کی ہوتی ہے قدیم زمانہ میں نہ کپڑا ہوتا تھا نہ روئی ہوتی تھی چنانچہ اوپر کا حصہ چمڑے کا ہوتا تھا اور اندر کا حصہ کھجور کی چھال کا ہوتا تھا"حشو "اندر کی بھرائی کو کہتے ہیں۔

"لیف" کھجور کے تنہ کے ساتھ قدرتی طور پر ایک جالی لگی ہوئی ہوتی ہے براؤن رنگ کی یہ جالی نرم ہوتی ہے اور دھونے سے خراب بھی نہیں ہوتی ہے پہلے زمانہ میں اس کو تکیہ،تلائی اور گدیلہ میں استعمال کرتے تھے اسی کو یہاں حشوھا لیف سے یاد کیا گیا ہے اس کی کچھ مزید وضاحت اس طرح ہے۔

"ادما" ادیم اور اَدم اس چمڑے کو کہتے ہیں جس کو دباغت دی گئی ہو"حشو "داخل اور باطن کے معنی میں ہے یعنی اندر روئی کی جگہ جو کچھ بھرا گیا تھا وہ "لیف" یعنی کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی یہاں ایک سوال ہے وہ یہ کہ شمائل ترمذی میں حضرت حفصہ سے روایت ہے کہ آنحضرت کا بچھونا ٹاٹ کا تھا بظاہر دونوں روایتوں میں تضاد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ کسی زمانہ میں ٹاٹ تھا کسی میں دوسرا تھا۔دوسرا جواب یہ ہے کہ سونے کا بچھونا چمڑے کا ہوگا اور بیٹھنے کا کھجور کی چھال کا ہوگا۔

۵۴۲۔ وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنَّمَا كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ أَدَمًا حَشْوُهُ لِيفٌ،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر مبارک جس پر آپ ﷺ سوتے تھے، چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۵۴۳۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَا: ضِجَاعُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ يَنَامُ عَلَيْهِ

حضرت ہشام بن عروہ سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے جس میں ضجاع رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہیں لیکن ترجمہ اسی سابقہ ترجمہ کی طرح ہے۔

بَابُ جَوَازِ اتِّخَاذِ الْأَنْمَاطِ

قالین بچھانے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵۴۴۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو، قَالَ عَمْرٌو، وَقُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا، وَقَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجْتُ: أَتَّخَذْتَ أَنْمَاطًا؟ قُلْتُ: وَأَنَّى لَنَا أَنْمَاطٌ؟ قَالَ: أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں نے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تو نے قالین بنائے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہمارے ہاں قالین کہاں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار عن قریب یہ ہوں گے۔

۵۴۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجْتُ، قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَّخَذْتَ أَنْمَاطًا؟ قُلْتُ: وَأَنَّى لَنَا أَنْمَاطٌ؟ قَالَ: أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ، قَالَ جَابِرٌ: وَعِنْدَ امْرَأَتِي نَمَطٌ، فَأَنَا أَقُولُ نَحِّيهِ عَنِّي، وَتَقُولُ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهَا سَتَكُونُ،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں نے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تو نے قالین بنائے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہمارے ہاں قالین کہاں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب عن قریب ہوں جائیں گے حضرت جابر کہتے ہیں کہ میری بیوی کے پاس ایک قالین ہے، میں اسے کہتا ہوں کہ یہ (قالین) مجھ سے دور کر دے۔ وہ کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب عن قریب قالین ہوں گے۔

تشریح:

''اتخذت انماطا ''یعنی کیا تم نے شادی کے موقع پر قالین خرید کر بچھادی ہے؟ ''أنّی لَنَا أنْمَاطٌ ''یعنی یا رسول اللہ ہم غریب لوگ ہیں ہمارے پاس قالین کیسے آئیں گے؟ ''ستکون ''یعنی عن قریب قالینوں کا دور تم پر آئے گا۔ ''نحیہ عنی ''یعنی حضرت جابر نے اپنی بیوی سے کہا میرے سامنے سے قالین ہٹا دو تا کہ اس پر میری نگاہ نہ پڑے ''وتقول ''یعنی حضرت جابر کی

بیوی جواب دیتی تھی کہ آنحضرت نے فرمایا تھا کہ قالین ہوں گے تو یہ اسی پیش گوئی کا اثر اور منظر ہے "انماط" جمع ہے اس کا مفرد نمط ہے قالین کو کہتے ہیں "نحیه" یہ باب تفعیل سے واحد مؤنث امر کا صیغہ ہے ہٹانے کے معنی میں ہے۔

٥٤٤٦ ـ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فَأَدَعُهَا

حضرت سفیان سے اسی سند کے ساتھ کچھ تبدیلی کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے۔

بَابُ كَرَاهَةِ مَا زَادَ عَلَى الْحَاجَةِ مِنَ الْفِرَاشِ

ضرورت سے زیادہ بستر رکھنا مکروہ ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٥٤٤٧ ـ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي أَبُو هَانِئٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، يَقُولُ: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ، وَفِرَاشٌ لِامْرَأَتِهِ، وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ، وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: آدمی کے لیے ایک بستر ہونا چاہیے اور ایک ہی بستر اس کی بیوی کے لیے ہونا چاہیے اور تیسرا بستر مہمان کے لیے ہونا چاہیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہے۔

تشریح:

"فراش" بستر ایک اپنے لیے دوسرا بیوی کے لیے تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہے۔

"لامرته" اصل قاعدہ تو یہی ہے کہ میاں بیوی اکٹھے سو جائیں لیکن کبھی الگ سونے کی ضرورت پڑتی ہے اس لیے بیوی کے لیے الگ بستر کی گنجائش نکل آئی مہمان کے لیے جس بستر کا تذکرہ کیا گیا ہے اس سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ اگر مہمان زیادہ آتے ہیں تو ان کے پیش نظر بستر زیادہ رکھ سکتے ہیں۔ دراصل یہاں فخر و مباہات اور تکبر و غرور اور دکھاوے و بڑائی کے طور پر رکھنے سے منع کیا گیا ہے ورنہ گنجائش جواز ہے۔

چوتھا شیطان کے لیے کا مطلب یہی ہے کہ فخر و تکبر کے لیے ہے نیز چونکہ یہ بستر خالی پڑا ہے اس لیے ابلیس خبیث اس پر ٹھکانا جماتا ہے کیونکہ مقولہ ہے کہ جائے خالی را دیو می گیرد۔

بَابُ تَحْرِيمِ جَرِّ الثَّوْبِ خُيَلَاءَ

متکبرانہ انداز سے کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے بارہ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۴۴۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، كُلُّهُمْ يُخْبِرُهُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ اس آدمی کی طرف نظر (کرم) نہیں فرمائے گا کہ جو آدمی اپنا کپڑا زمین پر متکبرانہ انداز میں گھسیٹ کر چلے۔

تشریح:

"من جر ثوبه" "ثوب کے لفظ سے حکم میں عموم پیدا ہو گیا خواہ ازار بند ہو یا پاجامہ ہو یا شلوار اور پتلون ہو یا قمیص ہو یا اوپر اوڑھی ہوئی چادر ہو سب کا ایک ہی حکم ہے کہ یہ لٹکانا حرام ہے۔

"خیلاء" یعنی از راہ تکبر ایسا کر رہا ہو اگر غلطی سے نیچے چلا جائے اور فوراً اٹھائے غرور و تکبر نہ ہو تو خیر ہے لیکن اس قید کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک آدمی شلوار لٹکا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں تکبر کی غرض سے نہیں کرتا ان کو واضح ہونا چاہیے کہ شلوار لٹکانا خود تکبر اور غرور ہے۔ پوری صحابہ کی جماعت میں صرف صدیق اکبر کو رخصت دیدی گئی تھی باقی کسی کو کوئی اجازت نہیں ملی گویا خیلاء قید اتفاقی ہے احترازی نہیں ہے مجبوری اور شرعی عذر الگ چیز ہے حقیقت میں شلوار لٹکانے اور اس وضع اور اس کیفیت کی اجازت اسلام نہیں دیتا ہے آج کل مردوں میں ٹخنے ڈھانکنے کا شوق ہے اور عورتوں میں کھلا رکھنے کا شوق ہے بس مستورات نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ مکشوفات بن جائیں اور مکشوفات مردوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ مستورات بن جائیں۔

مرد مردانہ پن سے عاری ہیں ☆ جنس تبدیل ہوگئی ہوگئی

علماء نے لکھا ہے کہ تکبر نہ کرنا دل کے اندر کی بات ہے اس کا علم تو کسی کو نہیں ہوتا اس لیے شریعت نے ظاہری سبب یعنی شلوار لٹکانا باطنی سبب یعنی تکبر کے قائم مقام بنا دیا تو جو شخص بھی شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے یہ اس کی دلیل ہے کہ اس کے دل میں تکبر ہے اور اس پر متکبر کا حکم لگایا جائے گا۔

٥٤٤٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، وَأَبُو أُسَامَةَ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ، وَأَبُو كَامِلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ، ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَابْنُ رُمْحٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، ح وحَدَّثَنَا هَارُونُ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي أُسَامَةُ، كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ، وَزَادُوا فِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ان ساری سندوں کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حضرت مالک کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔ اس روایت میں صرف یہ زائد ہے کہ قیامت کے دن۔

٥٤٥٠ـ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَنَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الَّذِي يَجُرُّ ثِيَابَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اپنا کپڑا تکبر سے زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلتا ہے، قیامت کے دن اللہ عزوجل اس کی طرف نظر (کرم) نہیں فرمائے گا۔

٥٤٥١ـ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، كِلَاهُمَا عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، وَجَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

٥٤٥٢ـ وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمًا، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اپنے کپڑے متکبرانہ انداز میں تکبر کی وجہ سے (زمین پر) گھسیٹتے ہوئے چلتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ اس کی طرف نظر (کرم) نہیں فرمائے گا۔

٥٤٥٣۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ثِيَابَهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت بیان فرماتے ہیں اور اس میں "ثوبہ" کی جگہ ثیابہ ہے۔

٥٤٥٤۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ مُسْلِمَ بْنَ يَنَّاقَ، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَجُرُّ إِزَارَهُ، فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَانْتَسَبَ لَهُ، فَإِذَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي لَيْثٍ، فَعَرَفَهُ ابْنُ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنَيَّ هَاتَيْنِ، يَقُولُ: مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ لَا يُرِيدُ بِذَلِكَ إِلَّا الْمَخِيلَةَ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے ازار کو گھسیٹتے ہوئے جا رہا تھا (متکبرانہ انداز میں) تو حضرت ابن عمر نے اس آدمی سے فرمایا: آپ کس قبیلے سے ہیں؟ اس نے اپنا نسب بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ قبیلہ لیث سے ہے۔ حضرت ابن عمر نے اسے پہچانا تو اسے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے ان دونوں کانوں سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو آدمی اپنے ازار کو لٹکائے اور اس سے اس کا مقصد تکبر اور غرور کے اور کچھ نہ ہو تو اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نظر (کرم) نہیں فرمائے گا۔

٥٤٥٥۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ، ح وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَلَفٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ نَافِعٍ، كُلُّهُمْ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ أَبِي يُونُسَ، عَنْ مُسْلِمٍ أَبِي الْحَسَنِ، وَفِي رِوَايَتِهِمْ جَمِيعًا: مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ وَلَمْ يَقُولُوا: ثَوْبَهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔ صرف (دونوں روایتوں میں) لفظی تبدیلی کا فرق ہے (معنی ومفہوم ایک ہی ہے)۔

٥٤٥٦۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ، وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ، قَالُوا: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ، يَقُولُ: أَمَرْتُ مُسْلِمَ

بْنَ يَسَارٍ، مَوْلَى نَافِعِ بْنِ عَبْدِ الْحَارِثِ، أَنْ يَسْأَلَ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ: وَأَنَا جَالِسٌ بَيْنَهُمَا، أَسَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الَّذِي يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ شَيْئًا؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت محمد بن عباد بن جعفر ارشاد فرماتے ہیں کہ میں مسلم بن یسار کو جو کہ مولی (آزاد کردہ غلام) ہیں نافع بن عبدالحارث کے، کو حکم دیا کہ وہ حضرت ابن عمر سے پوچھیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ان دونوں کے درمیان میں بیٹھا تھا اس نے پوچھا کہ کیا آپ نے نبی کریم ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں سنا ہے کہ جو اپنی ازار کو متکبرانہ انداز میں لٹکاتا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر (کرم) نہیں فرمائے گا۔

۵۴۵۷ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي إِزَارِي اسْتِرْخَاءٌ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، ارْفَعْ إِزَارَكَ، فَرَفَعْتُهُ، ثُمَّ قَالَ: زِدْ، فَزِدْتُ، فَمَا زِلْتُ أَتَحَرَّاهَا بَعْدُ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: إِلَى أَيْنَ؟ فَقَالَ: أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا، اس حال میں کہ میری ازار لٹک رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! اپنی ازار اونچی کر۔ میں نے اسے اوپر اٹھالیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اور (اوپر) اٹھا۔ میں نے اور اٹھائی اس کے بعد میں اپنی ازار اٹھاتا رہا اور خیال رکھتا یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے کہا: کہاں تک (ازار اوپر) اٹھایا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدھی پنڈلیوں تک۔

۵۴۵۸ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، وَرَأَى رَجُلًا يَجُرُّ إِزَارَهُ، فَجَعَلَ يَضْرِبُ الْأَرْضَ بِرِجْلِهِ وَهُوَ أَمِيرٌ عَلَى الْبَحْرَيْنِ، وَهُوَ يَقُولُ: جَاءَ الْأَمِيرُ جَاءَ الْأَمِيرُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى مَنْ يَجُرُّ إِزَارَهُ بَطَرًا.

حضرت محمد بن زیاد ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے ازار کو لٹکائے ہوئے ہے اور وہ زمین کو اپنے پاؤں سے مار رہا ہے۔ وہ آدمی بحرین کا امیر تھا اور وہ کہتا تھا: امیر آیا، امیر آیا (حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس آدمی کی طرف نظر (کرم) کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا کہ جو اپنی ازار کو متکبرانہ انداز میں نیچے لٹکاتا ہے۔

تشریح:

"فجعل یضرب الارض" یعنی یہی متکبر آدمی جس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دیکھ رہے تھے اپنے پاؤں کو زمین پر بطور تکبر مار رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ امیر آگیا امیر آگیا یہ شخص بحرین کا امیر تھا حضرت ابوہریرہؓ نے جب ان کی یہ متکبرانہ حرکت دیکھی تو آپ نے ایک حدیث سنادی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تکبر کے طور پر ازار بند لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کو رحمت کی نظر سے نہیں دیکھتا ہے اس حدیث کے سمجھانے میں اکثر شارحین کو غلطی ہوگئی اور حضرت ابوہریرہ کو بحرین کا امیر بنادیا ہے اگر حضرت ابوہریرہ کو بحرین کا امیر مان لیا جائے تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ بحرین میں وہ متکبر آدمی ابوہریرہ کے بارے میں کہہ رہا تھا کہ ہمارا امیر آگیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث سنادی۔ واللہ اعلم۔

۵۴۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَفِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ، كَانَ مَرْوَانُ يَسْتَخْلِفُ أَبَا هُرَيْرَةَ، وَفِي حَدِيثِ ابْنِ الْمُثَنَّى: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُسْتَخْلَفُ عَلَى الْمَدِينَةِ

حضرت شعبہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے اور ابن جعفر کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ مروان نے حضرت ابوہریرہ کو خلیفہ بنایا ہوا تھا اور ابن مثنیٰ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ مدینہ منورہ پر حاکم تھے۔

بَابُ تَحْرِيمِ التَّبَخْتُرِ فِي الْمَشْيِ مَعَ الْعُجْبِ

عُجب کی وجہ سے چلنے میں اکڑ دکھانا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے۔

۵۴٦۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ، حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي قَدْ أَعْجَبَتْهُ جُمَّتُهُ وَبُرْدَاهُ، إِذْ خُسِفَ بِهِ الْأَرْضُ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی چلتے ہوئے جا رہا تھا، اسے اپنے سر کے بالوں اور دونوں چادروں سے اتراہٹ پیدا ہوئی تو اس آدمی کو فوراً زمین میں دھنسا دیا گیا اور قیامت قائم ہونے

تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔

٥٤٦١۔ وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، قَالُوا جَمِيعًا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ هَذَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

٥٤٦٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ، يَمْشِي فِي بُرْدَيْهِ قَدْ أَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ، فَخَسَفَ اللَّهُ بِهِ الْأَرْضَ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی اپنی دو چادریں پہن کر اکڑتا ہوا جار ہا تھا اور وہ خود ہی (اپنے کپڑوں پر) اترا رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ اسی طرح قیامت تک (زمین میں) دھنستا چلا جائے گا۔

٥٤٦٣۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِي بُرْدَيْنِ، ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ،

ان روایات میں سے جن میں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی اپنی دونوں چادروں میں اتراتا ہوا چلا جارہا تھا۔ پھر آگے مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

٥٤٦٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَتَبَخْتَرُ فِي حُلَّةٍ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِهِمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ گزشتہ قوموں میں سے ایک آدمی اپنے جوڑے (کپڑوں) میں اکڑتا ہوا چلا جارہا تھا۔ پھر آگے مذکورہ بالا حدیث کی طرح

منقول ہے۔

تشریح:

"کان قبلکم" اس حدیث میں تصریح آگئی کہ یہ شخص سابقہ امتوں میں سے کوئی متکبر آدمی تھا علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ شخص قارون تھا اس نے متکبرانہ لباس پہن لیا اور پھر اکڑ کے ساتھ جانے لگا اور خود پسندی میں مست ہو گیا تو زمین نے اس کو نگل لیا اھ۔

"جمته" یہ سر کے بالوں کے زلفوں کی ایک قسم ہے۔"یتجلجل" حرکت کے ساتھ زمین میں دھنسنے کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے ہوسکتا ہے کہ یہ شخص قارون کے علاوہ کوئی اور شخص ہو کیونکہ قارون کو تو حضرت موسی نے بد دعا دی تھی اور زمین کو حکم دیا تھا کہ اس کو نگل لو کیونکہ اس نے حضرت موسی پر جھوٹا بہتان باندھنے کے لیے ایک عورت کو پیسہ دیا تھا اس نے بھرے مجمع میں حضرت موسی پر بہتان باندھا تھا تو زمین نے اس کو نگل لیا۔

بَابُ تَحْرِيمِ خَاتَمِ الذَّهَبِ علي الرجال

مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

٥٤٦٥ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔

٥٤٦٦ـ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ،وَفِي حَدِيثِ ابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَ: سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ أَنَسٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ، فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ، وَقَالَ: يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ، فَقِيلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْ خَاتِمَكَ انْتَفِعْ بِهِ، قَالَ: لَا وَاللّٰهِ، لَا آخُذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت شعبہ سے اسی سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے لیکن ابن مثنیٰ کی روایت میں سمعت النضر بن انس (میں نے نضر بن انس سے سنا) کے الفاظ مذکور ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھی۔ آپ ﷺ نے وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دی اور ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی آدمی چاہتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ میں دوزخ کا انگارہ رکھ لے؟ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اس آدمی سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی پکڑلو اور اس سے (بیچ کر) فائدہ اٹھاؤ۔ وہ آدمی کہنے لگا: نہیں! اللہ کی قسم میں اسے کبھی بھی ہاتھ نہیں لگاؤں گا، جس کو رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا ہو۔

٥٤٦٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، فَكَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ إِذَا لَبِسَهُ، فَصَنَعَ النَّاسُ، ثُمَّ إِنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ، فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هَذَا الْخَاتَمَ، وَأَجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ، فَرَمَى بِهِ، ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ، لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا، فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ وَلَفْظُ الْحَدِيثِ لِيَحْيَى،

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اسے پہنتے وقت اس کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی طرف کرلیا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کو (سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے لوگوں نے دیکھا) تو لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوالیں پھر آپ ﷺ (ایک دن) منبر پر تشریف فرما ہوئے تو ارشاد فرمایا: میں اس انگوٹھی کو پہنتا ہوں تو نگینہ کا رخ اندر کی طرف کرلیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے یہ فرما کر اپنی انگوٹھی پھینک دی، پھر فرمایا: اللہ کی قسم میں پھر کبھی بھی اس سونے کی انگوٹھی کو نہیں پہنوں گا (یہ دیکھ کر) صحابہ نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

٥٤٦٨ ـ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، ح وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، ح وحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ عُقْبَةَ بْنِ خَالِدٍ، وَجَعَلَهُ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہ سابقہ روایت نقل کی ہے لیکن عقبہ بن خالد کی روایت کردہ

حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں: وجعله في يده اليمنى: یعنی آپ ﷺ نے وہ انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنی۔

٥٤٦٩ - وحَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، ح وحَدَّثَنَا هَارُونُ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، كُلُّهُمْ عَنْ أُسَامَةَ، جَمَاعَتُهُمْ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ

ان سندوں کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حضرت لیث کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی ہے۔

باب نقش خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم

محمد رسول اللہ کی انگوٹھی کا نقش

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے۔

٥٤٧٠ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، فَكَانَ فِي يَدِهِ، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُمَرَ، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُثْمَانَ، حَتَّى وَقَعَ مِنْهُ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ، نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: حَتَّى وَقَعَ فِي بِئْرٍ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی تھی اور وہی آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں تھی پھر وہی انگوٹھی حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں آ گئی پھر حضرت عمر کے ہاتھ میں پھر حضرت عثمان کے ہاتھ میں تھی۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے وہ انگوٹھی بئر اریس (کنوئیں کا نام) میں گر گئی۔ اس انگوٹھی کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔ ابن زبیر کی روایت میں حتی وقع فی بئر کے الفاظ ہیں منہ کا لفظ نہیں ہے۔

تشریح:

"من ورق" چاندی کو ورق کہتے ہیں چاندی کی انگوٹھی حکام اور قضاۃ کے لیے جائز ہے عوام الناس بھی پہن سکتے ہیں لیکن چاندی کا وزن ایک مثقال سے زیادہ نہ ہو، آنحضرت نے مختلف بادشاہوں کو دعوتی خطوط لکھنا چاہا تو آپ کو بتایا گیا کہ بادشاہ لوگ

مہر شدہ خط کے علاوہ کسی خط کو نہیں پڑھتے ہیں تو آنحضرت نے مہر والی انگوٹھی بنوائی اس میں مہر کندہ تھی جس کا نقش اسطرح تھا محمد رسول اللہ چونکہ یہ سرکاری مہر والی انگوٹھی تھی لہٰذا اس طرز پر انگوٹھیاں بنانا عوام کے لیے ممنوع قرار دیا گیا خلفائے راشدین نے سرکاری طور پر اس کو استعمال کیا حضرت عثمان نے چھ سال خلافت میں استعمال کیا پھر مسجد قباء کے مغربی جانب جو سڑک ہے اسی جگہ میں ایک باغ تھا اس میں کنواں تھا جس کا نام بئر اریس تھا اس میں انگوٹھی گر گئی تلاش کرتے کرتے تھک گئے مگر انگوٹھی نہیں ملی اور اس کے بعد خلافت میں فتنے اٹھے راجح یہ ہے کہ یہ انگوٹھی خود حضرت عثمان کے ہاتھ سے کنوئیں میں گر گئی تھی اگلی روایت میں ہے کہ معیقیب انصاری کے ہاتھ سے گری تھی شاید یہ نسبت مجازی ہے۔

٥٤٧١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، ثُمَّ أَلْقَاهُ، ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، وَقَالَ: لَا يَنْقُشُ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِي هَذَا، وَكَانَ إِذَا لَبِسَهُ جَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي بَطْنَ كَفِّهِ، وَهُوَ الَّذِي سَقَطَ مِنْ مُعَيْقِيبٍ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تھی۔ پھر وہ پھینک دی۔ پھر آپ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس میں ''محمد رسول اللہ'' کا نقش تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی آدمی میری اس انگوٹھی کے نقش کی طرح اپنی انگوٹھی پر نقش نہ بنوائے اور جب آپ ﷺ اس چاندی کی انگوٹھی کو پہنتے تھے تو اس کے نگینے کو اپنی ہتھیلی کیطرف کرلیا کرتے تھے اور یہی وہ انگوٹھی تھی جو معیقیب کے ہاتھ سے بئر اریس میں گر گئی تھی۔

٥٤٧٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ، وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادٍ، قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، وَقَالَ لِلنَّاسِ: إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، وَنَقَشْتُ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، فَلَا يَنْقُشْ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِهِ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس میں ''محمد رسول اللہ'' کا نقش تھا اور آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ میں نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی ہے اور میں نے اس انگوٹھی میں ''محمد رسول اللہ'' کا نقش بنوایا ہے تو کوئی آدمی اس نقش کی طرح اپنی انگوٹھی پر نقش نہ بنوائے۔

٥٤٧٣- وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا، وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس روایت کردہ حدیث میں ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ نہیں ہیں۔

بَابُ اتِّخَاذِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الْمُلُوكِ

آنحضرت نے بادشاہوں کے نام خطوط لکھنے کے ارادہ سے انگوٹھی بنوائی

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٥٤٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ، قَالَ: قَالُوا: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا، قَالَ: فَاتَّخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بادشاہ روم کو خط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ وہ اس خط کو مہر دیکھے بغیر نہیں پڑھیں گے۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں اب بھی اس انگوٹھی کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔ اس انگوٹھی کا نقش محمد رسول اللہ تھا۔

٥٤٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الْعَجَمِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ الْعَجَمَ لَا يَقْبَلُونَ إِلَّا كِتَابًا عَلَيْهِ خَاتَمٌ، فَاصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ کے نبی ﷺ نے عجم والوں کی طرف خط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو

آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ عجم والے بغیر مہر کے خط کو قبول نہیں کرتے تو آپ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ راوی کہتے ہیں گویا کہ میں اب بھی آپ ﷺ کے دست مبارک میں اس انگوٹھی کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔

۵٤٧٦۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ أَخِيهِ خَالِدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى كِسْرَى، وَقَيْصَرَ، وَالنَّجَاشِيِّ، فَقِيلَ: إِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُونَ كِتَابًا إِلَّا بِخَاتَمٍ، فَصَاغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا حَلْقَتُهُ فِضَّةٌ، وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قیصر وکسریٰ اور نجاشی کی طرف خط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ بغیر مہر کے خط کو قبول نہیں کرتے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی جس کا چھلہ چاندی کا تھا اور اس میں ''محمد رسول اللہ'' کا نقش تھا۔

بَابٌ فِي طَرْحِ الْخَوَاتِمِ

سونے کی انگوٹھیاں پھینکنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵٤٧٧۔ حَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ أَبْصَرَ فِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا، قَالَ: فَصَنَعَ النَّاسُ الْخَوَاتِمَ مِنْ وَرِقٍ فَلَبِسُوهُ، فَطَرَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهُ، فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِمَهُمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں ایک دن چاندی کی انگوٹھی دیکھی۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ پھر سب لوگوں نے چاندی کی انگوٹھیاں بنوائیں اور پھر ان کو پہن لیا تو نبی ﷺ نے اپنی انگوٹھی پھینک دی تو پھر باقی لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

تشریح:

''خاتما من ورق'' قاضی عیاض اور دیگر شارحین اور محدثین فرماتے ہیں کہ یہاں ''من ورق'' کا لفظ ابن شہاب زہری نے استعمال کیا ہے اور ان کو وہم ہوگیا ہے جس انگوٹھی کو آنحضرت نے پھینک دیا تھا وہ چاندی کی نہیں تھی بلکہ سونے کی انگوٹھی تھی جس

طرح دیگر احادیث میں ہے "اضطربوا الخواتم" یعنی آنحضرت کو دیکھ کر لوگوں نے انگوٹھیاں بنوائیں اضطربوا اصطنعوا کے معنی میں ہے۔ "فطرح الناس" ظاہر حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت نے اور پھر لوگوں نے چاندی کی انگوٹھیاں پھینک دیں حالانکہ اس کی اجازت تھی اس سوال کا ایک جواب تو گزشتہ حدیث کی تشریح میں لکھ دیا ہے کہ ورق کا لفظ ابن شہاب کا وہم ہے دوسرا جواب علامہ نووی نے دیا ہے وہ یہ کہ یہاں عبارت محذوف ہے وہ یہ کہ جب چاندی کی انگوٹھی تیار ہوگئی تو آنحضرت نے سونے کی انگوٹھی پھینک دی جو پہلے بنی ہوئی تھی تو لوگوں نے بھی اپنے سونے کی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

۵٤۷۸ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي زِيَادٌ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ رَأَى فِي يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اضْطَرَبُوا الْخَوَاتِمَ مِنْ وَرِقٍ فَلَبِسُوهَا، فَطَرَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهُ، فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِمَهُمْ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی پھر لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں۔ نبی ﷺ نے (یہ دیکھ کر) اپنی انگوٹھی پھینک دی تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

۵٤۷۹ ـ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت ابن جریج سے اسی مذکورہ سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

بَابٌ فِي خَاتَمِ الْوَرِقِ فَصُّهُ حَبَشِيٌّ

حبشی نگینے والی چاندی کی انگوٹھی کا بیان

اس باب میں امام مسلمؒ نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵٤۸۰ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ الْمِصْرِيُّ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ خَاتَمُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرِقٍ، وَكَانَ فَصُّهُ حَبَشِيًّا

حضرت انس بن مالکؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبش کا تھا۔

تشریح:

"حبشی" یعنی اس انگوٹھی کا نگینہ عقیق کا تھا چونکہ عقیق کا پہاڑ حبشہ میں واقع ہے اس لیے اس کی طرف منسوب کر کے حبشی کہا گیا یا حبشی بول کر کالا رنگ مراد لیا گیا ہے کہ انگوٹھی کا نگینہ کالا تھا۔ اس روایت کا بظاہر ایک اور روایت سے تعارض ہے جس میں کہا گیا ہے کہ نگینہ الگ نہیں تھا اور زیر بحث روایت میں ہے کہ نگینہ الگ عقیق کا بنا ہوا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک انگوٹھی کی بات نہیں ہے بلکہ کئی انگوٹھیوں کا قصہ ہے بعض کا نگینہ ساتھ تھا بعض میں نگینہ الگ دھات تھا۔

"مما یلی کفہ" یعنی آنحضرت تواضع اور زہد و تقویٰ اور ترک زینت کے پیش نظر انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔ آنحضرت کی انگوٹھی بائیں ہاتھ کی خنصر میں ہوتی تھی۔

۵۴۸۱۔ وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبَّادُ بْنُ مُوسَى، قَالَا: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى وَهُوَ الْأَنْصَارِيُّ ثُمَّ الزُّرَقِيُّ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِي يَمِينِهِ، فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنی تھی جس میں حبشہ کا نگینہ تھا۔ انگوٹھی پہنتے وقت آپ ﷺ اس کا نگینہ اپنی ہتھیلی کے رخ کی طرف کر لیتے تھے۔

۵۴۸۲۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى

حضرت یونس بن یزیدؒ سے اسی سند کے ساتھ طلحہ بن یحییٰ کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

بَابٌ فِي لُبْسِ الْخَاتَمِ فِي الْخِنْصِرِ

چھنگلی میں انگوٹھی پہننے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو بیان کیا ہے

۵۴۸۳۔ وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذِهِ، وَأَشَارَ إِلَى الْخِنْصِرِ مِنْ يَدِهِ الْيُسْرَى

حضرت انسؓ نے اپنے بائیں ہاتھ کی چھنگلی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی اس میں ہوتی تھی۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّخَتُّمِ فِي الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِيهَا

وسطی اور شہادت والی انگلی میں انگوٹھی پہننا ممنوع ہے

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٥٤٨٤ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: نَهَانِي يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَجْعَلَ خَاتَمِي فِي هَذِهِ، أَوِ الَّتِي تَلِيهَا لَمْ يَدْرِ عَاصِمٌ فِي أَيِّ الثِّنْتَيْنِ وَنَهَانِي عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَعَنْ جُلُوسٍ عَلَى الْمَيَاثِرِ، قَالَ: فَأَمَّا الْقَسِّيُّ: فَثِيَابٌ مُضَلَّعَةٌ يُؤْتَى بِهَا مِنْ مِصْرَ وَالشَّامِ فِيهَا شِبْهُ كَذَا، وَأَمَّا الْمَيَاثِرُ: فَشَيْءٌ كَانَتْ تَجْعَلُهُ النِّسَاءُ لِبُعُولَتِهِنَّ عَلَى الرَّحْلِ كَالْقَطَائِفِ الْأُرْجُوَانِ،

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ کو منع فرمایا کہ میں اس انگلی یا اس کے ساتھ والی انگلی میں انگوٹھی پہنوں۔ راوی حدیث حضرت عاصم کو یہ معلوم نہیں کہ کونسی دو انگلیاں ہیں (اور حضرت علی نے فرمایا) کہ مجھے آپ ﷺ نے منع فرمایا قسی کپڑا پہننے سے اور ریشمی زین پوشوں پر بیٹھنے سے اور انہوں نے کہا کہ قسی تو کھر کے وہ کپڑے ہیں جو مصر اور شام سے آتے ہیں اور زین پوش وہ ہیں کہ جو عورتیں کجاووں پر اپنے خاوندوں کے لیے بچھاتی ہیں ارجوانی چادروں کی طرح۔

تشریح:

"نھانی" یعنی مجھے آنحضرت نے منع کر دیا ہے، انگوٹھی کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہن لی جائے وسطی اور سبابہ میں پہننے کی ممانعت آئی ہے جس طرح زیر بحث حدیث میں ہے لہٰذا یہ مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ اس طرح پہننا نہ حضور سے ثابت ہے نہ صحابہ سے ثابت ہے نہ تابعین سے ثابت ہے اسی طرح انگوٹھے میں پہلنا بھی ثابت نہیں ہے لیکن یہ پابندی اور ممانعت مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے ممانعت نہیں ہے وہ دونوں ہاتھوں کی جس انگلی میں پہنیں سب جائز ہے۔

٥٤٨٥ - وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنِ ابْنٍ لِأَبِي مُوسَى، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ،

حضرت ابن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی سے سنا پھر نبی ﷺ سے
مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

٥٤٨٦ ـ وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: نَهَى أَوْ نَهَانِي يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی
ﷺ نے مجھے منع فرمایا پھر مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل فرمائی۔

٥٤٨٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَخَتَّمَ فِي إِصْبَعِي هَذِهِ أَوْ هَذِهِ، قَالَ: فَأَوْمَأَ إِلَى الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِيهَا

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے درمیانی اور اس کے برابر والی انگلی
کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔

باب استحباب لبس النعال

جوتوں کے پہننے کے استحباب کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٥٤٨٨ ـ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي غَزْوَةٍ غَزَوْنَاهَا: اسْتَكْثِرُوا مِنَ النِّعَالِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں گئے۔ اس غزوہ میں میں نے نبی
ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اکثر اوقات جوتیاں پہنے رہا کرو کیونکہ جب تک کوئی آدمی جوتیاں پہنے رہتا ہے
تو وہ سوار کے حکم میں رہتا ہے۔

تشریح:

"نعال" نعل کی جمع ہے، نعل اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ پیروں کو زمین سے بچایا جائے دوسرے لفظوں میں اسے پاپوش کا نام دیا جاتا ہے پاؤں میں استعمال ہونے والے جوتے چونکہ ہر زمانے میں بدلتے رہتے ہیں ہر قوم وملک کا اس میں الگ الگ رواج ہوتا ہے کبھی چپل، کبھی بوٹ، کبھی کھسہ وغیرہ ہوتا ہے اس لیے اس کو جمع کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے اس باب میں دراصل آنحضرت ﷺ کے ان پاپوشوں کی ہیئت اور صفات کا بیان مقصود ہے جو اس دور میں اہل عرب کے ہاں رائج تھے۔ چونکہ اس زمانہ میں بھی رائج جوتے مختلف قسم کے ہوتے تھے اس لیے جمع کا صیغہ "نعال" استعمال کیا گیا ہے۔ "فی غزوۃ" جوتوں کی اہمیت کے پیش نظر اہتمام کے ساتھ یہ اعلان غزوۂ تبوک کے موقع پر آنحضرت نے کروایا تھا چونکہ سفر دور کا تھا بیدل بھی تھا شدید گرمی کا موسم تھا اس لیے جوتوں کی ضرورت تھی لہٰذا جوتے کی اہمیت کی طرف آنحضرت نے اشارہ فرمایا کہ جب تک آدمی کے پاؤں میں جوتا ہوتا ہے گویا وہ آدمی سوار کی طرح ہے کیونکہ جوتے کے ساتھ آدمی تیز چلتا ہے پاؤں زخمی نہیں ہوتے اور گرمی سردی اور ٹھوکر لگنے سے محفوظ رہتے ہیں۔ "ما انتعل" ای مادام الرجل لابس النعل یکون کالراکب (مرقات)

باب استحباب لبس النعل فی الیمنی اوّلاً

پہلے دائیں پیر میں جوتا پہننا مستحب ہے

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۵۴۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ، حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنَى، وَإِذَا خَلَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، وَلْيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا، أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی جوتی پہنے تو اسے چاہیے کہ وہ پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور جب کوئی جوتی اتارے تو بائیں پاؤں سے پہلے اتارے اور دونوں جوتیاں پہنے رکھے یا دونوں جوتیاں اتار دے (یعنی ایک ہی پاؤں میں جوتی پہنے ہوئے نہ چلے)

تشریح:

"بالیمنی" اسلام میں دائیں جانب کو ایک اعزاز واکرام حاصل ہے لہٰذا دایاں پیر بائیں پیر کی نسبت زیادہ قابل اکرام ہے

ادھر جوتا پہننا جوتا اتارنے کی نسبت زیادہ باعث اکرام واعزاز ہے اس قاعدہ کے پیش نظر اس حدیث میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جب جوتا پہنو تو ابتداء دائیں پیر سے کرو تا کہ قابل اعزاز عضو کو پہلے اعزاز ملے اور جب جوتا اتارنے لگو تو ابتداء بائیں پیر سے کرو تا کہ جوتا پہننے کا اعزاز دیر تک دائیں پیر کو حاصل رہے گویا اس اعزاز کی ابتداء وانتہاء میں دائیں پیر کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس سے ''ان اللہ یحب التیامن الخ'' کی حدیث پر بھی عمل ہو جاتا ہے۔

۵۴۹۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَمْشِ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا، أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی (پاؤں میں) ایک ہی جوتی پہن کر نہ چلے دونوں جوتیاں پہنے رکھے یا دونوں جوتیاں اتار دے۔

تشریح:

''فی نعل واحدۃ'' اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر جوتا پہنے تو دونوں پیروں میں پہنے اگر نہ پہنے تو دونوں پیروں میں نہ پہنے ایک پاؤں میں جوتا رکھنا اور دوسرے پاؤں کا ننگا رکھنا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ اس طرح کرنا تہذیب وشائستگی کے خلاف ہے جو بے ڈھنگا لگتا ہے۔ دوسرا اس میں تکلیف و پریشانی بھی ہے کہ ایک پاؤں اونچا ہوگا ایک نیچے ہوگا چلنے میں دشواری ہوگی گرنے کا خطرہ رہے گا۔ ''ولیحفهما'' یہ احفاء سے ہے پاؤں ننگا کرنے کے معنی میں ہے۔

''لینعلهما'' انعال سے ہے جوتا پہننے کے معنی میں ہے یعنی یا دونوں پاؤں میں جوتا پہنے یا دونوں پاؤں کو ننگا رکھے۔ خلع اتارنے کے معنی میں ہے۔

۵۴۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ، قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى جَبْهَتِهِ، فَقَالَ: أَلَا إِنَّكُمْ تَحَدَّثُونَ أَنِّي أَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِتَهْتَدُوا وَأَضِلَّ، أَلَا وَإِنِّي أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي الْأُخْرَى حَتَّى يُصْلِحَهَا،

حضرت ابو رزین سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ ہماری طرف تشریف لائے تو انہوں نے اپنی پیشانی پر اپنا ہاتھ مبارک مار کر فرمایا: سنو! (آگاہ رہو) تم لوگ بیان کرتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ کہتا ہوں تا کہ تم ہدایت

یا تو ہوجاؤں اور میں گمراہ ہوجاؤں۔ آگاہ رہو! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کسی آدمی کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ دوسری جوتی میں نہ چلے جب تک کہ اس جوتی کو ٹھیک نہ کروالے۔

تشریح:

''فضرب بیدہ ''یعنی بطور تعجب اور بطور غصہ اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر مارا اور کہا ''اکذب ''یعنی کیا میں اس لیے آنحضرت پر جھوٹ باندھوں تا کہ تم ہدایت پر آجاؤ اور میں گمراہ ہوجاؤں، حضرت ابو ہریرہؓ کے بارے میں سلف صالحین میں یہ بات رائج تھی کہ ابو ہریرہ اتنی زیادہ حدیثیں کیسے بیان کرتے ہیں جب کہ ان کا اسلام متاخر ہے قدیم صحابہ نے اتنی حدیثوں کو بیان نہیں کیا ہے تو ابو ہریرہ کہاں سے یہ حدیثیں لا رہے ہیں یہ اعتراض آج بھی منکرین حدیث حضرت ابو ہریرہ پر کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہ اس کا جواب دیتے تھے کہ اس کا فیصلہ تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کے پاس ہوگا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ نے اپنی کثرت روایات کی ایک وجہ یہ بتائی کہ مجھے آنحضرت نے احادیث کے یاد کرنے کی دعا فرمائی یہ اس کا اثر ہے دوسری بات یہ فرمائی کہ انصار و مہاجرین مدینہ میں اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوئے تھے میں غریب آدمی تھا اصحاب صفہ کے مدرسہ میں بھوکے پیٹ رہتا تھا سات دن تک کبھی کبھی کھانا نہیں ملتا تھا آنحضرت کے دروازہ پر پڑا رہتا تھا اس لیے میری حدیثیں زیادہ ہیں۔

مرویات بوھریرہ کن شمار ☆ پنج الف وسہ صد وہفتادو چار

شعسہ'' جوتے کے تسمہ کو کہتے ہیں۔

۵۴۹۲۔ وحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ، وَأَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْمَعْنَى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے اسی مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت بیان کرتے ہیں۔

بَابُ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالِاحْتِبَاءِ

اشتمال الصماء اور احتباء کا عمل منع ہے

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

۵۴۹۳۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهِ، أَوْ يَمْشِيَ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی اپنے بائیں ہاتھ سے کھائے یا وہ ایک ہی جوتے میں چلے اور صماء پہنے اور ایک ہی کپڑے میں احتباء سے منع فرمایا۔ اس حال میں کہ اس کی شرمگاہ کھلی ہو۔

تشریح:

"فی نعل واحدۃ" یعنی ایک پاؤں میں جوتا ہے دوسرے میں نہیں اس طرح چلنا منع ہے کیونکہ اس میں چلنے کا توازن بگڑ جاتا ہے اور آدمی بے ڈھنگا بھی لگتا ہے یا دونوں جوتے ہوں یا ننگے پاؤں ہوں۔

"ان یشتمل الصماء" عرب کے ہاں چادر اوڑھنے کا ایک طریقہ ایسا تھا کہ سر سے پاؤں تک جسم کو چادر میں لپیٹا کرتے تھے اور بیٹھ جاتے تھے آدمی چٹان کی طرح بن جاتا تھا کوئی جگہ کھلی نہیں رہتی، اس سے اسلام نے منع کیا ہے ایک وجہ تو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے یہ کافی ہے دوسری وجہ یہ کہ اس طرح آدمی معمولی حرکت کرنے سے گر جاتا ہے اور جب گرے گا تو گیند بن کر پورا گریگا۔ جس میں ناک وغیرہ ٹوٹنے کا خطرہ ہے تیسری وجہ یہ کہ اگر جہاد کا ماحول اور دشمن کا خطرہ ہو تو جب تک لپٹا ہوا آدمی چادر سے باہر آئے گا دشمن اس کو دبوچ کر ماردیگا اور بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہوگی، اس لیے اشتمال الصماء کی ممانعت آئی ہے۔

"او یحتبی" گوٹ مار کر بیٹھنے کو احتباء کہتے ہیں۔ اس کیفیت میں بیٹھنے کی ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً ایک آدمی مقعد زمین پر رکھ کر پنڈلیوں کو کھڑا کردے اور دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں سے کچھ نیچے اس کے گرد باندھ لے اور بیٹھ جائے یہ صورت تو نہایت قبیح اور حرام ہے کیونکہ اس میں پورا جسم ننگا ہوتا ہے تو اس میں بالکل ستر عورت نہیں ہے احتباء کی دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ آدمی اس طرح کولہوں پر بیٹھ جائے اور کوئی کپڑا کمر اور پنڈلیوں کے گرد باندھ لے اس صورت میں جسم کا نچلا حصہ اور ستر کھلا رہتا ہے اس لیے اس کو منع کردیا گیا ہاں اگر نیچے جسم پر کوئی الگ کپڑا ہو تو پھر احتباء کی اجازت ہے جیسے جلسوں اور محفلوں میں بعض حضرات ستانے کے لیے گوٹ مار کر بیٹھ جاتے ہیں اور تقریر سنتے ہیں۔

٥٤٩٤ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ، أَوْ مَنِ انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ، فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِحَ شِسْعَهُ، وَلَا يَمْشِ فِي خُفٍّ وَاحِدٍ، وَلَا يَأْكُلْ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَحْتَبِي بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ، وَلَا يَلْتَحِفِ الصَّمَّاءَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کسی آدمی (کے جوتے) کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک ہی جوتی پہن کر نہ چلے جب تک کہ اپنی اس جوتی کے تسمہ کو ٹھیک نہ کرالے اور ایک ہی موزہ پہن کر نہ چلے اور اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ ہی ایک کپڑے میں احتباء کرے اور نہ ہی ایک کپڑے کو صماء کے طور پر پہنے۔

٥٤٩٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وَالِاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَأَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی کپڑا سارے جسم پر لپیٹ لینے اور ایک کپڑے میں احتباء کرنے اور چت لیٹ کر ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

٥٤٩٦ ـ وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ ابْنُ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدٍ، وَلَا تَحْتَبِ فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ، وَلَا تَأْكُلْ بِشِمَالِكَ، وَلَا تَشْتَمِلِ الصَّمَّاءَ، وَلَا تَضَعْ إِحْدَى رِجْلَيْكَ عَلَى الْأُخْرَى إِذَا اسْتَلْقَيْتَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک جوتی پہن کر مت چلو اور ایک ازار میں احتباء نہ کرو اور اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ اور ایک ہی کپڑا سارے جسم پر نہ لپیٹ اور چت لیٹ کر ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر نہ رکھے۔

٥٤٩٧ ـ وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي الْأَخْنَسِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَسْتَلْقِيَنَّ

أَحَدُكُمْ ثُمَّ يَضَعُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی چت لیٹ کر ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر نہ رکھے۔

۵۴۹۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى،

حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں لیٹے ہوئے اس حال میں دیکھا کہ آپ ﷺ کی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی۔

۵۴۹۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

ان ساری سندوں کے ساتھ حضرت زہری سے مذکورہ بالا حدیث (کہ آپ ﷺ کی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی) کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

بَابُ نَهْيِ الرَّجُلِ عَنِ التَّزَعْفُرِ

مردوں کے لیے زعفران میں رنگا ہوا کپڑا استعمال کرنا منع ہے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۵۵۰۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو الرَّبِيعِ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ التَّزَعْفُرِ، قَالَ قُتَيْبَةُ: قَالَ حَمَّادٌ: يَعْنِي لِلرِّجَالِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے زعفران میں رنگا ہوا لباس پہننے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت قتیبہ حضرت حماد سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں "یعنی مردوں کے لیے"۔

۵۵۰۱۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ مرد زعفران لگائے۔

باب استحباب خضاب الشيب

سفید بالوں میں خضاب کرنا مستحب ہے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵۵۰۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ أَوْ جَاءَ عَامَ الْفَتْحِ، أَوْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ مِثْلُ الثَّغَامِ أَوِ الثَّغَامَةِ فَأَمَرَ أَوْ فَأُمِرَ بِهِ إِلَى نِسَائِهِ، قَالَ: غَيِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابوقحافہ فتح مکہ والے سال یا فتح مکہ کے دن لائے گئے یا خود آپ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ان کے سر اور ڈاڑھی (کے بال) ثغام یا ثغامہ گھاس کی طرح (سفید) تھے۔آپ ﷺ نے ان کی عورتوں کو حکم فرمایا کہ (ان بالوں) کی سفیدی کو کسی چیز سے بدل دو۔

۵۵۰۳۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَيِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ، وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضرت ابوقحافہ اس حال میں آپ ﷺ کی خدمت میں لائے گئے کہ ان کے سر اور ڈاڑھی (کے بال) ثغامہ گھاس کی طرح سفید تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اس سفیدی کو کسی اور چیز کے ساتھ بدل دو لیکن سیاہ رنگ سے بچو۔

سیاہ خضاب کاحکم

٥٥٠٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى، قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ، فَخَالِفُوهُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہود ونصاری (کے لوگ) نہیں رنگتے (یعنی خضاب نہیں لگاتے) تو لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو (یعنی تم خضاب لگاؤ)۔

تشریح:

"لا یصبغون" یعنی یہود ونصاری داڑھی کے سفید بالوں میں خضاب اور کسی قسم کا رنگ نہیں کرتے تم ان کی مخالفت میں داڑھی میں خضاب کیا کرو۔ سب سے پہلے یہ بات سمجھنے کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اصباغ اور رنگ اور خضاب کے حوالہ سے مہندی کی بہت زیادہ ترغیب دی ہے۔ زرد رنگ کی بھی اجازت دی ہے البتہ کالے رنگ سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے گزشتہ حدیث میں "واجتنبوا السواد" کا جملہ موجود ہے جو امام مسلم نے نقل کیا ہے جو شخص مسلم کی روایت کو موضوعی کہے گا وہ بدعتی ہوگا کیونکہ بخاری اور مسلم کی احادیث کی صحت پر امت کا اجماع ہوگیا ہے امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی سند میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

"غیروا الشیب ولا تقربوا السواد (رواہ احمد)

ملا علی قاری نے بحوالہ نووی نقل کیا ہے کہ خضاب کے بارے میں چند اقوال ہیں صحیح قول یہ ہے کہ بالوں میں ہر قسم کا رنگ اور خضاب کرنا مستحب ہے خواہ مرد کرے یا عورت کرے البتہ کالے رنگ کا خضاب حرام ہے (مرقات ۲۱۴ جلد ۸)

امام محمد اپنی مؤطا میں اس طرح لکھتے ہیں:

"لانرىٰ بالخضاب بالوسمة والحناء والصفرة باساً وان تركه ابيض فلا باس به كل ذلك حسن" (مرقات)

شرح شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ:

"الخضاب سنة ثبت قولا وفعلا اما قولا فلحديث ابي هريرة السابق. واما فعلا فلما قال ابن عمر ان

النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصفر لحیتہ بالورس والزعفران" (مرقات)

وفی مجمع الفتاویٰ اختلفت الروایة فی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل فعل الخضاب فی عمرہ؟ والاصح انہ لم یفعل الخضاب فی لحیتہ لعدم الحاجة الیہ، واما خضاب رأسہ بالحناء فھو مشھور وقیل کان فعلہ غیر مرة لدفع الصداع والحرارة قلت ویؤیدہ ما ورد فی الاختضاب من الاحادیث منھا:

اختضبوا بالحناء فانہ یزید فی شبابکم وجمالکم ونکاحکم" رواہ البزار.

ومنھا اختضبوا بالحناء فانہ طیب الریح ویسکن الروع. (رواہ ابو یعلی والحاکم)

ومنھا" اختضبوا وفرقوا وخالفو الیھود (رواہ ابن عدی)

قال الغزالی فی الاحیاء الخضاب بالسواد خضاب الکفار، ویقال اول من خضب بالسواد فرعون لعنہ اللہ (مرقات)

وعن ابن الدرداء رفعہ قال علیہ السلام من خضب بالسواد سود اللہ وجھہ یوم القیامة (رواہ الطبرانی) مرقات ج ۸ ص ۲۳۳

ان تمام روایات سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ اسلام میں خضاب کرنا جائز اور مستحب ہے البتہ کالے رنگ کا خضاب منع ہے۔

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب خضاب کرنا اتنا ضروری ہے اور یہود سے مخالفت کا ذریعہ ہے تو اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ خضاب کے بغیر سفید داڑھی کو سفید چھوڑنا منع ہے حالانکہ زیادہ تر مسلمان رنگ نہیں کرتے بلکہ طبعی حالت پر بال سفید رکھتے ہیں۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہود کسی بھی رنگ اور خضاب کو جائز نہیں سمجھتے تم خضاب کو ناجائز نہ سمجھو بلکہ یہود کی مخالفت کر کے جائز ہونے کا عقیدہ رکھو پھر خضاب کرو تو بھی جائز اور اچھا ہے اور خضاب نہ کرو بلکہ داڑھی کو طبعی حالت پر چھوڑ دو یہ بھی جائز اور اچھا ہے جیسا کہ امام محمد کا فتویٰ اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے کہ" وان ترکہ ابیض فلا باس بہ"

اب یہاں یہ بات رہ گئی کہ فقہاء کے نزدیک سیاہ خضاب استعمال کرنے کا کیا حکم ہے۔

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی نے احسن الفتاویٰ میں اس طرح لکھا ہے۔

سوال: جو حافظ صاحب ڈاڑھی کو خضاب لگاتے ہیں کیا وہ تراویح کی نماز پڑھا سکتے ہیں؟

جواب: سیاہ خضاب لگانے والا فاسق ہے لہٰذا ایسے امام کی اقتداء میں تراویح پڑھنا مکروہ تحریمی ہے صالح امام نہ ملے تو تراویح تنہا

پڑھ لیں (احسن الفتاویٰ ۲۹۴ جلد ۳)

اس سلسلہ میں علامہ نووی مسلم کی شرح ص ۱۹۹ پر اس طرح لکھتے ہیں:

ہمارے مسلک شوافع کے مطابق سفید بالوں کا خضاب مستحب ہے اور مردوں اور عورتوں کے لیے سیاہ رنگ کے علاوہ ہر رنگ مستحب ہے سیاہ رنگ کا خضاب بعض کے ہاں مکروہ ہے مگر مختار اور صحیح قول یہ ہے کہ سیاہ خضاب حرام ہے اور یہی ہمارا مسلک ہے، قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ سلف صالحین کا پہلے تو اس میں اختلاف ہے کہ آیا بالوں کا کسی رنگ سے خضاب کرنا افضل ہے یا سفید رکھنا افضل ہے بعض سلف نے ترک خضاب کو افضل قرار دیا ہے کیونکہ ایک حدیث میں خضاب کرنے سے ممانعت آئی ہے نیز آنحضرت نے خود خضاب کو استعمال نہیں کیا ہے حضرت علی عمر اور ابی بن کعب کا مسلک بھی یہی ہے۔ سلف صالحین کے ایک اور طبقہ کا مسلک یہ ہے کہ خضاب کرنا افضل ہے صحابہ کی ایک بڑی جماعت کی یہی رائے ہے کیونکہ کثیر احادیث میں خضاب کی ترغیب وارد ہے۔

اس کے بعد ان سلف کا اس میں اختلاف ہوا ہے کہ آیا سیاہ خضاب کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

صحابہ کی ایک بڑی جماعت سیاہ خضاب کے عدم جواز کے قائل ہے لیکن چند صحابہ و تابعین ایسے بھی ہیں جنہوں نے سیاہ خضاب کو استعمال کیا ہے ان میں حضرت عثمان بن عفان، حضرت حسین بن علی اور حسن بصری کے نام مشہور ہیں۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ دونوں طرف صحیح روایات موجود ہیں لیکن اس میں کوئی تعارض نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ شارحین حدیث نے سیاہ خضاب استعمال کرنے کو چند مجبوریوں پر حمل کیا ہے چنانچہ ملا علی قاری لکھتے ہیں: ''وروی ان عثمان والحسن والحسین خضبوا لُحاهم بالسواد للمهابة'' (مرقات ج ۸ ص: ۲۱۳)

علامہ شامی لکھتے ہیں قوله عليه السلام غيروا هذا الشيب واجتنبوا السواد قال الحموي وهذا في حق غير الغزاة ولا يحرم في حقهم للارهاب ولعله محمل من فعل ذلک من الصحابة (فتاویٰ شامی: ج ٦ ص ۷۵٦)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب احناف کے ہاں مکروہ تحریمی ہے چنانچہ بذل المجهود شرح ابوداؤد میں اس حدیث کے ذیل میں لکھا گیا ہے کہ وفي الحديث تهديد شديد في خضاب الشعر بالسواد وهو مكروه كراهية التحريم (بذل المجهود ج ۵ ص ۸۲)

ان روایات اور فقہی عبارات سے معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب استعمال کرنا ائمہ احناف کے ہاں مکروہ تحریمی ہے اور شوافع کے ہاں

مطلق حرام ہے شریعت کی نظر میں اس حرمت کا اصل منشا یہ ہے کہ بوڑھے اور جوان میں التباس نہ آئے اور کوئی کسی کو دھوکہ نہ دے سکے کیونکہ بوڑھا ادھیڑ عمر کا آدمی ہوگا لیکن خضاب کی وجہ سے اپنے آپ کو جوان ظاہر کرے گا یہ دھوکہ چونکہ سیاہ خضاب سے ہوتا ہے اس لیے اس کو منع کر دیا گیا دیگر رنگوں سے ہر آدمی سمجھ سکتا ہے کہ بوڑھا ہے اس لیے مہندی لگائی ہے تو التباس نہیں آئے گا نیز سیاہ خضاب میں تغییر خلق اللہ بھی ہے۔ بہر حال اس شخص کے لیے احادیث میں شدید وعید ہے جو سیاہ خضاب استعمال کرتا ہے ہاں مجاہد کے لیے گنجائش ہے تا کہ دشمن پر رعب ہو یا ایسے شخص کے لیے جس کی شادی نوجوان لڑکی سے ہوئی ہو وہ اپنی بیوی کے پیش نظر ایسا کرتا ہے تو باوجود خلاف اولیٰ ہونے کے جائز ہوگا یا کوئی شخص ایسے علاقے میں رہتا ہے کہ وہاں اس شخص سے شدید نفرت ہوتی ہے جو سیاہ خضاب استعمال نہ کرے ان مجبوریوں کی وجہ سے بدرجہ مجبوری سیاہ خضاب استعمال کرنا مجبوری ہے ورنہ سیاہ خضاب کرنا کہاں ضروری ہے جب کمر جھک جائے تو خضاب سے کیا سیدھی ہوگی؟

بابا سعدی نے ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جس نے سر کے سفید بالوں میں سیاہ خضاب کیا تھا تو فرمایا۔

موئے بتلبیس سیاہ کردہ گیر　　راست نہ خواہد شد ایں پشت کوز

یعنی فرض کرلو تم نے سیاہ خضاب سے بالوں کو سیاہ کر دیا اب جوان لگ رہی ہو لیکن یہ ٹیڑھی کمر کیسے سیدھی ہوگی؟ بہر حال تعجب ان علماء پر ہے جو ان واضح ممانعت کو سمجھتے ہوئے پھر بھی کسی عذر شرعی کے بغیر سیاہ خضاب کو جائز کہتے ہیں اور اس پر کتابیں تصنیف کرتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون

فَـإِنْ كُـنْـتَ لَا تَـدْرِيْ فَتِـلْكَ مُـصِيْبَةٌ　　وَإِنْ كُـنْـتَ تَـدْرِيْ فَـالْـمُـصِيْبَةُ أَعْظَمُ

باب تحريم تصوير صورة الحيوان

کسی جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے پینتیس احادیث کا ڈھیر لگا دیا ہے

تصویروں کا بیان

تصاویر تصویر کی جمع ہے کسی چیز کی صورت بنانے کو تصویر کہتے ہیں خواہ مجسمہ کی صورت میں ہو یا ہاتھ کی کشیدہ کاری سے ہو یا کیمرہ مشین اور شعاعوں کے ذریعہ سے ہو سب کو تصویر کہہ سکتے ہیں اس باب میں جن تصاویر کا بیان ہے ان سے جاندار کی تصاویر مراد ہیں کیونکہ شریعت جائز اور ناجائز سے گفتگو کرتی ہے اور ناجائز تصاویر وہی ہیں جو جاندار کی ہوں غیر جاندار اشیاء کی تصاویر اسلام

میں منع نہیں ہیں۔

باب التصاویر کی احادیث میں جن جاندار تصاویر کا بیان کیا گیا ہے اس میں پردوں پر تصویروں کی ممانعت کا تذکرہ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ تصاویر کی ممانعت کا تعلق صرف مجسموں سے نہیں ہے بلکہ جاندار حیوان کی ہر قسم تصاویر حرام ہیں خواہ ہاتھ سے بنائی گئیں ہوں یا کوئی اور ذریعہ استعمال کیا گیا ہو جاندار کی تصاویر کی حرمت کی دو وجہ ہیں (۱) حرمت کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جاندار کی تصاویر میں تخلیق خداوندی سے مشابہت ہے (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ تصاویر کے راستہ سے ہمیشہ شرک آیا ہے اور آئندہ بھی آئے گا۔ آج کل لوگ آغا خان کی تصویر کو پوجتے ہیں، خمینی کی تصاویر کی پوجا پاٹ ہوتی ہے، الطاف حسین کی تصاویر کو ان کے چاہنے والے سجدہ لگاتے ہیں، اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں شرک نہیں کرتا ہوں تو جو لوگ تصاویر کی وجہ سے شرک میں مبتلا ہیں اس کی ذمہ داری کس پر ہے؟

بت پرستی دین احمد میں ابھی آئی نہیں ☆ اس لیے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

۵۰۰۵ - حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: وَاعَدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي سَاعَةٍ يَأْتِيهِ فِيهَا، فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَأْتِهِ، وَفِي يَدِهِ عَصًا، فَأَلْقَاهَا مِنْ يَدِهِ، وَقَالَ: مَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَا رُسُلُهُ، ثُمَّ الْتَفَتَ، فَإِذَا جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، مَتَى دَخَلَ هَذَا الْكَلْبُ هَاهُنَا؟ فَقَالَتْ: وَاللَّهِ، مَا دَرَيْتُ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، فَجَاءَ جِبْرِيلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاعَدْتَنِي فَجَلَسْتُ لَكَ فَلَمْ تَأْتِ، فَقَالَ: مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِي كَانَ فِي بَيْتِكَ، إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے ایک وقت میں آنے کا وعدہ کیا۔ جب وہ وقت آیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نہ آئے (اس وقت) آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے وہ لکڑی پھینک دی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا پھر آپ ﷺ نے ادھر ادھر دیکھا تو تخت کے نیچے ایک کتے کے پلّے پر نظر پڑی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ کتا یہاں کب داخل ہوا؟ تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتی۔ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق وہ کتا باہر نکال دیا گیا تو اسی وقت حضرت جبریل آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جبریل

آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور میں آپ کے انتظار میں بیٹھا رہا لیکن آپ نہیں آئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اس کتے نے روکا جو آپ کے گھر میں تھا کیونکہ ہم (فرشتے) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس گھر میں کتے اور تصویریں ہوں۔

تشریح:

"جرو کلب" کتے کے چھوٹے بچے کو جرو کہتے ہیں جس کو اردو میں پلا کہتے ہیں جنگل کے درندوں کے بچوں کو بھی جرو کہتے ہیں جیم پر زیر ہے زبر اور پیش بھی جائز ہے اگلی روایت میں ہے "واجما" یعنی آنحضرت جبریل کے وقت پر نہ آنے کی وجہ سے سخت غمگین اور خاموش تھے حزینا ساکتا۔

"استکرت ھیئتک" یعنی آپ کی ہیئت وکیفیت پہلے جیسے نہیں ہے آپ پریشان لگ رہے ہیں۔

"الحائط الصغیر" یعنی کھجور کے چھوٹے باغ کے کتے کو مار دیتے تھے اور بڑے باغ کے کتے کو بوجہ ضرورت چھوڑ دیتے تھے

۵۵۰٦ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، أَنَّ جِبْرِيلَ وَعَدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، وَلَمْ يُطَوِّلْهُ كَتَطْوِيلِ ابْنِ أَبِي حَازِمٍ

اس سند کے ساتھ حضرت ابوحازم سے مروی ہے کہ حضرت جبریل نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک وقت پر آنے کا وعدہ کیا پھر مذکورہ روایت کی طرح حدیث ذکر کی لیکن اس میں اتنی تفصیل نہیں جتنی کہ پہلی حدیث میں تھی۔

۵۵۰۷ـ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَخْبَرَتْنِي مَيْمُونَةُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْبَحَ يَوْمًا وَاجِمًا، فَقَالَتْ مَيْمُونَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَقَدِ اسْتَنْكَرْتُ هَيْئَتَكَ مُنْذُ الْيَوْمِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ جِبْرِيلَ كَانَ وَعَدَنِي أَنْ يَلْقَانِي اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِي، أَمَ وَاللَّهِ مَا أَخْلَفَنِي، قَالَ: فَظَلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَهُ ذَلِكَ عَلَى ذَلِكَ، ثُمَّ وَقَعَ فِي نَفْسِهِ جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ فُسْطَاطٍ لَنَا، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَنَضَحَ مَكَانَهُ، فَلَمَّا أَمْسَى لَقِيَهُ جِبْرِيلُ، فَقَالَ لَهُ: قَدْ كُنْتَ وَعَدْتَنِي أَنْ تَلْقَانِي الْبَارِحَةَ، قَالَ: أَجَلْ، وَلَكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ، فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ فَأَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ، حَتَّى إِنَّهُ يَأْمُرُ بِقَتْلِ كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِيرِ، وَيَتْرُكُ كَلْبَ الْحَائِطِ الْكَبِيرِ

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ایک دن صبح کو رسول اللہ ﷺ خاموش تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آج صبح ہی سے آپ کے چہرہ اقدس میں تبدیلی دیکھ رہی ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت جبریل نے آج رات مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ مجھ سے نہیں ملے۔ اللہ کی قسم انہوں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی پھر سارا دن رسول اللہ ﷺ اسی طرح رہے پھر آپ ﷺ کے دل میں ایک کتے کے بچے کا خیال آیا جو کہ ہمارے بستر کے نیچے تھا تو آپ ﷺ نے فوراً اس کو نکالنے کا حکم فرمایا پھر آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک میں پانی لے کر اس جگہ پر چھڑک دیا (جس جگہ کتے کا بچہ تھا) جب شام ہوئی تو حضرت جبریل ملاقات کے لیے تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا: (اے جبریل) آپ نے گزشتہ رات مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: ہاں! لیکن ہم (فرشتے) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویریں ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسی دن صبح کو کتوں کے قتل کرنے کا حکم فرمایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ چھوٹے باغ کے کتے کے قتل کا حکم دیتے تھے اور بڑے باغ کے کتے کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔

۵۵۰۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ يَحْيَى، وَإِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس گھر میں کتا اور تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

تشریح:

"لا تدخل الملئكة" اس سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں جو گھروں میں آتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں اور رحمت خداوندی کے باعث بنتے ہیں جن سے گھروں میں برکتیں آتی ہیں ملائکہ سے یہاں وہ فرشتے مراد نہیں ہیں جو انسان کی حفاظت پر مامور ہوتے ہیں یا نامہ اعمال کے لکھنے پر مامور ہیں یا روح قبض کرنے والے فرشتے ہیں وہ تو ہر حال میں آتے ہیں۔

"کلب" اس سے مراد شوقیہ کتا ہے شریعت نے جن کتوں کو گھر میں رکھنے کی اجازت دی ہے وہ کتے مراد نہیں ہیں مثلاً گھر کی حفاظت کا کتا یا شکاری کتا یا ریوڑ اور کھیت کی حفاظت کا کتا ایسے کتے یہاں مراد نہیں ہیں۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ حدیث میں جو حکم ہے اس میں عموم ہے کہ گھر میں مطلق کتا رکھنا منع ہے خواہ شوقیہ ہو یا ضرورت کا ہو دونوں صورتوں میں رحمت کے فرشتے گھر میں نہیں آتے ہیں (کذا قال النووی) تاہم یہ قول شاذ ہے۔

"ولا تصاویر" یہ عطف ہے کلب کے لفظ پر اور چونکہ کلب کا جملہ نفی کے ماتحت ہے تو لا تصاویر کا عطف اعادہ عامل کے ساتھ صحیح ہوگیا اصل عبارت اس طرح بن گئی "لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ تصاویر"

ملا علی قاری فرماتے ہیں "واعادۃ لا کاعادۃ الفعل" یعنی لا تصاویر میں لا کا اعادہ ایسا ہی ہے گویا لا تدخل الملائکۃ میں فعل کا اعادہ ہوگیا "فلیتدبر فانہ دقیق"۔

گویا اس حدیث کا مطلب اور مسند احمد و ترمذی کی حدیث کا مطلب ایک ہی ہے اس کی عبارت اس طرح ہے "ان الملائکۃ لا تدخل بیتا فیہ تماثیل او صورۃ" بہرحال حدیث کی تعلیم یہ ہے کہ جاندار کی تصویر بنانا اور گھر میں رکھنا حرام ہے اور یہ گناہ کبیرہ میں سے ہے خواہ یہ تصویر کپڑے پر بنائی گئی ہو یا نقود اور نوٹوں سکوں پر بنائی گئی ہو یہ تو بنانے کھینچوانے کی بات ہے باقی گھر میں رکھنے کا جہاں تک تعلق ہے تو اگر بطور اعزاز واحترام گھر کی دیواروں پر ہو یا عمامہ اور چادر پر ہو یا کوٹ اور بنیان پر ہو یہ سب حرام ہیں ہاں جو تصاویر معزز ومکرم نہ ہوں بلکہ مُہان وممتہن ہوں یا نیچے بچھے ہوئے فرش پر یا تکیہ پر ہوں اور اس کی تذلیل ہو رہی ہو تو اس کو اس طرح گھر میں رکھنا حرام نہیں ہے (کذا فی المرقات)

اس تفصیل سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ اخبارات کی تصاویر جو بطور اہانت زمین پر پڑی رہتی ہیں شاید اس کی حرمت شدید نہیں ہوگی ماہر علماء کی طرف رجوع ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔

ہمارے ملک کے سرکاری اداروں میں بطور اعزاز بانی پاکستان محمد علی جناح کی تصاویر لگانا حرام ہیں ان دفاتر میں رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے نوٹوں پر جو تصاویر ہیں یہ ایوب خان کے زمانہ میں شروع ہوگئیں تھیں اس کا گناہ حکومت پر ہے کیونکہ عام لوگ بطور اعزاز ان کو نہیں رکھتے ہیں مجبوری ہے۔

۵۵۰۹۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس گھر میں کتا یا تصویریں ہوں اس گھر میں (رحمت) کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

۵۵۱۰۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ

الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ وَذِكْرِهِ الْأَخْبَارَ فِي الْإِسْنَادِ

حضرت زہری رحمہ اللہ سے اس سند کے ساتھ یونس کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۵۱۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ قَالَ بُسْرٌ: ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ بَعْدُ، فَعُدْنَاهُ فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ، قَالَ: فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ، رَبِيبِ مَيْمُونَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْأَوَّلِ؟ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِينَ قَالَ: إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فرشتے (رحمت کے) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویریں ہوں۔ حضرت بسر کہتے ہیں کہ پھر کچھ دنوں بعد حضرت زید بیمار ہوئے تو ہم ان کی عیادت کے لیے گئے تو ہم نے ان کے دروازے پر ایک پردہ پڑا ہوا دیکھا کہ جس میں تصویر تھی۔ حضرت بسر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ خولانی سے جو کہ حضرت میمونہ نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ کے زیر پرورش تھے کہا کہ کیا ہمیں خود حضرت زید ہی نے تصویر کے بارے میں خبر نہیں دی تھی (تو اب یہ آپ کے اس پردہ پر یہ تصویر کیسی؟) تو حضرت عبداللہ نے کہا کہ کیا تو نے اس وقت یہ نہیں سنا تھا کہ کپڑے کے نقش ونگار اس سے مستثنیٰ ہیں۔

تشریح:

"قال بُسر" یعنی راوی بسر نے کہا "اشتکیٰ" یہ بیماری کے معنی میں ہے "فعدناہ" یہ عیادت کرنے کے معنی میں ہے۔

"ربیب میمونہ" یہ مربوب کے معنی میں ہے تربیت و پرورش مراد ہے یعنی میمونہ کے پرورش میں رہے تھے۔

"یوم الاول" یہ اضافت موصوف کی اپنی صفت کی طرف ہے ای اول یوم وھو الوقت الماضی

"الا رقمـــا" یعنی تم نے یہ نہیں سنا تھا کہ وہ اس وقت بھی استثنا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کپڑوں پر نقش ونگار اور غیر جاندار کی تصاویر جائز ہیں تصویر کے بارے میں سلف میں ایک طبقہ ایسا رہا ہے کہ غیر جاندار کی تصویر بھی جائز نہیں ہے حضرت زید نے اسی کی تردید فرمائی کہ جاندار حیوان کے علاوہ غیر جاندار اشیاء کی تصاویر جائز ہیں "تـمـاثیل" یہ تمثال کی جمع ہے یہ بھی تصویر کے معنی میں ہے اگلی حدیث کا لفظ ہے۔

۵۵۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ، حَدَّثَهُ

أَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيدٍ، حَدَّثَهُ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ حَدَّثَهُ وَمَعَ بُسْرٍ عُبَيْدُ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ قَالَ بُسْرٌ: فَمَرِضَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ فَعُدْنَاهُ، فَإِذَا نَحْنُ فِي بَيْتِهِ بِسِتْرٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ، فَقُلْتُ: لِعُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ: أَلَمْ يُحَدِّثْنَا فِي التَّصَاوِيرِ؟ قَالَ إِنَّهُ قَالَ: إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ، أَلَمْ تَسْمَعْهُ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: بَلَى، قَدْ ذَكَرَ ذَلِكَ

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (رحمت کے) فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس گھر میں تصویر ہو۔ حضرت بسر کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد حضرت زید بیمار ہوگئے تو ہم ان کی عیادت کے لیے گئے (جب ہم ان کے گھر میں گئے تو دیکھا) کہ ان کے گھر میں ایک پردہ ہے جس میں تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ میں نے عبید اللہ خولانی سے کہا: کیا حضرت زید ہم کو تصویروں والی حدیث نہیں بیان کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: ہاں! انہوں نے بیان کی تھی مگر جن کپڑوں میں نقش ونگار ہوں اس کا استثنٰی کیا تھا کیا تو نے یہ نہیں سنا۔ میں نے کہا: نہیں! انہوں نے کہا کہ حضرت زید نے اسی طرح کہا تھا۔ (حضرت زید کے گھر میں غیر جاندار چیزوں کے نقش ونگار بنے ہوئے تھے، تصویریں وغیرہ نہیں تھیں)۔

۵۵۱۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَبِي الْحُبَابِ، مَوْلَى بَنِي النَّجَّارِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ، وَلَا تَمَاثِيلُ

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ فرشتے (رحمت کے) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس گھر میں کتے اور تصویریں ہوں۔

۵۵۱۴۔ قَالَ فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: إِنَّ هَذَا يُخْبِرُنِي، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَمَاثِيلُ فَهَلْ سَمِعْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ ذَلِكَ؟ فَقَالَتْ: لَا، وَلَكِنْ سَأُحَدِّثُكُمْ مَا رَأَيْتُهُ فَعَلَ، رَأَيْتُهُ خَرَجَ فِي غَزَاتِهِ، فَأَخَذْتُ نَمَطًا فَسَتَرْتُهُ عَلَى الْبَابِ، فَلَمَّا قَدِمَ فَرَأَى النَّمَطَ، عَرَفْتُ الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِهِ، فَجَذَبَهُ حَتَّى هَتَكَهُ أَوْ قَطَعَهُ، وَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَأْمُرْنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّينَ قَالَتْ فَقَطَعْنَا مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ وَحَشَوْتُهُمَا لِيفًا، فَلَمْ يَعِبْ ذَلِكَ عَلَيَّ

حضرت زید بن خالد جہنی ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آیا اور میں نے عرض کیا

کہ حضرت ابوطلحہ مجھے یہ خبر دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس میں کتے اور تصویریں ہوں تو کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس طرح یہ حدیث سنی ہے؟ تو حضرت عائشہ نے فرمایا: نہیں! لیکن میں تم سے وہ واقعہ بیان کروں گی جو میں نے دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ جہاد میں تشریف لے گئے۔ میں نے ایک نقش ونگار والا کپڑا لکڑی کے دروازے پر لٹکا دیا۔ جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے اور پردہ کو دیکھا تو میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس میں (اس پردہ سے) ناپسندیدگی کے اثرات پہچان لیے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ ہمیں یہ حکم نہیں دیتا کہ پتھروں اور مٹی کو کپڑا پہنائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے اس پردے کو کاٹ کر دو تکیے بنالیے اور ان میں کھجوروں کی چھال بھر لی تو آپ ﷺ نے میرے اس طرح کرنے پر کوئی عیب نہیں لگایا۔

تشریح:

''النمط'' یعنی آنحضرت نے ایک پردہ دیکھا باریک پردہ پر نمط کا اطلاق کیا گیا ہے'' ھتکہ'' یعنی آنحضرت نے اس کو پھاڑ دیا ہے ''حشو تھما'' یعنی اندر کی بھرائی کھجور کی چھال تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تصویر خواہ مجسمہ ہو یا غیر مجسمہ ہو ہاتھ سے بنا ہو یا کیمرہ سے بنا ہو سب ناجائز ہے یہاں نرم پردہ پر تصویر کو ممنوع قرار دیا ہے۔ یہ تو مجسمہ نہیں تھا کاغذ کی طرح تصویر تھی۔

۵۵۱۵۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ لَنَا سِتْرٌ فِيهِ تِمْثَالُ طَائِرٍ، وَكَانَ الدَّاخِلُ إِذَا دَخَلَ اسْتَقْبَلَهُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَوِّلِي هَذَا، فَإِنِّي كُلَّمَا دَخَلْتُ فَرَأَيْتُهُ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا قَالَتْ: وَكَانَتْ لَنَا قَطِيفَةٌ كُنَّا نَقُولُ عَلَمُهَا حَرِيرٌ، فَكُنَّا نَلْبَسُهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے پاس ایک پردہ تھا جس پر پرندوں کی تصویر بنی ہوئی تھی اور جب کوئی اندر داخل ہوتا تو یہ تصویریں اس کے سامنے ہوتیں (یعنی سب سے پہلے اس کی نظر تصویروں پر پڑتی) تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اس پردے کو نکال دو کیونکہ جب میں گھر میں داخل ہوتا ہوں اور ان تصویروں کو دیکھتا ہوں تو مجھے دنیا یاد آجاتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک چادر تھی جس پر نقش ونگار تھا ہم اس کو ریشمی کہا کرتے تھے اور ہم اسے پہنا کرتے تھے۔

۵۵۱۶۔ حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، وَعَبْدُ الْأَعْلَى، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، قَالَ: ابْنُ الْمُثَنَّى: وَزَادَ فِيهِ يُرِيدُ عَبْدَ الْأَعْلَى فَلَمْ يَأْمُرْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَطْعِهِ

ابن ابی عدی اور عبدالاعلیٰ رضی اللہ عنہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے۔ ابن مثنیٰ کہتے ہیں کہ اس روایت میں عبدالاعلیٰ نے یہ الفاظ زیادہ کہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کے کاٹنے کا حکم نہیں فرمایا۔

۵۵۱۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ، وَقَدْ سَتَّرْتُ عَلَى بَابِي دُرْنُوكًا فِيهِ الْخَيْلُ ذَوَاتُ الْأَجْنِحَةِ، فَأَمَرَنِي فَنَزَعْتُهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے واپس تشریف لائے اور میں نے اپنے دروازے پر ایک ریشمی کپڑے کا پردہ ڈالا ہوا تھا جس پر پروں والے گھوڑوں کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے مجھے اس کے اتارنے کا حکم دیا تو میں نے وہ پردہ اتار دیا۔

تشریح:

''درنوکا'' دال پر ضمہ ہے زبر بھی جائز ہے را ساکن ہے نون پر پیش ہے اس کی جمع درانک ہے یہ اس نرم پردہ کو کہتے ہیں جس کے کناروں میں جھالر ہوتے ہیں ''الخیل'' چھوٹی بچیوں کو امور خانہ داری سیکھنے کے لیے گڑیوں کے رکھنے کی اجازت ہے بشرطیکہ ہاتھ سے بنے ہوئے ہوں پلاسٹک کے نہ ہوں۔ حضرت عائشہ پاس کے کھلونے ہوتے تھے ان کھلونوں میں گڑیاں ہوتی تھیں اور گھوڑے بھی ہوتے تھے جس کے پر لگے ہوتے تھے۔

گھوڑوں کے اس کھلونوں میں گھوڑے کے پر اس لیے لگائے جاتے تھے کہ گھروں میں خواتین میں مشہور تھا کہ سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر ہوتے تھے جس سے وہ اڑتے تھے یہاں تو کھلونوں کی بات نہیں تھی نہ گھریلو گڑیوں کی بات تھی بلکہ پردہ پر اس قسم کی تصاویر تھیں۔ ''فنزعته'' یعنی میں نے اس کو کھینچ لیا اور پھاڑ دیا کیونکہ آنحضرت نے مجھے یہی حکم دیا تھا۔

''سھوۃ'' یہ گھر کے اندر چبوترہ اور چھوٹے سے کمرہ کو کہتے ہیں جس میں بچیاں اپنا سامان رکھتی ہیں اس کا چھوٹا دروازہ بھی ہوتا ہے جس پر اوپر سے پردہ ڈالا جاتا ہے اگلی حدیث میں اس لفظ کا ذکر ہے ای ھی البیت الصغیر فی داخل البیت مثل المخدع ''یرتفق بھما'' یعنی ٹیک لگا کر مرفق اس پر رکھ کر فائدہ اٹھانے کو کہتے ہیں ''مسترۃ'' یعنی میں نے پردہ لٹکایا تھا۔

۵۵۱۸۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ح وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ عَبْدَةَ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ

حضرت وکیع رضی اللہ عنہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس روایت میں یہ نہیں کہ آپ سفر

سے واپس تشریف لائے۔

۵۵۱۹ ـ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مُتَسَتِّرَةٌ بِقِرَامٍ فِيهِ صُورَةٌ، فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ، ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الَّذِينَ يُشَبِّهُونَ بِخَلْقِ اللهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور میں نے ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا کہ جس میں تصویر تھی۔ یہ تصویر دیکھ کر آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ تبدیل ہو گیا پھر آپ ﷺ نے اس پردہ کو لے کر پھاڑ دیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی مخلوق کی تصویریں بناتے ہیں۔

۵۵۲۰ ـ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّ عَائِشَةَ، حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا بِمِثْلِ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ثُمَّ أَهْوَى إِلَى الْقِرَامِ فَهَتَكَهُ بِيَدِهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے اور پھر ابراہیم بن سعد کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی ہے۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ پھر آپ ﷺ اس پردے کی طرف جھکے اور اسے اپنے ہاتھ سے پھاڑ دیا۔

۵۵۲۱ ـ حَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، جَمِيعًا، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا لَمْ يَذْكُرَا: مِنْ

حضرت زہری سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے، صرف لفظی فرق ہے۔ معنی ومفہوم ایک ہی ہے۔

۵۵۲۲ ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ، تَقُولُ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِي بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ، فَلَمَّا رَآهُ هَتَكَهُ وَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ وَقَالَ: يَا عَائِشَةُ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللهِ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَطَعْنَاهُ

فَجَعَلْنَا مِنْهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور میں نے اپنے دروازے پر ایک پردہ ڈالا ہوا تھا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں تو جب آپ ﷺ نے اس پردہ کو دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے پھاڑ دیا اور آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ بدل گیا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! قیامت کے دن سب سے سخت ترین عذاب اللہ کی طرف سے ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی مخلوق کی تصویریں بناتے ہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے اس پردے کو کاٹ کر ایک تکیہ یا دو تکیے بنا لیے۔

۵۵۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ، يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهُ كَانَ لَهَا ثَوْبٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ، مَمْدُودٌ إِلَى سَهْوَةٍ، فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَيْهِ فَقَالَ: أَخِّرِيهِ عَنِّي قَالَتْ: فَأَخَّرْتُهُ فَجَعَلْتُهُ وَسَائِدَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک کپڑا تھا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ وہ کپڑا ایک طاق پر لٹکا ہوا تھا اور نبی کریم ﷺ اس کی طرف نماز پڑھ رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کپڑے کو میرے سامنے سے ہٹا دو۔ حضرت عائشہ ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے اس کپڑے کو کاٹ کر اس کے تکیے بنا لیے۔

۵۵۲۴۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ، ح وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۵۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ وَقَدْ سَتَرْتُ نَمَطًا فِيهِ تَصَاوِيرُ، فَنَحَّاهُ فَاتَّخَذْتُ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، ارشاد فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور میں نے ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے اس پردہ کو ہٹا دیا۔ پھر میں نے اس پردے کے دو تکیے بنا لیے۔

۵۵۲۶۔ وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ بُكَيْرًا، حَدَّثَهُ،

أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ، حَدَّثَهُ، أَنَّ أَبَاهُ، حَدَّثَهُ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا نَصَبَتْ سِتْرًا فِيهِ تَصَاوِيرُ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَهُ، قَالَتْ: فَقَطَعْتُهُ وِسَادَتَيْنِ، فَقَالَ رَجُلٌ فِي الْمَجْلِسِ حِينَئِذٍ، يُقَالُ لَهُ: رَبِيعَةُ بْنُ عَطَاءٍ مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ، أَفَمَا سَمِعْتَ أَبَا مُحَمَّدٍ يَذْكُرُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَفِقُ عَلَيْهِمَا؟ قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ: لَا، قَالَ: لَكِنِّي قَدْ سَمِعْتُهُ يُرِيدُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، ارشاد فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اس پردہ کو اتار دیا۔ حضرت عائشہ ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے اس پردے کو کاٹ کر دو تکیے بنا لیے۔ اسی وقت مجلس میں سے ایک آدمی جسے ربیعہ بن عطاء کہا جاتا ہے جو کہ مولیٰ (آزاد کردہ غلام) بنی زہرہ ہیں، کہنے لگا: کیا آپ نے ابومحمد سے نہیں سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ حضرت عائشہ ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان تکیوں پر آرام فرماتے تھے۔ ابن قاسم نے کہا نہیں عطاء نے کہا لیکن میں نے قاسم بن محمد سے سنا ہے۔

۵۵۲۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ، فَعَرَفْتُ، أَوْ فَعُرِفَتْ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَمَاذَا أَذْنَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ؟ فَقَالَتْ: اشْتَرَيْتُهَا لَكَ، تَقْعُدُ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدُهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ، وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک گدا خریدا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں تو جب رسول اللہ ﷺ نے اس گدے کو دیکھا تو آپ ﷺ دروازے پر ہی کھڑے ہو گئے اور اندر تشریف نہ لائے تو میں نے پہچان لیا میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر ناپسندیدگی کے اثرات معلوم کر لیے۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا: یارسول اللہ میں اللہ اور اس کے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ ہو گیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تکیہ کیسا ہے؟ حضرت عائشہ نے عرض کیا: میں نے آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر تشریف فرما ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان تصویر بنانے والوں کو عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جو چیز تم

نے بنائی تم ان کو زندہ کرو پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس گھر میں تصویریں ہوں اس گھر میں (رحمت) کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

۵۵۲۸۔ وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ، وَابْنُ رُمْحٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ جَدِّي، عَنْ أَيُّوبَ، ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَخِي الْمَاجِشُونِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، وَبَعْضُهُمْ أَتَمُّ حَدِيثًا لَهُ مِنْ بَعْضٍ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ ابْنِ أَخِي الْمَاجِشُونِ قَالَتْ: فَأَخَذْتُهُ فَجَعَلْتُهُ مِرْفَقَتَيْنِ فَكَانَ يَرْتَفِقُ بِهِمَا فِي الْبَيْتِ

ان ساری سندوں کے ساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی سابقہ روایت نقل کی گئی ہے لیکن بعض راویوں کی روایت کردہ حدیث بعض کی روایت کردہ حدیث سے پوری وکمل ہے اور ابن اخی الماجشون نے اپنی روایت کردہ حدیث میں یہ زائد الفاظ کہے ہیں کہ حضرت عائشہ ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے اس پردے کے دو تکیے بنا دیئے تھے گھر میں آپ ﷺ ان پر آرام فرماتے تھے۔

۵۵۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الَّذِينَ يَصْنَعُونَ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ خبر دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو لوگ تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن ایسے لوگوں کو عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ ان (تصویروں وغیرہ) میں جان ڈالو۔

۵۵۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ، وَأَبُو كَامِلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ، كُلُّهُمْ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

۵۵۳۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْأَشَجُّ إِنَّ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے سخت ترین عذاب تصویریں بنانے والے لوگوں کو ہوگا۔ ابو سعید اشج نے لفظ ان ذکر نہیں کیا۔

۵۵۳۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، كُلُّهُمْ، عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ يَحْيَى، وَأَبِي كُرَيْبٍ، عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، إِنَّ مِنْ أَشَدِّ أَهْلِ النَّارِ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، عَذَابًا الْمُصَوِّرُونَ وَحَدِيثُ سُفْيَانَ كَحَدِيثِ وَكِيعٍ

حضرت ابو معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن دوزخ والوں میں سے سب سے سخت ترین عذاب میں تصویریں بنانے والے مبتلا ہوں گے۔

۵۵۳۳۔ وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ مَسْرُوقٍ، فِي بَيْتٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ مَرْيَمَ فَقَالَ مَسْرُوقٌ: هَذَا تَمَاثِيلُ كِسْرَى فَقُلْتُ: لَا، هَذَا تَمَاثِيلُ مَرْيَمَ، فَقَالَ مَسْرُوقٌ، أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ

حضرت مسلم بن صبیح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حضرت مسروق کے ساتھ ایک گھر میں تھا جس میں تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ حضرت مسروق نے فرمایا: کیا یہ تصویریں کسریٰ کی ہیں؟ میں نے کہا نہیں! بلکہ یہ تصویریں حضرت مریم کی ہیں۔ حضرت مسروق کہنے لگے: میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے سخت ترین عذاب تصویریں بنانے والوں کو ہوگا۔

۵۵۳۴۔ قَالَ مُسْلِمٌ: قَرَأْتُ عَلَى نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا

يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: إِنِّي رَجُلٌ أُصَوِّرُ هَذِهِ الصُّوَرَ، فَأَفْتِنِي فِيهَا، فَقَالَ لَهُ: ادْنُ مِنِّي، فَدَنَا مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: ادْنُ مِنِّي، فَدَنَا حَتَّى وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ، قَالَ: أُنَبِّئُكَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ، يَجْعَلُ لَهُ، بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا، نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ وقَالَ: إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا، فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا نَفْسَ لَهُ، فَأَقَرَّ بِهِ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

حضرت سعید بن ابی الحسن ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: میں مصور ہوں اور تصویریں بناتا ہوں۔ آپ اس بارے میں مجھے فتویٰ دیں؟ حضرت عبداللہ بن عباس نے اس آدمی سے فرمایا: میرے قریب ہوجا۔ وہ آپ کے قریب ہوگیا پھر فرمایا: میرے قریب ہوجاؤ وہ اور قریب ہوگیا یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھ کر فرمایا: میں تجھ سے وہ حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ارشاد فرماتے ہیں ہر ایک تصویر بنانے والا دوزخ میں جائے گا اور ہر ایک تصویر کے بدلہ میں ایک جاندار آدمی بنایا جائے گا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔ حضرت ابن عباس نے ارشاد فرمایا: اگر تجھے اس طرح کرنے پر مجبوری ہے (تو بے جان چیزوں) درخت وغیرہ کی تصویریں بنا۔ نصر بن علی نے اس حدیث کی تصدیق کردی۔

۵۵۳۵۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَعَلَ يُفْتِي وَلَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي رَجُلٌ أُصَوِّرُ هَذِهِ الصُّوَرَ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: ادْنُهْ فَدَنَا الرَّجُلُ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ

حضرت نضر بن انس بن مالک ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا۔ حضرت ابن عباس فتویٰ تو دیتے تھے اور یہ نہیں کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا ہے یہاں تک کہ ایک آدمی نے ان سے پوچھا کہ میں مصور آدمی ہوں، یہ تصویریں بناتا ہوں۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس نے اس آدمی سے فرمایا: قریب ہوجا۔ وہ آدمی قریب ہوگیا۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس نے ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو آدمی دنیا میں تصویر بناتا ہے تو قیامت کے دن اسے اس بات پر مجبور کردیا جائے گا کہ اس

تصویر میں روح پھونک اور وہ روح نہیں پھونک سکے گا۔

۵۵۳۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ، فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت نضر بن انس سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس کے پاس گیا تو انہوں نے اس آدمی سے نبی ﷺ کی مذکورہ بالا حدیث کی روایت ذکر فرمائی۔

۵۵۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ، قَالُوا: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي دَارِ مَرْوَانَ فَرَأَى فِيهَا تَصَاوِيرَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي؟ فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً، أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً

حضرت ابوزرعہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ کے ساتھ مروان کے گھر گیا۔ وہاں میں نے تصویریں دیکھیں تو حضرت ابوہریرہ نے ارشاد فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو میری مخلوق کی طرح چیزیں بناتے ہیں (یعنی تصویریں بناتے ہیں) تو ان کو چاہیے کہ ایک چیونٹی ہی پیدا کر کے دکھا دیں یا ایک دانہ گندم یا جو ہی پیدا کر دیں۔

تشریح:

یعنی تصویریں بنا بنا کر تخلیق خداوندی کی مشابہت اگر اختیار کرنی ہے تو پھر کھل کر میدان میں آؤ اور ایک چیونٹی پیدا کر دیا ہوا میں اڑنے والا ذرہ پیدا کر دو یا جو کا دانہ پیدا کر و اس حدیث میں امر کا صیغہ تعجیز کے لیے ہے۔ بہر حال پوری دنیا کے بادشاہ اور عوام مل کر ایک چھٹانک مٹی پیدا نہیں کر سکتے ہیں مرغی کے چوزوں کی دلکش تصویروں میں مشابہت اختیار کرتے ہیں لیکن پوری دنیا کے بادشاہ اور عوام مل کر مرغی کا ایک انڈا نہیں دے سکتے ہیں ذرا ایک انڈا دیکر دکھا تو دیں اگر نہیں تو پھر دوسرے کی تخلیق میں بے جا جوڑ توڑ کیوں کرتے ہو؟ عاجز ہو کر قادر بننے کی کوشش کرنا کتنا بڑا ظلم ہے۔

''یضاھون'' مضاھات سے ہے جو مشابہت کے معنی میں ہے بعض نسخوں میں ہمزہ بھی ہے وہ بھی ایک لغت ہے۔ صورت بنانا اللہ تعالیٰ کا کام اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے ﴿ویصورکم فی الارحام کیف یشاء﴾

لہٰذا جو شخص تصویر بناتا ہے وہ در حقیقت اپنے فعل کو اللہ تعالیٰ کے فعل کے ساتھ مشابہ کر کے پیش کرتا ہے جو بڑا گناہ ہے اس حدیث

سے معلوم ہوا کہ تصویر کشی کی ممانعت کی ایک وجہ تخلیق خداوندی سے مشابہت ہے۔

''اشد الناس عذابا '' اگر تصویر بنانے والا شرک اور بتوں کی عبادت کی غرض سے تصویر بناتا ہے تو یہ کفر ہے اس لیے قیامت میں اس کو سب سے زیادہ سخت عذاب ہوگا اور اگر بت پرستی کی غرض سے نہیں بلکہ تخلیق خداوندی کی مشابہت کی غرض سے بناتا ہے تو یہ بھی کفر ہے اس لیے سخت ترین عذاب ہوگا۔ اور اگر تصویر کشی صرف زیب و زینت اور شوق و ذوق کی غرض سے ہو تو یہ فسق و فجور اور معصیت ہے آدمی کبیرہ گناہ کا مستحق بنے گا پھر یہ حدیث تشدید و تغلیظا اور تہدید و توبیخ پر محمول ہوگی کسی نے خوب کہا

بت پرستی دین احمد میں ابھی آئی نہیں ☆☆ اس لیے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

''الناس '' ابن ملک فرماتے ہیں کہ اگر مصور کا فعل اسی عقیدے کے تحت ہو (کہ وہ تخلیق خداوندی کی مشابہت کرنے والا ہو) تو وہ کافر ہو جاتا ہے اس صورت میں حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ اس قبیح کفر پر اس شخص کو دوسرے کافروں کی نسبت زیادہ سخت عذاب ہوگا (اس صورت میں الناس سے مراد کافر ہوں گے اور کلام حقیقت پر محمول ہوگا) اور اگر ایسا عقیدہ نہ رکھتا ہو تو پھر اس شخص کے حق میں یہ حدیث تغلیظ و تہدید پر محمول ہوگی الخ۔ (اس صورت میں الناس سے مسلمان مراد ہوں گے کلام زجر و توبیخ اور تہدید و تشدید پر حمل کیا جائیگا)۔

بہر حال تصویر سے جاندار کی تصویر مراد ہے علماء فرماتے ہیں کہ حدیث کی اس شدید وعید سے وہ تصاویر خارج ہیں جو اتنی چھوٹی اور پتلی ہوں کہ اگر اس کو زمین پر ڈال دیا جائے تو کھڑے آدمی کو وہ صاف نظر نہ آتی ہو یا ایسی تصاویر ہوں جن کے ساتھ ایسے اعضا نہ ہوں جن کے بغیر آدمی زندہ نہیں رہ سکتا جس طرح آدھی تصویر ہوتی ہے ایسی تصاویر مجبوری کے تحت حج و عمرہ یا شناختی کارڈ وغیرہ ضروری دستاویزات کے لیے شاید حرام نہیں ہوں گی ایسی چھوٹی تصاویر اور اسی طرح وہ تصاویر جو بطور اکرام نہ ہوں بلکہ مُہان ہوں اس کو گھر میں رکھنے سے شاید یہ وعید نہ ہو اگر چہ بعض علماء اس میں بھی احتیاط کرتے ہیں۔ نوٹوں پر تصاویر کا گناہ حکومت کے گردن پر ہے۔

باب التصاویر کے اس باب میں مختلف احادیث میں مختلف الفاظ مذکور ہیں اس کی تشریح یہاں اس حدیث کے ساتھ لکھتا ہوں تا کہ اگلی پچھلی تمام احادیث کی وضاحت ہو جائے۔

''سھوۃ '' سین پر زبر ہے ھا ساکن ہے واو پر زبر ہے گھر کے اندر کے چھوٹے سے الگ چبوترہ اور نشین کو کہتے ہیں یعنی بیٹھنے کی وہ چھوٹی سی جگہ جہاں عورتیں اپنا سامان رکھتی ہیں یا دیوار کے اندر اس طاق کو سھوۃ کہتے ہیں جس کو عورتیں بطور خزانہ اور بکس

وصندوق استعمال کرتی ہیں جس کے سامنے پردہ لٹکایا جاتا ہے۔

''تماثیل'' تصویریں مراد ہیں کیونکہ نرم پردہ پر مجسمے نہیں بنائے جاتے ''فھتکہ'' آنحضرت نے اس پردہ کو چاک کیا، ایک وجہ تو یہ تھی بے جا اسراف اور آرائش وزیبائش تھی اور دوسری وجہ جاندار کی ناجائز تصاویر کی تھی۔

''نمرقتین'' حضرت عائشہ نے ان دو ٹکڑوں سے دو تکیئے بنادیے کیونکہ توڑنے سے تصویریں مٹ گئی تھیں۔

سوال: اس سے پہلی حضرت عائشہ ہی کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت تکیہ پر بنی ہوئی تصاویر کی وجہ سے گھر میں تشریف نہیں لائے حالانکہ یہاں تصاویر والے کپڑے کے دو تکیئے گھر میں آنحضرت کے استعمال کے لیے رکھے گئے یہ تعارض ہے اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: زیر بحث حدیث میں ھتکہ کا لفظ آیا ہے کہ آنحضرت نے اس پردہ کو چاک کیا اس سے تصاویر کی حیثیت ختم ہوگئی لہٰذا تعارض نہیں۔ یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ آنحضرت نے آرائش وزیبائش اور بے جا اسراف کی وجہ سے یہ پردہ پھاڑ ڈالا تھا جس طرح ایک حدیث میں تفصیل موجود ہے اس حدیث میں اس پردہ پر جاندار کی تصاویر نہیں تھیں اگرچہ اس پر تماثیل کا اطلاق کیا گیا ہے یہ تاویل کمزور سی ہے پہلا جواب اچھا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجسمہ کے علاوہ کپڑے یا کاغذ پر تصویر بنانا بھی منع ہے۔

۵۵۳۸۔ وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو هُرَيْرَةَ، دَارًا تُبْنَى بِالْمَدِينَةِ لِسَعِيدٍ أَوْ لِمَرْوَانَ قَالَ: فَرَأَى مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ فِي الدَّارِ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً

حضرت ابوزرعہ سے روایت ہے کہ میں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے ایک مکان میں گئے جو کہ زیر تعمیر تھا۔ وہ مکان سعید کا تھا یا مروان کا۔ حضرت ابوہریرہ نے اس گھر میں ایک مصور کو تصویریں بناتے ہوئے دیکھا تو حضرت ابوہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اور پھر مذکورہ بالا حدیث بیان کی) اور اس میں یہ ذکر نہیں کیا کہ تم (ایک) جو پیدا کرو۔

۵۵۳۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ تَمَاثِيلُ أَوْ تَصَاوِيرُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس گھر میں مورتیاں یا تصویریں ہوں۔

بَابُ كَرَاهَةِ الْكَلْبِ وَالْجَرَسِ فِي السَّفَرِ

دورانِ سفر کتا اور گھنٹی رکھنے کی ممانعت

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵۵٤۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ، حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فرشتے ان مسافروں (سفر کرنے والوں) کے ساتھ نہیں ہوتے جن کے ساتھ کتا یا گھنٹی ہو۔

۵۵٤۱۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ، كِلَاهُمَا، عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۵٤۲۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھنٹی شیطان کا باجہ ہے۔

بَابُ كَرَاهَةِ قِلَادَةِ الْوَتَرِ فِي رَقَبَةِ الْبَعِيرِ

اونٹ کے گلے میں تانت کا قلادہ باندھنا مکروہ ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۵۵٤۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ،

قَالَ: فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَسُولًا قَالَ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ، لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ قَالَ مَالِكٌ: أُرَى ذٰلِكَ مِنَ الْعَيْنِ

حضرت ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ خبر دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بعض سفروں میں سے کسی سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا نمائندہ بھیجا۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ لوگ اپنی اپنی سونے کی جگہوں پر تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی آدمی کسی اونٹ کی گردن میں کوئی تانت کا قلادہ یا ہار نہ ڈالے سوائے اس کے کہ اسے کاٹ دیا جائے۔ امام مالک ارشاد فرماتے ہیں کہ میری رائے یہ ہے کہ وہ اس طرح نظر لگنے کی وجہ سے کرتے تھے۔

تشریح:

''من وتر'' واؤ پر زبر ہے تا پر بھی زبر ہے کمان کے تسمہ کو وتر کہتے ہیں جس کا ترجمہ تانت سے بھی کیا جاتا ہے یہ چمڑے کا مضبوط تسمہ ہوتا ہے کمان ٹوٹ کر جب یہ تسمہ فارغ ہو جاتا تو عرب لوگ اس کو اونٹ کے گلے میں باندھتے تھے اس باندھنے کے مختلف مقاصد ہوتے تھے علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ اوتار باندھنے کے تین مقاصد ہوتے تھے پہلا مقصد یہ ہوتا تھا کہ کمان کی تانت باندھنے سے اونٹوں کو نظر بد سے بچانا مقصود ہوتا تھا آنحضرت نے اس کو منع کر دیا کیونکہ یہ تانت اللہ تعالیٰ کے کسی فیصلہ کو دفع نہیں کر سکتی ہے اور غلط عقیدہ رکھ کر شرک میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے امام مالک نے اسی مطلب کو راجح قرار دیا ہے اس حدیث میں اس کی تصریح ہے۔ تانت کے باندھنے سے منع کرنے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ کہیں یہ اوتار جانور کے پاؤں میں الجھ کر جانور کو نقصان نہ ہو جائے امام محمدؒ نے بھی اسی طرح قول کیا ہے تانت باندھنے کا تیسرا مقصد یہ ہوتا تھا کہ عرب لوگ اس کے ساتھ گھنٹیاں لٹکایا کرتے تھے پہلا مقصد راجح ہے کیونکہ عرب لوگ شرکیہ عقیدہ کے تحت تانت کو دفع مضرات کے لیے مؤثر حقیقی سمجھتے تھے ظاہر ہے یہ عقیدہ شرک کا تھا جاہلیت کے اسی عقیدہ کی وجہ سے آنحضرت نے اس کے کاٹنے کا حکم دیا علماء نے لکھا ہے کہ اس طرح عقیدہ کے تحت ہر حیوان کے گلے میں تانت باندھنا منع ہے البتہ اگر صرف زینت کے لیے قلادہ کے طور پر باندھا جائے تو اس میں مضایقہ نہیں ہے۔

''او قلادة'' یہ او شک کے لیے ہے راوی کو شک ہو گیا کہ قلادہ میں وتر کا لفظ تھا یا صرف قلادہ کا لفظ تھا بہر حال علماء فرماتے ہیں کہ صرف قلادہ باندھنا منع نہیں ہے جب کہ تانت کا نہ ہو۔ ''اُری'' یہ مجہول کا صیغہ ہے اس کا ترجمہ ہے کہ راوی کہتا ہے کہ میرا خیال ہے کہ یہ ممانعت نظر بد لگنے کی وجہ سے تھی۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْحَيَوَانِ فِي وَجْهِهِ وَوَسْمِهِ فِيهِ

حیوان کو چہرے پر مارنا اور داغنا منع ہے

اس باب میں امام مسلم نے نو احادیث کو بیان کیا ہے

٥٥٤٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ، وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر داغ لگانے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح:

"في الوجه" یعنی کسی حیوان کو چہرہ پر مارنا مکروہ ہے خصوصاً انسان کو چہرہ پر مارنا تو بہت نامناسب عمل ہے کیونکہ چہرہ کی ایک عظمت ہے انسان کا سارا حسن چہرہ ہی میں ہے اور سارے حواس خمسہ بھی چہرہ میں ہیں تو یہ نازک حصہ بھی ہے۔

"الوسم" یہ داغ دینے کے معنی میں ہے چہرہ پر وسم اور داغ ممنوع ہے جسم کے دیگر حصوں میں جائز خلاف اولیٰ ہے۔

اگلی روایت میں "جاعرتیه" کے الفاظ ہیں یہ تثنیہ ہے اس کا مفرد جاعرۃ ہے موٹی ران کے اوپر جو ہڈی ہوتی ہے اس کو کہتے ہیں جس کو کولھے بھی کہہ سکتے ہیں "هما طرفا الورک المشرفان ممایلی الدبر" "اقصی شیء" یعنی چہرہ سے جو حصہ بہت دور ہو اس میں داغ لگاؤں گا چنانچہ اس نے کولہوں میں داغ لگائے۔

٥٥٤٥ـ وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ كِلَاهُمَا، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔ پھر مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت ذکر کی ہے۔

٥٥٤٦ـ وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِي وَسَمَهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے سے ایک گدھا گزرا جس کے چہرے میں داغ دیا

گیا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ ایسے آدمی پر لعنت کرے کہ جس نے اس گدھے کے چہرے کو داغا ہے۔

۵۵٤۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، أَنَّ نَاعِمًا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: وَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا مَوْسُومَ الْوَجْهِ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ، قَالَ: فَوَاللَّهِ لَا أَسِمُهُ إِلَّا فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنَ الْوَجْهِ، فَأَمَرَ بِحِمَارٍ لَهُ فَكُوِيَ فِي جَاعِرَتَيْهِ، فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ كَوَى الْجَاعِرَتَيْنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گدھا دیکھا کہ جس کے چہرے کو داغا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے اسے برا کہا اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں تو نہیں داغ دیتا، سوائے اس حصے کو جو چہرے سے بہت دور ہے اور آپ ﷺ نے اپنے گدھے کے بارے میں حکم فرمایا تو اس گدھے کے پٹھوں پر داغ دیا گیا اور سب سے پہلے آپ ﷺ نے ہی پٹھوں پر داغا۔

۵۵٤۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِي: يَا أَنَسُ انْظُرْ هَذَا الْغُلَامَ، فَلَا يُصِيبَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَغْدُوَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ، قَالَ: فَغَدَوْتُ فَإِذَا هُوَ فِي الْحَائِطِ، وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ حُوَيْتِيَّةٌ وَهُوَ يَسِمُ الظَّهْرَ الَّذِي قَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ جب ام سلیم (کے ہاں بچے) کی ولادت ہوئی تو حضرت ام سلیم نے مجھ سے کہا: اے انس! اس بچے کا دھیان رکھ یہ بچہ کوئی چیز اس وقت نہ کھائے جب تک کہ اس بچے کو نبی ﷺ کی خدمت میں نہ لے جایا جائے (اور پھر) آپ ﷺ اپنے منہ میں کوئی چیز چبا کر اس بچے کے منہ میں نہ ڈالیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں پھر صبح جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ باغ میں تھے اور قبیلہ جونیہ کی چادر آپ نے اوڑھی ہوئی تھی اور آپ ﷺ ان اونٹوں کو داغ دے رہے تھے جو کہ آپ ﷺ کو فتح میں حاصل ہوئے تھے۔

تشریح:

''یا انس انظر'' یہ لڑکا حضرت انس کا سوتیلا بھائی تھا ام سلیم کے بطن سے ابوطلحہ کا بیٹا تھا۔ ''لا یصیبن'' یعنی تحنیک سے پہلے یہ بچہ کچھ کھا پی نہ لے تاکہ نہار منہ تحنیک کی برکت حاصل ہو جائے تحنیک کا عمل معروف ومشہور ہے بزرگوں کے منہ کا لعاب بچہ کے پیٹ میں پہلے پہل پہنچ کر برکت حاصل ہو جائے گی ایک غیر مقلد شارح نے لکھا ہے کہ اس سے بچے کو کھانے کا تجربہ دلانا

مقصود ہے تعجب اس پر ہے کہ اس وقت کھانے کا کیا کام ہے صرف تبرک بآثار الصالحین سے بھاگنے کے لیے غیر مقلدین علم کی پٹڑی سے دانستہ طور پر اتر جاتے ہیں۔

''خمیصة'' یمن کی دھاری دھار اون کی چادر کو کہتے ہیں

لَبِسْتُ الْخَمِيصَةَ أَبْغِي الْخَبِيثَةَ وَأَنْشَبْتُ شِصِّي فِي كُلِّ شِيصَة

''حویتیه'' حوت کسی قبیلہ کا نام ہے یا جگہ کا نام ہے یا مچھلی کی مشابہت کی وجہ سے نسبت ہے

یہ لفظ جونیہ بھی ہے جو بنوالجون قبیلہ کی طرف نسبت ہے یا مٹیالے رنگ سے مشابہت کی وجہ سے نسبت ہے جون مٹیالے رنگ کو کہتے ہیں یہ لفظ ''من حریثة'' واقع ہے جو حریث شخص کی طرف منسوب ہے ایک لفظ خیبریة بھی ہے ایک جو تکیہ بھی ہے بہرحال جونیہ زیادہ واضح ہے ''یسم الظھر'' یعنی سواریوں میں بیماری سے بچنے کے لیے داغ دے رہے تھے ''مربد'' باڑے اور کھلیاں کو کہتے ہیں مراد باڑہ ہے ''المیسم'' داغ دینے کے لیے جو سلاخ استعمال ہوتا ہے اس کو میسم کہا گیا ہے۔

٥٥٤٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يُحَدِّثُ أَنَّ أُمَّهُ، حِينَ وَلَدَتِ انْطَلَقُوا بِالصَّبِيِّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ قَالَ: فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِرْبَدٍ يَسِمُ غَنَمًا قَالَ شُعْبَةُ: وَأَكْثَرُ عِلْمِي أَنَّهُ قَالَ فِي آذَانِهَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ کے ہاں جس وقت بچے کی پیدائش ہوئی (تو انہوں نے مجھ سے فرمایا) کہ اس بچے کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ تاکہ آپ ﷺ اس کی تحنیک فرمادیں (یعنی آپ ﷺ اپنے منہ میں کوئی چیز (کھجور وغیرہ) چبا کر اس بچے کے منہ میں ڈال دیں) (حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ) آپ ﷺ بکریوں کے ریوڑ میں ہیں اور بکریوں کو داغ دے رہے ہیں۔ حضرت شعبہ فرماتے ہیں کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ آپ بکریوں کے کانوں پر داغ لگا رہے تھے۔

٥٥٥٠ ـ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُولُ: دَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِرْبَدًا وَهُوَ يَسِمُ غَنَمًا قَالَ: أَحْسِبُهُ قَالَ: فِي آذَانِهَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بکریوں کے ریوڑ میں نکلے اس حال میں کہ آپ ﷺ بکریوں کو داغ دے رہے تھے۔ راوی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ بکریوں کے کانوں

میں داغ لگا رہے تھے۔

۵۵۵۱۔ وحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، وَيَحْيَى، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ، كُلُّهُمْ، عَنْ شُعْبَةَ، بِهَذَا الإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت شعبہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۵۵۵۲۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِيسَمَ وَهُوَ يَسِمُ إِبِلَ الصَّدَقَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں داغ لگانے کا آلہ دیکھا اور آپ ﷺ صدقہ کے اونٹوں کو داغ دے رہے تھے۔

بَابُ كَرَاهَةِ الْقَزَعِ

سر کے کچھ بال منڈوانا اور کچھ چھوڑنا ممنوع ہے

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۵۵۵۳۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ قَالَ: قُلْتُ لِنَافِعٍ وَمَا الْقَزَعُ قَالَ: يُحْلَقُ بَعْضُ رَأْسِ الصَّبِيِّ وَيُتْرَكُ بَعْضٌ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نافع سے عرض کیا: قزع کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: بچے کے سر کا کچھ حصہ مونڈ دینا اور کچھ حصہ چھوڑ دینا (یعنی کچھ بال سر پر رہنے دینا)۔

تشریح:

"القزع" اس روایت میں قزع کی تفسیر موجود ہے سر کے بعض بالوں کو کاٹنا اور بعض کو چھوڑنا قزع کہلاتا ہے "قال النووی حلق بعض الرأس مطلقا" "قیل لنافع" یعنی حدیث کے راوی سے کسی نے پوچھا کہ قزع کیا چیز ہے تو آپ نے جواب

میں قزع کی تعریف کی اس میں راوی نے قزع کو بچے کے ساتھ خاص کیا ہے یہ قید بوجہ رواج ہے کیونکہ عام طور پر قزع بچوں کے بالوں میں کیا جاتا ہے ورنہ ممانعت کے اعتبار سے جس طرح قزع بچے کے لیے مکروہ ہے اسی طرح بڑوں کے لیے بھی مکروہ ہے قزع کی بے شمار صورتیں ہیں بعض لوگ حج اور عمرہ کے دوران حلق کی غرض سے ایک چوتھائی سر ایک عمرہ پر کٹواتے ہیں پھر دوبارہ سہ بارہ ایسا کرتے ہیں کچھ بال منڈواتے ہیں کچھ چھوڑتے ہیں قزع کی یہ مکروہ ترین صورت ہے بعض لوگ نظر بد سے بچاؤ کے لیے بچوں کے بالوں میں نالے بناتے ہیں آگے سے پیچھے اور دائیں سے بائیں طرف بال تراش کر لکیریں بناتے ہیں یہ بھی بدترین قزع ہے۔

بعض لوگ بچوں کے سر کے بالوں کو تراش کر پیشانی کے اوپر تالو تک بال چھوڑ دیتے ہیں اور اس کو چونڈے بولتے ہیں یہ بھی قزع ہے اسی طرح انگریزی بال رکھنا بھی قزع میں آتا ہے جیسے فوجی کٹ، سدھیر کٹ، سنتوش کٹ، پپی بال وغیرہ وغیرہ، اس کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ اگر سر کے سارے بال برابر کٹوا کر چھوٹے کر دیئے گئے تو یہ قزع نہیں ہے لیکن اگر بعض بال چھوٹے اور بعض بڑے چھوڑ کر تراش خراش کیا یہ سب قزع ہے جو مکروہ ہے خواہ بڑے کریں یا چھوٹے بچے کریں، مذہبی شعار کے طور پر ہندو لوگ سر پر جو چوٹی رکھتے ہیں وہ بھی بدترین قزع ہے اگر کوئی مسلمان ہندوؤں کی طرح چوٹی رکھتا ہے تو کافر ہو جائے گا۔

٥٥٥٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَجَعَلَ التَّفْسِيرَ، فِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ، مِنْ قَوْلِ عُبَيْدِ اللَّهِ.

حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے اسی سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے اور حضرت ابواسامہ کی روایت میں ہے کہ قزع کی تفسیر حضرت عبیداللہ کے فرمان سے کی ہے۔

٥٥٥٥ـ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُثْمَانَ الْغَطَفَانِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ نَافِعٍ، ح وَحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، بِإِسْنَادِ عُبَيْدِ اللَّهِ مِثْلَهُ، وَأَلْحَقَا التَّفْسِيرَ فِي الْحَدِيثِ.

حضرت عمر بن نافع رضی اللہ عنہ سے حضرت عبیداللہ کی سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے اور ان دونوں (محمد بن مثنی، امیہ بن بسطام) نے حدیث میں اسی تقسیم کو بیان کیا ہے۔

٥٥٥٦ـ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ

مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّرَّاجِ، كُلُّهُمْ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ

ان سندوں کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی طرح روایت نقل کی ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوسِ فِي الطُّرُقَاتِ

راستوں میں فضول بیٹھنے کی ممانعت

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٥٥٥٩۔ حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا: وَمَا حَقُّهُ؟، قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ ہمارے لیے تو بیٹھنے کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہیں، ہم وہاں باتیں کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں بیٹھنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں تو پھر راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نظریں نیچی رکھنا اور کسی کو تکلیف دینے سے باز رہنا اور سلام کا جواب دینا اور نیکی کا حکم دینا اور بری باتوں سے منع کرنا۔

٥٥٥٨۔ وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ، ح وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ كِلَاهُمَا، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ فِعْلِ الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ

مصنوعی بالوں کا لگانا اور لگوانا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے سترہ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۵۵۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي ابْنَةً عُرَيِّسًا أَصَابَتْهَا حَصْبَةٌ فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا أَفَأَصِلُهُ، فَقَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، ارشاد فرماتی ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری بیٹی دلہن بنی ہے، اسے چیچک نکلی ہے جس کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں تو کیا میں اس کو بالوں کا جوڑ لگا سکتی ہوں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے والی اور بال جڑوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

تشریح:

"غُرَيِّسًا" عین پر پیش ہے را پر زبر ہے ی پر شد اور کسرہ ہے یہ عروس کی تصغیر ہے شادی کے موقع پر مرد اور عورت دونوں پر بولا جاتا ہے "حصبة" بدن کے جلد پر پھوڑے نکل آتے ہیں اسی کو کہتے ہیں "ای بثور تخرج في الجلد"

"فتمرق" ای سقط وخرج من اصله بیماری کی وجہ سے بال جھڑنے کو کہتے ہیں اسی کو دوسری حدیث میں فتمرط کہا گیا ہے۔ "الواصلة" اس لفظ کے تعیین وتشریح میں شارحین کی عبارات مختلف ہیں خلاصہ یہ کہ واصلہ اس عورت کو کہتے ہیں جو بالوں کے جوڑنے کا کام کرتی ہو خواہ اپنے بالوں کے ساتھ کسی کا بال جوڑتی ہو یا کسی اور عورت کے بالوں کے ساتھ بال جوڑتی ہو یہ کام عام ہے۔ "المستوصلة" سین اور تا طلب کے لیے ہے یہ اس عورت کو کہتے ہیں جو دوسری عورت سے کہتی ہے کہ میرے بالوں میں کسی کا بال جوڑ دو تو دونوں لفظوں کا ترجمہ اس طرح ہے بالوں کے جوڑنے والی اور جڑوانے والی عورت تفصیل آئندہ حدیث میں آرہی ہے۔

۵۵۶۰۔ حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، وَعَبْدَةُ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، أَخْبَرَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ،

كُلُّهُمْ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ، غَيْرَ أَنَّ وَكِيعًا، وَشُعْبَةَ، فِي حَدِيثِهِمَا فَتَمَرَّطَ شَعَرُهَا

حضرت ہشام بن عروہ سے اس سند کے ساتھ حضرت ابو معاویہ کی حدیث کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے۔ صرف لفظی فرق ہے، ترجمہ و مفہوم میں کوئی فرق نہیں۔

٥٥٦١۔ وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا حَبَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنِّي زَوَّجْتُ ابْنَتِي فَتَمَرَّقَ شَعَرُ رَأْسِهَا وَزَوْجُهَا يَسْتَحْسِنُهَا، أَفَأَصِلُ يَا رَسُولَ اللهِ فَنَهَاهَا

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور اس نے عرض کیا: میں نے اپنی بیٹی کی شادی کی ہے اور اس کے سر کے بال جھڑ گئے ہیں حالانکہ اس کا خاوند بالوں کو پسند کرتا ہے۔ یا رسول اللہ! کیا میں اس کے بالوں میں جوڑا لگا دوں؟ تو آپ نے اسے (جوڑا لگانے سے) منع فرما دیا۔

٥٥٦٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ، يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ وَأَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَرَّطَ شَعَرُهَا فَأَرَادُوا أَنْ يَصِلُوهُ، فَسَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَلَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انصار کی ایک لڑکی کی شادی ہوئی اور وہ لڑکی بیمار ہو گئی اور اس کے سر کے بال جھڑ گئے تو لوگوں نے ارادہ کیا کہ اس لڑکی کے بالوں میں جوڑا لگا دیا جائے۔ انہوں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے جوڑا لگانے والی اور جوڑا لگوانے والی (عورت) پر لعنت فرمائی۔

٥٥٦٣۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَافِعٍ، أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجَتِ ابْنَةً لَهَا، فَاشْتَكَتْ فَتَسَاقَطَ شَعَرُهَا، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنَّ زَوْجَهَا يُرِيدُهَا أَفَأَصِلُ شَعَرَهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لُعِنَ الْوَاصِلَاتُ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انصار کی ایک عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کی پھر وہ لڑکی بیمار ہوگئی اور اس کے سر کے بال گر گئے تو وہ عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور اس نے عرض کیا کہ میری بیٹی کا خاوند چاہتا ہے کہ میں اس کے بالوں میں جوڑا لگا دوں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوڑا لگانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

٥٥٦٤۔ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَافِعٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ لُعِنَ الْمُوصِلَاتُ

حضرت ابراہیم بن نافع سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے اور اس روایت میں انہوں نے کہا کہ جوڑا لگانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

٥٥٦٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جوڑا لگانے والی اور جوڑا لگوانے والی اور گودنے والی اور گدوانے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔

٥٥٦٦۔ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيعٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کی طرح روایت نقل کی ہے۔

٥٥٦٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ، وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ يَعْقُوبَ وَكَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَأَتَتْهُ فَقَالَتْ: مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ، لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: لَقَدْ

قَرَأْتُ مَا بَيْنَ لَوْحَيِ الْمُصْحَفِ فَمَا وَجَدْتُهُ فَقَالَ:لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: (وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا)(الحشر: ٧) فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: فَإِنِّي أَرَى شَيْئًا مِنْ هٰذَا عَلَى امْرَأَتِكَ الْآنَ، قَالَ: اذْهَبِي فَانْظُرِي، قَالَ: فَدَخَلَتْ عَلَى امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ فَلَمْ تَرَ شَيْئًا، فَجَاءَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا، فَقَالَ: أَمَا لَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَمْ نُجَامِعْهَا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والی اور گدوانے والی اور (خوبصورتی کی خاطر) پلکوں کے بالوں کو اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی اور دانتوں کو (خوبصورتی کی خاطر) کشادہ کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کی (دی گئی) بناوٹ میں تبدیلی کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ یہ بات بنی اسد کی ایک عورت تک پہنچی جس کو ام یعقوب کہا جاتا ہے اور وہ قرآن مجید پڑھا کرتی تھی تو وہ (یہ بات سنکر) حضرت عبداللہ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ وہ کیا بات ہے کہ جو آپ کی طرف سے مجھ تک پہنچی ہے کہ آپ نے گودنے والی اور گدوانے والی اور پلکوں کے بال اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی اور دانتوں میں (خوبصورتی کی خاطر) کشادگی کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کی بناوٹ میں تبدیلی کرتے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے؟ حضرت عبداللہ فرمانے لگے کہ میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں کہ جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) میں موجود ہے، وہ عورت کہنے لگی کہ میں نے قرآن مجید کے دونوں گتوں کے درمیان والا پڑھ ڈالا ہے میں تو (یہ بات) کہیں نہیں پاتی۔ حضرت عبداللہ فرمانے لگے کہ اگر تو قرآن مجید پڑھتی تو اسے ضرور پالیتی۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ما اتاکم الرسول الخ اللہ کا رسول تمہیں جو کچھ دے اسے لیلو اور تمہیں جس سے روک دے اس سے رک جاؤ'' وہ عورت کہنے لگی کہ ان کاموں میں سے کچھ کام تو آپ کی بیوی بھی کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ فرمانے لگے کہ جاؤ جا کر دیکھو۔ وہ عورت ان کی بیوی کے پاس گئی تو کچھ بھی نہیں دیکھا پھر واپس حضرت عبداللہ کی طرف آئی اور کہنے لگی کہ میں نے تو ان باتوں میں سے ان میں کچھ بھی نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہ فرمانے لگے کہ اگر وہ اس طرح کرتی تو ہم اسے طلاق دیدیتے۔

تشریح:

''الواصلة'' یہ ضرب یضرب سے مؤنث اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا ترجمہ ملانا اور جوڑنا ہے یہاں دوسرے انسان کے بالوں کو اپنے بالوں کے ساتھ جوڑنے کے معنی میں ہے مطلب یہ کہ ایک عورت اپنے بالوں کو حسن درازی کے لیے کسی دوسری عورت کے بالوں کا چوٹا اور گچھا لیکر اپنے بالوں کے ساتھ شامل کرتی ہے اس عورت کو واصلہ کہتے ہیں اور یہ کام باعث لعنت ہے کیونکہ

میں تغیر خلق اللہ بھی ہے اور دوسرے انسان کے جسم کے اجزاء سے شرعی ضابطہ کے بغیر فائدہ اٹھانا بھی ہے جو ناجائز ہے نیز اس میں دھوکہ اور جھوٹ بھی ہے۔ علامہ طیبی واصلہ کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں۔

"الواصلة التی تصل شعرها بشعر آخر زوراً" (طیبی ج۸ص۲۵۰)

''والمستوصلة'' یہ باب استفعال سے ہے سین اور تا طلب کے لیے ہے یعنی جو عورت کسی اور عورت سے مطالبہ کرتی ہے کہ میرے سر میں یہ بال جوڑ دو، علامہ طیبی یوں وضاحت فرماتے ہیں۔

والمستوصلة التی تأمر من یفعل بها ذلک

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی فارسی شرح اشعۃ اللمعات میں دونوں کا مطلب اس طرح بیان کرتے ہیں کہ "واصلہ زنے کہ پیوند می کند موبہائے خود راء بموبہائے دیگر تا بسیار شود و زیادہ گردد"۔

ومستوصلہ آنکہ بفرماید دیگرے را کہ پیوند کند بموبہائے وے موبہائے دیگر (اشعۃ اللمعات ج۳ص۶۱۲)

ترجمہ: واصلہ اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے بالوں کو دوسرے بالوں کے ساتھ پیوند لگا کر جوڑتی ہے تاکہ اس کے اپنے بال زیادہ گھنے اور لمبے ہو جائیں اور مستوصلہ اس عورت کو کہتے ہیں جو کسی اور عورت سے مطالبہ کرتی ہے کہ میرے بالوں کے ساتھ کسی اور کے بالوں کو پیوند لگا کر جوڑ دے۔

ان دونوں صورتوں میں عورت ایک ہی ہے اور اپنے بالوں کے بڑھانے کے چکر میں پڑی ہوئی ہے یہ مطلب نہیں کہ واصلہ وہ ہے جو اپنے بالوں کو کسی اور عورت کے سر میں لگا کر جوڑتی ہے وہ صورت بھی اگرچہ ممنوع ہے۔ لیکن اس حدیث کا مطلب وہ نہیں ہے میں نے اتنا زور یہاں اس لیے لگایا کہ مظاہر حق وغیرہ بعض شارحین کو یہاں سہو ہو گیا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر انسان کے بالوں کو عورت اپنے بالوں میں جوڑتی ہے تو یہ مطلقاً حرام ہے۔ لیکن اگر بالوں کے علاوہ اون یا کوئی اور دھاگے ملاتی ہے اس کا حکم کیا ہے؟ تو امام مالکؒ کے نزدیک وہ بھی جائز نہیں ہے فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ سر کے بالوں میں انسان کے بال شامل کرنا حرام ہے لیکن اُون وغیرہ کے دھاگے شامل کرنا جائز ہے۔

اب اگر کوئی عورت کسی جانور کے بال مثلاً خچر گھوڑے کی دم کی بال اپنے بالوں میں شامل کرتی ہے تو اس کا حکم کیا ہے؟ تو امام مالک اور دیگر اکثر علماء مطلقاً بالوں کے جوڑنے کو ناجائز کہتے ہیں کیونکہ حدیث کی ممانعت عام ہے یہی راجح ہے البتہ بعض علماء نے کچھ خاص حالت میں حیوان کے بالوں کو جوڑنا جائز قرار دیا ہے۔

آج کل بازاروں میں کئی کئی ہزار کے بنے ہوئے سر کے بال خول کے ساتھ ملتے ہیں عورتیں خریدتی ہیں اور مستحق لعنت بنتی ہیں۔

''الواشمۃ'' وشم جسم گودنے کو کہتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ سوئی یا دیگر تیز دھار آلہ کو جسم میں چبھو دیا جائے جب زخم لگ جائے اور خون بہہ جائے تو اس زخم میں سرمہ یا نیل وغیرہ ڈال کر بھر دیا جائے جب کھال مل کر زخم ٹھیک ہو جاتا ہے تو نیچے نیلے نشان اور خال نظر آتے ہیں جو ہمیشہ کے لیے رہتے ہیں واشمہ اسی عورت کو کہتے ہیں جو یہ عمل خود اپنے جسم میں کرتی ہے اور مستوشمہ اس عورت کو کہتے ہیں جو اس عمل کو خود نہیں کسی دوسرے شخص سے کرواتی ہے عبارت کا ترجمہ یوں ہے ''گودنے والی اور گدوانے والی عورت''۔ زیر بحث حدیث میں الواشمات اور المستوشمات کے الفاظ ہیں مطلب ایک ہی ہے۔ اس میں تغییر خلق اللہ ہے اس لیے حرام ہے علماء نے لکھا ہے کہ اگر نجس مادہ کھال کے نیچے دب کر رہ گیا تو پھر اس سے وضو اور غسل اور نماز صحیح نہیں ہوگی، کیونکہ وہ جگہ نجس رہتی ہے۔ واللہ اعلم۔ مصر و لیبیا اور افغانستان میں وشم کا یہ عمل بہت زیادہ ہے اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

''النامصات'' یہ نامصۃ کی جمع ہے یہ وہی عورت ہے جو نماص کا عمل کرتی ہے نماص چہرہ سے چھوٹے چھوٹے بال موچنی سے اکھیڑنے کے معنی میں ہے وضاحت اگلے جملے میں ہے ''المتنمصات'' ''متفعلات'' کے وزن پر ہے میم پر شد ہے منماص ای المنقاش موچنی اور اچھاوا کو کہتے ہیں چہرہ سے چھوٹے چھوٹے بال جس آلہ سے نوچے جاتے ہیں اسی کو منماص کہتے ہیں اس طرح عمل کرنے والی عورت کو نامصہ کہتے ہیں جس کا ذکر اس حدیث میں ہے، یہاں متنمصہ کا ذکر ہے یہ وہ عورت ہے جو دوسروں سے یہ کام کرواتی ہے یعنی بال نوچوانے والی عورت۔

''المتفلجات'' یہ فلج سے ہے دو دانتوں کے درمیان فاصلہ اور کھڑکی کو کہتے ہیں جاہلیت میں حسن بڑھانے کے لیے عورتیں سوہان اور ریتی کے ذریعہ سے دانتوں کو گھساتی تھیں تاکہ دانت سلیقہ دار بن جائیں یا بیچ میں فاصلہ بنا کر دانتوں کو کھڑکی دار بناتی تھیں تاکہ خوبصورت لگے اس میں چونکہ تغییر خلق اللہ ہے اس لیے ممنوع اور باعث لعنت ہے ''انہ'' یعنی شان یہ ہے۔ ''کیت وکیت'' یعنی واشمات اور اس کے بعد والی عورتوں پر آپ نے لعنت فرمائی ہے۔ ومن ھو فی کتاب اللہ ای ومن ھو ملعون فی کتاب اللہ یہ دوسری روایات کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ کے کلام سے اس عورت پر اشتباہ آگیا کہ قرآن میں کہاں مذکور ہے اس لیے کہنے لگی کہ میں نے پورے قرآن کو اول سے آخر تک پڑھا ہے یہ حکم وہاں نہیں ہے۔

''اللوحین'' ای الدفتین یعنی دونوں طرف سے اول سے لیکر آخر تک پڑھا ہے لوحین سے پورا قرآن مراد لیا ہے۔

''قرأتیہ وجدتیہ'' دونوں جگہ میں اشباع ہے یعنی اگر تم واقعی سمجھ کر پڑھ لیتی تو یہ حکم ضرور پا لیتی۔ ''فانہ'' یعنی آنحضرت نے منع

فرمایا ہے گویا قرآن نے منع فرمایا ہے۔

"لم نجامعها" یہ جماع سے نہیں ہے بلکہ اجتماع سے ہے یعنی اگر میری بیوی یہ عمل کرتی تو ہم ان کے ساتھ اکٹھا نہیں رہ سکتے تھے "قصة" بالوں کے گچھے کو کہتے ہیں اگلی روایت میں کبة کا لفظ ہے ایک ہی مطلب ہے "حرسی" سرکاری لوگوں کے محافظ گارڈ کو کہتے ہیں "زی سوء" بری ہیئت اور برے لباس کو کہتے ہیں "خرقه" یہ بھی کبة کے معنی میں ہے کپڑوں کا گچھا لاٹھی کے سرے باندھ رکھا تھا اس سے بعض علماء نے دھاگوں کو سر میں جوڑنے کی ممانعت پر استدلال کیا ہے لیکن جمہور علماء اس کو جائز کہتے ہیں یہ اس باب کی احادیث کے الفاظ کی تشریح ہے جو آئندہ آرہے ہیں۔

٥٥٦٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَهُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ وَهُوَ ابْنُ مُهَلْهِلٍ، كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ، فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ جَرِيرٍ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَفِي حَدِيثِ مُفَضَّلٍ الْوَاشِمَاتِ وَالْمَوْشُومَاتِ،

حضرت منصور سے اس سند کے ساتھ حضرت جریر کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے۔صرف لفظی تبدیلی ہے، ترجمہ و مفہوم میں کوئی فرق نہیں۔

٥٥٦٩ـ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ الْحَدِيثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُجَرَّدًا عَنْ سَائِرِ الْقِصَّةِ، مِنْ ذِكْرِ أُمِّ يَعْقُوبَ

حضرت منصور سے اس سند کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس میں ام یعقوب کے پورے واقعہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔

٥٥٧٠ـ وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا احادیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

٥٥٧١ـ وحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ

جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: زَجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَصِلَ الْمَرْأَةُ بِرَأْسِهَا شَيْئًا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ عورت اپنے سر کے بالوں کو جوڑا لگائے۔

٥٥٧٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعَرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ، يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ، وَيَقُولُ: إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هَذِهِ نِسَاؤُهُمْ

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ سے سنا، جس سال انہوں نے حج کیا، اس حال میں کہ وہ منبر پر تشریف فرما تھے۔ انہوں نے بالوں کا ایک چٹلا اپنے ہاتھ میں لیا جو کہ ان کے خادم کے پاس تھا اور فرمانے لگے: اے مدینہ والو! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ اس طرح کی چیزوں سے منع فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل اس وقت تباہ و برباد ہو گئے جس وقت کہ ان کی عورتوں نے اس طرح کی عیش و عشرت شروع کر دی۔

٥٥٧٣ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، ح وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، كُلُّهُمْ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ إِنَّمَا عُذِّبَ بَنُو إِسْرَائِيلَ

حضرت زہری سے حضرت مالک کی روایت کردہ روایت کی طرح روایت نقل کی گئی ہے لیکن حضرت معمر کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل کو اسی وجہ سے عذاب میں مبتلا کیا گیا۔

٥٥٧٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ فَخَطَبَنَا وَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُهُ إِلَّا الْيَهُودَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ فَسَمَّاهُ الزُّورَ

حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہوں نے ہمیں ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور بالوں کا ایک لپٹا ہوا گچھا نکال کر فرمایا کہ مجھے یہ خیال بھی نہیں تھا کہ یہودیوں کے علاوہ بھی کوئی اس طرح کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے اسے جھوٹ (دھوکہ بازی) قرار دیا۔

٥٥٧٥۔ وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: أَخْبَرَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ، قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ: إِنَّكُمْ قَدْ أَحْدَثْتُمْ زِيَّ سَوْءٍ: وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الزُّورِ قَالَ: وَجَاءَ رَجُلٌ بِعَصًا عَلَى رَأْسِهَا خِرْقَةٌ قَالَ مُعَاوِيَةُ: أَلَا وَهَذَا الزُّورُ قَالَ قَتَادَةُ: يَعْنِي مَا يُكَثِّرُ بِهِ النِّسَاءُ أَشْعَارَهُنَّ مِنَ الْخِرَقِ

حضرت سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ حضرت امیر معاویہ نے ایک دن فرمایا کہ تم نے بہت بری کوشش اختیار کر لی ہے اور اللہ کے نبی ﷺ نے جھوٹ (یعنی بالوں میں جوڑا لگانے سے) منع فرمایا ہے۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ ایک آدمی ایک ایسی لکڑی لیے ہوئے آیا کہ جس کے سرے پر ایک چیتھڑا لگا ہوا تھا۔ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ یہی تو جھوٹ ہے۔ حضرت قتادہ (اس کے معنی بیان کرتے ہوئے) کہتے ہیں کہ عورتیں کپڑے باندھ کر اپنے بالوں کو لمبا کر لیتی ہیں۔

بَابُ النِّسَاءِ الْكَاسِيَاتِ الْعَارِيَاتِ والشرطة

نیم برہنہ عورتوں اور پولیس کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٥٥٧٦۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ والوں کی دو قسمیں ایسی ہیں کہ جنہیں میں نے نہیں دیکھا۔ ایک قسم تو ان لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح

کوڑے ہیں جس سے وہ لوگوں کو مارتے ہیں اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہیں۔ وہ سیدھے راستے سے بہکانے والی اور خود بھی بھٹکی ہوئی ہیں۔ ان عورتوں کے سر بختی اونٹوں کی طرح ایک طرف کو جھکے ہوئے ہیں۔ وہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پا سکیں گی جب کہ جنت کی خوشبو اتنی مسافت سے (یعنی دور سے) محسوس کی جا سکتی ہے۔

تشریح:

''صنفان'' یعنی دو قسم کے لوگ ہیں جو مستحق دوزخ ہوں گے میں نے ابھی تک انکو نہیں دیکھا ہے ''سیاط'' یہ سوط کی جمع ہے چابک دستی اور کوڑے کو کہتے ہیں یعنی ایک قسم کے لوگ ایسے ہوں گے جن کے ہاتھوں میں بیل کی دموں کی طرح لاٹھیاں ہوں گی اور ناحق لوگوں کو ماریں گے ''کاذناب البقر'' یعنی ضخامت اور ساخت کے اعتبار سے بیلوں کی دموں کے برابر کوڑے ہوں گے شارحین لکھتے ہیں کہ اس کلام میں آنحضرت کا معجزہ ہے کہ جس طرح آپ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی وہ حرف بحرف اسی طرح ظاہر ہوگئی کیونکہ آج دنیا کی عام پولیس میں یہ نقشہ ظاہر ہو چکا ہے البتہ چمڑے کا کوڑا کم ہو گیا ہے لیکن اس کی جگہ بانس کی لاٹھیوں نے لے لی ہے بہر حال یہ طبقہ پولیس کا طبقہ ہے جو اکثر و بیشتر ناحق طور پر لوگوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ کر رکھ دیتے ہیں۔
''کاسیات'' یعنی نام کے تو کپڑے ہوں گے مگر ستر و پردہ کے اعتبار سے وہ ننگی ہوں گی کیونکہ وہ کپڑے نہایت باریک ہوں گے یا نہایت کوتاہ ہوں گے جس میں عورت نیم عریاں ہوں گی یا لباس نہایت چست ہوگا جس میں اعضا کی نمائش ہوگی یہ پیش گوئی بھی پوری ہو چکی ہے اور دنیا اس قسم کے آوارہ عورتوں سے بھری پڑی ہے ''مائلات'' یعنی خود تو بدکاری کے لیے تیار ہو کر نکل چکی ہوں گی ''ممیلات'' یعنی اپنی نمائش سے دوسروں کو مائل کرتی پھرتی ہوں گی ''کاسنمۃ'' یہ سنام کی جمع ہے کوہان کو کہتے ہیں ''البخت'' عربی اور عجمی اونٹوں کے مشترکہ نسل کے اونٹوں کو بختی کہتے ہیں یعنی یہ عورتیں اونٹ کے کوہاں کی طرح سر کے بالوں سے کلغی بنا چکی ہوں گی۔ ''المائلۃ'' یعنی سر کے یہ فیشن ایبل کلغی نما بال ایک طرف کو جھکے ہوئے ہوں گے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّشَبُّعِ بِمَا لَمْ يُعْطَ

سوکن کو جلانے کے لیے عطیہ کا جھوٹا اظہار ممنوع ہے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵۵۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَعَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَقُولُ إِنَّ زَوْجِي أَعْطَانِي مَا لَمْ يُعْطِنِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ، كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں ظاہر کروں کہ میرے خاوند نے مجھے فلاں چیز دی ہے حالانکہ اس نے مجھے نہیں دی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسی چیز کو ظاہر کرنے والا کہ جو چیز اس کو نہ دی گئی ہو وہ دو جھوٹ کے کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔

تشریح:

"المتشبع" باب تفعل سے ہے شبع سیر ہونے کے معنی میں ہے متشبع وہ مرد و عورت ہے جو تکلف کے ساتھ اپنے آپ کو سیر بنا کر دکھائے یہاں عورتوں کا معاملہ ہے کہ ایک سوکن دوسری سوکن کے سامنے اپنے آپ کو سیر بنا کر دکھائے کہ دیکھو میرے ساتھ میرا شوہر اس طرح احسان کرتا ہے مجھے کپڑے دیتا ہے عطیہ کرتا ہے یہ دیکھو یہ دیا ہے وہ دیکھو وہ دیا ہے حالانکہ سب جھوٹ ہوتا ہے اسی کو کہا گیا ہے کہ گویا اس نے دونوں کپڑے جھوٹ کے پہن لیا ہے اب لابس ثوبی زور کے مطلب اور تفسیر و توضیح میں شارحین نے مختلف اقوال لکھے ہیں۔

شیخ ابوعبیدؒ اور ان کے موافقین نے لکھا ہے کہ ایک شخص مشائخ کا لباس اختیار کرتا ہے زاہدوں کا لباس پہنتا ہے اور اپنے آپ کو زاہد و پرہیزگار اور صاحب عبادت ظاہر کرتا ہے اندر سے کچھ بھی نہیں ہے یہ دو جھوٹے کپڑے پہننے والا ہے جو اعلیٰ درجہ کا ریاکار ہے۔ دوسرا قول بعض شارحین کا ہے کہ اس سے وہ آدمی مراد ہے جو عالم نہیں ہے مگر علماء کا لباس اور وضع قطع اختیار کرتا ہے اور علم کا دعویٰ کر کے چرچا کرتا ہے مگر حقیقت میں وہ عالم نہیں ہے خالص جاہل ہے تو گویا اس نے سر سے لیکر قدموں تک جھوٹ کا لباس پہن لیا ہے۔

بعض نے کہا کہ جس شخص نے دوسرے کا عمدہ لباس پہن لیا اور لوگوں میں مشہور کر دیا کہ یہ میرے کپڑے ہیں یہ دعویٰ مراد ہے بہر حال یہ عورت اپنی سوکن کے سامنے اسی طرح مظاہرہ کرتی ہے اس لیے یہ سر سے قدموں تک جھوٹ میں غرق ہے۔

۵۵۷۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ، جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنَّ لِي ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَتَشَبَّعَ مِنْ مَالِ زَوْجِي بِمَا لَمْ يُعْطِنِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ، كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور اس نے عرض کیا: میری ایک سوکن ہے کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے کہ اگر میں اس پر یہ ظاہر کروں کہ میرے خاوند نے مجھے فلاں مال دیا ہے حالانکہ میرے خاوند نے مجھے کوئی مال نہیں دیا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسی چیز کو ظاہر کرنے والا کہ جو چیز اسے نہ دی گئی ہو وہ جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے شخص کی طرح ہے۔

٥٥٧٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا، عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت ہشام سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے۔

کِتَابُ الْآدَابِ

آداب کا بیان

آداب جمع ہے اس کا مفرد ادب ہے۔ ادب ہر اس قول اور فعل کا نام ہے جس کو اچھا اور قابل تحسین کہا جائے۔ بعض نے ادب کی تعریف اس طرح کی ہے ''الادب هو اعطاء كل شيء حقه ووضع كل شيء موضعه ''یعنی موقع ومحل کے پیش نظر ہر چیز کو اس کا جائز مقام دینا ادب کہلاتا ہے بعض نے کہا کہ بڑوں کا احترام کرنا اور چھوٹوں پر شفقت کرنے کا نام ادب ہے۔ ادب کا مفہوم چونکہ بہت وسیع ہے اس لیے یہ انسانی زندگی اور انسانی تہذیب کے تمام پہلوؤں کو شامل ہے یہی وجہ ہے کہ آداب کے ضمن میں زندگی سے تعلق رکھنے والی مختلف احادیث آئیں گی۔ ادب کے ضمن میں کتاب السلام تک گیارہ ابواب درج ہیں۔

احادیث کی کتابوں میں کتاب الادب ضرور ہوتی ہے صحیح مسلم میں بھی اس کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكَنِّي بِأَبِي الْقَاسِمِ

ابوالقاسم کنیت رکھنا ممنوع ہے

اس باب میں امام مسلم نے تیرہ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۵۸۰۔ حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ: ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِيَانِ الْفَزَارِيَّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: نَادَى رَجُلٌ رَجُلًا بِالْبَقِيعِ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ إِنَّمَا دَعَوْتُ فُلَانًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو بقیع میں ابوالقاسم کہہ کر آواز دی۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو مراد نہیں لیا بلکہ میں نے فلاں کو پکارا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میرا نام تو رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

ابوالقاسم کنیت رکھنے میں فقہاء کے اقوال

تشریح:

''ولا تکنوا بکنیتی ''ایک اسم مخصوص ہوتا ہے جو والدین اپنی اولاد کے لیے پیدائش کے وقت رکھتے ہیں ایک لقب ہوتا ہے جو

معاشرہ میں لوگ کسی کو دیدیتے ہیں جیسے ولی الدین یا مصلح الدین وغیرہ۔ایک کنیت ہوتی ہے یہ وہ ہے کہ کوئی شخص مثلاً اپنے بیٹے یا بیٹی یاباپ وغیرہ کے نام سے اپنے آپ کو متعارف اور مشہور کراتا ہے جیسے ابوبکر،ابوذر،ابوحفص،ابن عباس،ابن مسعود۔اسلام نے کنیت رکھنے کی اجازت دیدی ہے لیکن صحیح احادیث میں یہ بات ملتی ہے کہ آنحضرت کی کنیت جو ابوالقاسم تھی اس پر کسی کو کنیت رکھنے کی اجازت نہیں تھی آنحضرت کے ایک صاحبزادے کا نام قاسم تھا آنحضرت کی کنیت انہیں کی وجہ سے ابوالقاسم تھی۔اب محل بحث یہ امر ہے کہ آیا آنحضرت کی حیات مبارکہ تک اس کنیت کے رکھنے کی ممانعت محدود تھی یا یہ ممانعت ہمیشہ کے لیے ہے اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔

شوافع کا قول

شوافع اور اہل ظواہر کے ہاں کسی شخص کو ابوالقاسم کنیت رکھنا جائز نہیں۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے لیے یہ تو جائز نہیں کہ وہ اپنا نام محمد رکھے اور کنیت ابوالقاسم رکھے،لیکن اگر الگ الگ رکھنا چاہتا ہے تو محمد نام رکھنا بھی جائز ہے اور نام کچھ اور ہو تو ابوالقاسم کنیت رکھنا بھی جائز ہے۔

امام مالک کا قول

امام مالک فرماتے ہیں کہ نام اور کنیت سب جائز ہے حضور اکرم کی حیات طیبہ میں آپ کی کنیت رکھنے کی ممانعت تھی اب سب کچھ جائز ہے۔

احناف کا قول

ائمہ احناف نے اس کو راجح قرار دیا ہے کہ حضور اکرم کی حیات مبارکہ میں آپ کی کنیت پر کنیت رکھنا سخت منع تھا اب اگر چہ اس طرح سخت ممانعت نہیں ہے مگر ایک قسم کی ممانعت اب بھی ہے۔چنانچہ ملاعلی قاری واضح فیصلہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ راجح اور صحیح یہی ہے کہ کنیت رکھنے کی یہ ممانعت حضور اکرم کی حیات تک محدود تھی کیونکہ آپ کی حیات میں اس لفظ کے استعمال سے اشتباہ آتا تھا جیسا کہ ایک حدیث میں تفصیل ہے کہ ایک شخص نے پکارا یا اباالقاسم،آنحضرت نے ان کی آواز سن لی تو چہرہ انور موڑ کر دیکھا اس شخص نے کہا کہ آپ کو نہیں میں کسی اور شخص کو بلا رہا ہوں جس کی کنیت ابوالقاسم ہے۔اس پر آنحضرت نے ابوالقاسم کنیت رکھنے کو منع فرمادیا کیونکہ اس سے آنحضرت رنجیدہ ہوجاتے تھے نیز یہود کی کتابوں میں نبی آخرالزمان کے بارے میں ابوالقاسم کی

کنیت شاید کافی مشہور تھی اسی لیے یہود آپ کو ابوالقاسم ہی کی کنیت سے پکارتے تھے اس اشتباہ کی وجہ سے بھی یہ کنیت ممنوع تھی لیکن جب آنحضرت کا انتقال ہو گیا تو کنیت کی یہ ممانعت بھی ختم ہو گئی گویا یہاں انتہاء حکم بوجہ انتہاء علت ہو گیا۔

۵۵۸۱۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ زِيَادٍ وَهُوَ الْمُلَقَّبُ بِسَبَلَانَ، أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، وَأَخِيهِ عَبْدِ اللهِ، سَمِعَهُ مِنْهُمَا سَنَةَ أَرْبَعٍ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَةٍ، يُحَدِّثَانِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللهِ عَبْدُ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے ناموں میں سے اللہ کے یہاں پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

۵۵۸۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا، وقَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا، فَقَالَ لَهُ قَوْمُهُ: لَا نَدَعُكَ تُسَمِّي بِاسْمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقَ بِابْنِهِ حَامِلَهُ عَلَى ظَهْرِهِ فَأَتَى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ مُحَمَّدًا فَقَالَ لِي قَوْمِي: لَا نَدَعُكَ تُسَمِّي بِاسْمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي، فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ

حضرت جابر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اس نے اس (بچہ) کا نام محمد رکھا تو اس شخص کو اس کی قوم نے کہا: ہم تجھ کو رسول اللہ ﷺ کے نام پر نام نہیں رکھنے دیں گے۔ وہ آدمی اپنے بیٹے کو اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لایا اور اس بچہ کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا اور عرض کی: یارسول اللہ! میرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام محمد رکھا لیکن میری قوم نے مجھے کہا: ہم تجھے رسول اللہ ﷺ کے نام پر نام نہیں رکھنے دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔ میں تقسیم کرنے والا ہوں اور تم میں تقسیم کرتا ہوں۔

۵۵۸۳۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ، فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا فَقُلْنَا: لَا نَكْنِيكَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى تَسْتَأْمِرَهُ، قَالَ فَأَتَاهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِرَسُولِ اللهِ وَإِنَّ قَوْمِي أَبَوْا أَنْ يَكْنُونِي بِهِ

حَتَّى تَسْتَأْذِنَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي، فَإِنَّمَا بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام محمد رکھا۔ ہم نے کہا: جب تک تو آپ ﷺ سے اجازت نہ لے لیگا ہم تجھے رسول اللہ ﷺ کی کنیت نہیں رکھنے دیں گے۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: میرے ہاں بچہ پیدا ہوا، میں نے اس کا نام رسول اللہ ﷺ کے نام پر رکھا لیکن قوم نے اس سے انکار کیا کہ میں یہ کنیت رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر اختیار کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔ مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے میں تم میں تقسیم کرتا ہوں۔

٥٥٨٤۔ حَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي الطَّحَّانَ، عَنْ حُصَيْنٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فَإِنَّمَا بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے لیکن اس روایت میں (یہ جملہ کہ) میں قاسم بنا کر بھیجا گیا ہوں، میں تم کو تقسیم کرتا ہوں مذکور نہیں ہے۔

٥٥٨٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَسَمَّوْا بِاسْمِي، وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي، فَإِنِّي أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ وَلَا تَكْتَنُوا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو کیونکہ میں ابوالقاسم ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور حضرت ابوبکر کی روایت کردہ حدیث میں ولاتکنوا ہے۔

٥٥٨٦۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: إِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ

اس سند سے یہ مذکورہ بالا حدیث مروی ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ مجھے قاسم بنایا گیا ہے۔ میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

٥٥٨٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ،

سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وُلِدَ لَهُ غُلَامٌ، فَأَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: أَحْسَنَتِ الْأَنْصَارُ سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ اس (بچے) کا نام محمد رکھنے کا ارادہ کیا تو اس نے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: انصار نے اچھا کیا۔ میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

۵۵۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، كِلَاهُمَا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، كِلَاهُمَا، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، ح وحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، كُلُّهُمْ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، وَمَنْصُورٍ، وَسُلَيْمَانَ، وَحُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالُوا: سَمِعْنَا سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِ مَنْ ذَكَرْنَا حَدِيثَهُمْ مِنْ قَبْلُ، وَفِي حَدِيثِ النَّضْرِ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: وَزَادَ فِيهِ حُصَيْنٌ، وَسُلَيْمَانُ، قَالَ حُصَيْنٌ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّمَا بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وقَالَ سُلَيْمَانُ: فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ

ان مذکورہ پانچوں اسناد سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث (کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت (ابوالقاسم) نہ رکھو) مروی ہے لیکن حصین کی روایت میں ہے میں قاسم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میں تمہارے درمیان تقسیم کرنے والا ہوں۔

۵۵۸۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ عَمْرٌو: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقُلْنَا: لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ، وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: أَسْمِ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ اس نے اس کا نام

قاسم رکھا تو ہم نے اس سے کہا: ہم تجھے ابوالقاسم کی کنیت نہیں رکھنے دیں گے اور نہ اس کنیت کے ساتھ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہونے دیں گے۔ اس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس (واقعہ) کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لو۔

۵۵۹۰۔ وحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ، كِلَاهُمَا، عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ: وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا

ان دونوں اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے لیکن اس جملہ روایت میں یہ کہ ہم تیری آنکھیں اس کنیت (ابوالقاسم) کے ساتھ ٹھنڈی نہیں ہونے دیں گے، مذکور نہیں۔

۵۵۹۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَسَمَّوْا بِاسْمِي، وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي قَالَ: عَمْرٌو، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوالقاسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

۵۵۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: لَمَّا قَدِمْتُ نَجْرَانَ سَأَلُونِي، فَقَالُوا: إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ يَا أُخْتَ هَارُونَ، وَمُوسَى قَبْلَ عِيسَى بِكَذَا وَكَذَا، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَمُّونَ بِأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِينَ قَبْلَهُمْ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میں نجران آیا تو لوگوں نے مجھ سے پوچھا تم نے (سورۃ مریم میں) یا اخت ھارون پڑھا ہے حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اتنی مدت پہلے گزرے ہیں جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ (بنی اسرائیل) انبیاء اور گزرے ہوئے نیک آدمیوں کے ناموں پر اپنے نام رکھتے تھے۔

تشریح:

"یا اخت ھارون" حضرت مغیرہ بن شعبہ پر نجران کے عیسائیوں نے یہ اعتراض کیا کہ قرآن میں ایک آیت ہے جس میں حضرت مریم کو "یا اخت ھارون" کہہ کر پکارا گیا ہے حالانکہ حضرت ہارون تو حضرت موسیٰ کے بھائی تھے جو بہت پہلے گزر کر انتقال کر چکے تھے وہ حضرت مریم کا بھائی کیسے ہوسکتا ہے اس صحابی نے اس سوال کا جواب آنحضرت سے معلوم کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی عادت تھی کہ انبیائے کرام کے نام ایک دوسرے کے لیے رکھا کرتے تھے تو حضرت مریم کے کسی بھائی کا نام ہارون تھا یہ حضرت موسیٰ کے بھائی ہارون نہیں تھے لوگ انبیائے کرام کے ناموں پر اپنا نام رکھا کرتے تھے آنحضرت نے ان ناموں پر نکیر نہیں فرمائی لہٰذا انبیاء کے ناموں پر نام رکھنا جائز ہے مثلاً آنحضرت کے صاحبزادے کا نام ابراہیم تھا تو حضرت فاطمہ کو یا اخت ھا ابراھیم کہنا بھی جائز ہے اس حدیث سے پہلے ایک حدیث میں ہے کہ انصار نے ایک صحابی کے اپنے بیٹے کا نام قاسم رکھنے پر اعتراض کیا تھا وہاں جو لفظ ہے وہ "ولا ننعمک عینا" ہے یعنی آپ کو ہم ابوالقاسم کے نام سے پکار کر تیری آنکھوں کو ٹھنڈا نہیں کریں گے کہ تم خوش ہو جاؤ گے کہ لوگ تم کو آنحضرت کی کنیت سے پکاریں گے۔

بَابُ كَرَاهَةِ التَّسْمِيَةِ بِالْأَسْمَاءِ الْقَبِيحَةِ

بُرے نام رکھنے کی کراہت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۵۹۳ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ الرُّكَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَمُرَةَ ـ وَقَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُسَمِّيَ رَقِيقَنَا بِأَرْبَعَةِ أَسْمَاءٍ: أَفْلَحَ، وَرَبَاحٍ، وَيَسَارٍ، وَنَافِعٍ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے غلاموں کے (مذکورہ) چار نام افلح، رباح، یسار اور نافع رکھنے سے منع فرمایا۔

تشریح:

"ویسار" یہ یسر سے ہے جو آسانی کے معنی میں ہے رباح نفع کے معنی میں ہے نجیح کامیابی کے معنی میں ہے اور افلح بھی کامیابی

اور نجات کے معنی میں ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسے نام نہ رکھو جن کے ظاہری معنی اچھی صفات اور کامیابیوں کی طرف اشارہ کررہے ہوں مثلاً سعد ہے نجیح اور یسار ہے کیونکہ جب گھر میں کوئی آواز دے گا کہ اندر یسار ہے افلح ہے تو جواب آئے گا کہ یسار نہیں افلح نہیں ہے اس سے بظاہر ایک خیر کی نفی ہوتی ہے۔ جس کو بد دعا کہہ سکتے ہیں اس لیے آنحضرت نے ایسے ناموں کو رکھنا منع کر دیا اس میں اگر چہ ان ناموں کی ذات کی نفی مراد ہوتی ہے لیکن ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ناموں میں جو صفات ہیں اس کی بھی نفی ہو رہی ہے اگر چہ یہ غیر ارادی طور پر ہو اس لیے ممانعت کر دی گئی لیکن یہ ممانعت مکروہ تنزیہی کے درجہ میں ہے جو خلاف اولی اور افضل غیر افضل کی بات ہے آنے والی حضرت جابر کی روایت سے خود واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت نے ابتداء میں یہ حکم صادر فرمایا تھا مگر امت کے حرج میں پڑنے کے پیش نظر آنحضرت نے بعد میں اس پر خاموشی اختیار کی اور منع نہیں کیا چنانچہ اس باب کی آخری حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ وہ سابق حکم بعد میں موقوف ہو گیا چونکہ اس میں امت کے لیے بڑا حرج تھا اس لیے بعد میں آنحضرت نے اس پر خاموشی اختیار کی ورنہ پھر تو عبداللہ نام رکھنا بھی مشکل ہو جاتا کہ گھر میں اللہ کا بندہ نہیں ہے ان دو قسم کی روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے بلکہ ابتداء اور انتہاء کا فرق ہے ابتداء میں منع کیا گیا آخر میں اجازت دیدی گئی۔ اس باب کی ایک حدیث میں یہ لفظ ہے "فلا تزیدن علی" اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ چار نام ہے تم اس پر قیاس کر کے اضافہ نہ کرو۔

٥٥٩٤ ـ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُسَمِّ غُلَامَكَ رَبَاحًا، وَلَا يَسَارًا، وَلَا أَفْلَحَ، وَلَا نَافِعًا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے لڑکے کا نام رباح، یسار، افلح اور نافع نہ رکھو۔

٥٥٩٥ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ عُمَيْلَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ أَرْبَعٌ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ. لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ وَلَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا، وَلَا رَبَاحًا، وَلَا نَجِيحًا، وَلَا أَفْلَحَ، فَإِنَّكَ تَقُولُ: أَثَمَّ هُوَ؟ فَلَا يَكُونُ فَيَقُولُ: لَا إِنَّمَا هُنَّ أَرْبَعٌ فَلَا تَزِيدُنَّ عَلَيَّ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کلمات چار ہیں: سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر اور تجھے ان میں سے کسی بھی کلمہ کو شروع کرنا نقصان نہیں دیگا اور تم اپنے بچے کا نام یسار، رباح، نجیح اور افلح نہ رکھنا کیونکہ تم کہو گے فلاں یعنی افلح اور وہ نہ ہوگا تو کہنے والا کہے گا افلح (کامیاب) نہیں ہے اور یاد رکھو یہ الفاظ (یسار، رباح، نجیح افلح) چار ہی ہیں۔ انہیں زیادہ کر کے میری طرف منسوب نہ کرنا۔

٥٥٩٦۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنِي جَرِيرٌ ح وحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، كُلُّهُمْ، عَنْ مَنْصُورٍ، بِإِسْنَادِ زُهَيْرٍ، فَأَمَّا حَدِيثُ جَرِيرٍ وَرَوْحٍ فَكَمِثْلِ حَدِيثِ زُهَيْرٍ بِقِصَّتِهِ وَأَمَّا حَدِيثُ شُعْبَةَ فَلَيْسَ فِيهِ إِلَّا ذِكْرُ تَسْمِيَةِ الْغُلَامِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْكَلَامَ الْأَرْبَعَ

ان تین اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔ حضرت شعبہ کی روایت کردہ حدیث میں بچے کا نام رکھنے کا ذکر ہے لیکن چار کلمات کا ذکر نہیں ہے۔

٥٥٩٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْهَى عَنْ أَنْ يُسَمَّى بِيَعْلَى، وَبِبَرَكَةَ، وَبِأَفْلَحَ، وَبِيَسَارٍ، وَبِنَافِعٍ وَبِنَحْوِ ذَلِكَ، ثُمَّ رَأَيْتُهُ سَكَتَ بَعْدُ عَنْهَا، فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا، ثُمَّ قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ أَرَادَ عُمَرُ أَنْ يَنْهَى عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ تَرَكَهُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یعلیٰ، برکت، افلح، یسار اور نافع وغیرہ نام رکھنے سے منع فرمانے کا ارادہ فرمایا پھر میں نے دیکھا کہ اس کے بعد آپ ﷺ اس سے خاموش ہو گئے اور اس بارے میں کچھ ارشاد نہ فرمایا: پھر رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے اور اس سے منع نہ فرمایا۔ پھر حضرت عمر نے اس سے منع کرنے کا ارادہ کیا لیکن یونہی رہنے دیا۔ (منع نہیں فرمائی)۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَغْيِيرِ الِاسْمِ الْقَبِيحِ إِلَى حَسَنٍ،

برے نام کو اچھے نام سے تبدیل کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

٥٥٩٨۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ: أَنْتِ جَمِيلَةُ قَالَ أَحْمَدُ: مَكَانَ أَخْبَرَنِي عَنْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاصیہ کا نام تبدیل کر دیا اور فرمایا تو جمیلہ ہے اور راوی حدیث احمد نے اخبرنی کی جگہ عن کا لفظ ذکر فرمایا ہے۔

٥٥٩٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ ابْنَةً لِعُمَرَ كَانَتْ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَمِيلَةَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی کو عاصیہ کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔

٥٦٠٠۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اسْمُهَا بَرَّةُ فَحَوَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ: خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عُمَرَ، عَنْ كُرَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جویریہ کا نام برہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام بدل کر جویریہ رکھا اور آپ ﷺ ناپسند کرتے تھے کہ یہ کہا جائے۔ وہ برہ یعنی نیکی کے پاس سے نکل گیا۔ حضرت کریب سے روایت کردہ حدیث میں سمعت ابن عباس کے الفاظ منقول ہیں۔

٥٦٠١۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، سَمِعْتُ أَبَا رَافِعٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ح وَحَدَّثَنَا

عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ زَيْنَبَ، كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ فَقِيلَ :تُزَكِّي نَفْسَهَا، فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ وَلَفْظُ الْحَدِيثِ لِهَؤُلَاءِ دُونَ ابْنِ بَشَّارٍ وقَالَ:ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت زینب کا نام برہ (پاکیزہ) تھا تو اسے کہا گیا کہ وہ از خود پاکیزہ بنتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام زینب رکھ دیا۔

۵۶۰۲۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، حَدَّثَتْنِي زَيْنَبُ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ اسْمِي بَرَّةَ، فَسَمَّانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ، قَالَتْ: وَدَخَلَتْ عَلَيْهِ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ، وَاسْمُهَا بَرَّةُ فَسَمَّاهَا زَيْنَبَ

حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میرا نام برہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام زینب رکھ دیا۔ آپ ﷺ کے پاس (نکاح میں) زینب بنت جحش آئیں، ان کا نام بھی برہ تھا تو آپ ﷺ نے اس کا نام زینب رکھ دیا۔

۵۶۰۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمَّيْتُ ابْنَتِي بَرَّةَ، فَقَالَتْ لِي زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ هَذَا الِاسْمِ، وَسُمِّيتُ بَرَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ، اللّٰهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ فَقَالُوا: بِمَ نُسَمِّيهَا؟ قَالَ: سَمُّوهَا زَيْنَبَ

حضرت محمد بن عمرو بن عطاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام برہ رکھا تو مجھے زینب بنت ابی سلمہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے یہ نام رکھنے سے منع فرمایا ہے اور میرا نام برہ رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے آپ کو پاکیزہ نہ کہو۔ اللہ ہی تم میں نیکی والوں کو جانتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ ہم پھر اس کا کیا نام رکھیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کا نام زینب رکھو۔

تشریح:

''برۃ'' نیکوکار کے معنی میں ہے اس طرح نام رکھنے میں خود بینی اور خود رائی کا احتمال ہے اور اس میں اپنے نفس کے لیے تزکیہ کا دعویٰ

بھی ہے جو مناسب نہیں ہے اس لیے اس نام کو آنحضرت نے تبدیل فرمادیا لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح یسار اور نجیح کی ممانعت تھی پھر اجازت مل گئی اسی طرح برہ کا معاملہ سمجھ لینا چاہیے۔

بَابُ تَحْرِيمِ التَّسَمِّي بِمَلِكِ الْأَمْلَاكِ،

شہنشاہ نام رکھنا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٥٦٠٤ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِأَحْمَدَ قَالَ الْأَشْعَثِيُّ: أَخْبَرَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ زَادَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي رِوَايَتِهِ لَا مَالِكَ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ الْأَشْعَثِيُّ: قَالَ سُفْيَانُ: مِثْلُ شَاهَانْ شَاهْ، وقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، سَأَلْتُ أَبَا عَمْرٍو عَنْ أَخْنَعَ؟ فَقَالَ: أَوْضَعَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے برا نام یہ ہے کہ کسی آدمی کا نام شہنشاہ رکھا جائے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی روایت کردہ حدیث میں اللہ کے سوا کوئی شہنشاہ نہیں کا اضافہ کیا ہے۔ حضرت سفیان نے کہا ملک الاملاک کا مطلب بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اور احمد بن حنبل نے کہا میں نے ابو عمرو سے اخنع کا معنی پوچھا تو انہوں نے کہا: سب سے زیادہ ذلیل۔

تشریح:

"اخنع" یہ افجر واقبح وافحش کے معنی میں ہے "اغیظ" مبغوض کے معنی میں ہے اخبث خبیث کے معنی میں ہے۔

"مـلک الامـلاک" یعنی بادشاہوں کا بادشاہ اسی طرح ملک الملوک اور فارسی میں شہنشاہ اور شاہان شاہ اور شاہِ شاہان یہ سارے نام غلط ہیں اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرکت لازم آتی ہے اس لیے یہ نام اللہ تعالیٰ کو غضب میں ڈالنے والے ہیں اغیظ کا معنی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو غیظ وغضب میں ڈالنے والا نام "اوضع" یہ وضیع ذلیل وحقیر کے معنی میں ہے ابو عمرو نے یہی تفسیر کی ہے۔

زمانہ جاہلیت میں عرب کا دستور تھا کہ وہ ڈراؤنے نام رکھتے تھے نیز نافرمانی اور آزادی کی طرف اشارہ کرنے والے نام رکھتے

تھے اسی لیے ان کے ناموں میں جبل، حجر، حرب، صخرۃ، حمار، اسد، فہد اور اس قسم کے بارعب نام ملتے ہیں آنحضرت نے ایسے ناموں کی اصلاح فرمائی ہے اور اس کو تبدیل کیا ہے اور اس طرح ہر عالم کو کرنا چاہیے کہ علاقے کے برے ناموں کو تبدیل کرائے قوموں میں آج کل سب سے عمدہ نام بنگلہ دیش کے لوگ رکھتے ہیں اور سب سے بیکار نام سندھی اور پٹھانوں اور پھر پنجابیوں کے ہیں پٹھانوں میں جب آخر میں خان کا لفظ آجائے تو یہ کافی ہے خواہ اصل نام کچھ بھی ہو درخت کے پتے کے ساتھ خان لگا دیا تو پتے خان بہترین نام ہوگیا۔

۵۶۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَخْبَثُهُ وَأَغْيَظُهُ عَلَيْهِ، رَجُلٍ كَانَ يُسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ، لَا مَلِكَ إِلَّا اللَّهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے مروی احادیث میں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض اور بدترین آدمی وہ ہوگا جس کا نام شہنشاہ رکھا گیا ہوگا۔ اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْنِيكِ الْمَوْلُودِ

نومولود کی تحنیک کا عمل مستحب ہے

اس باب میں امام مسلم نے دس احادیث کو بیان کیا ہے

۵۶۰۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ذَهَبْتُ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وُلِدَ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَبَاءَةٍ يَهْنَأُ بَعِيرًا لَهُ، فَقَالَ: هَلْ مَعَكَ تَمْرٌ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَنَاوَلْتُهُ تَمَرَاتٍ، فَأَلْقَاهُنَّ فِي فِيهِ فَلَاكَهُنَّ، ثُمَّ فَغَرَ فَا الصَّبِيِّ فَمَجَّهُ فِي فِيهِ، فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حُبُّ الْأَنْصَارِ التَّمْرَ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللَّهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری کی ولادت کے بعد اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ اس وقت سخت کام میں مشغول تھے یعنی اپنے اونٹ کو

روغن مل رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تیرے پاس کھجوریں ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! اور میں نے کچھ کھجوریں آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنے منہ میں ڈال کر چبایا پھر اس بچے کا منہ کھول کر آپ ﷺ نے انہیں بچے کے منہ میں ڈال دیا۔ بچہ نے اسے چوسنا شروع کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انصار کو کھجوریں پسندیدہ ہیں اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

تشریح:

''عبداللہ بن ابی طلحہ'' یہ حضرت انس کا سوتیلا بھائی تھا دونوں کی ماں ام سُلیم تھیں۔ ''عباءۃ'' یہ جبہ اور عبایہ کے معنی میں ہے۔
''یھنا'' فتح یفتح سے ہے ای یطلیہ یعنی اونٹ پر روغن مل رہے تھے ''فلاکھن'' منہ میں کھجور ڈال کر چبانے اور نرم کرنے کے معنی میں ہے۔ ''ثم فغر'' نصر اور فتح سے ہے ای فتح فاہ بچے کا منہ کھولا اور کھجور کا مائع اس میں ڈال دیا۔
''فمجہ فیہ'' نصر ینصر ہے کسی کے منہ میں اپنے منہ سے پانی اور لعاب ڈالنے کے معنی میں ہے اسی کو تحنیک کہتے ہیں۔
''یتلمظہ'' باب تفعل سے ہے ای یحرک لسانہ لیتتبع مافی فمہ من آثار الثمر بچہ جب میٹھی چیز کو زبان اور ہونٹوں سے چاٹتا ہے اسی کو تلمظ کہتے ہیں اگلی روایت میں حضرت ام سلیم کا عجیب قصہ ہے کہ بیٹا مرا پڑا ہے لیکن اس نے شوہر کو نہیں بتایا وہ سفر سے آیا تھا اس کو کھلایا پلایا بچے کی تسلی دیدی پھر جماع کیا اور صبح بتا دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے نعم البدل عطا کیا اس روایت میں ہے ''واروا الصبی'' یعنی بچے کو دفنا دو چھپا لو کیونکہ وہ مر چکا ہے اس میں شوہر کی عظیم اطاعت اور اس کی خوشنودی کا عظیم درس ہے۔
تمام علماء کے نزدیک تحنیک مستحب عمل ہے اور نیک آدمی سے تحنیک کروانا باعث برکت ہے اگر مرد صالح موجود نہیں تو عورت بھی تحنیک کا عمل کر سکتی ہے کھجور سے تحنیک سب سے بہتر ہے ورنہ شہد سے بہتر ہے ورنہ کوئی میٹھی چیز بہتر ہے خالی پیٹ میں صالح آدمی کا لعاب پہنچنا مستقبل کی صلاح کی ضمانت ہے ''فَلَھِیَ'' سمع سے ہے یعنی آنحضرت کسی چیز میں مشغول رہے۔
''اَقْبَلْنَاہُ'' یعنی ہم نے بچے کو آنحضرت کی ران سے اٹھالیا۔ ''اقلاب'' لوٹانے ہٹانے اور الٹانے پلٹانے کو کہتے ہیں۔

۵۶۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ يَشْتَكِي، فَخَرَجَ أَبُو طَلْحَةَ، فَقُبِضَ الصَّبِيُّ، فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: مَا فَعَلَ ابْنِي؟ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: هُوَ أَسْكَنُ مِمَّا كَانَ، فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشَّى، ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ: وَارُوا الصَّبِيَّ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُو طَلْحَةَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا، فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ:

احْمِلْهُ حَتَّى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَعَثَتْ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَمَعَهُ شَيْءٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، تَمَرَاتٌ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ أَخَذَهَا مِنْ فِيهِ، فَجَعَلَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ ثُمَّ حَنَّكَهُ، وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا بیمار تھا۔ ابوطلحہ کہیں باہر تشریف لے گئے تو بچہ فوت ہوگیا۔ جب ابوطلحہ واپس آئے تو پوچھا: میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ ام سلیم نے کہا: وہ پہلے سے افاقہ میں ہے۔ پھر انہیں شام کا کھانا پیش کیا۔ ابوطلحہ نے کھانا کھایا پھر اپنی بیوی سے صحبت کی۔ جب فارغ ہوئے تو ام سلیم نے کہا: بچے کو دفن کر دو۔ جب صبح ہوئی تو ابوطلحہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے رات کو صحبت بھی کی؟ تو انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! دونوں کے لیے برکت عطا فرما۔ چنانچہ ام سلیم کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو ابوطلحہ نے مجھے کہا کہ اسے اٹھا کر نبی ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ، انس رضی اللہ عنہ اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے اور ام سلیم نے کچھ کھجوریں بھی ساتھ بھیج دیں۔ نبی کریم ﷺ نے بچہ کو لے کر فرمایا: کیا اس کے ساتھ کوئی چیز بھی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں! کھجوریں ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں چبایا پھر ان کھجوروں کو بچہ کے منہ میں ڈال دیا۔ پھر اس کے تالو سے لگایا اور ان کھجوروں کو بچہ کے منہ میں ڈال دیا۔

۵۶۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ نَحْوَ حَدِيثِ يَزِيدَ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث یزید ہی کی اسی طرح مروی ہے۔

۵۶۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ وَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو میں اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لایا۔ آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور سے گھٹی (تحنیک) دی۔

۵۶۱۰۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ

عُرْوَةَ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُمَا قَالَا: خَرَجَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ حِينَ هَاجَرَتْ وَهِيَ حُبْلَى بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، فَقَدِمَتْ قُبَاءً، فَنُفِسَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بِقُبَاءٍ، ثُمَّ خَرَجَتْ حِينَ نُفِسَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُحَنِّكَهُ فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا، فَوَضَعَهُ فِي حَجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَكَثْنَا سَاعَةً نَلْتَمِسُهَا قَبْلَ أَنْ نَجِدَهَا، فَمَضَغَهَا. ثُمَّ بَصَقَهَا فِي فِيهِ، فَإِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ بَطْنَهُ لَرِيقُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَتْ أَسْمَاءُ: ثُمَّ مَسَحَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ، ثُمَّ جَاءَ، وَهُوَ ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ أَوْ ثَمَانٍ، لِيُبَايِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَرَهُ بِذٰلِكَ الزُّبَيْرُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُ مُقْبِلًا إِلَيْهِ، ثُمَّ بَايَعَهُ

حضرت عروہ بن زبیر اور فاطمہ بنت منذر بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر حالت حمل میں ہجرت کے لیے چلیں۔ جب قبا آئیں تو عبداللہ پیدا ہوئے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھٹی کے لیے حاضر ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ کو ان سے لے لیا اور اپنی گود میں بٹھا کر کھجور منگوائی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم تھوڑی دیر کھجوریں تلاش کرتے رہے۔ پھر آپ ﷺ نے اسے چبا کر اس کا لعاب دہن بچے کے منہ میں ڈالا۔ پس سب سے پہلی چیز جو اس بچے کے منہ میں گئی وہ رسول اللہ ﷺ کا لعاب تھا۔ حضرت اسماء نے کہا: پھر آپ ﷺ نے اس بچہ پر ہاتھ پھیرا اور آپ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سات یا آٹھ سال کی عمر میں حضرت زبیر کے حکم پر آپ ﷺ سے بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے جب اسے اپنی طرف آتے دیکھا تو مسکرائے پھر اسے بیعت کر لیا۔

۵۶۱۱ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ، أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ، فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ فِي حَجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ، فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ حَنَّكَهُ بِالتَّمْرَةِ، ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ مکہ میں عبداللہ بن زبیر سے حاملہ تھی جب میں مکہ سے (ہجرت کے

لیے) نکلی تو میں نے اسے قباء میں جنم دیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا پھر کھجوریں منگوائیں ان کو چبا کر بچہ کے منہ میں لعاب ڈالا اور سب سے پہلی چیز جو اس کے پیٹ میں گئی وہ رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارک تھا۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں کھجور کی گھٹی دی پھر اس کے لیے برکت کی دعا کی اور یہ سب سے پہلے بچے تھے جو (مدینہ میں) مسلمانوں کے ہاں پیدا ہوئے۔

٥٦١٢ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا هَاجَرَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلَى بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ

حضرت اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف حضرت عبداللہ بن زبیر کے حمل کے ساتھ ہجرت کی۔ باقی حدیث مبارکہ اسی طرح ہے۔

٥٦١٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بچے لائے جاتے تھے آپ ﷺ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور انہیں گھٹی دیتے یعنی تحنیک فرماتے۔

٥٦١٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جِئْنَا بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ، فَطَلَبْنَا تَمْرَةً، فَعَزَّ عَلَيْنَا طَلَبُهَا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن زبیر کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپ ﷺ نے انہیں گھٹی دی۔ ہم نے کھجور تلاش کی تو ہمیں اس کا تلاش کرنا مشکل ہوا۔ یعنی مشکل سے ملی۔

٥٦١٥ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ مُطَرِّفٍ أَبُو غَسَّانَ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِهِ، وَأَبُو أُسَيْدٍ جَالِسٌ، فَلَهِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَمَرَ أَبُو أُسَيْدٍ بِابْنِهِ فَاحْتُمِلَ مِنْ عَلَى فَخِذِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقْلَبُوهُ، فَاسْتَفَاقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

فَقَالَ: أَيْنَ الصَّبِيُّ فَقَالَ: أَبُو أُسَيْدٍ أَقْلَبْنَاهُ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ. قَالَ: مَا اسْمُهُ؟ قَالَ: فُلَانٌ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: لَا، وَلَكِنِ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب منذر بن ابی اسید پیدا ہوئے تو انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ نبی ﷺ نے اسے اپنی ران پر بٹھایا۔ ابو اسید بھی حاضر خدمت تھے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے سامنے موجود کسی چیز میں مشغول ہو گئے۔ ابو اسید نے اپنے بیٹے کو اٹھانے کا حکم دیا تو اسے رسول اللہ ﷺ کی ران پر سے اٹھا لیا گیا۔ وہ اسے لے گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنے کام سے فارغ ہو کر متوجہ ہوئے تو فرمایا: بچہ کہاں ہے؟ ابو اسید نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے اسے اٹھا لیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ! فلاں ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! بلکہ اس کا نام منذر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کا نام اسی دن سے منذر رکھ دیا۔

باب جواز تكنية الصغير وقصة ابي عُميرؓ

لاولد بچے کو کنیت سے یاد کرنا جائز ہے، ابو عمیر کا قصہ

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٥٦١٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا، وَكَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُو عُمَيْرٍ، قَالَ: أَحْسِبُهُ، قَالَ: كَانَ فَطِيمًا، قَالَ: فَكَانَ إِذَا جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآهُ، قَالَ: أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ قَالَ: فَكَانَ يَلْعَبُ بِهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھے تھے۔ میرا ایک بھائی جسے ابو عمیر کہا جاتا تھا۔ راوی حدیث کہتا ہے، میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت انس نے کہا کہ اس کا دودھ چھوٹ گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تو اسے دیکھ کر فرماتے: اے ابو عمیر! نغیر (ایک پرندے کا نام ہے) نے کیا کیا اور وہ اس پرندے سے کھیلا کرتے تھے۔

تشریح:

"فطیما" یہ مفطوم کے معنی میں ہے یعنی دودھ چھڑایا ہوا چھوٹا بچہ تھا ان کا نام کچھ ہوگا لیکن ان کی کنیت ابوعمیر تھی اور اسی سے آنحضرت نے ان کو پکارا جس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچے کو کنیت سے یاد کیا جاسکتا ہے "ما فعل النغیر" یعنی پرندہ نے کیا کیا؟ کہ وہ مرگیا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نغیر چڑیا کے مانند ایک چھوٹا سا پرندہ ہے جس کا سر اور چونچ سرخ ہوتی ہے اس کو اردو میں "لال" کہتے ہیں بعض شارحین نے لکھا ہے کہ یہ چھوٹی چڑیا کو کہتے ہیں بعض نے کہا کہ مدینہ کے بلبل کو نغیر کہتے ہیں۔ پہلا قول واضح ہے اس حدیث سے شارحین نے ساٹھ فوائد مستنبط کیے ہیں اصل میں آنحضرت اس بچے کا غم کو دور کرنے کے لیے گویا بطور تعزیت گئے تھے اور مسجع کلام فرما کر بچے کو خوش کیا جس سے آنحضرت کے عالی شان اخلاق کا ثبوت ملتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ کے شکار اور حرم مکہ کے شکار میں فرق ہے مکہ میں جنایت پر سزا ہے مدینہ حرم ہے لیکن احترام کے اعتبار سے حرم ہے جنایت پر سزا حرم مکہ کی طرح نہیں ہے یہی احناف کا مسلک ہے۔

"وما ینصبک" یعنی تم کو دجال سے یہ پریشانی کیوں ہے؟ اور یہ مشقت کیوں اٹھاتے ہو؟ یہ اگلی حدیث کا لفظ ہے "ھو اھون من ذلک" یہ آیندہ حدیث کا جملہ ہے یعنی دجال سے گھبرانے کی ضرورت نہیں وہ اپنی شہرت سے زیادہ حقیر و ذلیل ہے۔

بَابُ جَوَازِ قَوْلِهِ لِغَيْرِ ابْنِهِ يَا بُنَيَّ

بطور شفقت کسی اور کے بیٹے کو اپنا بیٹا کہنا جائز ہے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٥٦١٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بُنَيَّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے "اے میرے بیٹے" فرمایا۔

٥٦١٨ ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: مَا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَحَدٌ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ، فَقَالَ لِي: أَيْ بُنَيَّ وَمَا يُنْصِبُكَ مِنْهُ؟ إِنَّهُ لَنْ يَضُرَّكَ قَالَ قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ مَعَهُ أَنْهَارَ الْمَاءِ وَجِبَالَ الْخُبْزِ، قَالَ: هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذَلِكَ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دجال کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے میں نے جتنے (زیادہ) سوال کیے اور کسی نے نہیں کیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بیٹے! تجھے اس کے بارے میں کیا فکر ہے وہ تجھے کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کیا: لوگ گمان کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ پانی کی نہریں اور روٹی کے پہاڑ ہوں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک یہ بات اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔ (تعجب نہ کرو)

٥٦١٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُغِيرَةِ أَيْ بُنَيَّ إِلَّا فِي حَدِيثِ يَزِيدَ وَحْدَهُ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ان میں آپ ﷺ نے حضرت مغیرہ کو "اے بیٹے" نہیں کہا۔

بَابُ الِاسْتِئْذَانِ وَقِصَّةُ أَبِي مُوسَى

اجازت لینے کا بیان اور ابوموسیٰ اشعری کا قصہ

اس باب میں امام مسلم نے نو احادیث کو بیان کیا ہے

٥٦٢٠۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا وَاللَّهِ يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: كُنْتُ جَالِسًا بِالْمَدِينَةِ فِي مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ، فَأَتَانَا أَبُو مُوسَى فَزِعًا أَوْ مَذْعُورًا قُلْنَا: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: إِنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَنْ آتِيَهُ، فَأَتَيْتُ بَابَهُ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنَا؟ فَقُلْتُ: إِنِّي أَتَيْتُكَ، فَسَلَّمْتُ عَلَى بَابِكَ ثَلَاثًا، فَلَمْ يَرُدُّوا عَلَيَّ، فَرَجَعْتُ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ: أَقِمْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ، وَإِلَّا أَوْجَعْتُكَ. فَقَالَ: أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: لَا يَقُومُ مَعَهُ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ، قَالَ: أَبُو سَعِيدٍ: قُلْتُ أَنَا أَصْغَرُ الْقَوْمِ، قَالَ: فَاذْهَبْ بِهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں مدینہ میں انصار کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوموسیٰ گھبرائے یا سہمے ہوئے ہمارے پاس آئے۔ ہم نے کہا: آپ کو کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: حضرت عمر نے انہیں اپنے

پاس بلایا۔ میں ان کے دروازے پر حاضر ہوا تو میں نے تین مرتبہ سلام کیا لیکن مجھے کوئی جواب نہ ملا تو میں واپس آ گیا حضرت عمر نے (بعد میں) کہا کہ تم کو ہمارے پاس آنے سے کس چیز نے روکا؟ میں نے عرض کیا: میں نے آپ کے دروازے پر حاضر ہو کر تین مرتبہ سلام کیا لیکن کسی نے جواب نہیں دیا اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جب کوئی تین مرتبہ اجازت مانگے اور اسے اجازت نہ دی جائے تو چاہیے کہ وہ واپس لوٹ جائے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: اس پر گواہی پیش کر دو ورنہ میں تجھے سزا دوں گا۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا: ان کے ساتھ وہی جائے گا جو قوم میں سب سے چھوٹا ہوگا۔ ابوسعید نے کہا: میں نے عرض کیا: میں قوم میں سب سے چھوٹا ہوں۔ فرمایا: ان کو لے جاؤ۔

تشریح:

''ابو موسیٰ فزعاً'' یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری نہایت گھبرائے ہوئے انصار کی مجلس میں آ گئے، ''مذعورا'' یعنی ڈرائے ہوئے تھے اس باب کی احادیث میں حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمر فاروق کے درمیان ایک قصہ پیش آنے کا بیان ہے حدیث کی تشریح بعد میں ہوگی پہلے میں اجازت لینے کے متعلق قرآن وحدیث سے کچھ بنیادی باتیں نقل کرنا چاہتا ہوں۔

قال الله تعالیٰ ﴿یا ایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا حتی تستانسوا وتسلموا علی اهلها﴾

اسلام چونکہ کامل ومکمل بلکہ اکمل مذہب اور عالمی قانون ہے اس لیے اس میں زندگی کے ہر پہلو کے تمام مسائل کے حل کی بہترین ضمانت دی گئی ہے اسی سلسلہ میں انسانی معاشرت کے مسائل میں سے ایک دوسرے کے گھر میں آنے جانے کا مسئلہ ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کو اس طرح بیان فرمایا ہے ﴿یا ایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا حتی تستانسوا وتسلموا علی اهلها فان لم تجدوا فیها احدا فلا تدخلوها حتی یؤذن لکم وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا هو ازکیٰ لکم والله بما تعملون علیم﴾ (سورۃ النور: ۲۷،۲۸)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سلام اور استیذان دونوں کو جمع فرمایا ہے۔ ادب وتہذیب کا تقاضا ہے کہ کوئی شخص کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہو کیونکہ اس سے بہت سارے نقصانات واقع ہو سکتے ہیں اسی وجہ سے شریعت نے اس امر کو مستحب قرار دیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے گھر جانا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ پہلے جا کر گھر کے سامنے کھڑا ہو جائے اور پھر اندر داخل ہونے کی اجازت مانگ لے، اگر گھر کے مالک پر پہلے نظر پڑے تو سلام کرے اور پھر اس طرح اجازت مانگے ''ا ادخل'' کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ اگر گھر کا مالک گھر پر نہ ہو یا نظر نہیں آ رہا ہے تو تین دفعہ السلام علیکم کے الفاظ سے سلام کہدے اور پھر واپس چلا جائے اسی طرح اگر گھر کا مالک گھر پر موجود ہے لیکن اس نے کہدیا کہ بھائی میں مصروف ہوں واپس چلے جاؤ تو اس آنے

والے شخص کو چاہیے کہ واپس چلا جائے چونکہ استیذان اجازت مانگنے کے معنی میں ہے تو گھر کے مالک کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اجازت دیدے یا نہ دے اجازت دینا آنے والے شخص کا کوئی جبری حق نہیں ہے بلکہ آنے والے شخص کے لیے یہ بہتر واطہر اور پاکیزہ طریقہ ہے کہ کسی شکایت یا عداوت کے بغیر واپس چلا جائے قرآن کا اعلان ہے ﴿هو ازكى لكم﴾ سبحان اللہ اسلام کیا ہی پاکیزہ نظام دیتا ہے۔

"ماشانك" انصار نے پوچھا کہ آپ اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟ "اقم عليه البينة" حضرت عمر کے سامنے جب ابو موسیٰ اشعری نے اجازت سے متعلق ایک حدیث کا حوالہ دیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس پر گواہ لے آؤ کہ آیا یہ حدیث ہے یا نہیں؟ حضرت عمر فاروق کی عادت تھی کہ کسی حدیث کے بیان کرنے والے سے ایک گواہ مانگتے تھے تاکہ لوگ احادیث بیان کرنے میں جرأت نہ کریں اور احادیث محفوظ طریقہ پر نقل کرنے کا اہتمام ہو جائے حضرت ابوموسیٰ کی خبر واحد پر اعتراض نہیں تھا دوسروں کے لیے نمونہ پیش کرنا تھا۔

"اصغر القوم" حضرت ابی بن کعبؓ نے حضرت عمرؓ کے فیصلے کو کچھ کم دکھانے کے لیے کہا کہ ہمارا سب سے چھوٹا بچہ جا کر حدیث سنا دیگا چنانچہ بعد میں حضرت ابی بن کعب نے حضرت عمر سے فرمایا کہ آپ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ پر سختی نہ کریں اور ان کے لیے عذاب نہ بنیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ سبحان اللہ یہ مقصود نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ لوگ ہر قسم احادیث بیان کرنے میں جرأت نہ کریں "اوجعتك" یعنی تجھے مار کر تکلیف پہنچا دوں گا "عظة" یعنی دوسرے لوگوں کے لیے عبرت بنا دوں گا۔

"يضحكون" صحابہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کی گھبراہٹ پر ہنس رہے تھے کہ جب دلیل موجود ہے تو گھبرانے کی کیا ضرورت ہے "الصفق" یعنی اس علمی مسئلہ سے مجھے بازار کی تجارت نے مشغول وغافل رکھا ہے۔

٥٦٢١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ، فِي حَدِيثِهِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَقُمْتُ مَعَهُ فَذَهَبْتُ إِلَى عُمَرَ فَشَهِدْتُ

اس سند سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے حضرت ابن ابی عمر نے اپنی روایت کردہ حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ابوسعیدؓ نے کہا: میں ان کے ساتھ کھڑا ہوا اور حضرت عمرؓ کے پاس جا کر گواہی دی۔

٥٦٢٢۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، أَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيدٍ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: كُنَّا فِي مَجْلِسٍ عِنْدَ أُبَيِّ بْنِ

كَعْبٍ، فَأَتَى أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ مُغْضَبًا حَتَّى وَقَفَ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللهَ هَلْ سَمِعَ أَحَدٌ مِنْكُمْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الِاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ، وَإِلَّا فَارْجِعْ قَالَ أُبَيٌّ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَمْسِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ، ثُمَّ جِئْتُهُ الْيَوْمَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَأَخْبَرْتُهُ، أَنِّي جِئْتُ أَمْسِ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا، ثُمَّ انْصَرَفْتُ. قَالَ: قَدْ سَمِعْنَاكَ وَنَحْنُ حِينَئِذٍ عَلَى شُغْلٍ، فَلَوْ مَا اسْتَأْذَنْتَ حَتَّى يُؤْذَنَ لَكَ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ كَمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَوَاللّٰهِ، لَأُوجِعَنَّ ظَهْرَكَ وَبَطْنَكَ، أَوْ لَتَأْتِيَنَّ بِمَنْ يَشْهَدُ لَكَ عَلَى هَذَا، فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: فَوَاللّٰهِ، لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَحْدَثُنَا سِنًّا، قُمْ، يَا أَبَا سَعِيدٍ، فَقُمْتُ حَتَّى أَتَيْتُ عُمَرَ، فَقُلْتُ: قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَذَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ہم ایک مجلس میں ابی بن کعبؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری غصہ میں آئے اور کھڑے ہو کر کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اجازت تین مرتبہ ہے اگر تجھے اجازت دی جائے تو ٹھیک ورنہ تو لوٹ جا۔ حضرت ابی نے کہا: واقعہ کیا ہے؟ ابوموسیٰ نے کہا: میں نے کل حضرت عمر بن خطاب کے پاس جانے کے لیے تین مرتبہ اجازت طلب کی لیکن مجھے اجازت نہ دی گئی تو میں واپس آ گیا۔ پھر آج میں ان کے پاس حاضر ہوا تو انہیں خبر دی کہ میں کل آیا تھا تین مرتبہ سلام کیا پھر میں واپس چلا گیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: ہم نے تیری آواز سنی تھی لیکن ہم اس وقت کسی کام میں مشغول تھے۔ کاش! تم اجازت ملنے تک اجازت مانگتے رہتے۔ حضرت ابوموسیٰ نے کہا میں نے اسی طرح اجازت طلب کی جیسا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں تیری پیٹھ یا پیٹ پر سزا دوں گا یا تو کوئی ایسا آدمی پیش کر جو تیری اس حدیث پر گواہی دے۔ ابی بن کعب نے کہا: اللہ کی قسم! آپ کے ساتھ ہم میں سے کم عمر ہی جائے گا۔ اے ابوسعید کھڑے ہو جایئے۔ میں کھڑا ہوا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

٥٦٢٣ ـ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ أَبَا مُوسَى، أَتَى بَابَ عُمَرَ، فَاسْتَأْذَنَ، فَقَالَ عُمَرُ وَاحِدَةٌ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ الثَّانِيَةَ، فَقَالَ عُمَرُ: ثِنْتَانِ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ عُمَرُ: ثَلَاثٌ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتْبَعَهُ فَرَدَّهُ، فَقَالَ: إِنْ كَانَ هَذَا شَيْئًا حَفِظْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَا، وَإِلَّا، فَلَأَجْعَلَنَّكَ عِظَةً، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ:

فَأَتَانَا فَقَالَ: أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الإِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ؟ قَالَ: فَجَعَلُوا يَضْحَكُونَ، قَالَ فَقُلْتُ: أَتَاكُمْ أَخُوكُمُ الْمُسْلِمُ قَدْ أُفْزِعَ، تَضْحَكُونَ؟ انْطَلِقْ فَأَنَا شَرِيكُكَ فِي هَذِهِ الْعُقُوبَةِ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: هَذَا أَبُو سَعِيدٍ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ نے حضرت عمرؓ کے دروازے پر جا کر اجازت مانگی تو عمرؓ نے کہا: ایک مرتبہ ہوئی پھر دوسری مرتبہ اجازت طلب کی تو حضرت عمر نے کہا: دو مرتبہ ہوگئی۔ پھر تیسری مرتبہ اجازت مانگی تو حضرت عمر نے کہا: تین مرتبہ ہوگئی۔ پھر واپس آ گئے تو حضرت عمرؓ نے کسی آدمی کو ان کے پیچھے بھیجا۔ وہ انہیں واپس لے آیا تو حضرت عمرؓ نے کہا: اگر اس معاملہ میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث یاد ہے تو پیش کر دو ورنہ میں آپ کو عبرتناک سزا دوں گا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابوموسیٰ نے ہمارے پاس آ کر کہا: کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اجازت تین مرتبہ ہوتی ہے؟ حضرت ابوسعید نے کہا: لوگوں نے ہنسنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا: تمہارے پاس تمہارا مسلمان بھائی گھبرایا ہوا آیا ہے اور تم ہنستے ہو۔ تم چلو میں تمہارا ساتھی بنتا ہوں، اس پریشانی میں۔ پھر وہ حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: یہ ابوسعید یعنی بطور گواہ حاضر ہوا۔

٥٦٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، وَسَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ، كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، قَالَا: سَمِعْنَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، بِمَعْنَى حَدِيثِ بِشْرِ بْنِ مُفَضَّلٍ، عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ.

ان دونوں اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا حدیث بشر ابن مفضل عن ابی سلمہ ہی کی طرح مروی ہے۔

٥٦٢٥ ـ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنَا عَطَاءٌ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، أَنَّ أَبَا مُوسَى، اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ ثَلَاثًا، فَكَأَنَّهُ وَجَدَهُ مَشْغُولًا، فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ: أَلَمْ تَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ، ائْذَنُوا لَهُ، فَدُعِيَ لَهُ، فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ، قَالَ: إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا قَالَ: لَتُقِيمَنَّ عَلَى هَذَا بَيِّنَةً أَوْ لَأَفْعَلَنَّ، فَخَرَجَ فَانْطَلَقَ إِلَى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالُوا: لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلَى هَذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا، فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ: كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا فَقَالَ عُمَرُ: خَفِيَ عَلَيَّ هَذَا مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَلْهَانِي عَنْهُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ

حضرت عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ کے پاس حاضری کے لئے تین مرتبہ اجازت مانگی۔ انہیں گویا کہ (کسی کام میں) مشغول پایا تو واپس آگئے تو حضرت عمر نے کہا: کیا تم نے عبداللہ بن قیس کی آواز نہیں سنی، اسے اجازت دیدو پھر انہیں بلایا گیا پھر حضرت عمرؓ نے کہا: تمہیں کس چیز نے اس بات پر ابھارا کہ تم واپس چلے گئے؟ انہوں نے کہا: ہمیں اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: تم اس بات پر گواہی پیش کردو ورنہ میں (مناسب اقدام) کروں گا۔ وہ نکلے اور انصار کی ایک مجلس کی طرف چلے۔ انہوں نے کہا: ہم میں سب سے چھوٹا ہی تیری اس بات پر گواہی دے گا۔ حضرت ابوسعیدؓ کھڑے ہوئے اور کہا ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے تو حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا: یہ بات مجھ سے پوشیدہ تھی اور رسول اللہ ﷺ کے اس حکم سے مجھے بازار کی تجارت نے غافل رکھا۔

۵۶۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، ح وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ يَعْنِي ابْنَ شُمَيْلٍ، قَالَا: جَمِيعًا، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، نَحْوَهُ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِ النَّضْرِ أَلْهَانِي عَنْهُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کی طرح مروی ہے لیکن حضرت نضر کی حدیث میں ''اس بازار کی تجارت نے غافل رکھا'' کے الفاظ مذکور نہیں۔

۵۶۲۷۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَبُو عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: جَاءَ أَبُو مُوسَى إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قَيْسٍ، فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ هَذَا أَبُو مُوسَى، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ هَذَا الْأَشْعَرِيُّ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقَالَ: رُدُّوا عَلَيَّ رُدُّوا عَلَيَّ، فَجَاءَ فَقَالَ: يَا أَبَا مُوسَى مَا رَدَّكَ؟ كُنَّا فِي شُغْلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الِاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ، وَإِلَّا فَارْجِعْ قَالَ: لَتَأْتِيَنِّي عَلَى هَذَا بِبَيِّنَةٍ، وَإِلَّا فَعَلْتُ وَفَعَلْتُ، فَذَهَبَ أَبُو مُوسَى. قَالَ عُمَرُ: إِنْ وَجَدَ بَيِّنَةً تَجِدُوهُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ عَشِيَّةً، وَإِنْ لَمْ يَجِدْ بَيِّنَةً فَلَمْ تَجِدُوهُ، فَلَمَّا أَنْ جَاءَ بِالْعَشِيِّ وَجَدُوهُ، قَالَ: يَا أَبَا مُوسَى، مَا تَقُولُ؟ أَقَدْ وَجَدْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، قَالَ: عَدْلٌ، قَالَ: يَا أَبَا الطُّفَيْلِ مَا يَقُولُ هَذَا؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَلِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَلَا تَكُونَنَّ عَذَابًا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّمَا سَمِعْتُ شَيْئًا، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَثَبَّتَ.

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ نے حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہو کر السلام علیکم عبداللہ بن قیس حاضر ہے کہا لیکن انہیں اجازت نہ ملی۔ انہوں نے پھر کہا: السلام علیکم ابوموسیٰ حاضر ہے۔ السلام علیکم اشعری حاضر ہے۔ پھر واپس لوٹ آئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: انہیں میرے پاس لے آؤ۔ وہ آئے تو فرمایا: اے ابوموسیٰ! تم واپس کیوں ہو گئے؟ ہم ایک کام میں مشغول تھے انہوں نے عرض کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اجازت تین مرتبہ ہوتی ہے۔ اگر تجھے اجازت دیدی جائے تو ٹھیک ورنہ لوٹ جاؤ۔ حضرت عمرؓ نے کہا: تم اس بات پر میرے پاس گواہی لاؤ ورنہ میں کروں گا جو کچھ کروں گا۔ حضرت ابوموسیٰ گئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اگر انہیں گواہی مل گئی تو تم انہیں شام کے وقت منبر کے پاس پاؤ گے اور اگر انہیں گواہی نہ ملی تو تم انہیں نہ پاؤ گے، پس جب حضرت عمر شام کو آئے تو انہیں وہاں موجود پا کر کہا: اے موسیٰ تو کیا کہتا ہے کیا تم نے گواہ پالیا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! ابی بن کعب۔ حضرت عمرؓ نے کہا: وہ معتبر آدمی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اے ابوطفیل! یہ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اے ابن خطاب میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپ اصحاب رسول کے لیے عذاب جان نہ بنیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: سبحان اللہ! میں نے ایک بات سنی میں نے اس بات کے پکے اور مضبوط ہو جانے کو پسند کیا۔

۵۶۲۸۔ وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَقَالَ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ آنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَلَا تَكُنْ، يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، عَذَابًا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ قَوْلِ عُمَرَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَا بَعْدَهُ

اس سند سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔ اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب سے کہا: اے ابوالمنذر! کیا تم نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! اے ابن خطاب آپ اصحاب رسول کے لیے باعث عذاب نہ بنو۔ اس کے بعد حضرت عمر کا قول سبحان اللہ اور اس کے بعد کا قول مذکور ہے۔

بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْمُسْتَأْذِنِ أَنَا

اجازت لینے والے کا یہ کہنا مکروہ ہے کہ میں ہوں

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵۶۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَوْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ هَذَا؟ قُلْتُ: أَنَا، قَالَ: فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: أَنَا أَنَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آواز دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں، میں کہتے ہوئے باہر تشریف لائے۔

''فی دین'' حضرت جابر کے والد صاحب جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے لیکن آٹھ بچیوں کے علاوہ اپنے پیچھے بہت سارا قرض بھی چھوڑ گئے تھے۔ حضرت جابر اس سلسلہ میں انتہائی پریشان رہتے تھے آنحضرت نے ان سے بہت تعاون بھی کیا اسی قرض کے سلسلہ میں حضرت جابر آنحضرت کے دروازہ پر آئے تھے کہ قرض خواہوں سے کچھ بات ہو جائے تاکہ وہ نرمی کریں یا قرض کی ادائیگی کی کوئی صورت بن جائے چنانچہ آنحضرت کی برکت سے یہ قرض اتر گیا اور تھوڑی سی کھجوروں میں برکت آگئی۔

''من ذا'' اس لفظ سے حضور اکرم نے آواز دینے والے کی تعیین وتمیز کا ارادہ کیا تھا آگے سے حضرت جابر نے ''انا'' کا لفظ استعمال کیا جس سے نہ تعین ہوسکا اور نہ تمیز حاصل ہوئی اس پر آنحضرت نے نکیر فرمائی کہ انا انا کیا چیز ہے صاف الفاظ میں اپنا نام بتادو تاکہ ابہام دور ہو جائے انا کے لفظ کے استعمال کرنے سے تو ابہام اب تک باقی ہے پھر اس کے بولنے سے فائدہ کیا ہوا؟

آنحضرت نے حضرت جابر کی آواز پہنچانی مگر تعلیم امت کے لیے نکیر فرمائی بعض علماء کہتے ہیں کہ صرف دروازہ کھٹکھٹانے سے آنحضرت ناراض ہوئے کیونکہ اجازت کے لیے تو اسلام میں سلام اور استیذان مقرر ہے۔

اس حدیث سے ان لوگوں کو بھی تعلیم ملتی ہے جو ٹیلیفون کر کے باتیں شروع کر دیتے ہیں اور اپنا نام نہیں بتاتے گویا ان کا خیال ہے کہ ان کی آواز دنیا کے سب لوگ پہچان لیتے ہیں یہ خام خیالی ہے صاف الفاظ میں کہنا چاہیے کہ میں معروف شاہ صاحب ہوں اور قطر سے بات کر رہا ہوں۔ یہ تفصیل اور یہ حدیث صحیح مسلم میں کسی اور مقام پر مذکور ہے مشکوۃ میں اسی طرح ہے۔ میں نے مشکوۃ کی تشریح یہاں لکھدی ہے۔

۵۶۳۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ، قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ فَقُلْتُ: أَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا أَنَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے

اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کون ہو؟ میں نے عرض کیا: میں ہوں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں میں۔

٥٦٣١ـ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، وَأَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، ح وحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ كُلُّهُمْ، عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمْ كَأَنَّهُ كَرِهَ ذَلِكَ

ان تینوں اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔ ان روایات میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے "میں ہوں" کہنے کو ناپسند فرمایا۔

بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ فِي بَيْتِ غَيْرِهِ

دوسرے کے گھر میں جھانک کر دیکھنا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے۔

٥٦٣٢ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي جُحْرٍ فِي بَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْتَظِرُنِي لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے حجرہ مبارک کی درز میں جھانکا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آلہ تھا جس سے آپ ﷺ اپنے سر مبارک کو کھجلا رہے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا: اگر میں جانتا ہوتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو اسے میں تیری آنکھ میں چبھو دیتا اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اجازت لینے کا حکم دیکھنے کی وجہ سے تو مقرر کیا گیا ہے۔

تشریح:

"مــدریٰ" میم مکسور ہے دال ساکن ہے یہ ایک لکڑی ہوتی ہے جس سے عورتیں اپنے سروں کے بالوں کو درست کرتی ہیں بعض نے کہا کہ یہ ایک قسم کی کنگھی ہوتی ہے جس کے چھوٹے دانت ہوتے ہیں بعض نے کہا کہ یہ خلال کی طرح ایک لوہا ہوتا ہے جس

سے سر کو کھجلایا جاتا ہے اور بال درست کیے جاتے ہیں "حجر" جیم مقدم ہے سوراخ اور دروازہ کے شگاف کو کہتے ہیں۔

"تستظونی" یہ تنظرنی کے معنی میں ہے "بعض حجر" یہاں جیم مؤخر ہے حجرۃ کی جمع ہے "بمشقص" یہاں چوڑا تیر مراد ہے یا قینچی نما آلہ ہے "یختلہ" یعنی آنحضرت حیلہ کر رہے تھے کہ وہ مل جائے اور اس کو تیر مارے۔

"یفقوء" یہ آنکھ پھوڑنے کے معنی میں ہے آیندہ حدیث کے الفاظ کی تشریح یہاں کی ہے۔

۵۶۳۳۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيَّ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِي بَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يُرَجِّلُ بِهِ رَأْسَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ، طَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا جَعَلَ اللهُ الْإِذْنَ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ

حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے دروازہ کی درز میں سے جھانکا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کنگھا تھا جس سے آپ ﷺ اپنے سر میں کنگھی کر رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں اس کنگھے کو تیری آنکھ میں چبھو دیتا۔ اللہ تبارک وتعالی نے اجازت لینے کا حکم دیکھنے ہی کی وجہ سے مقرر فرمایا ہے۔

۵۶۳۴۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ وَيُونُسَ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح حدیث نقل کی ہے۔

۵۶۳۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى وَأَبِي كَامِلٍ قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ أَوْ مَشَاقِصَ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعُنَهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے حجروں میں سے کسی حجرے کے درز میں سے جھانکا تو آپ ﷺ اس کی طرف تیر یا کئی تیر لے اٹھے۔ گویا میں رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں

اور اس کی تاک میں لگے رہے تاکہ اسے چھوڑ دیں۔

٥٦٣٦۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَئُوا عَيْنَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی قوم کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکا تو اس نے ان کے لیے اپنی آنکھ کو پھوڑ دینا حلال و جائز کر دیا۔

٥٦٣٧۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ اِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے تجھے تیری اجازت کے بغیر جھانکا اور تو نے کنکری مار کر اس کی آنکھ ضائع کر دی تو تم پر کوئی جرم عائد نہ ہوگا۔

بَابُ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ

اجنبی عورت پر اچانک نظر پڑنے کا حکم

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو بیان کیا ہے

٥٦٣٨۔ حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، كِلَاهُمَا عَنْ يُونُسَ، ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنی نظر کو پھیر لوں۔

٥٦٣٩۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، وَقَالَ: إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا، عَنْ يُونُسَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

اس سند سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل مروی ہے۔

کِتَابُ السَّلَامِ

سلام کا بیان

سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کا ترجمہ اس طرح ہے یعنی وہ اللہ جو ہر عیب اور ہر نقص و کمزوری سے پاک اور محفوظ ہے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں سلام کی ابتداء ہوئی اس وقت چونکہ مسلم و غیر مسلم میں پہچان کی ضرورت تھی تو ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے کہتا تھا السلام علیکم یعنی میری طرف سے تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی وہ جواب میں کہتا تھا و علیکم السلام یعنی میری طرف سے بھی تجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی گویا ابتداء میں سلام کو ڈنبر کے طور پر استعمال کیا گیا پھر شریعت نے اس کو عام کر کے مسلمانوں کے لیے مشروع قرار دیا۔ اب سلام کا پورا مفہوم اس طرح ہے کہ السلام علیکم کہنے والا دوسرے سے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت میں ہر قسم ظاہری و باطنی مصائب سے محفوظ رکھے جواب دینے والا بھی وعلیکم السلام کہہ کر یہی مفہوم ادا کرتا ہے اب دونوں طرف سے ایک دوسرے کو سلامتی کی ضمانت بھی دیدی گئی اور دعا بھی ہو گئی اسی مفہوم کے پیش نظر پہلے زمانہ میں حکام جب کسی مجرم کو سزا دینا چاہتے تھے تو وہ سلام کے جواب میں کہتے تھے لا سلام و لا کلام یعنی میں تجھے سلامتی کی ضمانت نہیں دیتا ہوں آج کل چونکہ حکام جاہل ہیں اس لیے وعلیکم السلام بھی کہتے ہیں اور پھر گالی دے کر سزا بھی دیتے ہیں یہ لوگ سلام کے مفہوم سے جاہل ہیں اور جاہل حیوان لا یعقل ہی ہوتا ہے۔ سلام کرنا سنت ہے لیکن اس کا جواب دینا واجب ہے اگر چہ اس واجب سے یہ سنت افضل ہے۔

فاسق فاجر کو سلام کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہیے ہاں اس کے سلام کا جواب دینا واجب ہے اسی طرح غیر مسلم کا معاملہ ہے کہ ان کے سلام کا جواب دینا چاہیے مگر سلام میں پہل نہیں کرنی چاہیے پھر سلام کے اصول میں سے چند اصول اس طرح ہیں کہ کم لوگوں کو چاہیے کہ زیادہ لوگوں کے سلام میں پہل کریں اسی طرح چھوٹوں کو چاہیے کہ بڑوں کے سلام میں پہل کریں کھڑے لوگوں کو چاہیے کہ بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کریں اسی طرح گاڑی وغیرہ پر سوار آدمی کو چاہیے کہ وہ پیدل آدمی کو سلام کرے ہر آنے والے شخص کو چاہیے کہ وہ مقامی مجلس کے لوگوں کو سلام میں پہل کرے۔

جو لوگ کھانے میں مشغول ہوں ان کو سلام نہیں کرنا چاہیے کیونکہ سلام کرنے والا اپنے سلام کے جواب کا منتظر رہتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کھانے والے روٹی کھانے کی وجہ سے سلام میں سستی کریں تو یہ شخص ناراض ہو جائے گا ہاں اگر سلام کرنے والا بھوکا ہو تو وہ

سلام کر سکتا ہے اس کے سلام کا مطلب یہ ہوگا کہ گویا یہ ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہونا چاہتا ہے۔
پیشاب پاخانہ یا کسی جہری گناہ میں آلودہ شخص کو سلام نہیں کرنا چاہیے اسی طرح تلاوت اور ذکر واذکار یا مطالعہ وتکرار میں مشغول شخص کو سلام نہیں کرنا چاہیے جہاں سلام کرنا جائز نہیں وہاں سلام سننے والوں پر جواب دینا بھی لازم نہیں ہے۔فقہاء کرام نے اشعار کے ایک طویل قصیدہ میں ان تمام مواضع کو ذکر کیا ہے جہاں سلام نہیں کرنا چاہیے فقہ کی کتابوں شامی وغیرہ میں وہ قصیدہ دیکھنا چاہیے۔

بَابُ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ

سوار پیدل پر اور قلیل کثیر پر سلام میں پہل کریں

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۵٦٤٠۔ حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي زِيَادٌ، أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سوار پیدل کو اور پیدل بیٹھنے والوں کو سلام کرے اور کم زیادہ کو۔

بَابُ مِنْ حَقِّ الْجُلُوسِ عَلَى الطَّرِيقِ رَدُّ السَّلَامِ

راستوں میں بیٹھنے کا حق یہ ہے کہ سلام کا جواب دیا کریں

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵٦٤١۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: كُنَّا قُعُودًا بِالْأَفْنِيَةِ نَتَحَدَّثُ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ: مَا لَكُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعُدَاتِ اجْتَنِبُوا مَجَالِسَ الصُّعُدَاتِ، فَقُلْنَا إِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَيْرِ مَا بَاسٍ قَعَدْنَا نَتَذَاكَرُ وَنَتَحَدَّثُ قَالَ: إِمَّا لَا فَأَدُّوا حَقَّهَا غَضُّ

الْبَصَرِ، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم صحن میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لا کر ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: تمہیں کیا ہے کہ راستوں کے سر پر مجلس قائم کرتے ہو۔ سرراہ مجلس قائم کرنے سے پرہیز کرو۔ ہم نے عرض کیا: ہم کسی نقصان کی غرض سے نہیں بیٹھے بلکہ ہم تو صرف بات چیت اور بحث و مباحثہ کرنے کے لیے بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم نہیں مانتے تو راستہ کا حق آنکھیں نیچی کر کے اور سلام کا جواب دے کر اور اچھی گفتگو سے ادا کرو۔

۵۶۴۲۔ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سرراہ بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لیے راستوں میں بیٹھنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کیونکہ ہم وہاں گفتگو کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم راستہ میں بیٹھنا پسند کرتے ہو تو راستہ کا حق ادا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا: اس کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا۔

۵۶۴۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ؛ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ هِشَامٍ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، كِلَاهُمَا عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

ان دونوں اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

تشریح:

''الافنیة'' اس کا مفرد فناء ہے گھر کے سامنے جگہوں کو کہتے ہیں۔ ''الصعدات'' اس کا مفرد صعید ہے راستوں کو کہتے ہیں۔ ''لغیر ما باس به'' یعنی کسی برے ارادے سے نہیں بیٹھتے ہیں ویسے گپ شپ کے لیے بیٹھتے ہیں۔ ''ما لنا بد'' یعنی بیٹھنا مجبوری ہے لہٰذا ضروری ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ

اہل کتاب کوسلام میں پہل کرنا ممنوع ہے

اس باب میں امام مسلم نے گیارہ احادیث کو بیان کیا ہے

٥٦٤٦ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ جَدِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تمہیں اہل کتاب السلام علیکم کہیں تو وعلیکم کہو۔

تشریح:

"وعلیکم" یہود کی شرارت وخباثت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ خبیث کسی مسلمان کو ملاقات کے وقت بھی معاف نہیں کرتے بلکہ سلام کی صورت میں دعا کی بجائے بددعا دیتے ہیں۔ جب صحابہ کرام کو سلام کرتے تو السلام علیکم کی جگہ زبان موڑ کر السام علیکم کہا کرتے تھے جس کا ترجمہ موت اور ہلاکت ہے اس وجہ سے آنحضرت نے فرمایا کہ تم ان کو جواب میں وعلیکم کہا کرو یعنی یہ موت وہلاکت تم پر ہو۔ بعض روایات میں صرف علیکم کا لفظ ہے وہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ وعلیکم میں تشریک کا خطرہ ہے۔

٥٦٤٧ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْنَا فَكَيْفَ نَرُدُّ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: قُولُوا وَعَلَيْكُمْ

صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: اہل کتاب ہمیں سلام کرتے ہیں، ہم انہیں کیسے جواب دیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم وعلیکم کہو۔

٥٦٤٨ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى بْنِ يَحْيَى قَالَ: يَحْيَى بْنُ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ

ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمُوا عَلَيْكُمْ يَقُولُ أَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ عَلَيْكَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہودیوں میں جب کوئی سلام کرے اور "السام علیکم" کہے تو تم "علیک" کہہ دو۔

تشریح:

یہود کی عداوت وخباثت اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ آنحضرت ﷺ کو بھی سلام میں بددعا دینے کی کوشش کرتے تھے "السام علیکم" بولتے تھے جس کا معنی یہ تھا کہ تجھ پر موت اور ہلاکت آجائے آنحضرت سنتے تھے اور سمجھتے تھے لیکن صرف وعلیکم سے جواب دیا کرتے تھے ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے سنا تو خوب جواب دیا جس پر آنحضرت نے فرمایا کہ اے عائشہ! نرمی کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں تم نرمی سے کام لو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کیا ان یہودیوں کی بات کو آپ نہیں سن رہے ہیں جو سلام میں بددعا دیتے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں سنتا ہوں اور جواب بھی دیتا ہوں ان کی بددعا میرے حق میں قبول نہیں ہوتی اور میری بددعا ان کے حق میں قبول ہوتی ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ صبر اور برداشت کا بڑا نمونہ موجود ہے۔ "الفحش" یعنی کمزور اور خلاف وقار بات کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے۔ "التفحش" یعنی تکلف کر کے فحش بات کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

٥٦٤٩۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَقُولُوا وَعَلَيْكَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا روایت کی طرح روایت کی ہے، اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم وعلیک کہہ دو۔

٥٦٥٠۔ وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ قَالَتْ: أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ: قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے "السام علیکم" (یعنی تم پر موت ہو) کہا۔ تو سیدہ عائشہؓ نے کہا بلکہ تم پر موت

اور لعنت ہو۔ رسول اللہ نے فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی پسند کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: آپ نے نہیں سنا۔ انہوں نے کیا کہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ''وعلیکم'' کہہ چکا ہوں۔

٥٦٥١ ـ حَدَّثَنَاهُ حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، جَمِيعًا، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ قُلْتُ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يَذْكُرُوا الْوَاوَ

ان دونوں اسناد سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ''وعلیکم'' کہہ چکا ہوں اور واؤ مذکور نہیں۔

٥٦٥٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ: وَعَلَيْكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَالذَّامُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَائِشَةُ لَا تَكُونِي فَاحِشَةً فَقَالَتْ: مَا سَمِعْتَ مَا قَالُوا؟ فَقَالَ: أَوَلَيْسَ قَدْ رَدَدْتُ عَلَيْهِمِ الَّذِي قَالُوا، قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس یہودیوں میں کچھ آدمیوں نے آکر کہا: ''السام علیک'' (تجھ پر موت ہو) اے ابوالقاسم! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وعلیکم'' حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا: بلکہ تم پر موت اور ذلت ہو۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! تم بدزبان نہ بنو۔ تو انہوں نے کہا: کیا آپ ﷺ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے ان کے قول کو ان پر واپس نہیں کر دیا، جو انہوں نے کہا۔ میں نے کہا: ''وعلیکم''۔

٥٦٥٣ ـ حَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَفَطِنَتْ بِهِمْ عَائِشَةُ فَسَبَّتْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْ يَا عَائِشَةُ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ وَزَادَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

اس سند سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ان کی بددعا کو جان لیا جو اسلام کے ضمن میں تھی۔ پھر حضرت عائشہؓ نے ان کو برا بھلا کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! رک جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ بدزبانی اور بدگوئی کو پسند نہیں کرتا اور مزید اضافہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے یہ آیت اس کے بعد نازل

کی واذا جاء وک ...اور جب یہ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ کو اس طرح سلام کرتے ہیں جس طرح اللہ نے آپ کو سلام نہیں کیا۔

٥٦٥٤۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: سَلَّمَ نَاسٌ مِنْ يَهُودَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَقَالَ: وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَغَضِبَتْ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ: بَلَى، قَدْ سَمِعْتُ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِمْ وَإِنَّا نُجَابُ عَلَيْهِمْ وَلَا يُجَابُونَ عَلَيْنَا

صحابی رسول حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو کہا: "السام علیک اے ابوالقاسم"۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وعلیکم"۔ سیدہ عائشہ نے غصہ میں آکر عرض کیا: کیا آپ ﷺ نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں بلکہ میں نے سنا اور پھر ان کو جواب دیدیا اور ہماری بددعا ان کے خلاف قبول ہوگی اور ان کی بددعا ہمارے خلاف قبول نہیں کی جائے گی۔

٥٦٥٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَبْدَءُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَى بِالسَّلَامِ، فَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ، فَاضْطَرُّوهُ إِلَى أَضْيَقِهِ

صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہود اور نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور جب تمہیں ان میں سے کوئی راستہ میں ملے تو اسے تنگ راستہ کی طرف مجبور کردو۔

تشریح:

"لا تبدؤا" یعنی یہود و نصاریٰ کو سلام میں ابتداء نہ کرو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم کو سلام میں ابتداء کرنا حرام ہے الایہ کہ سخت مجبوری ہو تو سلام میں ابتداء کرنا جائز ہوگا۔ اگر ناواقفی میں کافر کو سلام کیا تو اس طرح واپس کرنا چاہیے کہ "استرجعت سلامی" میں اپنا سلام واپس کررہا ہوں اگر غیر مسلم نے ابتداء میں سلام کیا تو صرف جواب دینا جائز ہے۔ مبتدع کو بھی ابتداء میں سلام نہیں کرنا چاہیے ہاں اگر مجبوری ہو تو صحیح ہے۔ اس حدیث میں ایک حکم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی یہودی عیسائی راستہ میں تمہیں ملے تو اس کو تنگ راستہ پر چلنے کی طرف مجبور کردو۔ مسئلہ کی وضاحت اس طرح ہے کہ اگر اہل کتاب میں سے کوئی ذمی تو اس کو کھلے راستے پر جانے کا حق نہیں ہے اسی طرح اگر مسلمان اور اہل کتاب ایک راستہ پر چل رہے ہوں اور راستہ مسلمانوں کے

لیے تنگ پڑ رہا ہو تو یہود و نصاریٰ کو کھلے راستے پر چلنے کا حق نہیں لہٰذا اس کو تنگ راستہ پر چلنے کا حکم دیا جائے گا اگر وہ اس پر عمل نہیں کرے گا تو دھکہ دیکر ان کو مجبور کیا جائے گا۔ ہائے افسوس یہ بھی ایک دور تھا کہ مسلمان یہود و نصاریٰ کو دھکے دیا کرتے تھے مگر جب مسلمانوں کے حکمران نااہل ہو گئے تو آج یہود و نصاریٰ مسلمانوں کو تنگ و تاریک مقام کی طرف دھکے دے رہے ہیں غیر مسلم کے سلام کے جواب میں ھداک اللہ کے الفاظ سے جواب دینا چاہیے۔

"فاضطروہ" یعنی کھلے راستے میں یہودی یا عیسائی ملے تو اس کو راستے کے تنگ حصہ کی طرف دھکیل دو کھلا راستہ ان ذمیوں کے لیے نہیں ہے آج کل یہود و نصاریٰ یہ معاملہ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے ہیں کیونکہ مسلمان غلام رہ گئے ہیں کیونکہ اس نے جہاد چھوڑ دیا ہے۔

۵۶۵۶۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، كُلُّهُمْ، عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ، إِذَا لَقِيتُمُ الْيَهُودَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: فِي أَهْلِ الْكِتَابِ وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ وَلَمْ يُسَمِّ أَحَدًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ

ان دونوں اسناد سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث مروی ہے لیکن حضرت وکیع کی روایت کردہ حدیث میں ہے، جب تمہاری یہود سے ملاقات ہو اور حضرت شعبہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے اہل کتاب کے بارے میں فرمایا اور حضرت جریر کی روایت کردہ حدیث میں ہے جب تم ان سے ملو اور مشرکین میں سے کسی کا نام نہیں ذکر فرمایا۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ

بچوں کو سلام کرنا مستحب ہے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵۶۵۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ لڑکوں کے پاس سے گزرے تو انہیں (لڑکوں کو) سلام کیا۔

۵۶۵۸۔ وحَدَّثَنِيهِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۵۶۵۹۔ وحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَيَّارٍ، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَحَدَّثَ ثَابِتٌ أَنَّهُ كَانَ يَمْشِي مَعَ أَنَسٍ، فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَحَدَّثَ أَنَسٌ أَنَّهُ كَانَ يَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ

حضرت یسار سے مروی ہے کہ میں ثابت بنانی کے ساتھ تھا۔ وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا اور ثابت نے حدیث روایت کی کہ وہ حضرت انس کے ساتھ چل رہے تھے۔ وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ان بچوں کو سلام کیا اور حدیث روایت کی حضرت انس نے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے آپ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے انہیں (بچوں کو) سلام کیا۔

تشریح:

"صبیان" بچوں کو کہتے ہیں ایک روایت میں غلمان کا لفظ ہے وہ بھی صبیان ہے اصولاً تو یہ ہے کہ بچے بڑوں کو سلام کرے لیکن شفقت اور رحمت کے طور پر آنحضرت نے چھوٹوں کو سلام میں پہل کیا ہے یہ اعلیٰ اخلاق کا نمونہ ہے باقی اگر مخلوط مجلس ہو اور اس پر کسی نے سلام کیا تو اس کی تفصیل اس طرح ہے:

"اختلاط" یعنی ایک ہی مجلس میں مسلم اور غیر مسلم جب بیٹھے ہوں تو ان کو سلام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسلمان کی نیت کر کے آدمی سلام کرے، اسی طرح فاسق مجاہر اور حالق لحیہ یعنی داڑھی منڈانے والا اگر نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوں تو صالحین کی نیت کر کے سلام کرنا چاہیے۔ حالق لحیہ اور فاسق مجاہر کو سلام کرنے میں پہل نہیں کرنا چاہیے۔

باب من جعل رفع الحجاب علامة الاذن

جس نے پردہ کا اٹھانا اجازت کی علامت قرار دی

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو بیان کیا ہے

۵۶۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُوَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ

بْنَ يَزِيدَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ، يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ يُرْفَعَ الْحِجَابُ، وَأَنْ تَسْتَمِعَ سِوَادِي، حَتَّى أَنْهَاكَ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: تیرے لیے میرے پاس آنے کی اجازت یہ ہے کہ پردہ اٹھا دیا جائے اور یہ کہ تم میری راز کی بات سن لو، یہاں تک کہ میں تمہیں منع کر دوں۔

تشریح:

''ان ترفع الحجاب ''یعنی گھر کے دروازہ کا پردہ اٹھاؤ اور میری باتیں سنو''سوادی'' ای اسراری یعنی ایسی پوشیدہ باتیں کہ اس کے کرنے کے وقت ایک جسم دوسرے کے جسم کے ساتھ لگ جائے تا کہ کوئی اور نہ سنے۔ حضور اکرم ﷺ کے گھر کے دروازہ پر بوریہ کا پردہ تھا حضرت ابن مسعود کو یہ خصوصی حیثیت حاصل تھی کہ صرف پردہ اٹھائیں اور اندر آجائیں ہاں اگر پردہ اٹھانے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے داخل ہونے سے منع کر دیا تو پھر اجازت نہیں ہوگی ورنہ صرف پردہ اٹھانا ہی اجازت تھی اس سے حضرت ابن مسعود کی شان عالی اور قرب نبوی کا خوب پتہ چلتا ہے عام نو وارد صحابہ خیال کرتے تھے کہ حضرت ابن مسعود حضور اکرم کے گھر کے افراد میں سے ایک فرد ہے ہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ حضرت ابن مسعود کا یہ آنا جانا بیٹھک کی حد تک تھا ازواج مطہرات سے پردہ تو لازم تھا گھر کی بے پردگی کبھی نہیں ہوئی۔ یہاں صیغہ یرفع ہے مشکوۃ شریف میں ترفع خطاب ہے تشریح اسی کے مطابق ہے۔

٥٦٦١۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، مِثْلَهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کی طرح مروی ہے۔

بَابُ إِبَاحَةِ الْخُرُوجِ لِلنِّسَاءِ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ

عورتوں کا قضاء حاجت کے لیے نکلنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

٥٦٦٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَمَا ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ لِتَقْضِيَ حَاجَتَهَا، وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيمَةً

تَفْرَعُ النِّسَاءَ جِسْمًا، لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا، فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: يَا سَوْدَةُ، وَاللّٰهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا، فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ، قَالَتْ: فَانْكَفَأْتُ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي، وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ، فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي خَرَجْتُ، فَقَالَ لِي عُمَرُ: كَذَا وَكَذَا، قَالَتْ: فَأُوحِيَ إِلَيْهِ، ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ، يَفْرَعُ النِّسَاءَ جِسْمُهَا، زَادَ أَبُو بَكْرٍ فِي حَدِيثِهِ: فَقَالَ هِشَامٌ يَعْنِي الْبَرَازَ،

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت سودہ پردہ دیے جانے کے بعد قضائے حاجت کے لیے باہر نکلیں اور وہ قد آور عورتوں میں بڑے قد والی عورت تھیں کہ پہچاننے والے سے پوشیدہ نہ رہ سکتی تھیں۔ انہیں حضرت عمر بن خطاب نے دیکھا تو کہا: اے سودہ اللہ کی قسم تم ہم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتیں۔ اس لیے آپ غور کریں کہ آپ باہر کیسے نکلیں گی۔ سیدہ عائشہ نے کہا کہ وہ یہ سنتے ہی واپس لوٹ آئیں اور رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں شام کا کھانا تناول فرمارہے تھے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہڈی تھی۔ وہ حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میں باہر نکلی اور حضرت عمر نے مجھے اس طرح کہا۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں اسی وقت آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی پھر وحی کی کیفیت منقطع ہوئی اور ہڈی آپ ﷺ کے ہاتھ میں رہی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تحقیق تمہیں اپنی حاجت کے لیے باہر جانے کی اجازت دیدی گئی ہے۔

٥٦٦٣۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: وَكَانَتِ امْرَأَةً يَفْرَعُ النَّاسَ جِسْمُهَا، قَالَ: وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى.

اس سند سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث منقول ہے اس روایت میں یہ ہے کہ ان کا قد لوگوں سے بلند تھا اور مزید یہ ہے کہ آپ ﷺ شام کا کھانا کھا رہے تھے۔

٥٦٦٤۔ وَحَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

٥٦٦٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أَزْوَاجَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ، إِذَا تَبَرَّزْنَ إِلَى الْمَنَاصِعِ وَهُوَ صَعِيدٌ أَفْيَحُ، وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْجُبْ نِسَاءَكَ، فَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ، فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ

زَمْعَةَ، زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي، عِشَاءً، وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيلَةً، فَنَادَاهَا عُمَرُ: أَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ، يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلَى أَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْحِجَابَ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رات کے وقت قضائے حاجت کے لیے جاتی تھیں اور وہ ایک کھلا میدان تھا اور عمر بن خطاب رسول اللہ سے عرض کرتے رہتے تھے کہ آپ اپنی ازواج کو پردہ کروادیں لیکن رسول اللہ ﷺ ایسا نہ کرتے تھے۔ پس حضرت سودہ بنت زمعہ زوجہ نبی کریم ﷺ راتوں میں سے کسی رات میں عشا کے وقت باہر نکلیں اور وہ دراز قد عورت تھیں۔ انہیں حضرت عمرؓ نے پکار کر کہا اے سودہ! ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ پردہ کے بارے میں احکام نازل ہونے کی حرص کرتے ہوئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے پردہ کے احکام نازل فرمائے۔

تشریح:

''تبرزن'' یہ براز سے ہے بول و براز اور قضائے حاجت کے لیے نکلنے کو کہتے ہیں ''الی المناصع'' مناصع جمع ہے اس کا مفرد منصع ہے بستی سے کچھ باہر عورتوں کے قضاء حاجت کے مقامات ہوتے ہیں وہی مقامات مراد ہیں مغرب کے بعد بستی کی عورتیں اکٹھی جا کر وہاں قضاء حاجت کے لیے بیٹھ جاتی ہیں آپس میں باتیں بھی کرتی ہیں اور بول و براز بھی پردہ کے اندر ہو کر کرتی ہیں یہ قبائل کا نقشہ ہے شہری لوگ اس کو نہیں سمجھتے ہیں اسی کو حضرت عائشہ نے دوسری حدیث میں ''عادتنا عادة العرب الاول'' سے یاد کیا ہے اور یہاں اس کو صعید افیح کہا ہے یعنی کھلا میدان چنانچہ قبائل کے لوگ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ میں صحراء میں جاتا ہوں آج کل یہ نظام ختم ہو گیا ہے۔

''احجب نسائک'' یعنی آپ اپنی ازواج کو پردہ کا حکم دیدیں آنحضرت چونکہ اپنی طرف سے کوئی حکم نافذ نہیں کرتے تھے اس لیے حکم الٰہی کا انتظار کیا حضرت عمرؓ نے دانستہ طور پر بعض ازواج کو ڈانٹا تا کہ حجاب کا حکم جلدی آجائے چنانچہ یہ حکم آگیا اب اس سے پہلے ایک حدیث میں ہے کہ حضرت سودہ پر حضرت عمر نے جو نکیر کی وہ حجاب کے نزول کے بعد تھا اور یہاں اس حدیث میں جو قصہ ہے یہ حجاب کے نزول سے پہلے کا ہے قصہ ایک ہی ہے تعدد پر حمل کرنا مشکل ہے اس لیے بظاہر کسی راوی سے وہم ہو گیا اور اسی نے حضرت عمر کے حضرت سودہ کے ساتھ اس قصہ میں حجاب کے بعد کا لفظ استعمال کیا یہ لفظ حجاب سے پہلے کا لفظ ہے۔

''تفرع'' یعنی حضرت سودہ لمبے قد کی تھی عورتوں پر آپ کی جسامت نمایاں تھی۔

٥٦٦٦ـ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ

شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث ہی کی طرح مروی ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْخَلْوَةِ بِالْأَجْنَبِيَّةِ

اجنبیات کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا حرام ہے

اس باب میں امام مسلمؒ نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

٥٦٦٧ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا وقَالَ ابْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا لَا يَبِيتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَاكِحًا أَوْ ذَا مَحْرَمٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگاہ رہو نکاح کرنے والے (شوہر) یا محرم کے علاوہ کوئی آدمی کسی شادی شدہ عورت کے پاس رات نہ گزارے۔

تشریح:

''الا ناکحا'' ناکح سے شوہر مراد ہے اور ذا المحرم سے وہ محرم مراد ہے جس سے کبھی بھی نکاح جائز نہ ہو خواہ نسب کی وجہ سے یا رضاعت کی وجہ سے یا مصاہرت کی وجہ سے ہو۔''الحمو'' قال اللیث بن سعد الحمو ھو اخو الزوج واقاربہ من ابناء العم ونحوھم اھ دیور اور شوہر کے دیگر رشتہ داروں کو الحمو کہتے ہیں۔

''الموت'' یعنی دیور خطرہ کے لحاظ سے موت کی مانند ہے کیونکہ رشتہ کی وجہ سے ان کا گھر میں آنا جانا زیادہ آسان ہوتا ہے تو فساد کے مواقع بھی زیادہ ہوتے ہیں عرب جب کسی کو کسی چیز سے ڈراتے ہیں تو کہتے ہیں ھو کالموت والاسد وکالنار۔

سوال: عام مسلمان اور خاص کر قبائل کے لوگ تو بھابھی کو ماں سے زیادہ مقدس سمجھتے ہیں تو اسلام کیوں ان پر شک شبہ کرتا ہے؟

جواب: اسلام فساد کا ہر راستہ ہر طرف سے بند کرتا ہے دنیا میں اگر چہ سارے دیور بھائی اور باپ کی جگہ ہوں گے مگر کسی نہ کسی جگہ میں کوئی بد بخت اور بد باطن بھی ہو سکتا ہے اس ایک کی وجہ سے اسلام نے سب پر اس خطرہ کا دروازہ بند کر دیا ہے۔

سوال: کیا دیور بالکل اجنبیوں کی طرح ہے یا کچھ فرق ہے؟

جواب: علماء فرماتے ہیں کہ دیور بالکل اجانب کی طرح نہیں ہے اگر گھر میں ماں باپ اور بھائی وغیرہ ہوں تو دیور کے آنے جانے کی گنجائش ہے لیکن اگر نئی نویلی دلہن ہے اور گھر خالی ہے تو دیور کا جانا جائز نہیں ہے۔

٥٦٦٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ: رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: الْحَمْوُ الْمَوْتُ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اجنبی) عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ انصار میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ دیور کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دیور تو موت ہے۔

٥٦٦٩۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، وَاللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، وَحَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، وَغَيْرِهِمْ، أَنَّ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ، حَدَّثَهُمْ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔

٥٦٧٠۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: وَسَمِعْتُ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ، يَقُولُ: الْحَمْوُ أَخُ الزَّوْجِ، وَمَا أَشْبَهَهُ مِنْ أَقَارِبِ الزَّوْجِ، ابْنُ الْعَمِّ وَنَحْوُهُ

حضرت لیث بن سعد سے مروی ہے کہ دیور سے خاوند کا بھائی اور جو اس کے مشابہ ہو خاوند کے رشتہ داروں میں سے چچازاد بھائی وغیرہ مراد ہیں۔

٥٦٧١۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، ح وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ جُبَيْرٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، حَدَّثَهُ أَنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ دَخَلُوا عَلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، وَهِيَ تَحْتَهُ يَوْمَئِذٍ، فَرَآهُمْ، فَكَرِهَ ذَلِكَ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: لَمْ أَرَ إِلَّا خَيْرًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَرَّأَهَا مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ، بَعْدَ يَوْمِي هَذَا، عَلَى مُغِيبَةٍ، إِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوِ اثْنَانِ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ بنی ہاشم میں سے چند آدمی حضرت اسماء بنت عمیس کے پاس گئے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق بھی تشریف لے آئے اور یہ ان دنوں ان کے نکاح میں تھیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی

اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو اس بات کو ناپسند کیا۔ حضرت ابوبکر نے پھر اس کا ذکر رسول ﷺ سے کیا کہ میں نے اس میں سوائے بھلائی و نیکی کے کوئی بات نہیں دیکھی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو پاک رکھا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: کوئی آدمی آج کے بعد کسی عورت کے پاس اس کے خاوند کی غیر موجودگی میں نہ جائے۔ ہاں اگر اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہوں تو پھر حرج نہیں۔

باب الرجل يكون مع زوجته خاليا ثم يدفع التهمة

آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ تنہائی میں ہونے اور پھر تہمت دور کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلمؒ نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٥٦٧٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ مَعَ إِحْدَى نِسَائِهِ، فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ فَدَعَاهُ، فَجَاءَ، فَقَالَ: يَا فُلَانُ هٰذِهِ زَوْجَتِي فُلَانَةُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ كُنْتُ أَظُنُّ بِهِ، فَلَمْ أَكُنْ أَظُنُّ بِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کی ازواج مطہرات میں سے ایک زوجہ تھیں کہ آپ کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ آپ ﷺ نے اسے بلایا وہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں! یہ میری بیوی ہے۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کون ہوتا ہوں کہ میں ایسا گمان کروں اور نہ ہی میں نے آپ ﷺ کے بارے میں ایسا گمان کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

تشریح:

''احدیٰ نسائہ'' یہ حضرت صفیہ تھیں آنحضرت مسجد میں اعتکاف میں تھے یہ کسی کام سے آنحضرت سے ملنے آئی تھیں۔

''رجل'' یہاں ایک آدمی کا ذکر ہے آئندہ روایت میں دو آدمیوں کا ذکر ہے شاید ابتداء میں ایک ہو پھر دو ہو گئے یا راوی کو وہم ہو گیا اور دو کے بجائے ایک، کا ذکر کیا شارحین نے لکھا ہے کہ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کون صحابہ تھے لیکن ابن عطار نے شرح العمدہ میں لکھا ہے کہ یہ اُسید بن حضر اور عباد بن بشر تھے۔

''من کنت اظن بہ'' یعنی میں اگر کسی کے بارے میں بدگمانی کروں تو اس کا امکان ہے لیکن آپ کے بارے میں بدگمانی کا کوئی امکان نہیں ہے میرے خیال میں اس جملہ کا یہ ترجمہ زیادہ بہتر ہے مترجمین نے اور انداز سے ترجمے کیے ہیں جو الفاظ کے

مطابق نہیں ہیں "مجری الدم" بعض علماء نے اس کو مجاز پر حمل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سے مراد وسوسہ ڈالنا ہے شیطان خود اندر نہیں جاتا ہے دیگر علماء نے اس کو حقیقت پر حمل کیا ہے کہ شیطان خود اندر داخل ہوتا ہے اور خون کے ساتھ اندر گھومتا ہے یہ مطلب زیادہ واضح ہے کیونکہ شیطان بین الاقوامی بے غیرت ہے یہ کسی بھی جا سکتا ہے۔

٥٦٧٣ ـ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا، فَأَتَيْتُهُ أَزُورُهُ لَيْلًا، فَحَدَّثْتُهُ، ثُمَّ قُمْتُ لِأَنْقَلِبَ، فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِي، وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى رِسْلِكُمَا، إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَرًّا أَوْ قَالَ شَيْئًا

ام المؤمنین صفیہ بنت حیی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ معتکف تھے۔ میں رات کے وقت آپ ﷺ سے ملاقات کرنے آئی میں نے آپ ﷺ سے گفتگو کی پھر واپس لوٹنے کے لیے کھڑی ہوئی تو آپ ﷺ مجھے رخصت کرنے کے لیے اٹھے اور ان کی رہائش اسامہ بن زید کے گھر میں تھی۔ دو انصاری آدمی گزرے۔ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو جلدی جلدی چلنے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی چال ہی میں چلو۔ یہ صفیہ بنت حیی ہے۔ انہوں نے عرض کیا: سبحان اللہ! یا رسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کے اندر شیطان خون کی طرح چلتا ہے اور مجھے خوف ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کوئی بری بات نہ ڈال دے اور کچھ فرمایا۔

٥٦٧٤ ـ وحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ، فِي اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ، فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً، ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ، وَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْلِبُهَا، ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَعْمَرٍ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَلَمْ يَقُلْ يَجْرِي.

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے آپ کے اعتکاف میں مسجد میں ملاقات کرنے کے لیے رمضان کے آخری عشرہ میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے آپ ﷺ سے تھوڑی دیر گفتگو کی پھر واپسی کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں اور نبی کریم ﷺ بھی انہیں رخصت کرنے کے لیے اٹھے۔ باقی حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح

ہے۔اس روایت میں یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان انسان میں خون پہنچنے کی جگہ تک پہنچ جاتا ہے۔ دوڑنے کا ذکر نہیں کیا۔

بَابُ مَنْ أَتَى مَجْلِسًا فَوَجَدَ فُرْجَةً فَجَلَسَ فِيهَا

اس شخص کا بیان جس نے مجلس میں جگہ پالی تو اس میں بیٹھ گیا

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٥٦٧٥ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّ أَبَا مُرَّةَ، مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ، إِذْ أَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلَاثَةٌ، فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَهَبَ وَاحِدٌ، قَالَ فَوَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا، وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ؟ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللَّهِ، فَآوَاهُ اللَّهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا، فَاسْتَحْيَا اللَّهُ مِنْهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ، فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت ابو واقد لیثی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھنے والے تھے اور صحابہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے کہ تین آدمی آئے ان میں دو تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک چلا گیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے مجلس میں جگہ دیکھی تو وہاں جا کر بیٹھ گیا اور دوسرا ان کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا پیٹھ پھیر کر جانے لگا جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: کیا میں تمہیں تین آدمیوں کے بارے میں خبر نہ دوں۔ ان میں سے ایک نے اللہ سے ٹھکانہ طلب کیا تو اللہ نے اسے ٹھکانہ دیدیا۔ دوسرے نے حیا کی اللہ بھی اس سے حیا کرے گا اور تیسرے نے اعراض کیا اللہ بھی اس سے اعراض کرے گا۔

٥٦٧٦ـ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا حَرْبٌ وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ، ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا حَبَّانُ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، قَالَا: جَمِيعًا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، أَنَّ إِسْحَاقَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، حَدَّثَهُ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ، فِي الْمَعْنَى

ان دونوں اسناد سے بھی یہ حدیث معنی کے اعتبار سے مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ إِقَامَةِ الْإِنْسَانِ مِنْ مَوْضِعِهِ وَالْجُلُوسُ فِيهِ

کسی انسان کو اس کی جگہ سے اٹھانا اور خود وہاں بیٹھنا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

٥٦٧٧ ـ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ

حضرت (عبداللہ) ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی کسی آدمی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے اور پھر اس کی جگہ خود بیٹھ جائے۔

٥٦٧٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي ح، وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ، كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، وَأَبُو أُسَامَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهِ، ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ وَلَكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا: کوئی آدمی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ پھر اس جگہ خود بیٹھ جائے البتہ جگہ فراخ کر دیا کرو اور وسعت سے کام لو۔

٥٦٧٩ ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ، وَأَبُو كَامِلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، ح وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ كُلُّهُمْ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِي الْحَدِيثِ وَلَكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا وَزَادَ فِي حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قُلْتُ: فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَغَيْرِهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث لیث کی طرح روایت کی ہے لیکن اس حدیث میں تفسحوا وتوسعوا مذکور نہیں۔ علامہ ابن جریج نے اپنی روایت کردہ حدیث میں نیا اضافہ کیا ہے کہ میں نے پوچھا کیا یہ حکم جمعہ میں بھی ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! یہ حکم جمعہ وغیرہ سب کے لیے ہے۔

۵۶۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، ثُمَّ يَجْلِسُ فِي مَجْلِسِهِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ، إِذَا قَامَ لَهُ رَجُلٌ عَنْ مَجْلِسِهِ، لَمْ يَجْلِسْ فِيهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھے اور حضرت عبداللہ بن عمر کے لیے جب کوئی آدمی اپنی جگہ سے اٹھتا تو وہ اس کی جگہ پر نہ بیٹھتے تھے۔

۵۶۸۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح روایت کی گئی ہے۔

۵۶۸۲۔ وَحَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ لِيُخَالِفْ إِلَى مَقْعَدِهِ، فَيَقْعُدَ فِيهِ وَلَكِنْ يَقُولُ افْسَحُوا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر خود نہ بیٹھے لیکن یوں کہو: کشادہ ہو جاؤ۔

بَابُ إِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ عَادَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ

کوئی شخص مجلس سے اٹھا پھر لوٹ کر آ گیا تو وہ اپنی جگہ کا زیادہ حقدار ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۵۶۸۳۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، وَقَالَ قُتَيْبَةُ: أَيْضًا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ وَفِي حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ

صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھڑا ہو جائے اور حضرت ابو عوانہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے جو آدمی اپنی جگہ سے اٹھ گیا پھر اس کی طرف لوٹ آیا تو وہ اس جگہ (بیٹھنے) کا زیادہ حقدار ہے۔

بَابُ مَنْعِ الْمُخَنَّثِ مِنَ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ الْأَجَانِبِ

اجنبیات پر مخنث کا داخل ہونا منع ہے

اس باب میں امام مسلمؒ نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٥٦٨٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، أَيْضًا وَاللَّفْظُ هَذَا، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ مُخَنَّثًا كَانَ عِنْدَهَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ لِأَخِي أُمِّ سَلَمَةَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ إِنْ فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا، فَإِنِّي أَدُلُّكَ عَلَى بِنْتِ غَيْلَانَ، فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ، قَالَ فَسَمِعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا يَدْخُلْ هَؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک مخنث تھا اور رسول اللہ ﷺ گھر میں موجود تھے۔ تو اس مخنث نے حضرت ام سلمہ کے بھائی سے کہا: اے عبداللہ بن امیہ اگر اللہ تعالی نے تمہیں کل طائف پر فتح عطا کر دی تو میں تجھے غیلان کی بیٹی کے بارے میں راہنمائی کر دیتا ہوں کہ وہ چار سلوٹوں سے آتی ہے اور آٹھ سلوٹوں سے جاتی ہے۔ یعنی خوب موٹی ہے۔ اس سے رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سنی تو ارشاد فرمایا: ایسے لوگ تمہارے پاس نہ آیا کریں۔

تشریح:

''ان مخنثا'' میم پر ضمہ ہے خ پر زبر ہے نون پر شد کے ساتھ زبر بھی جائز ہے اور زیر بھی جائز ہے یہ اس شخص کو کہتے ہیں جو نہ مذکر ہو اور نہ مؤنث ہو اس کے اعضاء عورتوں کی طرح ہوں اور ان کی حرکات وسکنات اور گفتگو اور آواز عورتوں کی طرح ہو مخنث دو قسم پر ہوتا ہے ایک وہ ہے جو بطور تخلیق مخنث پیدا ہوا ہو یہ معذور ہے اس پر کوئی عتاب وعقاب نہیں ہے دوسرا وہ مخنث ہے جس نے کسی اغراض دنیویہ کے لیے اپنے آپ کو مخنث اور ہیجڑا بنایا ہو جس طرح آج کل چوراہوں اور سڑکوں پر عورتوں کے لباس میں گھومتے پھرتے ہیں یہ ملعون ہیں اور ان کے لیے سخت عذاب ہے اس حدیث میں جس مخنث کا ذکر ہے اس کا نام ''ہیت'' تھا طائف کے قلعہ کے محاصرہ کے دوران اس نے حضرت ام سلمہ کے بھائی عبداللہ بن امیہ سے کہا کہ کل جب طائف کا قلعہ فتح ہو جائے گا تو میں قید میں آنے والی غیلان کی بیٹی تم کو دکھاؤں گا یہ اتنی موٹی ہے کہ دیکھنے کے قابل ہے۔

"بنت غیلان" غیلان طائف کے سرداروں میں سے تھا مسلمان ہو گیا تھا ان کی بیٹی کا نام بادیہ تھا

"تقبل باربع" یعنی چار سلوٹوں سے آتی ہیں اور آٹھ سلوٹوں سے جاتی ہیں عورت جب فربہ اور موٹی ہوتی ہے تو اس کے پیٹ میں سلوٹیں اور شکنیں بنتی ہیں اس مخنث نے اسی کا ذکر کیا ہے چار اور آٹھ سلوٹوں کی بات اس طرح ہے کہ سامنے کی طرف پیٹ میں چار سلوٹیں ہیں تو آنے کے وقت یہ نظر آتی ہے لیکن یہ چار سلوٹیں جب پیٹھ اور کمر کی طرف جاتی ہیں تو کمر میں سلوٹ نہیں ہوتی ہے یہ سلوٹیں کمر سے پہلے دونوں پہلوؤں پر جا کر رک جاتی ہیں اب چار سلوٹیں دائیں پہلو میں اور چار سلوٹیں بائیں پہلو میں بن جاتی ہیں تو عورت آٹھ سلوٹوں سے لوٹ کر جاتی ہیں۔

"لا یدخل ھولاء" یعنی یہ مخنث آج کے بعد ازواج مطہرات پر داخل نہ ہو جائے آنحضرت کا خیال تھا کہ یہ مخنث عورتوں کے محاسن اور خدوخال سے واقف نہیں ہوتے ہیں تو یہ "غیر اولی الاربة من الرجال" ہیں جس کا عورتوں پر داخل ہونا جائز ہے لیکن جب اس مخنث کی ایسی باتیں سنیں جس میں اس نے ٹھیک ٹھیک عورتوں کے محاسن کا ذکر کیا تو آنحضرت نے منع کر دیا بلکہ مخنثوں کو مدینہ شہر سے نکال دیا۔

٥٦٨٥ ـ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَنَّثٌ فَكَانُوا يَعُدُّونَهُ مِنْ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ، قَالَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، وَهُوَ يَنْعَتُ امْرَأَةً، قَالَ: إِذَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَتْ بِأَرْبَعٍ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ أَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَرَى هَذَا يَعْرِفُ مَا هَاهُنَا لَا يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُنَّ قَالَتْ: فَحَجَبُوهُ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس ایک مخنث آیا کرتا تھا اور لوگ اسے جنسی خواہش نہ رکھنے والوں میں شمار کیا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ ایک دن تشریف لائے تو وہ آپ ﷺ کی بعض بیویوں کے پاس بیٹھا ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا اس نے کہا: جب وہ آتی ہے تو چار سلوٹوں سے آتی ہے اور جب جاتی ہے تو آٹھ سلوٹوں سے جاتی ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ مخنث جو چیز یہاں دیکھتا ہوگا (ہوسکتا ہے کہ دوسری جگہ جا کر بیان کرے) یہ تمہارے پاس نہ آیا کرے۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ پھر لوگوں نے اس سے پردہ کروا دیا۔

بَابُ جَوَازِ إِرْدَافِ الْمَرْأَةِ الْأَجْنَبِيَّةِ القريبة أَعْيَتْ فِي الطَّرِيقِ

چلنے سے عاجز قرابت والی اجنبی عورت کو سوار کرانا جائز ہے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٥٦٨٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَبُو كُرَيْبٍ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوكٍ وَلَا شَيْءٍ، غَيْرَ فَرَسِهِ، قَالَتْ: فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ، وَأَكْفِيهِ مَئُونَتَهُ وَأَسُوسُهُ وَأَدُقُّ النَّوَى لِنَاضِحِهِ، وَأَعْلِفُهُ، وَأَسْتَقِي الْمَاءَ وَأَخْرِزُ غَرْبَهُ وَأَعْجِنُ، وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ، وَكَانَ يَخْبِزُ لِي جَارَاتٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ، قَالَتْ: وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِي، وَهِيَ عَلَى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ قَالَتْ: فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي، فَلَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَدَعَانِي، ثُمَّ قَالَ: إِخْ إِخْ لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ، قَالَتْ: فَاسْتَحْيَيْتُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَحَمْلُكِ النَّوَى عَلَى رَأْسِكِ أَشَدُّ مِنْ رُكُوبِكِ مَعَهُ، قَالَتْ: حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ، بَعْدَ ذَلِكَ، بِخَادِمٍ فَكَفَتْنِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَتْنِي

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت زبیر نے مجھ سے نکاح کیا اور ان کے پاس نہ زمین تھی، نہ مال، نہ خادم اور نہ کوئی چیز ایک گھوڑا کے سوا اور کوئی چیز نہیں تھی۔ میں ان کے گھوڑے کو چارہ ڈالتی تھی اور ان کی طرف سے اس کی خبر گیری اور خدمت کرتی تھی اور ان کے اونٹ کے لیے گٹھلیاں کوٹتی تھی۔ اس کو گھاس ڈالتی تھی اور پانی پلاتی تھی اور اس کے ذریعہ پانی نکالتی اور آٹا گوندھتی تھی لیکن میں اچھی روٹی نہ پکا سکتی تھی اور میری انصار ہمسائیاں مجھے روٹی پکا دیتی تھیں اور وہ بڑے اخلاص والی عورتیں تھیں اور میں حضرت زبیر کی اس زمین سے اپنے سر پر گٹھلیاں لاتی تھی جو انہیں رسول اللہ ﷺ نے عطا کی تھی اور وہ زمین دو تہائی فرسخ دور تھی میں ایک دن اس حال میں آئی کہ میرے سر پر گٹھلیاں تھیں۔ میری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوگئی اور آپ کے اصحاب میں سے چند آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے مجھے بلایا پھر اونٹ بٹھانے کے لیے اخ اخ کہا تاکہ آپ مجھے پیچھے سوار کر لیں۔ فرماتی ہیں، مجھے حیا آئی اور (اے زبیر) تیرے غیرت میں سے واقف تھی۔ تو حضرت زبیر نے کہا: تیرا اپنے گٹھلیاں اٹھانا مجھے آپ ﷺ کے ساتھ سوار ہونے سے زیادہ دشوار تھا یہاں تک کہ حضرت ابوبکر نے اس واقعہ کے بعد میرے پاس ایک خادمہ بھیج دی پھر اس نے مجھے گھاس کے کام سے دور کر دیا، گویا اس خادمہ نے مجھے آزاد کر دیا۔

تشریح:

"مؤنته" یعنی گھوڑے کی خدمت کے لیے کافی ہو جاتی تھی "واسوسه" یہ ساس یسوس نصر سے سیاست کرنے اور خدمت کر کے سنبھالنے کو کہتے ہیں "ادق النوی" گھٹلیاں کوٹنے کو کہتے ہیں اونٹوں کو کھلانے کے لیے ایسا ہوتا تھا "واخرز" یہ خرز سے ہے باب سمع سے ہے سی لینے کو کہتے ہیں "غربه" پانی کے بڑے ڈول کو کہتے ہیں۔ "اعجن" آٹا گوندھنے کو کہتے ہیں "اقطعه" یعنی آنحضرت نے یہ زمین زبیر بن عوام کو الگ کر کے دیدی تھی "فرسخ" ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے "اخ اخ" یہ کلمہ اونٹ بٹھانے کے لیے بولا جاتا ہے یعنی بیٹھ جا بیٹھ جا تاکہ اسماء اس پر سوار ہو جائے یہ آنحضرت کی خصوصیات میں سے ہے ویسے بھی حضرت اسماء حضرت عائشہ کی بہن تھی بالکل اجنبی عورت تو نہیں تھی۔ "اَعْتَقَتْنِی" یعنی اس خادمہ لڑکی نے میری خدمت سنبھال لی گویا اس نے مجھے غلامی سے آزاد کیا۔

٥٦٨٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ أَسْمَاءَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَخْدُمُ الزُّبَيْرَ خِدْمَةَ الْبَيْتِ، وَكَانَ لَهُ فَرَسٌ، وَكُنْتُ أَسُوسُهُ، فَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْخِدْمَةِ شَيْءٌ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ سِيَاسَةِ الْفَرَسِ، كُنْتُ أَحْتَشُّ لَهُ وَأَقُومُ عَلَيْهِ وَأَسُوسُهُ، قَالَ: ثُمَّ إِنَّهَا أَصَابَتْ خَادِمًا، جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَأَعْطَاهَا خَادِمًا، قَالَتْ: كَفَتْنِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ، فَأَلْقَتْ عَنِّي مُؤْنَتَهُ، فَجَاءَنِي رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أُمَّ عَبْدِ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ فَقِيرٌ، أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَ فِي ظِلِّ دَارِكِ، قَالَتْ: إِنِّي إِنْ رَخَّصْتُ لَكَ أَبَى ذَاكَ الزُّبَيْرُ، فَتَعَالَ فَاطْلُبْ إِلَيَّ، وَالزُّبَيْرُ شَاهِدٌ، فَجَاءَ فَقَالَ: يَا أُمَّ عَبْدِ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ فَقِيرٌ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَ فِي ظِلِّ دَارِكِ، فَقَالَتْ: مَا لَكَ بِالْمَدِينَةِ إِلَّا دَارِي؟ فَقَالَ لَهَا الزُّبَيْرُ: مَا لَكِ أَنْ تَمْنَعِي رَجُلًا فَقِيرًا يَبِيعُ؟ فَكَانَ يَبِيعُ إِلَى أَنْ كَسَبَ، فَبِعْتُهُ الْجَارِيَةَ، فَدَخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ وَثَمَنُهَا فِي حَجْرِي، فَقَالَ: هَبِيهَا لِي، قَالَتْ: إِنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهَا

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں حضرت زبیر کے گھر کام کاج کرتی تھی اور ان کا گھوڑا تھا اور میں اس کی دیکھ بھال کرتی اور میرے لیے گھوڑے کی دیکھ بھال سے زیادہ سخت کوئی کام نہ تھا میں اس کے لیے گھاس دیتی اور دیکھ بھال کرتی۔ پھر انہیں ایک خادمہ مل گئی کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کچھ قیدی پیش کیے گئے تو آپ نے ان میں سے ایک خادم انہیں عطا کر دیا۔ کہتی ہیں اس نے میرے گھوڑے کی دیکھ بھال کرنے کی مشقت کو اپنے سر پر ڈال لیا۔ ایک آدمی نے آ کر کہا: اے ام عبداللہ! میں غریب آدمی ہوں۔ میں نے تیرے گھر کے سایہ میں خرید

وفروخت کرنے کا ارادہ کیا ہے۔انہوں نے کہا: میں اگر تجھے اجازت دے بھی دوں لیکن زبیر انکار کریں گے اس لیے اس وقت آکر اجازت طلب کرو جب زبیر گھر پر موجود ہوں۔ پھر وہ آیا اور عرض کیا: اے ام عبداللہ میں غریب آدمی ہوں۔میں نے آپ کے گھر کے سایہ میں خرید وفروخت کرنے کا ارادہ کیا ہے ۔اسماء نے کہا: کیا تیرے لیے میرے گھر کے علاوہ پورے مدینہ میں کوئی اور جگہ نہیں ہے؟ تو اسماء سے حضرت زبیر نے کہا: تجھے کیا ہو گیا ہے تو ایک ضرورت مند آدمی کو خرید وفروخت سے منع کر رہی ہے۔پس وہ دوکانداری کرنے لگا اور خوب کمائی کی اور میں نے وہی باندی اس کے ہاتھ فروخت کر دی۔ پس حضرت زبیر اس حال میں آئے کہ میرے پاس اس کی قیمت میری گود میں تھی۔تو انہوں نے کہا: اس رقم کو میرے لیے ہبہ کر دو۔اسماء نے (جواباً) کہا: میں انہیں صدقہ کر چکی ہوں۔

تشریح:

"احتش له" یہ حشیش سے ہے گھاس کھلانے کو کہتے ہیں "فی ظل دارک" یعنی آپ کے گھر کے سایہ میں جگہ بنا کر سامان فروخت کروں گا میں فقیر آدمی ہوں حضرت اسماء نے اجازت نہیں دی اور کہا کہ مدینہ میں میرے گھر کے سوا کوئی اور گھر نہیں جس کے سایہ میں تم بیٹھ جاؤ، مگر حضرت زبیر نے اجازت دیدی اس شخص نے خوب کمایا پھر حضرت اسماء نے اپنی لونڈی اس پر فروخت کر دی پیسہ حضرت زبیر نے لیا یہ اسماء بنت ابی بکر تھیں حضرت عائشہ کی سوتیلی بہن تھیں بڑی بہادر عورت تھیں حجاج بن یوسف کو سخت جواب دیا عبداللہ بن زبیر کے ساتھ مکہ میں تھیں دونوں کی قبریں المعلاۃ کے قبرستان میں ساتھ ساتھ ہیں۔

بَابُ تَحْرِيمِ مُنَاجَاةِ الاثْنَيْنِ دُونَ الثَّالِثِ

تیسرے کو چھوڑ کر دو کے آپس میں سرگوشی کرنا منع ہے

اس باب میں امام مسلمؒ نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

٥٦٨٨ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ، فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تین آدمی ہوں تو دو آدمی ایک کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں۔

٥٦٨٩ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ، كُلُّهُمْ، عَنْ

عُبَيْدِ اللّٰهِ، ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَابْنُ رُمْحٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ، وَأَبُو كَامِلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَيُّوبَ بْنَ مُوسَى، كُلُّ هَؤُلَاءِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ

حضرت عبداللہ بن عمر کی نبی کریم ﷺ سے یہ مذکورہ بالا حدیث مالک ان اسناد سے بھی مروی ہے۔

۵۶۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الْآخَرِ، حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ مِنْ أَجْلِ أَنْ يُحْزِنَهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں۔ یہاں تک کہ تم اور لوگوں سے مل جاؤ۔ اس کی دل آزاری کی وجہ سے۔

۵۶۹۱۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً، فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا، فَإِنَّ ذَلِكَ يُحْزِنُهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی اپنے (تیسرے) ساتھی کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کیا کرو کیونکہ اس سے اس کی دل آزاری ہوگی۔

۵۶۹۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

ان دونوں اسناد سے بھی مذکورہ بالا حدیث (کہ جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی اپنے تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کرو کیونکہ اس سے اس کی دل آزاری ہوگی) مروی ہے۔